تعال الى حيث النكهة
مارلبورو
رمز الجودة والنكهة
Marlboro

تعال الى حيث النكهة
مارلبورو
رمز الجودة والنكهة
Marlboro

آزادی کی کہانی انگریزوں کی زبانی

مصنف: غلام حیدر
مبصر: ڈاکٹر [illegible]
قیمت: [illegible] روپے
ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

بچوں کے ادیب کی حیثیت سے غلام حیدر کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے وہ ایک عرصے سے بچوں کے لیے دلچسپ اور مفید کتابیں لکھ رہے ہیں۔ اس کے لیے انھوں نے بچوں کا ادبی ٹرسٹ بھی قائم کیا ہے۔ اور خوشی کی بات ہے کہ ان کی متعدد کتابوں کو انعام بھی ملا ہے

"آزادی کی کہانی انگریزوں اور اخباروں کی زبانی" ان کی تازہ ترین تصنیف ہے بچوں کے لیے یہ کہانی انھوں نے اخباروں اور انگریزوں کے بیانات کی مدد سے لکھی ہے۔ اور جس ٹیکنیک میں یہ کہانی لکھی گئی ہے اس نے اس کہانی کو بہت دلچسپ اور موثر بنا دیا ہے جیسا کہ کتاب کی ابتدا میں غلام حیدر نے لکھا ہے "ہم اس کہانی کو تمھیں اس طرح سنائیں گے جیسے تم فلم دیکھتے ہو کبھی ایک سین پھر بدل کر دوسرا سین پھر تیسرا [illegible] کا کچھ حصّہ۔ اس طرح کہانی کی خاص خاص باتیں تمھارے سامنے ابھر کر آجائیں گی" اس کتاب کو پڑھ کر بلا خوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے غلام حیدر اس ٹیکنیک کو برتنے میں کامیاب ہیں۔

آج کے دور میں جب علاحدگی پسندی کا دور دورہ ہے وطن کی سالمیت اور اتحاد کو زبردست خطرہ درپیش ہے بچوں کو یہ کہانی ضرور سنانی چاہیے تاکہ وہ جان سکیں کہ ان کے بزرگوں نے جن کا تعلق ہر مذہب ہر صوبے اور ہر زبان سے تھا کس طرح مل کر کیا کیا قربانیاں دے کر ملک کو آزادی دلائی اور اُن کو آزاد ملک دیا۔

اپنے قومی رہنماؤں، ان کے کردار ان کے کاموں کو ہم بھولتے جا رہے ہیں۔ ہمارے بچے تو ان کے بارے میں جانتے ہی نہیں۔ اس لحاظ سے یہ کتاب وقت کی ضرورت ہے انھوں نے جس موثر انداز سے وطن کی محبت اور اخباروں کی اہمیت کے بارے میں بتایا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بچوں سے باتیں کرنے کے گُر سے بخوبی واقف ہیں۔

اس کتاب کو لکھنے کے لیے انھیں جس تحقیق کی ضرورت پڑی اور جس عرق ریزی سے انھوں نے اس کام کو کیا ہے وہ قابلِ داد ہے۔ ان کو زبان و بیان پر غیر معمولی قدرت حاصل ہے۔ وہ واقعات میں کہانی پن کو خوبصورتی سے شامل کر دیتے ہیں [illegible] [illegible] وحدت کی [illegible] نہیں ہے۔ انھوں نے ایسے بزرگوں کی [illegible] [illegible] حاصل کی جو [illegible] دل و دماغ کے تھے اور سیکولر ذہن کے مالک

کا آغاز ہوا ہے۔ کتاب کی رسم اجرا ممتاز نقاد شمس الرحمٰن فاروقی نے [illegible]
کرنل بشیر حسین زیدی نے کی۔ جلسہ کی صدارت جناب سید حامد سابق وائس چانسلر علی گڑھ
مسلم یونی ورسٹی نے فرمائی۔ جلسہ کا اہتمام مہدی نظمی سکریٹری ابوطالب اکیڈمی اور جناب
ذہین نقوی نے کیا تھا۔

"سانحۂ کربلا بطور شعری استعارہ" میں ان علامتی ابعاد سے بحث کی گئی ہے جو اردو شاعری
بالخصوص عہد حاضر کی نئی غزل اور نئی نظم میں ظاہر ہوئے ہیں۔ یوں تو اس عظیم سانحہ
کے انسانی آفاقی، تخلیقی استعمال کا سراغ میر تقی میر، ذوق، و مومن و داغ کی شاعری تک میں ملتا
ہے، لیکن یہ اشعار اپنی پوری شان سے علامہ اقبال اور مولانا محمد علی جوہر کی شاعری میں نمایاں
ہوا ہے۔ گوپی چند نارنگ کا خیال ہے کہ عہد حاضر میں سانحۂ کربلا اور اس کے متعلقات مرثیے کی
روایتی شاعری سے بالکل ہٹ کر عام شاعری یعنی جدید غزل اور نظم میں نئی معنیاتی کیفیت کے
ساتھ نمایاں ہو رہے ہیں۔ نارنگ صاحب نے وضاحت کی ہے کہ ایسی شاعری کا بڑا حصہ مزاحمتی
ادب کی ذیل میں آتا ہے جو تیسری دنیا کی شاعری کا خاص رجحان ہے۔ معنیاتی توسیع و تقلیب
کے عمل سے گزرنے کے بعد اس میں ایک آفاقی شان پیدا ہو گئی ہے، جس کا اطلاق تمام انسانی
برادری کی عوامی صورت حال اور موجودہ عہد میں سماجی و سیاسی استعداد و استحصال کے
خلاف نبرد آزما ہونے کی خصوصی صورت حال پر بھی ہو سکتا ہے۔

اس موقع پر، پروفیسر گوپی چند نارنگ کے شاگردوں اور معترفین نے ان کی خدمات
کے اعتراف اور اپنے خلوص کے اظہار کے طور پر ان کی خدمت میں ایک نفیس شال پیش کی،
ان میں ڈاکٹر حنیف کیفی، ڈاکٹر صغرا مہدی، ڈاکٹر فرحت حسین، ڈاکٹر محمد صابرین، جناب [illegible]
ڈاکٹر صادقہ ذکی، فریاد آزر، ضیاء الرحمٰن صدیقی، تحسین احمد شاہ، اور جمیل اختر کے اسماے گرامی
خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اس یادگار تقریب کے محرک تھے جناب مہدی نظمی اور جناب
ذہین نقوی۔ دونوں نے فکر انگیز انداز میں اظہار خیال کیا۔ اس جلسے میں [illegible]
اور ڈاکٹر انیس اشفاق، امروہہ سے ڈاکٹر امام مرتضیٰ نقوی، اور دہلی سے [illegible]
ظہیر احمد صدیقی، ڈاکٹر شارب ردولوی، پنڈت آنند موہن زتشی، گلزار دہلوی، [illegible]
ڈاکٹر حنیف کیفی، ڈاکٹر صغرا مہدی، اور ڈاکٹر فرحت حسین نے اظہار خیال کیا اور [illegible]
کی اس کتاب کو اردو تنقید میں ایک نیا بحث کا آغاز قرار دیا۔ جناب ابرار کرتپوری [illegible]
حسین صدیقی اور دیگر شعرائے کرام نے قطعات پیش کیے، اور یہ یادگار تقریب [illegible]
کے اختتام پذیر ہوئی۔

(فریاد آزر)

[illegible] کا ادبی [illegible]

عندك مانع • فاجاب ان لا مانع عنده وطلب منها ان لا تقلق على ابنها مارك اذ انه سياخذه الى شقيقته التى لن تلاحظ هذه الاضافة الجديدة الى مجموعة اولادها •

وتكلمت مع امها في لندن هاتفيا فرحبت بقدومها اجمل ترحيب•وكما توقعت من امها فانها لم ترض عن قدوم الطفل الثانى الذى سيعنى مجيئه تقيد ابنتها اكثر من قبل بتلك المزرعة الفظيعة التى يهدر فيها حسن جمالها وذكاؤها •

لقد كانت امها تزدرى الريف ، ولم تكن تود لابنتها التزوج من مزارع لاخفاق زواجها هـى • فلم يكن فى وسعها ان تفهم كيف ان ابنتها كانت ستتزوج من (ميك) مهما كانت مهنته ، ذلك انها كانت تعبه •

وكانت الغرفة التى تجلسان فيهـا بما حوته من طنافس ، واناقتهـا الباديـة للعيان تختلف اختلافـا بينا عن غرف المزرعـة التى تسودهـا مظاهر الخشونة ، والقليلة التاثيث • وقالت جين لامها انها تشعر بان ابنها مارك يحتاج الى شقيق او شقيقة ، ولكن امها استنكرت ان تقوم ابنتها بالعناية بطفلين عدا اعمال المزرعـة ، وخصوصا انها لم تالف مثل تلك البيئة ، اذ انها ترعرعت فى جو المدينة ، وكانت تمضى ايام عطلتها فى خارج البلاد •

وعادت بها الذاكرة وهى مستلقية فى فراشها الى اوائل ايام زواجهما وكم كانا سعيدين ، ولكن بدا الآن انْ ذلـك السـحر قد زال ومحته فصول الشتاء بظلامها الدامس ، وضرورة جعـل المزرعة الصغيرة تسدد نفقاتها دون توفر رأسمال فى وجه الاسعار المرتفعة • وما لبثت ان نامت نوما مضطربا ، وعندما استيقظت وجدت امها بجوارها ومعها صينية الافطار •

وبعد بضعة ايام فى لندن قضتها فى استرخاء تام واستجمام ، تكلمت هاتفيا مع زوجها الذى بدا صوته متعبا عندما رد عليها ، ولكنه طمانها عن صحته • وما ان القت السماعة من يدها حتى فكرت ببعض المرارة انه لم يقل شيئا عن افتقاده لها او عن رغبته فى رجوعها اليه • فبدلا من ذلك كان قد حثها على البقاء حتى نهاية الاسبوع• واستدعتها امها من المطبخ الصغير الانيق حيث كانت تتناول الغذاء لتتحدث اليها • وجلست جين وما زال فكرها مشغولا حول ما بدا على زوجها من رضى لغيابها ، ولم تستفق من ذهولها الا على صوت امها وهى تقول لها : يبدو لى انه لن يناسبك ان تقضى فصل شتاء آخر فى تلك المزرعة خصوصا وانت حامل • فلماذا لا تظلين هنا ؟ انك تستطيعين ان تحضرى ابنك معك فان هنا دورا للحضانة كما تعلمين •

واختلست النظر الى ابنتها واستمرت تقول : ومن المرجح انك ستستطيعين ان تحصلى على عمل مؤقت لبضعة شهور ، عمل راق كالذى كنت تزاولينه ، اتذكرين ؟

وسكتت جين وهى تتذكر عملها السابق قبل الزواج كسكرتيرة، وهو العمل الذى كانت تتقاضى عليه راتبا عاليا أتاح لها ان تلبس افخر الملابس وان تقضى اجازاتها فىخارج البلاد • واستطردت امها تقول : اننى واثقة من انه يستطيع تدبير شؤونه بنفسه بضعة شهور •

وفى طريق عودتها بالقطار الى بيتها تخيلت الفارق بين قضاء الشتاء فى لندن والمزرعة • وعندما استقبلها زوجها فى المحطة كانت قد عقدت العزم على قضاء الشتاء فى لندن • ولاحظت امارات التعب بادية على زوجها فاستفسرت عن ابنها فاجاب انه فى حالة حسنة • واضاف وهو يقود السيارة فى الطريق الى بيتهما : ولكن ثمة امرا يجب ابلاغه لك فى الحال وانى آسف لذلك • اتذكرين يوم سفرك الى لندن كيف استدعيت الطبيبالبيطرى ليفحص احدى البقرات؟وكما كنت اخشى فانه اكد لى ان المرض الذى تقاسى منه هو مرض الفم والقدم •

قالت وقد دب الرعب اليها : وهل معنى ذلك ان القطيع •• ؟

ـ أجل ، لقد تم ذبح القطيع كله ، وضاع معه عمل ست سنوات • اما خسارتنا فلا تقدر بالنسبة الى خسارة آل رتشاردسن الذين ذهبت جهودهم مدة اربعين سنة هباء منثورا •

وصعقت جين ، ذلك انه من بين جميع الآفات التي تصيب المزارع،وربما كانت هذه الآفة افدحها. ولكن الانسان يشعر انها تصيب الآخرين أيضا • ولدى دخولها المزرعة استشعرت هدوءا لم تالفهمن قبل، فلقد اختفت تلك الاصوات التي كانت دائما هناك في المؤخرة • فهرعت الى الداخل لتعد الشاي ، وهي تفكر كيف ستخبر زوجها بما عزمت عليه حول قضاء الشتاء في لندن . ولكن ثمة شيئا ارادت استيضاحه اولا فقالت • لماذا لم تخبرني بانك تستبه في مرض الفم والقدم قبل سفري ؟

أجاب : لم اكن واثقا ، وعلى كل حال فلم اشا ان تنزعجي حتى رجوعك على كل حال ، ذلك انى كنت اشعر ان المزرعة وما فيها تضايقك ، وشعرت أنه يجب عليك ان تستريحي • ولما اكد البيطرى المرض سررت لكونك بعيده رغم عظيم افتقادى اياك •

وحملقت فيه • اذن كان هذا هو السبب في تحبيذه لذهابها وتجنبه استحثاثها على الرجوع سريعا ، رغم انه ، كما ادركت الان ، كان يتمنى ان تكون معه في هذه الايام العصيبة التي شاهد فيها مجهودات ست سنوات تضيع سدى • فاشاحت بوجهها وقد تجمعت الدموع في عينيها • ففي اول أزمة كبيرة تجتاح حياتهما الزوجية خاب املـه فيها ، فقد شعر انه من الضروري أن يقدم لهـا الحماية بدل ان يثق بها •

وسألها فجاة : ماذا تريدينني أن أفعل ؟ هـل تودين أن أبدأ من جديد أم هل ابيع المزرعـة ؟

قالت وهي تجهز الشاى : ولماذا تترك الامر لي لاتوصل الى قرار حوله ؟

أجاب : لانك اذا لم تكوني معي في هذا الامر فلا أريد الاستمرار فيه . فلن يكون له اى معنى بالنسبة لي . ولن الومك بعد ما حدث اذا مـا أردت البيع ونسيان كل ما له علاقة بالمزرعة •

قالت : وماذا ستفعل اذا ما بعت المزرعة ؟

قال.احصل على عمل ما مثل بيععلف الحيوانات. وهو العمل الذى كنت ازاوله قبل ان اشترى هده المزرعة •

قالت . ولكنك كنت تكره هذا العمل •

وعلمت انه متماكان قرارها وان زوجها سيلتزم به دون نقاش • وما اسهل ان تقول له انها تحب الابتعاد عن المزرعة وان تقضي فصل الشتاء في رغد مع امها في لندن . وفكـ ـ م الذى سيعقص عده هـ
سيتاح لها لمسنها . ور د
والامانية الحوق . •• ..

شعورلت الـه قائمة
مـلك •

ولاحظت الـور متـع
امتصاص قامه وكان حملا . ـ ن حمد

ولكنه قال بقسوة لا سعدنا نكون عاطفيين حول هذا يا جين. فتذكرى ان ما حدث في الاسبوع الماضي قد يحدث من جديد في السنه القادمة او في غضون عشر او عشرين سنة • فاطري ما حدث لال رتشاردسن • انهم سيبداون من جديد، وقد الفوا احازتهم • ان زوجات الفلاحين ، حتى الاغنياء منهم ، يعتدن على تفضيل المزرعة على كل شيء اخر •

ولكنها الآن لم تحتكم الى العاطفـة . فلقد قدرت ماذا سيعنيه اختيارهـا ـ ايام الشتاء القاسية ، والاستيقاظ مبكرة ، والمشاكل الاخرى•

قالت : انني لست عاطفيه . بل انانية • انى احب ان اكون زوجة فلاح حتى ولو لم اكن اتقن عملي •

قال برفق وهو يضحك لا تقولي مثل هذا الهراء . فبدونك لن استطيع البداية من جديد فانني في حاجة اليك يا جين من جميع النواحي •

وبعد الشاى انطلقا لاحضار ابنهما وقد غمر الضوء باحة المزرعة باضواء الامل والرجاء

■■

ترجمة ـ الدكتور عيسى المصو

هل أنتِ نحيلة؟ كوني نشِطة جميلة القوام بسوبر ويت - أون!

سوبر ويت - أون هو الغذاء الإضافي الذي يمنح النحفاء من الرجال والنساء على السواء بعض السنتمترات والكيلوغرامات التي يحتاجون اليها.

سوبر ويت - أون يحتوي على أغذية لها طعم الفاكهة اللذيذ، بالإضافة الى الفيتامينات ب١ وب٢، ود٣، التي تكسبك الحيوية وتمنحك القوة الحقيقية، فضلاً عن فيتامين ب١٢ الذي يبني الدم في الجسم.

للنساء النحيلات سوبر ويت - أون يصنع المعجزات! سوف تحظين بالشكل الذي كنتِ تتمنينه دومًا. سوف تستدير أطرافك ويزهو جسدك بالحيوية والنضارة.

سوبر ويت - أون يملأ الفراغ بين كتفيك ويجعل صدرك بارزًا، ويكسب ذراعيك وساقيك وركيك مزيدًا من التناسق والجمال.

للرجال النحلاء أيضا سوبر ويت - أون يصنع المعجزات! إن كنت نحيلاً ضعيف البنية فلا يبالي بك أحد، فإنك ستفقد ثقتك بنفسك. سوبر ويت - أون سيضفي عليك القوة والصحة، ويؤمّن لك الحيوية والنشاط.. أما الناقهون والأطفال، فإنه سيعود عليهم جميعًا بنفع مدهش!

سوپر ويت - أون

يصنع المعجزات
للرجال والنساء والأطفال

شاحنات كرايسلر (الفان) والعربات (واجن) الأمريكية ١٧٥

فيها ميزات فائقة ستقدرها

مثال ذلك ... نظام اشتعال الكتروني ، منظم الفلطجة ، آلية نقل الحر
اوتوماتيكية (اختيارية) . عجلة قيادة على الزيت (اختيارية) ، باب ودرج
اكثر عرضا ، نظام فرملة مزدوج ، مقاعد شبيهة بمقاعد السيارات ، واقي
للشمس بعرض كامل ، نمط عريض لمساحة حاجب الريح ، شكل الهيكل ايرو ديناميكي
تكييف هواء (اختياري) ، ماخذ هواء عالي المستوى ، ختم للوقاية من الصدأ والاحو
الجوية،غطاء المحر
من الفايبر جلاس
اختيار بين ثلاث
محركات ، قاعدة
الدواليب ١٠٩
و ١٢٧ بوصة .

شاحنة ماكسيفان

عربة (واجن) سبورتسمان

عربة (واجن) سبورتسمان يمكن ان تنقل من ٥ ـ ١٥ شخصا ، تبعا للطراز ، صقل ممتاز ـ خارجيا وداخليا ، خلوص ارضي مرتفع . الاختيار يشمل آلية نقل الحركة الاوتوماتيكية . وراديو آى . ام/اف . ام ، وضبط سرعة اوتوماتيكي .

شاحنة ماكسيفان اكبر شاحنة مقفلة (فان) مدمجة في امريكا بقاعدة للدواليب ١٢٧ بوصة بالاضافة الى ١٨ بوصة من الامتداد الخلفي ، تستوعب سلما بطول ١٢ قدما ، والابواب الخلفية مقفلة . الحمولة بما في ذلك السائق والركاب ٤٠٩٦ ليبرة .

عناية اضافية في الهندسة تصنع الفرق

Dodge-Fargo

وفّروا بأمان
وفّروا بفائدة أكيدة
وفّروا باطمئنان

ان حساب ودائع مع لومبارد نورث سنترال يمتاز بجميع المزايا التي ينشدها الراغب في التوفير في يومنا هذا.

هذا الحساب يحفظ رأسمالك في مأمن تام، وبفائدة كبيرة يعتمد عليها تدفع دون خصم الضريبة البريطانية في المصدر. لذلك يمكنك أن تكون مرتاح البال دائماً.

لدينا حسابات ودائع مختلفة محضرة خصيصاً لسد كل حاجة، ويمكن فتح أي منها بغاية السهولة.

أن واحداً على الأقل من هذه الحسابات مناسب لك تماماً. فاملأ الكوبون ادناه وارسله بالبريد، وسنوافيك بكل مايلزمك من معلومات.

To: The Deposit Accounts Manager, Lombard North Central Ltd.,
Lombard House, Curzon Street, London W1A 1EU. England

الرجاء أن ترسلوا إليّ تفاصيل حسابات الودائع الممكن فتحها معكم.

الاسم: ______________________

العنوان: ______________________

182 CDX

Lombard North Central

Bankers

City Office: 31 Lombard St., London EC3V 9BD, England. Tel: 01-623 4111

احد المصارف التابعة لمجموعة بنوك ناشونال
ويستمنستر التي يجاوز رأسمالها واحتياطياتها
٧٩٧ مليون جنيه استرليني

OLMA اولما

اولما للجميع .. أنيقة .. وجذابة .

مراد يوسف بهبهاني

الصفاة: ت: ٤٣٣٧٧٠ حولي: ت: ٥١٩٨٣٠

هيلتون: ت: ٥٣٢٤٥٦ الاحمدي: ت: ٩٨١٠٤٣

برّادات فيليبس لن تخيب ثقتك

شركة فيليبس تدرك أن البرادات والثلاجات يجب أن تكون أكثر ما يعتمد عد
بين الأجهزة المنزلية. لذلك فهي تصنعها بغاية الإتقان لكي تؤدي مهامها على أكمل
وجه، حتى في أشد الأيام حرًا. إن أية أسرة لا يسعها إلا أن تعتز وتفخر بموديل كـ
٢١٥٣ المزود ببابين، والذي يحتوي على ثلاجة سعتها ٢٩٥ لترًا وفريزر سعته
لترًا، في خزانة واحدة ذات بابين كبيرين. وجميع ثلاجات فيليبس بالطبع مانعة أوتوم
لتراكم الجليد. وحتى ان أحد الموديلات مكسو بخشب الساج لينسجم مع كسوة الخشب في بعض
المطابخ الحديثة. أما إذا كنت تبحث عن فريزر فقط، فلك أن تختا
الحجم، أو الأكبر حجمًا بشكل صندوق. وتذكر، إن جميع منتجات فيليبس
وتدعمها شبكة عالية من محلات الصيانة التي لن تخيب ثقتك.

عدد ١٩٨
ربيع الثاني ١٣٩٥
مايو
(أيار) ١٩٧٥

عزيزي القارئ

مات عبد من عباد الله .
انه الرجل ، وانه الملك .
مات ، وكأنما مات بموته
الألوف ..

فيصل بن عبد العزيز

(يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ . ارْجِعِي
إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً . فَادْخُلِي
فِي عِبَادِي . وَادْخُلِي جَنَّتِي)

صدق الله العظيم

المحرر

العربي

رئيس التحرير : الدكتور أحمد زكي

القسم العام :

[illegible]

اسلاميات :

لغة وآداب :

استطلاعات مصورة

طب وعلوم :

تربية وعلم نفس :

العربي مجلة عربية مصورة شهرية جامعة

تصدرها وزارة الاعلام بحكومة الكويت

والوزارة غير مسئولة عما ينشر فيها من آراء

ALARABI — No. 198 MAY 1975 — P. O. Box 748 KUWAIT

العنوان بالكويت : صندوق بريد ٧٤٨ ـ تلفون ٤٢٧١٤١ تلغرافيا « العربي »

الاعــــــلانات : يتفق عليها مع الادارة ـ قسم الاعلانات

المراســـــلات : تكون باسم رئيس التحرير

صورة الغلاف .

● جامعة المستنصرية فى بغدادانشئت مبانيها الحديثة عام ١٩٦٨ واضحت الدراسة فيها مجانية عام١٩٧٤/٧٥ . كان الغرض من انشائها اتاحة الفرصة امام الذين فاتهم قطارالتعليم الجامعى . وكانت الدراسة مسائية واصبحت على فترتين صباحيةومسائية . لقد أطلق عليها أسم المستنصرية احياء لذكرى الجامعةالمستنصرية القديمة التى انشاها المستنصر بالله فى عام ١٢٣٣ . (استطلاع بغداد على صفحة٦٨)

ثمن العدد : بالكويت ١١٠ فلوس ، الخليج العربى ريالان قطريان ، البحرين ٢٠٠ فلس بحرينى ، العراق ١٢٠ فلسا . سوريا ١٠٠ قرش . لبنان ١٠٠ قرش . الاردن ١٠٠ فلس . السعودية ريالان سعوديان . السودان ١٠ قروش . ج٠م٠ع ١٠ قروش . تونس ٢٠٠ مليم . الجزائر ديناران جزائريان . المغرب درهمان . اليمن ٢ر٥ ريال . ليبيا ١٥٠ درهما . جمهورية اليمن الديموقراطية الشعبية ٢٠٠ فلس .

الاشتراكات : للاشتراك فى المجلة يتصل طالب الاشتراك بالشركة العربية للتوزيع ببيروت ، وعنوانها : بيروت ـ ص٠ب ٤٢٢٨ ويكتب على الغلاف : اشتراكات العربى . وبالنسبة لبلدان المغرب العربى يرجى الاتصال بالشركة الشريفة للتوزيع والصحف ١ ـ ساحة باندونج ...

من وزير الاعلام المغربي

الصحراء المغربية لا « الاسبانية »

● اطلعت على العدد الممتاز الذى اصدرته مجلتكم الغراء بمناسبة عيدها السادس عشر ٠ ولا يسعنى الا ان اهنئكم على المجهود الذى بذلتموه حتى صدر ذلك العدد ــ شكلا وجوهرا ــ حافلا بالمقالات والأبحاث والدراسات والاستطلاعات التنيقة المفيدة ، مما يعزز المكانة المرموقة التى التى تحتلها مجلتكم فى العالم العربى كله ، حيث اصبحت ، بذيوع صيتها ، تعد مرجعا من اهم المراجع العلمية والفكرية والثقافية ، اسلوبا ومضمونا ٠

ومع ذلك الفت نظر سيادتكم الى خارطة الوطن العربى التى قدمتها مجلتكم هدية مع ذلك العدد٠٠ فقد اشارت تلك الخارطة الى منطقتى الساقية الحمراء ووادى الذهب ، وذكرتم الى جانب تينك التسميتين اسم (الصحراء الاسبانية) ٠

وبما انكم على علم بالمعركة الديبلوماسية والسياسية التى تخوضها بلادنا من اجل استرداد هاتين المنطقتين العزيزتين اللتين نعتبرهما جزءا لا يتجزأ من ترابنا الوطني ، وحيث انه حتى الصحف الغربية ـ وهى لا تكون دائما متعاطفة مع القضايا العربية ـ حينما تتحدث عن المنطقتين المذكورتين تكتفى بإطلاق اسم (الصحراء المغربية) عليهما ، فقد كان من المناسب الا تصدر عن مجلة كبيرة فى مستوى مجلة «العربى» مثل تلك التسمية٠ نرجو التدارك٠

أحمد الطيبى بنهيمة

وزير الدولة المكلف بالاعلام ــ ا...

قراء يشكون من تأخر وصول « العربى »

● فى المملكة العربية السعودية ٠ **نشكو دائما من تاخر وصول « العربى » الى المملكة العربية السعودية ٠٠ فهل سبب ذلك يعود الى تاخركم فى اصدارها٠٠ ام ان السبب راجع الى المواصلات٠٠؟ اننا نتردد على المكتبات كل اول شهر ٠٠ ويظل ترددنا يتكرر حتى منتصف الشهر ٠٠ والجواب واحد ٠٠ لم تصل « العربى » ٠٠ فبالله عليكم ٠٠ الا يوجد لهذه المشكلة حل ؟**

عبد الله راشد العيسى/السعودية

● وفى اليمن الديموقراطى **انا احد الذين يعشقون مجلة « العربى » ٠٠ ويعدون الايام حتى تصدر ٠٠ وتمر الايام ٠٠ ويأتى منتصف الشهر٠٠ و « العربى » لما تصل بعد ٠٠ فهل هذا التاخير بسببكم ٠٠ ام بسبب التوزيع ؟**

يحيى محمد الهدان
عدن/اليمن

● وفى الجزائر : **مجلة « العربى » تصل الينا فى الجزائر متاخرة دائما عن موعد صدورها ٠٠ فما السبب فى ذلك ؟**

أ ٠ مصطفى
وهران/الجزائر

العربى : هذه الشكوى عامة فى المواصلات العربية٠ نرجو أن تحل ، فمن أول ظروف الوحدة العربية ان تكون بين اجزائها مواصلات سريعة ٠ واليوم يصل الخطاب من الكويت الى انجلترا فى يومين او ثلاثة ، وهو يصل من الكويت الى القاهرة او يعود من القاهرة الى الكويت فى عشرة ايام تزيد او تنقص ٠

اين الصواب ٠٠ واين الخطأ

اطلعت على العدد ١٩٦ من مجلة « العربى » .وقرات فيه مقالا تحت عنوان (خط بارلف) فاستوقفتنى الارقام التى ذكرها الكاتب عن طول قناة السويس وعرضها . فجاء فى الصفحة ١٠٣ ان طول قناة السويس ١٧٠ كم ثم عاد فى الفقرة الثانية من نفس الصفحة لقول أن طول قناة السويس يبلغ ١٧٥ كم ، وذكر فى الصفحة رقم ١٠٤ أن عرض القناة هو (٦٠) مترا .

وتذكرت أن « العربى » قد نشر فى عدده السابق رقم ١٩٥ استطلاعا عن قناة السويس وذكر فى الصفحة ٧٨ أن طول قناة السويس ١٦٢ وعرضها (١١٠) أمتار . فأيهما الاصح ؟

« العربى » : نأسف لهذا الخطأ ، [illegible]

٠٠ وهى مستقاة من مصادر رسمية .

تصويب

[illegible]

بيت [illegible] (من كان فى هذه [illegible] فهو فى الآخرة أعمى وأضل سبيلا) علما بأن النص الصحيح هو (من كان فى هذه أعمى فهو فى الآخرة أعمى وأضل سبيلا) .

لذا [illegible] أرجو التنويه .

مصطفى محمد الفار

[illegible]

نداء من « العربى »
الى بعض كتاب العربى

يرجو « العربى » أن تصله عناوين السادة الكرام الكاتبين :

- صباح الدملوجى
- كريم جبر الحسن
- عبد الرزاق ابو الشيخ

قصتى مع « العربى »

● بدأت محاولاتى لقراءة « العربى » وأنا صبى فى التاسعة ، فقد كنت استعيرها من عمى . وأقرأ منها ما تيسر لى قراءته .

والآن ٠٠ لا استطيع أن اصف لكم فرحتى بعدأن اشتد عودى ، وبلغت من العمر ستة عشر عاما . وأصبحت طالبا جامعيا ، وصار بمقدورى أن أشترى « العربى » وأطالعها ساعة أشاء .

وها أنا أجدنى مدفوعا بعد قراءتها ان ابعث اليكم تحيتى الخالصة تقديرا لجهودكم التى تبذلونها فى سبيل اخراج هذا السفر الثمين .

جمال عباس عثمان

القاهرة / كليه العلوم

بقلم رئيس التحرير

■ صرخة اليوم التى تلف الأرض ، فاذا أتمت دورتها اخذت تلفها من جديد ، هى الدعوة الى ضبط النسل · وضبط النسل عند الداعين معناها خفض الأنسال الانسانية عما هى عليه اليوم ، او وقفها حيث هى حتى لا تزيد اعداد الناس التى تعيش على سطح هذه الأرض فوق زيادتها الحاضرة ·

وحجة الداعين الى هذا ، ان سكان هذه الأرض بلغوا فى صيف عام ١٩٦٨ ثلاثة بلايين ونصف بليون نسمة (البليون هو عندنا الف مليون) ، وانه ، بالنسب الحاضرة لانتاج النسل فى الدنيا ، سيبلغ عدد سكان الأرض ضعف هذا العدد ، ى سبعة بلايين نسمة بعد ٣٥ عاما من ذ التاريخ ·

وهم يقولون ان موارد الأرض الطبيع ومواردها الصناعية ، والطعام نفسه الذ تنتجه الأرض وعليه تعتمد حياة ه البلايين من الناس ، هذه الموارد لن تك لاقامة هذه الحياة، وعلى المستوى الحال وهو مستوى لأكثر الناس مستوى خفيف فما بالنا بما هو اخفض ·· من اجل هذ

ومن اجل اشياء غير ذلك كثيرة، هم يدعون الى تحديد النسل •

وقولهم هذا كله حق ، وكله صدق •

وقد بدات بوادر تظهر من نبوءاتهم ، المترتبة على وصول الناس الى اعداد لا تحتملها قدرة هذه الأرض لتزويدهم بحاجات الحياة • ومن هذه البوادر تلك الأزمة العالمية القائمة اليوم فى الأرض ، وهى تتمثل عند الناس فى غلاء الأسعار خاصة، وغلاء اسعار الطعام على الأخص، والأغذية البروتينية وفى مقدمتها اللحم •

وغلاء الأشياء يزيد عندما تقل هذه الأشياء، فلا تعود تكفى مطالب الطالبين • وهى ترخص كلما زادت وزاد انتاجها وفاضت عن حاجات الطالبين •

كل هذا لا نجادل فيه اجمالا •

دعوة مريبة

ولكن الدعوة هذه العامة الى تحديد النسل لا تصيب أمم الأرض اصابة واحدة• لو ان امم الأرض امة واحدة ، من أرومة حديثة واحدة، بها الحب واحد، والتعاطف

واحد ، وحق الأسود كحق الأبيض ، وحق الفقير قريب من حق الغني ، والقيم التي يحكم اهل الأرض بها هي القيم الانسانية الواحدة ، لما كان لهذه الدعوة ما ينقضها، فالكسب الذي تأتي به ، لكل منه نصيب ، والخسارة واحدة يعين بعض بعضا فيها .

اما والدنيا فيها اليوم ما نعرف عن الدنيا،وفيها الكراهات مستورة،والكراهات مفضوحة ، وفيها التحزب ، واحزاب الشر هي الأقوى، والتكالب على ثمرات الأرض هو صفة الدهر الحاضر كصفته في كل دهر ، كل هذا يحيط هذه الدعوة البريئة بالريبة ، لا سيما ، عند المتخلفين من أبناء هذه الأرض .

الكثرة قوة والقلة ضعف

ان الكثرة في الناس قوة . لا شك في هذا .

وكذلك القلة في الناس ضعف. والقلة كانت عند العرب معرة. ألم يقل قائلهم:

تعيّرنا انا قليل عديدنا
فقلت لها ان الكرام قليل

والاعتذار عن القلة هنا اعتذار شاعر. فالكرام يكونون في الأمة على القلة وكذلك على الكثرة .

وفي الدولتين الكبريين فوق سطح الأرض

والدعوة الى تحديد النسل تأتي من

البشر قوة في حرب ، وقوة في سلم

الخامة الانسانية على مثل تصنيع الخامات الأرضية ٠

والذى يقال عن الولايات المتحدة يقال عن روسيا، دولة الأرض الكبرى الاخرى٠ الكبرى بأعدادها اولا ، ثم بهم من بعد تصنيع ٠

وفى الهند والصين

وفى الهند كثرة من السكان كبيرة ٠ لقد زادوا اليوم على ٥٠٠ مليون ٠ وهم خامة انسانية لا نزال ننعتها بالمتخلفة ، لأنهالم‌تتصنع بالتعليم والتدريب والتربية والحضارة عامة تصنيعا كافيا ٠ ومع هذا هى لها بين الأمم مكانة ، ان لم نقل رفيعة جدا، فهى على الأقل مهيبة ٠ مهيبة بكثرة سكانها ، وما يحتمل ان يتنشأ عنهم ومنهم من بعد تصنيع ، تصنيع خامة من الرجال وخامة من النساء على السواء ٠

والصين كالهند ، ذهب اليها رئيس الولايات المتحدة يطلب ودها ، وطار اليها آلاف الأميال ٠ طار يطلب ودّ ما قارب ان يكون ربع سكان الأرض ٠

دعوة الحد من النسل عند العرب

ان الدعوة مؤسسة بوجه عام على العلاقة الكائنة ، او التى ستكون ، بين الأرض ، اى ارض ، وسكانها ٠ فان زاد السكان على ما تطيقه الأرض ، فالحد وارد ذكره،ووارد بحثه ٠ وان قل السكان عن الأرض ،فلا معنى للحد ،ولا بد للنسل ان يزيد ما دامت هناك ارض صالحة ، هى وعاء كل حياة ٠

وارض العرب اكثرها الصحارى٠ وفى اجزاء كثيرة من الصحارى ينزل المطر ، ولا يلبث ان ينزل الى مخازنه فى بطن الأرض ٠ وهذه ظاهرة جديدة تعرّف عليها العرب واخذوا بها يستسقون ، ومن مائها يزرعون٠ والسعودية تضرب الأمثال الطيبة فى ذلك ٠

وفى المغرب العربى يكثر المطر حتى يكاد يسد مسد الأنهار ٠

ولكن‌اكثر اراضى العرب‌زرعا واكثرها استعدادا لاعاشة الوف الألوف من الناس هى حيث تجرى الانهار العظيمة دجله والفرات فى شمال الوطن العربى بشرق، والنيل فى اواسط الوطن العربى بجنوب٠

فى العراق

والعراق ، وهى تضم الرافدين ، لعل سكانها اليوم العشرة الملايين او فوقها ٠

ولقد مررت بالعراق ، عام ١٩٥٢ وانا فى طريقى الى الهند ، وفى بغداد جلست الى وزير الاعمار عند ذلك ، الاستاذ ارشد العمرى ، وسألته عما يجرى فى حقل الزراعة هناك ٠ وجاء سكرتيره بالخرائط ، وأغلق الباب ، واخذ يشرح لى الخطة التى سوف تكون ، من اصلاح ارض ، وحفر قنوات ، واقامة سدود وقضيت فى هذا اللقاء نحو ساعتين ٠ وقام فى ذهنى استحالة القيام بكل هذه المشاريع لقلة الرجال ٠ وذكر لى البدو وتثبيتهم على الارض ، ومع الزرع ٠ وذكرت له ان العقبة ، ليست فى البدو ، ولكن فى زعماء العشائر ، وان البدو ولاؤهم ، انما لرؤساء عشائرهم ٠ فرد على‌الوزير بقوله : ان ولاء البدوى يكون دائما لرزقه ، واذن فلأرضه ان ضمنا له الرزق فيها متصلا ٠

وعند توديعى للوزير الكريم قلت له : انى اصبحت بعد هذا الشرح أومن ، فى ضوء ما ذكرتم ، ان العراق سوف يتسع لثلاثين‌مليونا من‌العرب او فوق‌ذلك قدرا٠

فهذا مثل اول ، لصلة السكان العرب

العراق تتسع لثلاثين مليونا من السكان

بأرضهم ، في احد ارجاء وطنهم ، في الارض كثرة ، وفي البشر قلة .

فالبشر لا بد ان يزدادوا . والنفط لا بد ان يزيد انتاجه ، فهو اغلى خامة ثمنا .

في السودان

ومثل آخر اضربه ، هو السودان .

أراض شاسعة تبلغ الملايين الكثيرة المتكاثرة من الفدادين ، صالحة للزراعة ، والنيل يخترق السودان اختراقا والى جوار النيل ، وعلى اتصال به ، مصادر من الماء منتشرة منبسطة في الارض، لا ينتفع بها منتفع ، والخطط قائمة بين مصر والسودان على ضمها الى النيل .

ومن مصادر الماء السماء، اذ تهبط الامطار غزيرة في الجنوب من السودان .

ارض واسعة وماء كثير ورب غفور .

ويتجه رجال الاقتصاد في الارض ، من غير العرب ، ان يجعلوا من السودان مزرعة تزود الدنيا بالحب الكثير ، تطعم الجائع ، وتزيد الشبعان منهم شبعا .

وتجربة «الجزيرة» بالسودان ، الواقعة بين النيل الابيض والنيل الازرق ، دليل على ما سوف يكون ، [illegible] يكون عليه مستقبل السودان .

وفى مصر

ومصر هدية النيل · هكذا يقولون ·
وفى النيل ماء كثير ·
ولكن حوله صحارى اكثر ·

ومصر دلتا وواد طويل · مساحة من الارض الخصبة قليلة ، وناس من العرب فوقها كثير ، قيل انهم زادوا فى هذه الايام على ٣٧ مليون نسمة ، واذا راجت الدعوة فى مصر الى تحديد النسل وتروج·

ومع هذا فانى لاراها دعوة كادبة غير صالحة ·

ان مصر بها ثروة ، ولكن بها فقر كثير ، وليس هذا بسبب كثرة سكانها ·

وان مصر بها علم ، ولكن بها كذلك جهل كثير ، وليس ذلك بسبب كثرة سكانها ·

وان مصر بها قوة ، ولكن بها كثير من الضعف ، وليس ذلك بسبب كثرة سكانها·

وان مصر بها تقدم ، ولكن بها تخلف اكثر ، وليس ذلك بسبب كثرة سكانها ·

وان مصر بها عمل ، ولكن بها تعطل اوفر ، وليس ذلك بسبب كثرة سكانها ·

ان النيل وارض النيل تحتمل من عليها من ألوف الألوف من السكان ، لو ان ماضى السنين كان عليها اقل قسوة ، وتاريخها الحديث كان اكثر رحمة ، وزعماءها كانوا أصدق رأيا ، واوسع افقا ، واصفى قلبا ، وشعبها اصلب عودا وارفع صوتا واكثر رفضا كلما اراد الآخرون ان يتخذوا منه مطية ·

بلية مصر ليست فى كثرة سكانها ، فيقال لأهلها : حددوا من نسلكم ، ولكنها فى اخفاقها فى التخطيط لغد أسعد · بل لغد أقل شقاء ·

ان التخطيط الذى ينتج عنه فى امة ، ان يكون العاملون فيها ، الكاسبون العائلون، ربع سكانها، ويكون الثلاثة الأرباع

القاهرة كادت ان تضم ثمانية ملايين نسمة

الباقية معالين ، تخطيط ملغ من الفشل حدا بعيدا ·

والفشل سبة لشعب ، كما انه سبة لحاكم ، كان او يكون ·

ويقولون الحرية تعوق التخطيط · ولا حرية مع فقر ·

ويقولون الحرية تعوق التخطيط ، ولا حرية مع جهل ·

بلية مصر ، لا كثرة السكان مع قلة الأرض . ولكن عجز الأدمغة عن ان تجعل الأرض تستوعب سكانها وتفيض بالتخطيط الحكيم · وكدت أقول ثم عجز الشعوب كذلك ، وقد صنع منها التاريخ النكد ما صنع ، عن ان تخطط او تتقبل تخطيطا وتجديدا ·

الوطن العربى
جملة

يتضح من كل هذا ، ان الوطن العربى، جملة ، وسكانه اكثر من مائه مليون نسمة ، وأرضه على ما وصفنا ورجونا ، وطن يتسع للمزيد من السكان ، فمس القوة ، القوة البشرية التى هى مصد[illegible] كل القوى ، فضبط النسل فيه غير [illegible] ذكره الا بمعنى الزيادة ·

والوطن العربى يمر فى ظر[illegible] فى أشد الحاجة الى العون الم[illegible] القوى البشرية · وذلك لامرين

الأمر الاول : أن العرب [illegible] ليسوا من أحب الامم الى الامم · [illegible] فعداؤها للعرب قديم ، بدأ [illegible] الصليبية ولما ينته بعد · وسمع [illegible] من أهل شمال وأهل جنوب ، [illegible] زعمت عن العرب · حتى لبلغ [illegible] عند هؤلاء وهؤلاء انهم زعموا [illegible] عبدة أوثان ، وامتلأت بهذا [illegible] كتبهم عبر السنين ·

وكان عهد الاستعمار · وكان المس[illegible] أوروبيين، والمستعمرون أفريقيين · [illegible] أولئك الى هؤلاء كراهة العرب · [illegible] العرب التبعة فى تجارة الرقيق التى كانت، وتزودت منها الولايات المتحدة بما تزودت· فزاد الافريقيين للعرب كرها ·

وسوء السمعة هذه الكاذبة ، بكل صنوفها ، لا يرفعها العرب عن أكتافهم الا الشموخ ·· والشموخ الصادق قوة ·

وزيادة البشر قوة شامخة · وهى قوة أولى ، تتبعها قوة العلم والتحضر والانتاج وسائر القوى · والامة الواحدة بكثرة رجالها تفرض احترامها على سائر الامم· وان الاحترام ، أول ما تحتاجه أمة تدافع عن وجودها ، بين أمم هى اليوم كالذئاب تتوثب لتجرح كل خوّار ضعيف ·

الامر الثانى : أما الامر الثانى الذى يحفز العرب الى زيادة أعدادهم من البشر، فتلك الرقعة الغريبة التى ظهرت فى جسم الوطن العربى . كما تظهر القرحة من مرض فى جسم انسان فتنذره بسوء العاقبة والدمار ·

تلك اسرائيل التى [illegible] الوطن العربى . وأخذت [illegible] نسلها . وباعداد [illegible] اليها . هذا عدا ما [illegible] ناصرة على [illegible] الكثرة [illegible]

[illegible] يطالبون الهجرة [illegible]

الصهاينة ، الكثرة البشرية عندهم أخطر شىء ، وهم يزيدونها بالانسال والهجرة معا

ونساء مختلفي الثقافات،مختلفي الالسن، مختلفي الحضارات ، ولكن يجمعهم جامع للوحدة واحد : احياء ما زعموا من مجد لاسرائيل قديم ·

عرفت اسرائيل الطريق الى القوة ، بزيادة السكان ، بوسيلتيه : الانسال والهجرة ·

اما العرب ، ففي الانسال ، اخذوا بنصيحة غير الاصدقاء في كثير من ارجاء وطنهم ، وفي مصر خاصة ·

أخذوا بسياسة ضبط النسل بمعنى الحد منه ·

واما الهجرة ، وتبادل يقع بين سكـ ارجاء الوطن العربي ، يتنازل فيه الرحا المزدحم بسكانه عن بعض سكانه،لترحيلهم الى الرجا قليل السكان ، فقد اقترحها مقترح من سنوات ، فحال دون دلـ حساسيات كثيرة تكذب معنى الوحدة العربية التى كانوا يزعمون · حتى قـام أهل الحاجة الى زيادة السكان يحتجون · قالوا انه استعمار عربي لعربي · وانطو الصحيفة عند ذاك ·

وبالطبع لم يبلغ الاقتراح سمع القوم المرحّلين ، ادن لثاروا · ان يترك وا

وصول المهاجرين اليهود ، الى ميناء حيفا ، فيزحام وكثرة

تربة نبتوا فيها ، ونبت اجدادهم عبر القرون .

الهجرة تصحح سوء توزيع البشر في أرجاء الوطن العربي

والظاهر ان فكرة الهجرة في الوطن العربي ، التي تراءت لبعض العرب غريبة عندما ظهرت اول مرة ، سارت مسار كل الافكار الجديدة . تتلقاها الشعوب بالرفض لغرابتها ، ولأن العقل لم يتسع لادراكها ولأن العاطفة البادهة صدمتها . [illegible] عليها . ثم يتسع الوقت للفكر [illegible] للدرس ، ويتسع لخبرة الايام [illegible] التي يعطيها الزمان والاطمئنان [illegible] المرفوض مقبول، واذا به لا [illegible] وكذلك كانت فكرة الهجرة في [illegible] العربي . سارت من الرفض الى [illegible] والممارسة .

قال لي احد المؤمنين بها [illegible] فعلوها .. فلا بد ان تكون صحيحة والعرب رفضوها، وهذا يزيد من [illegible] قلت تأدب يا صاحبي .

على كل حال ما كان من امر هذه الهجرة اننا قرأنا عنها في الصحف منذ اسهر ، ان السودان طلبت من مصر ترحيل مزارعين مصريين الى ارض فضاء خصبة في السودان ليملأوا فراغه ، على ان يزدادوا الى مليونين من المهاجرين، ثم سمعنا ان الجنوب السوداني ثار رجال فيه على هذه الخطة ، ولأسباب ظاهرة ، منها ان الواردين عرب، وانهم مسلمون .

ونقرأ هذه الايام ان العراق اختط لمثل هذا ، وانه يرجو ان يقيم على بعد العشرين كيلومترا من بغداد مزارع يقوم عليها مصريون مهاجرون ، من اهل زرع وحرث وحصاد، وانهم قد يبلغون بالمهاجرين الى نصف مليون مهاجر . كل هذا ليساعدوا اهل الزراعة في العراق للعوده بارض الرافدين الى ما كانت عليه منذ قرون من خضرة ونماء وخير عميم (١) .

[illegible]

وهجرة الجماعات تجربة اقسى

ويهجر العرب اليوم جماعات جماعات من بلد عربي الى بلد عربي، تجربة احسب ان سوف تثبت الايام انها تجربة اقسى على راحلين عن بلدهم ، ومستقبلهم في البلد الجديد. وكدت اقول على المهاجرين والانصار. ولكن تعثر القلم في يدي واضطرب حتى كاد يكسر سنه . المهاجرين والانصار ؟ ! الا ما ابعد الشبه . والا ما اكثر ما تغيرت الايام وتغيرت الحوافز .

انك اليوم تقرأ الصحف فيطالعك كل

أ(١) العالم الروماني القديم .بليني Plini ذكر لنا. انه في امبراطورية بابل القديمة (العراق الحاضرة) قبل ٢٠٠٠ عام قبل الميلاد ، كان الفلاحون يحصدون في السنة حصادين ، وفيما بين الحصادين كانوا يسوقون اغنامهم للرعي في الارض . ويعلق الاستاذ كول Cole استاذ البيئة بجامعة كورنل بامريكا على هذا فيقول :واليوم يستزرع من أرض العراق أقل من ٢٠ في المائة من مساحتها . وننظر الى ابعاد هذه المساحات المترامية فنجدها وقد انتشرت بها مرتفعات من الارض كثيرة هي مخلفات من مدن عراقيه قديمة طواها الزمن .

فلاحة مصرية ، تعين فى طلب الرزق ، لزوجهاواولادها ، من الارض الطيبة الخيرة

يوم نداء بالحفاظ على الوحدة العربية • نــداء يصيح به الكتــاب ، ويصيح اهل السياسة ويصيح الزعماء • وهذا الالحاح فى الدعوة الى الوحــدة وتماسكها انما يكون عند خشية انفراطها وتمزقهـا • واسباب الوحدة العربية قائمة فى الوطن العربى قيام اسباب الانفراط والتمزق • وفى تصرف بعض حكام العرب ، وبعض زعمائهم ، واهل السياسة ورجال الصحافة امور تنذر الوحدة بالاطاحة • ان منهم من تصرف ويتصرف فى شئون الشعوب واحداثها تصرفه فى حدث يقع فى بيته ، وبين خاصته ، يشعل فيه غضبه ، ويطلق لسانه • وهو فى بيته يستطيع فى غده ان يلم ما تبدد من امره ويصلح ما اختل منه • وغير ذلك وقع تصرفه فى المجال العام،وعلى مستوى الشعوب• ان الخصومة بين الحكام ما اسرعما تنتقل الى الشعوب، فيتحطم الود الذى بين الشعبين ، ويصبح كتحطم الزجـاج صعب جبـره • ويعود الزعماء يقولون ، لقد سوينا الخلاف . وهو ما تسوى بين الشعوب •

وانا انظر ، فى ظلال هذه الاجواء فى تجربــة الهجرة العربيــة ، جماعات جماعات ، من دولة عربية الى اخرى ، لارى كم يكون لها من النجاح •

اناليوم لا يوجد بينحكام مصر والعراق الا الصفاء والمحبة • ولكن العلاقة لم تكن دائما كذلك • وانه اليوم لا يوجد من حكام مصر والسودان الا الصفاء غايــة الصفاء، ولكن لم يكن الحال دائما كذلك•

ان تعكر العلاقات بين دولة عربيــة

فلاحون مصريون ، يعملون مثل ما عمل اباؤهم فى سابق القرون

واحرى يودى بكليهما الى الضياع • رهو يودى بكليهما الى الضياع لان فيه يكون ضياع الوحدة العربية الشاملة • وليس فى الدنيا نجاة للعرب ، بين ذئاب هـذه الدنيـا ، الا أن يتجمعوا هم الآخرون ، فيدفعون عن أنفسهم كل معتد ، ويمهرون بنيابهم جسم كل ذئب آخر جائع •

وتعكر العلاقات بين دولة عربية وأخرى يكون وبـالا على المهاجرين فى أيهمـا • هى تتعكر أولا بين حكومة وحكومة ، ولا تلبث أن تتسع ، فتنضم وسائل الاعلام من اذاعـة وتلفـاز وصحف الى الخصومـة فتزيدها نارا • ويتقدم كل ذى لســان طيف ، وكل ذى لسان قذر يتقرب الـى حكومته بالقول المؤدب والقول النابى • شتد الخصومة وتصـل الى الشعوب ، ى الاعماق ، لتصبح المعركة مناحة عامة،

يكون نصيب المهاجرين فيها القدر الأكبر فى النماء الغضب • •

تجربة التهجير الجماعى هى فى رايى • وأنا واحد من الف ، تجربة فيها الكثيـر من الريبة ، ومع هذا آدعوا لها بالنجاح • ما دام هدفهـا زيادة ثروة العرب ، حيث الطاقة البشرية اقل مما يجب ، وزيـادة فى الرجال الذين يدفعون عن العرب غائلة التعدى من اى طائفة من البشر جاء •

ان الايمان بالتهجير ايمـان بالوحـدة العربية ، تكون أو لا تكون •

ان نجاح التهجير امتحان لامكان الوحدة، واخفاقه يجعـل العرب يقفـون من أمر الوحدة الشاملة موقف التريث الطويل •

●●
أحمد زكى

حوار في النفط

بقلم : الدكتور محمد هشام خواجكية

السعر في اللغة الاقتصادية هو النسبة التي يتم بها تبادل منتج في السوق • فاذا ما استعملنا النقد كاداة للتبادل اصبح السعر يمثل الوحدات النقدية التي يجب دفعها للحصول على وحدة من المنتج • والسؤال الان كيف يتحدد هذا السعر لكل بضاعة او خدمة ؟ •

ان سعر اي منتج من المنتجات يتحدد في سوق المنتجات ، كما ان سعر اي مورد من الموارد الاقتصادية يتحدد في سوق الموارد • وفي كل من هاتين السوقين يتم تحديد السعر نتيجة للتفاعل بين قرارات البائعين وقرارات الشارين • اي ان السعر يتحدد نتيجة للتفاعل بين الطلب الفعلي في السوق على اية بضاعة او مورد وبين العرض الفعلي من هذه البضاعة او المورد •

ومن الطبيعي والحالة هذه ان يزداد سعر السلعة كلما زاد الطلب عليها ، وينقص سعر السلعة كلما انخفض الطلب عنها • وينتج عن ذلك ان زيادة الطلب على سلعة او مورد تؤدي حتما الى زيادة اسعارها في السوق • وتقول نظرية الاسعار السائدة في الغرب ان هذه الزيادة في اسعار السلعة نتيجة زيادة الطلب عليها لسبب أو لآخر – تؤدي الى تحقيق ارباح عالية لمنتجيها ، وهذا يدفع عددا أكبر من رجال الاعمال لانتاج هذا المورد مما يؤدي الى زيادة عرضه • وعند هذا يبدأ السعر بالتراجع الى ان يصل الى مستواه الطبيعي • اما اذا حدث العكس وانخفض الطلب على سلعة معينة فانهذا يؤدي الى انخفاض نسبة الربح المتحقق من جراء انتاجها ، وهذا يدفع الى خروج عدد من المنتجين في السوق ، وتقل عرضها فتتجه اسعارها الى الارتفاع مجددا ، لتصل الى مستواها الطبيعي . وهذا المستوى الطبيعي يسمى « نقطة التوازن » وهي النقطة التي تلتقي فيها رغبات المنتجين والمستهلكين عند سعر معين وكمية معينة تسمى « سعر وكمية التوازن » •

فاذا ما انتقلنا الآن الى أسعار النفط فان من المفروض ان تتحدد على اساس القانون السابق ، فترتفع بازدياد الطلب على النفط والعكس بالعكس •

تطور أسعار البترول

ان نظرة سريعة الى تطور استهلاك البترول في العالم تشير الى الزيادة الهائلة في الطلب على هذه المادة •

ففي عام ١٩٠٠ كان الطلب العالمي على النفط ٤٠٠ الف برميل يوميا

وفي عام ١٩٢٠ اصبح الطلب العالمي ١٫٨٠٠ مليون برميل يوميا

وفي عام ١٩٤٠ اصبح الطلب العالمي ٥٫٨٠٠ مليون برميل يوميا

ثم قفز الطلب الى ١٠٫٤٠٠ مليون برميل يوميا عام ١٩٥٠

ثم ٢٠٫٩٠٠ مليون برميل عام ١٩٦٠

واخيرا وصل الى ٤٦٫٠٠٠ مليون برميل عام ١٩٧٠

[illegible]

ان هذا الارتفاع الهائل في الطلب على النفط ن من المفروض ان يؤدى الى زيادة الاسعار الا ، الواقع لم يكن كذلك • فالاسعار تطورت على شكل التالي :

	دولار
١٩١ ـ ١٩٤٧ كان سعر البرميل	١ر٣٣
١٩٤ ـ ١٩٥٠	١,٧٢
١٩٥	١,٩٣
١٩٥	٢,٠٨
١٩٥	١,٩٩
١٩٦	١ر٨٠
١٩٧	١ر١٨
١٩٧١	٢ر٤٧
١٩٧٢	٢ر٥٩
تشرين اول ١٩٧٣	٥ر١١
كانون الثاني ١٩٧٤	١١ر٦٥

ان ثبات اسعار النفط حتى عام ١٩٧٣ بل ان تراجع هذه الاسعار منذ عام ١٩٥٧ وحتى عام ١٩٧٤ كان نتيجة لتلاعب الشركات المستثمرة التي كانت تسيطر على صناعة النفط في العالم • ولكي تحافظ هذه الشركات على الثبات النسبي للاسعار كانت تقوم بزيادة الانتاج وتدعى ان الانتاج اي العرض يتزايد بنسبة اكبر من تزايد الطلب مما يدفع ا[illegible] ص السعر في بعض الاحيان وثباته في اغلب الاحيان • الا انه منذ عام ١٩٧٣ بدات الدول المنتجة تشارك في القرارات الخاصة بتحديد الاسعار ، فاستطاعت رفع السعر الى ١١ر٥ دولار لل[illegible] ، في عام ١٩٧٣ ثم ازداد السعر الى ٥[illegible] دولار للبرميل في اول كانون الثاني من عام ١٩٧٤ على اثر حرب رمضان وقد احدثت هذه الزيادة الاخيرة في اسعار النفط ضجة كبيرة مفتعلة من قبل الدول المستهلكة او من قبل بعضها •

وجهة نظر الدول المستهلكة

فما هي وجهة نظر الدول المستهلكة اولا ثم ما هي وجهة نظر الدول المنتجة في هذا الموضوع•

ترى الولايات المتحدة على لسان رئيسها ووزير خارجيتها ان اسعار النفط الحالية ارتفعت نتيجة قرارات سياسية تمثلت في حظر الانتاج وكسب مستوى اسعار مصطنعة • وان العالم [illegible] في [illegible] النفط الحالي • • •
ان هذه الزيادات [illegible]
شانها ان تسحق الاقتصاد [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] مثلا [illegible]
[illegible] خلال السنوات العشر السابقة [illegible]
[illegible] اسعار [illegible] ومردوده كلفته وعلى [illegible]
[illegible] الخشب احد ثروات [illegible]
[illegible] النادرة •

ونظرا لان النفط يستعمل كمصدر للطاقة بنسب مرتفعة في مختلف دول العالم الصناعي ، ونظرا لان القسم الاكبر المستهلك من هذه المادة يتم استيراده من الخارج (٨٥٪ من استهلاك اوربا الغربية يتم استيراده من الخارج) و ١٥٪ من استهلاك الولايات المتحدة يتم استيراده من الخارج فان ارتفاع الاسعار سوف يؤدى الى زيادة تكاليف الصناعات المختلفة ، وبالتالي الى ارتفاع اسعار السلع المصنعة كما يؤدى الى تفاقم العجز في موازين المدفوعات لهذه الدول • وهذا ينتج عنه انخفاض أسعار العملات التابعة لها ، وبالتالي أضعاف نظام النقد الدولي العالي ، وايقاع العالم في فوضى نقدية لا حدود لها •

هـذه باختصار شديد هي الآراء الخاصة بالولايات المتحدة الامريكية وحلفائها في موضوع الزيادة الاخيرة لاسعار النفط ، فما هو راى الدول المنتجة للنفط ، وكيف تبرر ارتفاع الاسعار هذا•

وجهة نظر الجزائر

ان الرئيس هوارى بو مدين قد عبر عن وجهة نظر الدول المنتجةخير تعبير عندما أكد في مقابلة صحفية مع جريدة اللوموند الفرنسية في صـدد القلق على أسعار النفط العالية ما يلى : منـذ أعوام عديدة ، أوضح لنا الغرب أنه توجد قوانين اقتصادية ، وأن قانون السوق هو قانون العرض والطلب ، وكانوا يرغموننا لهذا السبب على بيع النفط باسعار مخفضة بشكل لا يصدق • وقـال بو مدين : تذكروا أن أول برميل من النفـط حصلت عليه شركتنا (سوناتراك) قـد اشترى بسعر ١٫٨ دولار للبرميل • كان ذلك هو سبب افتقارنـا الشديـد وتخلفنـا الاقتصـادى • أن البحبوحةالاقتصادية فيالغرب قد تم الوصول اليها ليس فقـط بسبب موهبـة شعوب هـذه البلدان وعملها وتضحياتها ـ ولا أنكر شيئا من هذا ـبل أيضا بسبب الاستثمار الذى كنا هدفه •

وجهة نظر العراق

أما سعدون حمادى وزير النفط العراقى فقـد عرض فى المؤتمر الاستثنائى العادى والاربعـين لمنظمة أوبك الذى عقـد فى فينا فى شهر أيلول الحالى أن العراق يعتقد أن الخطوة الجذريـة الاساسية التى يجب اتخاذها من أجل صيانة هيكل الاسعار وتقوية مركز الشركات الوطنية هو اتباع منهج شامل لتخطيط الانتاج فى ضوء متطلبات السوق من جهة ومن جهة أخرى سـد الفجـوة بصورة كاملة بين السعر المتحقق فى السوق وهو ١١٫٦٥ دولار للبرميل وبين كلفة النفط التى تدفعها الشركات الكبرى للاقطار المصدرة للنفط والبالغة ٧٫١٥ دولار للبرميل • وقال ان مسالة الاسعار لا تتعلق بالمحافظة على مدفوعات الدول الاعضاءفقط وانما بدرجةاكبر بالاهداف الاساسية للمنظمة التى تتعلق بسيطرة الدول المنتجة على ثرواتها النفطية عن طريق تعزيز مركز شركات النفط الوطنية فى الدول الاعضاء فى سوق النفط العالمى • وقال ان هناك فجوة بين سعر النفط الحر وبين معدل السعر الذى تدفعه الشركات الكبرىالى الاقطار المصدرة للنفط،تترك للشركات ربحا يجعلها قادرة على اعادة بيع النفط باسعار تقل كثيرا عن الاسعار التى تطلبها شركات النفط الوطنية وبذلك تستطيع تخفيض الاسعار ومم[illegible] ضغط نازل على هيكل الاسعار عن طريق طرح كميات من النفط بسعر يقل عن سعر السوق . وهكذا فان هذه الفجوة تضع الشركات الكبرى في مركز تنافسى بالقياس الىشركات النفط الوطنية الامر الذى يستلزم تقليصها عن طريق زيادة معدل كلفة النفط الذى تاخذه الشركات الكبرى اذا ما اريد لشركات النفط الوطنية ان تلعب دورها الطليعى فى السوق • ويتطلب ذلك زيادة الضريبة التى تدفعها الشركات الكبرى عن النفط الذى تاخذه بشروط الامتياز الى الحد الذى يمتص ارباحها الفاحشة •

وجهة نظر ايران

اما هو شانج انصارى ـ وزير الاقتصاد والمالية الايرانى ـ فقد اتهم الدول الصناعية الغربية بتخفيض اسعار البترول بصورة مصطنعة خلال الفترة ١٩٤٧ ـ ١٩٧٠ فى الوقت الذى ارتفعت فيه اسعار منتجاتها • وقال انصارى ان هذا بالطبع قد وصف بصورة مناسبة للغاية بانه يعد مثالا على قانون العرض والطلب ولم يسر احد فى العالم الصناعى فى ذلك الوقت الى تحديد الاسعار بصورة غير طبيعية • ومضى يقول انه ما من احد ابدى اهتماما بان هبوط اسعار البترول يعد سرقة للثروات الطبيعية من البلدان المنتجة للبترول ، وان ارتفاع اسعار السلع جعل من النضال الرامى الى تنمية العالم غير الصناعى امرا يكاد يكون عديم المغزى • فاذن تكون الاسعار الحالية للنفط هى الاكثر عدالة من وجهه نظر الدول المنتجة •

هذا بالنسبة للحـاضر والسؤال الذى يتبادر الى الذهن كيف ستتجه الاسعار فىالمستقبل وعلى أى اساس سيتم تحديدها وما هى المعايير المختلفة لذلك •

وجهة نظر فنزويلا

ان الرئيس الفنزويلى كان قد صرح لمراسل التلفزيون الفرنسى بان فنزويلا ستواصل النضال المستميت ضد البلدان المصنعة الكبرى التى تريد ان تجنى ارباحا طائلة من استثمار مادتنا الاولية

١٩٧٠ و ١٩٨٥ سيغطي اكثر من نصف احتياجات بلدان العالم من الطاقة ، واذا ما اضفنا اليه الغاز الطبيعي فان هذه النسبة ترتفع الى ٧٠٪ ، وهذا يعني ان استهلاك العالم الغربي من النفط سيرتفع من ١٨٠٠ مليون طن في عام ١٩٧٠ الى ٣٩٠٠ مليون طن عام ١٩٨٥ • وبمعنى آخر انه يجب على الصناعة النفطية في الدول غير الاشتراكية ان تنتج في حقبة الثلاث عشرة سنة الواقعة بين عامي ١٩٧٣ و ١٩٨٥ حوالي ٣٩٠٠٠ مليون طن . وهو رقم يزيد على اجمالي كميات النفط التي انتجت في العالم حتى الآن •

رصيد العالم من النفط

ويفيد تقرير المؤتمر العالمي للطاقه في الدوره التي عقدها في ديترويت اواخر شهر ايلول الماضي ان الاحتياطي النفطي الثابت وجوده والذي يمكن استخراجه يقدر بـ ٩١ مليار طن في العالم كله ، والشرق الاوسط يحتوي على نصف هذا الاحتياطي•

تحذير من سرعة نفاد النفط

ويقع على عاتق الدول المنتجة التزام قومي ودولي بالمحافظة على مصادر النفط والغاز عن طريق خفض سرعة استنفاد هذه المصادر ، وذلك بغية استخدامها من قبل الاجيال القادمة وتجنب مستويات الانتاج التي تفوق المتطلبات الانمائية لاقتصادياتها الوطنية والمتطلبات الاستثمارية العالمية ، هذا بالاضافة الى تجنب تراكم الارصدة النقدية الهائلة التي يكون عرضة لتاثيرات تخفيض العملات وفقدان القوة الشرائية • وقد ادركت الدول النفطية ان زيادة الاسعار بالاضافة الى انها ستؤدي الى رفع مدخولات البلدان الاعضاء فانها ستؤدي ايضا الى استغلال حقول النفط ذات الانتاج الحدي والى زيادة الجهود الرامية الى تطوير مصادر بديلة للطاقة • ولهذا فان ظروف العرض النفطي والمصادر البديلة وظروف الطلب الاستهلاكي مجتمعة قد قررت القيمة الاقتصادية للمنتوجات النفطية اي ان الندرة المتزايدة للبترول مقرونة بتاخر تطوير بدائل تجارية له قد ساهمت الى حد كبير في رفع سعر النفط الخام •

النفط والتضخم المالي

ومع تفهم البلدان الاعضاء لمطلب الدول المستهلكة بخصوص استقرار الاسعار ، الا ان استقرار اسعار النفط على مستوى ثابت في ظروف التضخم المالي السائدة سيؤدي الى تدهور الدخل الحقيقي لوحدة الصادرات النفطية وهو احد الامور الرئيسية التي تشغل منظمة الاوبك في الوقت الحاضر . ومن الخطأ التركيز على ارتفاع أسعار النفط في حين يتم تجاهل ما يجري لاسعار السلع الرئيسيه الاخرى مثل القمح والسكر والنحاس والبضائع المصنعه الاخرى كما انه من الخطأ ايضا الانحاء باللائمه لدرجه التضخم الحاليه على أسعار النفط اذ أن التأثير المباشر للزياده التي طرأت على اسعار النفط في تشرين الاول ١٩٧٣ على الاسعار في الدول الصناعية نصف بالمائة من درجة التضخم التي تتراوح بين ١٢ و ١٤٪ •

اما ايران فكانت قد تقدمت باقتراح الى منظمة الاوبك بشان تحديد اسعار النفط في المستقبل مفاده : بان تحديد سعر النفط يجب ان يتم وفقا للمبدا البسيط الذي يقضي بان البترول لا يجب ان يباع بارخص من اسعار المنتجات البديله الراهنة • ويمكن تحديد السعر الاساسي وفقا لمؤشرات اسعار ٢٠ او ٣٠ سلعة بديلة يرجع اليها كمعيار •

اخيرا فان السيد فرانك رئيس مجلس ادارة شركة ارامكو في المملكة العربية السعودية قد اكد انه في السنوات العشر او الخمس عشرة القادمة، وفي غياب بديل فوري للنفط ، وهو الامر الذي يكاد يكون مؤكدا ، فان سياسات دول الاوبك ستظل العامل الرئيسي الذي يؤثر على اسعار النفط وهذا [illegible] كعامل اساسي وحاسم في تحديد اسعار النفط في المستقبل رغم كل ما يقال في هذا الصدد •

■

د • محمد هشام خواجكيه
استاذ مساعد بكلية التجارة
جامعة الكويت ـ الكويت

بقلم :
لواء أركان حرب
محمد كمال عبدالحميد

■ كانت حرب اكتوبر مرحلة تحول كبرى لكثير من التيارات .. والاتجاهات الدولية بالنسبة لنتائج والحقائق التى تمخضت عنها والتى تغيرت بها معايير التقدير الفكرى والمادى .. الاستراتيجى على الصعيد العالمى بصفة عامة .. وفى الشرق الأوسط بصفة خاصة .

ولعل ابرز ما كشفته المعركة حقيقة « الجوهر » المصرى ومدى امتداد اصوله واصالته ... اذ خطف فى لحظة واحدة أبعاد الدنيا واهتمامها « بشرارة » العبور وما اعقبها من اجتياح كل الموانع الطبيعية .. والإصطناعية .. والعسكرية فى موجة دافقة واحدة من المفاجاة الاخاذ والتنسيق الفريد بين كافة الاجهزة التى اشتركت فى اعداد الخطة الهندسية لاقامة المعابر ... والخطة التكتيكية لتحريك القوات واستخدام الاسلحة والمعدات .. وشن الهجوم على حصون بارليف ..

فحققت أعظم نصر للعرب في تاريخهم الحديث وحطمت أمام الجحافل العربية أسطورة الجيش الاسرائيلي التي ظلت مفروضة على العالم لاكثر من ربع قرن من الزمان ..

الفصل بين القوات ..

ولما انتهت مرحلة القتال تم الفصل الأول بين القوات .. وبدأت بعده مسيرة الاستعداد للجولة الثانية من القتال .. وللجولة الثانية من التفاوض على أساس انسحاب القوات الاسرائيلية الى ما وراء « الممرات الاستراتيجية » في وسط هضبة سيناء .. والانسحاب من منطقة حقول النفط في « أبي رديس » على الشاطىء الشرقي لخليج السويس . وانسحاب مماثل في الجولان والضفة الغربية لنهر الاردن وكل ذلك معا .

ومهما يكن من أمر هذه المفاوضات التي لا يعرف الى ماذا ستنتهي حتى كتابة هذه السطور ، يهمنا أن نقدم للقارىء « العربي » صورة تحليلية حقيقية عن طبيعة أرض المعركة التي شهدت في الصراع مع اسرائيل ثلاث حروب في أقل من سبعة عشر عاما وقد تشهد رابعة وخامسة...

فقليلون جدا هم الذين يعرفون طبيعة الارض في شبه جزيرة سيناء .. ومهما قيل في وصفها أو تصويرها بالخرائط فلن تكون كل هذه الايضاحات كافية لتصوير حقيقة مناعة تلك الممرات.

في الشمال من سيناء ..

في شمال شبه الجزيرة.. يمتد السهل الساحلي مئتي كيلومتر طولا . بين قناة السويس غربا .. وبين حدود فلسطين شرقا .. وباتساع يتراوح من عشرين الى ستين كيلو مترا عرضا ، بين البحر الابيض المتوسط وبين هضبة التيه ، وأهم معالم هذا السهل .. طريقه المشهور عبر عصور التاريخ. حيث يمتد بحذاء الساحل مبتدئا من « القنطرة » شرق القناة الى العريش عاصمة محافظة سيناء ، مارا بالفرما ، ورمانة ، وممتدا الى الشيخ زويد ورفح ثم الى غزة .. وهو يمر على بعض الآبار القديمة وأهمها : ـ

بئر دويدار ، وبئر قطية . وبئر العبد . وبئر المساعيد .

وكان طبيعيا أن توجد بعض البقاع الزراعية متناثرة حول تلك الآبار ، وحول المنخفضات التي تتجمع فيها مياه امطار الشتاء . وقامت بعض التجمعات السكانية حول تلك القطاعات التي توفرت بها المياه .. وكذلك حول بعض مناطق الصيد على بحيرة البردويل .. وأصبحت تلك القرى والمراكز محطات لراحة القوافل التجارية عبر القرون .. كما كانت مراكز للبريد ولتموين القوات المتحاربة التي تحركت بين مصر وفلسطين منذ عهد الفراعنة .. والهكسوس .. والفرس .. والحيثيين .. والاشوريين .. وكان الطريق الساحلي هو محور كل هذه التحركات الى الاتجاهين شرقا أو غربا .. ونحسب انه الطريق الذى سلكه يوسف عليه السلام مع القافلة التي أخذته الى مصر وسلكه اخوته وأبوه من بعده في هجرتهم اليها . وهو أيضا طريق عمرو بن العاص في تقدمه الى مصر .. وطريق نابليون في تقدمه الى فلسطين ..

اهمية عريقة ...

ولقد برزت أهمية هذا الطريق الساحلي في أثناء الحرب العالمية الأولى عندما حاول الأتراك غزو مصر ومهاجمة الانجليز فيها .. فكان هو طريق ارتدادهم عنها بعد فشل محاولتهم عبور قناة السويس عام ١٩١٥ ، وبدأت بعدها مطاردة القوات البريطانية لهم في سيناء .. واستمر التقدم البريطاني الى فلسطين ، ودعاهم هذا الى انشاء خط حديدي مواز للطريق الساحلي ليساعدهم في نقل قواتهم وما احتاجته من امدادات أعانتهم في تقدمهم الى سوريا على مدى ثلاث سنوات كاملة .

وبذلك ظل هذا الطريق الساحلي أهم طرق سيناء للنقل الحربي .. حتى نهاية الحرب العالمية الاولى بعد أن تم تعبيده .. وبعد انتقال الحركة على الخط الحديدي الموازي له ..

التحول الجديد ...

ومرت الأيام .. وتطورت الحياة .. وظهر الأسلحة الحديثة للبر والبحر والجو .. فأصبح التحرك « عسكريا » على الطريق الساحلي معرضا للقصف من الجو والبحر .. مع امكان نسف

بواسطة المتسللين الذين يمكن انزالهم من
و اسقاطهم من الجو .. وأى تدمير يمنع
ى سيمنع أية قوة من التقدم عليه أو حتى
ـر منه الى أى من الجانبين بسبب وجود
ممعات على الجانب الشمالى نتيجة لرشح
من بحيرة البردويل ومن البحر القريب ..
لك صعوبة الانتشار الى الجانب الجنوبى بسبب
د الكثبان الرملية الناعمة الكثيفة فهى تمنع
د المركبات بكافة أنواعها .

هكذا فقد الطريق الساحلى أهميته العسكر-
ـيه للتحرك أثناء العمليات بسبب [illegible]
له تماما .. ولعدم توفر الامن « التكتيكى
م للقوات التى قد تفكر فى استخدامه [illegible]
مها الى الشرق او الى الغرب .

لهذا دعت «الضرورة» التكتيكية الى [illegible]
ـق الوسطى فى شبه جزيرة سيناء [illegible]
ن فوائد وللوقاية المكفولةللقوات التى [illegible]
ا لوجود الهيئاتوالمعالمالطبيعيةوالتضاريس [illegible]
تحف بها وتستر تقدمها لقطاعات و [illegible]
ه ..

فى الوسط من سيناء

هنا نجد طريقين يخترقان الهضبة الوسطى
المزبرة .. ويعتبران فى الواقع اهم الطرق
سيناء على الاطلاق من الناحيه الاستراتيجيه
ـتكية على السواء ..

الطريـق الأول ، وبه ممر الجدى

و يمتد من الاسماعيلية الى ابى عجيله .
. ١٩٥ كيلو مترا .. ومنها تتفرع عدة طرق
.. فللشمال الى العريش على مسافة
ـلو مترا .. وللشرق الى العوجة ـ مفتاح
. الجنوبى من جهة مصر ـ لمسافة ٣٠ كيلو
.

ـها الى بئر السبع لمسافة ٨٣ كيلو مترا
عاصمة النقب بفلسطين .

ـها الى القدس لمسافة ٨٧ كيلو مترا أخرى.
ـرف هذا الطـريق على عـدة مستودعات
للذخائر ومواد التموين كانت مصر قد اقامتها
قبل نكسة عام ١٩٦٧ واستولى الاسرائيليون عليها
وجعلوا من مطار « الجفجافة » قاعدة جويه اماميه
تنطلق منها الطائرات لقصف منطقه القناه
وللتعرض الجوى للطائرات المصريه اذا حلقت فوق
سيناء او فوق البحر المتوسط شمالى سيناء
ويوجد فى الجزء الاوسط من هذا الطريق الممر
الاستراتيجى المعروف باسم ممر الجدى والذى يمتد
[illegible]

[illegible]
المصرى [illegible]
[illegible] بالعيارات اكبر [illegible]
[illegible] التى
[illegible] مترا بين حافتين من جبال
الشاهقه المتقاربه والتى لا تسمح الوادى بينهما
لاكثر من ٦ ـ ١٥ مترا عـلى طول الممر . مما
يجعل اقتحامه من مداخله او من الجو امرا بالغ
الصعوبه .. كثير الكلفه .. بطىء التحقيق .
وشرف هذا الطريق على اهم مطارات سيناء
الغربيه الاماميه ، وهو مطار المليز الذى انشأته
مصر ايضا قبل حرب ١٩٦٧ واستولت عليهالقوات
الاسرائيليه بعد احتلالها سيناء .. وجعلت منه
مطارا اماميا لتهديد منطقه القناة والقاهـرة ،
وشرق الدلتا المصرية .. وكان وجود مطار المليز
قريبا من ممر متلا عاملا اضافيا فى تقييم منطقة
الممرات ، فهو يسهل الانطلاق من هذا الطريـق
الى جنوب النقب .. والى جنوب سيناء بمحاذاة
الساحل على الضفة الشرقية لخليج السويس الـى
الطور ، ثم الى راس محمد وشرم الشيخ ، ثم
شمالا بمحاذاة الساطىء الغربى لخليج العقبه الى
ايلات .

اهمية الممرات

ولهذا نجد ان ممر متلا وممر الجدى هما اهم ما فى شبه جزيرة سيناء من المناطق الاستراتيجية وذلك لان : ـ

١ ـ من الممكن الانطلاق منهما شرقا ٠٠ او غربا ٠٠ والى كل ارجاء سيناء ٠

٢ ـ ولوجود المطارات الامامية فى جفجافـة والمليز بالقرب منهما ٠٠ بالاضافة الى مناطق تغزين المياه والمستودعات المتوفرة حولهما ٠

٣ ـ قربهما من منطقـة القنـاة ممـا يجعلهـا مهددةدائما بالقوات المعادية التى تحتل هذهالممرات كما حدث فى حرب ١٩٦٧ وكما حدث تمهيدا لثغرة ١٩٧٣ التى لغرها اليهود عبر القناة ٠

٤ ـ وبالنسبة لممر متلا بصفة خاصة ٠٠ لكونه اقرب الى السويس ٠٠ والى البحيرات المرة والى الطريق الساحلى المتجه جنوبا الى ابو زنيمة حيث مناجم المنجنيز، والى حقول النفط فى ابى رديس، ثم الى الطور والى شرم الشيخ ٠٠ والى ايلات والعقبة ، فان هذا الممر يعتبر فى حد ذاته هـو الاكثر اهمية بالنسبة لكل طرق ومعابر وممرات سيناء على الاطلاق ٠٠ ولصعوبة ضربه من الارض او البحر او الجو ٠

٥ ـ وامكان الانطلاق شرقا من نهايات الممرات الى النقب الجنوبى بفلسطين ٠٠

٦ ـ ولان هذه الممرات بحكم طبيعتها الجغرافية محصورة بين حوائط جبلية شاهقة وعرة ، فان هذا يساعد كثيرا من يحتمى بها على تهديد الحركة فى كل طرق سيناء ٠

٧ ـ صعوبة احتلال الممرات بالاسقاط الجوى عليها لامكان اصطياد الهـابطين عليهـا ـ وهم معلقون فى الفضاء ـ قبل وصولهم ٠٠

ومعلوم ايضا ان ممر الجدى ٠٠ وممر متلا ، لقربهما منالاسماعيلية والسويس على التوالى٠٠ يجعل طرق الانطلاق والتقدم منهما الى قلب الدلتا والقاهرة امرا محتملا لمن يستطيع الاحتماء بتلك الممرات ويستطيع عبور القناة ٠٠ وكان هذا امرا محتملا فى حرب ١٩٦٧ ٠٠ كما كان املا مرجوا لاسرائيل ان تحققه من عملية الثغرة فىالدفرسوار عندما قامت قواتها المنطلقة من منطقة الممرات الى البحيرات المرة الى السويس بمحاولات لبلوغ هذا الهدف ، بيد انها عجزت عن تحقيق غايتها فتجمدت فى مواقعها حول السويس رغم تكرار محاولاتها بعد وقف اطلاق النار ٠

اذن فالممرات ٠٠ اولا ٠٠

وهكذا تبدو اهمية منطقة الممرات التى لابد من الحصول عليهـا واستردادهـا باى صورة كخطوة اساسية تسبق التفكير فى اى عمل عسكرى جديد فى سيناء للانطلاق شرقا الى ارض فلسطين ٠

اى انه سيكاد يكون مستحيلا الوصول الى ارض فلسطين من مصر طالما بقيت هذه الممرات فى حوزة العدو ٠٠ ولهذا يعتبر استرداد الممرات اول عمل حتمى امام القوات المصرية ٠٠

وهنا تفرض الحكمة نفسها ، وتفرض المصلحة طريقها وتفرض مبادىء الحرب اصولها لاسترداد هذه الممرات باقل تضحيات وباسرع وقت ، وهذا كله لصالح المعركة التى نحسبها سوف تستمر حتى بعد التسوية النهائية لو تمت ٠٠ ولا يجوز ان نتصور ان المعركة بين العرب واسرائيل ستنتهى بعد عام او خمسة اعوام ٠٠ بل ستبقى ربما لاجيال ما دامت اسرائيل هى ما هى ٠٠ فالمعركة حضارية وتاريخية ٠٠ ووجودية ٠٠ وليس العرب واسرائيل هم وحدهم اطراف النزاع ٠٠ فالعالم كله مرتبط بصورة او باخرى بهذه القضية ٠٠ ومعنى هذا ٠٠ ان حصول مصر على الممرات وانسحاب اسرائيل منها كمرحلة فىطريق التسوية، انما هو امر حيوى لصالح القضية العربية كلها ٠٠

احتمال يستحق الدرس

وهناك احتمال كان يمكن ان يفرض نفسه هو انه لو فرض وبقيت الحالة على ما هى عليه عبر انسحاب اسرائيلى جديـد من الممرات ، قد تمر الايام ٠٠ وقد تمر الشهور والسنين كما سبق ان مرت من عام ١٩٦٧ الى ١٩٧٣ ٠ وكما مرت منذ اكتوبر الى الان لما يزيد على عشرين شهرا ٠

وضع يستحق التأمل ··

لا شك ان تراجع الاسرائيليين الى ما وراء خط المرات الاستراتيجية انما يعطي عمقا جديدا شرقيا لمنطقة القناة يمتد الى ما يقرب من ستين كيلو مترا شرقا ·· هي عبارة عن عرض المسافة التي شغلتها قوات الطوارىء الدولية ·· ثم عرض المسافة التي شغلتها شرقي المرات القوات الامامية الاسرائيلية ، ثم بعد ذلك تاتي منطقة المرات ·· وجملة العرض لهذه النطاقات الثلاث تصل الى الستين كيلو مترا التي ذكرناها ··

وايضا فمن نتائج توفر هذا العمق ·· امكان فتح قناة السويس للملاحة اذ ستصبح القناة بعيدة عن مرامي اسلحة القوات الاسرائيلية ·· ولا شك ان ادارة القناة وفتحها للملاحة ستحقق فوائد كثيرة لمصر ·· ولكن ستكون الفائدة الاكبر لكل الدول العربية بالجزيرة العربية والسودان والخليج العربي ·· بالاضافة الى دول اوروبا والشرق الاقصى ·· ونعلم ان هذا كسب ثانوى لا تصاحبه المكاسب الاستراتيجية الاخرى ·

« ضائقة » اسرائيل شرقي المضائق

ومن الناحية الاخرى ·· فان انسحاب القوات الاسرائيلية الى ما وراء شرقي المرات ·· سيحرمها من التمركز «التكتيكي» في تلك المضائق والمرات ، وسيضع قواتها مكشوفة في العراء سهلة المنال ·· مهما حاولت حماية نفسها بالتحصينات الميدانية والتي لن تكون بحال من الاحوال في مناعة حصون بارليف ، ومعنى ذلك ان تقلص محاور وخطوط التحرك العسكرى للقوات الاسرائيلية سيجعل هذه القوات في وضع تكتيكي اكثر ضعفا مما كانت عليه وهي مرابطة غربي المرات وامامها قناة السويس في متناول مرامي المدفعية الثقيلة ··

وان اسرائيل بانسحابها الى شرق المرات تدرك بالطبع مضاعفات تعرضها للتطويق والاختراق والقصف من كل اتجاه ·· كما تعلم اسرائيل ايضا ان الانسحاب من المرات ما هو الا مرحلة من عملية انسحاب شاملة آتية لا ريب فيها ·· وان التشبث بسياسة الانسحاب المرحلي « خطوة ·· فخطوة » ما هي الا محاولة لكسب الوقت ولتبقى في وضع المفاوض الذى يفتعل القدرة على المساومة ·· وهي تعلم ايضا معنى الحرب بمفهومها الحقيقي وبمذاقها المر الذى ذاقته في حرب اكتوبر ·· ولاول مرة يشعر المجتمع الاسرائيلي بالخسارة والضياع والبكاء للهزيمة ·· وللمقتل والتشويه ·· والجنون ·· وغير ذلك من صور الحرب التي لم يسبق ان شهدتها اسرائيل منذ عام ١٩٤٨

وضع اسرائيل اذا انسحبت شرق المرات

[illegible]

الارض المكشوفة الممتدة من [illegible] الى [illegible] ·· وهذا معناه بكل بساطة انها لن تغامر بالهجوم على الجبهة الشرقية في مرتفعات الجولان ·· بعد ان اكد الرئيس السادات ان الهجوم الاسرائيلي على الجولان معناه استئناف الحرب مباشرة على الجبهة المصرية ·· فكان هذا تاكيدا حاسما لا يحتاج الى تعليق ··

ولقد قدرت مناعة المرات بما تعطيه من وقاية واخفاء ومناعة ، بما يعادل تجهيز جيش قوامه سبعين الف مقاتل منها ثلاثين الفا في منطقة ممر الجدى واربعين الفا في منطقة ممر متلا ·

والعمق الأرضي ·· والزمني ؟

وهذا بخلاف الكسب الأرضي ·· والزمني ·· والمقصود بالكسب الزمني هو ان وجود العمق الارضي في حوزة القوات المصرية وخاليا من القوات الاسرائيلية يعطي فرصة لعناصر الاستطلاع المصرية ان تراقب سيناء الشرقية على مسافات تزيد ستين كيلومترا شرقي القناة عن اقصى المواقع المصرية الموجودة غرب المرات ·· وان توفر هذه الفرصة

يعطى مجالا زمنيا كافيا لانذار القوات الرئيسية باى معلومات عن تحركات العدو ٠٠ وبذلك لا يستطيع العدو تحقيق عنصر المفاجاة بسبب ما تربحه القوات المصرية من امكانية الرؤية الأبعد والابلاغ المبكر والتصرف المباشر ، وكل هذا بعيـدا عن القناة ٠٠ التى ظلت دائما فى حالـة طوارىء مستديمة خشية انقضاض العدو فجاة وهو منها على مسافة قريبة لم تسمح للقوات المصرية ان تخفف من درجة استعدادها لحظة واحدة منذ عام ١٩٦٧ الى ما بعد حرب اكتوبر/٧٣ ٠

والانسحاب من « ابى رديس »

وبقيت بعد ذلك عملية الانسحاب من منطقة آبار النفط فى ابى رديس ٠٠ والتى قيل بخصوصها ان اسرائيل ستطلب «ثمنا» مقابل انسحابها مـن آبار البترول المصرية ٠٠ وكان الرد البسيط على ذلك هو ان الولايات المتحدة وايران تعهدتا بسد حاجة اسرائيل من البترول ، ويكون ذلك بديلا عما ستفقده من «نهب» آبار ابو رديس ٠٠ اى ان الشرط الذى طالبت به اسرائيل لن يكون على حساب مصر ولا على حساب العرب ٠٠ وبذلك لم يعد هناك مجال او منطق يقف ضد انسحاب اسرائيل من تلك المنطقة ايضا ٠٠

ومعلوم ان اسرائيل كانت تستنزف من تلك الآبار بمعدل ٩٥٫٠٠٠ برميل يوميا لا شك ان مصر أولى بها وخاصة انه معلوم ان ازدياد حركة التنمية والاستعداد الحربى فى مصر ضاعفت من استهلاك الطاقة وان اعادة ابو رديس الى مصر انما يسد حاجة ضرورية لها ٠٠ وبالتالى سيخفف العبء البترولى بدرجة ملحوظة عن عاتق بعض الدول العربية الشقيقة التى استمرت فى امداد مصر بحاجتها بالبترول حتى بعد توقف اطلاق النار ٠٠ اذ معلوم ايضا ان مصر لم تقف ولم تخفف استعداداتهـا الى الآن بـل على العكس ضاعفت من معدل سرعة اعمال الانشاء والتعمير بجانب مضاعفة استعداداتها العسكريـة ، وعلى الاخص فى منطقة القنـاة والتى اعلن الرئيس السادات عنها انها بدات تمارس ادوارها فى خد. المعركة ٠٠

لا تنازلات سياسية

ومقابل هذا الانسحاب لن يكون هناك ثمن يدفعه العرب لشىء مـن هـذا ٠ ان الانسان لا يدفـع ثمنا لارضـه هى ارضه اذا هـو استردها ٠ ثم لن يقبل انسحاب من سيناء لا يلزمه انسحاب مثله من الجولان والارض العربية الاخرى ٠

وهذه هى المصلحة الحقيقية ٠٠

ونوجز القول ٠٠ فى ان الانسحاب الاسرائيلى من منطقة الممرات وحقول ابو رديس ما هو الا خطوة من خطوات تعديل الاوضاع العسكرية على أرض المعركـة لصالح القوات المصرية وبالتالى ومباشرة لصالح جبهات القتـال من الجولان الى قناة السويس ، ومن صالح القضية كلها، اذ معلوم ببساطة انه لا سبيل الى القتال على أرض فلسطين بالقـوات المصريـة او السوريـة الا بعد اتمام الانسحاب الاسرائيلى من كل أرض سيناء ومرتفعات الجولان ٠٠ ومعنى هذا ان كل شبر نكسبه بغير قتال يعتبر كسبا للجميع ٠٠ وكل نقطة دماء نحقنها على أرض سيناء ٠٠ وندخرها لأرض فلسطين هى كسب للقضية ، اذ ليس معقولا ان تتبدد كل الجهود وكل القوى بعيدا عن الأرض السليبة التى تحتلها اسرائيل وتقيم فيها منذ عام ١٩٤٨ ولم تشهد منذ ذلك العام قتالا حتى اليوم ٠٠ وهو الأمر الذى عملت له اسرائيل على ان تنقل الحرب دائما الى اراضينا، ولكن اليوم انعكس الوضع ٠٠ اذ يجب ان ننقل الحرب الى الأرض التى يعيشون بعائلاتهم عليها ٠

« ويقولون متى هو قل عسى ان يكون قريبا » ٠
صدق الله العظيم ٠

محمد كمال عبد الحميد

٧٥/٣/٢٠

العربى ٠ كتب هذا المقال قبل فشل جهود كيسنجر فى السلام الذى اراده ، ومع ذلك فنحن نثبت هذا المقال لانه يظهر خطورة الممرات فى الحرب ،تلك الخطورة التى كان من شانها ادراك الصهاينة لها ، ورفض السلام من اجلها ٠

نتيجة مسابقة العدد ١٩٥

اوراسيا اكبر كتلة يابسة

■ دارت مسابقة العدد ١٩٥ من العربي ...
المعرفة . وقد تميزت اسئلة المسابقة ...
اجوبة القراء هزيلة ونتيجة لذلك ...

وهاك ايها القارىء نموذجا للاجابة ...

١ ـ اكبر واطول باخرة تجارية لنقل الركاب بين اوربا وامريكا هى الباخرة فرانس .

٢ ـ يحتوى جسم الانسان العادى السليم على ٦ لترات من الدم .

٣ ـ الاسطورة التى تحيط بجبل طارق تقول ان بريطانيا سوف ترحل عن جبل طارق عندما ينقرض منه القرد .

٤ ـ اكبر كتلة من الأرض « اليابسة » التى تكون مساحة واحدة هى اوراسيا .

٥ ـ اول قمر اصطناعي اتخذ له مدارا حول الارض اطلقه العلماء الروس .

... شجرة ابراهيم الخليل ...

... شجرة السيدة مريم تقع فى مصر .

٨ ـ اكبر الكواكب واصغرها جميعا المشترى .

٩ ـ لا لزوم لسلق لتحصل الانسان من الدجاج على بيض ياكله .

١٠ ـ اول عملية لزراعة قلب جديد فى جسم الانسان اجريت فى مدينة كيب تاون فى جنوب افريقيا .

الفائــزون بالمسابقــة

الجائزة الأولى وقيمتها ٣٠ دينارا فاز بها :احمد ابراهيم بتير /ام درمان/السودان .

الجائزة الثانية وقيمتها ٢٠ دينارا فاز بها :السيد قش قدور/سطيف/الجزائر .

الجائزة الثالثة وقيمتها ١٠ دنانير فاز بها :سالم ناصر المعولى /مسقط/عمان .

٨ جوائز قيمتها ٤٠ دينارا كويتيا كلمنها ٥ دنانير فاز بها كل من :

١ ـ احمد محفوظ سويلم /عدن/اليمن الديمقراطى .

ـ فنيس عزيز داود سليمان /الاسكندرية/ .

ـ زاهرة احمد ناصر جلاد /الكويت .

ـ هشام ابو عودة /الرياض/السعودية .

٥ ـ على عبد الخالق عباس /بغداد/العراق .

٦ ـ عليا محمد قاردن /عمان/الاردن .

٧ ـ جهاد على عبد الله /مرجعيون/لبنان .

٨ ـ ميمونة محمد سعيد شرف /دير الزور/ سوريا .

في ميادين القتال

بقلم الدكتور احمد شوقي الفنجرى

من نســاء الصحابة من قادت الجيوش فى المعارك ، ومنهن من ركبن الخيل ، وضربن بالقنا والسيوف •

■ نزلت آيات القرآن التى تامر بالجهاد موجهة الى المؤمنين كافة ، فلم يخصّ القرآن فى امره ذلك الرجال دون النساء ، وكانت نساء الصحابة يشتركن مع الرجال فى مبايعة الرسول •• وكانت البيعة تنص على الجهاد وعدم الفرار فى القتال • وكان رسول الله يصطحب معه بعض نسائه فى الغزوات ، وكذلك كان الصحابة يفعلون •• وقد جاء فى صحيح مسلم «كان رسول الله يغزو ومعه ام سليم ونسوة من الانصار فيسقين الماء ويداوين الجرحى »

وكان رسول الله يَرضَخ (اى يعطى) للمراة نصيبا من الغنائم والفيء .

ولاهمية الدور الذى قامت به المراة المسلمة فى ميادين القتال ــ خصص الامام البخارى بابا فى كتابه سماه « باب غزو النساء وقتالهن » •

الحرب نوعان : هجومية ودفاعية

ويذهب اكثر فقهاء المسلمين الى ان الحرب نوعان : ــ

١) الحرب الهجومية : فيكون الجهاد فيها غير ملزم للمراة ، ولكن المشاركة فيها رخصة لها بعد اذن من ولى امرها ، سواء كان هو الزوج او الاب •

٢) والحرب الدفاعية : التى تتعرض فيها دار الاسلام للغزو او الهجوم ، فيكون الجهاد فيها فرض عين على الجميع رجالا ونساء •••

والاعمال التى قامت بها المراة المسلمة فى ميادين القتال كثيرة ومتنوعـة : منها تمريض الجرحى ودفن القتلى ، والمشاركـة فى المشورة والرأى ، والاشراف على تموين الجيش بالطعام وعلى امداد السلاح وعُدّة الحرب ، والمشاركة فى الاعداد النفسى والمعنوى ، واخيرا المشاركة فى

القتال الفعلى • وهذا تفصيل كل واحد من هذه المهام[1] •

التمريض والعناية بالجرحى

كان من عمل النسوة سقى الجرحى بالماء ، وتنظيف جراحهم • وكان بعضهن يتقدمن الى الصفوف الاولى فى اثناء القتال ، تحت قرع السيوف ، وتساقط النبال ، بين سنابك الخيل ، فينقلن الجرحى والمصابين الى خيام الاسعاف ••

وتعتبر السيدة رفيدة المرضة او الطبيبة الاولى فى الاسلام •• ولخبرتها بالتمريض خصص لها رسول الله خيمة كبيرة تشبه المستشفى الميدانى فى عصرنا الحديث ، وكان معها عدد من نساء الصحابة يساعدنها • وقد نصبت الخيمة قرب مسجد المدينة يوم الخندق لكى ينقل اليها الجرحى •

وبعد ان رحل الاحزاب مخذولين نقل الرسول الى خيمة رفيدة بعض الصحابة الجرحى مثل سعد بن معاذ ، ريثما غزا يهود بنى قريظة •

ومن شهيرات الطبيبات على عهد الرسول ايضا مينة بنت قيس الغفارية التى ابتدات التطبيب(1)

وهى فى السابعة عشرة من عمرها ، وام عطية الانصارية التى اشتهرت بالجراحة ، وام سليم وام سنان الاسلمية ، ونسيبة بنت كعب المازنية ، وغيرهن كثيرات من المعدمات الماذلات •

وفى الشرع يجوز للرجل ان يداوى المراة ، ويجوز للمراة ان تداوى الرجل الاجنبى ، ويجوز للمراة عند الضرورة ان تنظر منه ما تدعو الحاجة الى النظر اليه من جسمه ، ولو كان عورته ، وكذلك بالنسبة للرجل الذى يمرض المراة •

دفن القتلى

كان المسلمون أول امرهم يرد ون شهداءهم الى المدينة لدفنهم فيها ، وكانت النساء يعمن بهذا العمل ، ويحملن القتلى على الدواب الى المدينة ويحفرن القبور ، ويشتركن بدفن الشهيد • فلما

---

(1) كتاب العرب والطب للدكتور أحمد شوكت الشطى •

جاء الوحي الى رسول الله بدفن القتلى فى ارض المعركة كان النساء يقمن بذلك ..

وفى الشرع لا يُغسـل الشهيـد ، ولا يصـلى عليه ، وذلك لقول رسول الله « لا تغسلوهم ، فان كل جرح وكل دم يفوح مسكا يوم القيامة » .

والحكمـة فى ترك الصـلاة عليهم أن الصـلاة شفاعة للميت واستغفار لذنبه ، أما الشهيد فهو فى غنى عن الشفاعة ، بل هو يشفع لغيره كما أن ذنوبه تغفر له كيوم ولدته أمه ..

المشاركة فى المشورة والرأى فى الحرب

كان نساء الصحابة يشاركن الرجال فى كل شأن من شئون الجهاد ..

فكان لهـن رأى فى قـرار الحـرب أو السلم
وفى خطة المعركة وسير القتال
وفى مفاوضات الصلح والهدنة .
ولهن حق الاجارة والعفو عن الاسير ورد أمواله اليه

لقد كان رسول الله يجمع الصحابة قبل القتال للمشورة ، وكان نساء الصحابـة يحضرن هـذه الاجتماعات ،والرسول ينادى بين الجميع « أيها الناس أشيروا على فقد أمرنى ربى بالمشورة »

وعندما بويع للامام علىبالخلافة عارضتالسيدة عائشة فى بيعته ، وأخذت تجمع جيشا من كبـــار الصحابة بينهم *الزبير بن العوام،* ثم *أعلنت الحرب* على الخليفة ، وقادت الجيش بنفسها وهى راكبة جملا ، فكانت أول امرأة فى تاريخ الاسلام تقود الجيوش وتعلن الحرب ..

وكان للمرأة المسلمة أيضا رأى فى خطةالقتال، تشارك فى وضع خدع الحرب ، وترتيب الجيوش. وقد ذكر الامام الواقدى فى كتابه فتوح الشـــام الكثير عن دور المرأة فى هذا المجال وخص بالذكر دور خولة بنت الازور فى معركة سحورا ، واسماء بنت أبى بكر فى معركة اليرموك .

وكانت المرأة تدلى برأيها فىمفاوضات الصلح. ومنالمشورات الشهيرة رأى ام سلمة زوجة رسول الله (صلعم)فى صلح الحديبية . فقد اختلف المسلمون فى شروط الصلح وكاد يحدث انشقاق بينهم ، وعندما رأت ام سلمة الرسول مهموما بامر المسلمين ، اخذت تفكر حتى هداها الله الى الرأى الذى يوفق بينهم ويقضى على اسباب الخلاف حتى قال لها رسول الله : «حبذا انت يا أم سلمة لقد نجى الله بك المسلمين اليوم من عذاب الله »

للمرأة حق الاجارة والعفو

وللمرأة المسلمة حق الاجارة فى الحرب .. ولها حق العفو عن الاسير .. ولها حق رد امواله اليه : وهذا تكريم لمكانة المرأة فى الاسلام لم تصل اليه النساء فى أية أمة من الامم ، او شريعة من الشرائع ، حتى يومنا هذا ..

كانت زينب بنت رسول الله متزوجة من ابى العاص بن الربيع ، ولما ظهر الاسلام وبقى على شركه فرق الاسلام بينهما . ثم حارب المسلمين حتى وقع فى الاسر فى معركة بدر ، فاستجار بزينب ، فقامت فى مسجد المدينة عقب صلاة الفجر ، ونادت فى الناس باعلى صوتها (انى أجرت ابا العاص ابن الربيع) وكان الرسول بداخل المسجد فقال لأصحابه : « هل سمعتم ما سمعت » قالوا : « نعم » . قال : « والذى نفسى بيده ما علمت بشىء مما كان حتى سمعت الذى سمعتم » ثم قال : «المؤمنون يد على من سواهم يجير عليهم ادناهم ، وقد اجرنا من اجارت» ثم سأل زينب ان يرد عليه ما أخذ منه ففعل . وعرض عليه الرسول الاسلام بعد ان اطلقه فقال : « عندى امانات لاهل مكة ولا احب ان أرد عنها حتى اؤديها» فتركه الرسول ، فذهب الى مكة وأدى الامانات ، ثم عاد الى المدينة مسلما .

وبديهى ان لهذه الحادثة صفة تشريعية ، فهى لا تخص ابنة الرسول وحدها ، ولكنها تخص كافة نساء المسلمين ..

الاشراف على تموين الجيش بالطعام والسلاح

كان من عمل النسوة على عهد الرسول الاشراف على المؤن ، وطهو الطعام للجنود ، وكن ايضا يشرفن علىخيول الحرب : فيطعمنها ، ويمرضنها ويداوين جراحها ، وكانت عليهن ايضا مهمة اصلاح السلاح ، واعداده ، وامداد المتحاربين فى اثناء القتال ..

وقد روى الامام الواقدى مؤرخ «فتوح الشام ومصر» أن خالد بن الوليد كانت تتكسر فى يده بضعة سيوف فى المعركة الواحدة .. فكانت تخرج اليه زوجته أم تميم بسلاح جديد ليكمل به معركته

ذلك كانت تفعل اسماء بنت ابى بكر لامداد زوجها الزبير بن العوام بالسلاح ●

المشاركة في التعبئة المعنوية والتأثير النفسي

ذلك ان وجود المرأة الى جانب زوجها واولادها فى ساحة القتال يثير فيهم الحماس والحمية للقتال ، دفاعا عن العرض والشرف ، واظهارا للبطولة والمجد ..

ا ـ وقدكانت النساء يشاركن فى الاعداد المعنوى للصمود عن طريق القاء الخطب واشعال الحماس قبل المعركة ، وتذكيرهم بآيات من القرآن الكريم التى تحث على الصمود والاستهانة بالموت ● وممن اشتهرن فى هذا المجال اسماء بنت ابى بكر الصديق فى معركة اليرموك ، وخولة بنت الازور فى فتوح الشام ومصر ، والخنساء فى فتوح فارس ، والهند هند بنت عتبة زوجة ابى سفيان ●

يقول الامام الواقدى فى فتوح الشام

« وخرجت هند بنت عتبة تحرض المسلمين على القتال . وبيدها مزهر ومن خلفها نساء من المهاجرين ، وهى تقول الشعر الذى قالته يوم احد :

نحن بنات طارق

نمشى على النمارق

اما خولة بنت الازور فكانت تنشد :

نحن بنات تبع وحمير

وضربنا فى القوم ليس ينكر

لانسا فى الحرب نار تسعر

اليوم تسقون العذاب الاكبر

اما اسماء بنت ابى بكر فقد كانت خطبها كلها استشهادا بالقرآن وباحاديث الرسول فى الجهاد والشهادة ● وقد وقفت الخنساء شاعرة الجاهلية فى معركة القادسية تحمس أولادها الاربعة وشباب المسلمين للقتال والشهادة ● فلما علمت باستشهاد اولادها الاربعة مرة واحدة فى تلك المعركة لم تبك عليهم ، بل قالت قولتها المشهورة « الحمد لله الذى شرفنى بموتهم » ●

ب ـ وكانت نساء المسلمين يقمن أيضا بالترفيه عن الرجال ، ولكنه ليس ترفيها بالمعنى المفهوم فى عصرنا من عرض لمفاتن الجنس ، او الاغانى الخليعة ، والرقصات الماجنة ● فمن يحارب بالجنس ولاجل الجنس لا يمكن ان ينصره الله على اعدائه، بل تتخلى عنه الملائكة ●

ولكنه ترفيه بالمفهوم الاسلامى الصحيح .. بتذكيرهم بالجنة التى وعد الله الشهداء والمجاهدين الصابرين .. وبكلمات العطف والتشجيع .. وبالقول المعروف الذى ذكره الله فى كتابه بقوله « وقلن قولا معروفا » ..

وفى وصف هذا العطف والترفيه يقول الامام الواقدى فى وصف دور المرأة فى معركة اليرموك

« وصارت المرأة تحمل بطفلها ... تمسح به ... وجهه وتقول له ... نفحة ... الله »

وقد جاء فى كتب السيرة ان امرأة مسلمة قد نذرت اذا انتصر الرسول فى احدى غزواته ان تغنى له وتضرب له بالدف ... ذلك . فالاسلام لا يحرم ... الترفيه عن الجند ... السماوية ..

ب ـ وكان من مهام ... جمع ... والمجرحين ... القتال ... وكن ... الجنود ... ويقلن لهم ـ

« ... الاسلام ... »

ويستنفرن همم الرجال ... بقولهن :

« ... لم تنالوا ... سيوفكم

وكونوا ... فى ... »

وقد جاء فى كتاب المغازى :

« انهزم المسلمون يوم احد عن رسول الله فلقيتهم ام أيمن ... تحثو فى وجوههم التراب وتقول لهم ... هاك ... لوا ... وهاتوا سيوفكم لنقاتل بها عنكم » .

وفى معركة اليرموك وضع خالد بن الوليد النسوة على ربوة خلف الجيش ، فكن يضربن من يتراجع من فرسان المسلمين بالحصى والتراب ، وباعمدة الخيام ، وقد جرح النسوة خمسة من هؤلاء المتراجعين وقتلن واحدا ..

وعندما رات هند بنت عتبة زوجها ابا سفيان متراجعا بفرسه تحت ضغط الرومان ، تصدت له بعمود خيمتها ، وهى تصيح فيه :

« ماذا دهاك يا أبا سفيان ؟ أسد فى الجاهلية، جبان فى الاسلام ؟ عد الى اخوانك وقاتل عن الاسلام ، او استشهد حتى تمحو بعض سيئاتك الى رسول الله » ●

وكانت اسماء تصيح فيهم قائلة :

« الى اين تنهزمون يا أهل الاسلام عن الامهات والاخوات،والبنين والبنات . أتريدون ان تسلمونا الى الاعلاج » ومن يولهم يومئذ دبره الا متحرفا لقتال ، او متحيزا الى فئة فقد باء بغضب من الله » • « يا أيها الذين آمنوا اذا لقيتم فئة فاثبتوا ، واذكروا الله كثيرا » •

وبفضل هؤلاء النسوة كان الفرسان المتراجعون ينـادى بعضهم بعضا بالعودة الى القتال ، وينشدون قول الشاعر

« وفى اعماسنا بيض حسان
نحاذر ان تقسم او تهونا »

ويقول احد المجاهدين الذين حضروا تلك المعارك :

« كانت النساء اشد علينا عظة من جنود الروم . حتى رجع المسلمون عن الهزيمة ونادى بعضهم بعضا وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر حتى قلبوا الهزيمة الى نصر مبين » •

المشاركة فى القتال الفعلى

لم يكن القتال الفعلى من المهام الرئيسية للمرأة المسلمة فى ميادين القتال ، ولكن بعض النسوة ممن اوتين القدرة والقوة على التحمل كـن يشاركن فى القتال • وكثيرا ما كانت ظروف المعركة تضطر جميع النساء الى مشاركة الرجال فى القتال بالسيوف والنبال مساعدة لهم او منعا للهزيمة •

وكان عدد النسوة فى بعض المعارك الكبرى كاليرموك او القادسية يصل الى بضعة آلاف امرأة •• وهذا العدد قادر بلا شك على تغيير مصير المعركة فى وقت الشدة والحسم •

وقد سجل لنا التاريخ الاسلامى الكثير من البطولات النسائية فى العهود الاولى للاسلام •• فهذه ام عمارة نسيبة بنت كعب قد قاتلت بالسيف اكثر من مرة مع رسول الله •• وقد جاء فى المغازى على لسانها ص ٢٧٢/جـ٣ «خرجت اول النهار فى غزوة أحد أنظر ما يصنع الناس ، ومعى سقاء فيه ماء ، فانتهيت الى رسول الله (صلعم) وهو فى اصحابه ، والنصر مقبل على المسلمين • ثم انهزم المسلمون فانحزت الى رسول الله فقمت اباشر القتال وأذب عن رسول الله بالسيف ، وارمى عنه بالقوس،حتى جرحت •وهذا الجرح الاجوف الذى فى عاتقى من ضربة اصابنى بها عمرو بن قمئة • فانه لما ولى الناس عن رسول الله سمعت ابن قمئة يقول «دلونى على محمد فلا نجوت ان نجا» فاعترضت له ، فضربنى هذه الضربة ولكننى ضربته ضربات ، ولم ينجه من الموت الا درع كان يلبسها ، ولما رأى النبى قتالى قال لى • « ومن يطيق ما تطيقين يا ام عمارة » •

وفى أثناء القتال أشار النبى الى رجل وقال«هذا الذى ضرب ابنك يا ام عمارة» فاعترضت له ، وضربت ساقه بسيفى فبرك • فرأيت رسول الله تبسم حتى بدت نواجذه ، ثم قال « استقدت يا ام عمارة » فلما نلت من عدوى قال لى الرسول « الحمد لله الذى اظفرك واقر عينك من عدوك واراك ثأرك بعينك » •

ولهذه الحادثة قيمة تشريعية •• لانها تبطل حجة الذين يرون منع المرأة المسلمة من القتال الفعلى وجاء فى سيرة بن هشام ٢٣٩/٣ وفى تاريخ الطبرى ٥٠/٣ على لسان صفية بنت عبد المطلب فى غزوة الخندق « دعيت الى حسان بن ثابت وقلت له (ان هذا يهودى كما ترى يطوف بالحصن • انى والله ما آمنه ان يدل علينا من وراءنا من اليهود فانزل اليه فاقتله) قال حسان (يغفر الله لك يابنت عبد المطلب والله لقد عرفت ما انا بصاحب هذا) فاخذت عمودا ونزلت من الحصن الى اليهودى . فضربته حتى قتلته فلما فرغت منه قلت لحسان « انزل اليه فاسلبه فانه لم يمنعنى من سلبه الا انه رجل » •

والسلب هو ما على المحارب من عدة الحرب ودروعها ••

وجاء فى صحيح مسلم بشرح النووى ١٨٨/١٢ (اتخذت أم سليم فى غزوة يوم حنين خنجرا فقال لها الرسول « ما هذا ؟ » قالت « خنجر اتخذته ان دنا منى أحد من المشركين بقرته » (اى شققت بطنه)

وفى غزوة خيبر أبلت السيدة أمية بنت قيس الغِفَارية أحسن البلاء فى قتال اليهود ، واقتحام الحصون ، فقلدها رسول الله بعد الغزوة قلادة تشبه الاوسمة الحربية على صدور القادة فى عصرنا الحديث •• وقد ظلت تعتز رضى الله عنها بهذه القلادة ، وتزين بها صدرها طول حياتها ، ولما ماتت أوصت بها ان تدفن معها فى قبرها ••

وبعد هذا الجيل المتقدم من امهات المؤمنين ونساء

حابة ظهرت اجيال اخرى وبطولات متعاقبة من المسلمين على مر العصور والاجيال ولا يتسع [illegible] لذكر اعمالهن .. ومن امثال هؤلاء خوله الازور . بطلة فتوح الشام ومصر . واسماء [illegible] بي بكر التى كان لها دور كبير فى معركة [اليـ]ـرموك . ومن اعظم البطولات النسائية غزاله [الـ]ـحرورية التى هزمت جيش الحجاج . وليلى بنت طريف .. وغيرهن كثيرات ..

حراسة الجيش

فى جميع معارك الاسلام كان المسلمون دائما قلة امام اعدائهم . ولذلك فعندما كان النصر يستند على الجيش كان النساء يقمن بالحراسة ليلا ونهارا . حتى يوفرن للجنود اكبر قسط من الراحة والنوم ..

ويروى صاحب فتوح الشام عن [illegible] في اليرموك أن الجنود قد ناموا جميعا بالليل من شدة التعب والارهاق ولم يشأ ابو عبيده بن الجراح ان يكلف احدا من الجنود بالحراسه .. [illegible] نفسه وهو القائد العام للجيش . لكى يتولى حراسة جنوده . فاذا به يجد اسماء بنت [illegible] ومعها فريق من نساء المؤمنين . وقد قمن بالحراسة يطفن حول المعسكر متوشحات بالسيوف والدروع . وكان شيئا رائعا ان يكون القائد العام وابنة الخليفة هما اللذان يحرسان الجنود . وقالت اسماء : « سمعت رسول الله يقول [illegible] لا تمسهما النار [illegible] عين بكت من خشية الله [illegible] تحرس فى سبيل الله » .

نساء الصحابة
فى معارك البحرية الاسلامية

من طبيعة عرب الصحراء أنهم يتهيبون البحر ولا يحبون ركوبه . وذلك بحكم البيئة الصحراوية البدوية التى نشأوا فيها . ولهذا السبب كانت فتوحات الاسلام الاولى كلها عن طريق البر .. وبعد فتح الشام ومصر وفارس ثبت لدى الرومان أن العرب لا يمكن لأى قوة على ظهر الارض أن تقهرهم فى البر . ولذلك وضعوا آمالهم فى ان يستردوا مجدهم الضائع ومستعمراتهم عن طريق تفوقهم البحرى . وسيطرة أسطولهم على البحار .

وهنا طلب معاوية من الخليفة عثمان ان ياذن له ببناء اسطول بحرى . لكى يؤدب به الرومان . فوافق الخليفة على طلب معاوية ولكن بشرط واحد .. ان يصطحب معاوية وغيره من قادة الاسطول معهم زوجاتهم فى قتال العدو .. وكانت هذه حكمة عظيمة من عثمان بن عفان رضى الله عنه وبعد نظر كبير .. فهى تدل على تقدير كبير لدور المرأة المسلمة حين تكون الى جانب زوجها .. تمنحه [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

وقد [illegible] في اسطول معاويه مع زوجات الصحابة واستشهدت في نهاية تلك المعركه .

وهكذا نرى ان تاريخنا الاسلامي حافل بالبطولات النسائيه .. وان كل قصة من هذه البطولات عبره كامنة .. ولكنها بطولات لم تلق حظا من الاهتمام من كتاب التاريخ وكتاب القصة المعاصريـن .. ولو كان لأى شعب اوروبى احدى هذه البطولات لخلدها كتابهم فى عشرات القصص والروايات والمسرحيات والافلام السينمائية كما خلد الفرنسيون جان دارك حتى جعلوها فى منزلة القديسات . وجعلوا منها المثل الاعلى لكل امرأة فرنسية لكى تقتدى بها فى حب الوطن والدفاع عنه ضد الغاصبين .

وما اجدرنا ان نظهر لأجيالنا ولنسائنا وبناتنا تلك البطولات الاسلامية المجيدة .لكى تكون للمرأة المسلمة المعاصرة خير هاد .وخير مثل على الجهاد فى سبيل الله والوطن . ■■

احمد شوقى الفنجرى

"وترى الجبال تحسبها جامدة وهي تمر مر السحاب"

(سورة النمل ٨٨)

بقلم الدكتور أحمد زكى

■ سألنى سائل عن سرعة السحاب ، كم هى ؟ وعن سرعة الجبال،كم هى ؟ وسألنى عن شئون اخرى تدور كلها حول الجبال والتلال ، ما حجمها ٠٠ ما بناؤها ٠٠ وما الطويل منها وما القصير ٠

سرعة السحاب

اما سرعة السحاب فمن سرعة الريح التى حملته ، وهى سرعة نراها نحن ، من فوق سطح الأرض ، ونحن ننظر الى السماء ٠ نراها ونحسها ٠

سرعة الجبال

اما سرعة الجبال فشىء لا نراه ولا نحسه، ان السرعة حركة ، ونحن لا نحس للجبال حركة . لأنها بعض هذا الكوكب الذى نعيش فيه ٠ هى بضعة منه ٠ كما نحن بضعة منه ٠ وحركة الارض اختلف فيها الدارسون للارض منذ قرون بعيدة ،بعض يقول بدورانها حول نفسها ٠ وبعض ينكر دورانها حول نفسها ٠ وبقى تكون الليل والنهار ، وملاحقة الليل للنهار ، وملاحقة النهار لليل ، ظاهرة من الصعب تفسيرها الا بالدوران ٠ فقال قوم ان الارض ، وهى كرة ، تدور،وقال آخرون بل هى ثابتة ، وانما يدور الكون وتدور الاجرام كلها حولها ٠

حتى استقر الامر آخر الدهر على ما
نعلم جميعا من ذلك .

ومما علمنا ان قطر الكرة الارضية ،
عند خط استوائها ، يبلغ نحو ١٢٫٧٥٦
من الكيلومترات ، وان محيط هذه الكرة
عند خط الاستواء يبلغ نحو ٤٠٠٧٥ من
كيلومترات ، وهي مسافة يقطعها كل
... على سطح الارض عند خط الاستواء
كل ٢٤ ساعة ، فهو يقطع في الساعة
الواحدة في لفة الارض الواحدة نحو
١٦٠ من الكيلومترات او في الدقيقة
الواحدة ٢٧٫٨ من الكيلومترات ، وفي
الثانية الواحدة نحو ٤٦٣ من الامتار ،
ان شئت نحو نصف كيلومتر على
التقريب .

بهذه السرعة يجرى كل شيء على سطح
الارض عند خط الاستواء وبأقل من هذه

السرعة تجرى الاشياء ، كل الاشياء ، على
سطح الارض ، شمال خط الاستواء ، او
جنوبه لصغر الدائرة التي تقطعها ... ،
وهي تلف .

وكل الاشياء هنا معناها ... [illegible]
والبيوت والشوارع ... [illegible]
والبحار ... بالطبع كذلك ... [illegible]
هي السرعة التي ... [illegible]
التي نسأل عنها

ولكن انا وانت ... [illegible]
حسها .

[illegible]

وكما تلف الارض حول ... [illegible]
هي تدور حول الشمس

فهي اذن ، بكل ما عليها تقطع مسافة
اخرى في العام، تدور فيها حول الشمس .
في مدار اهليلجي Ellilpsod تقترب
فيه من الشمس وتبتعد ومتوسط بعدها
عن الشمس ، في اقرب اقترابها ، وابعد
ابتعادها ، يبلغ نحو ١٥٠٫٠٠٠٫٠٠٠
كيلو متر الا قليلا .

فهذه سرعة اخرى يقطعها ما على سطح
الأرض من أشياء .

منها انا وانت والجبال .

تتحرك كلتا السرعتين ولا نحس بهما .

ومن اجل هذا لا يزال بين اهل الأرض
اقوام تكفر بحركة الأرض كما يصفها
العلماء ، وانا عاذرهم، لأنها تضرب الخبرة
الانسانية البادهة في الصميم . نتحرك
ولا نحس !!

فان صح ما قال العلماء من ذلك ، ولا
شك انه صحيح، وان الادلة عليه في العلم

قاطعة لاريب بها، حرجنا بالقول انه يجوز الايمان، حقا وصدقا، بما لا تدركه الأحاسيس في بداهتها . ومن ذلك الايمان بالخلق ، وما وراءه من قوة دافعة واحدة ، ندركها منطقا ، وقد ننكرها احاسيس . ونحاول ان نصفها فيدركنا عجز مبين .

جبال وتلال

الجبل كتلة من الأرض تعلو على سائر سطحها . ولكن كذلك التلال في لغة الناس . والضخامة محببة الى نفوس البشر ، ويتخذون منها سببا للتفاخر . وكثير من اهل الارض ليس في ارضهم المسطوحة غير ارتفاعات لا تبلغ المئات من الأقدام ، ومع هذا يسمونها جبالا ، وقد يسمونها جبالا بسبب جهلهم بارتفاعات شاهقة اخرى في مناطق من الارض اخرى لم يروها .

ونقرأ في الأدب العربي القديم للسموءل في الفخر ، فاذا هو يقول

لنا جبل يحتله من نجيره
عظيم يرد الطرف وهو كليل

وأغلب الظن انه ما كان جبلا ، وانما كان تلا، بمساعة في حرب السيوف والسهام كافية . ولكن لا يتعسر فيه الصعود والهبوط .

وجبال الارض الشهيرة ، كجبال الألب، بين فرنسا والمانيا والنمسا وايطاليا ، وتقبع في الصميم من سويسرا، بها الجبال تبلغ الآلاف الكثيرة من الاقدام ارتفاعا . منها مونت بلانك ويبلغ ارتفاعه ١٥٧٨١ قدما .

ولتحديد معنى الكلمتين . الجبل والتل، وضع علماء طبقات الارض فاصلا يفرق بينهما، حيث الارتفاع وحده هو الفارق . فاتفقوا على تسمية ما ارتفع فوق ٣٠٠٠ قدم

(٩١٤ مترا) باسم الجبل ، وعلى تسمية ما دون ذلك باسم التل .

والارتفاع هنا يقاس من قاعدة هي مستوى البحر الكائن ، او فرض ان يكون في تلك المنطقة .

فالرجل ما كثيرا ما يقف عند قاعدة جبل فيحسب ان الارتفاع من هنا يبدأ وانه وقف حيث وجب ان يكون مستوى البحر . وهذا خطأ . يحدث هذا لك لو وقفت عند قاعدة جبل افرست ، بسلسلة جبال الهملايا . تريد تسلقه . ان ارتفاع الجبل حيث وقفت ليس اكثر من ١٥٠٠٠ قدم ، مع ان المعروف ان ارتفاع الجبل هو ٢٩٠٢٨ قدم . وتسأل ، ويتبين لك ان الفرق وهو ١٤٠٢٨ قدم ، انما ارتفاع الهضبة التي انت واقف عليها . جبال الهملايا عن سطح البحر . فانت

فى جبال
والوديان
الثلوج ، وتسمو
فتملا الوديان ، وتملا الغدران
بالماء ، وتجرى الماء فتنتج
الانهار،انهار أوروبا الشهيرة.

وقفت ، عند سطح البحر ، وانما عند سطح هضبة .

ان جبال الالب جبال حقة ، كذلك جبال الأبنين Apennine بايطاليا ، وجبال برانس Pyrenees بين فرنسا واسبانيا ، كلها جبال ، لأنها ترتفع اكثر من ٣٠٠٠ قدم .

وجبال المقطم بمصر ، سموها بمصر جبالا ، وسماها الافرنج تلالا Mokattam Hills وهى تسمية اصدق .

الجبال فى نظر الانسان شيء كبير هائل ، وفى مقاييس الطبيعة شيء صغير قليل .

الجبال فى نظر الانسان احجام هائلة ، وصخور صلدة جبارة . ويمشى الانسان عليها ، وهى حطام من صخر ، فيحاذر خشية ان ينزلق عنها ، فيصبح حطاما . ولكنها فى نظر الكون واحداثه العظمى شيء من الضآلة بمكان . يستبك بذلك مقارنة الأبعاد والأحجام .

الارض كرة . ويؤكد لنا رجال العلم انهم كشفوا ذلك اليوم بوسائل جديدة شتى ، منها الأقمار الاصطناعية ، انها عندهم ليست كرة بالمعنى الهندسى الكامل. وانها مفرطحة عند قطبيها . وقدروا طول قطر الارض بين هذين القطبين فكان ١٢٧١٣٫٨ كيلومترا . وقدروه عند خط الاستواء فكان ١٢٧٥٦٫٨ كيلومترا .
ومعنى هذا ان الفرق بين القطرين بلغ ٤٣ كيلومترا .

وهذا الفرق ينبىء فيما ينبىء بمقدار المرطحة الموجودة فى الكرة الارضية .

ولكى نريد ادراكا لمقدار هذه الفرطحة

نقول لو انك تمثلت الكرة الارضية بكرة قطرها ٥٠ سنتيمترا لما زاد احد القطرين على الآخر الا بمقدار ٣ر٤ من المليمترات.

ومن حيث الجبال، نعلم ان جبل افرست Everest ، عملاق جبال الهملايا بالهند، ترتفع قمته عن مستوى سطوح البحار بمقدار ٢٩٠٢٨ قدما او ٨٨٤٤ مترا ، وهذا يتمثل في نموذج الكرة الارضية التي قطرها ٥٠ سنتيمترا ، بأقل من ثلث المليمتر !!

كادت الجبال ان تكون في سطح الارض مثل تجعد بسيط في جلد انسان

كيف تُصنَع الجبال

تصنعها تحركات تحدث في القشرة الأرضية ، وهي من صخور شتى ، فتحدث بهذه القشرة اشكالا عدة . وتسببها ضغوط تنشأ في طبقات هذه القشرة ، في شتى الاتجاهات ،فتغير من اشكالها للتفريج عن هذه الضغوط .

وكثيرا ما يكون ذلك باحداث طيات في هذه القشرة الأرضية ينتج عنها تقبب بعضها في ارتفاع الى اعلى ، يصاحبه تقبب في انخفاض الى اسفل . وقد يحدث في صخور هذه القشرة تحطم بعد أن يبلغ الانبعاج اقصاه، أو نتيجة لقوى أخرى رأسية تحدث في القشرة .

وقد يصل هذا الشكل في القشرة والتحطم الى الاعماق ، الى حيث الصخور تقع عليها ضغوط ترفع درجاتها الحرارية الى ما يجعلها سائلة تحت الضغط الجوى اذا وصلت اليه ، فاذا هي وجدت ثغرة لها الى سطح الارض ، اندفعت من هذه الثغرة حمما، وهي من صهارة الصخر، فنشأت عن ذلك البراكين .

وهذه الظواهر الارضية جرت واستغرقت ملايين السنين ، تشتد حينا ، وتهدأ حينا ، ولا تكاد تنقطع أبدا . قوى أفقية، تجتمع الى قوى رأسية ، وقد تليها ، والنتيجة ركام من صخور الارض ، بعضه به التواء الى أعلى ، وبعض به التواء الى أسفل ، وبعض محطم قائم على سيفه لا ينتسب أى انتساب الى وضع كان فيه قبلا .

ويتساءل العلماء عن هذه القوى الهادمة، كيف نشأت ، فلا يصلون الى شيء محقق . كلها نظريات لم تبلغ بعد ثبوت الحقائق الواضحة .

قالوا في بناء الجبال من قشرة الارض أن سببها انكماش هذه القشرة فتلويها وتحطمها .

وقالوا في بناء الجبال أن سببه في القرون البعيدة الخوالي انشقاق وقع بين القارات ، وكانت متصلة ، فلما انفرجت وتباعدت ، احدثت في قشرة الارض القوى الهائلة التي كانت منها الجبال .

صورة ، هي مقطع تحت الارض ، يُبين كيف تبعجت القشرة الارضية بفعل قوى في القشرة باطنية ، نتج عنها تقبب الى اعلى ، وتقعر الى اسفل ، وتكسر من بعد ذلك وتراكم . ومن فوق هذا المقطع ما صار اليه السطح بعد ان فعلت به الرياح ما فعلت ، وفعلت الامطار وسائر عوامل التعرية .

وآخرون غاصوا في جوف الارض يطلبو لحدوث هذه القوى العارمة اسبابا ٠

العلم دائم البحث ، وهو لا يهدأ حتى يجد لسؤاله جوابا مشبعا ٠

كما فى اليابسة جبال
فكذلك فى أعماق المحيطات والبحار

ما عبر انسان بحـرا الا وماله مسه بساط مائـه ٠ وحجب المـاء عن بصره الأعماق ، فخالها قيعانا مسطوحة كسطوح ماء ٠

ويتقدم الزمان ، وتتقدم حيرة الانسان وتأتى عصور التجربة العلمية والبحوث ، وتكشف القيعان عن وعورة لا تقل عـن وعورة الارض اليابسة ، ففيها الجبـال ، والوادى ، وفيها الجبال سلاسل ، وفيها الجبال ذات القمم المنبسطة الواسعة ، وذات القمم الدقيقة ، وفيها بالطبع الجبل السامق فى

عامد ودهب نفس ٠ هذا في قيعان البحار والمحيطات أرض ... مالت ... أرض محمصة ، فهى شبيهة بوديان الارض أو ببعض صحاريها ٠

وكان ... أعمق الاعماق كشف أعماق أعالى البحار ٠ وكان أول من قام بهـا البحار البرتغالى ماجلان Magellan (١٤٧٠ ـ ١٥٢١ م) فى رحلته الشهيرة التى كانت أول رحلة دارت حول الارض ٠

ألقى فى المحيط الهادى ، وقد بلغه أطول حبل كان معه ، ولكنه لم يبلغ به المحيط قاعه ٠ وكان طول هذا الحبل ... قامة أى ٣٠٠ قدم ... العمق فى البحار المطلقة المفتوحة ... على هذا المقدار ٠ وعلم الناس منه ذلك وظل هذا كل العلم الذى عرفه الناس عن تلك البحار نحوا من ثلاثة قرون ٠

وجاء القرن التاسع عشر فراد ...

قيعان البحار وعرة كسطوح الارض اليابسة .وفى المحيطات سلاسل من جبال تمتد الى مسافات واسعة . وفى الخريطة رسم لسلسلة جبال تجرى من الجنوب الى الشمال قاسمة المحيط الاطلسى نصفين . وعلى امتداده (فى الصورة الصغيرة المرسومة على الصورة الكبرى) ترى السلسلة وقد امتدت عبر المحيط المتجمد الشمالى .

وفى المحيط الهندى مثل ذلك . وفى المحيط الهادى ، الا انه اكثر سلاسل ، وسلاسله اكثر تفرعا .

الـى ركوب البحـار والمحيطـات ،
كشف عن أعماقها ، خشية ارتطام
بصخورها،وهي لا تدرى،ولأغراض
· وازدادت الجهود في الجزء الاول
لقرن‌لتحسين تلك‌الاطوال من‌الحبال
وا يرسلونهاالى الاعماق،وكانت‌من
، وكان يملأهـا المـاء ، وكانت
وتثقل وتنقطع · وكانت هنـــاك
عند بلوغها هذه الاعماق ، وقـد
ـطالت فصارت آلافا من الاقدام ،
من‌الامتار، فهل بلغتها أم لم‌تفعل ؟

تبدلوا بالاحبال أحبالا من النحاس.
فولاذ ، فكانت أدق وأرق وأعون ·

كل هذا كان سبر قيعان المحيطات
اقا · وكانت السبرة الواحدة حتى
، وهو من سلك البيانو الرفيع
تستغرق اليوم كله ·

د أن مضى من القرن الماضي نحـو
ظهرت في سبر الاعماق الطريقة
ة التي تعتمد على سرعة الصوت‌في
وسرعة ارتداد صداه فيه
onic Sounding.

ضابـط من ضبـاط البحريـة ،
الولايات المتحدة ، هو أول من قـام
ام هذه الطريقة في البحر ، وكان
شمال المحيط الهادى ·

الصوت من سفينة، فجرى سفلا في
وسرعته معلومة ، ثم ارتد عنـــد
لما بلغه ، صدى · وبحساب الزمن
ستغرقه الصوت ذهابا وايابا أمكنه
المسافة التي قطعها ، وهذه بالطبع
ق البحر ·

ت هذه الطريقة هدية العلم الـى
حـار ، فهي سهلة ، وهي سريعة ،
ليلة النفقات ·

داد على‌الزمن سبر أعماق‌المحيطات،
ونقل نتائج ذلك الى خرائط · وكثرت
مواقع البحر التي كثر فيهـا السبر حتى
عجز صانعو الخرائط عن ملاحقة هـذه
النتائج ·

وصار بامكان‌السفن، وهي تعبر البحار
في اعمالها الجارية ، أن تسجل ما تجرى
فوقه من أعماق ·

وكشفت هذه الكشوف عن تكذيب كثير
مما خاله العلماء · ومما خالوا . وكشفته
النتائج ان ... في الاعماق
البحار توجد سهول واسعة
سيبيرية أو صحارى أفريقية
كشفته البحوث ان أكثر
أشد وعورة وأكثر جبالا
اشباهها على الارض اليابسة

ووجد في هذه الاعماق
فرادى أو جبالا مجتمعة ، يرتفع بعضها
١٥٠٠٠ قدم أو يزيد · وهذه الجبال اذا
بلغت قممها سطح المـاء كانت مـن ذلك
الجزر · واذا هي قاربت السطح ولم تصل
فهي جبال بحرية Sea mounts ، وقـد
تكون رؤوس براكين ملأت رواسب البحر
فوهاتها ·

وكشفوا عن سلاسل من جبال تمتـــد
بطول المحيط الاطلسي وتشطره شطرين .
شرقي وغربي · وسلاسل أخرى تجرى
في المحيط الهـندى ، (انظـر الخريطـة
المرفقة) وسلاسل أخرى تجرى وتتشعب
في المحيط الهادى ·

وأعمق عمق‌كشفوه في‌المحيط الاطلسي
واقع في‌خندق بترو‌ريكو Puetro Rico Trench
ويبلغ ٢٧٩٦٠ قدمـا ، وأعمـق عمـق
كشفوا عنه في المحيط الهادى ، واقع في
خندق مريانا Mariana Trench على
بعد ٢٠٠ ميل جنوب جوا Guam ، ويبلغ
٣٦٢٩٠ قدما · ●●

احمد زكي

من عمق وجداني ومن إكبـــاري   أهدى التحيــة من شـــذا أشعاري
من روضتي الغناء . تألق بالسنا   من نغمـــة يزهو بهـــا قيثـــاري
يا خير من دعم الثقافة ... رائدا   بكم تتيــــه منابر الأحـــــرار
فلأنتم الفرسان — في ساحاتهـــا   ولأنتم في القلب ، والأبصـــار
هذى مجلتكم ... مناهل ظامئ   ورياضها ... مزهوة النـــوار
في دوحها طير تغرد كلمـــــا   أم الحملـــة موكب الزوار
يتسابقون ... ليقطفوا من حقلها   ما يعجبون بـــه من الأزهـــار
أضحت دنا « العربي » ساحا حرة   لمواهب حجبت عن الأنظـــار(١)
لنقاش آراء سديد بعضهـــــا   والبعـــض منهـــا عرضة لحـــوار
والفكر يجلـــوه اجتلاء غموضه   والنقد يرفعه الى الاكبـــــار

★ ★ ★

واليوم فضل الشعر . . أصبح راسخا   يذكي اللهيـــب بعزمـــة الثـــوار
كم شاعر حمل السلاح بخنـــــدق   وحياته . في كفة الأقـــدار . .
يحدو على نغم الرصاص ، وشعـــره   بأسو الجراح على النجيع الجـــاري

★ ★ ★

هذى الخواطر . . نبضة من خافق   نظم القوافي من صدى الأوتـــار
قد صغتهـــا كمزامر غنى بهـــــا   داود يدعو الله في الأسحـــــار
إني احيي الشعر في إعـــزازكم   ومشاعري عجزت عن الإضمار
بلدي يطل بكم على أمجـــــاده   ويعيد عهد أمية ... ونزار

هند هارون
ثانوية الكرامة / اللاذقية / سورية

(١) الدنا جمع دنيا

القاعدة العريضة المستعملة في الدولة

ومع ذلك فان أهميـة التعليم في المجتمعـات الحديثة . ليست بالنسبة للموهوبين فحسب .ولكن ينبغي ان يكون الكل قادرا على القراءة والكتابة كل ساعة من كل يوم . حتى يكونوا قادرين على الحكم على الاحداث وفهـم مجرياتهـا والتصرف بمقتضاها . واذا لم توجد هذه القاعدة العريضة المتعلمة . فلن يرتفع البناء . وحتى لو ارتفـع الى حين . فانه سينهار وشيكا • ثم ان هـذه القاعدة العريضة المتعلمة هي وحدها القادرة على تقبل ومساندة هده القمة من الموهوبين الممتازين . وحتى يكون ثمة توازن في المجتمع بين القاعدة والقمة . بسرط ان يكـون التعليم على وفـق احتياجات المجتمع من المتخصصين الدراسـين مـن زراعيين أو مهندسين او أطباء أو كيميائيين أو صيادلة أو باحثين علميين في مختلف فروع المعرفة الاساسية او التطبيقية . وأن يكون ذلك على وفق تخطيط مدروس . بحيث لا يكون هناك فائض عاطل • يكون عبئا على المجتمع •

واذا نظرنا الى مجتمعنا بالنسبة للتعليم . نجد ان القاعدة العريضة . أمية أو تكاد . بل ان رصيدنا من الامية ليزداد عاما بعد عام . وذلك لان الزيادة في السكان لا تقابلها زيادة في عدد المتعلمين أو أن الزيادة في عدد المتعلمـين لا تتناسب مع الزيادة الهائلة في السكان .وكذلك ارتفعت نسبة الامية في العشرين سنة الاخيرة من ٥٠٪ الى اكثر من ٨٠٪ . فكيـف تفهـم هـذه القاعدة العريضةالأمية ـ وقد اجتمع عليها الجهل والفقر ـ مشكلات العصر وكيف تستجيبلاحداثه •

قد يرى المختصون أنه لابد من اجراء اختبارات تقليدية لمعرفة الموهوبين.وتوجيههمحسب استعدادهم نحو التعليم الذى يلائم قدراتهم • وقد قيل كثير في شان هذه الاختبارات والاستبيانات التي عن طريقها نضع أيدينا على الموهوبين من الشباب . حتى ياخذوا طريقهم في مدارج النجاح . ليصلوا الى المراكز القيادية • ويقول المختصون اندرجات النجاح في الامتحانات العامة لا تكفي . بل لا بد من اختبارات القدرات التي يصممها المختصون. كما أن هذه العملية يجب ان تكون مستمرة .وعلى جميع المستويات .وفي مختلف البيئات والاوساط. ثم تصنف النتائج على أسس علمية •

بين الكم والكيف في التعليم

واذا تساءلنا عمن يحق له الالتحاق بالجامعات . فانه ينبغي ان تكون المفاضلة بين الكم والكيف في التعليم . ويكون السؤال هو : هل نعلم القلة تعليما صحيحا أو نعلم الكثرة تعليما رديئا • من الممكن أن نعلم القلة الممتازة تعليما ممتازا . وأن نعلم الكثرة الباقية حسب قدراتهم واستعدادهم ومن واجب الدولة اتاحة الفرصه للجميع . كل حسب امكانياته . حتى يفيد المجتمع من طاقاته البشرية جميعا •

معاهد للفنيين

ومن الخير انشاء معاهد متخصصة لتخريج الفنيين والتكنيين . كل حسب استعداده وميوله . وليس من المفيد ان نوجه كل هذه الحشود نحو تعليم جامعي أكاديمي . قد لا يكون متفقا مع رغباتهم وميولهم اذ ليس من المعقول ان يكون كل مواطن جامعيا . الا اذا كان من المعقول ان يجرى كل مواطن بسرعة اربعة كيلومترات في الدقيقة مثلا•

نعم . ينبغي أن نكثر من المعاهد التكنولوجية المختلفة . وليس حتما ان تكون متساوية متشابهة. بل يجب ان يكون لكل شخصيته . ومجالات تفوقه. ولا ينبغي أن يخجل امرؤ من الانتماء اليه او الانتساب له مادام انتاجه مرموقا ومقدرا ومطلوبا. وما دام يعمل جاهدا للتفوق في الاداء . بل على النقيض.ينبغي أنيكون ذلك مدعاة زهوموافتخاره. فصانع ماهر أو تكني ممتاز. خير من جامعي ضعيف أو أقل من المتوسط . تخرّج وسط حشود ضخمة لم يعرف مكانه بينها . ولم تهيأ له الفرصـة للتعليم الصحيح الذى يبرز قدراته . فليس جرما أن نسمح لمتوسطي القدرات والممتازين بالالتحاق بالكليات الجامعية.ولكن الجرم كل الجرم ان نسمح لكل هؤلاء دون هدف . ودون تخطيط ودون اعداد صحيح . ينبغي ان ننشد التفوق في كل ما يزاوله الشباب من صفوف التعليم •

التخلص من عقدة الجامعة والتعليم الجامعي

لقد آن لنا ان نتخلص من عقدة الجامعة . فقد طال العهد بقصر التقدير الادبي والمادى والمعنوى

. خريجي الجامعة وشجبه عمن عداهم . مهما
تفوق الآخرين وتخلف الاولين في القدرت وكمال
. .

ـد ان الاوان أن نقصر التقدير الادبي والمعنوي
الذي على حسن الأداء والتفوق فيه . ايا كان
ـدره وصاحبه . وعلينا ان نفتح الطريق امام
لاء لمتابعة التعليم ما استطاعوا الى ذلك سبيلا .
ـذا النابه الذى اضطر لاسباب مادية مثلا . الا
ابع تعليمه الاكاديمي. ينبغي ان تهيأ له الفرصة
ابعه التعليم وفق قدراته . وان تعد له مناهج
صة تلائم ما حصل . وما ينبغي ان نعمل .
مة برامج تدريبية ودراسات ليلية. تهيء الفرصة
ماهرين والموهوبين ان يبرزوا في مهارات متعددة
وعة. وثمة مدارس خاصة للموسيقى او التمريض
التمرين على استعمال اشعة اكس . وهناك
ارس ليلية لعشرات من الاعمال النافعة والتدريبات
تخصصة. ولتحقيق ذلك ينبغي مراعاة ما يأتي .

١ ـ تعريف الشباب بالفرص المتاحة لمتابعة
الجامعي .

٢ ـ ان يعلم الآباء والمدرسون ان الشباب الذى
يواصل تعليمه الجامعي . ينبغي ان تتاح له
فرصه لمتابعة التعليم .

٣ ـ ان نغير هذا الاتجاه السلبي نحو التعليم .
ت الذى يتبعه من لم تتح له فرصة التعليم
امعي . انهم يستطيعون التفوق في نواح اخرى
التعلم .

٤ ـ ان يعلم الشباب ان مكانه في المجتمع
يقف على متابعة التعليم طيلة حياته . لاخلال
نوات الدراسة وحدها ـ وحقا « لا يزال طالب
علم عالما . حتى اذا ظن انه علم فقد جهل »
حديث شريف » .

لابد من حوافز لابراز القيم والمواهب

ومع ذلك . لا ينبغي ان نجد فضل الحوافز في
از هذه القيم . فالموهبة دون حوافز . تكون
ملة . قليلة النفع . وعلى مر التاريخ . تميز
نابغون لا بالذكاء وحده . ولكن بالرغبة في
تفوق . والمثابرة في مواجهة العقبات والغيرة

في الممارسة والاستفادة من مواهبهم . فكل تفوق
يتضمن مع الذكاء والمثابرة وضوح الهدف . ومن
حسن الحظ ان الكليات والمعاهد المتخصصة والمدارس
التكنولوجية ومعاهد التدريب . قد انتشرت في
كافة ارجاء الدول المتقدمة والنامية . وعدت
تكاليفها ميسرة . ولكن ينبغي ان يكون الهدف
دائما الكيف لا الكم . فقد اصبحت مائدة التعلم
في متناول كل راغب طموح . قادر على الاستزادة
والنهل من روافد المعرفة .

ومن الطبيعي ان المواهب العظيمة التي [illegible]
وتزدهر في مجتمع ما . [illegible]
[illegible] هذا المجتمع [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] انواع [illegible] الذى [illegible]
[illegible] لا يستطيع ان
[illegible]
[illegible]
[illegible]
الطريق الذى [illegible] ان يسلكه . [illegible]
الطريق [illegible] مرة . فسيحترم [illegible] للتعلم
[illegible] ومع ذلك ينبغي ان نعترف
ان [illegible] الذى لا [illegible] .

وكذلك ينبغي ان نصنع كل مواطن مثلا
يسعى لاحداثها . بالجد والمثابرة والاخلاص والاتقان .
وفي سبيل التفوق. ينبغي ان يتنافس المتنافسون.
في سبيل مزيد من العلم. ومزيد من المعرفة ومزيد
من حسن الاداء في كل صورة. وفي كل مرفق من
مرافق المجتمع . مما يزيد في رفاهيته وثرائه .
ينبغي ان ينشد كل منا التفوق في التعليم او
السياسة او الصناعة . انه التفوق العالمي الذى
نبتغيه لمجتمعنا . والذى لا يمكن أن يتأتى الا اذا
جاهد الجميع من أجله . وكذلك يقول شاعرنا
المتنبي :

واذا كانت النفوس كبارا
تعبت في مرادها الاجسام

■■

عبد الحليم منتصر

أمراض شائعة

القرحة الشرقية

بقلم : الدكتور محمد محيي الدين سليم

■ القرحة الشرقية من الامراض الموجودة في المناطق الحارة والاستوائية ، وتعتبر متوطنة في حوض البحر الابيض المتوسط خصوصا في شمال افريقيا والسودان والحبشة وكينيا . كذلك في آسيا الصغرى والوسطى وفي بعض بلدان امريكا اللاتينية . ونظرا لنشاط السياحة بين الدول فان المرض ظهر بصورة فردية Sporadic في انحاء متفرقة من العالم وفي مناطق لم يكن هذا المرض معروفا فيها من قبل . وهذا المرض يصيب الرجال والنساء والاطفال ولكن قد تكون الاصابات فردية او بصورة جماعية وقد تعلو نسبة الاصابة بالمرض في بعض المناطق المتوطنة الى ١٠٠٪ من السكان . ويطلق على هذه القرحة اسماء كثيرة فهي في العراق تسمى قرحة بغداد . وفي سوريا « حبة حلب » وفي الهند « حبة دلهي » وفي روسيا « حبة المرجاب » ولكن الاسم العلمي لها هو ليشمانيا الجلد Cutaneous Leishmaniasis

الطفيلي المسبب للقرحة الشرقية

وهذا المرض يحدث بسبب الاصابة بطفيلي الليشمانيا (Leishmania Tropica) وينتمي هذ الطفيلي الى شعبة الحيوانات وحيدة الخلية Phylum Protozoa كما ينتمي ايضا الى فصيلة السوطيات التي تصيب دم الانسان واسمها المختلفة Family Trypansomatidae ومن المعروف أن حجم الليشمانيا يتراوح من ٤ر١ الى ٤ ميكرون فقط

والليشمانيا توجد داخل خلايا الجسم (Reticuloendothelial Cells) وتكون اما مستديرة او بيضاوية وليس لها سوط . (شكل ١

المضيف لهذا الطفيلي

ويعتبر الانسان وبعض الفقريات الاخرى المضيف الاساسي لهذا الطفيلي Difinitive Host. والليشمانيا تمر في اشكال مختلفة في مراحل من دورة حياتها متاثرة في ذلك بالوسط الذي تعيش فيه . فهي تتكاثر في القناة الهضمية الوسطى للحشرة الناقلة لها وتاخذ شكلا ذا سوط (شكل ٢)

Leptomonadal form orPromastigot

انواع ثلاثة من هذا الطفيلى تحدث مرض القرحة فى الانسان

توجد ثلاثة انواع (Species) من الليشمانيا تحدث المرض فى الانسان . ولكن توجد صعوبة فى تمييز هذه الاصناف على اساس التشكل . او الصفات فى المزرعة . او تفاعلات الدم والمناعة . او الاستجابة المرضية فى الانسان وغيره من عقاربات وقد يحدث تداخل بين أشكال المرض التى قد تحدث من كل صنف .

النوع الاول من طفيلى المرض

ويعرف بليشمانيا التقرحات الجلدية Leish-mania Trop وهو الموجود فى انحاء كثيرة العالم ومنها الشرق الاوسط والتى تسبب مرض القرحة الشرقية . Oriental Sore

وينقل هذا الطفيلى الى جلد الانسان ذبابة مثل (شكل ٣) Phlebotomid Sand Flies تنتمى الى فصيلة Psychodidae . ويوجد من الذبابة حوالى ٥٠٠ صنف منتشرة فى انحاء [illegible] Sandfly [illegible] [illegible] خصوصا [illegible] مثل Phlebotomus Papatasi [illegible] Sergenti [illegible] وهذه تمتص على دم الانسان والعرسات [illegible] بذلك الليشمانيا و البرتونيلا التى تسبب حمى ذبابة الرمل او ميكروب البارتونيلا Bartonella الذى يحدث مرض كاريون Carrion's Disease (Verruga Peruana) كما تحدث هذه الذبابة انواعا عديدة من الارتكاريا الجلدية .

وهذه الانواع من الذباب دقيقة الحجم مغزلية الجسم وبها اجنحة تكون مرفوعة فوق جسمها كالسهم وقت راحتها او وقوفها وهى تعيش فى الاماكن المعتمة وتكثر فى ابنية الطوب او الحجارة كما تتكاثر فى الشقوق الارضية الطبيعية و التى تسكنها القوارض مثل اليربوع والفأر الشائك spiny rat والفار الوحشى Wild mouse كما تتكاثر ايضا بجوار الاشجار وفى الغابات . وقد وجد انه بازدياد الزراعة وشق

(شكل ١)
صورة طفيلي الليشمانيا داخل الخلايا في جسم الانسان

(شكل ٢)
صورة طفيلي الليشمانيا في ذبابة الرمل

(شكل ٣)
ذبابة الرمل

القنوات تصبح الارض والتربة صالحة لتكاثر القوارض وبذلك تكثر الاماكن التي تتوالد فيها ذبابة الرمل ، كما وجد انها تكثر بعد الفصول المطيرة كما تكثر ايضا في الجفاف

ويرقات هذه الحشرة قد يصعب الحصول عليها ولكنها كثيرا ما تكون موجودة في البقايا النباتية المتحللة وفي روث البهائم والسماد العضوى ولكنها توجد بصورة اكثر في جحور القوارض فقد وجد في احد جحور الجربوع على بعد ١٢٠ سم من السطح حوالى ٥٠٠ يرقة وعذراء لذبابة الرمل ٠ وهذه اليرقات قد تعيش مدة طويلة وقد تبقى طوال فصل الشتاء لتظهر الحشرة في اوائل الصيف ٠ وذبابة الرمل لا توجد في الاماكن المرتفعة وقد وجد ان اقصى ارتفاع تعيش فيه هو ١٠٠٠ متر ، الا في بعض مناطق من امريكا الجنوبية فقد وجدت هذه الحشرة في مغارات وكهوف على ارتفاع ٢٨٠٠ متر ٠

ومن صفات هذه الحشرة انها تنجذب الى الضوء ولا تلدغ في البرد تحت درجة ١٨ مئوية ولكنها تلدغ عندما تصل حرارة الجو الى ٢٥ ــ ٢٨ درجة مئوية ٠ ومن عاداتها ان تلدغ بالليل ، وحتى اذا لدغت بالنهار فان ذلك يكون في الاماكن الظليلة او المظلمة كما هو الحال في الكهوف و الغابات مثلا ٠

وهذه الحشرة تطير على ارتفاع بسيط من سطح الارض من ٢٠ ــ ٣٠ سنتيمترا ، وهي عادة تطير الى مسافة امتار معدودة ولكنها تستطيع ان تطير الى مسافة ٥ر١ ــ ٢ كيلومترا ٠ وقد وجد ان الرياح تمنعها من التمكن من مهاجمة الانسان فهي لا تتمكن من لدغ الانسان الا وهي محمية من تاثير الرياح كما يحدث مثلا داخل المنازل ٠ ويقدر عمر الحشرة بحوالى ٢ ــ ٣ اسابيع ولكنها قد تحيا مدة شهرين ، وهي عندما تتغذى على دم انسان او حيوان مريض بالليشمانيا فان الطفيلي يتكاثر في القناة الهضمية وتصبح الحشرة ناقلة للعدوى في مدى ٥ ــ ١٠ ايام من وجبتها من الدم ٠

ليس للطفيلي دورة حياة داخل ذباب الرمل الحامل

وليس لليشمانيا دورة حياة داخل القناة الهضمية لذبابة الرمل كما يحدث لطفيلي الملاريا في البعوض وانما يتكاثر الطفيلي فقط في القناة الهضمية ويتغير شكله الى النوع السوطي ولذلك فان الذبابة بالنسبة لطفيلي الليشمانيا تعتبر حشرة ناقلة Vector وليست حاملا وسيطا بالمعنى المتعارف عليه ٠ (Intermediate Host)

بعد ما تلدغ الذبابة انسانا

وبعد ان تلدغ الحشرة المعدية الانسان فانها تدخل الليشمانيا في الجلد حيث تتواجد في الخلايا وتتكاثر ولا تظهر القرحة الا بعد مضى فترة تتراوح بين اسبوعين واربعة اسابيع وقد تمتد هذه الفترة ، والتى تسمى بفترة الحمل،

مناطق القرحه فى العالم

الى شهرين او حتى سنة ويعتمد طول هذه الفترة على صنف الليشمانيا وعلى عدد الطفيليات التى دخلت الى الجلد مع لدغة الذبابة فكلما كان العدد كبيرا قلت فترة الحضانة وقد وجد انه لو دخل جلد الانسان مع اللدغة ٤ مليون طفيلي او اكثر فان القرحة تحدث فورا بعد فترة وجيزة •

القرحة الشرقية لها فى الجلد اشكال ثلاثة

الشكل الاول : ويعرف بالقرحة الرطبة او المبكرة وتظهر عادة فى المناطق الريفية او على حدود الصحراء وعادة يكون مصدر الطفيلي الحيوانات القارضة او السنجاب او من الكلاب الضالة
(The wet or early ulcerative type caused by Leishmania Tnopica Var Major)

تظهر بعد شهرين تقريبا من اللدغة فى مكان اللدغ وعادة ما يكون على شكل دمل غير مؤلم بعد اسبوعين يتقرح الدمل فى الوسط ثم تتسع القرحة وتصل فى العادة الى حجم ٣ الى ٦ سنتيمترا وتكون القرحة محاطة باورام صغيرة يصل حجمها الى ½ سنتيمتر • وتظهر مثل هذه التقرحات على الاجزاء المكشوفة من الجسم مثل الوجه واليدين والذراعين والقدمين والساقين وتسبب قد تحدث فى الواقع فى اى مكان من الجسم وقد يكون هناك قرحة واحدة او عدة تقرحات وهو الامر الاكثر حدوثا • وعادة تلتئم مثل هذه القرحة فى مدى ستة أسهر ، تاركة وراءها ندبة وهذا النوع من المرض قد يعطى مناعة ضد الانواع الاخرى من المرض •

الشكل الثاني : ويعرف بالقرحة الجافة
(Dry or late Ulcerative Type caused by Leishmania Tropica Var minor)

وتكون مدة الحضانة هنا اكثر من الشكل الاول ، وتظهر على شكل حبة صغيرة حجمها ١ ـ ٢ سم فى مدى ستة اشهر ، ثم تتقرح فى الوسط ويكون لها قشرة سميكة ويكون حولها بعض الحبيبات الثانوية وتلتئم هذه القرحة بعد ذلك فى مدى سنة اخرى تقريبا •

الشكل الثالث للقرحة الشرقية : يعرف بالانواع المزمنة من التقرحات الجلدية وتبدو على شكل حبوب لونها بنى مائل للاحمرار او بنى مائل للاصفرار بالقرب من ندب تقرحات اخرى قديمة بسبب نفس المرض • ويحدث ان تتجاور مثل هذه الحبوب وبذلك تصاب مساحات كبيرة نسبيا من الجلد وقد تمتد فترة مثل هذا الشكل من المرض فى حالات نادرة الى مدة ٣٢ عاما •

وقد يحدث احيانا ان تصاب الاغشية المخاطية اذا كانت القرحة الشرقية في الجلد على الانف او قرب الفم ومثل هذه التقرحات تلتئم ايضا مثلما تلتئم تقرحات الجلد

ويعتمد تشخيص هذا المرض على الشكل المرضى وعلى اكتشاف وجود الطفيلي في القرحة بأخذ عينة منها للفحص المباشر ولعمل مزرعة على وسط خاص N N N media كما يتم التشخيص بعمل اختبار خاص في الجلد Montenegro Test وقد نلجأ الى اخذ عينة من القرحة لفحص النسيج تحت المجهر . (Histopathological Examination)

أما علاجها فقد وجد ان مركبات الانتيمون ومركبات علاج الملاريا والزرنيخ الاميبي وبعض انواع من المضادات الحيوية تفيد في علاج هذه التقرحات وفي الاتحاد السوفيتي يقومون بعمل تطعيم في الاماكن الموبوءة مستعملين صنفا خاصا بالقرحة الرطبة Leishmania Tropica Var major

النوع الثاني من طفيلي الليشمانيا

ويعرف بطفيلي ليشمانيا التقرحات الجلدية والمخاطية او لشمانيا البرازيل Leishmania Braziliensis وهو النوع الموجود في دول امريكا اللاتينية مثل جنوب المكسيك وبيرو وغيانا وكوستاريكا وجواتيمالا والبرازيل وفنزويلا • ومصدر المرض هو الكلاب الضالة والقوارض وينقله صنف من ذبابة الرمل • ويختلف هذا المرض عن القرحة الشرقية التي وصفناها بميل اكثر لاصابة الاغشية المخاطية مع الجلد في نفس الوقت او بعد ان تلتئم التقرحات الجلدية وعادة تظهر القرحة في مدى ٦ الى ١٥ شهرا وتكون مصحوبة عادة بالتهاب الاوعية الليمفاوية وتضخم الغدد الليمفاوية وقد تحدث اصابة الاغشية المخاطية بعد سنوات من اصابة الجلد وقد يصاب الغشاء المخاطي للانف والفم والبلعوم والحنجرة وقد يحدث تاكل في الانسجة والغضاريف وتحدث تقرحات وتشوهات في الانف والشفتين والحلق ونادرا ما يصاب الغشاء المخاطي للعين او المنطقة التناسلية • وهناك اشكال من هذا المرض تنتشر في اماكن من الجلد بعيدة عن القرحة الاصلية وقد تستمر هذه الانواع الى مدة طويلة بالرغم من العلاج
(Disseminated Anergic Leishmaniasis).

النوع الثالث من طفيلي الليشمانيا

من طفيلي الليشمانيا نوع يعرف باسم ليشمانيا دونوفاني Leishmania Donovani وهذه ايضا تنتقل بواسطة ذبابة الرمل من انسان لانسان او من حيوان مريض مثل الكلاب او ابن اوى او الثعالب الى الانسان • وهذا الصنف من طفيلي الليشمانيا يحدث مرضا عاما يشاهد في مناطق متفرقة من العالم مثل الهند والسودان والحبشه والعراق وامريكا الجنوبية • ويعرف باسم مرض الكالا ازار او حمى الموت او حمى دم دم وهذا المرض يصيب الاطفال اساسا ... وهزال وانيميا شديدة وهبوط شديد في كرات الدم البيضاء وتضخم في الطحال والكبد والغدد الليمفاوية . وتظهر على الجلد بقع داكنة خصوصا على الجبهة وحول الفم واليدين والجزء الاوسط من جلد البطن ـ ويصيب الطفيلي خلايا النسيج الداخلية Reticuloendothelial Cells

وهذا المرض قد يقضي على المريض • اما اذا ازمن المرض او لم يعالج المريض علاجا كافيا ... الطفيلي يصل الى الجلد عن طريق الدم وقد يحدث ذلك بعد سنة او سنتين او اكثر من بدء المرض الاولي عندئذ ترى بقعا باهتة في الجلد على الاذرع او على الساقين والفخذين وقد تظهر حمرة على المنطقة الوسطى من الوجه وتظهر كذلك عقد واورام على الوجه ويعتبر هذا المرض من اشد ما يصيب البشر ويمثل علاجه تحديا ... للعلم الطبي مما يستلزم زيادة البحث والتقصي

وان من اهم ما نحتاجه في مكافحة مثل هذه الامراض هو الوقاية والتي تشمل مكافحة الحشرات الناقلة للمرض والقضاء على اماكن توالدها والقضاء على الحيوانات الضالة او التي تعتبر مصدرا لنشر المرض مثل الكلاب المريضة او القوارض او الزواحف احيانا • وهناك مجهودات مستمرة لايجاد نوع من التطعيم الفعال والعلاج الاكيد • ■■

محمد محيي الدين سليم
رئيس قسم الامراض الجلدية
مستشفى الصباح ـ الكويت

بقلم : الدكتور علي [illegible]

■ يعيش الانسان فى الوقت الحاضر فى عالم متغير [illegible] الانسان اصبح الآن واقعا تحت تاثيرات كثيرة متعددة : اجتماعية [illegible] والتصادية وسياسية وغيرها • وتعقدت الحياة التى يعيشها الانسان وتحولت من البسيط الى المركب • واصبح الانسان الآن يجرى ويلهث فى سبيل اهداف غامضة حتى اذا بلغها لم يجدها شيئا ووجد انه كان يجرى وراء سراب ، وان هذه الاهداف وخاصة المادية منها لم تعد قادرة على ان تجلب له السعادة والطمانينة والامن النفسى •

والملاحظ انه بالرغم من استمتاع الانسان بالكثير من طيبات الحياة وبالرغم من المستوى المادى المرتفع الذى اصبح يتمتع به الا ان الانسان ما زال بعيدا عن السعادة والامن والرضا النفسى•

بعض العوامل التى تؤثر على الانسان وتسبب له القلق والاضطراب

واذا اردنا ان نتتبع بعض العوامل التى تؤثر فى سلوك الانسان فى العصر الحديث وتسبب له الاضطراب والقلق و[illegible] والشعور [illegible] الامن والضياع فانه [illegible] بعض هذه العوامل فيما يأتى :

[illegible] (1) الذى [illegible] الحياة [illegible] بسبب الكثير من [illegible] فى [illegible] الافراد • فالانسان عادة ما يكون آمنا مع ما هو قائم ومع ما هو معروف لديه • وعادة ما يقاوم الانسان التغيير لان التغيير يعنى دائما بالنسبة للانسان مواجهة ما هو مجهول والمجهول عادة يسبب للانسان الحيرة وعدم الشعور بالامن •

والعالم الذى يعيش فيه الانسان اصبح الآن يتغير بين كل لحظة واخرى • انظر الى التغييرات التكنولوجية التى تجعل ما هو متطور وحديث يصبح بعد فترة قصيرة متخلفا وقديما • وهناك التغييرات السياسية التى تشمل العالم كله بين يوم وآخر وكذلك التغييرات الاقتصادية والاجتماعية وغيرها •

والتغيير – ولو جاء بالمفيد والصالح للانسان – يلقى عبئا على نفوس الافراد الذين يواجهون هذا التغيير ويتعاملون معه ويتاثرون به •

٢ ـ تعقد الحياة فلم تعد الحياة الآن بالسهلة البسيطة بل أصبحت معقدة لدرجة كبيرة • فالعلاقات الاجتماعية تشابكت خطوطها وأصبح على الفرد الآن أن يتعامل مباشرة أو باسلوب غير مباشر مع عدد كبير من الافراد يختلفون عنه سنا وفكرا ولونا وطبعا وثقافة • وأصبحت هذه العلاقات تتصارع وتتضارب في بعض الأوقات • وتعددت الادوار الاجتماعية التي يقوم بها الفرد الواحد في الحياة • فهذا الفرد قد يكون قائدا في أحد الادوار وتابعا في دور آخر ، وقد يكون الفرد معلما في أحد الادوار ومتعلما فـي أدوار أخرى • وكثيرا ما يختلف سلوك الفرد باختلاف الأدوار التي يقوم بها وهذا الاختلاف في سلوك الفرد لمواجهة مطالب هذه الادوار يفرض عبئا كبيرا على الفرد وكثيرا ما يوقع الفرد في الحيرة والصراع •

٣ ـ سيطرة الالة على حياة الانسان فقد أصبح الانسان في الكثير من الأوقات يخضع لسيطرة الآلة • ففي المصانع مثلا يبذل الكثير من العمال كل جهدهم لكي يسايروا انتاج الآلة ويتمشون معه • وأصبحت الآلات الآن تحظى باهتمام الادارة في بعض المنشآت الصناعية أكثر مما يحظى به العاملون • وارتفع ثمن بعض هذه الآلات حتى أصبحت تساوي آلافا ، وأحيانا ملايين الجنيهات • وكثيرا مايؤدي تعطل واحدة من هذه الآلات الى تعطل العمل بالمصنع الكبير باكمله • وفي ظل هذا الجو فقد انسان العصر الحديث احساسه بقيمته ، وتاه داخل منشآت ومؤسسات العمل الضخمة ذات الحجم الكبير •

٤ ـ سعي الانسان المستمر وراء الاستمتاع بمزيد من الماديات سبب له الكثير من المشكلات فانسان العصر الحديث مهما حقق لنفسه من ماديات الحياة فهو يطمع في المزيد • وهو دائما يقارن مالديه بما لدى غيره • وهذا نشاهده في الكثير من البلاد المتقدمة • ففي الولايات المتحدة مثلا هناك توتر دائم وصراع مستمر لكي يسبق الفرد غيره بأن يكون لديه مسكن أحسن من مسكن جاره وسيارة أحدث من سيارة جاره وزوجة أجمل من زوجة جاره ووظيفة لها مركز أدبي أفضل •وهكذا فهناك جرى لا ينقطع لكي يحتفظ الفرد بمكانه بين الاسر الاخرى المحيطة به وهو ما يعبر عنه القول الانجليزي To Keep up with the Jones وهذا السلوك فرض على الانسان في عصرنا الحاضر أن يبذل جهدا اضافيا وطاقة نفسية كبيرة حتى يحقق ما يريد تحقيقه ، واذا لم يستطع أوصله ذلك الى القلق والاحباط واليأس والتشاؤم •

٥ ـ الحياة التنافسية التي يحيا في ظلها معظم الافراد في الكثير من بلاد العالم اثقلت كاهل هؤلاء الافراد ففي حياة الانسان الاول كانت الحياة شبه تعاونية • فالجميع كانوا في الماضي يعملون للحصول على قوت القبيلة والدفاع عنها وحمايتها ورفع شأنها • أما حياة الانسان في العصر الحديث فيسودها التنافس والفردية • فالفرد مفروض عليه أن يغلب ويسبق غيره في مختلف مواقف ونواحي الحياة في المدرسة ونحوها ومطلوب منه في العمل أن يرتفع بانتاجه على المستوى المتوسط للانتاج وأن يسبق زملاءه العاملين في هذا المجال • وكثيرا ما أوقعت هذه الاوضاع الفرد في صراعات نفسية • فالفرد الآن يجد أن عليه أن يسبق ويغلب ويتفوق على غيره ومطلوب منه في الوقت نفسه ـ حسب معايير المجتمع وقيمه ـ أن يحظى بموافقة الناس وتأييدهم وحبهم له ، وهذه أمور يصعب تحقيقها عمليا • مما يوقع الفرد في الحيرة والقلق والاضطراب •

٦ ـ الاهداف غير الواقعية التي يضعها بعض الافراد لانفسهم لا شك أن هذه الاهداف اذا أحسن تحديدها وكانت مناسبة لامكانيات الفرد وقدراته وظروفه أسهمت في تحريك سلوك الفرد تحريكا موجبا ، ولكن المشاهد أن الكثير من الاهداف التي يضعها الفرد لنفسه عادة ما تكون أهدافا غير واقعية وخيالية الامر الذي يجعل الفرد عاجزا عن تحقيقها • وهذا العجز من جانب الفرد عن تحقيق الاهداف يوصله للتوتر والقلق والاحباط وخيبة الامل والتشاؤم ويؤثر تأثيرا سيئا على مختلف نواحي سلوك الفرد •

ـ العمل غير المناسب في الماضي كان
ان يمارس عمله مع عدد قليل من الافراد
طهم به علاقات اجتماعية قوية • وكان يمكن
رد تغيير عمله والتنقل من عمل الى اخر
سهولة سعيا وراء العمل المناسب والمشبع • أما
لان فقد تعقدت الحياة المهنية وفرص على بعض
لافراد أعمال لا تناسبهم ولا تتفق مع قدراتهم
وامكاناتهم وميولهم وظروفهم • ومع ذلك فهم
مضطرون للبقاء لاسباب مختلفة •

وقد أدى التخصص الزائد وتقسيم العمل لدرجة
محلة الى احساس الفرد بالملل والسأم من العمل
المحدود الرتيب الذى يقوم به مما يترك آثارا
سيئة على نفسيته وعلى سلوكه •

٨ ـ الضغوط الاجتماعية الواقعة على [illegible]
زادت الضغوط الاجتماعية التى تقع على الافر.
فى العصر الحديث ووضعت الكثير من الضوابط
على سلوك الفرد مما يثقل كاهله • واصبح
للجماعات التى يعيش فيها الفرد تأثير كبير على
سلوكه • وكثيرا ما يجد الفرد نفسه مضطرا لان
يسلك سلوكا لا يرضيه ولا يريده لكى يرضى
الجماعة التى ينتمى اليها ويخضع نفسه لمعاييرها
خضوعا لضغوط هذه الجماعة وبعدا عن عقابها •
ومن هذه الجماعات : الاسرة وجماعة العمل وجماعة
النادى والجماعة السياسية والجماعة الدينية
وغيرها •

٩ ـ عدم الاستقرار الدولى والصراعات
السياسية لا شك أن عدم الاستقرار الذى يسود
العالم والصراعات السياسية والعسكرية التى
تسود بعض بلاد العالم تؤثر تأثيرا سيئا على
حياة وسلوك انسان العصر الحديث • فبالتقدم
الهائل فى وسائل النقل والمواصلات والاتصالات
سبع التوتر والاضطراب الذى يشمل اى مكان
ن العالم يحس به الافراد الذين يعيشون فى أى
كان من هذه الارض • ولا يملك الانسان الا أن
نفعل به ويشارك فيه •

والمخاطر التى تهدد العالم الآن من الحروب
رية والهيدروجينية والكيميائية والميكروبية
رها تسبب القلق لانسان هذا العصر ، خاصة
ن قرارات الحرب والسلام موضوعة فى أيدى قلة
من قادة الدول الكبرى وهم بشر بكل كمالهم
ونقائصهم ، وأى قرار خطأ أو متهور يعرض هذه
الارض ومن عليها للفناء والدمار ولن يسلم من
هذه الحرب ـ لو وقعت ـ بلد قريب أو بعيد •
أليس لهذا الوضع تأثيره السىء على واقع
الانسان وعلى أمنه وعلى مستقبله •

طريق الخلاص

فى ظل هذه الظروف الصعبة والحياة المضطربة
التى يعيشها الانسان فان الحاجة شديدة الى كل
[illegible] الانسان [illegible]
ويسمو بروحه الى آفاق [illegible]
[illegible] الا فى ظل [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible] في [illegible]
الذى يعيش فيه ، وان يزوده بالمهارات و[illegible]
والقدرات التى تمكنه من مواجهة مواقف الحياة
التى ازدادت تعقدا فى السنوات الاخيرة • هذا
بالاضافة الى ضرورة مساعدة الافراد فى عالمنا
المعاصر على فهم انفسهم ذلك لان فهم النفس
يمكن هؤلاء الافراد من أن يضعوا لانفسهم أهدافا
واقعية ممكنة التنفيذ ، كما ان ذلك يمكنهم أيضا
من اتخاذ القرارات الواقعية المناسبة فى حياتهم•
وهذا ولا شك يباعد بين الافراد وبين الفشل الذى
يسىء اليهم ويسبب لهم الكثير من المخاوف
والتوتر والقلق •

ومن المفيد أن ندعم فى نفس الانسان قيم الحب
والخير والجمال حتى لا يكون كل تركيزه على
الجوانب المادية من هذه الحياة وأن توجه الاسرة
والمدرسة وغيرها من المنظمات الاجتماعية جهدها
نحو تحقيق هذه الغاية حتى يحدث توازن بين
الجوانب المادية والجوانب الروحية فى هذه الحياة ،
وحتى لا تثقل ماديات حياة الانسان وهو يسعى
ويكدح لتحقيقها ، فليس بالخبز وحده يحيا
الانسان •

■■

على أحمد على

أنت تسأل .. ونحن نجيب

أقدم استعمار أوروبى فى افريقيا

● سمعنا عن ميناءى سبتة ومليلة .. وعن ادعاء اسبانيا بانهما جزء من اراضيها. فما هى قصة هذين الميناءين .. ومتى احتلتهما اسبانيا ..

أ . د ـ البحرين

ـ سبتة ومليلة .. ميناءان مغربيان صميمان .. وكثيرا ماكان العالم يشبههما، من بعد استعمارهما، بمستعمرتى هونج كونج ومكاو على ساحل الصين ..

ان المغرب كان يعتمد دائما سياسة المسالمة للحصول على حقه الطبيعى فى هذين الميناءين ولكن اسبانيا « الصديقة » ! لم تقبل بمبدأ التفاوض والاعتراف بالحق الطبيعى للبلاد ، بل ارسلت فى شهر فبراير من هذا العام ١٩٧٥ قواتها البحرية والبرية الى سبتة ومليلة فى استعراض للعضلات .. ردا على مطالبة حكومة المغرب باعادة الميناءين اليها .

ان الاسبان لا ينظرون الى الميناءين على انهما مستعمرتان بل يعتبرونهما فى الواقع امتدادا للارض الاسبانية .. وكانت جمارك وقوانين هذين الميناءين تختلف عن تلك التى كان معمولا بها فى بقية المناطق التى كانت تحتلها اسبانيا فى المغرب .

لقد رفضت اسبانيا التخلى عن سبتة ومليلة ، عندما تركت المنطقة الاسبانية المحتلة فى المغرب اما منطقة افنى التى احتلتها اسبانيا منذ القرن الخامس عشر فقد جلت عنها فى اوائل السبعينات.

وقصة احتلال سبتة ترجع الى عام ٨١٨ هـ / ١٤١٥ م . اى قبل سقوط غرناطة آخر المعاقل الاندلسية فى عام ٨٩٥ هـ/١٤٨٩ م وكان غرض الاسبان من احتلال سبتة هو قطع المعونة عن عرب الاندلس. وهذا الاحتلال يمثل اقدم آثار الاستعمار الاوروبى لافريقيا .

أما مليلة فقد استولت عليها اسبانيا عام ١٤٩٧ بعد ان تم تقسيم العالم بين اسبانيا والبرتغال عام ١٤٩٤ .

وقد عمد الاسبان خلال احتلالهم لهذين الميناءين ، الى محو كل ملامحهما العربية فاصبح غالبية سكانهما من الاسبان .. يعملون فى صيد الاسماك وخاصة التونة ويجمعون المرجان كما يعملون فى تنظيم رحلات للسياح وتهريب البضائع الثمينة والسجائر الى داخل المغرب ، عبر الخلجان العديدة والجبال والتلال السبعة التى تقوم عليها سبتة ...

وعدد سكان سبتة نحو ١٢٠ الف نسمة ، وسكان مليلة نحو ١٥٠ الف نسمة .

وقد حاول المغاربة مرات عديدة استرداد سبتة

مليلة . وكاد مولاى اسماعيل ان يستولى عليهما بعد ان فرض حصارا شديدا عليهما . ولكن وفاته وانتشار الفوضى من بعده . حالا دون ذلك .

ان العلاقات الودية الاسبانية العربية تتعرض اليوم لهزة عنيفة .. وعندما طافت بعثة ارناخو فى البلاد العربية عام ١٩٥٢ قال عبد الرحمن عزام باشا الامين العام لجامعة الدول العربية ، فى ذاك الوقت : «ان الاسبان والعرب كالاخوة .. ترى ما هى الفائدة التى سوف تعود على اسبانيا

اذا اغلقت المغرب حدودها تماما مع سبته ومليله؟

ان هذين الحصنين سيتحولان الى قلعتين تثيران الحقد والعداء . ويمتحان جراح ذكريات اليمة مريرة استمرت قرونا طويلة . قبل نسيانها .

ان الاسبان يعولون:«ان مضيق جبل طارق ليس بفاصل بين البلدين (اسبانيا والمغرب) وانما هو بمثابة مجرى ماء يربط بينهما وبعد ان تستمر اساسا فى علاقاتنا »

● سمعنا ان موريتانيا تعانى ... ... موجة وان مجاعة واسعة النطاق ... ... هذا ... ... نرجو ان تعطونا فكرة واضحة عما تعرضت له موريتانيا ... الجفاف .

ـ ضرب الجفاف اواسط افريقيا وبخاصة الدول الست المتاخمة للصحراء الكبرى وهى : مالى والسنغال وتشادوالنيجر وفولتاالعليا وموريتانيا. وقد شكلت هذه الدول لجنة مشتركة وقررت ان ترصد ٥ر١ الف مليون دولار لاعمال الغوث والمساعدة .

هذا وقد اعتبرت منظمة الاغذية والزراعة هذه الدول الست دولا منكوبة ، وراحت تمدها بالاغذية على ضوء تقارير الخبراء عن حاجاتها .

وتبلغ حاجات موريتانيا من الاغذية ٠٠٠ر١٠٠ طن شهريا.وذلك بتقدير حكومة نواكشوط نفسها. «هذا تقدير متواضع جدا ان لم يكن خاطئا . فهو لا يضمن للرجل اكثر من ١٠ كيلو جرامات من الطعام فى الشهر كله . وهذه معونة ضئيلة للغاية ، وتكاد لا تفى بحاجة ولد صغير .. وهذا يعنى ان البلاد تعانى من نقص التغذية الى حد كبير ..

ولكن الموريتانيين يشكون ايضا سوء التغذية .. سوء التغذية اخطر كثيرا من نقصها.انه مرض..

مرض افتقار الجسم الى البروتينات . ويسمونه الكواشياكور. وقد انتشر هذا المرض فىموريتانيا وبسبب انتشار امراض اخرى غيره. كانت الحصبة اخطرها . اذ بلغ عدد الموريتانيين الذين ماتوا بسبب الحصبة فى سنة ١٩٧٣ وحدها ٠٠٠ر٣٠ نسمة كان اكثرهم من الاطفال المصابين بمرض الكوشياكور ..

والجفاف هو المسوول الاول عن انتشار سوء التغذية فى موريتانيا . فقد قضى على ٧٥٪ من جمالها واتى على الكثرة الساحقة من اغنامها وابقارها وحرم اهلها بالتالى من اللحوم والالبان التى نشاوا عليها منذ الطفولة .

ثم جاءت الحبوب التى توزعها منظمة الاغذية والزراعة لتحل محلاللحوم والالبان وتصبح مصدر الغذاء الرئيسى للموريتانيين .. والحبوب ، كما هو معروف ، مفيدة ونافعة ويعتمد عليها ملايين البشر . حقا انها لا تضاهى اللحوم والالبان من حيث قيمتها الغذائية ومحتوياتها البروتينية .. ولكنها مغذية على كل حال ولا تتردد الهيئات

مارجريت ثاتشر
ونصر جديد للمرأة فى عامها الدولى

● اهتمت الصحف بصور امرأة هيالسيدة مارجريت ثاتشر . برعامة حـزب المحافظـين البريطانـى . فـيالانتخابات التى اجريت أخيرا لا نتخاب زعيم للحزب خلـفا لادوارد هيث . ترى من هى هذه المرأة، وما سر اهتمام الصحف العالمية والعربية بها ؟ هـللكم ان تقدموا لنا نبذة عنها ؟

سالم حمدان / الكويت

ـ مارجريت ثاتشر . هى اول امـرأة تنتخب زعيمة لواحد مناكبر حزبين سياسيين فيبريطانيا. وقد جاء هذا النصر الجديد الـذى حققته هـذه السيدة ، فى الوقت الذى يحتفل فيه العالم كلـه بالعام الدولى للمرأة ، وهو عام ١٩٧٥ ، وربما كان هذا من الاسباب التى ادت الى اهتمام الرأى العام العالمى بنبأ فوزها ، فهى بهذا النصر قد ساهمت فى دعم قضية المرأة .

ومارجريت امرأة غيرعادية، وقد اجمعاصدقاؤها وخصومها معا على انها سيدة على قدر كبير مـن الذكاء ، تتمتع بشخصية قوية ، لم تعرف الفشـ حتى انها كانت تقول دائما : ان النجاح اصـ عندها عادة . وهى تعرف طريقها اليه ، وتدر ماذا تصنع من اجل بلوغه ، وهو لا يخطئها لاـ تستحقه .. فقد كانت شديدة الثقة بنفسها .

حدث عندما كانت طفلة فى التاسعة ، ان فاز بالجائزة الاولى على القائها لقصيدة فى مهرجـ للشعر بمدينة جرانثام بمقاطعـة لنكولنشاير وحملت الطفلة هديتها وعادت الى مدرستها فلما لقيتها ناظرة المدرسة قالت لها : «لقد حالفـ

الدولية فى توزيعها . ومع ذلك فان الحبوب تسبب سوء التغذية للذين نشأوا على اللحوم والالبان منذالصغر ثماضطروا لاستبدالهابالحبوب فى الكبر . وذلك بالضبط هـو مـا حدث فى موريتانيا ..

على ان لقصة الجفاف فى موريتانيا وجها آخر اقل كآبـة مما ذكرنـا ، فربّ ضارة نافعـة ، وقد مهد الجفاف السبيل لحل مشكلة البداوة . مشكلة العالم العربى عامـة ومشكلة موريتانيا بصفة خاصة .

ذلك ان ٨٠٪ من سكان موريتانيا (البالغ عددهم مليون نسمة) هم من البدو الرحل . وقد سكن هؤلاء الخيام وراحوا يتنقلون من مكان الى مكان طلبـا للمراعى . وهكـذا اضطرت الحكومـة الموريتانية فى السابق الى انشاء مدارس متنقلة تلازم القبيلة وترافقها فى حلهـا وترحالهـا . فارتفعت بذلك نفقات التعليم حتى بلغت نحو ٣٠٪ من الميزانية العامة .

ولما جـاء الجفاف وضرب المنـاطق الشماليـة والشرقية فى موريتانيا وفتك بماشيتها وقضى على مائها ومراعيها وكافـة شروط الحياة فيها .. اضطر البدو سكان تلك المناطق الى الرحيل عنها والتوجه الى المناطق الجنوبية الغربية ، بالقرب منساحل المحيط الاطلسى وشواطىء نهر السنغال.

وطاب للبدو المقام فى المناطق الجديدة التى اموها وبدأوا يشعرون بميزات الحياة فيها . فالماء هنا وفير والطقس لطيف والتربة خصبة والعوامل كلها تغرى بالاستقرار . وهكذا بداوا يتخلون عن عيشة البداوة وياخذون باسباب عيشة الحضارة .. راحوا يبنون الجدران من اللبن او الصفيح ، ويسورون بها بيوتهم ، التى لا تزال خياما .. ومن يدرى فقد ياتى يوم يستغنون فيه عن هذه الخيام كلية ويستعيضون عنها بمنازل مبنية بالاسمنت والحجر .

ثم بدا هؤلاء البدو يزرعون الارض وراحت حكومتهم تبنى المدارس والمصحات الثابتة لهم . ولايخفى انهم امنوا اكثر ما أمنوا المدن الواقعه فى الجنوب الغربى ، وبخاصة نواكشوط العاصمة وروصو العاصمة الاقليمية وقدتزايد عددسكانهما فى المدة الاخيرة حتى اصبح (١٣٠ر٠٠٠ نسمة) فى الاولى وكان لا يزيد على ٤٥ الفـا وبلـغ ٣٥ر٠٠٠ فى الثانية وكان لا يجاوز ٨ر٠٠٠ ـ وذلك قبل حلول الجفاف .

(ى · ز)

العط[illegible] مارجريت ؟ ، ولكن مارجريت الصغيرة لم [illegible] تعمق الناطرة . فسارعت تقول لا .. انه [illegible] الحظ يا سيدي .. فأنا استحق النجاح .

[illegible] ولدت مارجريت لابوين فقيرين من [illegible] السعد . وكان ابوها بقالا .. وامها [illegible] وحصلت على بكالوريوس كليه العلوم في جامعة اكسفورد شعبة الكيمياء . كما درست القانون ور[illegible] جمعية المحافظين بجامعة اكسفورد وكانت ثاني امرأة تتولى هذا المنصب وفي الجمعية [illegible] الرجل الذي اصبح فيما بعد زوجا [illegible]

وكان عضوا بالجمعية وهو دينس تاتشر . ولم يكن يفكر في الزواج . فقد كان عملها يشغل كل وقتها . ولكنها مالبثت ان استجابت لدعوته وهو يعرض عليها ان يشاركه حياته ..

وكانت [illegible] لي لاموته . فاعطاها [illegible] بنتا وولدا هما ليوم في العام [illegible]

وانتخبت عضوا في مجلس العموم [illegible] واصبحت [illegible] وزارة التعليم في [illegible]

[illegible]

جزاء سنمار

● [illegible]

سنمار ـ فيما يذكر رواتنا ـ كان رجلا روميا بارعا في الهندسة والبناء . ولذلك دعاه النعمان بن امرىء القيس ـ أحد ملوك الحيره ـ ليبني له قصرا او حصنا . فبناه له قرب عاصمته (بجانب الكوفة) وهذا الصرح يسمى « الخورنق » . فلما فرغ منه طاف به معه . فلما فرغا القاه النعمان من السطح حتى لايبني لغيره مثله . فسقط قتيلا . ومن هنا ضربت العرب هذا المثل « في مجازاة الاحسان بالاساءة » . وفي ذلك قال الشاعر :

جزى بنوه أبا الغيلان عن كبر
وحسن فعل ، كما يجزى سنمار

وقيل ان شريفا اخر (أحيحة بن الجلاح) هو الذي كلف سنمارا بناء حصن له . فلما اتمه قال الرجل مثنيا عليه « لقد أحكمته » واجابه سنمار اني لاعرف حجرا لو نزع منه لتقوض من عند اخره » فساله عن الحجر . فلما أراه وضعه دفعه من اعلى القصر فخر ميتا .

ونحن لانصدق ان بناء متماسكا ـ كيفما كان ـ يسقط لنزع حجر منه ، ولكن لعلنا نقترب من السر حين نعلم ان الملوك والامراء قديما كانوا في حاجة

لحسمي [illegible]

الى [illegible] ـ امثال سنمار ـ ليبنوا لهم الحصون [illegible] الاعداء . والقصور التي يعيشون فيها (وهي كالحصون ايضا) ومثل هذه الصروح لايحسنها الا من برع في هندسة البناء وكان [illegible] واسع الخبرة بالمواد القويه التي يبني منها لتعيش الابنية طويلا . ويمكن الاحتماء بها عند الاخطار من الاعداء لاجانب او الرعية . وقلما تخلو هذه الابنية من مخابىء وسراديب ومداخل و مخارج سريه لا يحسن ان يعلمها الا الخاصة من سكان هذه المباني وحراسها . فاذا علمها غيرهم اوشكت فائدتها ان تضيع .

والمهندسون قديما ـ امثال سنمار ـ لا يختصون بامير واحد . بل يتنقلون بين عدة امراء ، قد يعادي بعضهم بعضا ، فلا يؤمن ان يخبر المهندس اميرا باسرار قصر امير سواه من اعدائه . ومن هنا ياتي الخطر من المهندسين ويأتي الى المهندسين . فربما يرى امير ـ عن سوء تقدير ـ ان التخلص من مهندسه بالقتل اقرب وسيلة للبقاء على اسرار مابنى له من صروح .

(م . خ . ت) ■■

بقلم : منير نصيف

■ ماذا تقول المرأة بعد مرور خمسين عاما على زواجها ؟ كيف ترى الرجل الذى قضت معه احلى سنى عمرها ؟ ما رأيها فى الزواج ؟ هل تغيرت نظرتها اليه فى خريف العمر ، مع الغيوم التى تحجب الشمس ، ووسط اوراق الشجر التى جفت وتساقطت امام الرياح من حولها ؟ ماذا تقول هذه المرأة ؟

انها خواطر زوجة احتفلت بالأمس بالعيد الذهبى لزواجها ٠٠ انه حديث صريح عن تجربة العمر كله ٠ انها نبضات وخلجات وانفاس وضعت فيها كل ما حملته صدرها عبر هذه السنين الطويلة ٠٠ انها قصة زوجة ٠٠ ولكنها ليست زوجة عادية ٠٠ انها زوجة سعيدة ، جنت ثمار الحياة ، تلك التى تتطلع اليها كل أم ، فقد امد الله فى عمرها حتى جاء اليوم الذى رأت فيه ابناء احفادها ٠٠

ماذا تقول ؟

ثروتنا على الارض

« كدت انسى هذا اليوم ٠٠ لم اصدق عينى وانا اراهم يقتحمون بيتنا الذى لفه الهدوء ٠٠ لقد جاءوا كلهم ٠٠ ابناؤنا واحفادنا لاحياء هذه الذكرى التى انقضى عليها خمسون عاما ٠٠ وتحول البيت الصغير الى مكان صاخب امتلأ بالحياة ٠٠ ووقفنا ــ زوجى العجوز وانا ــ ومددنا اذرعتنا نستقبل فلذات اكبادنا بالاحضان والقبلات ٠٠ انهم كل ثروتنا على هذه الارض٠٠ انهم الذكرى الباقية بعد ذهابنا ٠٠ انهم الفروع النابضة للشجرة التى اصابها الذبول واوشكت على الجفاف ٠٠انهم حياتنا الجديدة على الارض٠٠

الربيع والخريف

« ما اسرع ما يمر الزمن ٠٠ خمسون عاما انقضت ، وكأنها بدأت بالامس القريب ٠٠ ما أروع تلك اللحظة التى يلتقى فيها الماضى بالمستقبل ،والقديم بالجديد ٠٠ والخريف بالربيع٠٠ هل يمكن ان يجتمع هذا كله فى لحظة واحدة فى مكان واحد ؟٠ ما اروعه من لقاء ونحن نرى شبابنا وطفولتنا فى هذه الوجوه النضرة وتلك الضحكات التى تمتلىء بالحياة ٠٠ لقد جاءوا يحملون الحب والوفاء ، للجذور التى قدمت عصارة عمرها لهذه الشجرة اليانعة ٠٠ ولكن الى متى تبقى حية قبل ان يصيبها الجفاف ؟

« لقد اقبلوا علينا يمطروننا بقبلاتهم ٠٠ الى ان جاء دور ابن حفيدتى الصغير ليهنئنى ٠٠ واحنيت ظهرى الذى اثقلته السنون لكى امكن الصغير ، الذى ما زال فى عمر الزهور التى كان يحملها فوق صدره ، من أن يعبر عن حبه لجدته الكبرى العجوز ، بهذه القبلة الحلوة التى طبعها على وجهى ٠٠ كان يبتسم وهو يمد لى يده الرقيقة بما يحمل من اجلنا ٠٠

« تمنيت لو اننى حملته بدورى وضممته الى صدرى ، ولكننى تذكرت ان ذراعى الهزيلين لن يقويا على حمله ، فامسكت بيده وقدته الى اقرب مقعد واجلسته بجانبى ورحت اداعب شعره الاسمر باصابعى النحيلة المرتجفة ! ٠

ما اشبه الليلة بالبارحة

« اننى اليوم أم لثلاثة ابناء ، اكبرهم فى الثامنة والاربعين ٠٠ لقد كانت امنيتى دائما ان

... في ابنه . فلما تزوج ابنائي اصبح ... اسرة واحدة .. واصبح الابناء ... ثلاثة اولاد وثلاث بنات ... في هذا الطفل الصغير الذي جاء ... وزهوره في عيد زواجنا .

... بالامس ... الصغير وحفيد ابني الاكبر ... بعد زواجنا الذي نحتفل اليوم ... انني أرى فيه مع والديه ... حماسا وهي تبدأ من جديد .. ما ... الحياة وهي تتكرر ..

في مثل هذا اليوم منذ نصف قرن ... وقفنا ـ زوجي الشاب وأنا ـ نحتفل براحا ... الاهل والاقارب والاصدقاء .. ومرت الاعوام ... ما حملته لنا من احداث .. اعوام مليئة بالعمل والكفاح حافلة بصور شتى من السعادة والتعاسة .. من الصحة والمرض .. فماذا اكتشفت بعد كل هذه السنوات الطويلة ؟ اكتشفت انه ليس في الدنيا عمل .. أى عمل . ولا وظيفة مهما كان نوعها . ولاحتى هواية او نشاط مهما كان لو ... يمكن ان نقارن بوظيفة المرأة عندما تصبح زوجة لرجل تعيش له ومعه . تحبه وترعاه . تحنو عليه ... تسهر على راحته . وتفعل بعد هذا كل ما في ... وسعها لاسعاده .. ليس هناك عمل في الدنيا ... من الانسان ان يستخدم كل ما لديه من ... ومن عاطفة . مثل عمل المرأة في الزواج ..

ومع هذا فنحن نقبل عليه ونسعى اليه . الفتاة .. كل فتاة تنتظر هذا اليوم الذى ... فيه عروسا للرجل الذى اختاره لها ابواها . ... قلبها ..

تجربة العمر كله

انها اقسى تجربة تمر بها الفتاة فى حياتها ... تعرف معنى الحياة .. فهى دائما اصغر من ... وهي ... لكن هكذا تكون ... في ... في هذا العمل ... الجديدة التي يشاركان في بنائها ..

وهي بعد هذا التي تتحمل العبء الاكبر في اكتشاف النواحي الجديدة والابعاد الجديدة والفرص الجديدة التي توفر الحماية لسفينة الزواج وتحول بينها وبين الارتطام بالصخور والغرق فى مياه البحر ..

« فالزوج هو المحرك لهذه السفينة ، اما هي ، فهي دائما « الدفة » التي توجه سفينة زواجهما الى بر الأمان !

مدرسة الحيـاة

« كيف تصنع الزوجة الصغيرة هذا كله وهي التي لم تعرف عن حقائق الحيـاة واسرارها ، اكثر مما رأته في بيت والديها ؟ ان قدرة تلك التي وضعها الله فى رأسها الرقيق ، لكي تتمكن من تحقيق هذه المعجزة .؟ لقد علمتني تجربتي الجديدة مع زوجي اشياء كثيرة ، لا يمكن للمرأة ان تتعلمها الا فى هذه المدرسة .. مدرسة الزواج .. مدرسة الحياة ! »

« تعلمت كيف ادرس زوجي . كما لو كان مخلوقا عجيبا نادرا .. فهو كذلك لاشك في هذا .. كنت ادرس طباعه وميوله ومزاجه دون ان اكف لحظة واحدة عن هذه الدراسة التي كنت اقوم بهـا دون ان اجعله يشعر بما يعتمـل في صدري من حيرة وانا اراه يتغير ويتلون امامي . طوال الساعات التي كنا نقضيها وحدنا . او مع الناس .. كنت ارقبه بعيني . واحاول ان انفذ الى اعماقه . واضع اصبعي على مواطن ضعفه . ولا انسى ابدا ان اعبر له عن فخري واعتزازي بما يحققه من نجاح في عمله وفي حياته ..

تزوجت عملـه !

« كنت احترم عمل زوجي واحبه . فقد تعلمت ان المرأة عندما تتزوج الرجل . تتزوج معه وطبقته وعمله وهوايته .. عندئذ فقط تستطيع ان تحبه . وتستطيع ان تساعده . وتستطيع ان تصبح زوجه وشريكة له في حياته ..

« حتى في نجاحه . لقد كان زوجي يبحث دوما عن انسان يشاركه فرحته بما حققه من انجازات.. واي انسان اقرب الى الرجل من زوجته .. اي انسان يمكن ان يشاركه سعادته بالنجاح الذي حققه . اكثر من زوجته التي شاركت في صنع هذا النجاح ..

« ان كل رجل في حاجة الى انسان يثق فيه ويطمئن اليه لكي يشاركه افكاره وآماله واحلامه.. لكي يحكي له مشاكله وانفعالاته .. ومشاعره .. وهل هناك اقرب الى الرجل من زوجته .. هل هناك انسان يستطيع ان يطمئن اليه وهو يفرغ ما في قلبه من افراح واحزان . اكثر من امرأته التي تشاركه حياته ؟

« لقد تعلمت كيف استمع الى حديثه . كيف انصت الى افكاره وهو يترجمها لي .. تعلمت كيف اسكت . كيف امسك لساني عن اخراج الكلمة الجارحة التي قد تحول المناقشة الى معركة !

« ان مسئولية الرجل لا تقل عن مسئولية المرأة في احتواء اي خلاف يقع بينهما وانهائه .. ولكن اذا كان دور الرجل هو ترويض العالم الصغير من حوله . فان دور المرأة ينحصر في ترويض هذا الرجل الذي يشاركها عالمها الصغير !

« ولكن كيف تبدأ ؟ لقد علمتني تجربتي الطويلة ان اول شيء يحن اليه الرجل في حياته مع امرأته هو الشعور بحاجتها اليه . وان لا حياة لها بعيدا عنه !

الشعور بالغيرة

« لن انسى الشعور بالغيرة الذي تملكني حين ما رايته منه في بداية حياتنا الزوجية .. فقد كنت ارى زوجي يروغ ببصره احيانا كلما مرت امامه فتاة حسناء .. وكثيرا ما كان يلاحقها بعينيه حتى تغيب عن بصره .. وليس هناك شيء يجرح كبرياء المرأة اكثر من رؤيتها لزوجها وهو يتحول باهتمامه الى امرأة اخرى او يبدي اعجابه بها ..

« وما اكثر الفتيات اللواتي كن يثرن اعجابه وكنت اتألم واحس بالجرح يكبر ويكبر . وانا اقف بجواره اتأبط ذراعه . ولا احس بنصيب من هذا الاعجاب الطارئ الذي تنافسني فيه الاخريات .. حتى لقد فكرت يوما في ساعة من ساعات الضيق التي كانت تنتابني بسبب هذه التصرفات من جانب الرجل الذي اعطيته نفسي وقلبي وروحي . في ان انفصل عنه . وانهي حياتنا معا بالطلاق !

« وذهبت لازور امي . ورويت لها ما كان من امري مع زوجي . الى ان وصلت الى نهاية قصتي وبكيت وقلت : « لم اعد اطيق الحياة معه . لم اعد احتمل نظراته الجائعة الى النساء . قولي لي ماذا اصنع ! »

نصيحة امي

« وجلست امي تحدثني . قالت : « هل تريدين حلا لمشكلتك مع زوجك يا ابنتي .. ان هذا يتوقف على شعورك انت نحوه .. فاذا كنت ما زلت تحبين زوجك . فلا تتركيه . لان تركك للرجل هو اعتراف منك بهزيمتك .. يجب ان تثقي بنفسك . انك لست اقل جمـالا من كل اللواتي يلقاهن زوجك ويلاحقهن بنظرات الاعجاب . ثقي يا ابنتي انك اجمل منهن .. فاذا استطعت ان تجددي ثقتك في نفسك فلا تهربي اذن . انت الآن تخوضين معركة .. ولكن تذكري دائما انها ليست معركة مع زوجك . انها معركة مع هؤلاء اللواتي تتوهمين انهن استطعن ان يستأثرن باعجابه واهتمامه ! والهروب من المعركة اعتراف بالهزيمة ! هل تحبين زوجك يا ابنتي ؟

« قلت : « نعم احبه ! »

.. امي · اذن عودي اليه . واطلبي اليه
دراعه حولك · اريحي راسك الصغير
وق صدره . وقولي له : « انت تعرفني
.. ى بعطراتك العاثرة الجائعة ·· اسي احبك
زوجي ووالد طفلنا الصغير ·· انني اشعر
ه تديدة . وفي يدك وحدك وضع حد لهذا
.. الذي يحتويني . ارجوك ان تساعدني على
.. من هذا الشعور الذي يغرقني »

وقالت امي تكمل حديثها « .. ان اعترافك
.. حتي بحاجتك الى حبه واخلاصه . سوف
يصنع المعجزات ·· سوف يشعر زوجك بالخجل من
نفسه . وهو يستمع الى حديثك معه وانت تذكرينه
بأن انما تزوجته لكي تصبح ملكا لك . تماما
كما اصبحت انت ملكا له وحده لا يشاركه فيك
احد » .

وعاد الى زوجي

وبعدت بصيحة امي . وعاد الى زوجي
وكف عناه عن التحول بين الحسان · لقد كسب
المعركة · انني اليوم احمل فتاة في بطره . حتى
بعد ان اصبحت جدة . وجاوزت السبعين ··

.. ان كل شيء يذهب مع السنين ·· الشباب
والجمال وكل ما يتصل بهما ·· ولكن تبقى بعد
ذلك الالفة والصداقة والحب الذي ربط بين هذين
القلبين عبر هذه السنوات الطويلة من العمر
.. ومواجهة الحياة بكل ما حملته اليهما من
حلاوة ومرارة ··

لقد تعلمت من زوجي اشياء كثيرة ·· تعلمت
.. اسي كيف اسعده . كيف اعد له طبق الطعام
.. يفضله . كيف ارحب باصدقائه الذين
زورنا في بيتنا . كيف اوفر له الهدوء الذي
.. عندما يعود من عمله متعبا ·· كيف احول
.. الذي يجمعنا الى واحة وسط هذا العالم
.. من حولنا ··

وعلمت زوجي اشياء اكثر ·· اشياء صغيرة
.. كانت تملأ قلبي وبيتي سعادة ·· علمته
ساعدني في عمل البيت عندما اكون متعبة··
شاركني في اعداد الطعام في يوم اجازته .
.. ضحك معا امام الصعاب التي تعترضنا في
. وكيف نقف معا نرقب قرص الشمس
.. دأ في الغوص وراء الافق . وننتظر الهلال
.. كتمل يوما بعد يوم حتى يصير بدرا ··

« لم نفترق يوما . فقد عشنا حياتنا الطويلة
معا نساند بعضنا البعض . نواجه العواصف .
ونصد الرياح عن بيتنا وعن اطفالنا ونستقبل
الخير كلما جادت به السماء ··

حياة الوحدة

.. لم نشعر بالفراغ الا عندما كبر الاصغار
وتزوجوا وتركوا البيت·· لقد احسسنا بالوحشة .
ولكننا ما لبثنا ان الفنا حياتنا الجديدة . وكانت
مفاجأة لنا نحن الاثنين عندما بدأت نكتشف
انفسنا . و[illegible] لا حد [illegible]
التي [illegible]

[illegible]

الامنية الاخيرة

[illegible]
[illegible] لا [illegible] سوى [illegible]
باقتراب [illegible] التي لا بد لنا [illegible] ان [illegible] ··
[illegible] الفراق يوما واحدا . فكيف لنا به
عندما [illegible] ·· زوجي يقول [illegible]
لو [illegible] انا . فانني لا احتمل الحياة وحدي من
بعدك » . وانا [illegible] الى [illegible] لكي
يختارني الى جواره قبل زوجي · ليتنا نستطيع
ان نرحل معا كما عشنا حياتنا معا »

بالامس وقفت امام صورة زفافنا ·· الصورة
التي تظهر فيها معا جنبا الى جنب منذ خمسين
عاما عندما احتفلنا بزواجنا ·· واحسست بزوجي
يقترب مني . ويمد يده في رفق وامسك بيدي ··
وقال ودمعة كبيرة حائرة تلمع في عينيه . « لو
عادت بنا عقارب الزمن خمسين عاما الى الوراء
وتقدمت لخطبتك . هل كنت تتزوجينني »

قلت وانا امسح دموعه باصابعي : « لم اكن
لافعل غير ما فعلت يا اعز انسان الى
قلبي » · ■■

منير نصيف

مسابقة العربي

■ هـذه عشرة اسئلة متنوعـة ... تنقلك الى رياضة فكريـة عبر العصو.
مختلفة .. والمطلوب منك ايجاد الاجوبة الصحيحة لثمانية منها على الأقل . لعلك
تفوز باحدى الجوائز التى مجموع قيمتها ١٠٠ دينار .

١ ـ « انا ابن جلا وطلاع الثنايا » بداية خطبة شهيرة كلها تهديد ووعيد . اتبعها قائلها بالعمل. فاسرف فى الشدة والقتل .. وكان من اشــهر قواد الدولة الأموية وولاتها . وولى العراق والمشرق لمدة عشرين عاما .. ولد بالطائف عام ٤١هـ . وتوفى عام ٩٥هـ فمن هو :

قتيبة بن مسلم ـ الحجاج بن يوسف الثقفى ـ موسى بن نصير

٢ ـ ارتيريـا ـ البلد الاسلامى ذو الأصول العربيـة وصاحب الثورة الشعبيـة ضد الحكم الحبشى لبلاده .. انطلقت الرصاصة الأولى فى تلك الثورة فى الأول من سبتمبر (ايلول) ١٩٦١ ولارتيريا حدود مشتركة مع السودان والحبشـة والصومال الفرنسى . وتطل على البحر الاحمر . وعدد سكانها نحو ثلاثة ملايين نسمة .. وعاصمة ارتيريا هى اسمرة ولها ميناءان شهيران هما :

ـ بربرة . وزيلع .
ـ عصب . ومصوع .
ـ ميدى . والصليف .

٣ ـ اكبر لوحة مرسومة هى لوحة « بانوراما على المسيسبي » رسمها جون بانفرد عام ١٨٤٦ على قطعة طولها ٥٠٠٠ قدم، وعرضها ١٢ قدما.. اى كانت مساحتها ٣ر١ فدان وهذه اللوحة التى كانت تمثل ١٢٠٠ ميل من مشاهد نهر المسيسبى احترقت فى عام ١٨٩١ .. ونهر المسيسبي هذا يمر عبر أراضي :

ـ ثلاث دول فى امريكا الجنوبية .
ـ دولتان فى امريكا الشمالية .
ـ الولايات المتحدة الامريكية وحدها .

٤ ـ شعر الناس فى عهد عمر بن الخطاب (١٣ ـ ٢٣ هـ) بحاجتهم الى الرجوع لتوقيت التاريخ . فاستشار عمر اصحابه . فاختلفوا فى تحديد اول التاريخ الاسلامى المطلوب . وانهى عمر الخلاف بان جعل اوله :

ـ يوم مولد الرسول صلى الله عليه وسلم.
ـ يوم بعثــته .
ـ يــوم هجــرته .
ـ يوم وفاتــه .

٥ ـ تبلغ المساحة الاجمالية للكرة الأرضية نحـو ٥١٨ ميلون كيلـو متـر مـربـع . منها ٠٠٠ر٥٥٠ر٣٧٠ مليون كيلو متر مربع هى مساحة سطح الارض كله . ويمكن القول بان ثلث هذه المساحة تعتبر ارضا صحراوية . واكبر صحراء فى العالم مساحتها ٠٠٠ر٤٠٠ر٨ كيلو متر مربع. وهى تمتد ٥١٥٠ كيلو متر من الشرق للغرب و ١٢٧٥ كيلو مترا من الشمال للجنوب .. و هذه الصحراء الشاسعة تقع فى :

اواسط استراليا ـ شمال امـريكا ـ شمال افريقيـا .

٦ ـ حوالى عام ٥٠٠ ق.م ولد فى الهند يدعى « جوتاما .. » وشاهد هذا الأمير منذ

الى اليسار شارع الجمهورية و تقع به بعض المبانى الحكومية الضخمة وسيصبح من أهم شوارع بغداد الحديثة ·

اعرف وطنك أيها العربي

بغداد

كما نراها اليوم بعد ١٢١٣ عاماً من إنشائها

الى اعلى : شارع « ابو نواس » فى المساء وهو يمتد على ضفة نهر دجلة الغربية · والى اسفل جسر الجمهورية وهو احد جسور ستة على نهر دجلة ·

الى أسفل : المرأة العراقية تحرر [illegible] من العباءة والحجاب ودخلت ميادين العمل .

● مدينــة الطــب تتكلف ٤٥ مليون دينار •

● ١٩ جسرا تربط بين ضفتي بغداد على نهر دجلة •

● متنزه الزوراء مساحته ألف دونم ويضم حديقة حيوان، ومطاعم ، ومدينة العاب ، ومتاحف •

■ بغـداد .. مدينـة السلام .. دار السلام ... عمرها الآن ١٢١٣ سنة ، مدينة ولدت على يد الخليفة ابو جعفر المنصور عام ١٤٥هـ (٧٦٢م) في ... العربي من نهر دجلة .. ... في ذلك الوقت من ... محل للعمارة والتخطيط ..

وعلى مر السنوات بدات بغداد تنمو وتتسع وشمل العمران قسميها العربي والشرقي وازدانت بالقصور الفخمة وعمرت بالمساجد ودور العلم واصبحت مركزا للاشعاع الفكري وكعبة لطلاب العلم والمعرفة من مشارق الارض ومغاربها •

ويبلغ من شهرة بغداد ان ياقوت الحموي وصفها في كتابه معجم البلدان بانها ام الدنيا وسيدة البلاد . وقال عنها ابو اسحاق الزجاج « بغداد حاضرة الدنيا . وما عداها بادية .. » (١)

ولكـن الايام لا ترحم .. وتعرضـت بغـداد للخراب والدمار على يد هولاكو في عام ١٢٥٨ ، وعلى يد تيمورلنك في عام ١٣٩٢ . وضاعت معالم بغداد القديمة الشهيرة •

وفي العصور التاريخية الحديثة تعرضت بغداد ايضا لكثير من المعارك والغزوات ايام حكم الصفويين والعثمانيين . ولكن المدينة التاريخية صمدت امام عوادي الزمن .. واتسعت واستمدت من ... العهد قوة دافعة للتقدم والاتساع • وبعد ... كانت بغداد المنصور الدائرية لا يزيد قطرها عن ٢٣٥١ مترا . اصبحت اليوم مساحتها ٨٦٠ كيلومترا مربعا تضم اكثر من مليونين ونصف مليون نسمة ..

١ ـ تعرضت العربي لتاريخ بغداد بالتفصيل في ... العدد رقم ٢٥ بتاريخ اول ... ١٩٦

... التحرير من عمل الفنان العراقي المشهور جواد سليم • وهو اخر عمل فني ... ويقع هذا النصب في ساحة التحرير في ... مدينة بغداد •

بسار : تمثال جارية على بابا ، وهـي
الزيت على رؤوس اللصوص المختفـين
الجرار .. ويقع هذا التمثال فى شـارع
ون .. وهو واحد من الثلاثين تمثـالا
ـا التى تزين شـوارع بغداد الحديثـة
ـادينها .

الى اليمين : القديم والحديث جنبا الى جنب .
واحدة من البنايات الضخمة التى تقع فـى
شارع الجمهورية والى جوارها مسجد الخلافـى
القديم .. ان أمانة عاصمة بغداد تراعى فـى
تخطيط المدينة الجديد المحافظة على كل .. ى
تاريخى قديم فى المدينة .

الى اليسار : يقام سنويا فى متنزه الـ
معرض للزهور يضم اكثر من مليون ...
انواع مختلفة ، ويستمر هذا المعرض لـ...
اسبوع ويتم بيع الزهور لاهل بغداد باسـ...ار
رمزية .

الى اسفل : يعتبر متنزه الزوراء رئة بغداد
الحديثة ، واليه يخرج المئات من سكان المدينة
حيث يتمتعون بالخضرة والمياه والصورة تمثـل
اسرة تسيربجوار واحدة منالبحيرات الاصطناعية
فى هذا المتنزه .

البالغ عددها ستة قطاعات (انظر الرسم المنشور مع هذا العدد) ويتسع كل قطاع لاسكان ٣٠٠ ألف نسمة ويوفر لهم في كل قطاع الخدمات الاجتماعية والمراكز التجارية ، ويحاط بحزام اخضر على شكل هلال لحماية القطاعات من الرياح المحملة بالاتربة وغير ذلك من العوامل الطبيعية .

حدائق غناء
واهتمام بتشجير المدينة

لقد بدىء في تنفيذ التصميم الاساسي لمدينة بغداد الحديثة كما ذكرنا منذ عام ١٩٦٧ تحت اشراف امانة العاصمة . وعندما قمنا بزيارتنا الاخيرة لمدينة المنصور في أوائل عام ١٩٧٥ ، كان منظر الحدائق والمساحات الخضراء المتناثرة في كل مكان هو اهم ما استرعى انتباهنا . لقد وصل عدد المتنزهات حتى الآن ، ٢٠ متنزها عاما ، ويعتبر متنزه « الزوراء » الذي كان في الاصل معسكرا للجيش يطلق عليه اسم معسكر الوشاش، أكبرها جميعا ، اذ تبلغ مساحته ١٢٠٠ دونم ويضم حديقة حيوانات ومعرض اسماك ومدينة العاب وعدة متاحف من بينها متحف السيارات الملكية القديمة ، وبحيرات صناعية ، وملاعب للاطفال ، وتماثيل ، ومسابح ، ومسرح وسينما ، وستة مطاعم حديثة ، ومجموعة من أكشاك الاطعمة الجاهزة ، ونافورات ، وساعات زهور ، وايضا اكبر مشتل للزهور في مدينة بغداد كلها . ويجرى العمل الان في بناء برج كبير يطلق عليه اسم برج الزوراء . ويبلغ ارتفاعه ٤٥ مترا ويشمل مساحة من الارض تبلغ ١٧٠٠ مترا مربعا وقد صمم هذا البرج على طراز عربي ويتكون من الجذع الذي تحتل قاعدته ٥٠٠ متر مربع ويبلغ ارتفاعه ٣٥ مترا وهو على شكل اسطوانة تعلوها قبة بيضاوية تضم عدة مطاعم سياحية وتحيط بها شرفة دائرية تتيح رؤية معالم مدينة بغداد من جميع الجهات ويبلغ ارتفاع القبة ١٠ أمتار . ومن المقرر ان ينتهي العمل في هذا البرج ويفتتح في عام ١٩٧٧ . وتتناثر بقية المتنزهات في مختلف احياء مدينة بغداد الحديثة . ومن بين اجمل هذه الرقع الخضراء متنزهات أبو نواس وهي تقع في منطقة الرصافة على امتداد نهر دجله ابتداء من جسر الجمهورية وحتى الجسر المعلق . وهي تضم حدائق عامة وملاعب اطفال ومطاعم حديثة ونافورات وتمثال الشاعر

في منتصف شارع ابو نواس ووسط حديقة تقع على ضفة نهر دجلة أقيم هذا التمثال للشاعر العربي الشهير ابو نواس .. وقد امسك كأسه بيده !!

المشهور الحسن بن هانى (ابو نواس الذى اطلق اسمه على الشارع الذى يمتد على شاطىء دجلة . ويخرج اهل بغداد كل ل ليجلسوا في هذه الحدائق وفي الكازينوهات والمط التي تقدم السمك المسجوف وهو الاكلة الشه الشهيرة في بغداد .

حزام اخضر
يقي بغداد من الرياح

ومن المشروعات المقترحة ضمن التصميم الاسا لمدينة بغداد ، اقامة حزام أخضر لا يجوز البناء ف ويتكون من المزارع والغابات التي تحيط بالمساح المخصصة للعمران ، ويؤدى هذا الحزام الاخ

ساسيين ، أولهما السيطرة على التوسع عن حركة البناء غير المنظمة وتحديد هذا بحيث لايؤدي الى القضاء على الاراضي الخصبة التي تقع بالقرب من مدينة .

أما الهدف الثاني فهو حماية المدينة من قسوة الحار والرياح المثيرة للغبار . وكذلك عزل المدينة بمسافة كافية عن المدن والقرى القريبة منها ومنع اندماجها معها .

وقد تم تقسيم الحزام الاخضر الى قطاعين : القطاع الخارجي وتكون كثافة التشجير فيه ٩٠ من النخيل والاشجار الاخرى التي تحتاج لكميات قليلة من الماء في موسم الحر الشديد . ومهمة القطاع الخارجي صد الرياح الشديدة عن المدينة . أما القطاع الداخلي من الحزام الاخضر . وتكون كثافة التشجير فيه ٧٠٪ مع مساحات و ٨٠ القنوات لسقي تلك الاشجار التي تعد من الانواع سريعة النمو وذات الرائحة الذكية اشجار السدر والكالبتوس ،لانها تقوم بدور بالنسبة للرياح المحملة بالغبار . وعندما تنجز كافة مشروعات المتنزهات والحزام الاخضر ببغداد فان نصيب الفرد الواحد من المساحات الخضراء في مدينة بغداد سيصبح ٥ر١٢ متر مربعا بدلا من ٣ امتار مربعة للشخص الواحد وهو نصيب الفرد في عام ١٩٦٧ ، اي قبل البدء في تنفيذ المشروعات الجديدة .

٦ جسور تربط ضفتي بغداد

يشق نهر دجلة مدينة بغداد من منتصف ، وهو لا يحترقها في خط مستقيم [illegible]

[illegible]

الارض التي تقع امام جزيرة ام الخنازير وسط نهر دجلة ستضم مباني جامعة بغداد الجديدة والتي ستصبح واحدة من اكبر جامعات الشرق الاوسط .

الى اليمين : هذه الفتاة هى و حد
من عضوات مراكز الشباب وهى هـ
تتدرب على الفروسية فى سـادى
الزوراء،وذلك ضمن نشاط مراكز
الشباب ودون ان تتكلف هى فلسا
واحدا ٠

الى اسفل : فى الجامعة المستنصرية
الفتيات العراقيات مع زملائهم من
الطلبة يتلقون دروسهم العملية
داخل احد معامل كلية العلو. ٠

* جسر الشهداء ويربط شارع المامون بجانب الرصافة بشارع الشهداء بجانب الكرخ ·

* جسر الجمهوريه ويربط ساحة التحرير مع ساحة الشواف ·

* الجسر المعلق وقد افتتح عام ١٩٦٤ ويعتبر احدث الجسور الموجودة حاليا وهو يقع بالقرب من القصرالجمهوري وهناكالان مشروعاتلبناء ١٣جسرا جديدا تربط بين انحاء مدينة بغداد . التـــي يفصلها نهر دجلة ، من بعضها البعض · وبذلـك لن ياتي عام ١٩٩٠ الا وعلى صفتي نهر دجلـــة اثناء اختراقه مدينة بغداد ١٩ جسرا ·

كورنيش معلق

ومن بين المشروعاتالتي ستغير وجهبغداد الحديثة مشروع انشاء الكورنيش من الاعظمية الى الجسر المعلقومن الجسر المعلقحتى رئاسة جامعة بغداد ·· وسيتم انشاء هذا الكورنيش على نهر دجلة مباشرة بعرض ٢٠ مترا وسيكون أشبه بجسر مقام علـــى اعمدة وبذلك يتم تفادي هدم ونزع ملكية الكثـير من المباني التي تقع في هذه المنطقة · ومن المقرر أن تبدأ امانة العاصمة في تنفيذ هذا المشروعخلال هذا العام ·

مدينة الطـب

لم تقتصر نهضة بغداد على الناحية ال[illegible] والتجميلية فقط ، بل امتدت لتسمل ميادين كثيرة · اهمها ميادين العلم والاهتمام [illegible] جديد على أساس تربوي وثقافي وصحي ، وكذلك توفير الخدمات للمواطنين سواء كا[illegible] الخدمات صحية او ثقافية او رياضية ·

ومن بين المشروعات التي تثير الانتباه في مشروع مدينة الطب والذي استغرق تنفـ[illegible] الاولى اكثر من ٩ سنوات ، أي منذ عا[illegible] حتى عام ١٩٧٠ ·

ومدينة الطب تعتبر من احدث واضخـ[illegible] الصحية التعليمية في الشرق الاوسط تكلفت المرحله الاولى للمدينة ١٢ مليو[illegible] وهي تكاليف تشييد مبنى المستشفى الحا[illegible] بالادوات الطبية الحديثة ·

ويضم المستشفى الحالي ١٠٨٠ سريرا يقدم الخدمات العلاجية للمرضى ، ويعتبر مستشفى تعليميا لطلبة كلية الطب في [illegible] بغداد ·

وتشمل المراحل الاخرى لمشروع مدينـ[illegible] وهيتتكلف ٤٥مليون دينار تكاليف انشاء [illegible]

جسر الاحرار وهو أحد الجسور الستة الحالية التيتربط بين صفتي مدينة بغداد وسيقام ١٣ جديدا خلال السنوات الخمسة عشر القادمة وبذلكيصبح عدد جسور بغداد ١٩ جسرا ·

الاطفال . ومستشفى للجراحات المتخصصة
... . ودار التمريض الخاص . وعيادة
ومدرسة للتمريض . ودور لاقامة الاطباء
والممرضات . وينتظر الانتهاء من المرحلة
في نهاية عام ١٩٧٨ وسوف يصبح عدد
التابعة لمستشفيات مدينة الطب عند ...
... ٢٥٠٠ سرير .
... فكرة لانشاء مستشفى ...
... اختصاصات فنية متعمقة ...
... الطبية . ... عرف العمست ...
... الات كهربائية و ...
المهندسين مختصين .
... مدينة الطب ...
... وتسمى هذه ...
... وهو ممتد من ...

جامعتا بغداد والمستنصرية
تضمان نحو ٢٥ الف طالب وطالبة

... الماضي كانت بغداد هي مدينة العصور ...
... تضم بغداد الحديثة جامعتين ...
... جامعة بغداد وهي تضم نحو ٢٠ ...
... موزعين على ١٥ كلية، ... الجامعة ...
جامعة حديثة لا يتعدى عمرها ١٢ عاما ...
... اسمها هو الجامعة المستنصرية نسبة ...
... المستنصرية القديمة التى أنشاها الخليفة
... المستنصر بالله في عام ٦٣١ هـ (١٢٣٣م)
... المستنصرية الحديثة انشئت في عـــام
... بواسطة اتحاد المعلمين العراقيين وكـــان
... الاساسي من انشائهـا هو اتاحـة فرصـة
... الجامعـى للموظفين الذيـن لم تساعدهـم
... على اتمام دراستهم الجامعية . ولذلك فان
... في الجامعة المستنصرية كانت مسائية فقط
بداية الامر . وتطورت الجامعة واندمجت مـــع
... الشعب التى انشاتها جمعية العلوم والثقافة
... وقد انتقلت الجامعة المستنصرية الى مبنى
... يضم ٥ كليات هي كليات الادارة والاقتصاد،
... والقانون والعلوم السياسية، والتكنولوجيا.
... ان كانت الدراسة في الجامعة مسائية فقط ،
... ايضا تعمل على فترتين ، فترة صباحية
... مسائية . وكانت مصروفات الدراسة لا
... ٥٦ دينارا للدراسات الصباحية ، و٤٥
... المسائية . ولكن في عام ٧٥/٧٤
... تحويل الجامعة المستنصرية من جامعة
... الى جامعة رسمية ... قرار
... الدراسة مجانية في مختلف كلياتها .

اما جامعة بغداد فقد صدر قانون انشائها فـــي
عام ١٩٥٨ وضمت اليها الكليات التى كانت قائمة
قبل ذلك ومن بينها كلية الطب التى انشئت عام
١٩٢٧ . وكليـة الصيدلة التى يعـود تاريـــخ
انشائها الى عام ١٩٣٦ . وكلية الهندسة التى
انشئت في عام ١٩٤٢ . وكلية التجارة وانشئت في
عام ١٩٤٧ .

وقد تقرر تخصيص حي كامل لجامعة بغداد الحديثة.
وقد تم بناء مقر رئاسة الجامعة، وهو مؤلف من اكثر
من ٢٠ طابقا . ويعتبر من أعلى المباني في بغداد
ولكن مباني الكليات الجامعية الجديدة لم تبن حتى
الان وان كانت التصميمات قد انتهى منها منذ اكثر
من ٧ سنوات . وهناك الان دراسات لبدء تنفيذ

تشتهر مدينة بغداد بمساجد
قديمها وحديثها. والى اليمين احدث
جامع في المدينة وهو مسجد بين
وقد تكلف بناؤه ٢ مليون دينار
والى اسفل مسجد الإمام الاعظم
ويجرى العمل في ترميمه الان
والى اليسار المشهد الكاظمى من
الخارج ومن الداخل ·

صورة للمتحف داخل المتحف البغدادي [illegible] عام ١٩٧٠ ، يضم صورا وتماثيل [illegible] مظاهر الشعبية والحياتية لسكان مدينة بغداد [illegible] ويحتوي المتحف على [illegible] مدينة بغداد قديما وحديثا . هذا المتحف هو واحد من ٨ متاحف [illegible] في مدينة بغداد .

المشروع بعد ان مضى عليه وقت طويل دون ان يرى النور . وبقيت كليات جامعة بغداد مبعثرة فـي احياء المدينه المختلفة . ويقول المسئولون فيجامعة بغداد . ان بناء المدينة الجامعية سيبدأ في خلال العام القادم على اكثر تقدير وستضم جميع مباني كليات الجامعة . ومدينة للطلبة والطلبات . وكذلك مساكن للاساتذة .

مكتبة الطفل العربى

ان تنشئة جيل جديدعلى اسس تربوية واجتماعية سليمه من أهم المشاكل التي تواجه الدول النامية ومن بينها الدول العربية .

والجيل الجديد هو عماد المستقبل بالنسبة للامم جميعا . وفي العراق عموما ، وفي بغداد خاصة اهتمام كبير بالنسبة لتنشئة الجيل الجديد . ومن بين المنشآت التى تهتم بالطفل مكتبة الطفل العربى وهي مكتبة تضم نحو « ٢٠ » الف كتاب للاطفال وبها عدة قاعات كبيرة من بينها قاعة للسينمالعرض افلام الاطفال الثقافية والترفيهية.وقاعة احتفالات تقدم الاطفال فيها مسرحياتهم وحفلاتهم الموسيقية. وقاعة العاب تضم العابا ثقافية والعاب تسلية . وقاعة مرسم يمارس فيها الاطفال هواياتهم فـي الرسم وتزودهم المكتبة بالالوان والاوراق وغيرها من الادوات مجانا ويتردد على هذه المكتبة نحو ٥٠٠طفل يوميا . وكل تلميذ في المدارس الحكومية او الخاصة ابتداء من عمر ٦ سنوات حتى ٢٠ سنة له الحق في ان يصبح مشتركا في المكتبة . وهي تفتح ابوابها من ٨ صباحا حتى الساعة التاسعة مساء .

وتقول المشرفة على المكتبة ان هذا المشروع يؤدي خدمة كبرى للاطفالوخاصة اثناء العطلاتالصيفية ويشجعهم على الاقبال على القراءة وممارسة هواياتهم الفنية والموسيقية .

مدينة البالية والموسيقى

والى جوار مكتبة الطفل العربى تقع مؤسسة اخرى من المؤسسات التى تعنى بتنشئة جيل جديد على احدث النظم التربوية ، تنمية الملكات الفنية فى الاطفال الموهوبين . وهذه المؤسسة هى مدرسة البالية والموسيقى ، وهى تابعة من الناحية الادارية لوزارة الاعلام .

وتضم مدرسة البالية والموسيقى ٢٠٤ طالب وطالبة فى مراحلها الثلاث (الابتدائية والمتوسط والثانوية) وبرنامج الدراسة هو مثل برامج المدارس الحكومية العادية يضاف اليه دراسات خاصة موسيقية أو دراسات باليه . وهناك لجنة قبول تقوم باختيار طلبة وطالبات المدرسة طبقا

علمية وتربوية وصحية وجسمانية . وبعد توزيعهم على الاقسام الموسيقية أو على الباليه . كل حسب رغبته واستعداده الطبيعي ويلاحظ أن المدرسة قد حققت نتائج ممتازة في التحصيل العلمي العادي ٠ ونسبة النجاح طلبتها وطالباتها أعلى من مستوى المدارس الأخرى العادية ٠

والدراسة مختلطة . وبعد حصول الطالب او الطالبة على التانوية العامة يصبح له الحق في دخول اي كلية في الجامعة يرغب فيها . كما يستطيع التخصص في الموسيقى او الباليه حسب رغبته

وتعتبر هذه المدرسة نواة لمعهد عال ... سيفتتح قريبا ٠ ويقول الدكتور رؤوف ... مدير المدرسة ان هناك الكثيرين من الطلبة الذين يتمتعون بمواهب طبيعية . وان اهداف المدرسة تنمية وصقل هذه ... هؤلاء الاطفال ٠

٢٩ مركزا للشباب

لا تقتصر العناية بالشباب والجيل ... بغداد على دور العلم والمدارس ولكن تمتد العناية بالشباب في اوقات فراغهم ٠ ولهذا فقد تم انشاء مراكز للشباب في جميع احياء بغداد . ويبلغ عدد هذه المراكز في مدينة بغداد وحدها ٢٩ مركزا، وعادة ما تتراوح عدد المشتركين في كل مركز مابين ٣٠٠ الى ١٠٠٠ مشترك تتراوح اعمارهم من ١٠ سنوات الى ١١ سنة ٠

وكل مركز ... [illegible]

... من شرطيات المرور ... حركة السير امام ... الجندي المجهول ... في الصورة جامع ... ء ٠

صور اربع تمثل الاهتمام بتنمية مواهب الجيل الجديد فى مدينة بغداد . الصورة العليا تمثل طفلا وطفلة في عمر الزهور يتدربان على العزف على الكمان، والى اسفل ثلاث من فتيات مدرسة الباليه والموسيقى يتدربن على احدى رقصات الباليه ، والى اسفل اليسار طالب وطالبة فى مدرسة الباليه يتلقيان تعليمات مدربيهما قبل أن يبدأ التدريب على الرقص . والصورة العليا إلى اليسار : تمثل مجموعة من الاطفال فى قاعة القراءة بمكتبة الطفل العربى .

مجانية للرياضيين من اعضائها ، وخصوصا هؤلاء الذين يمارسون رياضة عنيفة مثل المصارعة وحمل الاثقال ، وذلك مساهمة منها في تشجيع الشباب على النشاط الرياضي .

دور جديد للمرأة

وفي بغداد ايضا حركة نسائية نشطة تتمثل في الاتحاد العام لنساء العراق . وقد لعب هذا الاتحاد دورا هاما في مكافحة الامية ، وقام بافتتاح مراكز عديدة في بغداد وغيرها من مدن العراق لمحو الامية بين السيدات . وقد اقبلت السيدات على هذه المراكز اقبالا شديدا وخاصة ان كل مركز منها لايقوم فقط بتعليم القراءة والكتابة ، بل يقوم ايضا بتعليم الخياطة والاعمال اليدوية مما يتيح الفرص امام السيدات في زيادة دخلهن عن طريق القيام بهذه الاعمال في منازلهن .

وقد بدأت المرأة العراقية تحتل مكانها الان في الوظائف العامة متساوية تماما مع الرجل ، ففي المصانع آلاف العاملات ، في المستشفيات مئات الطبيبات والاف الممرضات.في الوزارات والشركات موظفات كثيرات يعملن جنبا الى جنب مع زملائهم من الرجال . وكما دخلت المرأة كافة ميادين العمل التي كانت مغلقة في وجهها فانها ايضا دخلت الى ميدان عمل جديد كان وقفا على الرجال ، ففي شوارع مدينة بغداد تجد الان شرطيات يقمن بتنظيم حركة المرور .

وقد بدأت الشرطيات في مزاولة هذا العمل في اواخر عام ١٩٧٤ وكانت الدفعة الاولى مكونة من ٣٤ فتاة قضين فترة تدريب في كلية الشرطة مدتها ٣ أشهر وذلك بعد حصولهن على شهادة الاعدادية، وتتساوى الشرطية بزميلها الشرطي في كافة الحقوق والواجبات .

زحام شديد

وبغداد تعاني من الزحام الشديد .. آلاف السيارات ، وبكافة انواعها ، تروح وتجيء في شوارع المدينة التي تكاد تختنق بهذا الزحام . ومن اجل هذا فان هناك الان مشروعات جديدة لاقامة انفاق عند الجسور وخاصة عند التقاء جسر الجمهورية بساحة التحرير . اما الشوارع الرئيسية في بغداد وخاصة شارع الرشيد وشارع السعدون فان حركة السير فيهما في ساعات الضغط تكاد [illegible] عذابا للسائقين .

ونظرا لازدحام الشوارع بالمشاة فان ادارة [illegible] هناك فرضت عقوبات صارمة على كل من [illegible] بعبور الشارع من غير المناطق المخصصة لعبور المشاة وتصل الغرامة الى ٥ دنانير يدفعها المخالف في الحال .

الفنادق مشكلة !!

ويتدفق على بغداد الحديثة العديد من السياح والزوار ورجال الاعمال المشتركين في المؤتمرات الاقتصادية والسياسية والدولية التي تعقد في بغداد . وبالرغم من ازدياد النشاط في حركة الزوار الذي تشهده بغداد فان النشاط الفندقي لم يساير هذا التطور .

ان عدد الاسرة في فنادق الدرجتين الاولى والثانية لايستطيع ان يستوعب هذه الاعداد [illegible] من زوار العاصمة العراقية .

والخدمة الفندقية ايضا في حاجة شديدة الى تطوير ، بعض فنادق الدرجة الاولى تعاني من الاهمال الذي قد يسيء الى سمعة العراق السياحية ..

وقد لمس المسئولون عن السياحة الحاجة الشديدة الى اقامة فنادق جديدة.وبديء فعلا في تنفيذ مشروع فندق بغداد الجديد وبه نحو ٥٠٠ غرفة على احدث طراز كما قام العديد من الافراد ، بتشجيع من السياحة ، باقامة فنادق جديدة صغيرة انيقة واغلبها يقع في شارع السعدون . ويقول المسئولون عن السياحة ان مشكلة الفنادق ستحل خلال العام [illegible] .

القديم والحديث

وبغداد مدينة تاريخية تجمع الآن بين القديم والحديث جنبا الى جنب ، على ان محاولات تجعل المدينة تراعي دائما تاريخها القديم ، واغلب التماثيل التي اقيمت او تقام في ميادين بغداد [illegible] شوارعها تمثل في الواقع اشخاصا او قصصا [illegible] تاريخ مرتبط ببغداد القديمة .

ان في بغداد وحدها نحو ٣٠ تمثالا ونصبا نذكر على سبيل المثال منها تمثال جارية على [illegible] وهو يمثل الجارية وهي تصب الزيت في الجرار [illegible] اختبأ فيها اللصوص ، وتمثال عباس بن فرناس وتماثيل شهريار وشهرزاد ، وابو جعفر المنصور

..اعات التقليدية لا
.. لها مكان فى قلب
..ر المدينة فى سوق
..صافير ولا يزال هؤلاء
..ناع المهرة يورثـون
..تهم لابنائهـم ..ــن
..هم .

والى جانب هذه التماثيل التى تروى
..اد فان امانة العاصمة تراعى المحافظة
..راث التاريخي القديم ، جامعة المستنصر
..ديمة يتم ترميمها الان . الجامع الاعظم
..قد الامام الاكبر ابى حنيفة . العمل يجرى
..سمه على قدم وساق . المشهد الكاظمى الذى
..م صريح الامامين موسى الكاظم ومحمد الجواد
..م ترميمه والمحافظة عليه سنويا .

مسجد جديد بمليونى دينار

وبغداد عرفت منذ القدم ايضا بانها مدينة
..لجوامع والمساجد .

وتتميز مساجد بغداد بقبابها المزخرفة بالكاشى
..الملون . واحدث مسجد فى بغداد هو مسجد «الحاج
..محمود البنية » الذى يقع امام محطة سكك حديد
..بغداد .

ولهذا المسجد قصة نجاح وايمان .. تبدأ بفتى
..فقير مؤمن مات والده ولم يترك له شيئا سوى
..اسرة كبيرة اصبح هو عائلها . وعمل الفتى كصبى
..ل ثم استطاع ان يفتح لنفسه بقالة صغيرة .
..درج فى النجاح بفضل ايمانه ومثابرته حتى
..صبح من اكبر تجار الاغذية فى العراق وتدفقت
..الاموال عليه . وقام الرجل بعد ان منحه الله الثروة
..شراء قطعة ارض كبيرة وقرر ان يقيم عليها

.. على .. ..

ويضم المسجد .. .. ..
لاماء الجامع . كما ان هناك وقفا .. ..
..لانفاق على الجامع والمدرسة الملحقة به

وانتهت الجولة

فى طريقنا الى مطار بغداد الدولى بعد ان
انتهت زيارتنا لعاصمة العراق وشاهدنا اثارها
القديمة ومشروعاتها الحديثة .. تذكرنا ونحن
نتحدث مع مرافقنا العراقى ابيات الشاعر المصرى
على الجارم التى يصف فيها بغداد قائلا :

بغداد يا بلد الرشيد
ومنارة المجد التليد
يا بسمة لما تزل
زهراء فى ثغر الخلود
يا سطر مجد للعروبة
خط فى لوح الوجود
يا راية الاسلام والا
سلام خفاق البنود

محمد طنطاوى ■■

هكذا تتبدل الحياة .. كان بائع الماء في الكويت يحمل الماء على كتفيه في صفيحتين .. اما اليوم فالماء يتدفق غزيرا من تحت الارض ، بمعدل ٧٠٠ جالون في الدقيقة من كل بئر ..

يتدفق من تحت رمالـ ...

استطلاع : سليم زبال

تصوير : اوسكار مترى

■ « في عام ١٩٩٠ ستحتاج الكويت يوميا الى نحو ٢٢٥ مليون جالون من المياه العذبة و ٥٦٠ مليون جالون من المياه القليلة الملوحة ٠٠ لمواجهة احتياجات سكانها الذين سيصل عددهم في ذلك الوقت الى نحو مليوني نسمة ٠٠ »

هذا ما ذكره الخبراء الأجانب في التقرير النهائي للمخطط الهيكلي الشامل لدولة الكويت ٠٠ ولكن ابن الكويت يعترض على هذه التقديرات ويرفضها ٠٠ ويقول المهندس عبدالله الشرهان رئيس مهندسي المياه والغاز :

« ان الذي يتصدى لمعالجة موضوع الماء في الكويت . يجب أن يضع نصب عينيه أن الكويت بلد صحراوي ليس فيه انهار وبالتالي فان عملية توفير المياه هي عملية شاقة متعبة مكلفة ٠٠

« وانطلاقا من هذا الوضع لا يمكننا أن نقارن نسبة استهلاك ابن البلد الصحراوي بنسبة استهلاك ابن النيل أو دجلة أو الدانوب أو الراين ٠٠

« فمثلا كمية الماء التي يستهلكها الفرد في الكويت هي كمية معقولة كافية في حد ذاتها . ولكنا اذا قارناها بما يستهلكه الفرد في أوربا فاننا نجدها غير معقولة ٠٠ فهنا يستهلك الفرد عندنا يوميا نحو ٣٥ جالونا من الماء العذب ٠٠ في حين يستهلك الفرد في اوربا نحو ٢٠٠ جالون يوميا ٠٠

« وهذا لا يعني ان عندنا ازمة ماء . فالماء متوفر . وانتاجنا منه يزيد على الاستهلاك ٠٠ لقد أوجدت ظروف الكويت رأيا عاما ناصحا فيما يختص بالماء ٠٠ وقل أن نجد تبذيرا حقيقيا في استعمال الماء . بل على العكس نجد كل الخطط تقام من أجل توفير الاستهلاك سواء كان الاستهلاك المنزلي او الزراعي ٠٠ وهذا الوعي المائي جعل بالامكان اقامة مشاريع حديثة . مشاريع حولت الصحراء الى مزارع تنتج الخضروات والبرسيم الذي تربى عليه الماشية ٠٠ »

ثلاثة انواع من الماء

والماء في الكويت يمكن تصنيفه الى ثلاثة انواع مختلفة ٠٠ اثنان منها تستخرج من جوف الارض ٠٠ احدها عذب صاف يستعمل لشرب الانسان مباشرة . والآخر متفاوت الملوحة يصلح للزراعة وشرب الحيوان ٠٠ والنوع الثالث . هو الذي يسمونه « الماء المصنع » . وهو الذي يسحب من البحر ويتم تقطيره في مقطرات هائلة ٠٠

قصة الماء

والمعروف عن الكويت خلوها من الأ... ..وان كان الجيولوجيون يؤكدون وجود اثار ... قديم كان يندفع من الجنوب الى الشمال في وادي الباطن لم يبق منه حاليا سوى الحصى الذي يغطي المنطقة الشمالية من البلاد ٠٠

كانت الكويت تعتمد اعتمادا كليا على ابار حفرت لتجميع مياه الامطار . حفر عدد منها داخل المدينة مثل كوت بن غيث ، وموقعه عند تقاطع شارع الهلالي مع فهد السالم حاليا ٠٠ وكوت المزيد (بودوارة) قرب دسمان ، وكذلك « العقلة » قرب اشجار السدر الاربع مكان مدرسة المتنبي حاليا في الشرق ٠٠ وفي عام ١٩٠٦ حفرت آبار اخرى للمياه خارج سور الكويت في مناطق الشامية والشعب والسد والدسمة ٠٠ وسميت المنطقة التي في شمال وادي الشعب بمنطقة حولي لحلاوة مياهها ٠

وفي هذا يقول الشاعر محمد صالح المطوع

ماء حولي مثله ما صارا
من طعمه قد تيه الافكـ

وازداد عدد سكان الكويت وازداد استهلاك المياه ، فازدادت ملوحة الآبار ٠٠ فيمم النا... وجهتهم صوب شط العرب ، وحولوا بعض سف... ابتداء من عام ١٩٠٥ الى سفن لنقل الماء ، ت... بالشراع وتقطع الرحلة ذهابا وايابا من الكو... الى البصرة في ١٢ ساعة اذا كانت الريح موات... والا فان الرحلة تستغرق عدة ايام ٠

واول شخص فكر في جلب المياه من شط العر... بقصد التجارة هو سلطان بن محمود ٠ وقام بتنف... فكرته بان وضع خزانا في سفينته سعته ٠

واحضر المياه م
النقعة لتسوقيها
لوا على شرائها
الى السعى لجلب

ى ظروف بدائية
لى الكويت مغبر
٨ الى ٩٠ الف

الرحلات المرهقة
ية التى يعيشون
، وما حسبوا ان
روات خيالية ..
ليات التنقيب عن
يتعرفون على
ات مائية كبيرة .

حقل ماء كبير فى
ا كيلومترا جنوب

الكويت، وبلغ عدد الابار فوق الحقل حتى بلغ مجموعها اليوم ١٣٢ بئرا .. تضخ نحو ستة الاف مليون جالون من الماء سنويا .. وكانت قد بدأ ... ٤٥٠ الف جالون يوميا من المياه التى تبلغ نسبة ملوحتها حوالى ٤٠٠٠ جزء فى المليون . فى حين ان نسبة الملوحة فى المياه الصالحة للشرب لا تزيد عن ١٥٠٠ جزء من المليون .

وهذا الحقل يمكن ان يضخ ٢٤ مليون جالون ماء يوميا لسنوات عديدة قادمة ..

مياه عذبة حلوة تحت الرمال

وتتابعت عمليات اكتشاف حقول الماء تحت الصحراء .. لقد اكتشفوا فى بطن الصحراء طبقتين مشبعتين بالماء ، وبمعنى آخر اكتشفوا بحيرتين من المياه فوق بعضهما البعض تحت الرمال .

ولعبت الصدف دورها فى عام ١٩٦٠ عندما كان العمال يشقون الطريق من الكويت الى البصرة اذ عثروا على مسافة ٨٨ كيلومترا من شمال الكويت على بئر ماء عذب ، سرعان ما تبين ان مصدره حقل كبير يحوى مياها ترجع اصولها الى الامطار

كان المـاء يصل الى منازل الكويت في صفائح محمولة على عربات يدوية. اما اليوم فقد بلغ طول الشبكة التي تحمل المياه الى مدن الكويت ٢٨٠٠ كيلومتر من الانابيب المختلفة الاحجام والانواع ·

٣٠ عملية تحليل كيماوى وبيولوجى على المياهيجريها يوميا المهندسان جاسم الشطى ووسمية سليمان العيسى ، فى المعمل الحديث الملحق بمحطةتنقية ماء المجارى ٠

بمد ان يتهى حفر البئر فى الارض يتم انزال واحدة من هذه المضخات الغاطسة ، لترفع الماء من داخل البئر الى سطح الارض ٠٠ وهى مضخات تعمل بالموتور الكهربائى ، وثمن الواحدة منها نحو عشرة آلاف دينار . وتستطيع ان تسحب ٥٠٠ جالون فى الدقيقة من عمق ٨٥٠ قدما

بدأت انابيب ضخ الماء ... وهذا الاسلوب الذى قطره ... الماء من حقول جنوب غرب ... التى يمكن ضخها من ...

التى كانت تهطل منذ العصور الجيولوجية القديمة والحديثة ، لتتجمع فى تلك المنطقة ٠٠

وهذا الحقل يعطى يوميا للكويت مليون جالون من الماء العذب الذى تتراوح نسبة الملوحة فيه بين ٦٠٠ و ٩٠٠ جزء فى المليون ٠٠ وهذه الكمية يمكن مضاعفتها فى حالة الضرورة ٠٠ وعلى مسافة ٢٠ كيلومترا من هذا الحقل ، اكتشفوا حقلا آخر من المياه العذبة ٠ انه حقل أم العيش الذى تم ربطه بالانابيب مع حقل الروضتين الكبير ، لتوصيل مياههما الى الكويت العاصمة ٠٠

خمسة حقول فى حقل

ولم تهدأ وزارة الكهرباء والماء ، بل تابعت عمليات التنقيب بحثا عن الماء فى كل مكان ٠٠ وفى عام ١٩٦٤ تكللت مجهوداتها بنجاح رائع ، اذ اكتشفت اكبر حقل للمياه الجوفية فى الكويت ٠٠

انه حقل الشقايا ، او حقل جنوب غرب الكويت ، كما يسمونه الان ، ويمتد على مساحة ٧٠٠ كيلومتر مربع تقريبا ٠٠

وتحدثنا الى المهندس الجيولوجى فيصل المطو... الذى قال لنا : لقد قسمنا هذا الحقل الكبير الى خمسة حقول ٠٠ ثلاثة منها تعمل حاليا لضخ ٣٦ مليون جالون من الماء يوميا ٠٠

« وعندما نستكمل العمل فى الحقول الخمس... فان معدل الضخ سوف يرتفع الى ٦٣ مليون جالون من الماء يوميا ٠٠

« وماء الشقايا اقل ملوحة من ماء حقل الصليبية ... اذ تتراوح نسبة الاملاح فيه بين ٢٥٠٠ و ٣٥٠٠ ... فى المليون ، ولكنه يشترك مع حقل الصليبية ... ان مياههما لا تتجدد بنفس السرعة التى ت... بها ٠٠ الا ان غزارة الماء الموجود تجعل بالا... ضخ كميات كبيرة منه لسنوات عديدة » ٠٠

حراء الكويت ..
بيت اخرى ليمقل
كر ان كمية الماء
ن حالون يوميا .

منطقه ..
التي تتدفق
..
حالون ..

البحث عن الماء مستمر ..

ى حاليا عمليات مسح مائي شامل في العبدلي ، وكذلك في الوفرة ، داخل المقسومة ، التي ضمت اداريا الى الكويت ـ سيم المنطقة المحايدة مع السعودية ـ وتدل الاولية على وجود كميات وافرة من المياه الملوحة في منطقة الوفرة . وسوف تشتمل الجديدة التي ستحفر هناك على آبار ة قادرة على اعطاء كميات كبيرة من تلك

عمليات التنقيب في المنطقة المقسومة تكاد واحدة من الحلقات الاخيرة في قصة المياه في الكويت .

عمليات تقطير مياه الخليج المالحة في محطات الكبيرة ، فهذه تحتاج الى مقال آخر ..

الارض والماء ..

وأكثر الناس سرورا باكتشاف حقول الماء في الكويت هم رجال الزراعة .. لان الذي يحدد مدى انتشار الزراعة في الكويت هو توفر المياه أولا وليس التربة .. فقد اثبت المسح الزراعي الذى انتهى في عام ١٩٧٠ أن مليوني دونم (الدونم ألف متر مربع) من ارض الكويت صالحة للزراعة الاقتصادية .. لا يستغل منها حاليا الا ٦ الاف دونم فقط ..

ان الرى العادى للمتر المربع من الارض الزراعية في الكويت ، يحتاج الى ثلاثة جالونات من الماء يوميا اى انه يلزمنا ٦ مليارات جالون من الماء يوميا لزراعة اراضى الكويت الصالحة للزراعة .

وهذه كمية هائلة من الماء لا يمكن توفيرها ..

خمسة ملايين جالون من الماء يتم استهلاكها يوميالرى الحدائق والبساتين التي تشرف عليها ادارة الزراعة ·· ان مليوني دونم من ارض الكويتصالحة للزراعة ، لا يزرع منها سوى ٦ آلاف دونم (الدونم الف متر مربع) ·· ومن وسائل الاقتصاد فى المياه،تاتى عملية استعمال الرشاشات الدوارة (الصورة السفلى) ·

فى العام الماضي استوردت الكويت ٥٦ طنا من الزهور الطبيعيه ثمنها ٥٣ الف دينار ٠٠ وفى قسم الزراعة بدون تربة امكن انتاج مختلف انواع الزهور بنجاح مذهل ، اذ يعطى المتر المربع الواحد ٣٠٠ زهرة قرنفل ، والصورة السفلى لاسلوب آخر من الرى بواسطة التنقيط ، وهو يوفر نصف كمية الماء المستهلك في الرى العادى ٠

بعض العاملين فى قسم الانتاج النباتى يعاينون اشجار الزيتون التى نجحت زراعتها فى الكويت.. ان ادارة الزراعة تأمل بعد نجاح هذه التجربة ، ان ترى شجرة زيتون فى كل حديقة منزلية بالكويت !!

زيتون وعنب

وفى محطة التجارب بادارة الاشغال ، شاهدنا مختلف الاساليب التى تستعمل للاقتصاد فى استعمال الماء .. وقابلنا السيد خليل ابراهيم السالم رئيس قسم الانتاج النباتى فى الكويت الذى قال لنا : « اننا نستعمل هنا كل وسيلة حديثة ظهرت فى العالم للاقتصاد فى استهلاك مياه الرى .. وقد توصلنا الى تحقيق نتائج مشجعة طيبة .. فمن يصدق اننا زرعنا غابة صغيرة من أشجار الزيتون فى الكويت ، وصل انتاج الشجرة الواحدة منها الى ٤٣ كيلو غراما من الزيتون بعد ست سنوات من زرعها .. والعنب زرعنا منه تسعة انواع ، وكانت النتائج رائعة ، اذ جمعنا ١١ كيلو جرام عنب من الشجرة التى فى موسم الاثمار الثالث » ..

نجاح الزراعة بدون تربة

واتجهنا الى قسم الزراعة بدون تربة ،وتحدثنا الى السيد صبحى العطار الرجل الذى امضى ١٨ سنة يتعهد هذا المشروع قال لنا : « ان الخبرة التى اكتسبتها ادارة الزراعة فى حقل الزراعة بدون تربة ، شجعت المسئولين على اقامة اكبر وحدة انتاجية فى الوطن العربى للزراعة بدون تربة . على ارض مساحتها ٢٠ الف متر مربع . وبدانا بزراعة الطماطم ثم زرعنا الكوسا و الخيار والباذنجان ، والورد والقرنفل والجلاديول . كلها نجحت زراعتها بشكل مذهل . حتى ان المتر المربع الواحد المزروع عندنا شجيرات الطماطم اعطى ٢٠ كيلو جراما من الثمار .. فى حين ان المتر المربع الواحد يعطى ٥ كيلو جرامات فى احسن الاراضى العادية » .

« هذا الى جانب اننا نستهلك فى الزراعة بدون تربة كمية من الماء تعادل ١١ بالمائة فقط من كمية المياه اللازمة للزراعة العاديه لانتاج نفس الكمية من المحصول .. اى اننا نوفر ٨٩ ٪ من المياه المستهلكة فى الزراعة العادية فضلا عن امكانية زراعة اى نوع من انواع المحاصيل فى اى وقت من اوقات السنة ، دون التقيد بالدورة الزراعية المعروفة فى الزراعة العادية » .

مصدر جديد للماء

ولم تتوقف الكويت عند استغلالها المياه الجوفية ومياه البحر المقطرة ، بل اتجهت الى تطهير وتنقية مياه المجارى لاستعمالها فى زراعة اشجار الزينة ومصدات الرياح ونباتات العلف والنخيل .. اما الخضروات فليس هناك تفكير فى ريها بهذه المياه.. وقد قامت شركة مساهمة كويتية مكونة من عدة شركات كبيرة بتحويل تسعة ملايين متر مربع من الارض الصحراوية الى مزرعة هائلة تستعمل تلك المياه فى رى مزروعاتها التى لن تحتوى على خضروات .. ومما يذكر انمحطة تنقية مياهالمجارى فى الكويت مصممة لاستخلاص ٢٢ مليون جالون من الماء يوميا ..

الذرة لاستخراج الماء العذب

ان الطاقة الانتاجية الحالية للماء فى الكويت تصل الى ٦٥ مليون جالون من الماء العذب المقطر والطبيعى ونحو ٥٠ مليون جالون من المياه القاسية الملوحة يوميا ..

ومع ذلك فان المسئولين فى وزارة الكهرباء والماء يعملون ويخططون من اجل مضاعفة هذه الارقام فىالسنوات القليلةالقادمة باقامة مقطرات جديدة كبيرة .. والتفكير فى استعمال الذرة لتقطير ماء البحر !! ■

سليم زبال

يجيب على هذه الاسئلة نخبة من الاطباء

هل هناك علاقة بين التهابات المفاصل والعين ؟

● **اختى تشكو من التهابات فى [illegible] صد قوة الابصار ، هل هى مصادفة ام ماذا وما [illegible] ؟**

ـ نعم هناك علاقة بين التهابات المفاصل [illegible] الروماتيزمية واصابة العين بالمرض، وهناك [illegible] على الاقل ثلاثة منها تسبب التهابات [illegible] قزحية وهى

١ ـ التهاب الفقرات الالتصاقى
Ankylosing Spendylitis

٢ ـ التهاب المفاصل الرتيانى
Rheumatoid Arthritis

٣ ـ مرض ستيل الروماتيزمى
Still's discease

[illegible] المرض الثانى بالاضافة الى [illegible] القزحية التهابات شديدة بالصلبة [illegible] العين) كما انه فى بعض الحالات [illegible]

[illegible] ايضا [illegible] كثيفه بالقرنية ، [illegible] يحدث غالبا فى الذكور ، اما الثانى فهو غالبا فى النساء ، والثالث يحدث فى الأطفال من الجنسين . وهناك ايضا التهابات منتصلبه نتيجة امراض غير روماتيزمية ، وتسبب ايضا امراضا بالعين مثل أمراض السل والزهرى والسيلان . ولذا يجب عرض اختك على طبيب اخصائى لمعرفة اصل الداء ووصف العلاج المناسب حيث ان لكل من هذه الامراض علامات واعراض مختلفة ، كما ان العلاج بالطبع مختلف .

الغثيان واسبابه

● **اعانى من الغثيان والشعور بالقىء ، فماهو السبب ؟**

[illegible] الغثيان عرض لامراض واضطرابات [illegible] فى الجسم ـ هذه الامراض ربما [illegible] فى الجهاز الهضمى ـ بما فى ذلك [illegible] المعدة او الاثنى عشر ـ أو وجود قرحة بها، وكذلك التهاب الحويصلة المرارية المزمن. وفى هذه الحالة ربما يشعر الانسان بغثيان مع مرارة فى الحلق وانتفاخ بالبطن، وكذلك التهابات الامعاء ، بما فى ذلك

المعص المعوى ، أو حدوث حمى فى هــده الامعاء ، ويشكل الغثيان وفقدان الشهيــة للاكل، وربما القيء اعراضا هامة فى حالة التهاب الكبد او قصوره او حدوث تلبــك به — والغثيان ظاهرة هامة فى قصور الكلى وفى التهاب البنكرياس المزمن ·

والغثيان ربما يرجع الى وجود مرض بالمخ أو اضطرابات نفسية وفى حـالات التهاب الجيوب الانفية او التهاب الحلـق ووجود مخاط بكثرة فى هذه المنطقة فان هذا يسبب غثيانا ربما ادى الى القيء من ان الى آخر · واضطرابات الاذن الداخلية، وأجهزة التوازن ، بسبب غثيانا او قيئا · والغثيان ظاهرة فى حالات هبوط القلب ، ويرجع ذلك الى احتقان المعدة وباقــى الجهاز الهضمى ، أو بسبب زيـادة كمية الديجوكسين Digoxin التى يعـالج بها المريض · ولا يخفى ما للغثيان من أثر على الحوامل فى الشهور الاولى، وعدم رغبتهن فى تناول الطعام ، وتأثير ذلك على صحتهن عامة ، والجنين خاصة ولا بد من معرفة اذا كان الشخص الذى يعانى من الغثيان مريضـا بأى مـرض ، ويتعـاطى دواء بسبب ذلـك ، اذ ان بعضـ الادوية تسبب غثيانـا وقيئا فى بعضـ الحالات · لذلك يجب استبعاد هذا السبب · والواضح ان علاج مثل هذه الظاهرة يحتاج الى فحص دقيق وعمل الفحوصات اللازمة ومعرفة السبب ومعالجة كل حالة حسب ما يراه الطبيب ·

تذبذب العينيـن ؟

● ابنى الصغير نظره ضعيف ، وتتذبذب عيناه بشدة وبشرته شديدة البياض · ما هو مرضه ، وهل لهذا المرض علاج معروف ؟

— هـذا المرضـ يعرف باسـم المهـق Albinism ويقال عن الطفل المصاب بـه أمهق Albino · وسبب المرض هو عجز شديد فى تكوين المادة الملونة للجلد والشعر والبشرة والقزحية نتيجة عدم وجود انزيم (خميرة) خاص يحول مادة التيروزين الى المادة المخضبة للجلد Hemo... والاجزاء الاخرى بالجسم ومنها الشبكيـة والمشيمية والقزحية بالعين ، وهذه المـادة الملونـة تعرف باسم الميلانين Melanin وسبب نقص هذه الخميرة غـير معروف ، ولكن لوحظ ان المرض وراثى · والمعروف ان الميلانين يمتص الضوء وعدم وجـوده داخل العين يسبب عدم قدرتها على تحمـل الضوء الشديد ، ولما كانت الشبكية تنمو طبيعيا فى وجود الضوء فان نقص الميلانين ينشأ عنه عدم قدرتها على امتصاص الضوء وبالتالى عدم نموها الطبيعـى ، وهناك العاملان تذبذب العينين فى محاولة للبعد عن الضوء الشديد من جهة والبحث عن المرئيات والضوء من جهة اخرى ، وتسمى هذه الحالة . التذبذب السريـع اللاارادى للعينين او الترأرؤ Nystagmus ·

والعلاج هو لبـس نظارات معتمـة · للابتعاد عن الضوء الشديد، ووضع نظارة طبية حينما يصبح الطفل فى عمر مناسب ثم وضع عدسات لاصقة ملونة حينما يكبر والغرضـ من هذه العلاجـات هو تحسين القدرة علـى النظر بالقدر الذى يكفى الطفل كـى يرى طريقه ، والدنيا حوله ومتابعة دراسته ان امكن · اما الترأرؤ فلا علاج له وهناك من ينصح باجراء عملية جراحية بعضلات العينين للتقليـل من التذبذب ولكن النتائج غير مؤكدة ·

فرويد

النسيان

ديكارت

بقلم : الدكتور فاخر عاقل

■ ثمة نظرية تقول انه ما من شيء ينسى ، وان كل ما يتعلمه الانسان يخزنه في ذاكرته ، وانه لذلك يمكنه تذكره اذا تم التداعي المناسب ، او ازيل العائق الذى يقف في سبيله • وتستند هذه النظرية ـ جزئيا ـ الى ان الانسان حين يكون في حالة غيبوبة او تحت تاثير التنويم المغناطيسي ، يتذكر خبرات كان يظن انها منسية تماما • كما ان التحليل النفسي يستطيع من خلال التداعي الحر ان يستخرج من العقل الباطن خبرات وافكارا كانت مكبوتة طوال اعوام •

لكن هذه الدلائل تشير الى تذكر محدود وفي ظروف محدودة جدا ، ولذلك لا نستطيع الاعتماد عليها • انضف الى ذلك ان خبرتنا السوية في الحياة تشير بوضوح الى ان ما نحتفظ به ممـا نتعلم هو القليل • فنحن مثلا لا نستطيع ان نستوضح الا عددا قليلا من الاشخاص الذين سبق ان عرفناهم ، ولا نستطيع ان نتذكر سوى بضع قصص من القصص التى سمعناها ولا نحتفظ الا ببعض القصائد او بعض الابيات من القصائد التى كنا حفظناها • والخلاصة ان النسيان حقيقة خالدة من حقائق النفس البشرية •

ثم ان هذا النسيان ليس امرا غير مرغوب فيه دوما ، ذلك باننا لا نستطيع ان نحشو نفوسنا بكل الصغائر التي سبق ان خبرناها • ثم ما فائدة ان نذكر كل هذه الصغائر لو استطعنا ذلك ؟

ومع ذلك فان واحدة من المشكلات الاساسية للانسان هي مشكلة النسيان • ذلك انه بالرغم من ميل الانسان الى نسيان ما لا يحتاجه ، وتذكر ما يحتاجه ، فانه كثيرا ما ينسى اشياء يحتاج اليها اشد الحاجة ، ويلحق نسيانها به اشد الضرر •

تفسيرات للتذكر والنسيان

ان تفسيرات التذكر والنسيان تتركز حول سؤالين مترابطين : (١) ما الذى يحدث حين ننسى ؟ (٢) كيف تخزن الذكريات في الدماغ ؟

ان الفرضيات عما يحدث في اثناء النسيان كثيرة ، وسنحاول فيما يلي استعراضاهم الذ يات التى تفسر ، او تحاول ان تفسر النسيان •

أولا ـ نظرية تلاشي الأثر

وفقا لهذه النظرية تتلاشى المعلومات التي كنا قد تعلمناها،وكلما طال الزمن الذى لا تستخد فيه

أسبابه ونظرياته

هذه المعلومات زاد التلاشى • وفى راى هذه النظرية ان مقدار التذكر هو مقياس مضبوط للتلاشى •

وكاننا بهذه النظرية تشبه الذاكرة والتذكر بالتصوير وانتاج الصور ، وهى – بعد – ترى ان الزمن يجعل الذكريات باهتة بل قد يسبب تلاشيها كلية •

والحق ان معارفنا ما زالت قليلة جدا عن الاحساس العصبى للذاكرة البشرية ، بالرغم من اعتراف الجميع بوجود هذا الاساس ، وبالرغم من البحوث الكثيرة الجارية فى هذا الصدد • فمنذ قرابة خمسين عاما عمل العالم (كارل لاشلى) على اكتشاف مكان اختزان الآثار الذاكرية فى الدماغ • وفى بحثه عن هذه الآثار عمد (لاشلى) الى ازالة مناطق من القشرة الدماغية عند كل من الانسان والقرد والجرذ ولاحظ اثر ذلك فى تذكر المهام التى كان المخلوق قد تعلمها • ولقد [illegible] بحوث (لاشلى) بالفشل اذ كتب يقول : « من غير الممكن اظهار المحل المعزول لاثر [illegible] فى اى مكان من الجملة العصبية » •

استنتج من فشله ان الاثر المخلف قد يتكون [illegible] منظومة واسعة من الترابطات تشتمل على [illegible] المتبادلة بين مئات الالوف او ملايين الخلايا [illegible] •

[illegible] ما يزيد على للالمانة عام اشار (ديكارت) وجوب البحث عن هذه الآثار فى الوصلات العصبية • ولقد استعملت التجارب المتاخرة على الفيران بعض العقاقير لتغيير عملية النقل عبر الوصلات فلاحظت تغيرا فى القدرة على التذكر اثر تعاطى هذه العقاقير • كما ظهر ان العقاقير التى تعرقل التلقى عند الخلايا العصبية المتلقية تجعل التذكر اسوا ، فى حين ان العقاقير التى تمنع تخريب المادة المتلقية تجعل التذكر احسن •

ومثل هذه الدلائل توحى بان التغيير المادى الموجود فى اساس الحفظ والتعلم متصل بزيادة فى القدرة على نقل الآثار عند الوصلات فى حين ان تدهور الذاكرة قد يكون نتيجة نقص [illegible] كفاية النقل عند الوصلات [illegible]

[illegible]
[illegible] ما زلنا بعيدين [illegible]
[illegible] ([illegible])
[illegible] •

[illegible]انيا – نظرية [illegible]

[illegible] الاساسى لنظرية التدخل هو ان المعلومات التى [illegible] نكتسبها قد تتدخل فى معلوماتنا السابقة، كما ان معلوماتنا السابقة قد تتدخل فى معلوماتنا التى اكتسبناها مجددا • وهذا يجرنا الى الحديث عن (الكف السابق) و (الكف اللاحق) •

هل يتدخل التعلم الماضى فى التعلم الحاضر ؟ او بتعبير ادق . هل تتدخل – فى حالة الطالب – دروس الشهر الماضى فى الحساب مثلا فى تعلمه للجغرافية اليوم ؟ ان تدخل التعلم الماضى فى التعلم والتذكر الحاضرين يسمى بالتدخل السابق او (الكف السابق) ولقد تساءل علماء النفس : لماذا يجب ان يكون ثمة آثار سابقة تتدخل فى التعلم اللاحق وتعوقه وتجعله اكثر صعوبة ؟ ان تفسير ذلك يرد الى امور من مثل التمزيق والتحريف والطمس والتعقيد وزيادة الصعوبة • وهكذا فحين يكون حفظ قائمة مفردات او قائمة ارقام او غير ذلك متبوعا بحفظ قائمة من نوعها فان النمط الكلى يضعف ويتمزق وبذلك يجعل التعلم اصعب كما يقلل من الاحتفاظ به •

ولكن التعليم الحديث – لحسن الحظ – لم يعد يؤمن بحفظ الارقام والمفردات وصم المعلومات ، بل ان التربية الحديثة تشدد فى اهمية المعنى

وفهمه وحل المشكلات . وتدل الوقائع على انه ـ بالنسبة للمواضيع المدرسية النموذجية ـ يسهل التعلم السابق التعلم اللاحق ويعززه ، بدلا من ان يمنعه ، ويلحق الضرر به . وذلك حين يكون التعليمان قائمين على الفهم والادراك وحسن التنظيم بدلا من الاستظهار وعدم الفهم . ثم ان الربط بين المعلومات وجمعها في منظومات او وحدات يمنع التداخل ويزيد من الفهم والاحتفاظ .

كما ان خبرة المتعلم بعد فترة التعلم ـ انما هي عامل هام جدا في الاحتفاظ بالمادة المتعلمة . ان فترة نوم مثلا تعقب التعلم تميل الى تاخير النسيان وذلك على اعتبار ان النفس ـ في اثناء النوم ـ تكون مشغولة بامور اقل منها في حالة اليقظة . ولكن ما الذي يحدث حين يتدخل تعلم لاحق في تعلم سابق ؟ ان ما يحدث هو ما يسميه علماء النفس (بالكف اللاحق) وهو ـ كالكف السابق ـ يقلل الاحتفاظ .

ومرة اخرى يدل البحث العلمي على ان الكف اللاحق لا يحدث في تعلم المواد ذات المعنى ، لا سيما اذا كانت المواد اللاحقة على صلة بالمواد السابقة ، واذا ما قورنت بها ووحدت معها ، وفي هذا دلالة على ان ربط المواد اللاحقة بالمواد السابقة يحسّن الاحتفاظ بالنسبة للمادتين : السابقة واللاحقة . ومن هنا كانت النزعة في التربية الحديثة الى عدم عزل المواد بعضها عن بعض بل الربط بين المواد ، وضم هذه المواد في وحدات اوسع ، بغية تحسين الحفظ والتذكر ، وهكذا نصل الى وجوب الربط بين المواد ، وحسن استخدامها ، بغية جودة التعلم وحسن التذكر .

ثالثا ـ نظرية تحويل الأثر

وتفترض هذه النظرية ان التذكر عملية فاعلة تتحول على وفقها المعلومات المخزونة في الذاكرة ، لتصبح اكثر ثباتا ، او اتزانا ، او مناسبة للمعلومات الاخرى التي نتذكرها . وكلنا نعلم كيف يغير تناقل قصة معالم هذه القصة . ان واحدنا يطلق نكتة يرويها لشخص آخر ، ولكن هذا الشخص يغير منها بعض التغيير حين ينقلها الى شخص ثالث . وهذا بدوره يغير فيها من جديد وهكذا .. حتى ان النكتة قد تعود لصاحبها بعد تطواف طويل فلا يكاد يعرفها .

ان العالم الانكليزي (بارتلت) كان يؤكد ان هذا التغيير في القصص او سواها من الذكريات خاصة من خواص الذاكرة . وقد قام بالعديد من البحوث للتاكد من ذلك . وقد درس العلماء هذه الخاصة فيما يتعلق بالتذكر اللفظي وتذكر الصور ـ وقد كان بارتلت مهتما بتذكر الصور وتحريفها بالذات ـ وهكذا فانك قد تبرز لانسان صورة ، وتطلب اليه تذكرها ورسمها من الذاكرة بعد فترة زمنية . ثم انك ترى هذه الصورة الجديدة لشخص ثان ، وتطلب اليه رسمها من الذاكرة بعد فترة وجيزة وتستمر في العملية مرات فتحصل على نتائج عجيبة غريبة . وبالفعل فان صورة بومه تحولت بالنسبة للشخص العاشر الى قطة .

ان تفسير بارتلت لهذه العملية هو ان الذاكرة فعالة ومنتجة ، وان تغييرها لمعالم الصور يمكن التنبؤ به احيانا . ومعلوم ان دارسي الاشاعات يهتمون بالتغييرات التي تطرأ على الاشاعه ، اذا ما تناقلتها افواه الناس .

رابعا ـ نظرية الكبت

في النظريات الثلاث السابقة كان ينظر الى النسيان بوصفه عملية آلية لا يستطيع الانسان ضبطها ، اما (فرويد) فقد كان يعتبر ان هذا الاعتقاد خاطيء ، وقد تقدم بنظرية تقول ان الاشياء التي نتذكرها والامور التي ننساها على صلة بقيمتها واهميتها بالنسبة الينا . وهكذا فان الاشياء المزعجة لنا نميل الى نسيانها نسيانا مؤقتا ، وذلك بطردها من شعورنا . وهذا الكبت يهدف الى حماية انفسنا من المعلومات المؤلمة او غير المقبولة . والحق ان (فرويد) يعتبر الكبت اساسا في احتفاظ الانسان بصورة مقبولة عن ذاته .

هذا وقد دلت التجارب على ان موقف المتعلم المناسب وغير المناسب ازاء خبرته الخاصة ، و ازاء المواد المدروسة قد يكون له تاثير حاسمة لا على المتعلم فحسب بل على الاحتفاظ ايضا بما تعلم . وقد وجد بعض العـ

طة الهامة بالنسبة للاحتفاظ بالخبرات بها ، فالخبرات التى تكون اشد يمكن خيرا من الخبرات قليلة الشدة . ويقول لعلماء ان مسالة كون الخبرة سارة او ة انما هى مسالة عارضة ، وان الاهمية كر لشدة الخبرة والشعور العميق المرافق وهذا الامر صحيح بصورة عامة ، فالخبرة بالعواطف يمكن تذكرها افضل من الخبرة او غير المشحونة بالعاطفة .

ولقد ذهب بعض العلماء الى القول بنظرية مفادها ان الانسان نزاع الى كبت الامور التى تهدد ذاته (او ذاته) . ان الانسان لا يحب ان يشعر بالذنب او الخجل او الدونية ولذلك فهو يعمل الى ان يزيل من شعوره كل ما يسبب له مثل هذا الاحساس . انه يعمد الى الكبت من هذه المشاعر .

وايا ما كان فان النتائج التى انتهت التجارب الخاصة بتذكر المواد السارة وغير ليست قاطعة تماما ، فبالاضافة الى مسالة شدة الخبرة وتاثير هذه الشدة فى التذكر ـ توجد شخصية صاحب الخبرة ، وصفاته الشخصية ، و ، فقد وجد مثلا ان الاشخاص المتفائلين اكثر من سواهم الى تذكر الامور والسارة فى حين ان المتشائمين يذكرون غير المرضى وغير السار . وهكذا فان الافكار والخبرات غير التى تهدد الشخص ـ قد تنسى من خلال عملية الكبت ، وحينئذ لا يتذكر الانسان الا الامور سارة .

خامسا ـ النسيان عدم توصل

هذه النظرية اننا فى الواقع لا ننسى ابدا ، وان الاشياء التى تبدو لنا منسية الا اشياء لا نستطيع التوصل اليها لسبب . وفى راى هذه النظرية تكون الاختبارات معطلة بالخبرات الجديدة ، وفى من الحالات يبدو ان الذكريات ، وانما (تدفن) ، وان الافكار الجديدة فى تذكرنا للذكريات القديمة من خلال علة ، او كف استجابى ، وحينما يحدث ان الطرائق التى تحذف الكف قد توصلنا الى الذكريات القديمه من جديد . ولكن فى معظم الاحيان نكون مشغولين بالانتباه الى الخبرات الجديدة لدرجة تمنعنا من التفكير فى الخبرات القديمة .

يحدث لنا جميعا ان نتذكر امورا كنا نسيناها سنين طوالا . ومن المعلوم ان الشيوخ يتذكرون ذكريات الصبا بكثير من الوضوح والتكرار .

ولعل اصدق دليل على عودة الذكريات [illegible]

ان بعض الذكريات ويبدو ان بعض الذكريات اللاشعور .

والراجح انه لا يوجد تعارض اساسى بين هذه النظريات وانه ليس من الضرورى ان ذكرياتنا ونسياننا لها مجرى واحدا .

تلك هى اهم اسباب النسيان وابرز النظريات الخاصة به .

ونامل ان نعرض فى مقال لاحق اعلاج النسيان ، ان كان للنسيان علاج .

فاخر عاقل

بقلم : الدكتور سليمان محمد الطماوى

■ ان مشكلة الحكم الصالح ، كانت وما تزال هى الشغل الشاغل للبشرية ، منذ عاش الناس فى جماعات منظمة. ولقد عبر عنها احدا الفلاسفة بدقة ، حين سئل عن الحكم الصالح ، فقال على الفور « لمن ؟! ومتى ؟ » بمعنى ان الحكم الصالح هو امر نسبى يختلف من شعب الى آخر،بل بالنسبة للشعب الواحد من زمان الى زمان .

ولكن بالرغم من الحقيقة السابقة ، فقد ادركت الشعوب خلال تجاربها الطويلة ، ان اسوأ انواع الحكم هو حكم الفرد ، وان اقرب انواع الحكم الى الصلاحية ، هو حكم الجماعة .

وقد عبر بدقة عن هذا المعنى الشاعر الملهم ، حافظ ابراهيم ، حيث يقول :

رأى الجماعـــة لاتشقـى البـــلاد بــه
رغـم الخلاف ، ورأى الـــفرد يشقيـــها

الشورى والنظام الديمقراطى النيابى

ويعبر عن حكم الجماعة فى الفكر السياسى الاسلامى باصطلاح « الشورى »

ويعبر عنه الفكر المعاصر ، بالنظام الديمقراطى، الذى يعتبر النظام النيابى اكثر تطبيقاته انتشارا. وهدف هذا المقال تبسيط النظامين للقارىء غير المتخصص ، وتوضيح اوجه الشبه والخلاف بينهما .

لقد كان الرسول عليه الصلاة والسلام نبيا مرسلا . ولكنه بعد .ن هاجر الى المدينة اصبح يجمع الى صفة النبي ، منصب رئاسة الدولة ، ولهذا كان الاسلام « عقيدة وشريعة » بمعنى انه لايقتصر على تنظيم علاقة الانسان بربه كما هو الشان بالنسبة الى بعض الاديان ، ولكنه يتعدى ذلك الى تنظيم العلاقات الاجتماعية فى المجتمع الاسلامى من كافة زواياها ، ودستور الجماعة الاسلامية يتمثل فى المبادىء والاحكام التى اوحى بها الله الى نبيه ، اما مباشرة فى القرآن ، واما بطريق غير مباشر فى السنة النبوية .

ولما كان الاسلام نظاما دائما ، فلقد اراد الرسول ان يدرب المسلمين على شئون الحكم فى حياته ، حتى اذا لحق بربه ، استمرت الجماعة الاسلامية فى سيرها ، على هدى من كتاب الله وسنة رسوله . واشهر ما يستدل به على ذلك حديث معاذ بن جبل،حين وجهه الرسول ـ صلوات الله وسلامه عليه ـ الى اليمن لكى يؤم المسلمين هناك ، وينظم لهم شئون دينهم ودنياهم ، اذ سأله الرسول : « بم تقضى » ؟! قال : « بكتاب الله » قال : «فان لم تجد ؟!» قال : « بسنة رسول الله» قال : « فان لم تجد » . قال : « اجتهد رايى ولا آلو » . فقال الرسول عليه السلام : « الحمد لله الذى وفق رسولَ رسولِ الله ، لما يرضى الله ورسوله » .

ولقد جاء اصطلاح « الشورى » من قوله تعالى فى كتابه الكريم مخاطبا نبيه : « وشاورهم فى الامر » وفى قوله فى وصف المسلمين « وامرهم شورى بينهم »

ولقد حض الرسول الكريم المسلمين على الشورى فى كثير من احاديثه الشريفة ومنها

« ما استغنى مستبد برأيه وما هلك أحد عن مشورة » .

وما تشاور قوم قط الا هدوا لأرشد أمرهم

وروى عن ابى هريرة ان الرسول – صلى الله عليه وسلم – كان كثير المشاورة لاصحابه.ومشاورة الرسول لاصحابه كانت مقصورة على شئون [illegible] وفى ما لم ينزل فيه قرآن • ومن اشهر [illegible] المشاورة ما تعلق بالحرب ، وما يروى فى [illegible] الخصوص فى واقعة بدر كثير • لا يتسع [illegible] لترديده •

مجال الشورى فى الخلافه

على ان مجال الشورى الحقيقى ظهر بعد [illegible] الرسول بالرفيق الاعلى • فحينما فوجىء المسلمون بوفاة الرسول ، وانقطاع الوحى،وفاجاتهم متطلبات الدولة الجديدة ، كـان عليهم ان يجتهدوا ، وان يعملوا رايهم • كما علمهم الرسول فى حياته • وهكذا انشاوا نظام «الخلافة» على غير مثال متمثل [illegible]نهم ، كما يقول ابن المقفع • وليس من المصادفات المحضة ان اول تطبيق للشورى بينهم – انتهى بهم [illegible]ى اجتماع السقيفة المشهور ، الى اختيار ابـى بكر الصديق اول خليفة للمسلمين ، على اساس [illegible]ن صفاته الذاتية ، باعتباره أول من آمن بالرسول [illegible] الرجال ، وانه ثانى اثنين اذ هما فى الغار ، [illegible]انه الذى آمّ المسلمين فى الصلاة اثناء مرض [illegible]رسول ، فضلا عن مواقفه المشهورة فى الدفاع عن [illegible]سلام ، لا سيما قبل الهجرة •

وبدا أبو بكر الصديق حكمه على اساس مـن [illegible]شورى • وحكم المسلمين على اساس من الشورى [illegible] • وقد صور ذلك ميمون ابن مهران ، بقوله [illegible] حين كان يعرض امر لابى بكر الصديق كـان [illegible]ل فيه على اساس من القرآن • فاذا لم يجد [illegible] كان يدعو الناس ويسالهم : هل كان فيه [illegible]سول قضاء ؟ فاذا اخبروه بـه قضى بقضـاء [illegible]ول الله ، فاذا لم يجد استشار الناس •

[illegible] عمر بن [illegible]

[illegible]

[illegible] المسلمين [illegible] وهو الذى لا [illegible] اولى الامر اولى بالمشاورة [illegible] نظام الشورى مفروضا [illegible] هذا لم ياخذ به الجماعة الاسلامية ، واذا استسلمت للحكم الفردى الاستبدادى المطلق فهى آلة •

[illegible] ان الشورى انما تتم فى نطاق الاصول الكلية المقررة فى القرآن والسنة،فهما بهذه المثابة يعتبران – مع تحفظ سوف نوضحه فيما بعد – دستور الجماعة الاسلامية • ومن ثم فان الشورى تعتمد على البحث عن الحلول التى تحقق مصلحة المسلمين المتغيرة ، ولكن فى نطاق المبادىء الكلية الخالدة التى يقوم عليها الاسلام • وهذه الخاصية فى نظام الشورى الاسلامى تميزه تماما عن النظام الديمقراطى النيابى الذى سوف نوضحه بعد قليل •

شروط اصحاب الشورى

ثالثا : يختلف الامر فى الشروط المتطلبة فيمن يستعان به فى الشورى ، حسب الموضوع المطروح للشورى على النحو التالى :

١ – اذا تعلق الامر باجتهاد ينصب على معرفة الحلال والحرام ، وما يجوز ومالايجوز فى شريعة الله ، فان هذا الامر لايجوز ان يتصدى له الا من

بلغ مرتبة الاجتهاد • وصفة الاجتهاد لايستمدها المسلم من اعتراف ولى الامر ، ولكنه يستمدها من صفات موروثة ومكتسبة : اهمها العلم الكامـل بكتاب الله وسنة رسوله والاحاطة التامة باللغة العربية ، واصول الفقه ، والمقدرة على معرفة مصالح الناس • وعلى استمداد الاحكام الشرعية من اصولها الكلية فى القرآن والسنة • وواضح ان هذه الصفات لاتتوافر الا فى قلة من المسلمين • ولهذا فحينما ضعف الوازع الدينى لدى المسلمين، ووجد حكامٌ مستبدون يحللون ويحرمون حسب هواهم• افتى بعض المسلمين باقفال باب الاجتهاد فى القرن الرابع الهجرى خوفا على الاسلام من الاجتهادات الضاله المضلة • وبالرغم من نبل هذا الاعتبار ، فانه كان مسئولا الى حد كبير عن تخلف المسلمين، لان قيمة الاسلام تكمن فى تطوره ، ومواجهـة احتياجات المسلمين المتجددة ، وذلك فى نطاق الفروع بطبيعة الحال • ودون المساس بالاصول الكلية كما اوضحنا • ويكفى ان نذكر بالواقعة المشهورة ، من ان الامام الشافعى ـ رحمه الله ـ كان له مذهب قبل قدومه الى مصر ، فلما حضر الى مصر ، ورأى مجتمعا جديدا ، وظروفا لـم يالفها من قبل،وحاجات للمسلمين لابد منمواجهتها، عدل فى مذهبـه . ولهذا فان نهضة الشريعـة الاسلامية منوطة بتوافر المسلمين الذين تتحقق فيهم شروط الاجتهاد،وباداء واجبهم لايجاد الحلول التى يحتاجها جماعة المسلمين فى عصر الذرة ، والفضاء، والتكنولوجيا المتطورة •

ب ـ اذا تعلق الامر باختيار الخليفة ، فانفقهاء المسلمين يميزون بين فئتين من المسلمين :

ـ اهل الحل والعقد ولا يتطلب فيهم بلوغ مرتبة الاجتهاد ـ كما هو الشان بالنسبة الى المجتهدين ـ ولكن يشترط فيهم المقدرة على الحكم على صلاحية المرشحين لمنصبالخلافة ، واختيار افضلهم للمنصب •وقد استمد المسلمونهذا المعنى من سابقتى اختيار ابى بكر الصديق ، اذ رشحه اهل السقيفة ، بعد مناظرة مفصلة بينه وبينغيره من المرشحين ، ومن سابقة اختيار الخليفة الثالث عثمان بن عفان ، اذ اختاره اهل الشورى حين فوضوا حقهم فى ذلك الى عبد الرحمن بن عوف •

ـ باقى المسلمين لايعتبر ترشيح اهـل الحل والعقد للخليفة كافيا لشغل المنصب ، الا بعد ان يبايعه المسلمون البيعة العامة ، ويكون ذلك فى المسجد الجامع،وتتم البيعة فى العاصمة والاق..

جـ ـ اذا تعلق الامر بغير المجالين السابقين فان لكل مسلم عدل، يجتنب الكبائر ، وتغلب حسناته سيئاته ، ان يشارك فيه ، وهذا لايتطلب الا ان يكون حاضرا حين تطلب المشورة ، بل قد يبادر المسلم بابداء المشورة ، حتى ولو لم يطلبها ولى الامر • ففى واقعة بدر الكبرى،تطوع احد المسلمين بان يرشد الرسول الى الموقع السليم الذى يجب ان يقف فيه المسلمون • ولكنه قبل ان يبدى رايه سال الرسول : « أهذا منزل أنزلكه الله ... ام هى الحرب ، والرأى ، والمكيدة ... » فقـال الرسول عليه الصلاة والسلام : « بل هى الحرب والرأى والمكيدة » فاشار عليه المسلم بنزول مكان آخر ، لاسباب اقرها الرسول•وهذه السابقة معبرة فى معناها ، لان المسلم ادرك ان الرأى لا يكون الا فى مجال غير منصوص عليه •

الاسلام امر بالشورى ولم يضع نظاما مفصلا لها

ولكن الاسلام لم يضع تنظيما مفصلا ومحكمـا للشورى ، وما ذكرناه فيما سلف ، انما هى احكام استمدها فقهاء المسلمينمن سوابقالرسول والخلفاء الراشدين ومن صلح من ائمة المسلمين ، ولتوضيح ما نقول ، نذكر ان الشورى كان يشارك فيها من حضر من المسلمين ، وقد يكون من بين الغائبين من هو افقه من الحاضرين ، ولكن لم تكن هناك وسيلة منظمة لاستدعائهم ، ومعرفة رأيهم • وعلى هذا الاساس شارك فى ترشيح ابى بكر من حضر اجتماع السقيفة صدفة ، ولم يكونوا بالضرورة افقه المسلمين ، فلم يحضر اجتماع السقيفة مثلا الامام على بن ابى طالب ، ولا عثمان بن عفان ، ولا عبد الرحمن بن عوف ، ولا العباس عم الرسول ، ومع ذلك اجاز المسلمون ترشيح من حضروا بيعة لابى بكر • وكذلك الامر بالنسبة لباقى الخلفاء الثلاثة ، فقد كان كثير من ائمة المسلمين يحارب فى الخارج ، واكتفى برأى الحاضرين فى المدينة

والغالب ، لا سيما فى ايام الخلفاء الراشدين ان كانت تتم المشورة فى المسجد ، فيتوجه الخليفة الى المسلمين بطلب الراى عقب الصلاة ، وتلك كانت طريقة عمر بن الخطاب•وواقعة محاولته وضع حد اعلى للمهور مشهورة ، فقد ردته عن قصده احدى المسلمات فى آخر الصفوف ، استنادا ا..

كتاب الله . مما جعل عمــــر يقــول :
للنساء اعلم من عمر " .
السابقة معبرة . لانها تؤكد حق النساء
. الرأى : وفى المشورة . بل فى شغل
العامة . لان عمر ولى امراة تدعى الشفاء
[illegible] فى السوق فى حدود معينة .

وبذا لجأ الخليفة الى وسيلة منظمة فى الوصول
الى الرأى عن طريق المشورة : ونجد مصداق ذلك
فى الخلاف الشديد الذى حدث بين عمر بن الخطاب .
وبين فريق من المسلمين على راسهم بلال مؤذن رسول
الله صلى الله عليه وسلم فى خصوص قسمة
الارض ، وهل تقسم بين الفاتحين ، اعمالا لقوله
تعالى : « واعلموا انما غنمتم من شىء [illegible]
[illegible] للرسول .. الاية » فقد رأى عمر باجتهاده
ان الارض لاتنقسم بين الفاتحين ، بل تبقى [illegible]
دائما للمسلمين ، بعكس المال المنقول الذى [illegible]
بين الفاتحين ، وخالفه فى رايه جماعه من [illegible]
المسلمين على راسهم بلال الحبشى كما ذكرنا .
وبلغ من وطاة معارضتهم للخليفة انه كان [illegible]
« اللهم اكفنى بلالا واصحابه » ، وسدا [illegible]
الفتنة وحسما للخلاف ، اتفق عمر ومعارضوه [illegible]
تحكيم خمسة من الاوس وخمسة من الخزرج اختاروهم .
واوضح لهم عمر المشكلة ، ووضح لهم [illegible]
المؤيدة والمعارضة من كتاب الله . وبعد ان تدارسوا
الامر ، رجحوا رأى الخليفة ، فانحسم الخلاف .

المسئولية للقادر على حملها

واذا كان المنطق ان يخضع الخليفة لرأى الاغلبية ،
وهو ما كان يحدث غالبا فى عهد الرسول وفى عهد
[illegible]لفاء الراشدين من بعده ، فان الخليفة فى وسعه
[illegible]عتمد على تقديره الشخصى ووزنه للامور : واوضح
[illegible] لذلك موقف ابى بكر فى حرب المرتدين ، فقد اجمع
[illegible]لمون ، ومعهم عمر بن الخطاب ، على عدم
[illegible] . ولكن الخليفة الورع ، تحت احساس
[illegible]ئولية الملقاة على عاتقه ، رفض رأيهم واصر
[illegible] الحرب ، مما دفع عمر الى القول : « فما ان
[illegible] الله صدر ابى بكر حتى علمت انه الحق » .
[illegible] هذه الواقعة ، بمثال حديث اذ استشار
[illegible] لنكولن مستشاريه فى حرب الجنوب الذى
[illegible] الانصياع لتحرير الرقيق ، فاجمعوا على
[illegible] الحرب ، ولكن الرئيس اصر على الحرب ،
[illegible] الاحداث فيما بعد انه كان على حق ، ولذلك
احتل مكانا مرموقا بين رؤساء الولايات المتحدة .

ولكن ترك الامر فى يد الخليفة ، اذا كــان
مقبولا بالنسبة للخلفاء الراشدين ، والحكــام
العادلين ، فانه يفقد المشورة قيمتها اذا ولى الامر
من ليس اهلا له . وهذا ماحدث بعد الخلفاء
الراشدين ببضع عشرات من السنين . اذ وقف احد
خلفاء بنى امية على المنبر يقول : « من قال لى [illegible]
[illegible] فقام اليه احد المسلمين
[illegible] يقول له : اتقول مثل هذا القول ،
وعمر يقول [illegible]
[illegible]

[illegible] النظم الديمقراطية
بوضع انظمة [illegible]

[illegible] النظم المعاصرة [illegible]
[illegible] محكما ومفصلا ، مما نعرف
[illegible] الديمقراطى [illegible] فى الوقت الحاضر ،
وما نوجز الحديث عنه [illegible] للمقارنة [illegible] فيما يلى

[illegible] الديمقراطية [illegible] من اصل اغريقى .
ومعناها سلطة الشعب . وبهذا المعنى تكون
الديمقراطية مرادفة لحكم الشعب . وبهذا المصطلح
اراد الاغريق ان يميزوا بين حكم الشعب ، ونوعين
اخرين من الحكم هما : حكم الفرد ، وحكم القلة
الذين اطلقوا عليه اصطلاح « الارستقراطيــة »
ومن الملاحظات الغريبة فى الوقت الحاضر . ان
جميع نظم الحكم المعاصرة تتمسح فى الديمقراطية .
وترفع شعارها . ولو كانت ابعد ما تكون عنها !!

ونقطة البداية فى الحكم الديمقراطى ان السيادة
للشعب ، فهو وحده السلطة التى لا معقب عليها .
وكل سلطة اخرى فهى تستمد منه . ولما كان الشعب
لا يمكن جمعه فى مكان واحد لاستحالة ذلك ، ولما
كانت المجالس المكونه من جماعات كبيرة لا تحسن
الدراسة والفحص والتأمل تمهيدا للوصول الى
الحلول السليمة ، فقد وجد النظام النيابى . بمعنى
ان الشعب ـ وهو الاصيل ـ يختار من ينوب عنه .
ويمارس السلطة باسمه لمصلحته على ان يقدم حسابا
دوريا للاصيل . وهكذا نظمت عمليات الانتخاب .
ووجدت المجالس النيابية التى تملك التحدث باسم

الشعب • ومن هنا جاء وصف الديمقراطية بانها « حكومة الشعب ، بالشعب ، ولمصلحة الشعب » •

اسس الحكم النيابي

ومن المسلمات في الوقت الحاضر ان الحكم النيابي يقوم على اسس اربعة هي :

١ ـ وجود برلمان منتخب ، واذا سمح لسبب او آخر بالتعيين ، فيجب ان يكون التعيين على سبيل الاستثناء ، اما اذا عين البرلمان كله او اغلبه ـ فالنظام ديمقراطي اسما لا حقيقة •

٢ ـ تجديد انتخاب البرلمان دوريا ، لان البرلمان نائب عن الشعب ، فيجب ان يقدم له حسابا دوريا، فيعاد انتخاب الصالحين،ويقصى عن العضوية غيرهم ويتم التجديد عادة كل اربع او خمس سنوات •

٣ ـ ان يستقل البرلمان بممارسة مظاهر السلطة العامة مدة نيابته ، فلا يمكن لجهة اخرى ان تعقب عليه • وهكذا لا يعرف النظام النيابي البحت مظاهر الاستفتاء الشعبي ، والاقتراح الشعبي ، والاعتراض الشعبي ، التي بدأت تنتشر في كثير من الدول الديمقراطية ، والتي تحمل اسما جديدا هو «الديمقراطية نصف او شبه المباشرة » • فما تزال انجلترا ، اقدم دولة ديمقراطية نيابية في العالم ، تاخذ بالديمقراطية النيابية البحت ، وان كانت الاخبار قد طالعتنا اخيرا ، بان حكومة حزب العمال ، قد تلجا الى الاستفتاء الشعبي ، في خصوص بقاءانجلترا في السوقالاوروبية المشتركة، واذا تم ذلك ، فانه يكون اول استفتاء شعبي في تاريخ انجلترا ، مما يغير من صورة الحكم التي الفتها انجلترا خلال سبعة قرون او اكثر •

٤ـ ان عضو البرلمان اذا كانت تنتخبه دائرة محددة ، فانه بمجرد انتخابه يمثل الشعب في مجموعه لا الدائرة الانتخابيةالتي انتخبته•ويترتب على ذلك انه اذا تعارضت مصلحة الدائرة التي يمثلها ، مع مصلحة الشعب في مجموعه ، فانه ملزم بالدفاع عن مصلحة الشعب •

الدستور ، والفصل بين السلطات

ونقطة البدايةالثانيةفي النظام النيابيالمعاصر. وجود «دستور» اى قانون اساسي ينظم الحكم في الدولة ، ويحدد اختصاصات السلطات التشريعية والتنفيذية والقضائية ، ويبين العلاقة بينها،ويرسى اسس الحريات العامة في الدولة • وهذا الدستور تضعه «سلطة تاسيسية» ينتخبها الشعب عادة لهذه المهمة ، ولا قيد على سلطانها في هذا الخصوص، فهي تختار نوع الحكم الذي يريده الشعب ، بمطلق حريتها •

فاذا تم وضع الدستور ، قام الشعب بانتخاب البرلمان ، سواء تكون من مجلس واحد او من مجلسين،ويمارس هذا البرلمان السلطة التشريعية، كما انه قد يمارس بجوار ذلك مسالة الحكومة اذا كانت الدولة تاخذ بصورة النظام البرلماني ، وهي الصورة الشائعة في معظم دول العالم ، وفي الاغلبية الساحقة من الدساتير العربية المعاصرة • اما اذا اخذت الدولة بصورة النظام الرياسي،فان الوزارة تكون مسئولة امام رئيس الدولة وحده ، كما هو الشان في الولايات المتحدة الامريكية • وبصورة النظام الرياسي ياخذ الدستور الفرنسي• فنظام الشورى في الحكم النيابي المعاصر يمتاز ـ كما ذكرنا ـ بدقة التنظيم ، واحكام القواعد :

فحق الانتخاب يقرر عادة لجميع المواطنين متى بلغوا سنا معينة ، هي ١٨ عاما في معظم الدول ويستوى في ذلك ـ في الوقت الحاضر ـ الذكور والاناث • بل ان بعض التشريعات قد جعلت حق التصويت اجباريا يعاقب من يتخلف بلا عذر عن مما رسته •

وحق الترشيح ايضا منظم ، وتسير فيه معظم دول العالمعلى قاعدة «الاقتراع العام»اىلايشترط في المرشح تحقق نصاب مالي معين ، ولا شهادة دراسية محددة،بل يكتفى باجادة القراءةوالكتابة، مع الشروط الاخرى التي تكفل قيام العضو بمهام النيابة : كالسن ، والجنسية ، وحسن السمعة •

البرلمان حر في التشريع

والبرلمان لاقيد عليه في التشريع • الا مانص عليه في الدستور صراحة • والعادة الا تتضمن الدساتير قيودا كثيرة على سلطة البرلمان في التشريع ، ومثال تلك القيود تحريم وضع عقوبا باثر رجعي ، وتحريم وضع عقوبة المصادرة العامة للاموال ، والسخرة ، ومنع المواطن من العودة الى بلده •• الخ •• ولهذا فان سلطة البرلمان في التشريع لايكاد يحدها قيد ، وتبلغ هذه الحرية مداها في الدول ذات الدساتير المرنة مثل انجلترا ولهذا قال الفقهاء في ذلك البلد « ان البرلمان

يستطيع ان يفعل اى شىء الا ان يحول امراة او العكس » ولهذا وصلت تلك اقرار تشريعات مستهجنة مثل اباحة الجنسية بين الرجال بشروط معينة !!

يستطيع البرلمان اصدار قانون ، فانه عليه سلوك اجراءات محددة سلفا ، تتعلق بالاقتراح ، وبالمناقشة ، وبالاغلبية التى يتعين ان يحصل عليها المشروع فى البرلمان ، وبتصديق رئيس الدولة ، ثم بالنشر ، والبرلمان لا يستطيع ان يقر تشريعا حتى يحضر اكثر من نصف اعضائه، ويحصل المشروع على الاغلبية التى حددها الدستور، وهى عامة اكثر من نصف العدد الذى يتكامل به نصاب الحضور ·

الفوارق بين النظامين الشورى الاسلامى ، والديمقراطى المعاصر

من هذا العرض المختصر ، والمبسط ، يتبين ان ثمة فوارق شكلية وموضوعية بين نظام الشورى فى الاسلام ، وفى النظم النيابية المعاصرة ·

فمن حيث الشكل نجد ان نظام الشورى فى الاسلام ليست له قواعد منضبطة ، بل لكل مسلم ان يمارس حقه فى الشورى، على التفصيل السابق، اذا اتيحت له الفرصة · اما فى النظام المعاصر فان حق الشورى محصور فى « المجلس المنتخب » بحيث يقف دور الفرد العادى عند انتخاب من يمثله فى البرلمان فحسب · ولهذا تتجه الدساتير المعاصرة – كما ذكرنا – الى افساح مجال اوسع للفرد العادى فى شئون وطنه ، عن طريق اقرار حقوق الاستفتاء الشعبى ، والاقتراح الشعبى ، والاعتراض الشعبى ، وهى مظاهر الديمقراطية نصف او شبه المباشرة · وقد اخذت كثير من الدساتير العربية بمظهر «الاستفتاء الشعبى» فهى فى دساتير مصر السودان وسوريا ، والمغرب ، وتونس ·

الناحية الموضوعية لا قيد على حرية البرلمان فى التشريع ، الا ما ورد فى الدستور صراحة ، وهو نادرة ، بل معدومة فى الدساتير العرفية، بحيث يستطيع البرلمان ان يصدر اى تشريع يشاء · فى نظام الشورى الاسلامى ، فان اى قاعدة ولى الامر ، بحيث تصدر فى نطاق القواعد والاسس العامة التى قامت عليها الشريعة · ومهمة استمداد القواعد الفرعية من تلك الاسس الكلية مقصورة على « المجتهدين » الذين يجب ان تتوافر فيهم شروط شديدة سبق ان اشرنا اليها· وهكذا فان الشروط التى تتطلبها الدساتير المعاصرة وقواعد الانتخاب فى اعضاء البرلمان ليست هى الشروط التى يتعين ان تتوافر فى المجتهدين كما يحددها علماء الاصول ، لان عضو البرلمان يكتفى فيه عادة باجادة القراءة والكتابة·

ثم ان القواعد والتشريعات التى تضعها البرلمانات المعاصرة يكفى ان توافق عليها الاغلبية ، لتلتزم بها الاقلية ، ولو كان الفارق بينهما صوت واحد ! اما فى الشريعة الاسلامية فان الراى المستقر ان نوعا واحدا من الاجتهاد هو الذى يلزم [illegible] وهو الاجماع اما الاجتهادات الفردية [illegible] ومن هنا [illegible] الاسلامية [illegible] الاجماع الاسلامى

[illegible]

[illegible] فى هذا المجال [illegible] ان التنظيم المعاصر [illegible] عن طريق [illegible] قواعد محدده ومنضبطة للانتخاب والترشيح · لا يتنافى مع روح الشريعة الاسلامية ، بشرط ان ينص فى الدساتير العربية صراحة على بطلان كل تشريع يخالف القواعد الكلية التى تقوم عليها الشريعة الاسلامية · ويكفى فى هذا المقام انشاء مجلس من كبار العلماء الذين يوثق فى علمهم ، وفى دينهم ، واخلاقهم ، لتعرض عليه التشريعات قبل اصدارها من البرلمان ، ليقرر ما اذا كانت تتعارض مع اسس الشريعة الاسلامية · وفى حالة التعارض ، عليه ان يجد الحل البديل ، الذى يحقق مصالح الناس – لانه كما قال احد الائمة القدماء: « حيث توجد المصلحة فثمة شرع الله » ·

ولقد طرحنا هذا الاقتراح فى بعض مؤلفاتنا · كما طرحناه مرة اخرى على ندوة عمداء كليات الحقوق فى الدول العربية ، التى تدارست دور كليات الحقوق فى ضوء النصوص التى وردت فى معظم الدساتير العربية المعاصرة ، والتى قررت ان الشريعة الاسلامية مصدر رئيسى للتشريع » · ■■

سليمان الطماوى

عميد كلية الحقوق – جامعة عين شمس

روح فريق الكرة
في حياة ايزنهاور !

● الجنرال دوايت ايزنهاور (١٨٩٠ ـ ١٩٦٩) . كان العقل المفكر وراء المعارك الحربية الكبرى التي قررت مصير الحلفاء في الحرب العالمية الثانية قبل أن ينتخب رئيسا للولايات المتحدة الامريكية ، ويدخل التاريخ كواحد من أعظم الرجال الذين قادوا المعارك الضارية وجلسوا على كرسي الرئاسة في امريكا .

ترى هل كان يأمل في هذه الحياة المليئة الحافلة ؟ هل كان يتوقع أن يصير ما صار اليه كقائد عسكري ، وسياسي كبير ؟

سألوه يوما عن الآمال التي كانت تملأ رأسه وتعتمل في صدره في طفولته ، فقال « كنت اتمنى ان اكون لاعب « بيسبول » فقد كنت احلم باليوم الذي اصبح فيه بطلا في ملاعب الكرة » .

وقد ظلت هذه الامنية تلازمه طوال ايام حياته ، حتى عندما التحق بكلية

« وست بونيت » العسكرية وحتى عندما تخرج وأصبح ضابطا ثم قائدا اعلى لقوات الحلفاء في اوروبا !

قال الفيلد مارشال مونتجمري قائد القوات البريطانية في معركة العلمين «لقد كانت استراتيجية ايزنهاور العسكرية متأثرة دائما بولعه الشديد بمباريات كرة القدم . فقد كان يؤمن بضرورة الالتزام باسلوب الفريق في كل معركة خاضتها قواته .. لقد كان يتحرك ، كما يتحرك رئيس الفريق في مركز الكرة ، وعلى الخطوط الامامية ، وفي المؤخرة ، منادي كل قائد باسمه ، واضعا كل ثقته في كل فرد من رجاله تاركا لهم جميعا حرية العمل من اجل بلوغ الهدف الذي يسعى اليه جيشه كله ، او فريقه كله » .

حتى في حياته السياسية كان ايزنهاور لا يلتقط الكرة الا بعد ان يتحقق من انه سوف تصيب الهدف حتما عندما ينتهي اللاعبون من تمريرها بينهم !

وكان قوله المأثور دائما . « طالما ان الرجال الاحرار يقدسون حرياتهم ، فسوف اقف معهم وبجانبهم ، تماما كما وقفت في الحرب وفي السلم ، بكل ما لدى من قوة وثقة وشجاعة ، سواء في ميادين القتال او في ملاعب الكرة » .

من غرائب القضايا

جريمة

بقلم :
حسن الجداوى

■ الاوتوستراد ـ او الطريق السلطانى كما كان يسمى قبل الان ـ هو الطريق الذى يصل بين المدن بعضها وبعض ـ وكانت تسير فيه عربات كبيرة تجرها الدواب ويوجد فيه محطات واماكن لراحة المسافرين وتغيير الدواب وتموين مستعمليه، وكان ذلك الطريق حتى نهاية القرن الثامن عشر غيرمامون • يقوم قطاع الطرق منوقت لآخر بايقاف عربات الركاب والبريد وتهديد الركاب وسرقة المسافرين • أما الانوبعد ازدياد استعمال السيارات الصغيرة والكبيرة التى تقطع المسافات الطويلة دون توقف فان هذه الطرق اصبحت ـ او يجب ان تصبح ـ مامونة يسير فيها اصحاب السيارات وهم آمنون • اذ ليس فى الطريق اماكن مهجورة ولم يعد المسافر بها محتاجا لان يتسلح او يأخذ معه حراسا مدججين بالسلاحليردوا الاعتداء عنهم • من اجل ذلك فان اى جريمة سرقة او سطو لابد ان تقيم رجال الامن وتقعدهم •

وهذا ماحدث بالنسبة لجناية القتل التى وقعت فى انجلترا فى يوم الثلاثاء ٢٢ اغسطس ١٩.. ففى ذلك اليوم وقفت سيارة موريس صغيرة ان

اسمه ميشيل جون جريجستون وزميلة له فاليرى جين استورى • اما هو فكانت سنه • متزوج وله ثلاث ابناء • واما هي ففتاة لثة والعشرين • تعمل مثله في معهد ابحاث العمومية •

فكان لهما هواية واحدة هي سباق السيارات• وقد وقف الرجل السيارة في الطريق العام وبدا يتكلم مع زميلته على اعداد سباق سيارات •

وبدا الليل يرخي سدوله فقد كانت الساعة التاسعة مساء•ثم اذا بهما يسمعان طرقا على نافذة

السيارة يطرقه رجل يقف بجوارها • وانزل جريجستن زجاج الباب القريب منه فاذا بالرجل يدفع بماسورة بندقية ـ او لعله كان مسدسا كبيرا ـ ويقول للراكبين : « هذه عملية سطو • اسمى رجل يائس • قضيت اربعة اشهر وانا مطارد من البوليس • ومضى على اربعة اشهر وانا انام في العراء • فان اتبعتم اوامرى فلن ينالكم اى سوء •

وطلب من جريجستن ان يناوله مفتاح السيارة • ودخل في السيارة وجلس في الكرسي الخلفي والمسدس في يده ، وقال ان المسدس معمر ، ثم ضرب على جيبه ليسمعهما رنين ما فيه من طلقات رصاصا لهما •

وبعد نحو خمس دقائق اعاد مفتاح السيارة الى جريجستن وامره باطفاء انوارها ، وطلب منهما ان يناولاه ساعاتهما وما معهما من نقود • ثم قال لهما انه لا حاجة للعجلة فان البوليس يتعقبه، وانه في الصباح سوف ياخذ السيارة ويربطهما معا •

وظهرت في الطريق سيارة آتية من بعيد فامرهما ان لا يحدثا اية حركة والا فانه سيقتلهما • ثم قال انه سيقوم بنفسه بقيادة السيارة ، وانه سيضع الرجل بداخل صندوق السيارة الخلفي المخصص لوضع الحقائب • وفي محاولة لتجنب ذلك قالت فاليرى ان ماسورة العادم تمر بداخل مكان الحقائب وان بها ثقب بخنق الموجود بداخله . وتمكنت ـ بحضور بديهة كاملة ـ من ان تحل الحزام الرابط للمقعد الخلفي بين السيارة ومكان الحقائب لتستطيع جريجستن ان ينفذ من مكان الحقائب الى داخل السيارة ان نفذ المعتدى تهديده •

ولاحظت فاليرى انه يتحدث بلهجة سكان لندن ، وان صوته هادىء وناعم • واسترسل الرجل في الحديث عن نفسه وهو يسير بالسيارة ، وقال ان الحياة لم تعطه اية فرصة • وانه ادخل الاصلاحية صغيرا وحكم عليه بالسجن خمس ...
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] شارة والا [illegible]

ولاحظت فاليرى [illegible]
يده قفاز من حرير اسود • وفي لحظة [illegible]
[illegible] فاليرى الى زميلها [illegible] راى احد رجال الشرطة في الطريق يندفع بالسيارة الى الرصيف بدعوى حصول خلل في عقود السيارة ـ ولكن ـ على حد قولها بعد ذلك فائدة حين تحتاج لرجل البوليس لا تجده •

ومرا بمكان لوقوف السيارات فامرهما بان يستريحا •• ولكنه اخذ رباط عنق الرجل ليقيد به فاليرى ••

ثم فجاة ـ اطلق عيارين في راس جريجستن من الخلف عن كثب ـ بدون سبب ظاهر • وصرخت فاليرى فزجرها بعنف لتسكت ، وبرر تصرفه بانه لم يتمالك نفسه لان جريجستن اتى بحركة ارعبته• وطلبت فاليرى منه ان يسرع لاستدعاء طبيب ليسعف الجريح • ولكنه قال لها لم تعد هناك فائدة فقد مات وانتهى امره •

ثم التفت الى فاليرى وقال لها : « انى اعرف ان يديك غير مقيدتين فتعالى قبليني » ولكنها رفضت • وبينما كانا ينظران كل منهما للآخر جاءت من بعيد سيارة تضيء بكشافها فرات فاليرى

وجه القاتل بوضوح وسخت اساريره في ذاكرتها ولم تكن لتنساه ٠

وامرها ثانية ان تقبله وهددها بانها ان لم تمتثل فانه سيقتلها ، ووجه فوهة المسدس اليها فتوسلت اليه ان لا يقتلها ويدعها تنصرف ، فقال لها انه سيعد حتى رقم خمسة ثم يدوس على الزناد فقبلته على كره منها قبلة خاطفة ٠٠ ، وحاولت ان تخطف المسدس من يده ولكنه كان اقوى منها ، وقال لها : « هذه محاولة سخيفة تجعلني لا اثق فيك بعد الان ٠٠ » .

وتحت تهديده لها بالمسدس اضطرها ان تترك مقعدها الامامي بالسيارة وتجلس بجانبه ، وامرها ان تخلع ملابسها ، ومد لها يده بالقفاز الحرير ٠ ثم اغتصبها ٠ وتركها ٠ ثم اشار الى جثة القتيل وقال لها انه يجب ان يتركها ـ اى الجثة ـ هنا « وسوف اتركك بجانبه واركب انا السيارة ٠ ولا بد ان تخرجيه انت من السيارة لانه يجب ان لا تتلوث ملابسي بالدماء ٠٠ » وحاولت اخراج الجثة من السيارة ولكنها لم تستطع واخيرا نجحا في نقل الجثة الى جانب الطريق ٠ ثم طلب منها ان تدله على كيفية نقل الحركة للموتور ٠ وركب السيارة كمن يريد ان ينصرف ٠ ولكنه تردد ، وقال لها انك ستسارعين بالاستغاثة وطلب النجدة ، ووعدته ان لا تفعل ٠ واتجهت من السيارة الى جوار جثة جريجستن وانحنت عليها ، ولكنه قال لها : « اعتقد ان الاسلم ان اضربك على راسك لتفقدى الوعي حتى لا تستنجدى » ٠ ثم تركها ومشى بضعة خطوات ٠

وفجاة اخذ يمطرها بوابل من الطلقات واحست بالاصابات وفقدت الاحساس بساقيها ، وتركها وانصرف ٠ ولكنه عاد واطلق عليها خمسة رصاصات اخرى ٠ وشعرت بانه يقترب منها فكتمت انفاسها ٠ واقترب الرجل منها وبدا يتلمسها ليطمئن على انها ماتت ثم استدار وانصرف ٠

واستطاعت بصعوبة بالغة ان تنقلب على ظهرها ولكنها عجزت عن التحرك بعد ذلك ٠

وفي اثناء ذلك مر بجانبها طالب من جامعة اكسفورد اسمه جون كير ، مكلف بعمل احصاء لمصلحة المرور ٠ وحين اكتشف حالتها ارسل اخطارا للبوليس مع سيارة مرت ٠ وفي انتظار النجدة عرف منها اسمها واسم القتيل ، واوصاف الجاني الذى قالت انه شاب طوله خمسة اقدام ونصف ازرق العينين ، فاتح لون الشعر ، يسمى « جم » ٠ وقالت نفس الاوصاف لرجل البوليس الذى جاء بسيارة النجدة ، ووصف السيارة ٠

وفي المستشفى تبين انها مصابة بشلل نصفها الاسفل ٠

وقد راى السيارة « الموريس » في الساعة السابعة والربع ، كما راى راكبها ، شاهد اسمه جيكز تاور ، واخيرا وجدت السيارة متروكة بجوار مدينة « الفورد » ٠

وجد البوليس نفسه امام جريمة فظيعه ارتكبت في الطريق العام ، واستعمل فيها سلاح نارى ، وقتل فيها رجل ، واصيبت فتاة اصابات خطيرة ٠ وكان لابد من العثور على المجرم باى ثمن ٠

ولكن الجاني ارتكب ـ برغم كل احتياطاته اخطاء ساعدت على القبض عليه ٠

كانت غلطته الاولى انه ترك وراءه فتاة تبينت وجهه بوضوح حين اضاء وجهه كشاف سيارة مرت بجواره احتفظت ـ برغم المحنة التى مرت بها ـ بعلامات جوهرية في وجه الجاني واحتفظت كذلك بصفاته وصوته وحركاته ٠ وكذلك باسمه فهو يسمى نفسه « جيم » ٠ وهو مهندم ٠ لهجته لندنية ٠ كما ترك اظرف خمسة طلقات قرر المعمل الكيمائي الجنائي انها اطلقت من مسدس حدد نوعه وانه نفس المسدس الذى اطلقت منه الرصاصات التى وجدت بجسم القتيل وبارجل الفتاة ٠

وبرغم ان ما تركه القاتل كان ضئيلا فقد استطاع البوليس بعد اقل من شهرين ـ خمسين يوما على التحديد ـ معرفة القاتل وبداوا يطاردونه خطوة خطوة ٠

انه من لصوص المنازل ٠ لان القفاز النيلون الاسود الذى لاحظته فاليرى يستعمل لاخفاء البصمات ٠ وانه لديه مسدس ليرعب ضحاياه ويجب ان يتخلص منه باسرع ما يمكن ٠

وبدات المحاكمة بسماع شهود عن مكان اقامة المتهم في يوم ٢١ اغسطس فسمعت شهادة صاحب المنزل الذي اقام فيه فشهد انه ترك المنزل في الساعة السابعة صباحا بدعوى انه ذاهب الى ليفربول • وقال في شهادته ان المتهم صرح له بانه مطلوب في جناية الاوتوستراد • ثم قدم الاتهام شاهدا كان يشارك المتهم في الزنزانة قال ان هنراتي بدء الحديث معه بانه هو الذي ارتكب جناية الاوتوستراد وان امنيته ان تكون فاليري معه الان ليشبع معها شهوته واعترف بالوقائع كما روتها فاليري •

واستجوبه محامي الدفاع :

ـ هل وضعت في زنزانة مع غلام عمره ١٨ سنة؟

ج ـ نعم

س ـ هل جلدته ؟

ج ـ لقد تعاركنا •

س • هل كان ذلك لانك طلبت منه ان يغني ولم يعجبك صوته ؟

ج ـ هو قال ذلك •

س ـ هل حلقت حاجبيه ؟

ج ـ هو الذي فعل ذلك بنفسه •

س ـ هل ضربته بالسوط وتركت بصدره اثنى عشر اثرا ؟

ج ـ تعاركنا وامسك هو بكوب وانا بمطواة

وكان الغرض من هذا الحوار اظهار حالة المتهم العقلية وقال المتهم لمحاميه انت لتعتقد انني مجنون •

واستدعى الدفاع شاهدين نفيا ان يكون المتهم والشاهد السابق قد اشتركا في زنزانة واحدة كما استجوب رئيس البوليس طوال يومين ناعيا عليه القبض على المتهم قبل عرضه بين عدد من الناس فكان رده كان يجب القبض عليه لامكان عرضه • وعلى كل حال فان وصف فاليري للقاتل ينطبق عليه كانها احتفظت في مخيلتها بصورة شمسية له •

وقال الدفاع ان هنراتي كذب على البوليس لكن كذبه لا ينتج عنه حتما انه قاتل فليس هو اول انسان كذب على البوليس • وايد القاضي في تلخيصه هذا القول •

ولما استجوب محامي الدفاع المتهم اعترف ـ بعد حلف اليمين ـ انه كذب على البوليس لان له سوابق وانه صبغ شعر راسه لنفس السبب ولكنه نفى ان يكون قد ارتكب الجناية المنسوبة اليه (وكل املي ان ابين انني اقول الحق الان وانك مخطئ)•

قال ذلك بعدة وقال له المحامي انك سريع الغضب فيما يتصل بالاخلاق ؟

ج ـ طبعا فالفرق كبير بين السرقة والقتل •

وترافع ممثل الاتهام فقال ان الادلة ضد المتهم قاطعة • فقد تعرفت عليه فاليري وعثر على الطلقات في فندق فيينا ، وعثر على المسدس وراء ظهر المقعد الخلفي في الاوتوبيس •

وقال القاضي في تلخيصه ان هنراتي ليس مطلوبا منه ان يثبت انه لم يرتكب الجريمة وانه اذا تعارضت اقوال الشهود فان على المحلفين ان يقرروا انه غير مذنب • وان النقطة القاطعة في القضية هي « هل ثبت في القضية اسم قتل جيمس هانسون » • وتكلم القاضي في هذا المعنى لمدة عشر ساعات • وبعد سبع ساعات من تداول المحلفين خرجوا ليطلبوا من القاضي ان يشرح لهم ما هو المقصود من عبارة « شك معقول » • ثم عادوا للمداولة بعد خمس ساعات اخرى لينطقوا بالقرار الذي انعقد عليه اجماعهم وهو ان المتهم « مذنب » •

ونطق القاضي بحكم الاعدام •

وبعدها نشرت الصحف صورة المحكوم عليه ووضح للناس دقة وصف فاليري له ••

ورفع هنراتي استئنافا عن الحكم ولكن محكمة الاستئناف قضت برفضه ونفذ فيه حكم الاعدام في الرابع من ابريل سنة ١٩٦٢

■■

حسن الجداوي

الماء [illegible]

عامل اساسى فى قتل [illegible] العالقة بالملابس

● ثبت مؤخرا ان درجة حرارة الماء لا نوع السوائل او المساحيق المنظفه . هى التى تلعب الدور الاكبر فى قتل الجراثيم العالقة بالملابس المتسخه . وقد جاء هذا فى تقرير نشره معهد بحوث الجنوب فى مدينـة برمنجهام بولايـه الاباما الامريكية .

وقد قام فريق من العلماء بتلويث قطع من الاقمشة المختلفة بفيروس شلل الاطفال . ثم قاموا بغسل هذه الاقمشه فى غسالات كهربائية . وقد روعى ان تضم هذه الاقمشة انواعا مختلفة من النسيج .. فمنها الصوف ، ومنها القطنى ، ومنها المنسوج من خيوط [illegible]نون وكذلك خيوط الداكرون [illegible]طن . وقد تم غسل هذه الاقمشة [illegible]ـة فى ماء دافىء حرارته ١٠٠ الى [illegible] درجة فهرنهيت (نحو ٤٢ درجةم) [illegible]ك تم غسل عينات اخرى من نفس [illegible]شة فى ماء بارد تتراوح درجـة [illegible]نه بين ٧٠ و ٨٠ درجة فهرنهيت [illegible] ٢٧ درجة م) وايضا تم غسل [illegible] جميع انواع [illegible] [illegible] الماء الساخن [illegible] درجة حرارته بين ١٤٠ و ١٦٠ درجة فهرنهيت (نحو ٦٠ درجة م) .

وتم فحص قطع القماش بعد ذلك ، واتضح ان قطع القماش التى غسلت فى الماء الساخن لم يبق عليها من آثار الفيروسات سوى القليل جدا . فى حين ان نسبة الفيروسات على الاقمشه التى تم غسلها بالماء البارد والماء الدافىء قد قلت ولكن ظلت نسبة كبيرة منها عالقة بالاقمشة وهى مبللة لم تجف بعد . وتبين بالمقارنة ان نسبة الفيروسات الباقيـة على الاقمشة التى غسلت بالماء البارد تزيـد عنها فى الاقمشة المغسولة بالماء الدافىء . وبعد ان تم تجفيف الاقمشة لوحظ ان نسبة الفيروسات قد قلت الى درجة كبيرة عنها فى القماش المبلل .

وقد استخلص العلماء من هذه التجربه ان الماء الساخن هو العامل الرئيسى فى القضاء على انه حرائم تكون عالقة فى الملابس المتسخه .

العالم يسيء استخدام الادوية

١٩ ألف مليون دولار دفعها الامريكيون وحدهم ثمنا لاستهلاكهم من الادوية في عام واحد

● بينت الدراسات الاحصائية التي اجريت في بعض المستشفيات بالولايات المتحدة الامريكية ان هناك اسرافا في استعمال الادوية . وقد اجريت دراسة على ١٠٣٢ مريضا عولجوا بالمضادات الحيوية في عدد من مستشفيات امريكا ، وقد تبين ان ٢ر٣٦٪ منهم كانوا مصابين فعلا بامراض تستدعي علاجهم بهذه المضادات الحيوية في حين ان ٨ر٥٣٪ من المرضى اعطوا هذه الادوية على سبيل الوقاية والاحتياط ..

وتقدر الاحصائيات ان الامريكيين ينفقون سنويا ماقيمته ١٩ الف مليون دولار في شراء الادوية والعقاقير ..

ويزداد استهلاك الادوية الخاصة بالعلاج النفسي والمسكنات والمنومات والمنشطات ، في الولايات المتحدة ايضا ، عاما بعد عام وقد بلغ مابيع من هذه الادوية نحو ١٧٪ من مجموع كافة مبيعات الادوية في امريكا ، وهي نسبة عالية جدا .

ولا يقتصر اساءة استعمال الدواء على امريكا فقط ، بل يتعداها الى كثير من البلدان ، في انجلترا مثلا ثبت ان نصف جمهور البالغين وثلث الاطفال تقريبا يتناولون نوعا ما من الادوية كل يوم . وهناك ايضا اسراف في استخدام المنومات والادوية النفسية فقد ثبت ان ١٩٪ من مجموع مبيعات الادوية في انجلترا يمثل تلك الانواع من المهدئات والمسكنات والمنبهات او التي يطلق عليها اسم الادوية النفسية .

وفي فرنسا أيضا بينت الدراسات ان الاطفال الذين تقل سنهم عن عامين هم اكثر المستهلكين عددا بالنسبة للدواء .

الناس في مختلف بلاد العالم يسيئ.. استخدام الادوية ، والمطلوب وضع قوا.. تمنع صرف الادوية الا بوصفات طبية .

تبين ايضا ان النساء يتناولن الادوية بنسبة تزيد على الرجال ، وان استهلاك الفر.. من الدواء يزيد مع زيادة عمره ، وسجلت النساء فوق سن ٦٥ سنة الرقم القياسي

التصنيع في الدول المتنامية هو ..

● بالرغم من ان القرن العشرين قد شاهد استقلال كثير من الدول وتقلص الاستعمار التقليدي الذي ساد العالم في القرن التاسع عشر وماقبله ، الا ان .. الاستقلال السياسي لم يغير الكثير من العلاقات الاقتصادية التي كانت سائدة بين .. وشعوب آسيا وافريقيا وامريكا اللاتينية وبين قوى الاستعمار . لقد كانت الدول المتنامية تقوم بشحن وتصدير .. ومنتجاتها الزراعية كمواد خام الى الدول الصناعية المتقدمة ، في حين تقوم .. بضائع مصنعة من هذه الدول المتنامية .. واستمرت هذه المعادلة الاقتصادية .. في غير صالح الدول المتنامية ، .. حصول هذه الدول على استقلالها السياسي وبقيت اسعار المواد الخام اقل بكثير .. القيمة التي يجب ان تباع بها وخاصة .. رفع اسعار المنتجات الصناعية التي .. البلاد المتقدمة ببيعها الى الدول .. المنتجة للمواد الخام .

ولكن يبدو ان الوقت قد حان الآن ..

ن الادوية بالنسبة لبقية فئات
لجنس الاخرى ٠ اما فى كثير من
امية فان الاحصائيات غير متوفرة،
الدراسات على ان اساءة استخدام
شكل خطرا كبيرا على صحة
ى تلك البلاد ، وخاصة ان كثيرا
ية الخطرة يتم صرفها للمرضى
ئات من الاطباء ، وذلك على
طم الدقيقة المتبعة فى الدول
المتقدمة ٠

طالب الاطباء بوضع نظم دقيقة واعادة
ظر فى صرف الادوية النفسيه بالذات
لا يؤدى صرفها للمرضى بكثرة الى
النتار عليهم وخاصة ان الادوية
ا استعملت بأكثر من اللازم آثارا خطيرة
يؤدى الى انهيار صحة الانسان ٠

وحيد لتحقيق الاستقلال الاقتصادى

الوضع الدولى الجائر ، وخاصة بعد
استطاعت منظمة الدول المصدرة للنفط
(الاوبك) بنجاح فرض اسعار اكثر
لة بالنسبة لمنتجاتها من النفط الخام
ل عام ٧٤ ٠ وقد اثار نجاح «اوبيك»
فى تحديد اسعار عادلة للنفط الخام موجة
المطالبات بين الدول المتنامية المصدرة
للمواد الخام للبحث فى اسعار هذه المواد
لاسعار المواد المصنعة التى تصدرها
الدول الصناعية الكبرى ٠
ادت هذه المطالبات الى عقد دورة
الجمعية العامة للامم المتحدة لبحث
المواد الخام والتنمية ٠ واسفرت
الدورة عن عدة قرارات من اهمها
الوسائل الكفيلة بتشجيع تصنيع
الدول الفقيرة ، وبذلك تستطيع ان
تحقق استقلالها الاقتصادى بعد ان حققت
استقلالها السياسى ٠
ان هذه القرارات ستكون هى
الخطوة الاولى نحو تحقيق نظام اقتصادى
جديد لا يقوم على الدول الغنية
وحدها بل على الدول الفقيرة الصغيرة ٠

استمرار الموسيقى الصاخبة لفترة طويلة يؤثر تأثيرا ضارا على سامعيها

● قام كثير من العلماء [illegible]

[illegible]

[illegible] ان يقطع شبكة من
[illegible] معدة فى مدة ٢٠ ثانية وتقطع
[illegible] كان يقطعها عادة فى ٣٥ ثانيه
قبل تعرضه للموسيقى ٠ اما الفأر الثانى
الذى تعرض للموسيقى الصاخبة فانه ظل
يترنح داخل هذه الشبكة من الممرات ، ولم
يستطع ان يقطعها الا بعد ٥ دقائق كاملة ٠

ويتضح من هذه التجربة ان تأثير
الموسيقى الصاخبة ، اذا استمر طويلا
يؤدى الى انهاك اعصاب الحيوان ٠ وهذه
التجربة ايضا تؤيد الابحاث الاخرى التى
تجرى على تأثير الضوضاء الضارة على
البشر والحيوانات ٠ وهى الابحاث التى
ادت الى اصدار تشريعات معينة بالنسبة
لالزام العمال الذين يعملون فى مصانع
تزداد نسبة ضجيج آلاتها عن حد معين
بلبس سماعات على آذانهم لحجب هذه
الضوضاء عنهم ٠

■ منذ حرب اكتوبر عام ١٩٧٣، وبعد الاجراءات الحاسمة التي اتخذتها الدول المنتجة للنفط بالنسبة لثرواتها الطبيعية، بدأ الاهتمام بالعرب وتاريخهم، وطرق معيشتهم ، وثقافتهم ، وغير ذلك من الامور، يزداد في العالم كله • واقبل الدارسون في جامعات امريكا وبريطانيا وكثير من دول اوربا على الدراسات الشرقية • وتدل الاحصائيات على ان عدد الذين التحقوا باقسام دراسات الشرق الاوسط في جامعات امريكا قد ازداد بنسبة ٢٠٠٪ منذ عام ١٩٧٣ • ونتيجة لهذا الاهتمام المتزايد بدأت دور النشر الكبرى تهتم باصدار الكتب التي تتناول الدراسات العربية • وقام عدد من الجامعات باعداد ونشر العديد من الكتب والبحوث عن العرب والدول العربية •

وكتاب «الدراسات العربية» Arabian Studies واحد من هذه الكتب العديدة التي صدرت عن العرب في عام ١٩٧٤ • ويضم هذا الكتاب ١٢ بحثا عن الجزيرة العربية وتاريخها ولغتها وحضارتها• وقد قام باعداده مركز دراسات الشرق الاوسط بجامعة كامبريدج البريطانية Cambridge Uuiversity واشرف على تحريره كل من ر•ب• سرجنت و ر•ل• بيدول • وتنوي جامعة كامبريدج اصدار مجلد سنوي تحت الاسم نفسه •

التقويم الحميري

بالرغم من ان هذه الدراسات هي في الا...
دراسات كتبت لكي يستفيد منها الدار...
لتاريخ منطقة الجزيرة العربية الا ان المح...
قاما بجهد كبير لجعل الفائدة منها اعم واشمـ...
وكما يقولان في مقدمتهما فان الدارس ل...
المنطقة يجب ان يلم ايضا بالعادات والتـ...
واللغة وغير ذلك من الامور التي تؤثر عـ...
التاريخ نفسه • ولذلك نجد ان البحوث ا...
عشر التي يضمها هذا المجلد الاول من «الدرا...
العربية» تتنوع تنوعا كبيرا • فالبحث الاول ...
يتناول التقويم الحميري ويلقي اضواء جديدة ع...

ومن المفيد هنا ان نذكر اسماء الشـ...

عرب اليوم ، لم تعد ترهبهم السفن الحربية ، ولا التهديد باستعمال القوة

الحميرية ومقابلهـا فى التقويـم الاوربى . (١)

ينايـر : ذو الدثـار	يوليو : ذو مذران
فبراير : ذو العلمـة	اغسطس : ذو الخراف
مارس : ذو معـون	سبتمبر : ذو عـلان
ابريـل : ذو الثابة	اكتوبر : ذو الصراب
مايـو : ذو المبكر	نوفمبر : ذو المهلـة
يونيـو : ذو القياظ	ديسمبر : ذو الال

الحج ايام المماليك

تتناول البحوث الاخرى مواضيع مختلفة فمن [illegible] في سنوا[illegible] [illegible] الم [illegible] [illegible] الوحيد في هذا المجلد [illegible] عربي هو الدكتور عبد الله [illegible]اوى . الحاصل على درجة الدكتوراه من جامعة كامبريدج وهو حاليا محاضر للتاريخ فى جامعة الرياض بالمملكة العربية السعودية . ويصف لنا الباحث كيف ان القاهرة ودمشق كانتا المركزين الرئيسيين لتجمع الحجاج من جميع انحاء البلاد الواقعة تحت حكم المماليك، ومنها يسيرون في قوافل تحت حماية السلطان بيبرس (٦٥٨هـ/١٢٦٠م) الى مكة . ويصف الباحث كيف كان الحجاج يتدفقون على القاهرة من شمال غرب افريقيا فى قوافل يطلق عليها اسماء مختلفة ، فمثلا يطلق على القادمين من شمال افريقيا « قافلة المغاربة » وعلى القادمين

---

(١) العربى : اشار الدكتور جواد على فى كتابه « المفصل فى تاريخ العرب قبل الاسلام » ٨/٤٤٤ ـ ٤٥ الى اسماء الشهور فى العربية الجنوبية أو اليمن ، عند اهلها القدماء من حميريين وسبئيين وقتبانيين ، معتمدا فى ذلك على ما كشفته الحفريات الحديثة هناك ، وقد وردت اسماء هذه الشهور فى كتابه على غير ما هى عليه هنا فى المقالة . وبعد ان حلل الدكتور اسماء هذه الشهور ووضع دلالاتها ـ اشار الى ان الاستاذ بيستن Beeston . (من المؤرخين العربيين المحدثين) حاول تثبيت هذه الشهور مطابقة للشهور الغربية المستعملة الآن ، ولم يقر الدكتور اد هذه المحاولة .

من غرب افريقيا « ركب التكرور » ٠٠ وعند وصول هؤلاء الحجاج ـ وعادة يكون موعد وصولهم فى ١٢ او ١٣ شوال ، اى قبل اسبوع من تحرك القوافل من القاهرة الى مكة ـ تنشط التجارة ٠ ويقوم المغاربة ببيع خيولهم ومنتجاتهم اليدوية بينما يقوم الافريقيون ببيع التبر او الذهب والخيول والانسجة ، ويقايضون عليها ببضائع مصرية يحملونها معهم الى الحجاز ٠

وفى البحث وصف كامل للمحمل، والحماية التى كانت تسير تحت لوائها قوافل الحجاج من القاهرة ودمشق ٠

مذكرات تاجر بن فى اليمن

أما البحث الذى نلخصه لقارىء العربى تلخيصا وافيا فهو بحث عنوانه «مذكرات تاجر بن فى اليمن» ٠ وكاتب هذا البحث هو المستشرق البريطانى بيتر بوكسهول Peter Boxhall وهو برتبة رائد (ماجور) متقاعد كان يعمل فى الجيش البريطانى. وقائد احدى الحملات العسكرية على جزيرة سقطرة ثم أمضى فترة من عمله ضابطا فى جيش الاحتلال البريطانى فى مسقط وعمان ٠ وبعد أن ترك الجيش تفرغ للدراسات العربية ، وله عدة بحوث منشورة عن هذه المنطقة ٠

ويكشف « بوكسهول » فى بحثه الذى استعان فيه بالوثائق الرسمية لشركة الهند الشرقية حقائق واسرار الحرب الاقتصادية التى اشتركت فيها الدول الكبرى فى القرنين السابع عشر والثامن عشر ضد اليمن للحصول على البن منه بارخص الاسعار !

ما اشبه اليوم بالامس !

والغريب فى الامر هو وجه الشبه العجيب فى الاسلوب الذى اتبعته بريطانيا فى عام ١٧٣٣ للحصول على البن من اليمن بارخص الاسعار ، حتى لو أدى الامر الى استعمال وسائل الغش والخداع او التهديد ، والاسلوب الذى اتبعته الدول الكبرى ، فى عصرنا الحاضر ، فى محاولات الضغط على الدول العربية لتخفيض اسعار نفطها الخام !؟

حقيقة ما اشبه اليوم بالامس !

ولقد بدأ بوكسهول بحثه بمقدمة وافية عن ميناء « مخا » باليمن وعن الرواج الذى شهده هذا الميناء منذ عام ١٦٠٠ بعد ان نشطت تجارة البن ، وازدهرت زراعته فى اليمن ، وخاصة فى المناطق الواقعة بين مخا وصنعاء ولحيا ٠٠

وفى عام ١٦٦٠ اشتدت المنافسة بين شركة الهند الشرقية البريطانية والشركات الفرنسية والهولندية للحصول على البن اليمنى واصبح ميناء مدينة مخا يزدحم بهؤلاء التجار بصفته المركز الرئيسى لتصدير هذا المحصول الذى تتنافس عليه دول العالم . كما اصبحت بلدة « بيت الفقيه » والتى تقع فى سهل تهامة على مسيرة ٤ ايام بالجمال من ميناء مخا ، سوقا رئيسية لتجارة البن اليمنى ٠ وتطورت المنافسة بين الشركات البريطانية والفرنسية والهولندية على التجارة فى هذه المنطقة الى صراع حاد للسيطرة على منطقة المحيط الهندى كله ٠

وفى عام ١٧٠٨ م ، قام الهولنديون بانشاء مصنع للبن فى «مخا» واعطاهم امام اليمن الحق فى تصدير ٩٠٠ بالة من البن سنويا ، معفاة من الجمارك ٠ وفى عام ١٧٠٩ قام الفرنسيون بانشاء مصنع آخر لهم فى نفس المدينة وبنفس الشروط وخلال الاعوام ما بين ١٧٢٠ و ١٧٤٠ وصل التنافس بين الدول الاوروبية على تجارة البن اليمنى فى مدينة « مخا » الى الذروة ٠ وكان المسئولون فى شركة الهند الشرقية يحسبون كل ما يتعلق بالمنافسة الدائرة بينهم وبين الشركات الاخرى بالنسبة لتجارة البن فى مذكرات رسمية ٠ وقد بنى المستشرق « بوكسهول » بحثه ، كما ورد فى كتاب « الدراسات العربية » على هذه المذكرات المسجلة عن الفترة ما بين اول ابريل عام ١٧٣٣ حتى ١١ اغسطس من نفس العام ٠

محاولات للغش !!

فى اول ابريل عام ١٧٣٣ وصلت السفينة « كارولينا » التابعة لشركة الهند الشرقية الى ميناء « مخا » ومنذ اللحظة الاولى التى رست هذه السفينة لاحظ فرانسيس ديكنسن Francis Dickinson ممثل شركة الهند الشرقية ان هناك عدة سفن ترسو فى الميناء ، سفن فرنسية وهولندية وبرتغالية وهذا يعنى المنافسة ستكون شديدة بالنسبة للحصول على البن وعلى الفور قام ديكنسون بارسال مندوب عنه ٠

بيت الفقيه » لشراء نحو ٢٥٠٠ بالة من البن ... ب شركة الهند الشرقية ،وزوده بتعليمات ... مع الفرنسيين ، حتى لا يتنافسوا على ... وبذلك ينخفض سعر البن • واستمرت عملية الشراء وبدات بالات البن تصل الى «مخا» من بيت الفقيه » محملة على الجمال • وفى ٧ ... اكتشف ديكنسون ان هناك ٧ بالات من البن ... وهى ناقصة الوزن وكتب ديكنسون على ... الى مندوبه فى « بيت الفقيه » يطلب منه ... يشكو رئيس القافلة الى الحاكم ، حتى يوقع عليه جزاء رادعا • وفى نفس الوقت طلب منه ارسال بعض شجيرات من البن لكى تنقلها السفن البريطانية الىجزيرة سانت هيلانة لتجربة زراعتها هناك • وفى ٢٦ مايو تلقى ديكنسون خطابا من مندوبه فى « بيت الفقيه » - ويدعى ... !! يقول فيه بالحرف الواحد رئيس القافلة التيوجدت بها البالات السبع الناقصة الوزن قد اودع فى السجن ، اما بخصوص شجيرات البن فان الحكومة اليمنية توقع عقوبات صارمة على كل من يسرق شجرة بن ، ولكن عملاءنا من الهنود سيحصلون لنا على بذور البن لزراعتها فى سانت هيلانة •• وانه جعل الهنود العاملين معه يقومون برشوة القائمين على موازين البن ، وذلك بالنقود وبالشراب (الخمر) لكى يغشوا المزارعين فى الميزان ، وبذلك تحصل الشركة على كميات زائدة من البن ، دون ان تدفع ثمنها اليهم الا بتكاليف زهيدة هى قيمة الرشوة ومصاريف الامور !!

اسرعوا بالشراء
هناك مشترون آخرون فى الطريق

فى ٤ يونيو ١٧٣٣ وصلت رسالة الى ديكنسون ... على الاسراع فى شراء البن ، لان احد ... الشركة فى عدن قد شاهد سفينة سويدية ... فى طريقها الى « مخا » ، وتخشى الشركة ان ... وصول هذه السفينة الى زيادة اسعار البن ... زيادة الطلب •

فى ٢٢ يونيو وصل عدد بالات البن التى ... ها شركة الهند الشرقية ٢٨١٤ بالة ، وفى يونيو ارتفع سعر البن الى ١٣٠ دولارا ... لكل (٤٥٠ رطلا) وكانت الشركة قد وقعت قبل ذلك بان السعر ١١٠ دولارات اسبانية فقط !! وقد اضطرت الشركة الى شراء بقية الكمية اللازمة وهىنحو ٧٠٠ بالة بالسعر الجديد.

وفى المذكرات التى تلت ذلك يصف ديكنسون بالتفصيل حركة السفن التى وصلت الى اليمن ثم غادرته محملة بالبن • ويذكر فى احد تقاريره ان التجار الاتراك قد قاموا بشراء وتصدير نحو ٦١٥٠ بالة من اليمن الى جدة عن طريق ... و ٦٤٥٠ بالة عن طريق ... وان الهولنديين يقومون بشراء اية صفقة من ... هذا العام ، لان السعر ارتفع عن ... للشراء ، وانهم استطاعوا من ... [illegible]

وفى ٦ اغسطس ١٧٣٣ ... [illegible]

[illegible]

... السعر المناسب .وان ... لكم هذا امانى للشراء ونحن ... عليكم اعتمادا كبيرا فى ان تبدأو عمليات الشراء فى اوائل الموسم على ان لاتبدو رغبتكم فى شراء كميات كبيرة مرة واحدة ، حتى لا ترتفع الاسعار • وقد علمنا ان الفرنسيين لم يتركوا لمندوبيهم ... وهذا من مصلحتنا وعليكم استغلاله وشراء كل الكميات التى تصل الى السوق اولا باول وارسال نقود لمندوبنا من الهنود فى « بيت الفقيه » • ونامل ان نجد مخازننا مليئة بالبن عندما يجىء اليكم فى الموسم القادم » •

وفى يوم ١١ اغسطس ابحرت السفينة البريطانية الى بومباى ، وعلى ظهرها مستر ديكنسون • • ان انهى مهمته فى ميناء « مخا » •

رسالة من الشركة
هددوا باستخدام القوة !

ويكشف المستشرق بوكسهول النقاب فى نهاية بحثه عن رسالة خطيرة ارسلها مجلس ادارة شركة

الهند الشرقية الى مندوبي الشركة في اليمن مؤرخة في ١٠ نوفمبر عام ١٧٣٢ ، وتقول الرسالة :

« لقد وصلتنا معلومات من عملائنا في بومباي ان الفقيه « احمد » حاكم « مخا » الحالي رجل عنيف وانه يكره كل الاوروبيين ، ويحاول دائما ان ينتزع اموال التجار ، ويناقض فرمان الامام الذي يقضي بان تحصل جمارك ٣٪ فقط على شحنات البن • لذلك نرجو منكم ، اذا كان الفقيه احمد لا يزال هو الحاكم ، ان تتصلوا به وتبدوا دهشتكم من اية اجراءات يحاول فرضها ، وتطلبوا ضمان حرية التجارة طبقا للاجراءات السابقة والمنح التي حصلنا عليها ، وان تتمسكوا ببقاء مقدار السماحة بالة معفاة من الجمارك والرسوم• وبما ان سفننا مزودة بالمدافع والقوات ، فانه يمكنكم الاشارة او التلميح الى انكم ستضطرون الى اتخاذ الاجراءات اللازمة بالنسبة لتامين مصالحكم ، اذا وجدتم اية صعوبات او مضايقات من الحاكم • ولما كان عملكم الرئيسي هو الحصول على شحنات كافية من البن ، فعليكم ان تحصلوا على احسن الشروط قبل ان تبداوا في التعامل وان لا تخضعوا لاية ضغوط يمكنكم تجنبها » •

وهذا الخطاب واضح وصريح ويحمل في طياته شبها عجيبا بين الطرق التي حاولت الدول الكبرى استعمالها في القرن العشرين مع الدول العربية المنتجة للنفط، وبينما استعملته هذه الدول ضد اليمن في القرن الثامن عشر •• وما اشبه الليلة بالبارحة ، مع الفارق الوحيد في الموقف الحالي وهو ان عرب ١٩٧٥ غير عرب ١٧٣٢ •• فعرب اليوم لم تعد ترهبهم السفن الحربية، ولا التهديد باستعمال القوة ، ولن يثنيهم اى تهديد من هذا النوع عن المحافظة على حقوقهم المشروعة في استغلال ثرواتهم الطبيعية الاستغلال الصحيح الذى سيمهد لهم طريق التقدم الصناعى والثقافى والتكنى • ■

عرض للكتاب بقلم م•ط

من الكتب التي وصلتنا

التشريح الوظيفي للنفس
علم النفس الفسيولوجي

تاليف : الدكتور احمد عكاشة •

الناشر : دار المعارف بمصر ـ القاهرة •

● يثير لفظ النفس الكثير من التساؤلات وحب الاستطلاع في الناس حتى ان دراسة النفس البشرية اصبحت طبيعة العمل في كل المجالات الثقافية والاجتماعية والسياسية وقد ساعد على الاهتمام الشديد بالنفس التشكل الحضاري وميكانيكية الحياة وتقدم العلم والصناعة مما جعل الفرد باحثا عن ماهيته وذاته في وسط هذا الخضم من التغيرات الدنيوية •

ان فصول هذا الكتاب تحاول توضيح كل الابحاث الحديثة التي تقوم على تجارب موضوعية في نفس الانسان وقد كانت النفس وحتى وقت قريب مجالا لتخصص رجال الحكمة والفلسفة ورجال الدين لا علماء النفس واخيرا بدات النفس تخضع للدراسات الفسيولوجية المعقدة، فالكتاب يدرس ماهية النفس هل هي شيء غيبي ام مادي ؟ وهل يجب تقنينها وتصنيفها بغرض سعادة البشر •

لقد حاول الطب النفسي ان يفسر الكثير من الكلمات الشائعة في مفهوم الناس مثل الش[illegible] والشعور واللاشعور والغرائز والشخصية والعادات وغيرها ومن هنا نشا علم النفس الفسيولوجي الذي يدرس تشريح وظيفة النفس وهو الصلة بين فروع ال[illegible] المختلفة الخاصة بالعمليات النفسية والعقلية و[illegible] النفس •

الصهيونية وقضية فلسطين

..: عباس محمود العقاد .

..ر : منشورات المكتبة العصرية . بيروت/

● يجمع هذا الكتاب بين دفتيه كثيرا من المقالات والبحوث التى تتناول فيها العقاد القضية الفلسطينية من جميع نواحيها ، ولذلك يعتبر كتابهذا مرجعا وافيا صادقا يكشفاسرار القضية الفلسطينية وملابساتها .

فمن الناحية التاريخية يجد القارىء عرضا وافيا لتاريخ اليهود فى حلهم وترحالهم . كما يجد تحليلا دقيقا للنفس اليهودية وما تنطوى عليه من شذوذ وانحرافات . اما من الناحية السياسية فيوضح العقاد الالاعيب السياسية التى تتذرع بها الصهيونية ومن يؤيدونهم من الانجليز والامريكان وغيرهم لتحقيق اغراضهم المشتركة اما من الناحية القانونية فان العقاد فبها يوجه اسطع الحجج واقوى البراهين التى.. تفنيدا قاطعا ادعاء اليهود فى ارض الميعاد .

يوتوبيا

تاليف : توماس مور

ترجمة وتقديم : الدكتور انجيل بطرس سمعان

الناشر : دار المعارف بمصر القاهرة .

● تعتبر (يوتوبيا) اشهر الاعمال الادبية والفكرية التى تقدم صورة متكاملة للعالم المثالى، ذلك العالم الذى تختفى منه شرور عالم الواقع وتتحقق فيه احلام الانسانية بالسعادة والكفاية والعدل ، اما فكرة العالم المثالى فهى فكرةراودت ..ل الانسان من قديم الزمان ، وتناولها الفلاسفة .. مكرون ،وقدموا لها صورا مختلفة،اتخذت الطابع ..ى احيانا ، والطابع الفلسفى احيانا اخرى ، .. امثلة ذلك كتاب « الجمهورية»لافلاطون ،وكتاب .. سياسة » لارسطو ، « وآراء اهل المدينة ..ضلة » للفارابى .

.. ا ما يميز هذا الكتاب (يوتوبيا) لتوماسمور ..لك الاعمالالسابقة فناحيتان:احداهما الشكل .. الروائى الذى قدم به المؤلف عالمه المثالى .. حية ،وارتباطها بعالم الواقع ومشاكلهارتباطا من ناحية اخرى .

وقد قدم مؤلفه صورة ادبية لجزيرة مثالية،ادعى انها حقيقة واقعة ، صادفها فى اثناء رحلاته ، وتركت فى نفسه اثرا قويا فنقل صورة مفصلةلها، وربط بينها وبين عالم الواقع ، عن طريق الموازنة، وابراز وجه الشبه والخلاف .

اما الناحيةالثانية فيتضح فيها ارتباط(يوتوبيا) بعالم الواقع ، لما تحمله من آثار العصر الذى كتبت فيه . وما تعكسه من صفات صاحبها واهتماماته . فكما ، انه قدم لنا صورة براقة لدولته المثلى . قدم ايضا عيوب نظم الحكم والحياة الاجتماعية فى عصره تشخيصا بارعا وابرز بلمسات انسانية رائعة ما فى ذلك العصر من صنوف الظلم والاستبداد .

الحركة الادبية
فى المملكة العربية ..

● دراسة وافية تتناول الادب فى المملكة العربية السعودية فى العصر الحديث بدءا بمطلع القرن الرابع عشر الهجرى (اواخر التاسععشر الميلادى) وتحدد مكانيا بحدود المملكة العربية السعودية برقعتها الحالية التى تبلغ حوالى مليونين ونصف مليون كيلو متر مربع .

اما منهج هذه الدراسة فيجمع بين العرض والتحليل ، والكتاب سبعة ابواب درس البابالاول البيئة السياسية والدينية . اما الباب الثانى فدرس المؤثرات المباشرة فى النهضة الادبية . والباب الثالثدرس الفنون الشعرية التقليدية والفصل الرابع تناول موضوعات الادب المستحدثة والباب الخامس نقدى تاريخى يوضح طرق الاداء الفنى فى الشعرالسعودى من حيث مذاهبه الادبية، ومصادره ،وصورته الفنية ومنهج قصائده،والباب السادس يوضح الفنون الادبية المستحدثة كالقصة والمقالة بانواعها ، وموضوع الباب السابع البحوث والدراسات المنهجية ، ومنها بحوث ادبية واخرى تاريخية .

وقد واجهت المؤلف عدة صعاب أولها قلة المصادر ، بالاضافة الى أن هذا الانتاج الفكرى

والادبي ضائع مفقود طوته يد البلى • وللحقيقة ان عدة كتب الفت فى تاريخ هذه البلاد وعقيدتها ولكنها مقسمة الى فريقين فريق متعصب لها كل التعصب ينظر الى كل شيء فيها بعين الرضا ، وفريق ينظر اليها بعين الكره فهو لايجد الا سوءا، وكلا الفريقين حائر يخفي الحقيقـة ويركب مركب الهوى ، اما الصعوبة الثالثة فهي أن هـذا الادب متشعب الى شقين كبيرين اولهما اتخذ اللغة العربية الفصحى وسيلة للتعبير وثانيهما اتخذ لغة الشعب او ما يعرف فى الجزيرة بالنبطية اداة للاداء ،وهذه اللهجة بطبيعة الحال غريبة عن غير ابن الجزيرة والمؤلف هنا يعترف بعجزه عن ادراك ما فى هذا الادب من معان جميلة يمكن الاستفادة منها •

خطف الطائرات
فى الممارسة والقانون

تاليف : الدكتور محمد المجذوب •

الناشر : معهـد البحوث والدراسات العربيه ـ جامعة الدول العربية ـ القاهرة •

• يقدم هذا الكتاب دراسة موسعة عن ظاهرة خطف الطائرات بعد ان اتسع نطاقها ، فعمت مختلف ارجاء العالم ، واتسمت بالعنف ، واشاعت جوا من عدم الامن ، وقد تحرك الباحثون ، وعكفوا على دراسة مختلف جوانب هذه الظاهرة قانونيا واجتماعيا وسياسيا ، ومنذ البداية سارعت بعض الاوساط الدولية الى استعمال تعبير « القرصنة الجوية » لتطبق عليه القواعد الدولية الخاصة بالقرصنة البحرية ، غير ان هذا الاتجاه مرفوض، باعتباره تكييفا قانونيا خاطئا لحالة خاصة لا علاقة لها بمفهوم القرصنة السابق •

وعندما تكاثرت حوادث الاختطاف ، وشعر العالم بجسامة الخطر الذى بات يهدد شبكة مواصلاته الجوية ـ تنادت الدول الى وضع تشريع دولى يلزم الدول المتعاقدة بمعاقبة الخاطفين ، ويفرض عليها اتخاذ التدابير الوقائية والعملية للحيلولة دون وقوع هذه الجريمة ، او للتخفيف من آثارها •

وهذا الكتاب ينقسم قسمين : الاول تحدث عن الخطف الجوى كظاهرة دولية جديدة ، فدرس تاريخ ظهوره ، وتسميته ، وبواعثه ، وكيفية القيام به ، والاخطار والاضرار التى تنجم منه . اما القسم الثانى فهو دراسة لهذه الظاهرة على صعيد القانون الدولى ، وقد اجرى المؤلف موازنة بين الخطف الجوى والقرصنة البحرية ، وبحث عن النظام العام للجرائم المرتكبة على متن الطائرات،وحلل الاتفاقيات الدولية الثلاث المتعلقة بالخطف الجوى •

مبدأ المساواة فى الاسلام
من الناحية الدستورية

تاليف فؤاد عبد المنعم احمد •

الناشر : مؤسسة الثقافة الجامعية ـ [illegible] ـ مصر •

• يدرس هذا الكتاب المساواة فى الاسلام . وتاتى عظمة التجربة الاسلامية فى هذا الميدان . فانه لاول مرة فى تاريخ الانسانية تصدر شريعة وتعاليم توجه للانسانية كلها ، وتعتبر كل انسان على ظهر البسيطة أهلا لتقبل الحقوق . والالتزام بالواجبات ، كاى انسان آخر ، وان الاصل والجنس واللون لا يمكن ان يفرق بين انسان وآخر امام القانون ، وقد جاءت هذه المحاولة الاولى فى تاريخ الانسانية لتوكيد المساواة بين الناس امام اللـه ، وامـام القانون على اختلاف اجناسهم والوانهم وظروفهم الاجتماعية •

كما قام المؤلف بموازنة بين التجربة الاسلامية وما سبقها من نظم فى المجتمعات غير الاسلامية خلال الازمنة القديمة فى مصر ، وعند الاغريق ، وعند الرومان ، وفى الديانات غير السماوية فى الهند ، والصين ، وفارس،وفى الديانتين الكتابيتين السابقتين للاسلام ، وهما اليهودية والمسيحية • ثم حالة العرب قبل ظهور الاسلام •

وقد قسم المؤلف بحثه هذا خمسة ابواب ، الباب الاول تناول تطور مبدأ المساواة منذ الازمنة القديمة حتى ظهور الاسلام ، اما الباب الثانى فموضوعه مفهوم مبدأ المساواة فى الاسلام، والباب الثالث يدرس مشكلة الرق وصلته بمبدأ المساواة فى الاسلام • والباب الرابع يدرس مسائل المراة وصلتها بمبدأ المساواة فى الاسـلام ، والخامس يدرس مبدأ المساواة فى الديمقراطية الغربية والنظام الماركسي •

شعر الدعوة الاسلامية في العصر العباسي الاول

… عبد الله عبد الرحمن الجعيثن

: الدكتور عبد الرحمن رأفت الباشا

… : كلية اللغة العربية بالرياض … السعودية .

… هذا الكتاب هو الجزء الرابع من موسوعة … الدعوة الاسلامية » التي تضطلع بها كلية … العربية بالرياض ، اسهاما منها في … الاسلامية .

والعصر العباسي الاول عصر يتميز بالتيارات … ضروب شتى من الافكار ، ومنازع مختلفة … ، وانماط متعددة من الحضارات … ذلك كله شعر يمثل هذا العصر … ، ومحافظ ومجدد ، وقد فتن البعض … الشعر تميل الى تصوير حياة الفساد فيه ، … وصموا العصر كله بالسوء ، … الوجه المشرق من ذلك الشعر … طيبة ودعوة الى الاخلاق الفاضلة ، … عن الوان الحياة الكريمة والنواظر … الوجدانية .

… رتب المؤلف كتابه ترتيبا زمنيا وسلسل … سلسلة هجائية ، وساق الابواب على حسب … ، ثم الحق بكل ذلك فهارس كاشفة … ، وتذلل له المصاعب .

التربية عبر التاريخ من العصور القديمة حتى أوائل القرن العشرين

: الدكتور عبد الله عبد الدايم .

: دار العلم للملايين . بيروت-لبنان

استقى مؤلف هذا الكتاب مادته الاساسية … قديم الف في هذا الموضوع ،وكان عنوانه … التربية » ، زاد عليه زيادات غيرت … وجوهره ، وزاد عليه بابا في التربية الاسلامية ، وبابا آخر عن التربية في القرن العشرين ، ومع ذلك فان الكتاب … ان يكون مدخلا لتاريخ التربية والافكار التربوية . وكان الهدف منه ان يكون مرجعا ميسرا لطلاب التربية في الجامعات ومعاهد المعلمين ، والكتاب يقدم قصة التربية منذ القديم حتى اليوم في خطوطها العامة ، ومعالمها البارزة ، بل يدفع القارئ الى مزيد من التعمق حيث يريد التعمق وحسبه انه المتكأ والمنطلق لمن اراد ان يتزيد في البحث .

يقول المؤلف ان الذي دفعه الى العناية بتاريخ التربية …

… دراسة وافية مقصدة في بحث … الامام احمد بن حنبل ، تلك المحنة التي احاطت … كبار علماء الاسلام … ليس له بها علم ؛ … ان يخوض مع الخائضين ، … امام العواصف الهوج .

وتعتبر هذه الفترة من حياة الامام أحمد بن حنبل اعمق فترة من حياته ، واجلها ، واقساها عذابا ، وبعدها جاء الفرج . فوقف - في وجه الدنيا المقبلة عليه - الموقف نفسه الذي واجه به المحنة القائمة .

وقد تكلم المؤلف في عجالة عن المعتزلة بصفة عامة ، وعن اصل التوحيد ، ومعنى خلق القرآن عندهم بصفة خاصة ، كما ان المؤلف خصص فصلا خاصا من كتابه عن حياة احمد بن حنبل ونشاته .

بقلم : أنور الجندى

■ كان الدكتور محجوب ثابت من اظرف الشخصيات الوطنية والادبية والاجتماعية فى عصره ، وكانت ندوته تعقد فى عيادته الخاصة ويطلق عليها اسم « بعكوكة محجوب » لانها كانت تضم عناصر مختلفة من جميع الثقافات والمهن ، وان غلب عليها طابع الاطباء ، فقد كان مهوى افئدة زملائه فى المهنة : الدكاتره على ابراهيم ، سليمان عزمى ، نجيب محفوظ ، عبد العزيز اسماعيل ، وهم اطباء لهم عياداتهم الخاصة ولكنهم كانوا يختارون يوم الجمعة حيث تتوقف اعمالهم فى عياداتهم ليلحقوا ببعكوكة الدكتور محجوب التى كانت تنعقد عادة فى عيادته او فى بار اللواء او فى محل (صولت) الحلوانى .

اما حين تعقد فى بار اللواء فكان يحضرها داود بركات رئيس تحرير الاهرام .

واما فى محل صولت فعندما يحضرها أمير الشعراء احمد شوقى .

وكانت احاديثها فى الاغلب تدور حول ذكريات الطب والاطباء .

اما الدكتور محجوب ثابت فقد تخرج عام ١٩٠٦ في مدرسة طب البلاد الحارة بجامعة باريس وكان اول الناجحين . وانتخب في اوائل عام ١٩٠٨ استاذا مساعدا لعلم الامراض والتكنولوجيا بمدرسة الطب ومستشفى القصر العيني . ثم انتخب عام ١٩١٤ استاذا لمادة الطب الشرعي وعلم النفس بالجامعة المصرية .

وقد ظل يعمل في ميدان الوظيفة مع سعد زغلول باشا وفي انشاء النقابات العمالية وفي الدعوة الى تحرير وادى النيل .

وأخيرا كان اكبر عمله هو التدريب العسكرى لطلبة الجامعة الذى اشرف عليه في السنوات العشر الاخيرة قبل وفاته (مايو ١٩٤٥) .

وكان اغلب اساتذة جامعة القاهرة من تلاميذه. وفي ابان الحركة الوطنية جمع بمفرده ٨٠ الف جنيه سلمها لزعماء الثورة كما امضى حوالى سبعة اشهر في تضميد جراح ومعالجة المصابين في احداث الثورة المصرية بلا مقابل . وسافر قبل الحرب العالمية الاولى الى اوربا للدعاية للقضية المصرية في جنيف .

مسرح الندوة

أما مسرح الندوة فقد كان كما وصفه احد زواره حين قال :

« يعيش الدكتور محجوب في عيادته عيشة استقلالية ، بين كتبه وكراسيه ومنضدة العيادة والمائدة ، وكلها عنده سواء ، وكلها مفتوحة لكل طارق يعرفه اولا يعرفه ، يعالج من يقصده من المرضى ولا يسال اجرا ، ويؤاكل كل من يحضر ساعة الطعام بغير كلفة، ويطلب الشاى او القهوة لكل من يقصده ، لا يتقيد بموعد ، ولا تكلفه حياة المجتمع اى عناء، لحية مرسلة وشارب معفى، فلا حلاقة ولا تسريح . وزى واحد هو زى الليل وهو ايضا زى النهار وكرافات واحد اسود ، لا يكلفه الاستعداد للخروج بعد يقظة الصباح غير دقائق معدودة ، محبوب في ربوع الشام ، يتوافد عليه اصدقاؤه ، ومحبوه ، يدخن التوسكانا دائما. » وبالاضافة الى هذا مكتبة بها اكثر من ١٨ الف مجلد .

أحاديث الاطباء

وعندما يجتمع الاطباء لا يكون لهم حديث الا الطب والمرضى ، اما صداقته العريقة فهى مع طبيب مصر الكبير علي ابراهيم باشا فقد تعارفا في المدرسة الخديوية :

ودائما يتحدث الدكتور محجوب عن صديقه الجراح الماهر علي ابراهيم .

عرفته في المدرسة الخديوية عام ١٨٩٣ كان في القسم الانجليزى وانا في القسم الفرنسي ، منذ عرفته وانا مؤمن بانه سيكون طبيبا فذا لانه كان بيننا اقدر الزملاء على [illegible]
بالنكتة الرائعة والدعابة المستملحة
مرة ولم يثر علي وضع من الاوضاع
وهو فنان يحب ان يرى [illegible]
سجاجيد وتحف واثار يعنى بها
ويقول ان علي ابراهيم مدير
كلية الطب ، لا يزال هو علي [illegible]
ولا تزال في يده السلامة كما [illegible]
سنة الماضية ، وعيبه انه صريح مع مرضاه صراحة مؤلمة ، وهذه الصراحة خصم كل طبيب ومع ذلك فهو ناجح .

وهكذا اثار الدكتور محجوب قضية هامة : لا بد ان ندلى فيها الاطباء برأى .

يقول الدكتور سليمان عزمى : ليس للطبيب ان يكذب في عمله لان الطب كما هو علم وفن فهو امانة في عنق الطبيب يجب ان يؤديها بالصدق والاخلاص واذا كان الكذب ممقوتا في جميع العلوم والفنون ، فهو في الطب اكثر مقتا ، واعظم خطرا ، وصراحة الطبيب للمريض وأهله واجبة ليزداد اهتمامهم ويحرصوا على تنفيذ التعليمات الطبية .

ويقول : لا أظنني اخفيت الحقيقة على اهل مريض الا اذا كانت حالته خطيرة لا امل فيها .

ويتدخل الدكتور نجيب محفوظ فيقول :

لا يجوز للطبيب ان يكذب لان الكذب غش واذا دخل الغش الطب فسد . وكان خطرا على المجتمع ، ولكن ينبغى للطبيب ان يخفى على المريض حقيقة حاله اذا كانت خطرة حتى لا يؤثر في نفسه فتزداد صحته سوءا وفي الوقت نفسه يفضى لاهله بكل شيء ولو كان الامل مقطوعا في شفائه .

أما الدكتور سليمان عزمي فيقول : ولقد يستدعيني احد المرضى وكانه في حالة النزع ، فاترك كل عملي واسرع الى منزله فاذا به في حالة عادية تتحمل الانتظار ساعة او ساعتين حتى افرغ من العيادة ٠

وامر آخر ان المريض ياتي بعد ان اعطيته العلاج فيقول انه لم يشعر باى تحسن ثم يتبين انه لم يشرب الا ملعقة واحدة من الدواء ، لماذا لانه لا يعجبه ٠

ويضحك الدكتور محجوب ثابت لان الدكتور عبدالعزيز اسماعيل لم يشترك في الحديث ثم يقول: لقد جرت عادة الاطباء ان يزينوا عياداتهم بصور هياكل بشرية مثل جسم الانسان ، او صور رمزية تحض على اجتناب الخمر والتدخين او صور الدبلومات التى نالها الطبيب ٠

أما الدكتور عبد العزيز اسماعيل فقد وضع لافتة واحدة تقول :

(تحذير : الدكتور لا يعطى توصية الى مستشفى القصر العيني)

بين علي ابراهيم والميرغني

وتبسم الدكتور علي ابراهيم وهو يحدث عن اخطر المواقف في حياته الطبية ويقول :

في عام ١٩١٧ كان السيد علي الميرغني شيخ الطريقة الميرغنية بالسودان قد طرأ عليه مرض في الكلى فطلب الى حاكم السودان العام ان يستدعى طبيبا يثق به من مصر فارسل الى الحاكم بناء على رغبة السيد ان احضر لمعالجته ، فلبيت طلبه ، وذهبت قاصدا الى السودان حتى وصلت الخرطوم، فلما رآني السودانيون اذيع بينهم قول بان الحاكم العام استدعاني من مصر لكي اقتل الشيخ علي الميرغني٠ وراجت هذه الاشاعة في البلاد السودانية ولا سيما بين مريديه واهل طريقته ، وسرعان ما قدموا الالتماسات يرجون الحاكم الا تجرى هذه العملية الجراحية للسيد حتى لا يموت ، فنبهني الحاكم الى حرج الموقف وقال لي :

اذا عملت العملية للسيد ومات متاثرا ، فاعلم انك لن تخرج من السودان الا مقتولا وخير لك اذا تبينت ان الرجل في خطر ، وان لابد من اجراء العملية ان توعز الى سرا حتى ادبر لك حيلة للنجاة بنفسك والذهاب الى بلادك ٠ وشعرت بالخطر يتهددني ، ولكنني اخبرته انني لا استطيع ان اعطيه رأيا بان علته هينة ، ليس وراءها ما يخاف منه.واخبرت الحاكم باني ساجرى العملية الجراحية واقوم عليها الى النهاية دون ان يحدث ما يسوء عاقبته.فاطمان ووثق بى وتركني وشاني.

وعندئذ اخذت ازاول العملية للسيدعلي بعناية ودقة ، وقمت على معالجته طوال المدة التى اقمت فيها بالسودان حتى نجحت العملية واسترد قوته ونجوت بذلك ٠

وقد عرف عن الدكتور على ابراهيم براعة المتسرط ، وقد جمع من السجاجيد والتحف والاثار النفيسة ما قدر ثمنه بمائة الف جنيه وقد بدا ذلك عام ١٩٠٣ تقريبا واستمر فيه حتى توفى عام ١٩٤٧ ومن التحف النادرة التى كان يملكها ساعة فاخرة كانت للسلطان عبد الحميد لها آلة موسيقية تعزف السلام السلطاني ٠

الحصان مسكويني

وتساءل احد اعضاء الندوة عن اعز احباب الدكتور محجوب : الحصان مسكويني ولماذا هو ضامر الجسم ٠ قال : لقد اطلق الدكتور عبدالحميد بدوى اسم مسكويني ، واذاعه ابن حارتي الشيخ عبد العزيز البشرى ، وابدع صديقنا شوقي ذكره بقصيدتين رائعتين ، والحصان ماشاركني جوعا بل يمكن ان يقال انه شاركني صبرا بالوقوف الطويل امام بيت الامة ينتظر فراغي ، او امام منزل محمود باشا سليمان ، او منتدى صولت بشارع فؤاد ، لقد شاركني صبرا وجلدا وانتظارا لخروجنا من المجالس ، كما شاركني وغيرى من الرفاق في جوب المدينة طولا وعرضا وحضور مظاهرات واستقبال رصاصها ، وكم انتظر امام الازهر والمعابد والكنائس والبيع ابان الحركة الوطنية ، اما ان هذا الابلق مخطف البطن ، فهذا من خلقته ، لا من جوع وهزال ٠ انني يا بني مغرم بالخيل قديما فقد ولدت في السودان ، بين الجنود والبنود ، وسمعت صهيلها وانا بعد وليد، ولطالما وضعت على ظهورها وقبضت على رسن الجمتها وانا يافع بعد ٠

طيب العيش

● قيل لامرىء القيس : « ما اطيب عش الدنيا؟» فقال:« بيضاء رعبوبة (امرأة طرية) بالطيب مشبوبة . بالشحم مكروبة (مكتنزة)

وقيل لطرفة بن العبد:«ما اطيب عيش الدنيا ؟ » فقال : « مطعم شهي . وملبس دفي . ومركب وطي · وقيل للاعشى مثل ذلك فقال : « صهباء صافية . تمزجها ساقية (جارية) من صوب غادية (سحابة) ·

ما

● قال قتيبة بن مسلم ، لحصين بن المنذر « ما السرور ؟ » قال . « امرأة حسناء . ودار قوراء (واسعة) ، وفرس مرتبط بالفناء »

وقيل لضرار بن الحسين «ما السرور؟»

الثلث والثلث كثير

● عن سعد بن ابي وقاص قال مرضت عام الفتح مرضا اشرفت فيه على الموت . فاتاني رسول الله صلى اللهعليه وسلم يعودني ، فقلت . « يا رسول الله . » ان لي مالا كثيرا.وليس يرثني الاابنة ، أفأوصي بمالي كله ؟ » قال «لا» قلت « فثلثي مالي ؟ » قال «لا» قلت « فالشطر » أي النصف · قال . « لا » ، قلت « فالثلث » قال « الثلث ، والثلثكثير ، انك ان تذر ورثتك اغنياء خير من ان تذرهم عالة يتكففون الناس ، وانك! تنفق نفقة تبتغي بها وجه الله الا أجرت عليها،حتى اللقمة ترفعها الى فيامرأتك » ·

بخيل

● حكي أن ضيفا نزل على ابى حفصةالشاعر الذى كان من البخلاء المعدودين · فلما رآه قد اقترب من البيت ترك له الداروهرب ، مخافة ان يبقى الضيف فى الدار فيضطر الى اطعامه وتحمل نفقاته ·فأخذ الضيف يبحث فى ثنايا الدار عن طعام يأكله ، لكنه لم يجد شيئا ، فخرج الضيف ، واشترى بعض الطعام من السوق، ثم عاد الى منزل الشاعر ، وعلق رقعة على الباب فيها هذان البيتان :

يا أيها الخارج من بيته	وهاربا من شدة الخوف
ضيفك قد جاء بزاد له	فارجع،وكن ضيفا على الضيف

السرور ؟

قال « لواء منشور ،وجلوس على السرير، والسلام عليك ايها الامير » .

وقيل لعبد الملك بن الاهتم « ما السرور ؟ » قال : « رفع الاولياء . وحط الاعداء ، وطول البقاء ، مع القدرة والنماء » .

السؤدد

● قال عبد الملك بن مروان لابن مطاع العنزى : اخبرني عن مالك بن مسمع (وكان احد رؤساء قومه) » فقال له : غضب مالك لغضب معه مائة الف لا يسالونه فى اى شئ . فقال عبد الملك : هذا السؤدد » .

الأرزاق

قال الاصمعى رأيت اعرابية ذات جمال رائع تسأل الحجيج بمنى . فقلت لها « يا أمة الله ، تسألين الناس . ولك هذا الجمال » ؟ قالت « قدر الله فما اصنع؟» قلت « فمن أين معاشكم ؟ قالت هذا الحاج نتقممهم ونغسل ثيابهم » فقلت « فاذا ذهب الحاج فمن اين ؟ » فنظرت الى وقالت « يا صلب الجبين لو كنا نعيش من حيث نعلم لما عشنا » .

وهذا يشبه قول الشاعر

ولو كانت الارزاق تأتى على الحجا هلكت اذن من جهلهن البهائم

لست بكفء

● لما حاصر المنصور ابن هبيرة بعث اليه ابن هبيرة « أن بارزني » فقال المنصور . «لا افعل» . فقال عدوه هبيرة « لاشهرن امتناعك عن مبارزتي ، ولاعيرنك به امام الناس » . فقال المنصور « ان مثلنا مثل ما قيل ان خنزيرا بعث الى الأسد ، وقال قاتلنى . فقال الاسد لست بكفء لى ، ومتى قتلتك لم يكن لى فخر . وان قتلتنى لحقنى عار عظيم » . فقال الخنزير « لأخبرن السباع بنكولك (جبنك) » فقال الاسد « احتمال العار فى ذلك أيسر من التلطخ بدمك » ..

وفى عذر من يخاصم دنيئا ويدافعه .يقول المتنبى :

اذا أتت الاساءة من وضيع ولم ألم المسىء . فمن ألوم ؟

بقلم : محمد الزيات

■ التفت الحارث بن عوف المزنى — وكان يطلق عليه « سيد العرب » — الى ابن عمه ، قائلا فى لهجة ملؤها التيه والاعجاب : « هل ترى احدا من العرب يردنى ان خطبت ابنته ؟ »

غير ان ابن العم جابهه فى صراحة مؤلمة اذ قال متهكما : « اوس بن حارثة مثلا .. »

وساد الصمت بينهما لحظة قبل ان يقول الحارث: « ان كلامك هذا قد دفعنى الى ان تكون الاجابة من فم اوس غدا .. »

ولم ينم الحارث ليله . فقد بات مؤرقا خشية ان يرده اوس .. ومن ثم بادر قبل اشراق الشمس مصطحبا ابن عمه وبرفقتهما عدد من العبيد والجوارى ، متجهين الى ديار اوس بن حارثة ، لخطبة احدى بناته،مدفوعا بغريزة التحدى قبل الرغبة فى المصاهرة نفسها .. وقطع الركب يومه فى رحلة شاقة ، الى ان وصل مع غروب الشمس الى بيوت اوس الذى كان حينئذ فى فناء منزله ، يرعى بعض شئونه ، فسلموا عليه وهم لا يزالون على الجياد .. واردف الحارث قائلا : « اننا فى عجلة من امرنا وقد جئناك لامر مهم .. لقد جئناك خاطبين .. فما رأيك .. هل ننزل عن جيادنا .. ؟ ام نلكزها مواصلين السير ؟ » وتغير وجه اوس ، وقال فى صوت ثائر : « على من ناديتم ؟ .. لا.. لست هناك . صحبتكم السلامة » .

ثم اعطاهم ظهره متجها الى داخل بيته ..

★★★

ورأته زوجه على هذه الصورة ، فما زالت به حتى انهى اليها خبر هذا الحارث الذى جاء يخطب اليه احدى بناته ، ولم يكلف نفسه ان ينزل عن فرسه غرورا واستعلاء ، وكانما جاء يشترى سلعة هينة . فاخذت تهون عليه قائلة : « الست تريد ان تزوج بناتك ؟ »

وسالها مداعبا واما تفتق ذهنك من شيء آخر .. ؟ » فوضعت يدها على فمه قائلة : من حقي اليوم ان افخر بك ......

قال : « لا شك »

قالت في لهجة ارق : « اذا لم تزوج « سيد العرب » فمن تزوج اذن ؟ »

ومضت لحظة صمت احس خلالها بانه تسرع في الجواب .. فقال متأوها : « لقد حدث ما حدث، ولا سبيل الى الرجوع فيه .. »

فقالت الزوجة في رجاحة عقل : « لا تضيع وقتا ، الحق به وردّه ثانية ، واعتذر بانـك لقيته ، وكنت متألما لامر الم بك وقتذاك .. وانه لا يليق ان تدعهم يرحلون وقد اقبل الليل .. »

وركب اوس فرسه وانطلق يعدو في الرهم ، وكان القمر يطل بوجهه من خلف الجبل الشرقي ، حيث نشر ضوءه على الرمال الذهبية ، وهب النسيم رقيقا ، وبدا له ان اهانته لضيوفه ما كانت تليق به مهما تكن حماقة الضيف .. وبينما هو يعدو بفرسه مع افكاره هذه ..

كان « سيد العرب » يعود متخاذلا ، لا يستطيع ان ينظر الى وجه ابن عمه ، او يبادله الحديث ، وران على الركب صمت ثقيل يزيد منه صمت الليل والصحراء .. وفي غمرة هذا السكون تناهى الى اسماعهم صـوت يدعوهـم الى الوقوف .. وعرفوا فيه على الفور صوت اوس .. وتوقف الركب .. وعاد من جديد بصحبة اوس قائلا : « ليس من شمائل العرب ان ترحلوا بالليل وقد كنتم عندي .. اما ما جئتم بشانه .. فامهلوني»·

ودخل اوس منزله ، فدعا اليه كبرى بناته ، وقال لها : « يا بنيتي : هذا الحارث بن عوف ، سيد من سادات العرب ، قد جاءني خاطبا ، وقد رايت ان ازوجك منه ، فما تقولين ؟ » فاطرقت لحظة ثم قالت : « ابى ٠ بالله عليك لا تفعل ذلك ٠٠ » فنظر اليها متسائلا ٠٠ وهي تكمل : « لست بذات جمال ، وفي خلقي تسرع ، ولست بابنة عمه،فيرعى رحمي وقرابتي،وليس بجارك في البلد فيستحي منك ولا آمن ان يجد في مالم يكن يريد ، فيطلقني ، فاعيش تعيسة فريسة الندم ٠ » فاجابها مُكبرا فيها الرأى : « امضي بارك الله فيك ٠ »

★★★

ودعى ابنته الوسطى ، وقال لها ما قال لاختها الكبرى ، فاجابت : أبي ٠٠ انك تعلم ، وليس خافيا عليك انني غريرة لاحسن معرفة الاشياء ، ولا كتمان الامور ، كما انني لست بذات صنعة تحسنها يداى ، ولا آمن ان يرى مني ما يكره ، فيطلقني ، وليس بابن عم لي ، فيرعى حقي ، ولا جارك في البلد،فيستحي منك ، فاجابها : « انهضي بارك الله فيك ٠٠ »

★★★

ودعا بابنته الصغرى ، وكانت تدعى «بهَيسة» فقال لها ما قاله لاختيها : فاجابته : « انت وما رايت ٠٠ » فقال لها : « يابنيتي لقد عرضت هذا الامر على اختيك فرفضتاه » ولم يذكر لها ما ذكرتا ، فقالت في اعتداد : « لكنني والله الجميلة وجها ٠٠ الصناع يدا ، الرقيقة خلقا ، الحسيبة اهلا ، فان يطلقني فلا اخلف الله عليه بخير ٠٠ » فقال : « بارك الله عليك ، هكذا انتظر منك » ٠

★★★

وخرج الى ضيوفه لينهي اليهم موافقته على زواج ابنته بهيسة من « سيد العرب » الذى بدا له من شدة الفرحة انه لم يسمع جيدا ، فاخذ يستعيد كلامه مع رفاقه ، وقد احس احساس الظافر المنتصر ٠٠ ، وانطلقت في هذه اللحظة تهليلات الاماء ٠

★★★

ومضى الليل طويلا ٠٠ وفي الصباح دعا اوس كبار رجال القبيلة ، واخبرهم بما حدث ليلة امس وبموافقته على الزواج فاعلنوا هم ايضا موافقتهم، فان الذى سيصهر اليهم احد رجالات العرب ٠٠ وقضى الحارث نهاره ضيفا على اصهاره ٠٠

وفي المساء امر اوس باعداد منزل للعروسين٠٠ وبين دقات الطبول ، وانوار المشاعل التي غمرت شعاب الصحراء بضوئها ـ زُفت بهيسة الى زوجها ٠٠ وازاح الزوج النقاب عن وجهها فاحده جمال باهر ، ينطق بالعزة والاعتداد بالنفس فكاد ان يتراجع اكبارا واجلالا ، لكنه ـ وبعد أن افاق من ذهوله ـ لم يستطع ان يتراجع ، فطبع على جبينها قبلة اودعها كل شوقه وحنينه ، واقبل عليها يريد ان يحتويها بين ذراعيه فصدته في رفق مبتسمة : كفى الآن ذلك ٠٠ »

وفي هذه اللحظة استاذنت احدى الجواري تطلب الدخول بالطعام ٠٠ وتناولا ماشاء لهما منه ٠٠

ثم انتحت العروس جانبا ، فحاول الاقتراب منها، لكنها قاومته في صلابة ، مما اثار ريبته ، فابتعد عنها ، وجلس مطرقا يفكر ، وبذكائها ادركت ما يدور في نفسه فقالت له : « الست زوجتك ؟ »

قال : « نعم »

قالت : « فلماذا العجلة ؟ »

قال : ولماذا التاخر ؟

وهم ان يحتويها ثانية ، فاجابته معذرة : «اعلم ان هذا لن يكون بين اهلي واشقائي ٠٠ ايسرك ان تفخر بانك دخلت بي على فراش أبي ، وبين اشقائي،وابناء عمومتي ؟ « لا ٠٠ لا لن يكون ذلك بين اهلي واخوتي » ٠

وفي الصباح الباكر،كان الركب يقطع الصحراء بهودج العروس ، متجها الى ديار زوجها ، وسط

الاغاني ، وصيحات الطرب .. وما زال الركب يسرع في السير حتى كان وقت الهجير ، وبدت لهم على القرب اكمة ، فرأوا أن يقيلوا بها . وانتحى الحارث بعروسه منفردين في خيمة صغيرة تناولا فيها طعامهما ، وما أن فرغا منه ، حتى دنا منها ، لكنها ازاحته عنها في ضيق وهي تقول : « والله لن يكون ذلك في الطريق .. هل تفعل بي كمايفعل بالامة الجليبة ، أو السبيئة الاخيذة ، أو سواقط النساء ، ممن يلتقطن من قوارع الطرق ؟ الا تخشى أذن امة ، أو عين عبد،تتلصص الآن علينا ، فيصبح ماحدث بيننا سرا مذاعا ، وحديثا مباحا ؟ لاوالله لن يكون ذلك من اجل نزوة اوحت بها وحشة الطريق .. هيا بنا نسرع الى بيتنا الجديد في ديارك فقد شاقني أن اراه . »

★ ★ ★

ووصلت القافلة اخيرا ، واستقبلها على مشارف الديار شباب القبيلة ،يلوحون بالسيوف، وسعف النخيل ويرددون اغاني الفرح .. وسهر الحي بفتياته وفتيانه ، حتى شيوخه واطفاله ، ابتهاجا بالعروسين .. وانتهت السهرة ، وتوجه العروسان الى منزلهما،ومن دونهما اسدل الباب..

واقبل الحارث على عروسه ليساعدها في التخفف وهي تضحك من الاعماق ، غير انه ماكاد يضمها اليه وقد بدت لـه ثيابها الرقيقة كاجمـل بنات الارض حتى تغيرت ملامحها قائلة في نبرة حادة : « لقد سمعت عنك كثيرا من مواقف المروءة وخصال الشرف ، مما تمنيت معه ان اكون فتاتك وشريكة حياتك،لكن يخيل الي الآن أن ماسمعته كان مبالغا فيه .. » فاجابها وقد احس بطعنة حادة . « ماذا تقولين ؟ افصحي .. » واخذ يهزها بعنف ..

فاجابته متهكمة : « اتفرغ — يا سيد العرب — للمتعة مع النساء ، والعرب تقتل بعضها بعضا — مشيرة بذلك الى حرب عبس وذبيان — الا يؤرقك سيل الدماء ، ويتم الاطفال وسبي الحرائر ، وخراب الديار ، وضياع المال ؟ »

قال لهـا : « ومـاذا يعنيـك انت مـن امر العرب .. ؟ » فنظرت اليه نظرة استصغار لشأنه ، قائلة : « انت الذي تقول ذلك..ولك من الزعامة، وسعة المال ، ما تستطيع به ان تقارب بين الاشقاء، وتصـلح بين الاخوة .. لكـم كنت ارجو وابي يحدثني عنك — ان تشارك بمالك وجاهك في وقف دماء العرب ، فازهي بين صويحباتي ، والفخـر بانني حقا تزوجت من سيد العرب »

ثم أجهشت بالبكاء ..

★ ★ ★

وفي ضحى اليوم التالي كان عدد مـن زعماء القبائـل ، متو القبيلتين المتحاربتين ، وفي « مجد ان تـعد كل قبيلة قتلاها ، وما الاخرى يتحمل ديته « سيد العر الجميع هذه الخطوة لسيد العرب الحارث بن المري ، وانطلق الشعراء — ومن بينهم زهير بن ابي سلمى — يشيدون بهذا الموقف الكريم ..

وحينما عاد الحارث الى منزله كانت الانباء قد سبقته الى عروسه التي احست بانها فعلت شيئا اسعدها واسعد الاخرين ، فاخذت تترنم باغنية مرحة وفي عينيها نشوة العصفور .

وبينما كان يضمها الى صدره سألها مداعبا : « اما تفتق ذهنك عن شيء آخر .. ؟ »

فوضعت يدها على فمه قائلة : « من حقي اليوم ان افخر بك ، وقد رايت السلام يعود الى احياء العرب من جديد على يديك . »

واجابها : « بل على يديك انت يا بهيسة ، ولولا همتك العالية لما كان للوئام والسلام ان يعودا الى هذه الديار ..

قالت « كفى ، ليس الان وقت كلام .. »

■■

محمد الزيات

بقلم : الدكتور زكريا ابراهيم

■ قالوا ان الانسان « حيوان ناطق » ، ولم يكونوا يعنون بـ « النطق » مجرد التلفظ او الكلام او التعبير ، بل كانوا يعنون به ايضا التعقل او التامل او التفكير • ومن هنا كانت كلمة « النطق » – في لغتنا العربية – شاهدا على ارتباط الفكر باللغة ، واتصال مشكلة الصدق بمشكلة الدقة اللفظية ، ولم يكن بد لذلك « الحيوان الناطق » (وهو الموجود الضعيف الذى لم تجد عليه الطبيعة بما جادت به على غيره من الموجودات الاخرى) من ان ينوء باضخم مشكلة في الوجود ، الا وهي « مشكلة الحقيقة »

اجل ، كان على الانسان ان يواجه « الواقع » ، ويعمل على « فهم » الطبيعة ، ويسعى الى « ادراك » الحقيقة ، دون ان يقتنع بما تصوره له «الحواس» ، او ما تقدمه له «الغريزة» ، او ما يبديه له «الوهم» !

ولم يلبث الموجود البشرى ان تحقق من انه لابد له من التمييز بين الحقيقة والوهم ، بين الواقع والخيال، بين الصدق والكذب ••• • وحينما عرف «الحيوان الناطق» انه لابد له من الاخبار عن الشيء بما هو عليه ، لم يلبث ان ادرك انه مطالب بالا يلبس الحق بالباطل ، والا يخلط الصدق بالكذب • وسرعان ما عملت «التجربة» البشرية على التوسيع من رقعة «مشكلة الحقيقة» ، اذ فطن الانسان الى ان «الصدق» و«الكذب» يدخلان الاخبار الماضية ، كما ان «الوفاء» و «الخلف» يدخلان المواعيد المستقبلة •

وهكذا اصبح «الصدق» علما على اتساق الفكر مع ذاته من جهة ، وتطابقه مع الواقع من جهة اخرى • واما «الكذب» فانه لم يعد مجرد « الاخبار عن الشيء بخلاف ماهو عليه» ، بل هو قد اصبح ايضا تعبيرا عن تناقض الفكر مع ذاته • وعلى حين ان « الصدق » قد اصبح يشير الى «الهوية»، و«الثبات» و «الاتساق» ، نجد ان «الكذب» قد صار علما على «التناقض» و «التنفير» ، و «الاختلاق» !

الكذب « أنا »
والصدق « نحن » !

لقد كان اجدادنا العرب يقولون ان « دواعي الصدق لازمة ، ودواعي الكذب عارضة » ، وكانوا يعنون بذلك ان « الصدق يدعو اليه عقل موجب وشرع مؤكد ، في حين أن الكذب يمنع منه العقل، ويصد عنه الشرع » • والواقع ان « الكذاب » موجود انعزالي لا يحيا في « المدينة الاجتماعية »: « مدينة الحقيقة » ، بل يخلق لنفسه عالما وهميا ، قوامه الخداع والزيف والاختلاق ! ومن هنا فان الرجل الصادق – وحده – هو الذى يستطيع أن يقول : « نحن » ، في حين ان الكذاب لا يملك سوى ان يقول : « انا » ولذلك فقد جاز أن تستفيض الاخبار الصادقة ، حتى تصير متواترة ، ولم يجز أن تستفيض الاخبار الكاذبة ، لاستحالة اتفاق الناس على الكذب ! ولعل هذا ما عبر عنه صاحب كتاب « ادب الدنيا والدين » حين كتب يقول : « ان دواعي الصدق يجوز أن يتفق عليها الجمع الكثير ، حتى اذا نقلوا خبرا ، وكانوا عددا ، ينتفي عن مثلهم المواطاة ، وقع في النفس صدقه ، لان الدواعي اليه نافعة ، واتفاق الناس

فى الدواعى النافعة ممكن ، ولا يجوز ان يتفق العدد الكثير الذى لا يمكن مواطاة مثلهم على نقل خبر يكون كذبا ، لان الدواعى اليه غير نافعة، وربما كانت ضارة • وليس فى جارى العادة ان يتفق الجمع الكثير على دواع غير نافعة • ولذلك جاز اتفاق الناس على الصدق ، لجواز اتفاق دواعيهم ،ولم يجز ان يتفقوا على الكذب ،لامتناع اتفاق دواعيهم •• » (١) وواضح من هذا النص ان الصلة وثيقة بين « الصدق » و « الموضوعية»، فى حين ان « الكذب » حليف « المنفعة الخاصة» • او « الفائدة الذاتية » • ولهذا قيل : ان من اول دواعى « الكذب » اجتلاب النفع ، واستدفاع الضر : لان الكذاب يجد فى « الصدق » ما يتعارض مع « مصلحته » ، ومن ثم فانه يختلق لنفسه من « العوالم الوهمية » ما يتلاءم مع نمطه السلوكى الخاص فى الهروب او الانسحاب او الاعتزال عن الواقع ! ولما كان الكذاب قصير النظر ، قاصر البصيرة ، فانه لا يرى سوى منفعته المباشرة ، ولا يدرك سوى مصلحته القريبة ، دون أن يفطن إلى ان « الكذب » هو « الحل السهل » الذى لا يكون من بعده سوى التعقيد ، والتناقض ، والتصارع !

وقد روى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال : تحروا الصدق ، وان رأيتم ان فيه الهلكة، فان فيه النجاة ، وتجنبوا الكذب ، وان رأيتم ان فيه النجاة ، فان فيه الهلكة » •• الا تظهرنا التجربة على ان الكذاب لاينام الا وعينه مفتوحة: اذ هيهات ان تهدأ له نفس ، او ان يقر له قرار ، وهو الذى يخشى أن ينفضح امره ، او ان ينكشف كذبته ؟ ! بل السنا نلاحظ ــ فى كثير من الاحيان ــ ان الكذبة الواحدة قد تجر وراءها العديد من الاكاذيب : لان الكذاب قد يجد نفسه مضطرا الى اختلاق الف كذبة وكذبة ، من اجل تبرير كذبته الاولى ؟ واذن فهل من عجب ان يصف احد فلاسفة الاخلاق الرجل الكذوب فيقول عنه :انه ذلك الانسان السطحى المسكين ، الذى لا يحيا الا متوترا، متوحدا، خائفا من نفسه ومن الاخرين ؟ !

هل يكون « الزمان » نفسه هو الأصل فى ظهور « الكذب » ؟!

انه لمن اليسير علينا ــ بطبيعة الحال ــ ان نعد هذه الكذبة او تلك.ولكن ربما كان بمكان ان نفسر الأصل فى ظهور عام • ولو كان لنا ان نحاول الع على الميل البشرى الى تحريف الح الواقع . لكان فى وسعنا ان نقول هذا النزوع الانسانى نحو «الابدال انما هو «الزمان» نفسه ' واية ذلك هو الذى يحيل «الشبيه» الى «مغاير» ، وهو الذى يحول «الانا» الى « اخر » . وهو الذى يخلق ــ بفعل الصيرورة ــ حالة انعدام التكافؤ بين « الذات ونفسها ' انالزمان يحولويبدل ، ويحرف ويصحف ، فليس بدعا أن نجد الانسان (ذلك الموجود الزمانى الذى يخضع للصيرورة) نهبا للتقلب والتغير ، ضحية للتحول والانقلاب ! واذا كان من شان الزمان أن يحيل الانسان الى غير ما كان عليه ، او أن يجعل منه شخصا آخر مغايرا لما كان عليه ، فكيف لمثل هذا الانسان المتحول المتقلب أن يبقى مخلصا لذاته ، أو أن يظل مستمسكا بهويته ؟ أليست « الصيرورة » نفسها هى الاقرار بان « الذات » الواحدة مجموعة من « الذوات » المتعاقبة ، وانه ليس هناك بالتالى « اتصال » حقيقى فى صميم بناء الشخصية ؟ واذن أليس « الزمان » نفسه هو المسئول عن استحالة التنبؤ سلفا بسلوك الاخرين ؟ صحيح أن لدى الانسان « ذاكرة » تعى وتستبقى ، وصحيح أن « الديمومة » (Durée Duration)

---

(١) ابو الحسن البصرى الماوردى « ادب الدنيا والدين » ، القاهرة ، المطبعة الاميرية ، ١٩٢٥ ص ٢٣٤ ــ ٢٣٥ •

ليست مجرد تعاقب واستمرار ، بل هي أيضـــا اختزان واستبقاء ، ولكن من المؤكد ـ مع ذلك ـ أن الذاكـرة تختـار وتنتقي ، فهي لا تستبقي من ماضي الشخص سـوى ما تريـد الاحتفـاظ به في العـاضر والمستقبل ! ومـن هنـا فـان عنصر « التحريف » ـ أن صـح هـذا التعبير ـ عنصر أساسي داخل في تكوين الذاكرة البشرية، خصوصا وأن من شان الذاكرة العضوية الحية ـ كما قلنا في موضع آخر ـ أن تؤلف وتركب ، وبالتالي أن تختلق وتبتدع !

هل تكون « اللغة » عاملا مساعدا على انتشار « الكذب » ؟

بيد ان « الزمان ليس هو المسئول ـ وحده ـ عن ظهور « الكذب » في دنيا البشر ، وانما هناك « اللغة » بكل ما تنطوي عليه من اساليب الخداع والتمويه ، وافانين التصحيف والتحريف ..

صحيح ان « اللغة » ـ في اصلها ـ قـد جعلت للافصاح والتعبير ، ولكنها ـ مع ذلك ـ كثيرا ما تستخدم للاخفاء والتمويه ، ان لم نقل للايهام والتضليل ! والواقع ان « اللغـة » سـلاح ذو حدين : فانها قد تكون اداة للبيان والمكاشفة ، ولكنها قد تكون ايضا أداة للتستر والتخفـي ! وربما كان السبب في ذلك ان التناسب معدوم بين « المعنى » من جهة ، والرموز (أو العلامات) من جهة اخرى ، مما يسهل على المتكلم ـ فـي كثير من الاحيان ـ التلاعب بالالفاظ ، والخروج بها عن معانيها الاصلية • وما النفاق ، والرياء ، والمداورة ، وشتى اساليب الزيـف والتضليل ، سوى مجرد أساليب لغوية يلتجيء اليها الوعي البشري الكاذب ، حين يعمد الى مخادعة الآخرين• ومن هنا فان كلمات التحية ، والمودة ، والتعاطف، وشتى عبارات المجاملة التي نتلفظ بها كل يـوم في العديد من المناسبات ، قد تستحيل ـ احيانـا الى «عبارات خاوية» ، ان لم نقل مجرد «كلمات كاذبة » ، لا تعبر مطلقا عن حقيقة مشـاعرنا نحو الآخرين !

وهكذا تجيء « اللغة » فتساعدنا على اشاعة جو من « الكذب » في علاقاتنا بالاخرين ، حتـى لقد تصبح هي نفسها ـ في بعض الاحيان ـ اداة لنسف الجسور بين «الذات» وغيرها من «الدوات» !

تم هناك ايضا «سوء التفاهم» الذي قد ينجم احيانا عن الاستخدام الخاص للكلمات ، مما يجعل «اللغة» عاجزة عن نقل معاني «الذات» الواحدة الى غيرها من «الذوات» • وهنا قد يجيء «الوعي الكاذب» فيعمد الى استغلال هذا الموقف ، وكانما هو يريد ان يصطاد في الماء العكر ، فنراه يتواطا مع ما في «اللغة» من لبس او غموض او ازدواج، من اجل خداع الاخرين او تضليلهم او التحايل عليهم ! وكثيرا ما تكون مرونة اللغة نفسها عاملا مساعدا على انتشار الكذب : اذ نرى كل متكلم يراوغ غيره من المتكلمين ، متخذا من الالتباس اللفظي (او الازدواج في معاني الكلمات) اداة مواتية لاخفـاء مقاصده الحقيقية ، والعمـل على مخادعة الاخرين !

ومثل هذه الظاهرة كثيرا ما تحدث في حياتنا اليومية،خصوصا في المساجلات الصحفية والمناقشات الادبية ، بدليل ان «الحوار» ـ في بعض الاحيان ـ قد يستحيل الى عمليات «مراوغة لفظية» ، ليس فيها من «معاني التواصل» سوى تلك «السلبية الظاهرية » ! وهنا تكون صلة «الانا» بـ « الاخر » مجرد صلة زائفة ، او كاذبة ، لا تقوم الا على «المخادعة» و «التمويه» ، بدلا من ان تقوم على «المكاشفة» و «التصريح» •

وسواء اكنا بازاء كذب التغيير او التبديل Alteration ام بازاء كذب المبالغة او التهويل Exaggeration ام بازاء كذب التزييف او التضليل Falsefication (١) ، فاننا ـ في كل تلك الحالات نجد انفسنا دائما بازاء عمليات «خداع لغوى» يقوم بها «الوعي» الفردي حين «يوجد» في عالم «الاخر» ، فلا يجد مندوحة من الدفاع عن ذاتنا بكل ما يملك من اساليب المراوغة ، والمحاورة والمداورة، وما الى ذلك من أفانين التمويه اللغوى

وقد يصطنع الوعي الفردي ـ احيانا ـ في تحايله على «الاخر» ، اسلوبا سهلا يسيرا ، فنرا يتخذ من انعدام التكافؤ بين «الفكر» و «اللغة» وسيلة مشروعة للتمنع على «الاخر» او مداراته(١)

المعايل عليه . وكان لسان حاله يقول : «انه لامر يطول شرحه ! وحتى اذا افضت في تفسيره لك . فانك لن تفهمني . بل قد لا تصدقني !» وهكذا يجد «الكذب» مبررا لوجوده . او مسوغا لمعانه . في عالم المغلوقات الحزينة . المعرضة . المتحيزة . عالم الذوات الفردية الكثيفة . المعتمة. تلك «الذوات» التي لا يقوم بينها اي تواصل حقيقي . بل يبقى كل منها «سرا» دفينا بالقياس الى الاخرين !

هل يكون « الكذب »
هو « الشر » نفسه بلحمه ودمه ؟

وهنا قد يعترض معترض فيقول : انكم تحملون «اللغة» وزر الاكاذيب التي قد ينطق بها لسان البشر . في حين ان «اللغة» نفسها بريئة من اوزار الكذب !

ونحن نوافق اصحاب هذا الرأي على ان «الالفاظ» لا تكذب وانما يكذب الانسان الذي قد يسيء استخدام الالفاظ والحق انه اذا كان ثمة فارق كبير بين «الخطأ» و «الخطيئة» . فذلك لان المرء قد يقع في «الخطأ» عن غير عمد . في حين انه لا يرتكب « الخطيئة » الا عن قصد .

وقد روى رسول الله صلى الله عليه وسلم انه سئل يوما : « ايكون المؤمن جبانا ؟ » فقال: « نعم ». قيل : « افيكون بخيلا ؟» قال : « نعم » . قيل «افيكون كذابا؟» قال: «لا» .

وربما كان السر في هذه التفرقة بين رذيلتي الجبن والبخل من جهة ، ورذيلة الكذب من جهة اخرى ، ان المرء قد يكون بخيلا من حيث لايدرى او انه قد يكون جبانا من حيث لا يريد . ولكنه لايمكن ان يكون كذابا من حيث لايدرى . او من حيث لايريد ! ولهذا فقد ذهب بعض فلاسفة الاخلاق الى ان « الكذب » ــ بحكم تعريفه ــ هو « الخطيئة » نفسها (بلحمها ودمها) . لا لانه اخطر الخطايا واعظمها ، بل لانه اوضحها وافصحها .

ومعنى هذا ان « الكذب » اكثر الخطايا تعبيرا عن جوهر «الخطيئة» ، نظرا لان المرء لا يمكن ان يكذب عن غير عمد ، او بدون ارادته ! ولعل هذا هو السر في خطورة الكذبة الاولى في حياة الطفل فانها دليل على لحظة الوعي السرير في قلبه . وعلم على انقضاء عهد البراءة من حياته . انها دليل على ان الطفل قد تجاوز عهد السذاجة والبراءة وابتدأ عهدالمكر والتحايل.او مرحلة التمويه والتزييف !

واخيرا ، قد يكون « الكذب »
مجرد صورة من صور « الخوف »

وبعد ، فلدينا — فيما نعتقد — ان الانسان كثيرا ما يلتجئ الى « الكذب » [illegible] الحل [illegible] الذي يحلـ[illegible] [illegible] وليس من [illegible] [illegible] ممكن ، انه هو في حد [illegible] الضعف . ومن هنا [illegible] علماء النفس وفلاسفة الاخلاق [illegible] من الكذب لدى الناس هي [illegible] ضعف [illegible] او اخلاقي . ولا غرو ، فان الرجل القوي لا يشعر بادنى حاجة الى تشويه الحقائق او اختلاق المعاذير او اختراع الاكاذيب.واما الكذابون فانهم — في الغالب — اناس ضعفاء لم يكتمل نضجهم النفسي ، فهم ضحايا التربية السيئة، والبيئة الفاسدة والتنظيم الاجتماعي المفكك . وآية ذلك ان الطفل الذي يكذب على والديه ، والزوجة التي تخفي الحقيقة عن زوجها ،والمرؤوس الذي يخدع رئيسه ، والحاكم الذي يضلل شعبه، انما هم جميعا اشخاص ضعفاء قد استبدبهم « الخوف » ، فلم يعودوا يستطيعون مواجهةالاخرين بالحقيقة ،ولهذا فقد لا نجانب الصواب اذا قلنا ان معظم انماط الكذب هي — في جوهرها — صور متنوعة للخوف . ولن يتسنى لنا — في مجتمعاتنا العربية المعاصرة — علاج تلك الافة الخطيرة التي تهدد سلامة افرادنا وشعوبنا — الا وهي افة الكذب — الا اذا نجحنا اولا في القضاءعلى اسباب الخوف،واقتلاع جذورالنفاق الاجتماعي.واقامة حياة سليمة يكون رائدها الصدق والصراحة . وتكون دعامتها الثقة المتبادلة،والتعاون . الحقيقي . ■■

زكريا ابراهيم

بقلم : صبحى الشارونى

■ سبعة فنانين قامت على اكتافهم البداية الراسخة للفن المصرى الحديث فى مطلع القرن العشرين..من العسير أن نحدد مدى اتساع الفراغ الفنى الذى بداوا نشاطهم فيه .. فالفن الشعبى الذى يمارسه البسطاء كان متدهورا مدة ثلاثة قرون ، منذ الفتح العثمانى وقيام سليم الاول بنقل الصناع المهرة الى الأستانة .. اما قصور اسرة محمد على فكان الفنانون الاوربيون هم الذين يزخرفونها ويرسمون او ينحتون ما يزينها من اعمال فنية .

فى ١٨٩٨ ولد محمود سعيد احد السبعة الذين واجهوا هذا الفراغ التشكيلى ، وكانت مهتهم هى وضع البذرة الاولى وتعهدها ، حتى تصبح شجرة مورقة راسخة . وهم محمد ناجى ، ومحمود مختار ، ويوسف كامل ، واحمد صبرى ، ومحمد حسن ، ومحمود سعيد،وراغب عياد (اطال الله فى عمره).

ومن خلال تتبع اعمال محمود سعيد نستطيع ان نعرف تطور الحركة الفنية فى مصر .. فقد تمثل فى انتاجه الى حد بعيد تاريخ التصوير المصرى الحديث ، فيما بين ١٩٢٠ ـ وهو تاريخ اول لوحة معروفة من رسمه ـ حتى ١٩٦٤ عندما توفى فى نفس يوم ميلاده ٨ أبريل (نيسان) .

مراحل تعلمه

هو ابن محمد سعيد باشا رئيس وزراء مصر (ناظر النظار) قبل الحرب العالمية الاولى وبعدها .. وكان ينتمى الى الاسرة المالكة بالنسب . فهو خال الملكة فريدة التى رسم لها لوحة رائعة فى طفولتها،محفوظة الآن فى متحفه بمدينة الاسكندرية.

درس القانون وتعلم الفن فى مراسم الفنانين الأجانب (مرسم زانيبرى) ، وكان يزور متاحف الفن فى اوروبا عند سفره اليها فى العطلة الصيفية. والتحق لبضعة اشهر بمرسم « الكوخ الكبير » فى باريس ، ولكنه اكمل دراسة القانون ، وعمل بالقضاء ، وظل الفن هوايته ، بل وانه اظل الفنانين من الجيل الثانى والثالث برعايته .

وكانت اول لوحة وصلتنا من رسمه هى « الغسيل فى حدائق القبة » .. وفيها يجرب الفنان الشاب اسلوب الرسام الهولندى « فان جوخ » . فالالوان ذات سمك وتخانة .. وهى من الانبوبة مباشرة بغير مزج . ولكن تجاور البقع اللونية الصغيرة يوحى باللون الجديد الذى يقصده الفنان .. وهذه الطريقة فى التصوير الزيتى كانت دائما أنجح الطرق فى نقل الاحساس بحرارة الشمس ووهجها .. ولكنه لم يستخدم هذا الاسلوب بعد ذلك ، وانما هى تجربة وحيدة للتعرف على الاسلوب التاثيرى بعامة . والوان « فان جوخ » المتفجرة بخاصة .. ولكن مفهوم « الهولنديين الاوائل » (الفلمنكيين) للضوء وعلاقته بالاشكال ظل يشغل تفكير الفنان . وظهرت مفهوماتهم فى التلوين فى معظم انتاجه المبكر . واذ يستطيع

• المدينة • احدى لوحات الفنان محمود سعيد

الفنان ان يرفع درجة الاضاءة فى المناطق التى يهمه ابرازها وتاكيدها ، بينما يظل باقى الشكل مغلفا بالظلام •• وقد خلف لنا الفنان مجموعة ثمينة من اللوحات التى رسمها فى العشرينات ، والطابع الغالب عليها هو اظلام الخلفية التى تظهر فيها الاشكال الثانوية باهتة ، بينما يركز الفنان على الاجزاء الرئيسية فى مقدمة اللوحة ، بواسطة البقع اللونية المضيئة والبراقة •

مرحلة التطلع الى الفن الفرعونى

فيما بين ١٩٢٧ و ١٩٣٧ انتج محمود سعيد أروع اعماله واهمها •• كان الطريق الوحيد امامه لممارسة الفن يمر بالخبرة الاوربية •• ولكن ثورة ١٩١٩ دفعت المثقفين المصريين الى الاتجاه نحو التراث والبحث عما فيه من قيم جمالية كركيزة للدعوة الى المصرية ، فكان منهلا للفنانين ، ومادة للسياسيين والمفكرين والشعراء •• واقيم تمثال « نهضة مصر » لزميله محمود مختار ، وهذا التمثال يمثل فلاحة مصرية ترفع عن وجهها النقاب، وتعتمد بيمناها على « ابو الهول » الذى يهم بالنهوض ••

ولكن حظ المثال « محمود مختار » كان أسعد من حظ محمود سعيد •• ذلك لان الآثار الفرعونية فى معظمها مجسمات ، ولهذا استطاع ان يتطور بسرعة ، ويرتكز بكل ثقله على تراث عتيق واصبح مجدد •

اما محمود سعيد فلم يجد فى التصوير المصرى القديم ما يغنيه عن التطلع الى الغرب ••

ومع هذا فقد استفاد من الفن الفرعونى وأخذ منه ما يهمه عندما كان التكوين الهرمى للوحه قادرا على اعطاء هذا المذاق الخاص . وكذلك الريف المصرى الذى لم يتغير شكله كثيرا فى ذلك الوقت عما كان عليه ايام القدماء •

★ ★ ★

بنات بحرى ••
والتراث الفرعونى ••
وخبرة المصورين الاجانب ••

الواقع والتراث والخبرة •• عندما جمعها سعيد فى لوحاته قدم فنا خاصا به ، اصيلا فى ميدان التصوير الزيتى •• تكويناته محكمة للغاية ، محسوسة وليست محسوبة •• بسيطة مدروسة ممتعة لعين المشاهد • ولوحته الكبيرة « المدينة » مثال لذلك •• لقد رسمها عام ١٩٢٧ وجمع فيها

، بنات بحرى » و « بائع العرقسوس » و « حاملة القلل » و « راكب الحمار » و « الأشرعة » وكلها لوحات مستقلة كان قد رسمها قبلا ثم اعاد تجميعها وصياغتها فى هذا العمل الضخم الذى تزيد مساحته على ١٥ مترا مربعا .

ومن اهم مكتشفات محمود سعيد الفنية ذلك اللون النحاسى للبشرة الذى حاول من قبل ان يقتنصه الفنان الفرنسى جوجان عندما اقام فى « تاهيتى » .. لقد استطاع محمود سعيد ان يحقق مذاقا خاصا لتصويره للاجسام ، عندما التقط هذا اللون الحى ، الذى تكتسبه الاجساد التى تتعرض للشمس والبحر والهواء فى المناطق الساحلية .. ومن خلال هذه المكتشفات التى هضمها وابرزها بذاتيته ، حقق محمود سعيد الشخصية المصرية واصبحت لاعماله مكانتها فى الفن العالمى لما تتميز به من صفات .

ولكن محمود سعيد فى مرحلته الاخيرة استقال من العمل بالقضاء ، وتفرغ تماما لفنه ، واتجه اتجاها خياليا « فانتازيا » ، واقتصرت اعماله على رسم المناظر الطبيعية خلال سفراته المتتالية فى أنحاء مصر وخارجها ..

الصراع فى فن محمود سعيد

فى حياة كل فنان مبدع صراع خصب ، يؤدى الى اثراء عمله الفنى ، وتعميق اثره على المشاهدين .. وقد كانت فى حياة سعيد عدة خيوط تتجاذبه .. ولم تخف حدة هذا التوتر الا عندما اعتزل القضاء عام ١٩٤٧ .

كان ممزقا بين الوظيفة والفن .. واى وظيفة وظيفة القاضى الذى يحمل على كاهله مسئولية اجتماعية ونفسية ثقيلة .. ويقتطع من وقت راحته ليرسم ..

كان ممزقا بين تقاليد الأسرة الارستقراطية العريقة وبين « بنات بحرى » وما يمثلنه من حياة شعبية فى قاع المدينة ..

بين هذه المتناقضات عاش الفنان معظم حياته الفنية .. ونحن نلحظ قمة التوتر فى لوحة رسمها لوجهه ، عندما اصيب بازمة نفسية حادة ، واطلق عليها « تحليل نفسى » . كان عندما يرسم سيدات الطبقة الارستقراطية يتبع اسلوبا مختلفا تماما عن رسمه لموضوعات الصيادين والدراويش والدفن .. انه يرسمهن فى كل بهرجتهن ، فيظهرن اقل دفئا ، واميل الى الاسلوب الاكاديمى ، مصورا اياهن كما يرغبن لا كما يريد هو ..

اما فى رسومه للنسوة الشعبيات فهو يحقق فكرته الخاصة عن شخصياتهن .. والفنان هو الذى يختار اللحظة والجلسة والتعبير الذى يسد به عمله الفنى .. وذلك بعد معايشتهن ، ومعرفة ما يشغل تفكيرهن .

ان هذا الازدواج فى فنه يوضح مدى ما كان يبذله الفنان من جهد ليعايش نماذجه ، ويحقق باسلوبه الخاص مميزاتها ، مستهدفا نقل ما يحسه نحوها الى المتلقى .

وهكذا نكتشف ذلك التوتر الخصب فى حياة الفنان ، واشكال التجسد الفنى لهذا التوتر .

وهناك دور لا بد من ابرازه قبل ان ينتهى حديثنا السريع عن فن هذا الرائد الكبير ، ذلك هو خدماته للحركة الفنية التشكيلية فى مصر .. اذ حققت جهوده نجاحا واضحا فى ارساء تقاليد حرية الفنان المصرى فى التعبير الى اقصى الحدود المتصورة ، سواء كان ذلك يتعلق بالتعبير بالفن عن الظروف السياسية ، فقد تدخل اكثر من مرة من اجل رفع يد الرقابة عن الفن والفنانين عام ١٩٤٦ ، ١٩٤٧ او يتعلق بالرسم العارى الذى كان رائدا واستاذا فيه .. او غير ذلك من الموضوعات التى يتحرك بعض المتزمتين والعامدين لمنعها ..

ولهذا نجد دور محمود سعيد فى فن التصوير المصرى لا يقل باى حال عن الدور الذى اداه محمود مختار فى فن النحت .. فاذا كان مختار قد شارك بتماثيله فى الحياة السياسية ، فان سعيد شارك بلوحاته فى الحياة الفكرية .. وقد كان اول فنان تكرمه مصر بمنحه جائزة الدولة التقديرية للفنون عام ١٩٥٩ كما ظل مقررا للجنة الفنون التشكيلية بالمجلس الاعلى لرعاية الفنون والآداب .. اما منزله فى حى « جاناكليس » بالاسكندرية فقد تحول الى متحف دائم ، يضم جانبا من اعماله ، وبه مراسم للفنانين وقاعة للمحاضرات .. لقد اصبح بيته مركزا للاشعاع الثقافى بالاسكندرية .

وهذا هو بعض من محمود سعيد الفنان الرائد .

■■

صبحى الشارونى

قلت للنفس

■ قلت للنفس حينما استحكم اليـ

س وهال الطايب عمق جراحي

لاتراعي . وعانقي الصبر . فالصـ

ـبر براق العلا . ومرقي النجـاح

واهلى من رحيق خمـر المـآسـى

واستطيبي مرارة الاقـــداح

واحتسيها حتى الصبابة . إنـي

من كروم الاحزان أعصر راحي

واتعمـى بالهموم فهـى سبيـل

لسمـو النفـوس والارواح

وامتطى صهوة العزائم وامضـي

في ثبات . وشمرى للكفـاح

ان ليل الخطوب مهما تمـادى

سوف يجلو . وينجلى عـن صباح ■■

محمد أمين الجندى

بحيرة – ج . م . ع

بقلم : غسان فواز هنيدى

اذا كان الادب الحق هو الذى يصور نفس صاحبه فى نعمائها وبأسائها وينقل للناس تجاربها فى صدق وامانة ، فشعر ابن مقرب أدب حق حرى بالدراسة ، خليق بالبقاء .

■ فى النصف الثانى من القرن السادس الهجرى، كانت الخلافة العباسية فى بغداد تلفظ انفاسها الاخيرة ، بعد ان جثم الموت على صدرها دهرا طويلا .

اذ ما كادت تنطوى آخر صفحة من صفحات القرن الثالث حتى فقدت تلك الخلافة سلطانها على اطراف المملكة العريضة ، وصار ذلك العملاق الضخم ــ الذى ملأ الدنيا وهز اركان العالم ــ مزقا مبعثرة هنا وهناك . وفى كل صقع قام مغامر يعلن استقلاله ، ويذيع انفصاله . ووقفت بغداد اللاهثة المتعبة المحطمة ، تنظر الى ذلك كله ببصر حسير ، ثم لا تلبث ان تنطوى على ذاتها ، لانها لم تكن تملك الا ذاتها . وكان اولئك الحكام الذين وثبوا على الحكم فى غفلة من الدهر ، لا هم لهم الا ان يملأوا فراغ بطونهم الجائعة ، ويلبوا نداء شهواتهم العارمة ، ويرووا ظماهم الى السيطرة والاستبداد . وكانت المؤامرات والدسائس ، تلقى فى هذه الامارات تربة خصبة ، وتجد عند حكامها المتوجسين الخائفين اذنا صاغية . فكم من برىء طوحت به وشاية ، وكم من وال قتل اخاه ، فشل عضده بيمينه ، وكم حاكم اجتث جذور رحمه بكلتا يديه ، وكم من اسرة كانت آمنة مطمئنة يأتيها رزقها رغدا ، فطاف بها طائف من ظلم الحكام ، بدل أمنها ذعرا ، وغناها فقرا وعزها ذلا .

حياة الشاعر ونكبته

فى هذه الحقبة المصبوغة بالدماء ، المشحونة بالاحداث والفتن ، عاش شاعر عربى فحل مناضل هو جمال الدين ابو عبد الله على بن مقرب . فقد ولد فى اوائل النصف الثانى من القرن السادس فى منطقة «الاحساء» الفارقة بين رمال الجزيرة .

ودرج فى تلك الصحراء المبدعة ، فاستمد من افقها الرحب حريته وانطلاقه . ومن حماها المنيع عزته وكبرياءه ، ومن شمائلها النبيلة حزاته واباءه . وقد كانت أسرته واحدة من تلك الاسر التى استبدت بالحكم فى منطقة الاحساء ،واقامت فيها امارة منفصلة عن الأم بغداد . وكان الشاعر من اعلى قومه بيتا ، واكرم قبيله نسبا ، وأوفر عشيرته غنى وجاها .

وقد انتهى حكم هذه الامارة الى أبى المنصور على بن عبد الله بن على ، فراى الشاعر فى سيرة الحاكم ما لا يرضيه . ووجد الحاكم فى روح الشاعر ما جعله يتوجس خيفة منه .

واخذت بطانته تزرع الشك فى نفسه ، وتبذر الضغينة فى فؤاده ، وتوغر صدره على الشاعر وتحضه على البطش به،حتى تلين قناته ويسلس قياده . فما كان منه الا ان اجتاح ماله الوافر ، واغتال حريته الغالية ، والقاه فى غيابة السجن، وبالغ فى أذاه واشتد فى اذلاله . ولم يفرج عنه، الا بعد ان ظن انه بلغ من نفسه ما يريد . وما درى الحاكم المستبد، ان النفوس الابية لا يزيدها العسف الا مضاء . وخرج الشاعر منسجنه ، ليرى بساتينه نهبا للناهبين، وليجد اصدقاءه قد انفضوا عنه ، حين كشر له السلطان عن نابه ، فضاقت عليه الاحساء بما رحبت ، وانطلق يبغى فى ارض الله الواسعة تفريجا لكربه ، ونزل بغداد تارة، والبحرين اخرى ، وتقلب بين القطيف وغيرها من انحاء الجزيرة ، بيد انه لم يجن من اسفاره هذه، الا اشواك الخيبة ومرارة الياس .

شعره صورة حياته

تفاعلت هذه الاحداث المحضة مع نفس الشاعر الكبيرة ، ففجرت ينابيع الشعر ، ثرة غزيرة عنده . وانطلق يردد اصداء ثورتـه ، ويغنى امجاده وامجاد اسرته،ويذكر اشواقه الىمراتعصباه، ومغانى شبابه وينحو باللائمة على دهره الكنود وناسه ، ويشحذ عزمه للوثبة الكبرى .

وانت اذا قرات ديوان ابن مقرب فلا عليك اذا لم تعرف تاريخ حياته . ذلك ان شعره صورة لحياته ، وان حياته مادة لشعره . فاستمع الى ابياته هذه لتعلم أية نفس كبيرة يحملها ذلك الشاعر الاصيل بين جنبيه ، فهو صلد كالصخرة التى لا تلين ، قوى كالارادة التى لا تتردد ، عروف لا يصده عن عزمه شىء .

لنستمع اليه حيث يقول

أتدرى الليالى اىّ خصم تشاغبه
وأىّ همام بالرزايا تواثبه

تجاهل هذا الدهر بى فتكتبت
علىّ بانواع البلايا كتائبه

وظن محالا أن أدين لحكمه
لتلك على عقل المعنّى ?و

وانى . وان ابدى اصعرارا
وأوجف بى . وازورّ للمعص ?

لأغضى على بعضائه وازوراره
واعجب من حرّ كريم يعاتبه

وأستقبل الخطب الجليل بثاقب
من العزم يعلو لاهبَ النار لاهبه

ورأى متى جردته وانتضيته
وجدت حساما لاتفلّ مضاربه

تعلق الشاعر بقبيلته

والشاعر بدوى اصيل البداوة ، فهو شديد التعلق بالقبيلة ، تعطيه اذاها فيمنحها وداده ، وتخرجه من دياره ووطنه فيشيد بمآثرها ويتغنى بامجادها وهاهى ذى مقطوعة من عشرات القصائد التى يصور فيها قومه :

خفافٌ إلى داعى الوغى ، غير انهم
ثقال إذا خفت مصاعيبها الهُلْبُ

إذا الجار امسى نهبةٌ عند جاره
فأموالُهم للجار ما بينهم نَهْبُ

وأيامهم يومان . يومٌ لنائل
يقول ذوو الحاجات من فيضه حَسْبُ

ويومٌ ، تقول الخيل والبيض والقنا
به والعدا : قَطْنا . فلا كانت الحرب »

أولئك قومى حين أدعو . وأسرتى
وتُنْجبنى منهم شراخةٌ غُلْبُ

والشاعر ابيُّ النفس ، يعاف الاحسان ولو كان من اكف الملوك ، ويابى ان يطلق شعره بَغْورا فى رحاب اصحاب السلطان ، فيقول :

وكنت إذا ما أحمقٌ زمَّ أنفه
شمخت بأنفى عنه . وازْوَرَّ جانبى

وانى لاحسان الملوك لعائف
فكيف يَبُزّ القدر نزر المكاسب ؟

ويرى ابن مقرب قومه قد ناموا على الذل ، ودانوا لبطش الحكام وجور الولاة ، فيطلق فى اذانهم هذه الصرخة المدوية ليوقظهم من سباتهم العميق :

ياساكنى الخَطِّ والجرعاء . من هَجَرِ
هل انتظارُكم شيئا سوى العَطَبِ

بحت مما اناديكم وأندبكم
لخير منقلب عن شر مُنقلب

فسكتونى بقولٍ لا تَفُون به
قد صرت أرضَى بوعدٍ منكم كُذُبِ

حيرة الشاعر

ويطول الامد بالشاعر فلا هو قادر على ان يستسلم لخصومه ، ولا هو بالغ ما تطمح اليه نفسه ، فيرسل هذه الأنة الثائرة :

لقد ملَّ جنبى مضجعى من إقامتى
وملَّ حسامى من مجاورة الغِمْدِ

وأقبل بالتصهال مهرى يقول لى :
أأبقى كذا . لا في طراد . ولا طرد

أمثلَى ، من يُعطى مقاليدَ أمره
ويرضى بان يُجْدَى عليه ولايجدى

يَظُنُّ نحولى ذو السفاهة والغَبا
غراماً بهند . واشتياقا إلى وعد

ولم يدر انى ماجد شف جسمَه
لقاءُ هموم ، خيلُها أبدا تُردى

قليلُ الكرى . ماض على الهول . مقدم
على الليل . والبيداء . والحر . والبرد

عدمت فؤادا لا يبيت وهمُّه
كرام المساعى ، وارتقاء إلى المجد

لعمرك . مادَعْدٌ بِهَمّى وان دنت
ولا لى بهند من غرام ولا وجد

ولكن وجدى بالعلى ، وصبابتى
بعارفةٍ أسْدى، وَمكرُمَةٍ أجدى

شوق الشاعر الى وطنه

وتتباعد بالشاعر الدار ، ويشط المزار ويشتد الحنين ويستحكم الشوق ويمر بدجلة ، ويسمع حماما يسجع ، فيهيج اشجانه ، ويستثير احزانه، فيقول :

صبا شوقاً ، فحنَّ إلى الديـــار
ونازعه الهوى ثوبَ الوقـــار

وهاج له الغرامَ غناءُ ورْق
هواتفُ في غصون من نُضـــار

رُوَيدا ياحَمامُ بمستهـــام
مشوق مَتَّهُ طول السفـــار

وانّ النواعم بين بــــان .
وخيرِيَ يَرِفُ ، وجُلُّنـــار

فلا واللـه ماوَجْدٌ كوجـــدى
ولا عرف اصطبـــارٌ كاصطبارى

راحة الى الغزل

وللشاعر الجاد المناضل غزل تمتزج فيه العاطفة بالعقل ويلتقى عنده الحب بالفخر • ولعل اجود ما قاله فى ذلك الغرض هذه الابيات :

بعثت تَهدد بالنوى وتُرعِـــدُ
مهلا . فان اليوم يتبعه غـــد

لا تحسبي أن الشباب وشَرْخَـــه
يبقى ، ولا أن الجمال يُخَلَّـد

عشرٌ ، ويَخْلُقُ شطرُ حسنك كلّه
ويُذمُّ ما قد كان منه يُحمَـــد

فتغنّـمى عصر الشبـــاب فإنـــه
ظلٌ يزولُ ، وصَفْوُ عيش ينفَد

وتيقنى أن الشباب لنـــاره
حد ، ويطفيها المشيبُ ، فتـــبرد

● الشاعر ابن معرب

والبخل بالشئ المحقق تركُـــه
أسف يدوم ، وحسرة تتجـــدد

انكرتنى للشيب وهو جلالـــةٌ
أو كيف يُنْكَر بالصقال مهند

أن تنكرى شيبى « أمَيْمُ » فطالما
كنت الأوَدَّ . وعيرىَ المتـــوددً

واطالما أبصرتَنى . فعثرنَ بـ
أذيالهـــن الفاتـــناتْ

فاستخبرى فتيان قومك
يخى عَنَائى . أو يقوم

قد احمل العبء الثقيل . وبعضهم
فيه يُصوِّبُ طرفه . ويُصعـــد

وأذبُّ عن احساب قومى جاهـــدا
ان ناب خَطْبٌ. أو عرى مُستَرفِد

وإذا تشاجرت الخصوم فإنـــى
سيفُ على الخصم الألـــدَّ مجـــرَّدُ

وبعد : فاذا كان الأدب الحق هو الذى يصور نفس صاحبه فى نعمائها وباسائها ، ويمثلها فى افراحهـا واتراحهـا وينقـل للنـاس تجاربهـا فى صدق وامانة فشعر « ابن مقرب » ادب حق ، حرى بالدراسة خليق بالبقاء •

واذا كنانحن العرب نحتاج فى هذه المرحلة من تاريخنا الى اغناء نفوس شبابنا بمعانى القوة ، وشحنهم بروح العزم وابعاد ناشئتنا عن موارد الميوعه والذل ، فشعر ابن مقرب من خير ما يعتمد عليه فى هذا المضمار • ■■

السويداء ــ غسان فواز هنيدى

اجعل هذا اليوم يومًا خاصًا لشخص تعزّه

قدم له ولاعة رونسون، فهي الهدية التي تقدم في كل وقت، في المناسبات العادية كأعياد الزواج أو الميلاد أو غيرهما من الاعياد، وفي المناسبات الاستثنائية عندما تريد، مثلاً، ان تعبر عن شكرك لشخص عزيز عليك.

ولاشك في ان ولاعة رونسون هي خير ما يذكر بشخص محترم ومحبوب.

رونسون
RONSON

قدّم أكثر من هدية ... قدّم رونسون

أول مايو ١٩٧٥

٦٨ / ٢

من الأعمال المختارة

لويجي بيرندلو - ٢

- المعصرة
- أداء الأدوار
- أبو زهرة بفمه

ترجمة وتقديم : محمد اسماعيل محمد

موسيقى فيليبس تسحر أفراد العائلة كلها
لاعبات الكاسيت البسيطة، ومسجلات الكاسيت المتعددة الجوانب. أجهزة كاسيت
فيليبس صنعت لتسحر ذوي السمع الدقيق والدراية الواسعة بأصول الموسيقى
وجمال التصميم. منها الموديلات السهلة النقل والتي توضع على الطاولة. منها ما يعمل
بالبطارية أو بالتيار العادي. منها المونو ومنها الستيريو، ومنها الجهاز الذي ينتج الموسيقى
باستمرار دون انقطاع. لهذا المسجل ستيريو، وميزته الكبرى
انه يربط كاسيتات الأشرطة واحدة بالأخرى. انه يقدم
بمكبرين للصوت لانتاج موسيقى ستيريو مجسمة.
STEREO
PHILIPS
C-60
C-90
C-120
٣ أنواع من كاسيتات الأشرطة الفارغة أو
المعبأة: سي ٦٠ وسي ٩٠ وسي ١٢٠ (الأرقام
تشير الى الدقائق). كلها تنفرد بامتياز الابتكار،
لأن فيليبس هي التي ابتكرت أجهزة الكاسيت،
وهي السبّاقة في مجال أجهزة التسجيل.
PHILIPS

AUDEMARS PIGUET

العربي
العدد ١٩٩
ادى الاولى ١٣٩٥
يريو
حزيران) ١٩٧٥

عزيـــزى القـــارئ

●● لا يكاد يصل الى يديك هذا العدد حتى يكون قد تم فتح قناة السويس او كاد ، وستفتح القناة فى احتفال فى مصر كبير ، يتقدمه رئيس الدولة ، على متن مدمرة حربية ، هى رمز للعزة التى كانت او تلك المرتجاة .

وهنا احس الخشية كل الخشية .

احسب ان اسرائيل لن تدع هذا الحفل يمر بسلام . كانى بها ، من قبل قيامه ، او وهو قائم ، تقوم بافساد النظام ، او افساد الخطة ذاتها .

وبالأمس قرأت فى صحف اوروبية كثيرة ، مقالات مصدرها لا شك اسرائيلى ، تهون من أمر القناة وفتحها ، وتقول انها لن تعود ابدا الى سابــق عهدهــا ، فقد انصرف عنها العــالم فى الثمانية السنوات التى انصرمت ، ووجد فى أعالى البحار ما يغنى عنها .

فالحذر كل الحذر ، والله المستعان .

المحرر

رئيس التحرير: الدكتور أحمد زكي

مجلة عربية مصورة شهرية جامعة
تصدرها وزارة الاعلام بحكومة الكويت

ALARABI No. 199 JUNE 1975 P. O. Box 748 KUWAIT

العنوان بالكويت : صندوق بريد ٧٤٨ – تلفون ٤٢٧١٤١ تلغرافيا « العربي »

الاعلانات : يتفق عليها مع الادارة – قسم الاعلانات

● تنقلك العربى فى هذا العدد الى جيبوتى ·· الميناء الكبير ذو الموقع الستراتيجى الهام عند المدخل الجنوبى للبحر الاحمر ·· ان العيش حول هذا الميناء تزخر بالحركة والنشاط ، وهذه الفتاة الجيبوتية تضع الحلى الفضية على وجهها وهى ترقص «الملابو» الرقصة الشعبية الفلكلوريه هناك··

(اقرأ الاستطلاع ابتداء من صفحة ٦٨)

ثمن العدد : بالكويت ١١٠ فلوس . الخليج العربى ريالان قطريان . البحرين ٢٠٠ فلس بحرينى . العراق ١٢٠ فلسا · سوريا ١٠٠ قرش · لبنان ١٠٠ قرش · الاردن ١٠٠ فلس · السعودية ريالان سعوديان · السودان ١٠ قروش · ج·م·ع ١٠ قروش · تونس ٢٠٠ مليم · الجزائر ديناران جزائريان · المغرب درهمان · اليمن ٢٫٥ ريال · ليبيا ١٥٠ درهما · جمهورية اليمن الديموقراطية الشعبية ٢٠٠ فلس ·

الاشتراكات : للاشتراك فى المجلة يتصل طالب الاشتراك بالشركة العربية للتوزيع ببيروت. وعنوانها : بيروت ـ ص·ب ٤٢٢٨ ويكتب على الغلاف : اشتراكات العربى · وبالنسبة لبلدان المغرب العربى يرجى الاتصال بالشركة الشريفة للتوزيع والصحف ١ ـ ساحة باندونج ـ ص·ب ٦٨٣ ـ الدار البيضاء ـ المغرب ·

بريد القراء
ومعرض آرائهم

الدين الاسلامي •• دين حضارة

● قرأت في العدد ١٩٦ من مجلة « العربى » ، حديث الشهر للدكتور احمد زكى ، وموضوعه « الضمير » •• وفيه يقول الدكتور « انه الى اليوم لم اقع على رجل دين يكتب في موضوع الدين حضارة » •

ذكرني هذا القول ، بكتاب قرأته في هذا الموضوع لرجل من رجال الدين الافاضل تحت عنوان « الدين والحضارة والانسانية » للدكتور محمد البهى ، وقد نشرته مكتبة الشركة الجزائرية في الجزائر •

صلاح عواد

المعادى ــ القاهرة

دعوة لاستطلاع حماة

● لا شك عندي ان مجلة « العربى » اصبحت تصارع ارقى المجلات الاوروبية •• وهذا القول ليس من عندي . ولكني سمعته من اكثر من صديق في اوروبا ••

وبحسباني واحدا من قراء « العربى » [illegible] من حقي وانا من ابناء مدينة النواعير [illegible] حماة ، ان اعتب على مجلة حبيبة الى نفسي ، لا [illegible] بخلت على مدينتي الحبيبة باستطلاع يظهر [illegible] مفاتنها ومحاسنها •

فهلا لبيتم ندائي ، ونداء ابناء حماة

احمد عوض الزرقة [illegible]

« العربى » [illegible] لو رجعت الى العدد [illegible] من مجلة « العربى » [illegible] [illegible] « العربى » [illegible]

خط بارليف وأخلاق العرب

● قرأت في العدد ١٩٦ من مجلة « العربى » ، الصادر في اول مارس ١٩٧٥ مقالا تحت عنوان « خط بارليف » للدكتور احمد شوقي الفنجرى •• وقد اخذت على الدكتور الفاضل قوله في الصفحة ١٠٦ « وغدا تحول هذه المدافع فوهاتها نحو مواقع العدو ومدنه وتحصيناته ، نحو بيوته ومدارسه ومعابده » •

فرغم كل ما فعلته اسرائيل من وحشية ضدنا نحن العرب ، الا ان اخلاقنا تابى علينا ان نوجه مدافعنا نحو المعابد والمدارس ••

واود ان اذكر الكاتب الفاضل بان اسرائيل تستغل مثل هذه الانفعالات التي تصدر منا •• وتتخذها مادة اعلامية ضدنا على نطاق عالمي ، تماما كما فعلت في الماضي •

ومجلة « العربى » من المجلات الواسعة الانتشار التي يحرص العدو قبل الصديق على اقتنائها ورصد كل عبارة ترد فيها •• ليطبق علينا المثل القائل « من فمك ادينك » ••

محسن حميد الحاوى

البصرة ــ العراق

نداء من « العربى » الى بعض الفائزين بجوائز المسابقات

● يرجو « العربى » أن تصله عناوين السادة الكرام الفائزين بجوائز المسابقات وهم :

- محمد بدران الشريف
- محاسن عبد العزيز الصالحى
- محمد عواد أحمد

اذا لم يتبعه صلح بين الشعوب

هذا أول أيار قد اقترب ، أول شهر مايو ، وحان كتابة حديث الشهر ، حديث الاول من حزيران ·

وأنظر ورائي فأجد شهرا مليئا بأحداث كثيرة عظيمة · بعض الأشهر يمضي ، وكأنما الدنيا تنام فيها ، فلا يكاد يخرج منها خبر يثير · وبعض الأشهر ، كأنما تستيقظ فيها الدنيا فلا تنام ، فلا يمضي فيها حدث يثير الا لحق به حدث آخر ، لحقه آخر لعله اكثر اثارة من سابقيه ·

فى دنيا العرب

واذا نحن نظرنا فى دنيا العرب لوجدنا ان حدثها الأكبر بدأ منذ شهور ، بمحاولة وزير خارجية امريكا ، الدكتور كيسنجر ان يقرب ما بين العرب واسرائيل ، بالاسلوب الأمريكي الذى يقول ان الامر بين العرب واسرائيل بلغ حدا من التعقيد بحيث انه لايستطاع التوفيق بين الجانبين بقفزة الى السلم واحدة ، وان الأحكم الوصول الى السلام حطوة من بعد حطوة ، على زمن يقصر او يطول ·

حدث بدأ منذ شهور وترددت اعقابه الى يوم قريب · ولعله انتهى ·

رأى العاهل المصرى

ورأى العاهل المصرى فى هذا الحدث ان من الحكمة ان تترك الفرصة لو[زير] الخارجية الامريكي ليجرب خطته [حتى] ان نجحت ، ونالت بها مصر الممرات [سين]اء كان ذلك كسبا كبيرا لمصر ، وبالطبع للعرب ، فان الاستيلاء على ممرات سيناء استيلاء على اعماق الزجاجات التى تضمن [لمص]ر وللعرب ، نصرا مؤكدا لا مراء [فيه] · واشترطت مصر **ان تتبع الجولان سيناء من حيث جلاء الاعداء عنها ، ومعهما حقوق فلسطين من حيث اعتراف الاعداء بها · ولا يكون صلح الا اذا تم كل ذلك ·**

اهل الرفض

وقلنا نحن فى « العربى » ان ه[ذه] سياسة فاشلة ، فليست اسرائيل من العبا[ء] العربى بحيث تتورط فى المضائق بسيناء فتنفتح للعرب باب النصر ، وتفتح لاسرائيل باب الهزيمة ·

ولكن خلافا فى هذه السياسة وقع بين مصر وبعض الاخوة العرب ، حمى اسرائيل من ان تصاد هكذا صيدا سهلا · ورء المعارضون من العرب انمصر تريد ان تنج بنفسها ، وتخلف العرب وحدهم وراءه لم ينالوا من هذا الكسب شيئا · وتوكد مصر حسن نواياها ، ولا يصدق الرافضون ونشأ فى الـدول العربية قوم سموه « اهل الرفض » ·

. تساق من بعد فرقة .

وتسل تصالح بين من . فتعلم انها صالحة بين الزعماء .

والزعماء رجال من ورائهم شعوب . ومن الناس من يزعم انه اذا تصالح الزعيم، فقد تصالح شعبه . وهذا غير صحيح . ان تجريح الاقلام ووسائل الاعلام للشعوب لا ينسى هكذا سريعا . ان من الجروح جروحا تظل تسيل منها الدماء السنين . وهي جروح . حتى لو علتها الندوب ، فكثيرا ما تظل هذه الندوب تخفي من تحتها حشا كثيرا . وتخفيه طويلا .. فزعيم الشعب قد يصطلح ، لان السياسة تملي عليه مصالحة . ولكن شعبه خلق من عاطفة، والعاطفة لا تتبدل هكذا سريعا .

... حقيقة كثيرا ما تفوت من صاروا في اسمهم قادة . لا سيما في الامم التى ليست لها فى الديمقراطية عراقة .. انهم يتصورون انهم عندما يتصالحون مع رجل واحد ، هو الزعيم ، له ظروفه وحوله ضروراته ، فقد صار لا يهمهم بعد ذلك شعبه ، أحب أو كره ، رضى او غضب ، غفر لهم كلاما جارحا كانوا أصابوه به بالامس القريب او لم يغفر. انهم يريدون دون الجيش ، والجيش مأمور ، وزعيم الدولة آمره .. فى هذا هم يخطئون ايضا، فالجيش بعض الشعب ، وهو يقرأ وهو يسمع ..

ان هذه الاقلام الجامحة ، والالسنة الاعلامية غير المسئولة ، المنتشرة فى الكثير من البلاد العربية ، تسيء الى الوحدة التى يدعي الجميع انها هدف الجميع ، اكبر اساءة .

ان الصحف والمجلات ومؤسسات النشر ترسل برجالها تستطلع في بلاد الغرب والشرق امورا كثيرة . وانا ادعوها ان ترسل مستطلعين الى مصر وغير مصر يستطلعون الوحدة المرجوة بين الشعوب ، كم هى ، وكم كانت ، وكم صارت ، وكم تصير بعد امثال هذه المساجلات الطائشة التى تثور بين الشعوب العربية من حين لحين .

لا يكفى استطلاع قائد او زعيم ، يزن كل لفظ قبل ان يقول ، نريد استطلاع الشعوب ، فهم عمد الوحدة العربية اليوم، وهم عُمُدها غدا .

واستبدلوا بسياسة الخطوات ، سياسة مؤتمر جنيف

نعم استبدلوا بهذه تلك . وكما يحسب مؤتمر جنيف سياسة اهل الرفض .. فاذا بها هى ايضا سياسة مرفوضة .

ويرفعون حناجرهم بالقول ان مؤتمر جنيف مؤتمر هو اليوم فاشل . وفى هذا هم صدقوا .. كل الدلائل تشير الى هذا . واختلاف العرب فيما بينهم يؤكد هذا ..

ويؤكد هذا اننا نحن ، ولسنا من الواقفين وراء الكواليس ، لا نعلم بالتأكيد ما يريد العرب الا كلمات مجملة يعورها الكثير من التفاصيل . والاجمال يحسّب القوم الخلافات، والتفاصيل تشيع الفرقة. ومع الشان الاغرار يشيع الشتم والسباب .

كيسنجر
فشلت سياسته
سياسة خطوة خطوة

لا بديل الا العرب ؟

وسبق اهل الرفض . وقالوا [illegible] [illegible] . وصاحوا بأنه لا بديل الا العرب .

والاجماع اصبح اليوم قائم على ان فشل جنيف ليس من ورائه الا الحرب . والحرب سمّاها الامير فهد بن عبد العزيز ولي عهد المملكة العربية السعودية . بانها الغد المجهول . لفظ كبير له معنى خطير . من معانيه ان علمه عند الله .

والعرب لا يستطيع [illegible] اليوم انها ستكون انتصارا [illegible] قله عزم وضعف [illegible] في سلاح [illegible] وكذلك [illegible] اصدقاء [illegible] الاعداء يمدونهم [illegible] من مال وسلاح كما فعل [illegible]

فدعوة الحرب [illegible] اهل الرفض [illegible] وسمعت منهم من يقول [illegible] وقد ذكر ذاكر احتمال [illegible] قال [illegible] على وعلى اعدائي [illegible] أتوقف لاسأل [illegible] من هم اعداء [illegible]

ان الازمات اذاعت في [illegible] نفسية واضطرابات عصبية كانت [illegible] حتمية لما نحن فيه من ضيق .

وفي غمرة الازمات . [illegible] الامراض . وغمرة الاستحثاثات . لا يجرؤ احد على ذكر الهزيمة او حتى امكانها . لم يجرؤ على ذكر احتمالها ولو بعيدا . الا أمير . حين سماها الغد المجهول .

زمام الأمر كله في دولة واحدة

ان زمام الامر كله في دولة واحده . هي الولايات المتحدة . كرهناها دوله او أحببناها . والسياسة ليس فيها ما نحب وما نكره ..

ان القوة في هذه الدنيا هي الشيء الذي له في هذه الايام السيادة . فلا العلم . ولا الدين . ولا الفلسفة . ولا محاسن الاخلاق لها عند امم الارض الآن وزن . والقوة لها عجرفة تخفي عند الامم ما قد يكون بها من مكارم الاخلاق .

قال [illegible]
[illegible] الا الغد مجهول .
معنى الحرب مجهول العواقب

والولايات المتحدة . بموتها الحاضره . هي سيدة الارض . مسكن هذا الحيوان الذي سموه بالانسان . وروسيا لا نطاولها ولا تجرؤ ان تخاصمها في شيء الى النهايه. لأن في ذلك هلاك الجميع . واوروبا لم تزل الى الآن في تخبط . وقد غزاها الاقتصاد الامريكي والدولار بما غزا . فهي ستظل الى حين بعيد تتبع .

والخصومة بين العرب والصهاينه لا يحلها الا الولايات المتحدة . اذا هي شاءت. وتعينها روسيا على ذلك بالكثير من التردد. على ان يكون لها على مسرح الاحداث نصيب بارز .

ومن يدري . فلعلنا نعود اخر الدهر . فنقول مع القائلين : وتقدرون فتضحك الاقدار ..

وفى لبنان فتنة

ومن أحداث شهر نيسان فتنة لبنان •

عرفنا انها فتنة قامت بين المقاومة الفلسطينية والتنظيمات الكتائبية ، ولم ندر بالضبط كيف قامت •• فقد قام رجال بتطويقها واحسنوه تطويقا • والذى فهمناه ان الذى وقع انما كان عن حساسيات وقلة انضباط • اما الحساسيات ، فقديما عرفناها ، واما قلة الانضباط ، فقديما ايضا ادركناها •• وعلمنا الماضى بلبنان ، وعلمنا الحاضر ، يساعدنا على رسم صورة للذى جرى . هى أصدق من صورة فنان يعتمد وحده على الخيال •

وأردت ان أصف لبنان ، فقلت انه تاريخ خاطىء •

وأردت ان أصفه فى حاضر هذه الايام فقلت : انه تناقض ، ووجود محال •

وأطلقت الكتائب النار ، وأ[illegible]ت المقاومة . وقيل اين رجال الضبط ، [illegible]ى القوم بانزال الجيش • ولكن الجيش [illegible]م ينزل وقرأت فى المجلات الامريكية [illegible] فى انه لم ينزل ، ذلك انه من [illegible] واحدة او يكاد ، ولبنان طوائف •• [illegible]قع عقب ذلك فى يدى كتاب فى العقلا[illegible]ات اللبنانية ، فضحكت ••

لو كان لبنان جنينا ، فى رحم امرأة

فتنام

لها قصة من قصص الزمان تروى وبها عبرة

انها دولة صغيرة ، وهى على الصغر تعد بين المتخلفين من الامم : والولايات المتحدة دولة هى فى الارض الآن اكبر واقوى الدول ، واكثر الدول جيوشا ، واملأها للبحار اساطيل ، واشبعها للهواء طائرات •

وفتنام تستقر من الضعف على عكس ذلك ، فلا اسطول لها فى بحر ، ولا طائرات تذكر لها فى هواء •

وتأتى الاخبار التى تهز الدنيا رويدا رويدا ، بأن الحق مع الضعف يتقدم فى فتنام ، والباطل مع القوة يتقهقر فيها • ويصبح كل امل الامريكان فى سيجون عاصمة الجنوب من فتنام ، ان ينجوا بعشرات الالوف من مواطنيهم ، الى البحر او الى الهواء ، حتى لا تلحق بهم الجيوش الفتنامية الظافرة •

احب بدء [illegible] وأهلا . فيهم السحابا [illegible]

حامل . تتلت أجهزتها [illegible]
حمل جديد، أصبح جسما . [illegible]
ومع هذا فلا يزال للماء [illegible] طبيعة الجسد [illegible]

انحدار اضاع ماء الوجه . لا يدرى بعد ما يكون له من اصداء •

وبلغ الثوار الجنوبيون ، الفيت كنج ، مسارف سيجون ، واستمهلوا حتى يكون استسلام العاصمة من بعد مفاوضة ، فكان جوابهم شق الطريق شقا الى قلب العاصمة. فالى قصر الرياسة فيها • وأراد حراسه ان يفتحوا للدبابات الظافرة الابواب ، فاذا الدبابات لاتمهلهم ، واذا بها تقتحم الابواب قبل ان تفتح اقتحاما • وصعدوا الى قمة القصر ورفعوا عليها اعلام النصر •

وبهذا اختتمت الحرب التي بدأت منذ اعوام ثلاثين ، واستلم زمامها الامريكان منذ خمسة عشر من الاعوام • وفى هذه الخمسة عشر مات من الامريكان على ارض فتنام ٥٦٠٠٠ وجرح ٣٠٠٠٠٠ . وقدروا من مات من الفتناميين بـ ٣٥٠٠٠٠ ، ومن جرح منهم باضعاف كثيرة •

والحديث عن اعداد من ماتوا ومن جرحوا لا يمثل فظاعة هذه الحرب وقسوتها •

ان الناجين من السامدين انما اشكروا من هذه الحرب مرة ، لاشكى الناجون منهم الف مرة • لانهم نجوا من الموت الى العجز والتسريح . فكم من ذراع مقطوع ، ورجل مبتورة . وجلد من حريق قنابل النابالم قد استوى واهترى • وكم أب للناجين فقد ، وكم أم •• وكم صغار

صبية ماتوا قبل ان يستتم لهم الزمان اعمارا .

وان اشتكى الباقون الناجون من الموت الفنا ، اشتكت الارض ، لو استطاعت ان تنطق ، آلافا .

ان السيدة منه Minh هي وزيرة خارجية الحكومة الفتنامية ، حكومة الثوار المنتصرة ، زارت قريتها بعد ان اضطرتها الحرب الى مغادرتها منذ سنين ، زارتها وعادت تقول ، تصف ما وجدت :

« ذهبت يوم الاثنين الماضي الى قريتي حيث ولدت . لم اجد شيئا قد بقي منها . لقد سووها بتراب الارض . ان الناظر اليها الآن يصعب عليه جدا ان يتصور انها كانت منطقة . أثرى ما تكون بالفواكه ، وازحم ما تكون بأشجارها . واليوم لا تجد شجرة واحدة قائمة فيها .. لا تجد الا الحشائش قد نبتت هنا وهناك . واسرتي كانت اسرة كبيرة، ولكن عند زيارتي للقرية في هذا الامس القريب ، لم أجد الا رجلا واحدا من اهلي ، هو ابن عم لي . وقال لي القرويون : ان قريتي سواها الاعداء بالارض اكثر من مرة .

اغوال هذا الزمان

هؤلاء الامريكان كانوا اغوال هذا الزمان .

نكسن Nixon ، ومن قبله جنسن Johnson ، ومن قبله من كان . هؤلاء رؤساء الولايات المتحدة ، اداروا الحرب ضد هؤلاء الفتاميين في الارض وفي البحر والسماء ، كما يديرونها ضد طوائف من الحيوانات تجمّعت في البراري . ان الفتاميين عند الامريكان ، اقوام لهم اجسام سود ، واجسام سمر ، وهذه الوان تُخرج اصحابها ، في نظر الامريكي الحديث ، امريكي الولايات ، عن جنس الانسان . ويؤكد لهم اساتذة علم الحياة ، انهم ، هم واياهم ، في شعبة الفقاريات من الحيوانات ، وانهم هم واياهم ، في مراتبها العليا من طوائف ذوي الاثداء، فلا يصدقون .. ولقد سمعت امريكيا يقول لعالم هنا يطيب لكم في علم ؟ ولكن الذي يصح لنا في سياسة انهم ليسوا من البشر .

اقول هؤلاء الامريكان ، كانوا اغوال هذا الزمان .

صرخ بشكواهم الناس الفتناميون ، وصرخت الارض الفتنامية .

ان الحرب ، ان قامت بين قوم وقوم ، كانت عداء لحين ، ويتطلع كلاهما ، او يتطلع عقلاؤهما ، الى اليوم الذي نكون

السيدة بنه
وزيرة خارجية ثوار فتنام
تصف ما اصاب قريتها من دمار

كسون وداوسي تمح
الدو تصعب للقوة وتمل الضعفاء

يه سلام . فينصرف كل قوم الى ممارسة الحياة .

ولكن الامريكان فعلوا فى الفتناميين ر ذلك . خربوا بالكيماويات اراضيهم تى لا تعود تصلح من بعد حرب لزرع .. ذا جاءت الانباء فى حينها ، ولهذا هتفت صحافة الامريكية اى هتاف .

وكان للحرب معارضون

ومن الامريكان ، فى احر الدهر ، من رض هذه الحرب . وعارضت هـ...

وكان فى الامريكان انفسهم معارضه لهذه الحرب . بعض لمعانى انسانية يندر ان تكون فى الامم المتكبرة المتجبرة ، وبعض

ابقاء على اولادهم وشبابهم الامريكان الذين يحاربون في تلك الادغال البعيدة •

وكانت كلفة الحرب كبيرة

وتكلفة الحرب كانت كبيرة جدا • كلفت الامريكان ١٧ بليونا من الدولارات• لقد انفق الامريكان في هذه الحرب بغير حسبان ، فكأنما كانوا ينفقون من مخازن قارون••زعما بأنها خزائن لاتفرغ ابدا•

وجاءت الضائقة المالية ، وجاء التضخم •• وقام الامريكان يربطون التضخم باسباب ، فلم يجدوا له سببا ، اقرب لغاياتهم ، وابعد عن مؤاخذتهم ، مثل اسعار النفط التي زادها العرب • لم يذكروا ماكان من حربهم ، وماكان من نفقاتهم ، وما بذل عمالهم من جهود عارمة في صناعة اداة حرب هائلة ، ذهبت كلها مع الريح • لم ينتج دولار منها في ارض، حبة قمح تصلح لطعام انسان •

كل هذا فداء للوطن ، وللمجد الكاذب، الذي كثيرا ما يساور امجاد الاوطان •

أصداء الهزيمة

من اول اصدائها ذلك الجو الكئيب الذي خيم على الولايات المتحدة ، في ارضها ، كانت طوائف منهم احست بالخطأ ولكن بعد فوات • وكان حتما ، اذا هم تحدثوا ، ان يعودوا الى ذكر العمل الفظيع الذي بدأوه ، وتابعوه في فتنام ، وناصروه السنين • فأسرع الرئيس فورد يقطع عليهم ذلك الطريق حين قال : **دعوا الامس الذي كان ، وهاتوا ننظر الى المستقبل ••**

ومن الاصداء عزلة ، قالوا ان الولايات قد تعتزلها بعد هذا الفشل ، كالتي اعتزلتها بعد الحرب العالمية الاولى عندما فشل رئيسها، الاستاذ الدكتور ولسن ، استاذ الجامعة الطيب، في اغرائه خلفاءه من قادة أوروبا وزعمائها يسلم بشيء من الحرية موسوم • **ولكن الرأى الغالب ، انه لا يمكن للامريكان اليوم ، والدنيا هي ما هي ، اعتزال •• انها غارقة فيها لآذانها ، تربطها بها الف رابطة • والدولار الاوروبي من اقوى روابطها • ووجود الروس في الميدان رابط لها به أي رابط • واعتزام الرئيس الامريكي فورد ان يطوف بأوروبا في حزيران القادم ينفي وجود اعتزال او تعزل •**

والاعتزال بعد هذه الهزيمة يترجم عند الامم بأنه الضعف اصاب الولايات • والولايات ما ضعفت • ان الجيوش لا تزال جيوشها ، والاساطيل اساطيلها ، والعلم والتكنية علمها وتكنيتها ، والمال مالها ، والدولار لا يزال العملة الشائعة عند التقدير في المحيط الدولي كله • يخدع نفسه من يحسب ان الولايات في حالة هبوط ، وان الفرصة مهيئة لاغتنام •

ومن الاصداء ، صوت من قالوا بأن فتنام ، وهي قطة ضعيفة ذات مواء ، غلبت اسدا هصورا له مخلب وناب •• وطاردته الى البحر عبر البلاد • واذا أصبح هذا مثلا تحتذيه كل امة مغلوبة على امرها •

وهذا قول صحيح لو ان الوصف صدق وتطابقت الظروف •

يكشف لب المسألة والمساءلة ما قاله الدكتور كيسنجر ، وزير خارجية الولايات، من بعد هزيمة • انه قول لم يكن له في

صحافة الشرق انتشار واسع • انه قال ، في معرض الحديث عن فتنام ، وما جرى للامريكان فيها : ولن ننسى في الغد من امد الفتناميين بالسلاح ، روسيا والصين •

[illegible]

ولا ننسى ان هذا العطاء الضخم الذى اعطاه الروس واعطاه الصينيون . كان له ثمن ، فهو كسب في جيرة ، وكسب استراتيجى كبير ، وكسب عقائدى عظيم • وهو كسب في حرب المواجهة الصامتة القائمة بين العملاقين بل عمالقة الدنيا الثلاثة ، وهي مواجهة لن تهدأ بسبب اى سياسة للوفاق تقوم بينهم •

وان في اختلافهم، ان شاء الله لرحمة •

●●

١ ـ ٥ ـ ١٩٧٥   احمد زكى

الرئيس فورد

لندون جنسون

غول من أغوال أمريكا

لهـا فى اللغـة الفصـحى أصالتهـا

ندعو إلى استعمالها كتابة ومحاضرة

جيب وجيوب

■ الجبب فى الفصيحة ـ ومثله الجَوب ـ يعنى مطلق القطع ، أو الشق ، نافذا ، أو غيرَ نافذ ، حقيقة او مجازا . فيقال مثلا : جاب الرجل البئر، أى حفرها . وجـاب الثـوب يجوبه ويَجيبه ، وجوبه ، أى قطعه ، أو عمل له جَيبا (أى فتحة يدخل منها الانسان رأسه حين يلبسه ، ويخرجه منها عند خلعه) ويخبر القران الكريم عن قـوم ثمود أنهم « الذين جابـوا الصخر بالـواد » أى قطعوا صخر الجبال ليتخذوا فيها لانفسهم بيوتا . كما يقال : تجتمع المياه فى جوب الارض . أى حفَرها .

ونلاحظ فى ذلك ان بعض هذه الشقوق نافذ : كما فى جيوب الثياب حول العنق . وبعضها غـير نافذ : كما فى شق الآبار . وفى قَطع الصخور لبناء المنازل . وفى الحفر الأرضية . وكلهـا جوب بالمعنى الحقيقى .

ومن المجاز فى الفصحى أيضا . ناصح الجيب أى مخلص .

وحين تنطلق كلمة « الجيب » ، تدل على فتحة الثوب حول العنق . وهذا هو المقصود فى الآيـة القرانية التى تأمر النساء بستر محاسنهن التـى لا عذر فى ابدائها « وليضربن بخمرهن علـى جُيوبهن» أى على كل امرأة أن تُرخى طرف خمارها الذى تغطى به رأسها ، لتستر به ما يبدو مـن أجزاء صدرها عند فتحة العنق ، اذ لا ضرورة لكشفها ، وهذا المعنى أيضا هو المقصود فى قول النبى عليه السلام « ليس منا من لطم الخدود وشق الجيوب ودعا بدعوى الجاهلية» وكذلك فى قول الشاعر:

[illegible]

[illegible]

والمآتم هنا جماعة النساء ، وهن أسرع [illegible] الجيوب عند وقوع الكرب العظام ولا [illegible] الاعزاء وعلى التسبيه من ذلك فى الدارجة كلمة « الجيب » ، بمعنى فتحة غير نافذة لوضع [illegible] الخفيفة فى الملابس او الحقائب ، فتقول [illegible]

١ ـ يبحث الرجل فى جيوبه عن قلمه ، فقد يجده فى أى جيب .

٢ ـ تنتشر اليوم كتب الجيب . لانها أقل ثمنا وأخف حملا . وبعضها من الصغر بحيث يمكن وضع جملة منها فى جيب جانبى ، وبعضهـا أكبر بحيث يوضع فى جيب الصدر .

٣ ـ لملابس الجند جيوب أوسع من أمثالها فى الملابس المدنية

٤ ـ يحس المريض بضيق فى التنفس لانسداد جيوبه الانفية (أى فجواتها)

٥ ـ استطاع الجيش ان يطهر الساحة مـن الاعداء ، ولم تبق فيها الا بضعة جيوب طوقها حتى تستسلم . او يقضى عليها .

ومن المجاز فى الدارجـة : خـالى الجيب . أ[illegible] مفلس .

فمعنى الجيب فى الدارجة متطور من معناه فى الفصيحة . والاصل فى ذلك يعنى القطع ، نافذا او غير نافذ . ■■

([illegible])

بقلم : الدكتور السيد ابو النجا

ترك صاحبنا قريته صبيا الى القاهرة وهو يسمع من النـاس قولهم لـه ولغيره « اذا بليتـم فاستتروا » ولكنه يرى المسيحيين يسعون الى الكاهن ليعترفوا بين يديه حين يذنبون عسى أن يكون فى هذا الاعتراف مصارحة للنفس ، وتنفيس عن الاثم ، ووعد بالتوبة •

وصاحبنا ليس يدرى ان كان كبت الذنب احسن من البوح به الا اذا كان البوح للتباهى والمفاخرة. أما اذا كان للندم فهو فى رأيه اعتذار عما كان ، واعتراف بما يجب أن يكون •

انغريزةالجنس المكبوتةتعبر عننفسها بالاعتداء• اما الغريزة التى تعلن عن نفسها بالزواج فهى تمارس حقها فى شرعيـة ، وتؤدى واجبهـا فى التزام •

وغريزة حب التملك اذا لم تعبر عن نفسها بعمل مثمر فانها تبقى مكبونه لا تجد ما تنسبع به نفسها الا أن تعتدى على المجتمع فى شكل سرقة أو احتيال •

وغريزة حب القتال اذا لم تعبر عن نفسهـا بمحاربة الميكروب وبالتفرج على مصارعة الثيران وتقاتلالديوك وتنافس الرياضيين وتناظر المختلفين فىالرأى فانها تخرج أبخرتها بقتل الناس واشعال المعارك واحداث الهرج وتدبير المظاهرات •

ولعل تفادى الكبت هو الذى يدعو الى انتشار نوادى العراة واستباحة الصور العارية فى المجلات والافلام ، فان الناس فى سعى دائم الى تجريد المراة من اهم أسلحتها وهو التجمل . و... الرجل من اهم دوافعه وهو التخيل •

ولعل تفادى الكبت هو الذى يدعو الى ا... « الهيبية » بين الشباب . فقد برموا بما ... المدنية عليهم من تحرز وتحضر . فعادوا ... الاولى الى أحضان الطبيعة •

هل على الناس اذن أن يصارحوا أنفسهم بما فعلوا فيعيشوا فى توافق معها ، أو أن ...وا نوازعها فيعيشوا فى صراع داخلى دائم ؟

ان البشرية لاغنى لها عن الفضائل لسمو بالانسـان على الحيـوان • ولكـن كبـت الذنوب يكف البشريه عن مصارحة الناس بما اقترفه من انحراف فى اللاشعور ويؤصله فى السلوك بمرور الوقت •

ان صاحبنا يؤيد المسيحيين فى الاعتراف امام الكهنة ، ويدعو المسلمين الى الاعتراف أمام علماء الدين كما يعترفون الان أمامرجال الطرقالصوفية• وهو يؤيد كتابة الذكريات الصادقة الصريحة التى يعرض الكاتب فيها أخطاءه علـى الراى العـام ، فان فى نشرها ما يلقى الضوء عليهاويبصر الناس بآثارها كما أن النشر وعد من صاحب الذنب بعدم العودة اليه •

الايمان سلوك

ان الايمان سلوك وليس عملية حسابية تخرج حاصلها آخر الأمر ، فالمسلم يؤمن بأن دينه هـو

مسيرة الانسان

بين الانجيل والقرآن يطلب الجنة ويخشى النار

الصحيح لانه ولد مسلما . [illegible]
يؤمن بان الأديان الاخرى باطلة [illegible]
بل أن الطوائف الكاثوليكية [illegible]
والبروتستانتية تؤمن بمذاهبها ولا [illegible]
الاخرى . ولا يمكن ان يكون الجميع [illegible]
وهم مختلفون ، فالحق واحد لا [illegible]
وحده هو الذى يعرفه .

ان كل انسان ولد مصريا او [illegible]
امريكيا ، وولد مسلما أو مسيحيا أو يهوديا [illegible]
ولد هكذا دون أن يستشار فيما يختار [illegible]
عقله مطالبا بان يدافع عن كيانه . وهكذا [illegible]
على كتابه السماوى ليستنبط أحكامه ، و[illegible]
لنبيه المرسل ليتبع أقواله وأفعاله .

ومن أجل هذا يرحب صاحبنا بالهيئات الدولية التى تسعى لحل الخلافات الاقليمية بالحسنى ، ويرحب بالتسامح الدينى ما دام كل فرد يتمسك بعقيدته فلا يرضى عنها بديلا الا فى ظروف قاهرة خاصة . والاسلام يعمل بهذه الروح فيقول « لكم دينكم ولى دين » .

ولكن التمسك بالدين وبالوطنية لا يبعد صاحبنا عن التعرض للفضيلة . فهل الفضيلة مجموعة من مبادىء السلوك المطلقة ؟ أو هى محاولات لتحقيق مصلحة المجتمع ؟ ان كانت مبادىء فهى ثابتة لا تتغير بتغير الزمان والمكان . وان كانت محاولات فهى بطبيعتها تتغير من عصر الى عصر ومن دولة الى دولة ، والعبرة فى النهاية بما يترتب عليها من خير . ولكن هل الفضيلة هى الخير نفسه أو هى وسيلة الى هذا الخير ؟ اذا

[illegible]
والمغالطة .

الغاية تبرر الوسيلة

واذا كانت الفضيلة وسيلة الى الخير فالوسيلة تتبدل بحسب الاحوال . والامر فى ذلك متروك للضمائر . فاذا استراحت للاسلوب فالاسلوب فاضل ، واذا لم تسترح له فهو غير ذلك . ومعنى هذا ان الغاية تبرر الوسيلة كما يقول «مكيافلى» .

ان صاحبنا يوجه سؤالا صريحا لرجال الاخلاق :
لو جاءكم وسيط فاظهر استعداده للحصول على قنبلة ذرية تكفل النصر للعرب فى حربها مع اسرائيل مقابل رشوة فى صدوركم . فهل ترفضون العرض لان الرشوة حرام . أو تقبلونه لان فى قبوله خيرا للعرب والمسلمين ؟ وفى حدود الاجابة على هذا السؤال ماذا يكون تعريف رجل الاعمال الفاضل ؟ هل هو الذى يداور عملاءه ليبرم الصفقة لمؤسسته . او هو الصريح الذى يقول ان سلعته أقل من السلع المنافسة او أغلى منها وليذهب العميل الى حيث يشاء ؟

هل هو الذى يعطى نسبة صغيرة الى سكرتير

احد المديرين فيعقد لمؤسسته صفقة كبيرة . أو هو لدى يعتبر هذا العمل رشوة ولتذهب مؤسسته الى الجحيم ؟

ان الكذب المكشوف فى المعاملات يفقد المندوب ثقة الناس • والصدق الكامل يكشف عيوب السلعة او الخدمة التى يبيعها • ولذلك ابتدعت أساليب البيع حلا وسطا عليه مسحة الصدق وليس فيه جوهره • ان هذا الحل يعلم الناس كيف يبدأون الحديث مع العميل بجذب انتباهه ، ثم ينتقلون الى اثارة اهتمامه ، ثم يتبعون هذا الاهتمام • ومتى لمح المندوب على وجه العميل بادرة الرغبة طرقها وهى ساخنة فقدم عقد البيع له واستمضاه•

والمندوب وهو يتنقل بعميله من مرحلة الى مرحلة . لايتجه الى عقله بقدر مايتجه الى نوازعه • فهو لا يحاول خلق اقتناع عنده بقدر مايسعى الى خلق انطباع • وهو فى سيره يعمل كسيارة الركوب العوية التى يبدو أنها تجرى على مهل مع أن عدادها يشير الى مائة وستين كيلو مترا فى الساعة !

خداع الارقام

دلك والأرقام تتسابق فى تقديم الحقائق بعد ان تباعد بين شفتيها لتبتسم ، وتضع المساحيق على وجهها لتتجمل . فاذا الجو كله يوحى بالصدق . وهل أصدق من الأرقام ؟ ولكن للأرقام هى الاخرى لغتها فى الكذب • فاذا قالت ان متوسط الأعمار فى قاعة هو احدى وعشرون سنة فالذى يتبادر الى الذهن ان الحاضرين شباب ، ولكن قد نظهر فيما بعد أن نصفهم أطفال ونصفهم شيوخ ! واذا قالت ان مدرسة تفوق أخرى لان الأولى حققت نجاحا فى الشهادة الثانوية بنسبة ١٠٠٪ على حين حققت الثانية ٩٨٪ فقط ، فقد يتبين بعد ذلك ان الذى تقدم من المدرسة الأولى تلميذ واحد نجح . وأن الذى تقدم من المدرسة الثانية مائة نجح منهم ثمانية وتسعون !

بين الرشوة والمجاملة

أما الرشوة فمسألة فيها نظر •••• فقد يقدم المندوب لعميله مبلغا من المال او نسبة مئوية من قيمة الصفقة • وقد وافق رجال البيع على اعتبار هذا رشوة . ولكنهم اباحوا تقديمها ولم يبيحوا قبولها • ان من حق المندوب أن يرشو عميله اذا باع . ولكن ليس من حقه أن يرتشى اذا اشترى •••• اتجاه غير منطقى ولكنه مطبق •

والرشوة فى عرف رجال الاعمال غير المجاملة • فالرشوة تكون عن صفقة أو صفقات محددة • والمقصود بها أن يتصرف المرتشى تصرفا محددا يتنافى مع واجبه . فالقصد الجنائى موجود بلغة أهل القانون •

أما المجاملة فتكون بالاهداء فى الاعياد والمناسبات • وبالدعوات العامة والخاصة ، وبتقديم الخدمات كالاستقبال فى المطار ووضع سيارة فى خدمة العميل أثناء زيارته دون مطلب وخلافه. بحيث تخلق جوا من الصداقة يسهل فيه التعامل •

ولكن كيف نحدد الخيط الرفيع الذى يفصل بين الرشوة والمجاملة ؟

ان صاحبنا يعرف رجلا أمينا من رجال الاعمال ارتشى وهو لا يدرى • ذلك ان رجل الاعمال الذى يتعامل معه عرف أنه يبحث عن سكن مناسب لابنته المخطوبة فسارع الى صاحب عمارة جديدة ودفع له معظم الخلو المطلوب على أن يطالب رجل الحكم بالباقى • وذهب الرجل الأمين مع رجل الأعمال بعد أن ادعى هذا أن صاحب العمارة صديقه وهنالك جعل يمزح معه احيانا ويغلظ له فى القول أحيانا أخرى حتى رضى الرجل فى النهاية بأقل القليل وهو الباقى له من الخلو • لم يكن فى وسع رجل الحكم أن يرفض هذا الفضل من رجل الاعمال وهو لا يكلفه شيئا • كما لم يكن فى وسعه كبشر أن يتجاهل هذا الفضل فى معاملاته معه فيما بعد •

ان صاحبنا مارس مرة هذا النوع من الرشوة أو المجاملة مع كبير مغرم بالشعر فحفظ له بعض القصائد التى يحبها وجعل يحدثه فيها فكسب مودته وأقنعه بقضاء مصلحته •

الضعف فى الانسان

ان فى كل انسان نقط ضعف • فمن الناس من

تر المال . ومنهم من يحب النساء والخمر .
ـنهم من يتفانى فى حب ابنته الصغيرة . ومهمة
ل الاعمال أن يبحث عن نقطة الضعف فى عميله
ـشبعها فاذا المفتاح يدور والباب مفتح . ولكن
الى أى مدى يسير ؟

وما يقوله صاحبنا عن رجل الاعمال [illegible]
ـن رجل السياسه . فالسياسه [illegible]
وهى محاولة مستمرة لالباس الباطل [illegible]
فى لغه حريرية وقوة حديدية . [illegible]
على خداع النفس والتجسس [illegible]
الشعوب . كما تعتمد على قتل [illegible]
المثل العليا ودعم الحضارة اذا [illegible]
لتحقيق أهدافها . ففى أى نقطة [illegible]
بالفضيلة ؟

أين دور الفضيله ؟ هل دورها [illegible]
الدجاجة التى تنام على بيضها فى [illegible]
ان تعتلى المنابر فى المساجد والكنائس [illegible]
تخفف من ضغط المصالح وتعلى من شأن [illegible]
الـيس من الخير أن تفتح أبوابها وان تنزل من
عليائها وتنفتح على الناس لتعايش الواقع الذى
يعيشون فيه ؟ ان فى وسع الفضيله ان تثبت
وجودها فى أخريات القرن العشرين كما اثبتته
فى عهود الانسانية الأولى . وكل ماهو مطلوب
منها أن تتنازل قليلا عن مثلها العليا لتتفاعل مع
الاوضاع القائمة التى استقرت . ولكن كيف ؟

الامانة المثالية والامانة العمليه

للاجابه على هذا السؤال يفرق علماء الادارة
بين الأمانة المثالية Ethical Honesty
والأمانة العمليه Business Honesty فيقولون
ان من يكتب لأحد أصدقائه خطابا على ورق
المؤسسة التى يديرها أو يكلم زوجته فى عمل
بدلا من تليفون المصلحة التى يعمل فيها فهو
سارق . ولكن رجال الاعمال يحفظون مثل
هذه القضايا لعدم الاهمية كما يقول رجال
القانون .

والهدايا التى يقدمها المنتجون لمديرى الشركات
فى المواسم والاعياد يتسامح فيها علماء الادارة
لان القصد الجنائى ليس موجودا كما تقدم .

والصحفى الذى يسرق الخبر من درج الوزير
بالاتفاق مع السكرتير يحتمى بسر المهنة اذا قدم
للقضاء بل انه يحاكم أمام نقابة الصحفيين اذا
افصح عن مصادره .

والدولة التى تكلف مخابراتها بالحصول على
معلومات عن عدوها [illegible]
[illegible]

[illegible]

بين الارض والسماء

[illegible]
كما يمارسها الاباليسه . وصاحبنا يؤكد لهم
جميعا انه اعطى تلامذه الكثيرين خير ما عنده من
توجيه . وأعطى زملاءه الكثيرين ايضا خير ما عنده
من وفاء . وأعطى الاف عملائه خير ما عنده من
خدمة . ولكن التوجيه والوفاء والخدمه كانت كلها
تلبس رداء المصلحه العامة ولم تكن من وحى
النظريات .

والناس يؤيدون فى أعماقهم هذا الاتجاه . فهم
حين يسخرون من شخص يقولون أنه « مؤدب »
وحين يثنون على آخر يقولون انه « عفريت »
يريدون بذلك أن الاول لا يعرف ما يريد وأن
الثانى ينطلق الى الهدف . فهل صاحبنا فى هذا
المقال من النوع الاول أو من النوع الثانى ؟

هل الناس جميعا على الارض مخطئون والفضيله
فى سمائها محقة ؟ اذن فان صاحبنا يعترف انه
بشر . وبوده لو كان ملاكا فيصعد الى السماء . ■■

السيد أبو النجا

هدية عربية مسلحة

بقلم : الدكتور ابراهيم دسوقى اباظة

تقرير

الامم قابلها على امتداد الاعوام ٠٠ وتهيىء له اعدادا وتخطيطا لكل توقع وكل احتمال ٠

وامة العرب هذه لم تتعود منذ قرون التفكير القابل ، والاعداد للمقبل ، بل عهدناها ترتجل العمل يوما بيوم ، بل وساعة بساعة ، وتنعم النظر فيما فات ، وتشغل الوقت بما انقضى ٠٠ ولكن قلما مدت البصر الى ما بعد حاضرها لتفترض وتتوقع ٠٠ ثم ترسم وتهيىء ٠

هكذا كانت سياستنا دائما ٠٠ تجول فى المطلق، وحملقة فى المستقبل بتفاؤل أبله ، تفرض لـه أحسن الفروض ، وتتوقع له أفضل التوقعات ٠

وعلينا اليوم ونحن نرى بادرات جديدة بدات بحرب أكتوبر واسترسلت فى ذلك النقاش الدائر حول مصير هذه الامة أن نعيد النظر فى بناء المستقبل ٠

الصراع الحضارى

ومرة اخرى تاتى مشكلة الوجود الاسرائيلى فى الارض العربية على راس المشكلات التى ترتبط بهذه القضية ٠ فالتخطيط للغد البعيد لا يمكن بحال ان يتجاهل تلك الرقعة المحتلة من الارض العربية : فلسطين ٠ ففى هذه الرقعه يكمن الخطر كل الخطر على المستقبل العربى برمته ٠

ولسنا مع جموع المتفائلين الذين تغشى عيونهم أحلام السلام ٠٠ فيتصورون غدا يتعايش على امتـداده الشعبان : الشعب العـربى والشعب الاسرائيلى ٠٠

ذلك ان الانتماء الحضارى لكلا الشعبين جد مختلف ٠٠ كما ان مستوى نموهما الاقتصادى والاجتماعى شديد التفاوت ٠٠ مما ينفى كل ممكن حول تعايش حقيقى بين الطرفين ، فالاساس الحضارى للعرب يجد ركيزته فى التراث الاسلامى وينطلق من مبدأ التوازن بين المادة والروح لينتهى الى ربط النشاط الدينى بالنشاط الدنيوى فى نظرة شمولية لا تقبل التفتيت ، على حين يجد الاساس الحضارى لبنى اسرائيل سنده فى تلك النظرات المحرفة من التوراة ٠٠ والتى صبغت الحياة بالمادة ٠٠ وجعلت التهافت على ادراكها هدفا تتهاوى دونه الاهداف ٠٠ ثم يجد اساسه ايضا فى معين الحضارة المادية الغربية التى اجتهد الفلاسفة اليهود فى اثراء افكارها ٠ واسهموا فى ارسائها على قواعد من المادية المفرطة ٠٠

لن يكون بين العرب واسرائيل .. في أحسن الظروف .. سوى هدنة مسلحة .. يفرضها واقع الأمور

فكان نتاج الحضارة الغربية [illegible] الذين يمزقان عالم اليوم : [illegible] و[illegible] الماركسية ..

وامام هذا التعارض الجذرى [illegible] تبدو امكانات التعايش بينهما [illegible] ان تعلو حضارة على الاخرى و[illegible] لتسودها وتوجهها لحسابها ..

ذلك ان الاختلاف البين فى المنابع الفكرية والتفاوت البين فى مستويات النمو - يخلق بالضرورة حالة من التسابق نحو السيادة الاقتصادية بتوابعها الفكرية ، والثقافية ، والسياسية .

وهذا ميل نابع عن الطبيعة الهيكلية للاقتصاد الاسرائيلى المؤسس على القيم المادية ، فالاستغلال طبيعة لاحقة بالنظم المادية ايا كان تركيبها ، فكما ان النظام الرأسمالى المعاصر يميل بطبيعته الى استغلال الشعوب المتخلفة .. فان النظام الاشتراكى » يتجه ايضا بحكم اهمية القيم المادية الكامنة فيه الى استغلال هذه الشعوب ، وان اختلفت الاساليب وتباعدت السبل .

والواقع ان الناظر للمجتمع الاسرائيلى المعاصر يمكنه بيسر انيستوعب التمايز والخصوصية اللذين تفصلانه عن المجتمع العربى المعاصر بكل ابعاده المادية والفكرية ، فنحن فى الواقع امام جمع من البشر جاءت قياداتهم واطرهم العليا من حضارة غربية ، وانتظمت قواعدهم الشعبية فى اشكال عديدة تتنازعها عقائد متفرقة .. ولكنهم جميعا شعوبا وقيادات يرتبطون بذلك الرافد الكبير : الصهيونية .

والصهيونيه فكرة سياسية تخفى وراءها طابعا عرقيا .. وتسعى الى بناء حضارة اسرائيلية .. على اكتاف المجتمعات الصناعية الراهنه بشقيها « الرأسمالى » و « الاشتراكى » .

السلام الاسرائيلى

وهذه الفكرة لا بد أن تكون فى موضع الاعتبار الاول عند التخطيط لمستقبل العربى . [illegible] سلاما يكسب منه [illegible] فى العرب . سلاما يسمح [illegible] الدول العربية [illegible] ولن يكون لها [illegible]

[illegible]

[illegible] لان هذا [illegible] فى المجال او فى [illegible] بتصنيع [illegible] الحيوية اللازمه لاطماع الشعب المختار !

اما مشكلة السوق المحليه فتجد حلولها عند اسرائيل فى غزو الاسواق العربية . واستخدامها فى تصريف منتجاتها المصنوعه . وشراء المواد الاولية اللازمه لصناعتها منها .

والخلاصه ان اسرائيل مدعوة بطبيعه تكوينها وحقيقة اهدافها الى ان تلعب دور رب العمل او الرأسمالى الذى يفتش عن المادة الاولية ، واليد العاملة الرخيصة . فى الاقاليم المحيطة ليبيعها من بعد ذلك مواد مصنعه بالاسعار التى يحددها ..

وهذا النظر يبدو بعيدا عن المغالاة والتوهم اذا ما قدرناه بالمعطيات الخارجية اى تلك التى تتعلق بطبيعة هيكل العلاقات التى تربط اسرائيل بالمجتمع الدولى ..

فلمن هذه الاستثمارات الدولية الضخمة التى تتدفق على اسرائيل ؟

ولمن هذه المشروعات الكبرى التى تمولها رؤوس اموال اجنبية ؟

ان هذه الاستثمارات جميعها وفي اطوارها الحالية تتجاوز احتياجات اسرائيل الداخلية بكثير، كما ان بعض نوعياتها تتعدى امكانات التصدير الى العالم الغربي ..

ولا نعتقد بان امام انتاج هذه الاستثمارات فرصا افضل من التدفق على الاسواق العربية ، التي تعاني من نقص شديد في العديد من الفروع الانتاجية .

مواجهة المستقبل

واذا كانت نيات اسرائيل من مساعي السلام لا يمكن التكهن بها على وجه الدقة . فان محاولاتها لاستغلال السلام في سبيل السيادة الحضارية على العالم العربي توجد احتمالا يجب ان يحسب له التخطيط العربي المقبل الف حساب .

فنحن مقبلون .. في افضل الظروف على هدنة مسلحة ، او سلام مسلح ، لا سلام دائم .. فما الذي أعددنا او نعده للمستقبل بكل احتمالاته وتكهناته ؟

ان دول المواجهة العربية تنفق على التسليح سنويا مبالغ باهظة تبلغ بضعة مليارات من الدولارات ، ولا بد لها ان تستمر في هذا الانفاق حتى يزول الخطر الاسرائيلي من الارض العربية .

ولكن عليها في نفس الوقت ان تكرس جهودا هامة لبناء اقتصادها .. ومن هنا كانت ضرورة الدعم العربي في اطار استراتيجية انمائية شاملة .

وبهذه الخطوة نكون امام سباق من نوع جديد ، سباق على البناء الحضاري لا على التسلح والتجهيز العربي وحده .

وهذا النوع من السباق هو الاصيل الراسخ ، فاذا ما كسبناه كسبنا به كل سباق . فبناء حضارتنا على اسس متينة من الاقتصاد والاجتماع هو الضماد الاكيد لقدرتنا على الردع ، ودفع المخاطر عن ديارنا . وما دون ذلك احتمال ومخاطرة ..

فالمجتمع القوى اقتصاديا ، المتوازن اجتماعيا وسياسيا ـ هو المجتمع القادر على انتاج اسلحة الحرب بمثل مقدرته على انتاج سلع السلام ..

فاذا استطعنا ارساء دعائم الصناعة على ارضنا فسنكون بامكاننا ان نصنع موارد القوة بايدينا بغير انتظار لاستجدائها من الخارج ، وهذه هي القوة الحقة . والمنعة الحقة .. وما دون ذلك هوان ، واى هوان .

التكامل الاقتصادي هو الامل

ولا اخال ان هناك فرصا اوسع من تلك الفرص التي تقدمها الثروات العربية للامة العربية .. فالارصدة العربية من دخل البترول موفورة . وامكانات التكامل بين الاقطار العربية قائمة . اذ لا توجد في العالم رقعة واسعة الامتداد ، متنوعة الثروات ، متباينة المناخات ، متفاوتة السكان . كتلك الرقعة الهائلة من الخليج العربي شرقا . الى المحيط الاطلسي غربا ، ثم هناك وحدة الدين واللغة والتاريخ .. فهذه الوحدة التراثية اذا ما اضفناها الى ما سبق تمثل ثقلا له اعظم الاثر في انماء الاقتصاد العربي وتطويره ..

والذي يعوز العرب امام هذه المزايا بواسطة هو التنظيم الرائد الذي يؤلف بين هذا الشتات المتناثر من الطاقات ، ويوجهه باتساق نحو افضل الاستعمالات المنتجة . والواقع انني لست بقادر على تصور هذا التنظيم بكل نقاطه وتفاصيله ، ولكن كل ما يمكن ادراكه منه .. وفي اطار هذا البحث هو خطوطه العريضة ومبادئه الكبرى ندرجها في نقاط اربع :

١ ـ انشاء هيئة تمويلية،مهمتها تمويل التنمية الاقتصادية على صعيد العالم العربي كله ، على ان تسهم الدول العربية المنتجة للبترول في رؤوس اموالها بقدر عوائدها البترولية .

٢ ـ انشاء مركز للابحاث الاستراتيجية الانمائية . على صعيد العالم العربي كله ، تكون مهمته القيام بالدراسات الفنية المتعلقة بالاستثمار لحساب الهيئات التمويلية . ولكل من يعنيه الامر من جهات الاستثمار .

٣ ـ انشاء جهاز للتنسيق بين المخططات الانمائية للاقطار العربية .. تكون مهمته المواءمة والتنسيق بين الخطط الانمائية للدول العربية بما يكفل تحقيق التكامل الاقتصادي .

٤ ـ انشاء جهاز لتنمية التجارة بين الاقطار العربية ، تسند اليه مهمة تنشيط التجارة بين الاقطار العربية ودعمها .

مؤسسات التكامل

وابدى بعض التفصيل لكل من هذه النقاط الاربع التي تشكل في راينا بعض المؤسسات الضرورية لقيام التكامل الاقتصادي العربي .

١ ـ اما قيام هيئة تمويلية على المستوى العربي فتعتبر ضرورة تفرضها ظروف العصر اذ لا يمكن تحقيق تنمية اقتصادية متسارعة . بغير تمويل ضخم تقوم على امره هيئة متخصصة . يمكنها ان تستخدم الارصدة العربية المتاتية من البترول . والتي تبلغ عشرات المليارات من الدولارات ، اذ يمكن تكريس نسبة منها لاغراض النمو الاستثماري الذي تقوم به هذه الهيئة .

ويلاحظ ان جميع مؤسسات [illegible] والمختلطة ما زالت في اشكالها [illegible] عن مطاولة الاحتياجات التي [illegible] الاقتصادية المتسارعة ، مما يفرض [illegible] هيئة من هذا النوع .

٢ ـ ومن زاوية اخرى يعتبر [illegible] للبحوث الاستراتيجية الانمائية من [illegible] للتنمية الاقتصادية المتسارعة . اذ يعتبر مثل هذا المركز العقل المخطط والمدبر في كل ما يتعلق بشؤون الاستثمار والاستهلاك وهي هذا ما يجنب التنمية العشوائية ، والارتجالات التي كثيرا ما تنتهي الى تبديد الموارد العربية بغير طائل ، كما يجنب الدول العربية الاتجاه الى شركات الابحاث الاجنبية مع مايترتب على ذلك من مخاطر الكشف عن خططنا وتبذير اموالنا .

٣ ـ واقامة جهاز للتنسيق بين المخططات الانمائية في الاقطار العربية يعتبر من ضرورات التكامل الاقتصادي الذي نسعى الى تحقيقه ، فالملاحظ ان السياسات الانمائية للدول العربية قلما تدخل في حسابها المخططات الانمائية للدول العربية الاخرى .. مما ينبني عليه احيانا انشاء مشروعات انتاجية متماثلة في دول عربية عديدة تنتهي الى التنافس فيما بينهما بدلا من التكامل .

وجهاز التنسيق على الصعيد العربي كله يمكن من تلافي مثل هذه الازدواجيات في المشروعات الانتاجية .. بتوجيه مخططات التنمية الى التكامل والتعاون على صعيد الانتاج والاستهلاك الصناعي والزراعي ..

وغني عن البيان ان مدى نجاح مثل هذا الجهاز في مهمته رهين باهمية الدراسات والبحوث التي سيقوم بها . ومدى انصياع الدول العربية المختلفة في الاخذ بتوجيهاته في مجال التنسيق الاقتصادي ، اذ من المعلوم ان هذا الجهاز لن تكون له في مراحله الاولى سوى سلطات ادبية ونفوذ ادبي .

٤ ـ وبقي المقترح الاخير وهو انشاء جهاز خاص بانماء التجارة بين الاقطار العربية ..

فحجم التجارة بين هذه الاقطار جد ضعيف. والمتفحص لحركة التجارة الخارجية لاى قطر عربي سوف يتبين ضآلة حجم تجارته الخارجية مع الاقطار العربية الاخرى . بل انني لا ابالغ القول اذا اكدت بان العلاقات التجارية بين العديد من الدول العربية تكاد تكون معدومة .

ولیس يخفى ان [illegible] [illegible] الى سوق موسعة [illegible] والامكانات التي [illegible] [illegible] السوق الموسعة [illegible] الاقتصادية المتسارعة [illegible] .

ومن هنا تاتي [illegible] التجاري بين الاقطار العربية [illegible] [illegible] الى معدوم .

[illegible] وتستهدف [illegible] بالامكانات الانتاجية لكل دولة عربية [illegible] .

[illegible] تمويلي ويرمي الى تيسير التجارة بين الاقطار العربية عن طريق امدادها بالقروض والتسهيلات المالية اللازمة لازدهارها .

من هذا العرض الوجيز نخلص الى نتيجة عامة مؤداها ان مخاطر الوجود الاسرائيلي على المستقبل العربي غير محدودة .. ولكن امكانات التغلب على هذا الوجود في المستقبل غير محدودة ايضا .

واذا كانت اتجاهات السلام هي الاكثر احتمالا اليوم .. فانه لن يكون بين العرب واسرائيل ـ وفي افضل الظروف ـ سوى هدنة مسلحة يفرضها واقع الامور ، ولن يغير من هذا الواقع في المدى البعيد سوى العقول العربية قبل السواعد العربية، والتكنية العربية قبل التكنية الاجنبية .

وفي كلمة : لن يغير من هذا الواقع سوى ما نملك فوق ارضنا من تكنيات الربع الاخير من القرن العشرين . ■■

ابراهيم دسوقي أباظة
استاذ العلوم الاقتصادية والسياسية
بجامعة محمد الخامس ـ الرباط

فقه عائشة أم المؤمنين و.. منهجها الاجتهادي

بقلم الدكتور محمد سلام مدكور

■ السيدة عائشة أم المؤمنين رضى الله عنها زوج الرسول صلى الله عليه وسلم ، وبنت أبى بكر الصديق رضى الله عنه ، وهى التى ورد فيها الخبر (١)« خذوا شطر دينكم عن هذه الحميراء » كانت ولادتها فى السنة الرابعة من بعثة الرسول صلى الله عليه وسلم ، وقد أسلمت فى صباها مع أختها أسماء ذات النطاقين • وكانت ثالثة زوجات الرسول وأصغرهن سنا •

نشاتها وثقافتها

كانت رضى الله عنها تمثل جانبا كبيرا من شار رعاية الاسلام للمراة وعنايته بامرها فى عصر كانت المراة فيه مهملة لا شان لها • فقد كانت تفوق كثيرا من اصحاب رسول الله فى التفقه فى الدين والتصدى للفتوى فيما يشكل على الناس من امور دينهم ، وكان من اكبر العوامل فى تكوين شخصيتها ما فيها من صفات رفيعة ترجع الى كرم العنصر وشدة الذكاء • أضف الى ذلك حب النبى لها وافساح صدره لافهامها ، وتقبل مناقشتها ، وتطلعها الى المعرفة • يقول ابن سعد : كان أزواج النبى صلى الله عليه وسلم يحفظن من الحديث كثيرا ، ولا مثيل لعائشة وأم سلمة • ويقول الزهرى : لو جمع علم عائشة الى علم أزواج النبى وعلم جميع النساء • لكان علم عائشة افضل ويقول الشعراني : « انه لا يعرف من النساء من كان فى درجتها فى الاجتهاد حتى من نساء النبى » •

وروى أنها كانت أعلم الناس بالقرآن والسنة، وان عمر وعثمان كانا يسالانها عن السنة ، وان مشيخة أصحاب رسول الله كانوا يسالونها عن الفرائض• يقول مسروق : والله لقدرأيت الاحبار من أصحاب رسول الله يسالونها عن الفرائض •

كما كانت تحسن القضاء والفرائض ، ولها المام بمعارف أخرى من طب وشعر وأيام العرب• يقول قبيصة بن ذؤيب ، كانت عائشة أعلم الناس بالقرآن والسنة • ويقول عروة بن الزبير : ما جالست أحدا قط كان أعلم بقضاء ولا بحديث بالجاهلية ولا أروى للشعر ولا أعلم بفريضة ولا طب من عائشة •

قضت حياتها فى العمل لدين الله مهتدية فى ذلك بكتاب الله وبهدى النبوة وبما وهبها الله من علم وفهم وذكاء • فقد منحها الله الحظ الوافر من صحة العقل وسلامة الادراك ، كما هيا لها ما مكنها من استيعاب السنة والوقوف على أسباب الكثير من آيات الأحكام • فكانت تروى حديث رسول الله لكثرة ما حفظت منه وكانت مرجعا فى ذلك لكبار الصحابة ، فيروى أن عمر وعثمان كانا يرسلان اليها فيسالانها عن السنة •

ا يروى أنها روت عن رسول الله صلى الله ـ ه وسلم أكثر من الفي حديث . كما روت عن ـ س الصحابة أيضا حرصا منها على تتبع أخبار ـبى وحفظا للسنة .

منهجها فى الاجتهاد

وكانت رضى الله عنها من أصول مدرسه المديـ فى عصر الصحابة الذين يؤخذ عنهم الفقه وكان لهم أثر واضح فى منهج فقهاء المدينة . فيروى ان أصل مذهب أهل المدينة : فتاوى عبد الله ـ عمر . وعائشة . وقضايا قضاة المدينة .

غير أن عائشة كانت ذات منهج [illegible] ابن عمر . فقد كانت ممن لا [illegible] ودلالتها ما لها من حق . فتتدوق [illegible] ثم تتغلغل فى معانيها وسبر [illegible] مراميها . وتغوص على العلل [illegible] هو سنة القرآن فى مخاطبة العقول [illegible] والتدبر . فالقرآن يخاطب العقل [illegible] التكاليف . وكان لها فى هذا [illegible] معين فى هذا الاتجاه . فقد كان [illegible] حريصا على التوجيه الى المعاني [illegible] التشريع . سأل الرسول سائل [illegible] شهوته ويؤجر ؟! فقال الرسول . أرأيت لو وضعها فى حرام أكان يأثم ؟ قال السائل نعم قال الرسول الكريم : فكذلك يوجر . أفتجزون بالشر ولا تجزون بالخير ؟!

ونتيجة لهذا الاتجاه فى السيدة عائشة كانت فى طليعة الطبقة الأولى من فقهاء الصحابة الذين انتشر العلم فى الآفاق عنهم . فقد أخذ عنها الكثيرون من الصحابة والتابعين الذين تأثر بها بعض منهم الى حد بعيد . يقول ابن القيم :وكان من الآخذين عنها الذين يكادون لا يتجاوزون اقوالها ، المتفقهين بها : القاسم بن محمد بن أبى بكر (وهو ابن أخيها) ، وعروة بن الزبير (وهو ابن أختها أسماء) . وليس معنى هذا أنهما دون غيرهما اللذين تاثروا بها ، فقد أخذ عنها وتشيع باتجاهها ومنهجها الاجتهادى الكثيرون، لكن ابن القيم خصهما بالذكر لكثرة ما رويا عنها بحكم صلتهما بها ، كما روى عنها من التابعين خلق كثير نذكر منهم سعيد بن المسيب . ونافع مولى عبد الله بن عمر .

كانت رضى الله عنها تفتى الناس فى احكام الدين اذ هى احد سبعة عرفوا بكثرة [illegible] عمر . وعلى . وعائشة . وعبد الله بن مسعود . [illegible]

[illegible]

عائشة السيدة عائشة [illegible] مشكلة . تعلم وتتعلم . على انها كانت [illegible] فقيهة بالمسائل الخاصة بالنساء وما يتعلق بهن من احكام فيرجع اليها الجميع فى هذه الامور [illegible] وياخذون عنها .

وكان فقهها من النوع الذى يبدو فيه التصرف والموازنة وتحكيم العقل عند اضطراب الادلة للترجيح . فقد روى أحمد ومسلم عن عبيد بن عمير أن عبدالله بنعمرو كانيامر النساء بنقض[3] شعورهن اذا اغتسلن من جنابة . فلما سمعت السيدة عائشة بذلك أنكرته وقالت : ياعجبا لابن عمرو . وهو يامر النساء اذا اغتسلن بنقض رؤوسهن ؟! أو ما يامرهن أن يحلقن رؤوسهن ؟!

---

(١) هذا الخبر ذكره الحافظ السخاوى فى كتاب المقاصد الحسنة وقال قال شيخنا لا أعرف له اسنادا ولا رأيته فى شىء من كتب الحديث الا فى النهاية لابن الأثير . ولم يذكر من خرجه . قال ورأيته فى كتاب الفردوس لكن بغير لفظه .وذكره من حديث أنس بغير اسناد أيضا . ولفظه خذوا ثلث دينكم من بيت الحميراء . وقد سئل الحافظ الذهبى عنه . فلم يعرفه .

(٢) طبقات ابن سعد جـ ٢ ص ٣٧٤ .

(٣) ـ نقضت المرأة شعرها حلته وفرقته .

لقد اغتسلت أنا ورسول الله من اناء واحد وما ازيد عن ان افرغ على رأسي ثلاث افراغات (٤) .

كما روى النسائي عن عبيد بن عمير أيضا أن السيدة عائشة قالت : لقد رأيتني أغتسل أنا ورسول الله صلى الله عليه وسلم من هذا ـ فاذا تَوْرقٌ موضوع مثل الصاع أو دونه ـ فنشرع فيه جميعا فافيض على رأسي بيدي ثلاث مرات وما انقض لي شعرا » (٥) .

فقد عرضت رضي الله عنها ما فهمه عبد الله بن عمرو على ما عندها من معرفة عملية ، واقرار النبي لها من الاكتفاء بمجرد صب الماء على الرأس ثلاث مرات دون ضرورة لنقض الشعر في الغسل من الجنابة.ولم تستسلم لقول ابن عمرو لمعارضته لما فعلته واقرها عليه الرسول صلى الله عليه وسلم .

كما روت كتب الصحاح أن امرأة سألت السيدة عائشة : أتقضي الحائض الصلاة ، فقالت لها : أحرورية أنت ؟ ! لقد كنا نحيض على عهد الرسول صلى الله عليه وسلم فنؤمر بقضاء الصوم ولا نؤمر بقضاء الصلاة . ولم تعلل رضي الله عنها لهذه التفرقة مما يشعر بانها ترى أن الأمور التعبدية لا ينظر فيها الى التعليل .

اجتهادها وفاق للمصلحة

وكثيرا ما يكون للمصلحة أثر واعتبار في اجتهاد السيدة عائشة فتغير الحكم تبعا لذلك فقد روى عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : لا تمنعوا اماء الله مساجد الله ، ولكن ليخرجن تفلات » (٦) . لكن السيدة عائشة تبينت من الحديث أن الاذن بخروجهن ملاحظ فيه عدم احداث الفتنة والا ترتب الفساد . فلما رات انحرافا في بعض النفوس، وان الفساد قد يترتب على خروجهن قالت فيما رواه البخاري ومسلم واحمد : « لو أدرك رسول الله ما أحدث النساء لمنعهن المساجد » . فقد عللت السيدة عائشة النهي عن خروج النساء الى المساجد بفساد الزمان، ويؤيد هذا التعليل ما روى بلفظ « لا تمنعوا النساء أن يخرجن الى المساجد وبيوتهن خير لهن رواه احمد وأبو داود (٧) .

وأحيانا لا تأخذ السيدة عائشة بالخبر المخالف لعموم النص القرآني وذلك اذا لم يصح الخبر لديها لعدم ثقتها في الراوي . ومن ذلك ما روى أن فاطمة بنت قيس طلقها زوجها طلاقا بائنا وهو غائب . ولما سألته النفقة قال . والله ما لك علينا شيء . فلما سألت رسول الله قال . ليس لك عليه نفقة . وأمرها أخيرا أن تعتد عند ابن ام كلتوم . فقد انكرت السيدة عائشة هذا الخبر لعدم ثقتها في الرواية مع مخالفة الخبر لعموم النص الوارد في المطلقات . وهو قول الله تعالى « أسكنوهن من حيث سكنتم » وقوله جل شأنه « لا تخرجوهن من بيوتهن » والنفقة تجب جزاء الاحتباس . وقد أيدها في ذلك أسامه بن زيد وعمر بن الخطاب الذي قال : لا نترك كتاب ربنا وسنة نبينا لقول امراة لا تدري حفظت أو نسيت .

ومن هذا السبيل أيضا انكارها خبر الني عن أكل لحوم الحمر الأهلية فقد روى الشيخان البخاري ومسلم عن جابر رضي الله عنه « نهى رسول الله يوم خيبر عن لحوم الحمر الاهلية » . انكرته لمعارضته لظاهر قول الله سبحانه في سورة الانعام « قل لا أجد فيما أوحي الى محرما على طاعم يطعمه الا أن يكون ميتة أو دما مسفوحا او لحم خنزير .. » فالنص أطلق ما يحل أكله فيما عدا الاشياء التي نص على تحريمها . وأما الخبر الذي رواه جابر فانه غير مرفوع الى النبي .

وينبغي أن أستبيح لنفسي الاستطراد هنـــــا فاقــول : أن البعض قـد يستبشع هذا الحـل منها ولكنا نقول : انه ما ذهب اليه جمهور كبير من فقهاء المذاهب ، وأن الاستبشـاع في الواقـع يرجع الى طبع خاص والف معين . وهذا لا ينبغي أن يتحكم في التشريع المطرد لكل البيئات ومختلف العصور . وكل ما في الامر أننا نتقيد بتحريم ما حرمه الشارع ونكل ما عداه الى الف الطبـاع وعادات النفوس . وهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم يؤيد هذا الاتجاه فقد روى الجماعة

---

(٤) البخاري بشرح عمدة القاريء جـ ٣ ص ٣٠٠

(٥) وفي نيل الاوطار للشوكاني جـ ١ صــ٢٩٢ عن عروة بن الزبير عن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال : ـ وكانت عائشة حائضا ـ انقضي شعرك واغتسلي » رواه ابن ماجه باسناد صحيح ولذا فان الامام أحمد بن حنبل يفرق بين الغسل للجنابة والغسل للحيض والنفاس .

(٦) دون زينة ، ولا بهرجة . (٧) انظر نيل الأوطار للشوكاني الجزء الثالث .

الا الترمذى عن ابن عباس ان السيدة ميمونه قدمت اليه الضب على المائدة وكان معه خالد بن الوليد فامتنع الرسول من اكلــه فسأله خالد : أحرام الضب يا رسول الله ؟ قال : لا ، ولكن لم يكن بأرض قومى فأجدنى أعافه ، فاجتره خالد واكل منه ورسول الله ينظر فلا ينهى .

فنفرة الطبع لا تعتبر مبدأ للتحريم . كما انه لا يعتبر دليلا على الخبث المقتضى التحريم ... مما لم ينص الشارع على تحريمه ... شبه الحل . وأما أمر تناوله ... الف النفس وميل الطبع .

فطنتها الى المعانى ...

كانت رضى الله عنها تفهم ... التأويلات السائغة . وتعرض ... على كتاب الله تعالى ... غوصا موفقا، وهذا لا يكون الا ... ومن ذلك ان بعض الناس فهم ... « ولقد رآه نزلة اخرى عند ... » ... الرسول عليه السلام رأى ربه ... عائشة ذلك . فقد أخرج البخارى ... مسروق قال : قلت للسيدة عائشة ... رأى محمد ربه ؟ قالت : ... مما قلت : من حدثك أن محمدا رأى ربه فقد كذب » . ثم قرأت قول الله تعالى « لا تدركــه الابصار وهو يدرك الابصار » (٨) .

فهى رضوان الله عليها ترد ما فهمه بعض الناس من مجمل القرآن فى الآية الاولى الى ما جاء تفصيلا فى الآيه الثانيه دالا فى نظرها على انه لا يمكن لاحد قط من البشر أن يرى اللــــه سبحانه .

ولما فهم الناس أن الميت يعذب ببكاء اهله عليه أخذا مما رواه الشيخان عن عمر بن الخطاب : أن الميت يعذب ببكاء أهله عليه . انكرت السيدة عائشة ذلك وتلت قول الله سبحانه فى سورة الانعام : « لا تزر وازرة وزر أخرى » ثم قالت : ان ما قاله الرسول فى يهودية معينة ان أهلها يبكون عليها وانها لتعذب فى قبرها .

فهى تغوص – كما ترى – فى الألفاظ بحثا وراء المعانى والاسباب والمناسبات ، ولا تقف عند ظواهر النصوص الا اذا وجدت قرينة تقتضى ذلك.

موقفها من اخبار الآحاد

وكان منهجها للاستيثاق بأخبار الآحاد ان تردها الى كتاب الله . وتدقق فى صحة ما روى . كما انها كانت تستوثق عن طريق سؤال الراوى اعادته بعد طول عهد فاذا رواه بنفس ما سمعته دون زيادة أو نقصان اطمأنت اليه ... ومن ذلك ما روى انها كانت تعود ... [illegible]

فهى لم تسمع بمجرد سماع ... حتى تعرضه على ما تعرف ... ترجع بادراكها وفهمها عند تدارس النص ... بفقهها دون تخريج الخبر ... عن علم بعد التثبت من صحته

اعتمادها على القرآن ثم السنة

وكانت اجتهادات السيده عائشة تعتمد على أصول مستقرة فى نفسها فهى كغيرها تعتمد على الكتاب الكريم أولا ، ثم على السنة التى ترى أنها اذا صحت تكون مبينه لمجمل الكتاب ومكملة له أيضا ، وانها تنشىء احكاما لم ترد فى القرآن لان الرسول فى أمور التشريع لا ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى .

وكانت ترى ان السنة تخصص القرآن أيضا ومن ذلك آية التحريم بسبب الرضاعة وهى قوله تعالى فى سورة النساء : « حرمت عليكم أمهاتكم وبناتكم وأخواتكم وعماتكم وخالاتكم وبنات الاخ وبنات الاخت وأمهاتكم اللاتى أرضعنكم وأخواتكم من

(٨) انظر الاصابة فيما استدركته السيدة عائشة على الصحابة للزركشى ص٤٦

الرضاعة » فان الآية وان كانت نصا فى التحريم الا انها مجملة فى قدرها ووقتها ، وفيمن تكون الحرمة من جانبه • ومن ذلك ما رواه ابن عباس أن النبى صلى الله عليه وسلم قال عن ابنة عمه حمزة انها لا تحل لى : انها ابنة أخى من الرضاعة،ويحرم من الرضاعة ما يحرم من النسب» ومنه ايضا ما روى أنه قال : لا رضاع الا ما كان فى حولين » • كما أن السنة فيما روته السيدة عائشة قيدت الاطلاق الوارد فى الآية اذ لم تقيد الارضاع المحرم بعدد رضعات ولا بقدر معين فى الرضعة لواحدة فتروى السيدة عائشة عن رسول الله أنه قال : «خمس رضعات مشبعات يحرمن »•

ومن ذلك قولها لما جاء نساء النبى صلى الله عليه وسلم يطلبن ميراثهن أخذا بآية الميراث قالت السيدة عائشة : لا ميراث لنا لقوله صلى الله عليه وسلم فيما رواه أبو يعلى فى مسنده عن حذيفة باسناد صحيح : « انا معاشر الأنبياء لا نورث ، ما تركناه صدقة » • وعن عمر أنه قال لعثمان وعبد الرحمن ابن عوف والزبير وسعد وعلى والعباس : أنشدكم الله الذى باذنه تقوم السماء والارض أتعلمون أن رسول الله قال : لا نورث ما تركناه صدقة ؟ قالوا : نعم • وهذا يفيد أن السيدة عائشة رضى الله عنها خصصت عموم الكتاب بالحديث •

كما أن اجتهاداتها تفيد أنها تاخذ بمفهوم المخالفة (٩) فى النصوص التشريعية بدليل قولها بوجوب اتمام الصلاة للمسافر الآمن ، ونصرها حكم القصر على السفر مع الخوف وعدم الأمن • من الآية نص « واذا ضربتم فى الارض فليس عليكم جناح أن تقصروا من الصلاة ان خفتم » ولما قيل لها ان الرسول عليه السلام كان يقصر ، قالت : ان ذلك كان فى حرب وخوف فهل أنتم خائفون ؟ ومعنى ذلك أنها أخذت بمفهوم المخالفة• فقد أخرج ابن جرير فى تفسيره ، كما ينقل عنه الشوكانى ، أن السيدة عائشة كانت تصلى أربعا فى السفر فاذا احتجوا عليها تقول : ان النبى صلى الله عليه وسلم كان فى حروب وكان يخاف فهل تخافون أنتم ؟

ومن تامل فى سيرة السيدة عائشة رضى الله عنها وما يروى عنها من الاحكام الفقهية استبان له جليا أنها كانت تعتد بمكانتها فى دراسة الدين وتتبع أقضية وفتاوى الرسول • ولهذا كان الكثير من الصحابة يرجع اليها وياخذ عنها • على أن المتابع لما تخالف به غيرها من فقهاء الصحابة يجد أنها كانت تقول ما تختلف به عن بعض الصحابة على سبيل التعقيب عليهم والنظر فى آرائهم بما يبرر حجيتها •

عائشة وأصحاب الرأى

ولعلنا لا نبعد اذا قلنا انها تتفق فى منهجها الفقهى ، أو يتفق معها فى منهجها الفقهى ، أصحاب مدرسة الرأى من زاوية أنهم لا يسلمون بالأخذ بكل ما ينقل اليهم لمجرد أنه مروى أو منقول • فقد رأيت أن لها غوصا على المعانى ، أو متابعة لما يروى بعرضه على ما يكون أقوى منه ، كما أنها رضى الله عنها ، وان كانت من أصول مدرسة الرأى ، فانها قد أثرت فى مدرسة الحديث وفى فقهاء مدرسة المدينة خاصة ولم يكن أثرها فيهم باقل من أثر عمر بن الخطاب وزيد ابن ثابت •

يقول ابن القيم : يروى عبد الرحمن بن القاسم عن أبيه أنه قال : كانت عائشة قد اشتغلت بالفتوى فى خلافة أبى بكر وعثمان وهلم جرا الى أن ماتت • ويروى الحافظ الذهبى أن سعيد ابن المسيب ونافع مولى عبد الله بن عمر وخلق كثير رووا عنها •

فهذه السيدة عائشة أم المؤمنين التى نشأت منذ طفولتها فى جو تغمره معارف الاسلام فى بيت أبيها الذى كان أول الرجال اسلاما واتباعا لرسول الله ، وفى بيت زوجها صاحب التشريع ، وقد كانت أحب نسائه اليه وأقربهن الى قلبه مما استتبع كثرة سماعها منه وتاثرها به فتلقت منه الكثير من الاحكام حتى انطبعت نفسها بطابع التشريع الاسلامى فصارت فقيهة ، لها ملكة فقهية قوية •

رضى الله عنها ، وجعل منها خير أسوة للنساء المسلمات فى التفقه فى الدين والتمسك بأحكامه والحرص عليه فى كل مسلك •

محمد سلام مدكور

---

(٩) هى ما كان المسكوت عنه مخالفا للمذكور فى الحكم اثباتا أو نفيا • ويطلق عليه البعض دليل الخطاب ويختلف الأصوليون فى اعتبار مفهوم المخالفة دليلا لاستنباط الاحكام • •

الى ذلك الطفل الذى التقيته فـى احدى العواصم العربية ••
الى كل يتيم لا يجد العناية والرعاية!

أحمد السقاف

■ جوعانُ لم يذقِ الطَّعامـا غدرَ الزمانُ بـه فهامـا
متسربلٌ بالبـؤس . يسـحبُ في تشرده عظامـا
مـات الـذى يحنـو عليـه . فصار في عدد اليامـى
وتنكّرتْ أمٌ . فمـا رضيت معانـاةَ الأيامـى
وزواجُ بعضِ الأمهـاتِ يكاد يفتتحُ الحرامـا

★★★

نُـكِبَ الصبيُّ ، فمـا رأى الا العداوة والظلامـا
يتـجرع البطـشَ الاليـمَ ، ويعلكُ الموتَ الزؤامـا
وأبى عليـه الظلـمُ أن يبقى . وما أشـقى المقامـا

لم تَحْمِه أمٌ . ولم يَرْعَ الزنيمُ له ذماما
رمياه دون أذىً جنا ه إلى الشوارع مستضاما
يمشي يمدُّ يداً . ودمع العينِ يذرفه سجاما
لا يعرفُ المأوى . ولا يجدُ الأمانَ ، ولا المناما

★★★

ولقيته . فلقيتُ بعضَ طفولةٍ مُلئتْ سقاما
حافٍ بأسمالٍ ممزقة تبدّى لي حطاما
لا يستطيعُ المشيَ من تعبٍ ، ولا يبغي الكلاما
وسمعتُ ما يدمي الفؤا دَ ، وما يوجّجه اضطراما
ومسحتُ من عينيه دمعةَ جائعٍ وَجَدَ الطعاما

★★★

لهفي عليه ! على الطفولة حين تمتحنُ اللئاما !
هي نعمةُ المولى، وأجملُ نعمة حازتْ مقاما
يلهو بها التشريدُ ، لا عطفاً تنالُ ، ولا اهتماما
عارٌ يجلجلُ في عواصمنا ، ويصفعنا انتقاما
هبّتْ شعوبُ العلم تمحوه وما زلنا نياما
والمالُ طوفانٌ ، ومنه سحابةٌ تروي الأناما
لا ذنبَ للمالِ البرىءِ إذا الضميرُ به تعامى

★★★

كم في القصور من الكلا ب تعيشُ في رَغَدٍ ترامى
اللحمَ نطعِمها وإنْ شاءتْ دجاجاً أو حماما
ونلفّها بالحبّ رقراقاً ، ونسكبُهُ هُياما
نشكو إذا عطستْ ، ونسهرُ إنْ تصنّعت الزكاما
ماذا يضرُّ لو انَّ هذا الكلبَ نجعلُهُ غلاما
نعطيه ما نعطى الكلا بَ من الرعايةِ ما أقاما
ونعدُّه رجلاً نحققُ فيه آمالاً جساما

★★★

قال الجزائرُ قد دعتك فقلت بلغها السلاما
ذكرى لياليها القرنفلُ في المجالس والخُزامى
أنا من تغنّى باسمها ولهانَ مُذْ عشرين عاما

مثل المدن التي يعيشون فيها

كأحسن ما يكون الضبط والتدبير

■ المدينة مجتمع ، قد يضم ألوف الألوف من السكان ، كلهم لهم من اجل الحياة حاجات ، ولكي يحيوا الحياة الطيبة الصحيحة لهم طلبات ، وهم ، مع هذه الكثرة ، لا بد لايصال هذه الحاجات ، والوفاء بهذه الطلبات،من ترتيب وتنظيم. وهي حاجات منهم واليهم ، فهم صانعوها ، وهم منتفعوها . وهم،وان اختلفوا افرادا، سواء في صنع هذه الحاجات ، والوفاء بهذه الخدمات ، من اطعام واسكان ، وصحة وتمريض ، وتعليم وتأهيل ، وتأمين حياة وتأمين حدود ، وهم يؤلفون فئات لكل حاجة من هذه الحاجات ، وخدمة من هذه الخدمات ، وهي حاجات الف ، وخدمات الف ،لا تنتج الا بالترابط ، ولا يستقيم توزيعها الا بالتوافق ، فلا بد ان تقوم بينها مواصلات آلاف ، ذهابا ورجعة . وهي لا بد لها من تنسيق حتى لا يختلط حابلها بنابلها .

واذن وجب ان يكون على انتاج كل

نموذج لانتشار الاعصاب فى الانسان ، كما خاله فنان .

حاجة رئيس او رؤساء ، وعلى كل خدمة مديرون وخبراء ، يجتمع بعضهم ببعض عبر طرقات الف ، واسلاك من الهواتف الاف . ولا بد لهؤلاء الرؤساء من رؤساء أعلى .

وينتهى حكم المدينة عند قلة من الحكام . شئون كثيرة من امور المدينة تجرى وفق مرهم ، واستجابة لهم ، وشئون اخرى جرى ، وفق الخطة المرسومة ، والروتين لقائم ، مباشرة بين طوائف من تحتهم .

وجسم الانسان ، وبه البلايين من خلايا ، كالمدينة وبها الألوف المؤلفة من لسكان .

حاجات اكل [illegible] وحاجات [illegible] بعض [illegible] بعسا . [illegible] خدمات [illegible] دصانع [illegible] خلايا [illegible] والمتفع [illegible]

[illegible] وتوقت ، [illegible] كانت [illegible] جسم الانسان [illegible] المخ ، [illegible] مواصلات [illegible] للتدبير والتنسيق ، [illegible] الشوكى ، وما [illegible] الهائلة من [illegible] التى [illegible] .

وكما فى المدينة ، وكذلك فى الجسم ، تتحقق احداث ، بعلم واملاء مراكز الحكم الواعية فى المخ وتتحقق اخرى بين عضو فى الجسم وعضو اخر فى غيبة الوعى الانسانى اذ لم يكن من الضرورى ان تعنى مراكز الحكم الكبرى فى المخ ، مراكز الوعى ، بكل حدث ، كبيره والصغير ، يجرى فى الجسم .

ويسمى جهاز الحكم هذا ، وجهاز الضبط والربط والتنسيق والتوقيت فى الجسم ، بالجهاز العصبى .

ومن اجل الوحدة التى هى هدفنا نقول ان الحيوانات ، فى المراتب التى دون مرتبة الانسان ، بها أجهزة للحكم والضبط ، اجهزة عصبية هى بالطبع دون الجهاز العصبى للانسان جودة صنع واتقان وظيفة ، على النحو الذى سوف نصف .

والحس ، وهو بعض صفة هذه الاجهزة ، يوجد حتى فى ابسط الحيوانات ، اذا هى لم تتجهز من الاعصاب بجهاز

الجهاز العصبي في الانسان وفي سائر الحيوان

ونبدأ بالجهاز العصبي للانسان ، فهو اكملها ٠

سوف لا نحكي عن الجهاز العصبي بالتفصيل ، فالمفروض ان القارىء له علم سابق ، او بعض علم ، بهذا الجهاز ٠ وانما نذكر منه الآن ما يفي بتذكير القارىء بما كان قد علم ، ثم بالقدر الذي يفي باظهار ما في سائر الكائنات الحية من وحدة ، من بعض دلائلها الأحاسيس ، وما زودت به من اجهزة للوفاء بها ٠

الجهاز العصبي المركزي

وهو في الانسان يبدأ بالمخ ، فالمخيخ ، فالجذع Stem ، واهم جزء في الجذع النخاع المستطيل Medulla oblongata ومن الجذع الى النخاع الشوكي ، ويمتد بطول الظهر تقريبا ٠

وتخرج من هذه الاجزاء جميعا اعصاب شتى ، تنتشر في الجسم انتشارا ٠ انها خطوط المواصلات التي لا بد منها في هذا المجتمع الهائل من الخلايا الحية ٠

المخ

ومخ الانسان اكبر نسبيا من مخ سائر الحيوان ، وهو اكثر اعضاء الجسم تخصصا ، ويزن نحو ٣ ارطال ، ومسكنه الجمجمة ، وهي من عظم ٠

وهو يتألف من أغشية رقيقة تقوم بينه وبين عظم الجمجمة تحمل له الدم والغذاء ، وتكون له عند الصدام وقاء ٠

والمخ يتألف من نصفي كرة متصلين اتصالا وثيقا ٠ وهو يتألف من مادتين ، سطحية سمراء وباطنية بيضاء ٠

اما المادة السطحية السمراء ففيها كثير من الاخاديد والتعاريج ، وهذا يزيد مساحة سطحها واتساع عملها ٠ وهذه الطبقة السطحية تتألف من مناطق شتى تتولى في عمل الحياة ، وعمل الرقابة والادارة ، لا سيما العليا ، اخطرها ٠ فمنطقة تتولى شئون الحركة ، وضبطها

من أهم المناطق في مخ الانسان

ى الرجلين والذراعين والجذع والرقبة والوجه واللسان ، ومناطق تتولى شئون الاحساس ، كالرؤية والسمع واللمس والمذاق والشم • وهذه المناطق اذا اصابها التلف تعطل ما تتحكم فيه من حركة او احساس • مثال ذلك : ان منطقة البصر ، اذا تعطلت ، لم تر العين شيئا ولو لم يكن اصابها شيء •

وللانفعالات في المخ مناطق والحكم ، وللارادة ، ولضبط النفس مناطق • ومناطق للترابط ، ربط الخبرة بالخبرة [illegible] بالانطباع ، واختزان كل ذلك [illegible] الذاكرة •

اما مادة المخ الباطنة [illegible] من الياف عصبية شتى ، [illegible] بين ما في مادة المخ [illegible] عصبية ، واجزاء الجسم [illegible]

ويخرج من الجمجمة ١٢ [illegible] بالأعصاب الجمجمية [illegible] تصل بين المخ ومراكز خطيرة في [illegible]

ان المخ ، وفيه رئاسة الحكم [illegible] تتيسر له المواصلات ، فيتصل [illegible]

او يتصل عن طريق سائر الجهاز العصبي ، بسائر الجسم ، ما ادنت به قواعد بناء الجسم ان يتصل بها •

النخاع الشوكي

والنخاع الشوكي يمتد من النخاع المستطيل بأسفل المخ ، الى اسفل بطول الظهر ، في اوسط الفقرات ، وهي من عظم ، حافظة له من التعرض للاذى • ويخرج من النخاع الشوكي [illegible] الفقرات ، الى الجسم ، ٣١ زوجا من الاعصاب ، والزوج عصب [illegible] [illegible] Sensory impulses [illegible] الى النخاع الشوكي [illegible]

الوظائف موزعة على طبقة المخ العليا في الانسان

للحركة Motor impulsas ، وهى تحمل دفعاتها من النخاع الى عضلات الجسم ليتحرك ٠

ونحن اذا قطعنا النخاع الشوكى فى موضع منه ، يشل الجزء من الجسم فيما دون موضع هذا المقطع ٠

ونضرب مثلا لعمل النظام العصبى السطحى

انت جالس على مقعد ٠ واحسست بقرصة فى قدمك العارية ٠

ثم اذا بك لا تلبث ان تنظر فترى بعوضة ٠ ثم اذا بيدك تتحرك فتضرب هذه البعوضة فتقتلها ٠

الذى حدث ، من وجهة الاعصاب ، ان دفعة عصبية حملها العصب الى نخاعك والى وعيك فى مخك ٠ واستجاب الجهاز العصبى ، فأرسل دفعة للعين لتتحرك فتنظر ما جرى ٠ واخيرا يصدر الامر الى يدك ، عن طريق دفعة للحركة ، عن طريق عصب، لتضرب البعوضة ٠

وكل هذه الدفعات ، من حسية ، أو حركية ، تتولاها خلايا عصبية سموها عصبات Neurons هى مصدر هذه الدفعات ٠ والنخاع الشوكى ملىء بها وكذلك المخ ٠

الفعل المنعكس

ونضرب له مثلا : وضعت يدك على شىء ، وانت غافل ، فأحسست بأنه النار ، فرفعت يدك على الفور غصبا عنك ، وقبل ان تتبين ما حدث ٠

الذى حدث ان يدك مست شعلة شمعة ، وانت غير متنبه ، فأرسل العصب الذى فى يدك دفعة احساس الى خلية عصبية فى النخاع ، فما لبثت هذه الخلية ان ارسلت على الفور ، وكالبرق ، دفعة عصبية ، للحركة ، عن طريق عصب للحركة ، الى العضلات التى ازاحت يدك عن النار ٠

كل هذا ، وانت لا تدرى ٠ انه عمل غير ارادى ، وهو فعل انعكاسى ٠

وبعد انتهائه ، انت تنظر لتعلم ما جرى ٠ تعلمه بعد ان جرى لا قبله ٠

الجهاز العصبى الذاتى او التلقائى

او هو الأتماتيكى

Automatic Nervous System

انه يعمل دون ان تتدخل فيه ارادتك ، وانت لا تستطيع ان تتدخل فيه لو اردت ذلك ٠

انك تعلم ان قلبك ينبض ٧٠ نبضة فى الدقيقة ، وانت تقيسها ٠ وقد تزداد النبضات وقد تهبط ، ولا تستطيع انت ان تزيدها او تنقصها ٠

وانت تأكل الطعام ، وتقول انك تهضمه ٠ وانت لا تهضم شيئا ٠ ان المعدة التى تهضم ، وهى التى تفرغ الطعام من بعد هضم ، وهى التى تدرك ان الطعام انهضم وحان افراغه فى الامعاء ٠ والامعاء تجود بعصارات الهضم ، ولكن فى الوقت المناسب فقط ٠ وهى تمتص ٠ كل هذا ، وانت غافل عن كل هذا ٠

ان كل هذا من عمل الجهاز العصبى الباطنى الاخفى ، الذى نسميه بالذاتى ، لأنه يجرى ذاته بنفسه ٠ وعمل ضوابط اخرى نذكرها عندما يحين وقتها ٠

ان له الحكم المحلى الذى لا يرجع فيه الى السلطات العليا فى المخ حيث الوعى وحيث الارادة ٠

وهو قسمان ، قسم سمبتاوى ، ويسمى ايضا بالودّى ، او هو العاطف ، من العطف ٠ ويتمثل فى حبلين عصبيين يقعان الى جانبى العمود الفقرى ٠ وهما يتصلان بالنخاع الشوكى وبالمخ ، ويتصل بعضهما ببعض ٠ انها شبكة التلفون التى تعم ، من الرأس الى القدم لضمان صحة الحكم ٠

وهذا القسم السمبتاوى او الودى Sympathetic ، يعين فى تنظيم حركة القلب ، وفى كمية الدم التى تخرج الى الشرايين ، وفى اعمال الجهاز الهضمى ، والكثير من عمل الاعضاء الداخلية والأحشاء ٠

اما القسم الثانى ، فهو نظير القسم الاول ، واسمه بالافرنجية Parasympathetic ويقوم بعكس ما يقوم به القسم الاول ، فهو للرقابة والتفتيش وردّ الامور الى الاتزان الصحيح اذا هى خرجت عنه ٠

هذا هو العمود الفقرى ، وما يخرج منه من اعصاب،تعرف بالأنماثيكية . . لانها تعمل ذاتيا فى ادارة العمليات الحيوية فى الاحشاء وغيرها ، بعيدا عنوعىالاسان ، فهو لايستطيع ان يتدخل فيها حتى لو اراد (اقرأ النص)

الاجهزة العصبية فيما دون الانسان ، من حيوان

الجهاز العصبي في الانسان ، أتم الاجهزة العصبية في الخلائق جميعا ، وأكثرها تفصيلا ، واحسنها أداء ٠

والانسان هو كذلك سيد الخلق ، في جهازه العضبي ، وفي سائر الاجهزة الحيوية،كالجهاز الهضمي،والجهاز التنفسي، وفي الدورة الدموية ، الى سائر ماهنالك من اجهزة ٠

فنحن دائما في نزول كلما تركنا دراسة الانسان الى دراسة ما دونه من الحيوان ، واطراد هذه القاعدة انما هو اطراد وحدة ٠

ونهبط من الانسان،في السلم الحيواني، الى الحيوانات الفقارية (من الطائفة الثديية ، الى الطير ، الى الزواحف ،الى البرمائية ، الى الاسماك) ، فالى اللافقاريات ، فنجد الاجهزة العصبية قد اختزلت بالتدريج اختزالا حتى اذا وصلنا الى ادنى الطوائف ، كالأحياء التى تتألف من خلية واحدة ، مثل الأميبة ، لم نجد بالطبع للأعصاب وجودا ٠

الأميبة

ونبدأ من اسفل السلم ، ثم نرتفع ٠

نبدأ بالأحياء ذات الخلية الواحدة ٠

انه ليس بها عصب نعرفه ٠ ولكنها تعيش في بيئة مائية ، بها طعامها وعليها حياتها ٠ فلا بد ان تتصل بها ٠ ولا سبيل الا الحس بمعنى عام ٠ والأميبة تصادف في الماء ما تدرك انه الغذاء فتقف عنده ، وتتحوط به وتحتويه ٠ وقد تدرك انه لا غذاء فيه فتنصرف عنه ٠

تفاعل بين الاميبة والبيئة ٠ جسمغريب يثير في الاميبة احساسا ، ينتقل الى داخل الخلية الواحدة ، ويكون له رد فعل ، تماما كما يحدث ، او شبه ما يحدث ، في الحيوانات دات الاجهزة العصبية ٠ فأين هذه الاجهزة في هده الحلية ؟! لا بد ان بالمادة التى تتألف منها الخلية الواحدة تفسير هذا ٠

الحيوانات متعددة الخلايا

ونصعد من الحيوانات ذات الخلية الواحدة ، الى الحيوانات متعددة الخلايا ، فاذا بنا عند الحيوانات المعروفة باسم الجوفيات Coelentrates ٠ وقد سبق ذكرها مرارا ، وهي تتضمن « السمك » الهلامي المعروف بقنديل البحر Jellyfish وحيوان المرجان Coral والهدرة Hydra وفي هذه الحيوانات المائية ندرك لاول مرة وجود جهاز عصبي ، يتألف ببساطة من مجموعات من الخلايا متشابكة معا ، تشبه الخلايا العصبية ، تنتشر في اكثر الكائن الحي ٠ والظاهر ان هذه الخلايا تختلف فيما بينها اختلاف وظائف ، فبعض يتقبل احاسيس البيئة ، وهو احس ببعض دون بعض ، وبعض ينقل هذه الاحاسيس ، وبعض يستجيب لهذه الاحاسيس بالحركة٠

وقنديل البحر يحمل اول عضو للحس معروف ، تركيبته شبيهة بالعين ، يحس الضوء ٠

الدود المفرطح

ونعلو الى الدود المفرطح فنجد شبكات من الخلايا العصبية منتشرة في ارجاء الجسم ، ونجد بعض هذه الخلايا قد التحم واصطف ليكون شيئا شبيها بالعصب ، وقد ظهرت به خلايا عصبية تتوسط الاحساس الذى يتقبله الجسم من البيئة ، ورد الفعل الناتج منه ، ذهابا وايابا ٠ وهذا تنظيم لا يزال بعيدا عن نظام الجهاز العصبي المركزى ، وبه المخ والنخاع وسائر الاجزاء ، ولكنه نبوءة به ، وارهاص له ٠

الحيوانات الرخوة

ونصعد الى الحيوانات الرخوة ، كالحلزون ، فنجد ان هذه الخلايا العصبية، ونعني بها العقد السمبتاوية ، قد زادت واجباتها ٠ ففوق التحكم في اوجه النشاط الاخرى لهذه الحيوانات ، ارتفعت الى ان صارت تعمل اعمال المخ وهي مركبة ومعقدة ٠

صور توضيحية ، لأجهزة عصبية ، فى أربعة أمثلة لحيوانات لافقارية •

مقارنة بين امخاخ اربع طوائف من الحيوانات الفقارية

والحيوانات المفصلية

ونصعد الى الحيوانات المفصلية ، ومنها الحشرات ، فنجد ان بها جهازا عصبيا مركزيا مكتملا ، يتضمن حبلين عصبيين ، و « مخا » · والمخ يتالف من حلقتين من عقد سمبتاوية يتوسطهما حامل الطعام الى المعدة ·

الحيوانات الفقارية

واذا وصلنا الى الحيوانات الفقارية ، وعلى رأسها الانسان ، وصلنا الى اكمل ما تكون عليه امخاخ الحيوانات · والشبه بينها قريب · وتسمى فقاريات ، بسبب الفقار المتصل الذى يحمى بداخله النخاع الشوكى · ووجود هذا الفقار فيها كلها وحدة تركيب ·

وتختلف الاجهزة العصبية للحيوانات الفقرية تركيبا واداء· والاسماك ابسطها، والحيوانات ذات الثدى اكثر هذه الاجهـزة تقدما · والقردة اقتربت اجهزتها العصبية من الجهاز العصبى الانسانىاقترابا كبيرا·

وحدة مع تطور

يتضح من هذا الاستعراض ما بين شعب الحيوانات وطوائفها من وحدة فى أجهزتها العصبية · ان وجود أجهزة عصبية لاهداف واحدة هو فى حد ذاته وحدة · ثم ان الجهاز بدأ خلايا ، ثم تجمعت الخلايا فكانت اشبه بأعصاب · ثم التحمت فصارت اعصابا · ثـم تنوعت فصارت نخاعا،أو شبه نخاع · وتقسم الجهاز أخيرا، فكاناجزاء على رأسها المخ،وهو دائما عند الرأس · وفى الرأس دائمااعضاءالحس،من بصر وسمع وغير ذلك · انها دليل الحيوان فى مسيره على سطح الارض ، ورأسه الى امام · وهى تدفع الاخطار عنه ، فيهرب منها قبل ان تلحقه ، او يكون له فيما يرى مأرب ، فيسير قدما ، او ينقض ان كان هناك له مغنم ·

والنقلة من جهاز الاعصاب للحيوان ، الى جهاز الانسان ، نقلة عارمة · ذلك ان الحيوانات أعطيت اجهزتها على قدر حاجاتها ، فمن البسيط الى المعقد ، مع بقاء الشبه قائما · انه جهاز واحد لمخطط واحد ، يزداد اكتمالا ·

حتى اذا جئنا للانسان ، خطا الجهاز العصبى خطوة كبرى ، كان لا بد منها لحيوان ، هو الوحيد الذى يتكلم ، وهو الوحيد الذى يلبس الملابس ، ويزرع ، وهو الوحيد الذى يبنى الديار ويسكنها ، وهو الوحيد الذى يفكر ويتذكر · وهو صاحب هذه المدنيات الكبريات العارمات عبر ماضى القرون وحاضرها · ●●

احمد زكى

أنتَ تسألُ .. ونحنُ نُجيب

تشاد مسرح الانقلاب الاخير جمهورية أفريقية مستقلة

● قرأنا في [illegible] انقلابا عسكريا [illegible] نرجو ان تعرفونا [illegible]

ـ تشاد جمهورية افريقية مستقلة ، تتمتع بالحكم الذاتي داخل نطاق المجموعة الفرنسية وهي تقع في شمال افريقيا الوسطى ، تقع على حدودهـــا في الشمال الجمهورية الليبية،وفي الشرق جمهورية السودان ، وفي الجنوب جمهورية افريقيا الوسطى، وفي الغرب جمهورية الكاميرون واتحاد نيجيريـــا الفيدرالي وجمهورية النيجر •

وتقدر مساحة جمهورية تشاد ، كما جاء فـــي دائرة المعارف البريطانية بحوالي ٤٩٥ الفو٧٥٢ ميلا مربعا ، كما يبلغ عدد سكانها ٢ مليون و٦٧٤ الف نسمة ، طبقا لاخر احصاء اجري في عـــام ١٩٦١ ، ولكن هذا الرقم ارتفع الى ما يزيد علـــى الثلاثـة ملايـــين نسمـــة ، وفقا لاحصائيات الامم المتحدة في السنوات الثلاث الاخيرة •

ويعتمد اقتصاد تشاد على الزراعة ، واهـــم حاصلاتها الزراعية القطن الذي ادخلت زراعته في البلاد عام ١٩٢٨ ، ويليه الارز الذي يـــزرع بكثرة في وادي لوجون ، ويعتبر غذاء رئيسيـــا للشعب ، واخيرا الفول السوداني • وتصدر تشاد كميات كبيرة من القطن والارز للخارج ، كمـــا تصدر ايضا الجمال والاغنام والماشية التي يسوقها الرعاة امامهم الى الدول المجاورة مثل نيجيريـــا والكاميرون وجمهورية الكونغو •

ولعل المشكلة الرئيسية التي [illegible] والتي كانت [illegible] عاملا [illegible] وقفت حائلادون تنمية تجارتها هي مشكلة النقل نظرا للمسافة الطويلة التي تفصل بينها وبين [illegible] ولعدم تطوير وسائل المواصلات حتى اليوم، وهي مشكلة تعاني منها معظم الدول الافريقية التي استقلت حديثا •

وقد حصلت تشاد على الحكم الذاتي في نوفمبر من عام ١٩٥٨ ، غير انها لم تحصل على استقلالها التام قبل شهر اغسطس من عام ١٩٦٠ ، داخل نطاق المجموعة الفرنسية ، واصبحت مدينة فورت لامي Fort Lamy العاصمة ، واصبح فرانسوا تومباباي اول رئيس للجمهورية في عام ١٩٦٢ • ولكن تشاد ظلت معرضة للانقسام والتمزق منذ عام ١٩٦٨ عندما بدات المعارك بين ابناء تشاد من العرب المسلمين والافارقة ، فقد دخل الاسلام هذه البلاد في القرن السابع عشر الميلادي ، ومازال هناك عدد كبير من المسلمين بين ابناء تشاد •

ويرى المراقبون السياسيون ان الانقلاب العسكري الذي اسفر عن الاطاحة بحكومة فرانسوا تومباباي ومن ثم مصرعه ، هونتيجة للصراع الذي استمر سنوات طويلة بين العرب والافارقة ، بالرغم من

التأييد المستمر الذى كانت حكومة تومبالباى تتلقاه من القوات الفرنسية التى ترابط فيأراضى تشاد • وتضم ١٨٠٠ جندى فرنسى بكامل معداتهم، ولكن الفرنسيين لم يتدخلوا لمساندة الحكومة ضد الانقلاب ، الاخير • وكان رئيس الجمهورية قد غير اسمه أخيرا واختاروا اسم بغارتا وهو اسم افريقى وكذلك غير اسم العاصمة من فورت لامى الى نجانيا • واعلن قائد الانقلاب وهو ضابط كبير فى الجيش يدعى كامونج ان اهداف الانقلاب قد تحققت•

وترى المصادر السياسية المطلعة ان عدم تدخل الفرنسيين لمساندة تومبالباى ضد العناصر الثائرة هو اقتناعهم بان هذا الصراع الذى انتهى بمصرع رئيس الجمهورية ، هو صراع قومى بحت بين ابناء البلد الواحد • ولكن الواقع الذى تؤكده حقائق الموقف يقول ان الانقلاب جاء نتيجة للحالة الاجتماعية والاقتصادية السيئة ، وللفساد الذى استشرى فى البلاد ، وامتلاء السجون بهؤلاء الذين وقفوا يطالبون بالاصلاح ويقاومون نظام الحكم الاستبدادى الذى كان يعتمد عليه تومبالباى بتاييد من بعض الدول المجاورة •

وكانت تشاد أحد الاقطار الافريقية التى عانت فى السنوات الاخيرة من امتناع الامطار ، مما أدى الى القحط وموت الكثير من البشر ونفوق الكثير من المواشى •

(م•ن)

لاتزال نسبة الامية فى الوطن العربى بين ٧٠ و ٧٥ فى المائة •••

● أرجو ان تزودونى باحصائية عن الامية فى الوطن العربى ؟ وما هو دور جامعة الدول العربية فى مكافحتها؟ومن هو الشخص الذى يمكن ان نسميه اميا •• وكم يجب أن يكون عمره ؟

عبد العزيز سليمان العلى
منطقة السدير، السعودية •

من المؤسف انه لا توجد احصائية دقيقة حديثة توضح نسبة الامية فى كل من اقطار وطننا العربى •• والارقام التى تنشرها منظمة اليونسكو سنويا تعتمد على التقديرات التقريبية والاجتهادات •

واول مؤتمر عربى لمحو الامية كان المؤتمر الاقليمى لتخطيط وتنظيم برامج محو الامية فى البلاد العربية ، وقد انعقد بمدينة الاسكندرية بين ١٠ و ١٨ اكتوبر ١٩٦٤ واتخذ عدة توصيات جريئة كان من أهمها : « وضع اطار عام لخطة عربية لمحو الامية فى دورة أقصاها خمس عشرة سنة »

ورغبة فى مساعدة البلاد العربية على تحقيق هذا الهدف اوصى المؤتمر بانشاء جهاز خاص لمحو الامية فى المنظمة العربية للتربية والثقافة والعلوم المنبثقة من جامعة الدول العربية •• يكون من وظائفه الرئيسية التخطيط لمحو الامية على مستوى الوطن العربى ، والتنسيق بين الخطط والتشريعات التى تضعها البلاد العربية للقضاء على الامية ••

وفعلا تم انشاء الجهاز المذكور وبدأ عمله منذ يناير ١٩٦٦ وقبل انعقاد المؤتمر العربى الثانى لدراسة المشكلات المتعلقة بمحو الامية فى عام ١٩٧١ وضع الجهاز دراسة عن وضع الاميه فى الوطن العربى قدمها للمؤتمرين ••

وهذه الدراسة مع احصائياتها ـ التى مضى عليها نحو عشر سنوات ـ ما زالت هى المعتمدة لدى المسئولين عن شئون التربية فى الوطن العربى ••

وقد اوضحت هذه الدراسة تعريفا للامى ، اتفقت عليه معظم الدول العربية وهو « الأمى هو الشخص الذى يصل الى مستوى الصف الرابع الابتدائى ، وغير منتسب الى احدى المدارس التعليمية »

عديدة وحاز على عدد من الاوسمة ثم ساهم بنصيب اوفر فى حرب كوريا والحرب الفتنامية حيث شغل منصب القائد الاعلى لسلاح الجو الامريكى طيلة سنتين • ثم اختاره المستر مكنمارا وزير الدفاع الامريكى آنذاك ليكون معاونه العسكرى •• وجاءت سنة ١٩٧٣ واذا بالجنرال براون يصبح رئيس اركان السلاح الجوى الامريكى •• وبقى فى هذا المنصب حتى منتصف عام ١٩٧٤ •• حينما رقى وعهد اليه بالمنصب الكبير الذى سبقت الاشارة اليه ، منصب رئيس الاركان العامة المشتركة للجيش الامريكى باجمعه • ولم يكن قد مضى على تلك الترقية سوى بضعة شهور حينما ادلى الجنرال براون بآرائه فى الصهيونية ونفوذها فى امريكا وحذر من مغبة تفاقم هذا النفوذ ••

هذا والجنرال براون لا يزال يحتفظ بمنصبه هذا • فهو لم يستقل ولم يحمل على الاستقالة •• واغلب الظن انه لا يزال يحتفظ بآرائه فى الصهيونية وفى نفوذها الواسع الخطير فى بلاده ، الولايات المتحدة الامريكية • وقد اعرب عن اسمه للتصريح بها دون ان يعلن تنصله عنها •

واول ما تجدر الاشارة اليه فى هذا الصدد تلميح الجنرال براون الى سيطرة اليهود على الكونغرس الامريكى ، اذ قال : « وقد بلغ نفوذهم حدا يصعب تصديقه •• فالاسرائيليون يأتون الينا من اجل اعادة تسليحهم •• واذا اعتذرنا لهم بحجة وقوف الكونجرس ضد تلك الطلبات قالوا ببساطة دعكم من الكونجرس اتركوه لنا •• فنحن نعرف كيف نتدبر امره ••

المسيحيون فى مكة ، فى عصر الرسول

● هل كان المسيحيون فى مكة كثيرين فى أيام البعثة المحمدية وقبلها ، وماذا كان أثرهم هناك ؟

سعيد وصيف / بيروت / لبنان

ـ عرفت المسيحية قبل الاسلام فى كل انحـــاء الجزيرة العربية ، ولكنها فى واحات الحجاز ، او مدنه الثلاث : (مكة والمدينة والطائف) كانت اقل انتشارا وظهورا مما هى فى أطراف الجزيرة ، سواء فى الشمال (فلسطين) او الجنوب (اليمن) او الشرق (العراق ولا سيما الحيرة ، ومناطق الخليج)• وقد وفدت اليها المسيحية متاخرة بعد ظهورها ، خلال فترات متباعدة غامضة لا يتسع المقام لذكرها•

واهم وسائل انتشارها هناك دخول المبشرين ، وهجرة بعض الافراد والطوائف للارتزاق فيها باداء الخدمات او بالحرفة ، والرحلات التجارية بين الجزيرة وجاراتها المسيحية ، وهناك المطامع الاستعماريـــة من جانب الدولتين المسيحيتين : الروم شـمالا والاحباش غربا ، وكانت كلتاهما تطمع فى امتلاك الجزيرة ، او اقرب انحائها اليها على الاقل ، وقد ملكت جيوش الاحباش اليمن قبل مولد النبى (ص)، وبلغت اطراف مكة عام مولده ، ثم ارتدت خائبة، واستعمر الروم فلسطين ، وكانت المسيحية منتشرة بين عربها ، وقد حاولوا الاستعانة بهم فـــى غزو الحجاز دون جدوى ، بل ان فارس المجوسية ـ مع معاداتها لدولة الروم ومسيحيتها ـ كانت تشـجع الطوائف المسيحية الذين تخالف مذاهبهم المذهـب الامبراطـورى الرسمـى (وهو المذهب الملكـى او الملكانـى) وتحفزهم علـى التوغل فى الجزيرة ، لتستعين بهم على نشر نفوذها فى الجزيرة ومقاومة النفوذ الرومى •

ومهما يكن من انتشار مذاهب المسيحية وغيرها من الديانات فى انحاء الجزيرة فقد كان نفـوذها فى مكة وسائر الحجاز ضعيفا ، وذلك مع وجود اعداد مستضعفة عبر ظاهرة من الرقيق المسيحى رومـــا واحباشا ، ومع تتابع رحلات التجارة(شتاء وصيفا) من جانب قريش اهل مكة : وغيرها ـ وهم يومئذ ملوك التجارة فى الجزيرة ـ الى الشام واليمـــن والعراق ، ورحلات اهل هذه البلاد وغيرهم الـــى مكة ، وكانت تسكن مكة ايضا جماعة من الحِرَفيين المسيحيين •

ولسنا نعرف على وجه اليقين ان احدا من عرب مكة يومئذ اعتنق المسيحية عن فهم واقتناع ، بل ان كثيرا ممـــن اعتنقوها فـــى أطراف الجزيرة لم

واستطرد الجنرال براون ، وكان يتحدث الى جماعة من طلاب العقوق في جامعة ديوك ، فقال : « تصوروا ان الذين يقولون هذا الكلام (يعق الكونجرس الامريكى) اجانب ، وينتمون الى بلد آخر بعيد عن امريكا •• والغريب انهم قادرون فعلا على تنفيذ ما يقولون •• » •

وتوجه الجنرال براون بعد ذلك بتحذيره الخطير فقال : « وقد ياتى يوم يعانى فيه الامريكيون من حظر البترول ثانية ، وقد يعود عليهم ذلك بمضايقة جدية تفوق كل ما تعرضوا له في هذا الصدد فى الماضى • وقد تثور ثائرة الامريكيين عندئذ فيقضوا على معاقل النفوذ الصهيونى فى هذه البلاد ويحطموها تحطيما •• » •

ناتى الآن الى الشطر الثانى من سؤالك فنؤكد ان نفرا لا يستهان به من الامريكيين يشاركون الجنرال براون آراءه • والكثيرون من هؤلاء يحتلون مناصب مسؤولة فى وزارة الخارجية الامريكية وغيرها •• وقد تحدث عن ذلك بشيء من التفصيل المستر جون ديفز Davies فى كتابه « السلم المراوغ » • وحسبنا ان نشير هنا الى اراء السنر وليم فولبرايت رئيس لجنة العلاقات الخارجية والسناتور الامريكى الاسبق • ولا نخفى ان تصريحات المستر فورد والمستر كيسنجر في ال الاخيرة لم تخل من مثل وجهة النظر في تصريحات الجنرال براون •

يعرفوا منها الا شرب الخمر كما قال الاعشى ، ولم يكن فى مكة للمسيحية كنيسة او هيئة دينية •

ولعل من أسباب عدم انتشار المسيحية فى مكة وسائر الحجاز ، وضعف انتشارها فى أطراف الجزيرة بعامة انها لم تدخل صافية ، بل حاملتها باكثر ما بين مذاهبها يومئذ من اختلافات وتعقيدات حادة ، مع طعن كل طائفة فى مذاهب غيرها ، وكل ذلك يحول دون الاهتداء الى حقيقتها ، والاهتداء بها فى الحياة • وقد ناقش القرآن آراء بعض مذاهبها ، وانكر هذه الآراء • كما ذكر القرآن صورا واحداثا من قصة السيد المسيح وامه عليهما السلام ورفعهما مكانا عليا واثنى على الانجيل والمسيحيين ، كما تذكر بعض كتب السيرة أن النبى لما فتح مكة (٨ هـ) وجد فى الكعبة صورة لهما ، ولا شك ان اهل مكة من اصلاء ووافدين كانوا يعرفون أطرافا من المسيحية • اصيلها ودخيلها ، ولكنا لا نعرف احدا من الوافدين عليها كان ضليعا فيها او فى اى مذهب منها •

وقد نسب الى نفر من قريش انهم كانوا يدينون بها ، وليس من دليل قاطع ولا راجح على ذلك ، وغاية ما يفهم من اخبار هؤلاء انهم كانوا من العقلاء الذين انكروا ديانة قريش الوثنية ، فالتمسوا الهداية فى غيرها ، وبعضهم كان يقرا ويكتب فساعده ذلك فى الاطلاع على بعض ما عند المسيحيين واليهود من آراء • بعضهم رحل خارج الجزيرة لالتماس [illegible] فمضى حائرا ، وهؤلاء النفر يسمون الاحناف •

وقد كان القرآن صريحا فى ذكر كل ما وصمت قريش به النبى من مغامز لتصد عن دعوته ، كما كان قاطعا فى رده عليها ، ومن ذلك ادعاء قريش ان النبى يتلقى القرآن مستعينا ببعض الرقيق الاعجمى ، وقد تكرر ذكر هذا المغمز فى عدة آيات، مع الرد عليه فى كل اية ، ومن ذلك قوله : « ولقد نعلم انهم يقولون : انما يعلمه بشر ، لسان الذى يلحدون اليه اعجمى ، وهذا لسان عربى مبين » • وليس يعنينا هنا معرفة اسم هذا الاعجمى واسم مولاه ، ولكن حسبنا الاشارة الى قلة المسيحيين فى مكة ، وان جلهم من الرقيق ، وان المسيحية ـ كما قال بعض المستشرقين ـ لم تعرف هناك غير أطراف منها مفككة متضاربة بعد ان اختلطت ببعض الاساطير الوثنية او التعاليم اليهودية بسبب اجتهادات بعض مجتهديها وتدخل بعض الاباطرة فى مسائلها الاعتقادية.وكل اولئك مما صد الناس فى الجزيرة عن فهمها واعتناقها ، فكان اثرها هنا ضعيفا وكان فى الحجاز أضعف •

ومن اجمع الكتب لاطراف هذا الموضوع كتاب « المفصل فى تاريخ العرب قبل الاسلام » للدكتور جواد على •

(م٠ح٠ت)

مسابقة العربي

أجب على ثمانية أسئلة فقط

■ **عشرة أسئلة في مختلف العلوم والفنون ‥ والمطلوب منك معرفة الاجابة الصحيحة على ثمانية منها على الاقل ، لتفوز باحدى الجوائز المالية التي يصل مجموع قيمتها ١٠٠ دينار كويتي.**

١ ـ اعلام الدول العربية اغلبها يشتمل على اللون الاحمر او الاخضر او مجموعة الوان ‥ فيما عدا علم دولة عربية واحدة ، لونه ازرق فقط ، في وسطه نجمة بيضاء ذات خمسة رؤوس ‥

فما اسم هذه الدولة العربية ؟

٢ ـ تقول المستشرقة الالمانية زيغريد هونكة في كتابها القيم « شمس العرب تسطع على الغرب » ، تقول : « قبل ٦٠٠ عام كان لكلية الطب في باريس أصغر مكتبة في العالم ، تحتوي كتابا واحدا في الطب ‥ يضم كل المعارف الطبية منذ ايام الاغريق حتى عام ٩٢٥ بعد الميلاد ، وظل هذا المؤلف المرجع الاساسي في أوربا لمدة تزيد على الاربعمائة عام بعد ذلك التاريخ ، دون أن يزاحمه مزاحم ‥ واعترافا بفضل صاحبه على الباريسيين وعلى الطب اجمالا ، أقاموا له نصبا في باحة القاعة الكبيرة في مدرسة الطب لديهم ‥ وهذا الطبيب العربي ولد عام ٨٦٤ وتوفي عام ٩٣٢ واسمه :

ابو القاسم الزهراوي ـ ابو بكر محمد الرازي ـ جلال الدين القزويني ؟

٣ ـ شاعر يوناني اعمى نظم قصة حرب طروادة في قصيدتين طويلتين يعتقد البعض انهما أجمل ما نظم من القصائد حتى الان ، رغم انه انشدهما عام ١٠٠٠ ق ٠ م ٠ احداهما هي الالياذة ، والثانية الاوديسا ‥ وهذا الشاعر الذي كان يعزف على القيثارة أثناء انشاده لقصائده كان يستجدي طعامه اليومي من الناس ‥ وبعد وفاته تنازعت تسع مدن يونانية الفخر بانه كان من مواليدها ‥ واسم هذا الشاعر :

هيرودوت ـ هوميروس ـ هيراكليوس ؟

٤ ـ شلالات نياجرا هي واحدة من اشهر شلالات العالم المعروفة وهناك شلالات كثيرة غيرها تفوقها جمالا وحجما ، ولكنها غير معروفة لصعوبة الوصول اليها ‥ ومياه شلالات نياجرا تتدفق من حافة طولها ٧ اميال ‥ واثناء انحدارها الشديد تتاكل طبقة الارض عند هذه الحافة بمقدار اربعة اقدام كل عام !! وهذه الشلالات الهائلة تقع في اراضي :

الولايات المتحدة وكندا ـ الاسكا وكندا ـ أراضي الولايات المتحدة فقط ؟

٥ ـ في عام ١٧٩٨ غزا نابليون مصر ‥ وكانت هذه الحملة بداية تحول في تاريخ المنطقة ، فقد جاء هذا الفاتح ومعه ١٧٥ عالما في مختلف العلوم والفنون ‥ ونتيجة لهذا الاحتكاك مع العلماء الفرنسيين ، بدأت الحركة العلمية تظهر في ايام محمد علي الكبير ‥ فجلب الأطباء والعلماء من اوربا ‥ وسار معظم ولاة مصر من بعده على نفس الاسلوب ‥ وبلغ الحماس باحدهم حدا جعله يعمل من اجل تحويل مصر الى قطعة من اوربا ٠ وقد انتهز هذا الخديوي فرصة افتتاح قناة السويس في عهده ، فقام باصلاحات عمرانية كبيرة كبلت البلاد بديون هائلة ‥ وهذا الخديوي هو :

عباس ـ اسماعيل ـ توفيق ؟

٦ ـ توقف حمام الدم في كمبوديا بعد الانتصارات التي حققتها قوات نوردوم سيهانوك ‥ لقد ازيح الأمير سيهانوك عن حكم كمبوديا في ١٨

...رس ١٩٧٠ اثر انقلاب قام به لون نول بمساعدة الامريكان .. ولم يياس سهانوك ، بل الف حكومة فى المنفى . وقاد الثوار على الحكومة الجديدة . ويذكر التاريخ ان فرنسا قد احتلت كمبوديا سنة ١٨٦٣ وبعد مضى ١٠٠ عام علنت البلاد استقلالها عن فرنسا فى ٩ نوفمبر ١٩٦٣ ، وكانت فى السابق ...رف مع دولتين ملاصقتين لها باسم الهند الصينية الفرنسية ، وهاتان الدولتان هما :

فيتنام ولاوس ـ تايلند وبورما ـ فيننام وتايلند ؟

٧ ـ قارون اسم لوزير قديم ، كان متكبرا متعجرفا ، وهو فى نفس الوقت اسم لنهر ايرانى يصب فى شط العرب ، وهو ا... ابحيرة موجوده فى بلد عربى هو :

السودان ـ الصومال ـ مصر ؟

٨ ـ فى عام ١٨٨٤ احتلت ... اندحار المانيا فى الحرب العالمية الاولى ... ميل مربع ، تحت انتداب جمهورية ... المتحدة لجنة من ١١ دولة لتحـ... الالمانية السابقة . واعدادها ... الامم المتحدة عرض العائط وو... عام ١٩٦٨ اطلعت الامم المتحدة ...

بتسوانالند ـ سوازيلند ...

٩ ـ فى وسط البحر المتوسط ... الاف ميل ، وامام هذا الحذاء ... بها .. وليس هذا الحذا ... اليه من طائرة عالية ، او من قمر ...

فهل تعرف اسم هذا البلد الذى ... يهدد الصورة ... الكرة التى عند قدمه ؟

١٠ ـ مدينة عربية كبيرة مسندة فوق ... بركان خامد ، ... منه شبه جزيرة داخل البحر ، ... بافتتاح قناة السويس ... هذه المدينة هى :

مقدشو ـ عدن ـ الحديدة

شروط المسابقه

١ ـ ان يرفق بالاجابة كوبون المسابقة المنشور فى ذيل هذه الصفحة .
٢ ـ اكتب على الورقة اسمك وعنوانك الكامل بخط واضح
٣ ـ ضع اجابتك فى مغلف مغلق واكتب عليه العنوان الاتى :
مجلة العربى ـ صندوق البريد ٧٤٨ الكويت « مسابقة العدد ١٩٩ » .
٤ ـ اخر موعد لوصول الاجابة الينا فى الكويت هو اليوم الاول من شهر اغسطس (آب) ١٩٧٥ .

الجوائز ١٠٠ دينار

يمنح الفائزون ١٠٠ دينار كويتى على الوجه الاتى :
الجائزة الاولى ٣٠ دينارا . الجائزة الثانية ٢٠ دينارا . الجائزة الثالثة ١٠ دنانير .
٨ جوائز مالية : قيمتها ٤٠ دينارا ، كل منها ٥ دنانير .. وعند تعدد الاجابات الصحيحة تمنح الجوائز بطريقة الاقتراع . ■■

الحساسية

بقلم : الدكتور محمد عزت عباس

كثيرا ما يسمع احدنا ان قريبا او صديقا له او هو نفسه شكا فى وقت من الاوقات من الحساسية لشىء ما ، فما هذه الحساسية وماسبب حدوثها ؟

لقد هيا الله للجسم العديد من وسائل الحماية ضد الاضرار الخارجية ـ فمثلا اذا دخل مكروب او شىء غريب فى الجسم ـ امرت المراكز الحيوية بالمخ اجهزة الدفاع لطرد هذا الدخيل او القضاء عليه ٠

ولسبب لا ندرى كنهه ـ يعامل الجسم شيئا مالوفا لنا لا ضرر منه ، بل قد يكون مفيدا ـ يعامله الجسم معاملته للغريب الضار ـ ويرفض قبوله وبقاءه فى الجسم معلنا عن ذلك الرفض بصور شتى نسميها بالحساسية ٠

فقد تضيق الشعب الهوائية بالصدر كمحاولة لمنع استنشاق المزيد من هذه المادة او الرائحة من النفاذ الى الرئتين ومن ثم يحدث ما يسمى بالربو الشعبى Bronchial Asthma ٠

وقد يزداد نشاط الامعاء محدثة الاسهال ، وانقباضات المعدة محدثة القىء،وهى كلها محاولات لطرد ذلك الشىء خارج الجسم ٠ وعندما يعجز الجسم عن طرده وتصر على البقاء يغضب الجسم ويثور ، ويعلن عن تلك الثورة على صفحات جلده فى صورة حكة شديدة وتدرنات حمراء مختلفة الاشكال ومتعددة الانواع والاحجام : وتختفى هذه التدرنات من مكان لتظهر فى آخر ـ واذا ما حك الشخص جلده ـ فى ذلك الوقت ـ فى اى مكان ـ فسرعان ما يظهر هذا التدرن مكان الحكة ، حتى انه يمكن الكتابة على جلده بالاظافر او اى شىء خشن Dermographism ، وقد يهرع المريض الى طبيبه ليرى هذه التدرنات فاذا ما ادركه لم يجد ما يريه له ـ وهذا هو ما تسميه الارتكاريا Urticaria ٠

وقد يلامس الجلد شيئا ما ـ لايستسيغه ـ فيثور ويهيج ويحمر لونه مكان الملامسة ، ويفرز الكثير من السوائل التى تجف على شكل قشور ، ويسبب حكة شديدة موضعية ، ويزيد الجلد من سمك طبقته الخارجية التى تجف وتتشقق مما يزيد من الشعور بالحكة ـ وهذا هو ما نسميه اكزيما التلامس Contact Eczema، وهذه ايضا حساسية مع ان هذه المادة لا تؤذى شخصا آخر ٠ ولذلك ـ فالحساسية ـ يستوجب حدوثها شيئان اساسيان ـ جسم معين لديه استعداد خاص ـ ومادة معينة لا يتقبلها ذلك الجسم ـ فهى كالنبات الذى نتج عن زراعة بذرة خاصة فى تربة خصبة ـ فلو ان التربة غير صالحة للزراعة او كانت البذرة غير نشطة لما كان هناك نبات ٠

حساسية من مادة النيكل ... حلى الاذن الذى تتزين به معظم السيدات

الحساسية نوعان

نستطيع القول ان الحساسية نوعان ـ حساسية عامة ، وحساسية موضعية.

فالاولى ـ اى الحساسية الجلدية العامة ، أعراضها تظهر على الجلد على شكل ارتكاريا .

والثانية حساسية موضعية ـ تتوقف اعراضها على مكان حدوثها والجهاز الحساس لها .

فلو كان الجهاز التنفسى ، حدث الربو الشعبى ، ولو انه الجهاز الهضمى لجاء الاسهال والقىء . واما اذا كان الجلد فتحدث اكزيما التلامس .

مما سبق ـ يتضح لنا انه لابد من وجود مسبب ولكل حالة سببها الخاص الذى يختلف من شخص لآخر ـ فما هذه الاسباب وكيف تتسلل الى الجسم؟.

الحساسية الجلدية العامة

بالنسبة للحساسية الجلدية العامة ـ قد يصبح الجسم حساسا لاى نوع من المواد التى قد تدخل اليه عن اى طريق ـ سواء فى ذلك الطعام يطعمه او شراب يستسيغه او دواء يتطبب به ، او رائحة يشمها او شىء عالق بهواء يستنشقه . ففى الطعام ، نجد ان اى نوع من الاطعمة قد يكون مسببا لحساسية لشخص معين دون غيره ـ ومن اكثرها شيوعا الحيوانات البحرية كالاسماك ، وكذلك البيض واللبن ومنتجاته وبعض انواع الفاكهة كالموز والفراوله .. ونحن نذكرها على سبيل المثال لا الحصر ـ علما بان التوابل الحارة يمر جزء منها عن طريق الجلد فاذا ما كان بالجلد حساسية تزيد من هياجه وثورته . وعادة يكون الشخص حساسا لنوع واحد واحيانا اكثر من نوع، بمعنى ان من كانت لديه مثلا حساسية للسمك فلا داعى لان يترك الموز والبيض .

والعقاقير قد تثير الحساسية

اما العقاقير فان اى دواء ـ دونما استثناء ـ قد يثير الحساسية لدى الشخص المعرض لذلك واكثرها شيوعا هو البنسلين والاسبرين ـ والغريب فى هذا الامر انه كثيرا ما يكون الشخص معتادا على تناول هذا الدواء منذ امد بعيد ـ وفجأة يرفض الجسم المزيد منه وتظهر الحساسية كلما تناول منه ولو قدرا يسيرا ـ ومتى بدا التحسس فانه لايزول اى انه يجب ان يتوقف عن تعاطى هذا الدواء نهائيا والبحث عن بديل له يختلف عنه كيميائيا ـ وذلك يثير الكثير من حيرة المرضى وعدم تصديقهم لتشخيص الطبيب ، فكيف يكون هذا الدواء هو السبب مع ان المريض يتعاطاه منذ زمن بعيد ولم يحدث شىء ؟

ومع تنوع العقاقير تزداد نسبة الحساسية وتتخذ فى بعض الاحيان اشكالا عديدة مختلفة ومتنوعة

يعرفها الطبيب وقد تحاكي في ظهورها الكثير من الامراض الجلدية المعروفة التي لاعلاقة لها بالحساسية •

ومنها ما قد يكون خطيرا كما هو الامر مع حساسية البنسلين ـ ومنها يختار منطقة معينة بالجسم في اي مكان ـ وقد يكون معها الشفة السفلي والاعضاء التناسلية ـ فاذا ما اخذ المريض الدواء المسبب للحساسية تظهر في هذه المناطق بقع داكنة او سوداء عليها فقاقيع بها مصل كالماء تشبه في ذلك الحروق ـ وبعد ايام تزول الحكة ويبقى الملون ـ الى ما شاء الله ـ حتى اذا ما اخذ المريض نفس الدواء ـ ولو بعد سنوات ـ تنشط نفس هذه المناطق وتظهر حولها هالة حمراء ويجد المريض رغبة شديدة في حكها • وقد تظهر معها بقع اخرى في مناطق اخرى ـ ومن هنا كان الاسم حساسية دوائية ثابتة • Fixed Drug Eruption

ولا يشترط ان يكون الدواء قد وضع في مكان قريب ولكنه قد يكون دواء ملينا مثلا ـ وهذا هو الاكثر شيوعا ـ او دواء آخر بالفماوبالحقن اوحتى قطرة عين او مرهم الجروح ـ نتيجة لامتصاص الدواء الفعال ، وكثيرا مايكون ذلك صعب التفسير للمريض ـ فكيف يقتنع ان هذه البقع والحكة التي يشكو منها في شفتيه ـ سببها مسحوق مطهر يضعه على جرح في قدمه ؟

واكرر قولي السابق ان جميع الادوية قد تحدث ذلك ، حتى انه قد يتعجب المرء حينما يعلم ان هناك حالات نادرة نتجت عن تعاطيه ادوية مضادة للحساسية •

حتى الهواء قد تكون من استنشاقه حساسية

اما عن استنشاق الهواء ـ فالهواء يعلق به الكثير مما لا نراه ، كالغبار والاتربة والادخنة والابخرة وكائنات حية دقيقة تسمى بالبكتيريا والخمائر Bacteria & Yeast وهي كثيرة جدا ومتعددة الانواع ـ او حبوب اللقاح الدقيقة التي تطير من بعض الاشجار والزهور في موسم التقليح والتزهير او رائحة بعض هذه الزهور ـ وذلك لايخطر على بال الكثير ـ فقد يعجب المرء بزهرة جميلة زكية الرائحة وهو لايعلم انها سبب شكواه ، وقد يكون السبب نوعا من العطور الصناعية على كثرتها ـ فيكفي ان يكون الشخص الحساس بجوار اخر يضع هذا النوع من العطور لكي يبدا الاول في حك جلده •

والسجائر ايضا لها دورها ـ فقد تكون السبب في الحساسية لدى بعض مدخنيها وهم لا يعلمون وقد تحدث الحساسية نتيجة لاستنشاق رائحة ريش الطيور اثناء النوم على وسادة جميلة من الريش• وحتى قشرة الرأس قد تسبب الحساسية لصاحبها نتيجة استنشاقها،وايضا قد يكون الشخص حساسا لاكثر من مادة واحدة •

اسباب لا حصر لها

من ذلك نرى ـ ان اسباب الحساسية لاحصر لها ولا عدد ـ واكتشافها سهل ولكن الامر الذي يكون عسيرا في كثير من الاحيان هواكتشاف مسببها. لذلك يستوجب دقة الملاحظة والصبر والجهد الذي من المريض قبل الطبيب ففحوص الحساسية نادرا ماتنفع في كشف هذا الغموض •

الحساسية الجلدية الموضعية

ذلك عن الحساسية العامة ـ فماذا عن الحساسية الجلدية الموضعية ؟

ذكرت قبلا انه عند من كان لديه استعداد معين ـ اذا ما لامست جلده مادة معينة لا يرضاها جسمه ـ فان الجلد يثور ويلتهب ـ واذا تكررت ملامسة هذه المادة وتكرر الالتهاب حدث ما نسميه اكزيما التلامس ـ وذلك يحدث في نفس مكان الملامسة • هذه المواد قد تكون اى مادة نراها حولنا ونتعامل معها في حياتنا اليومية ـ في صحونا ونومنا ايضا ـ وهي اكثر من ان يحصيها عدد •

فمثلا ـ كثير من ربات البيوت يشكين مما يسمى اكزيما ربات البيوت ـ وهي تبدا عادة على ظهر اليد اليمنى ـ لانها اكثر استعمالا من اليسرى ولان الجلد بظهر اليد اقل سمكا ومقاومة منه في باطنها ـ وذلك قد يكون نتيجة حساسية للصابون • وخاصة ذلك الذي يحتوي على نسبة عالية من القلويات ـ كالمسحوق المستعمل في التنظيف للاواني والملابس ، والصابون في صناعته ـ يمر بالكثير من المراحل ويدخل في ذلك العديد من المواد الكيماوية والعطور والاصباغ لاعطائه اللون والرائحة المطلوبة ـ وتختلف هذه المواد من

و اخر ـ وعادة تكون الحساسية نتيجة لاحدى
هذه المواد او لاكثر من واحدة •
وتغير نوع الصابون ـ قد يبعد هذه المادة الضارة
اذا كان خاليا منها •

وهناك كثير من المواد التى يسهل اكتشافها
بالفحوص ـ ولكن ليس من السهل ابدا الابتعاد
عنها نهائيا ـ ومثال ذلك مادة ثانى كرومات
البوتاسيوم Pot Dichromate والمسؤوله عن
الكثير جدا فى حالات الاكزيما باليدين والاقدام
وغيرها من اماكن الجسم ، فهذه المادة توجد ـ على
سبيل المثال لا الحصر ـ فى ... وفى
بعض الخضروات كالبطاطس والبادنجان ـ وفى كثير
من انواع الطلاء الذى يطلى به ...
والصبغات المختلفة التى توجد فى ...
والاحذية وادوات النجارة وادوات ...
وغيرها •

ومثال اخر لمسببات الحساسية ...
على الانهان هو ملامسة الزهور ...
هواة تربيتها او عند من يعملون ...
والجلد الصناعى نفسه من اشد ...
القدمين حيث تاخذ شكل الاكزيما ...
النعل الذى يحمل فى مادته ...
ما فى مادة من المواد التى تدخل فى صناعة ...
نفسه او فى صبغته وذلك يزول بمجرد تغيير الحذاء

واما مواد التجميل والاصباغ ـ فحدث عنها
ولا تغف ـ فالكثير منها يسبب الحساسية الشديدة
بالرأس والوجه واحيانا معجون الاسنان يكون
سببا فى اكزيما تحدث حول الفم ـ ومن المواد
الشائع استعمالها ايضا « المحدثة للكثير من انواع
الحساسية » مادة النيكل Nickle التى توجد فى
الحلى البيضاء •

وانواع الساعات المختلفة التى نربطها حول
سواعدنا ـ او الازرار المعدنية او المشابك التى
توجد فى بعض الملابس •

وكذلك الملابس ، فهناك مئات الانواع من
الانسجة وما تحملها من مواد كيميائية واصباغ
مختلفة والكثير منها يحدث الحساسية ـ فما ان
ينتهى الشخص من خلع ملابسه حتى يبدأ يحك
جلده ـ وكذلك الاغطية للاسرة التى تنام
بها سواء منها الصدفية وغيرها •

وهناك بعض الفحوص الجلدية Patch Test
التى قد تساعد على اظهار المادة الكيميائية المسببة
ـ ولكن ليس هذا بمؤكد دائما • وكثيرا ما يساعد
مكان ظهور المرض على الشك فى اسبابه او
احتمالاته ـ فاكزيما القدم مثلا قد تشير الى نوع من
الجلد والمطاط او اصباغه ـ واكزيما الرسغ قد ...
الى مادة النيكل ومثل ذلك مكان ملامسة الخاتم

وهناك ملاحظة ... هى ان هذا النوع من حساسية
التلامس ... يزداد شدة فى فصل الصيف ...
لان فصل زيادة العرق ...
المادة الكيميائية المسؤولة ـ وعلى ...
فسحة دقيقة ...

[illegible]

اعتقد ان ... صحيح لاعتقاد ...
الاكزيما لا تسمى ... الاكزيما ... تكون ناتجة عن
الحساسية وقد لا تكون ـ وتبقى ... من
الحساسية كثيرة ولكن ما يكتشف من مسبباته
ليس بالكثير •

كلمه اخيرة اقولها لمرضى الحساسية ، ان هذا
المرض مزعج ولكنه ليس بالخطير •

الحساسية العصبية

ولا ننسى ان من الاسباب الشائعة للحساسية
ما نسميه الحساسية العصبية Neurodermatitis
وسببها الانفعال الشديد او المتاعب النفسية
ـ والقلق ـ وقد يكون القلق نتيجة الحساسية
وبذلك تسهم فى تعطيل الشفاء • ■■

محمد عزت عباس
قسم الامراض الجلدية ـ المستشفى الاميرى
الكويت

اعتراف مدخن

أقلع عن تدخين التبغ بعد خمسين عاماً

بقلم :
الدكتور جميل صليبا

■ لا ادرى كيف بدات بالتدخين،ولا متى وسخت هذه العادة فى نفسى • كل ما اذكره ان تدخين لفافاتى الاولى كان مصحوبا بالنفور والتقزز ، لانى كنت كلما دخنت لفافة اخذتنى نوبة من السعال ، او اعترتنى موجة من التقيؤ والغثيان•

وسبب ابتياعى أولى علب التبغ ان احدى الآنسات الجميلات قدمت الىّ لفافة صغيرة ، فلما اعتذرت عن عدم تدخينها اخذها منى العجب ، وقالت لى : « ليتك تستطيع ان تمتنع عن التدخين كل أيام حياتك • » الا ان رغبتى فى ارضاء هذه الآنسة حملتنى على ملء جيوبى بعلب التبغ المحببة اليها ، فصرت اذا اجتمعت بها اقدم اليها ما يحلو لها منها ، واتكلف تدخين ما استطيع تدخينه من اللفافات الصغيرة ، وهكذا كانت رغبتى فى ارضاء صديقتى بداية شعورى بالميل الى التدخين ، وكان للاحساسات الوهمية المتولدة من هذا الميل اثر عميق فى تراخى ارادتى ، فلم يمض الا القليل حتى اصبحت مدمنَ تبغ •

كنت اعرف مضار التبغ ، واقرا اخبار المدخنين الذين أصابهم سرطان رئوى اودى بحياتهم • ولكن معرفتى بهذه المضار لم تبغّض الىّ لفافات التبغ ، لتاثرى بسفسطة العواطف ، ومغالطات الخيال • كنت اقول فى نفسى : « ان كلام الاطباء على تاثير الدخان فى توليد سرطان الرئة ليس برهانا قاطعا على وجود علاقة سببية بينهما ، لان وجود عدد كبير من المدخنين بين الذين اصابهم سرطان الرئة لا يعنى ان هذا السرطان سيصيب اضطرارا كل مدخن ، فما بالك اذا كان بين الذين اصابهم هذا السرطان افراد لم يدخنوا فى حياتهم لفافة تبغ واحدة ؟ بل ما بالك اذا كان بين الذين جاوزوا الثمانين من سنهم افراد مارسوا كل ايام حياتهم التدخين الكثيف ؟ •

صاحب النار الخالدة

لقد مازج التبغ لحمى ودمى حتى صرت لا استطيع

ان انقطع عن التدخين ساعة واحدة . فانا ادخن لفافتي الاولى عند النهوض من النوم واستمر في التدخين حتى ساعة متاخرة من الليل . وكلما احتجت الى انجاز بعض الاعمال الفكرية كقراءة كتاب صعب ، أو حل مسالة عويصة ، او كتابة مقال اورسالة - كان أول ما ابدا به عملي اشعال لفافة التبغ ، للتمتع برائحتها المنبهة ، ادخنها جرعة جرعة حتى اواخر اعقابها .ويتتالى بعد ذلك اشعال اللفافات ، وتتكدس اعقابها امام عيني ، واذا عز علي ايجاد ثقاب او قداحة اشعلت اللفافة بنار اختها ، واذا وجه احد الحاضرين سؤالا الي اجبت عنه ولفافة التبغ بين شفتي ، يتصاعد منها دخان كثيف يرسم صور الاحلام التي تخامر قلبي ، والهواجس التي تقع في خاطري ، فاذا غضبت نفخت في الدخان بسرعة وعنف ، واذا رضيت نفخت فيه باناقة ولطف ، حتى صارت لفافة التبغ رمزا يشار به الي ، وحتى صار زملائي في التعليم يسمونني « صاحب النار الخالدة » .

قال لي احد اصدقائي مرة : « انك تنفخ في الدخان نفخا عصبيا سريعا ، فتدخن في الساعة خمس لفافات او اكثر .فان لم تقلع عن هذا النمط من التدخين اصبح صدرك شبيها بمداخن المعامل ، كلما تصاعد فيها الدخان ترك على جدرانها طبقة سوداء يصعب زوالها » ، فقلت له مدافعا عن طريقتي في التدخين : « اني لا ابلع الدخان ، بل اكتفي بشم رائحته» ،قال : «ان شمه اقل ضررا من بلعه ، لا سيما اذا كنت تغير نوع التبغ الذي تدخنه : فتدخن في الصباح تبغا امريكيا ، وفي المساء تبغا تركيا ، أو فرنسيا ، كانك ذلك الرجل النهم الذي يقضي من الطعام شهوته بتغيير الوانه » .

النار والرماد

كنت انفض رماد لفافاتي على غير بصيرة ، ... على الارض تارة ، وعلى رياش البيت اخرى، ... مرة وقع الرماد فيها على صدري ، أو على ...في ، وكم مرة احرقت ثيابي ، او اوراقي ... لفافاتي ، رأتني مرة احدى السيدات وانا ...بط خبط عشواء في نفض رماد لفافاتي ، فقالت ... : « ساحضر لك صحنا، تنفض فيه رمادك » . ...برت لها زوجتي وقالت : « لا بل احضري له ...عة ، لان حجم رماده اكبر من ان تتسع له صحون الصغيرة » .

من آثار التدخين

لقد اورثني التدخين سعالا لازمني كل ايام شبابي ، فكنت اذا اشتدت علي سورته اسعل سعالا عنيفا يمزق حنجرتي ، ويهز جدران غرفتي، ويزعج جيراني،قالت لي زوجتي مرة : « ان السعال يضنيك فاقلع عنه ، وانقذ نفسك من بليته » ، فقلت لها : « ان هذا السعال ينفعني ، لانه يخرج من صدري كل مادة مؤذية فكيف امتنع عن التدخين وهو لذتي الوحيدة ؟ » .

لم اصغ لنصح زوجتي ولا لنصح احد من ذوي قرباي ، لاني كنت اشبه شيء بالمسوس الذي ... هواه عن الاعتراف بالحق.واذا لامني احد على الافراط في التدخين طلبت منه ... في شؤوني . لقد خلقت الوفا ، و... اللفافات اللطيفة خمسين عاما ، فكيف ... واطلقها ؟ .

...معني وأحد اصدقائي مجلس سمر ... فيه اللفافات ، ونسعل ونشعر ، حتى ... العاد الى ازعاج جميع الحاضرين ، ... ذلك ، واخذ كل منا على نفسه عهدا ان يقلع عن التدخين . فلما لقيت صديقي في الغد وفي فمي لفافة كبيرة . قال لي : « ما الذي حملك على نكث عهدك ؟ » . فقلت له مبتسما : « كلام الليل يمحوه النهار » . وهكذا كنت كلما وعدت نفسي بالاقلاع عن التدخين اخلفت وعدي لاضطراب نفسي وفتور عزمي .

وربما بلغ بي الغرام بالتدخين حدا دفعني الى القول : « ان التبغ نعمة اسبغها الله على عباده ، ليشفوا بها انفسهم من الارق والقلق والحزن والكآبة » بل ربما قلت في نفسي : « ان اللصوص لايستطيعون ان يسرقوا بيتي ما دمت قادرا على الانتباه من نومي لاقل حركة . واخف سعال . ان للتبغ منافع طيبة ، وله ادب يعزز الصداقة والمودة بين الناس » . فهذه الاقوال المبنية على منطق العواطف تدل على ان الغرام بالتدخين لا يفسد صحة البدن فحسب ، بل يفسد العقل ويشوش الاحساس والارادة .

بين حساب وحساب

لهوت مرة بقياس طول اللفافات التي دخنتها خلال خمسين عاما فتبين لي اني اذا كنت قد دخنت كل يوم عشرين لفافة وكان طول كل لفافة منها عشرة

سنتمترات فان طول اللفافات جميعا يبلغ (٣٥) كيلو مترا على الاقل ، فما بالك اذا كان المدخنون العقيقيون يدخنون اربعين لفافة كل يوم ، ان طول لفافاتهم لا يقل في هذه الحالة عن (٧٥) كيلو مترا .

قد يكون الميل الى التدخين وراثيا ، وقد يكون كسبيا ، فانا لا اريد الآن ان اقطع في هذا الامر برأى نفسى ، ولكنى اعلم ان والدى كان من كبار المدخنين ، وان ولدى باشر التدخين في الثالثة والعشرين من سنه ، مع انه كان قبل ذلك يقاوم هذه العادة وينتقدنى لانقيادى لها . قال لى مرة : « اذا ادخرت ثمن اللفافات التى تحرقها كل يوم امكنك ان تشترى لى دائرة المعارف » . فاشتريت له ما طلبه من غير ان اقلع عن التدخين ، فلما اغترب في سبيل العلم ووجد نفسه وحيدا لم يستطع ان يثابر على المقاومة .

ما اكثر المدخنين الذين ينتقدون انفسهم من غير ان يعملوا على اصلاحها . انهم لا يتعهدون بالاقلاع عن التدخين الا ليعودوا اليه بسرعة ، فكم رجل انقطع عن التدخين شهرا او شهرين او اكثر لعلة اصابته ، ثم عاد اليه عودة المشتاق ، ليعوّض نفسه من النيكوتين الذى فقده ، وكم رجل عزم على انقاص عدد اللفافات التى يدخنها كل يوم ، فارجعها الى عشر لفافات او خمس ، ولكنه لما اشتد شوقه الى رائحة لفافاته عاد اليها بشهوة اشد من الاولى .

عرفت رجلا وضع في علبة تبغه شفرة حلاقة لقطع كل لفافة قسمين ، يدخن كلا منها على حدة. لقد ظننت ان هذا الرجل استطاع بهذه الطريقة ان ينقص عدد اللفافات التى يدخنها ، فلما سالته عن ذلك قال لى : « ان هذا العدد لم ينقص في البداية الا ليزداد في النهاية » . وعرفت رجلا اخر اتخذ للتدخين انبوبا وضع فيه قطنا لتصفية الدخان من قبل وصوله الى صدره ، فهذه كلها حيل لا تنفع الا في زيادة الميل الى التدخين ، أو في اطالة مدته .

التدخين على اختلاف الحالات

من عادة المدخنين أن يدخنوا في ساعات تعبهم وحزنهم ، أو في أوقات راحتهم وسرورهم . ولكن كبار المدخنين لا يفترون عن التدخين ساعة واحدة، يدخنون في كل وقت ، وفي كل مكان ، يدخنون في بيوتهم ، وفي مكاتب عملهم ، كما يدخنون في سياراتهم ، يدخنون وهم متكئون على الارائك ، كما يدخنون وهم مشاة في الطريق العام ، لا تلفي احدهم مقصرا ولا مشفقا . اذا منعت التلاميذ من التدخين لجأوا الى دورات المياه ليستنشقوا روائحها الممزوجة بروائح لفافاتهم ، واذا منع الوالد ولده من التدخين دخن في السر ، لا في العلانية ، وما من مدخن حيل دون لذته بمانع خارجى ، الا وجد سبيلا آخر الى اشباع شهوته ، وكثيرا ما يؤدى هذا النهم الى توتر الاعصاب ، وضيق الصدر ، ومرض الرئتين ، ووهن الارادة .

لا شك ان لكل مدخن تجربته الخاصه ، فهذا مارس التدخين تقليدا ، وذاك مارسه تظاهرا بالرجولة او الكياسة او الاناقة ، وذلك مارسه حبا في ايقاظ انتباهه،او رغبة في تهدئة اعصابه ، ولكن جميع المدخنين يتشابهون في تراخي ارادتهم وتوتر اعصابهم ، وان اختلفوا في ظروفهم وبواعثهم .

التدخين : شره أعظم من نفعه

نعم ان للتبغ قيمة تجارية عالمية ، وله زراعة وصناعة منتشرتان في معظم بلدان العالم ، تستخدم الملايين من العمال ، الا ان السموم التى يحتوى عليها حملت بعض بلدان العالم على حظر تدخينه فبعضها حظر ذلك حظرا تاما ، وبعضها طبع على كل علبة تبغ تنتجها معامله كلمة تشير الى ما في تدخينه من خطر . لقد عاش الناس في العالم القديم دهرا طويلا من غير ان يعرفوا التبغ فلما اكتشفت الدنيا الجديدة نقل التبغ منها الى اوربة ، ولم تنتشر عادة التدخين فيها وفي سائر ارجاء العالم الا في نهاية القرن السادس عشر فما بالك اذا اصبح التدخين في ايامنا هذه طبيعة ثانية تشمل الرجال والنساء ، وتدفعهم الى التفنن في شراء اغلى انواعه ، واقتناء اجمل ادواته بل ما بالك اذا كان غرام الاطباء بتدخين [illegible] لا يقل عن غرام مرضاهم به ، لقد عم هذا الداء حتى انتشر بين الكبار والصغار ، وشمل العلماء والجهال ، واسودت الحضارة الحديثة بدخان [illegible] كما تلوثت بدخان المعامل ، وصار كل انسان [illegible] ان يؤدى تلوث البيئة بالمواد المؤذية الى [illegible] صحته وصحة اولاده .

لقد افسد دخان التبغ صحتى حتى ظننت سيقتلنى ، لانى كنت كلما اصابنى زكام [illegible]

.. الى نزلة صدرية ، ثم الى التهاب رئوى ،
.. ، ان يصيبني التهاب رئوى حاد يتعذر شفاؤه .

[illegible] لي الطبيب : « لا تدخن خلال مرضك ابدا ، اذا كنت لا تستطيع ان تقلع عن التدخين بعد [illegible] من المرض فحدد عدد اللفافات التي يمكنك [illegible] بسلام » ، فقلت في نفسي : « ان التدخين [illegible] بصحتي ، فاذا داومت على فعل ما يضرني ، [illegible] انا بعاقل ، سألت للطبيب اني قوى الارادة ، [illegible] ان ارادتي تستطيع ان تبلغ اهدافها دفعة واحدة [illegible] حكم مطلق لا ينقسم » .

ولم يكن تنفيذ هذا الحكم بالامر السهل ، لاني [illegible] شافاني الله من التهاب الرئة الحاد [illegible] [illegible] تعاطي اعمالي المعتادة — اخذت اشعر بفراغ في رأسي ، ووهن في اعصابي ، وكلما قرأت [illegible] في كتاب تبدد انتباهي ، وعجزت عن جمع [illegible] في الموضوع الذي اطالعه ، وكلما احدث في كتابة مقال او رسالة اغلق الامر علي ، [illegible] الفكر ، فلم اجد وسيلة للافصاح عما اريده .

ولا غرو فقد تعود جسمي امتصاص النيكوتين خلال خمسين عاما ، حتى اصبحت حاجتي اليه كحاجتي الى الغذاء ، وكل عادة ترسخ في النفس تولد حاجة ، او تصبح طبيعة ثانية يتعذر تغييرها . وعادة التدخين ليست عادة حركية او نفسية فقط ، وانما هي عادة حيوية ايضا ، واذا كان من السهل على الارادة ان تتحكم في العادات الحركية او النفسية فان سيطرتها على العادات الحيوية تحتاج الى امتداد الزمان .

ومع ذلك فان الارادة المؤيدة بشدة العزم وقوة الايمان تستطيع ان تتغلب على جميع العادات الراسخة ، ولا يتم لها ذلك الا بحشد جميع قوى النفس وتوجيهها الى المعركة دفعة واحدة ، لا [illegible] فعلها وتبديد حركاتها على النحو الذي [illegible] الضعفاء . فكان حشد جميع قوى النفس [illegible] شيء بالهجوم المفاجيء على العدو بالسلاح [illegible] لزحزحته عن الارض التي احتلها ، لا الدفاع [illegible] الارض قطعة قطعة ، وعلى مراحل متتالية ، [illegible] عمل عنيف لا بد للارادة التي تقوم به من [illegible] ترك في النفس بعض الآثار المؤلمة ، كالشعور [illegible] الذهن ، ووهن الاعصاب ، وركود الفكر ، [illegible] العواطف ، ولكن هذه الآثار المؤلمة تخف [illegible] شيئا فشيئا ، حتى تذهب ويزول الشعور [illegible] . نعم ان المرء قد يكافح عادة سيئة باكتساب عادة جديدة نافعة ، ولكن الارادة الصالحة التي تحفظ النفس من اكتساب العادات السيئة ، ومن الانقياد لها بعد رسوخها في النفس هي المبدأ والنهاية ، والوسيلة والغاية ، فاذا ضعفت او ترددت او لحق بها ادنى فتور او شك لم تبلغ اهدافها .

ويسعدني ان اقول لقراء هذا المقال ان الله قد شفاني من مرض التدخين شفاء تاما . [illegible] اذا راودتني نفسي عليه اشعر بسيطرة [illegible] على عزائمي ، وبراحة صدري في استنشاق الهواء النقي . وبازدياد قواي الحسية [illegible] الى [illegible] القدر من ذي قبل على شم الروائح الزكية و[illegible] الطعوم الطيبة وسماع الالحان [illegible] عن التدخين دفعة واحدة ، [illegible] واضطراب نفسي الى حد [illegible] .

[illegible] السخيفة ، [illegible] الاسرا[illegible] [illegible] [illegible] في [illegible] ، و[illegible] على [illegible] اذا اضطروا [illegible] [illegible] خاطر الدخان ، [illegible] .

ومن الواجب على الذين كانوا [illegible] التجارب ان لا يطمئنوا الى شفائهم من التدخين الا اذا مر الزمان [illegible] ، فاذا ظلوا يستمتعون برائحة التبغ ، ويترددون بالتحدث عنها ، فمعنى ذلك انهم معرضون للعودة الى التدخين في كل وقت . ولكن الارادة القوية لا تنكث عهدها الا اذا تساوى عندها الموت والحياة . فما ظنك اذا كانت الحياة عند جميع الناس افضل من الموت ، والصحة اجدى عاقبة من المرض ، والاتزان العقلي اجمل من التوتر العصبي .

قلت لاحد مدمني التبغ وقد توقف عن التدخين امامي توقف متشفق علي : « لا تحرم نفسك من اجلي ، اشعل لفافتك وابلع دخانها ، ثم انفخ في وجهي لعلي استمتع برائحة تبغك الزكية » . واراني الآن بعد هذه التجارب المريرة اقف واثقا غير مطمئن النفس الى جانب كل مدخن لتتلذذ برائحة دخانه ، او افتح علبة تبغه المعطر لاشم رائحته . وما اكتفيت بالروائح الا عندما عجزت على الحصول على الجواهر . وكثيرا ما تكون الرائحة اصفى من الجوهر ، والوهم اجمل من الحقيقة . ■■

الدكتور جميل صليبا

بقلم الدكتور جمال مرسى بدر

■ فى القرن السادس عشر الميلادى كانت اوروبا تمر باكبر ثورة دينية عرفتها منذ قيام المسيحية ، وابعدها اثرا ، ثورة قسمت الكنيسة الغربية قسمين ، وفرقت اتباع خليفة القديس بطرس ما بين بروتستنتى وكاثوليكى، وكان رافعوا اعلام هذه الثورة لوثر Luther ، فى المانيا ، وزوينجلى Zwingli ، فى سويسرا وكالفن Calviu ، فى فرنسا ثم فى سويسرا ، وغير هؤلاء ممن لم تحفظ ذاكرة الاجيال اسماءهم ، كما حفظت اسماء هؤلاء الثلاثة الكبار .

الثورة باسم حرية العقيدة

وقد قامت تلك الثورة باسم حرية العقيدة ورفعت شعار التحرر من ربقة بابا روما زعما بانه يملى على المؤمنين املاء فى امور الدين ، ونادى اصحاب هذه الثورة بان فهم الكتب السماوية حق لكل مؤمن يستقل به ولا يطيع احدا فيه .

ومع ذلك فقد وقعت خلال تلك الثورة المتحررة ـ وبامر من احد قادتها العظام الاحرار ـ ماساة ميشيل سرفيتس الذى طورد واضطهد ، ثم قتل حرقا ، لان له فى طبيعة الذات الالهية رأيا حرا يخالف رأى الكنيسة الجديدة المتحررة الثائرة .

وهذه الظاهرة ـ ظاهرة انقلاب المنادين بالحرية الى منكرين للحرية على من خالفهم ـ كثيرة الحدوث فى تاريخ البشرية ولعل تفسيرها هؤلاء لفرط ايمانهم بما ينادون به يتوهمون وحده هو الحق ، وانهم دون غيرهم حملة هذا الحق ، وان من خالفهم فيه ضال ، تعذرت هدايته فقد وجب ـ لوجه الحق القضاء عليه .

النصب التذكارى لميشيل سرفيتس المقام بحى شامبل فى مدينة جنيف . وعلى واجهته العبارة المترجم نصها الى العربية فى صلب المقال .

حياة عاصفة

لد ميشيل سرفيه Michel Servet وهذا اسمه لاسبانية فهو اسبانى او (سرفيتوس Servetus ا هى الصيغة اللاتينية لاسمه،ميشيل او سرفيه فرنسية لاقامته طويلا بفرنسا ولانه مـــن ام نسية) ولد فى التاسع والعشرين من سبتمبر ة ١٥١١ فى Villanueva (Aragon) باسبانيا لاب اسبانى ، وام من اصل فرنسى ، وكان ابـوه موثقا للعقود ، قضى الجانب الاكبر من حياته فى بلدة فيلانوفا باراجون، حيث نشا الصبى ميشيل .

وكان مقررا له ان يدرس القانون كابيه ، ولكن القدر رسم له طريقا آخر .

اشباه له من كيشوط

واذا كان فى كل اسبانى شىء من دون كيشوط ـ كما يقولون ـ فان بطلنا كانت فيه من البطل الخيالى مشابه كبيرة . بداية [illegible] بنيته ، وشحوبه ، [illegible] ، وكبريائه واندفاعه فى نصرة ما يعتقد [illegible] من الناس كلهم على خلافه .

سكرتيرا خاصا للاب واعظ الامبراطور

طلب ميشيل سرفيه العلم فى [illegible] عرفه الاب جوان دى كوينتانا واعظ [illegible] شارلكان، فالحقه بخدمته سكرتيرا خاصا [illegible] الى تولوز ، وفيها نحى ولع الشباب المتفتح [illegible] بالالهيات،وصار يتجادل فيها مع علمائها الكاثوليك والبروتستنت ، ورحل مع مخدومه الى اوجسبورج فى المانيا لحضور مجمعها الشهير الذى صيغ فيه البنود الثمانية والثلاثون التى هى عماد عقيدة الكنيسة اللوثرية .

رأى له فى التثليث والتوحيد

كان ذلك فى سنة ١٥٣٠ وفى ذلك الجو العاصف الذى كان الجميع فيه مهتمين بتقويم العقيدة ، واصلاح الكنيسة ، كان لسرفيه فى ذلك كله رأى يخالف آراء معاصريه الذين كان يرى انهم لم يسيروا فى تقويم العقيدة الى الغاية ، فقد كان سرفيه ـ وهو بعد فى العشرين من عمره ـ مقتنعا بان مجمع نيقيه الذى اقر عقيدة التثليث فى القرن الرابع ، وجعل منها اساس المسيحية قد اخطأ جانب الصواب . وان التوحيد هو وحده العقيدة السليمة . ولم يكتف سرفيه بهذا اليقين الذى وصل اليه، بل حاول جاهدا ان يقنع الاخرين به ، فاتصل بكبار علماء الالهيات فى كثير من بلاد اوروبا، محاولا اقناعهم بصحة رايه، وبضرورة بناء العقيدة الجديدة على اساس التوحيد ، فلم

اللافتة التى تحمل اسم الشارع الذى اطلق عليه « ميشيل سرفيه » فى حى شامبل بمدينة جنيف .

يستمع اليه منهم احد ، بل وثارت عليه ثائرتهم ، واتهموه بالكفر ونبزوه بانه يهودى او مسلم .

ولقد كان لغير سرفيه من تلك الحملة التى واجهته ما يكفى لاقناعه بان السلامة فى السكوت ، ولكن انى لصاحبنا ان يسكت وبين جنبيه يعتمل شعور غلاب يدفعه الى اظهار الناس على الحقيقة التى وصل اليها ، وهكذا نشر فى سنة ١٥٣١ كتابه الاول وعنوانه «غلطة التثليث» ، واعقبه برسالة اخرى عنوانها «محاورات فى التثليث» .

ثار عليه مخالفوه وطلبوا دمه فتخفى

بنشر هذا الكتاب والرسالة هبت زوبعة اثارها رجالالدين البروتستنت والكاثوليك على السواء، وتنادوا جميعا بتكفير صاحبها وبضرورة معاقبته بالعقاب الذى لم تكن الكنيسة تعرف غيره لمخالفيها فى ذلك الحين ، الا وهو الموت . وهكذا اصبح سرفيه مطاردا فعمد الى تغيير اسمه « ميشيل دى فيلنوف » نسبة الى بلدته فى اسبانيا ، ورحل الى باريس لدراسة الطب ، واشتغل فى الوقت نفسه باعمال اخرى منها تصحيح تجارب الطبع لدى بعض الناشرين ، وكتب بهذه المناسبة مقدمة قيمة لجغرافية بطليموس فى نشرة كان يجرى اعدادها فى ذلك الحين ، كما الف كتابا طبيا هاما عن الاشربة حوى حملة قوية على الطب المعاصر ... ضده بسببها عداوات جديدة والف فى سنة ١٥٢٨ كتابا فى الفلك ، ادى الى اتهامه امام ... باريس بالزندقة ولكنه ظفر بالبراءة من تلك التهمة .

وتكشف هذه الجهود المتنوعة عن سعة الآفاق العقلية لدى «سرفيه» ، فقد كان لاهوتيا لغويا طبيبا فلكيا جغرافيا ، ضرب فى كل علم من هذه العلوم بسهم وافر ، فى عصر كان طابعه ضيق الافق ، وضحالة الثقافة ، وليس ادل على ضيق افق معاصريه من ان الفصل الخامس عشر من كتابه «غلطة التثليث» يحوى شرحا دقيقا للدورة الدموية الصغرى ومع ذلك لم يفطن الى اهمية هذا الاكتشاف احد ممن تصدوا لنقد ذلك الكتاب وتفنيده ، غير ان تاريخ العلم قد سجل اسم سرفيه فى صفحاته بوصفه مكتشف الدورة الصغرى واول من كتب عنها فى علمهم .

قضى سنوات عديدة طبيبا ممارسا فى فرنسا

قضى سرفيه سنوات عديدة فى حياته الهادئة طبيبا بين باريس وليون وفيين فى فرنسا ، دون أن يفطن أحد الى أنهذا الطبيب الاسبانى دىفيلنوف هو بعينه « الملحد » سرفيه الذى تطالب الكنيسة برأسه .

رسائله الى كالفن

وفى خلال تلك السنوات لم ينس سرفيه دعوته الى التوحيد ، ولكن الظروف منعته ، أن يدعو اليها فى العلن ، وصور له حماسه لما اعتقد الحق أن فى مراسلة كبار رجال الدين ما يؤدى الى اقتناعهم بما يؤمن هو به ، وكان من سوء طالعه أن اختار من بين هؤلاء الذين راسلهم « كالفن » أحد مؤسسى البروتستنتية الذى قد غدا الحاكم بامره فى مدينة جنيف ، بعد أن كان هو قد لجا اليها هربا من اضطهاد الكاثوليك فى فرنسا .

لم تقع رسائل سرفيه موقع الرضا من كالفن فحاول فى أول الامر أن يقنعه بخطأ رأيه ، ثم نفض يده من أمر سرفيه ، وأحجم عن الرد عليه وصار يندد به فى أحاديثه ، ويتهمه صراحة

[illegible]دقة والالحاد ، ويتوعده ـ ان وقع في يده ـ [illegible]رم العقاب ، حتى انه قالمرة : لو دخل سرفيه [illegible]نف فانه لن يغادرها حيا .

كتابه الكبير « المسيحية الجديدة »

في هـذه الفتـرة الف سرفيه كتابه الكبـير « المسيحية الجديدة » وتحت تاثير حسن الظن الذى هو بعض شيمة من يعتقدون انهم على الحق ارسل الى «كالفن» نسخة من مسودة ذلك الكتاب قبل نشره ، مستطلعا رايه فيه ، فلم يرد عليه كالفن ، واحتفظ بالنسخة تحتيده دليلا كتابيا على الزندقة والالحاد . اوجس سرفيه خيفة من موقف كالفن ، وبلغته ولاشك تهديداته وتوعداته [illegible] اليه يقول «مادمت تعتقد انني شيطان مريد [illegible] حدا لكل هذا ولتعد الى مسودة كتابي . ولكن كالفن لم يعدها اليه .

مرت على ذلك سنوات قبل ان [illegible] هذا الذى كان يعتقد انه يضع به [illegible] اصلاح دينييفوق اصلاحات «كالفن» و «لوتر» «وزونجلي» وغني عن القول انه نشر ذلك الكتاب الكبير ـ البالغ سبعمائة صفحة ـ سرا . فلم يظهر في طبعته التى نشرت سنة ١٥٥٣ ما يدل على اسم الناشر ، ولا مكان الطبع ، كما انه لم يحو من اسم المؤلف الا الحروف الثلاثة M S V, رمزا الى ميشيل سرفيه دى فيلنوف ، ولم تبق من تلك الطبعة الاولى فى يومنا هذا الا ثلاث نسخ ، واحدة بمكتبة فينا عاصمة النمسا . والثانيـة بباريس ، والثالثة بادنبرة .

وما ان نشر هذا الكتاب حتى ثارت ثائرة كالفن [illegible]ذى اعتبره ردا مباشرا على كتابه الذى عنوانه [illegible]علم الدين المسيحي» ، والذى كان قد اصبح [illegible]جيل المذهب البروتستنتي الكالفني ، فعمد الى [illegible]ستكتاب احد اتباعه وسالة الى اسقف فيين (حيث [illegible]ان سرفيه يقيم في فرنسا) يشي فيها بسرفيه ، [illegible]علن فيها انه مؤلف ذلك الكتاب ، ولاشك في [illegible]ه ليس مما يحمد من كالفن ان يستعدى على [illegible]يخالفه في العقيدة سلطات التفتيش الكاثوليكية [illegible]تى كان هو من اوائل الثائرين عليها والهاربين [illegible] اضطهادها .

وحين وصلت تلك الوشاية الى فيين قبض على [illegible]رفيه ولكنه تمكن من الهرب (ولعل صديقه اسقف فيين سهل لـه طريقـه) فكان ان اكتفت السلطات الدينية في تلك المدينة بمحاكمة غيابية احرق بعدها تمثال من القش يرمز الى سرفيه ، مع بضع نسخ من كتابه . وكان ذلك في السابع عشر من يونيو سنة ١٥٥٣ .

يقع في يد خصمه الألد

ظل سرفيه بعد ذلك طريـدا تتلقفه [illegible] والبلدان ، ولا نعلم عن تنقلاته في فترة [illegible] الكثير ، غير انه فيما يبدو [illegible] ايطاليا فاختار [illegible] مفهوم الطريق [illegible] بجنيف وهى غلطة كبرى [illegible] غاليا .

وصل سرفيه الى جنيف [illegible] [illegible] ونزل [illegible] [illegible] - وكان يوم [illegible] كسراتة جنيف [illegible] [illegible] [illegible] ملحوظا ، كما [illegible] الذى سيتلو الموعظة في [illegible] اليوم [illegible] لا بد متعرف عليه ، اذ كانا [illegible] في [illegible] في باريس ، ومع ذلك كله فقد [illegible] على تلك الخطوة ولم يتخلف عنها نتيجتها المحتومة ، اذ سرعان ما قبض عليه وهو خارج من الصلاة .

وهكذا وقع خصم كالفن في يده الباطشة ، فكان ذلك نذيرا بهلاكه . ولو كان [illegible] كالفن هو الآمر الناهي في جنيف لكان قصارى ما يصيب سرفيه هو الابعاد عن المدينة ، ولم يكن هو يريد غير ذلك ، ولكن كالفن المتعصب لرأيه ، الحاكم بامره ، كان يرى أن قيام سرفيه بدعوة غير تلك التى يدعـو اليها جريمة كبرى يكفر عنها مرتكبها بحياته .

وقد كان القبض على سرفيه في جنف وهـو الاجنبي الذى لم يكن الا عابر سبيل ، ولم يرتكب في المدينة ما يؤاخذ عليه مخالفة صارخة لكـل القوانين السـائدة ، ولكـن مـاذا تفعـل هـذه القوانين ازاء الحصول على ما يبغيه رئيس المدينة الروحي وحاكمهـا المطلـق كالفن ، وهـو راس « الزنديق » سرفيه ؟

لقد عبر فولتير Voltaire ، ذلك المدافـع العظيم عن حرية العقيدة ، والمكافح الكبير ضـد التعصب الذميم خير تعبير عن ما كان من الانصاف

في هذا الاجراء التعسفي اذ قال : « ان القبض على سرفيه في جنيف حيث لم ينشر كتبه ، ولم يدع الى عقيدته ، ولم يكن من ثم خاضعا لقضائها ، هذا القبض يعتبر عملا همجيا وخرقا للشرائع الدولية » .

محاكمته امام مجلس المدينة

غير ان ما جرى بعد ذلك كان افظع بكثير من مجرد القبض على عابر سبيل ، فقد احيل سرفيه الى المحاكمة امام مجلس المدينة ، منعقدا بهيئة محكمة جنائية ، وعبثا نادى المتهم بان تلك المحكمة الزمنية ليست بالجهة المختصة بنظر خلاف عقائدي، وعبثا حاول الحصول من قضاته على امر يقضي بمعاملته في السجن معاملة انسانية ، غير تلك المعاملة القاسية التي كان يلقاها ، اذ كان مقيد اليدين والرجلين بالسلاسل في جب مظلم رطب ، محروما من اقل الضرورات الصحية ، ولكن اني لصوته أن يكون له صدى ، وخصمه والقائم بالاتهام ضده هو كالفن العظيم ؟

دفاعه امام قضاته

ومع ذلك فقد وقع دفاع سرفيه البارع موقعا طيبا من قضاته واصبح الجميع يتوقعون تبرئته او الحكم عليه بجزاء مخفف كالابعاد من المدينة، وهنا اصبح لا بد لكالفن من ان يتدخل في المحاكمة بكل نفوذه حتى لا يصدر مثل ذلك الحكم ، ولم يكن دافعه الى ذلك اللدد في الخصومة والتعصب الاعمى فقط ، بل كان له دافع آخر سياسي ، اذ كان مجلس المدينة قد حكم في الماضي القريب ببراءة خصم آخر من خصوم كالفن هو الراهب بولسيك الذي اختلف معه في قضية القضاء والقدر ، فقد كان بولسيك من القائلين بحرية الاختيار وكان كالفن جبريا متعصبا ، وكان لبراءة بولسيك تاثير اي تاثير في نفوذ كالفن الديني ، وفي مركزه السياسي ولم يكن الموقف يتحمل براءة جديدة ينصر بها المجلس خصما جديدا من خصوم كالفن . على سيد المدينة ومعلمها العتيد .

طلب كالفن من المجلس الاذن بحضور المحاكمة ، فاذن له بطبيعة الحال ، وخلال جلسات المحاكمة التي طالت شهرين وثمانية ايام امطر كالفن خصمه بالاتهامات ، ودخل معه في متاهات المناقشات الدينية التي كانت آراء سرفيه فيها حرية بان تصدم شعور قضاته الاتقياء ، وهكذا تمكن كالفن من تغيير مهب الريح ولم يعد العدول على الحكم المطلوب ـ وهو اعدام سرفيه ـ بالامر المشكوك فيه .

وحكم المجلس على سرفيه بالاعدام حرقا

وفعلا صدر حكم المجلس في السادس والعشرين من اكتوبر سنة ١٥٥٣ قاضيا باعدام سرفيه حرقا، وحدد للتنفيذ اليوم التالي على ربوة « شامبل » بجنيف ، ولم يكتف كالفن بهذا « النصر » بل حاول ان يحصل على نصر اكبر بان ينتزع من سرفيه في ساعة ياس وقنوط اعترافا بانه كان على باطل ، وبان كالفن هو صاحب العقيدة السليمة ولكن سرفيه ابى ان يصدر عنه مثل ذلك الاعتراف ، مفضلا ان يلقى ربه بقلب سليم ، ومنكرا على خصمه الذي انتصر قسرا على المادة فيه ، أن ينتصر كذلك على الروح وهو وحده النصر الصحيح .

ولفظ سرفيه الروح بعد نصف ساعة من بقائه في النار

فشلت اذن محاولات حمل سرفيه على انكار عقيدته التي كرس لها حياته ، ولم يجد التلويح له بتخفيف الحكم ، او بتغيير طريقة تنفيذه الى ما هو اقل من عذاب النار ، وفي الساعة الحادية عشرة من صباح اليوم السابع والعشرين من اكتوبر سنة ١٥٥٣ ـ خرج سرفيه من سجنه مرفوع الرأس، وسار بين حراسه الى ساحة مجلس المدينة ، حيث تلى الحكم على الجماهير المحتشدة ومن ثم سار في موكب حزين الى ربوة شامبل ، حيث نصب له الزبانية اداة الاعدام ، فربطوه في سلاسله الى عمود من الخشب وجمعوا من حوله الاحطاب ووضعوا عليها مسودة كتابه ـ تلك التي كان قد ارسلها الى كالفن منذ سنوات ـ ونسخة مطبوعة منه ، ثم اوقدوا النار التي ظلت تساور جسد ذلك الشهيد طوال نصف ساعة ، قبل ان يلفظ الروح بعد عذاب لا يحيط به الوصف .

تخليده بعد موته

وهكذا اسدل الستار على ماساة ميشيل سرفيه التي هي في الواقع نقطة سوداء في تاريخ كالفن

[illegible] في لمعوهـا كل محاسن ذلك المصلـح الديني الكبير ، وبذلك انتهت حيـاة سرفيه الدنيويـة ، ولكن ذكراه ظلت خالدة في سجل أحرار العقيدة ، كما ان البذرة التي وضعهـا في العقـل الديني اثمرت بعد قرون ثمرتها فيما يعرف اليوم باسم « الكنيسة الموحدة » وهي فرقة مسيحية لها اتباع عديدون ، وبخاصة في انجلترا والولايات المتحدة، وهم ينظرون الى سرفيه نظرتهم الى رائد عظيم، ويعتبرونه من مؤسسي كنيستهم ومنشىء مذهبهم ·

ندم اهل جنيف على فعلتهم وكفروا عنها بان اقاموا لسرفيه نصبا في الموضع الذى احرق فيه

ولقد كان لنهاية سرفيه المروعة [illegible] في ضمائر الناس ، في جيله وبعد جيله [illegible] أهالي جنيف الذين شعروا ولا [illegible] الادبيـة في سكوتهم على الظلم [illegible] رجـلا الى جلاديـه ان يقـول ربي [illegible] مدينتهم « قرية ظالمة » ـ كما [illegible] المقدس [illegible] زمن المسيح ـ وقد ندم عقلاؤهم [illegible] كـل الندم ، وتمثل ذلك الشعور الجماعي بعد قرون من الحادث المؤلم في النصب التذكاري الذي أقيم سنة ١٩٠٣ في شامبل حيث أحرق سرفيه · وهذا النصب هو الذي نقرأ على احد وجهيه هذه العبارة:

« نحن ـ أبناء كالفن ـ الموقرون لمصلحنا العظيم، والمقرون بفضله ، والمنكرون في الوقت نفسـه لغلطة كانت غلطة عمره ، والمتمسكون كل التمسك بحرية العقيدة وفقا لمبادىء الاصـلاح والانجيـل القويمة ـ قد اقمنا هذا النصب التكفيري في ٢١ اكتوبر سنة ١٩٠٣ » ·

وعلى الوجه الاخر من النصب كان اسم سرفيه وتاريخ مولده ووفاته.وقد توجهت الى هذا النصب ذات مرة ـ وبجواره شارع صغير يحمل الان اسم سرفيه ـ فوجدت عنده جمعا من الموحدين الامريكيين، حجوا اليه عبر المحيط ، ودارت بيني وبينهم محاورة عابرة حول عقيدة التوحيد في ظل ذلك النصب المتواضع المقـام تخليدا لذكرى شهيد التوحيد ·

وليس نصب جنيف بالتعبير الوحيد عن تقدير العالم لسيرفيه . واستنكار احرار الرأى والعقيدة لما جرى عليه ، ففي بلدة انماس [illegible] فرنسا في سنة ١٩٠٨ [illegible] [illegible] « مون روج » [illegible] [illegible] ثم [illegible] نصب [illegible] [illegible] سيرفيه [illegible] سنة ١٩١١ ·

[illegible]

وبعد فلئن كانت التضحية [illegible] على سيرفيه التعصب الديني [illegible] الكثير من الناس [illegible] قيمة حرية العقيدة وعلى ضرورة احلال التسامح محل التعصب، فكفى بذلك جزاء يرضاه روح ذلك الشهيد في عليائها بـين أرواح شهداء الحق وابطال الحرية في كل زمـان ومكان ·

■■

د · جمال مرسي بدر

المراجع :

- R H Brinton, Hunted Heretic, 1953
- E. M Wilbur, A History of Unitarianism, Vol I, 1945
- A Dufour & H. Kingdon, Les Registres de la Vénérable Compagnie, 1962, chapitr intitulé ‘, Le procès de Michel Servet ’’
- Stefan Zweig, The Right to Heresy, 1936

هـ٠ج ٠ ولز ، وتقاليد الانجليز

●● الكاتب والمؤلف الشهير هـ ٠ ج ٠ ولز (١٨٨٦ ـ ١٩٤٦) ، قالوا له يوما : « ان من يقرأ كتبك ومؤلفاتك يشعر ان الانجليز قد بدأوا يتغيرون ، ترى هل تغير الناس حقيقة في انجلترا ، قلعة العادات والتقاليد ؟

فقال ولز وهو يبتسم : «لقد حاولت في كتبي ان اعلمهم شيئا جديدا ٠٠ حاولت ان اصل الى الرجل العادى لارسم له صورة للحياة التى تنتظره فى المستقبل٠٠ وربما يكون قد استوعب بخياله عالم الغد المتغير٠٠ اما هو نفسه فلم يتغير ٠٠ ولا اظن ان الرجل الانجليزى يحب التغيير ! »

ومرت بضع سنوات وظهرت السيارة التى تنبا ولز باختراعها فى كتبه ومؤلفاته واختفت العربة التى تجرها الخيول ٠٠ وقالوا للكاتب الكبير : « انظر لقد تخلى الانجليز عن عرباتهم التقليدية القديمة وركبوا السيارة ! »

وقال الكاتب الكبير : « وماذا كنتم تتوقعون » ؟ هل كنتم تريدون ان يشدوا خيولهم الى السيارة ؟

ثم ظهرت الطائرة ٠٠ وكانت هى ايضا بين الاشياء التى تنبأ ولز بظهورها فى عالم الغد المتغير ! وراح اصدقاء ولز يرقبون فى هدوء هؤلاء الذين سيقبلون على ركوب هذه الاله التى تطير بركابها فى السماء !

ومرت بضع سنوات قبل ان يلتقوا به ، وقالوا يسالونه : « من الذى يقود هذه المركبة الطائرة ؟ »

فقال ولز وهو يبتسم : « ألم اقل لكم ٠٠ ان الرجل الانجليزى لا يقدم على شىء الا بعد ان يتأكد من ان الارض من تحته راسخة ثابتة »

قالوا : « ولكنه صنع الطائرة ؟ »

وقال ولز : « لا باس ٠٠ فهو قد صنعها لكى يقودها الامريكى والايرلندى والاسكتلندى ٠ ! »

اما اول انجليزى قاد المركبة الطائرة ، فقد قادها بعد ظهورها بخمس سنوات ٠

قال ولز وهو يرى اول طيار انجليزى يقلع بطائرته امامه ، ثم يعود فيهبط بها : « لا أظن ان عزوف الانجليز عن تقبل التغيير وحده هو السبب ٠٠ انه الحرص والحيطة والحذر ، ولكنهم يصرون دائما على تسمية الاشياء بغير اسمائها فيسمون هذا كله عادات وتقاليد ٠ اننى احب هذا الشعب ، ولكننى لا احب فيه غموضه وانانيته !

جيبوتي

انها تطالب بالانضم

إلى الجامعة العرب

■ قلنا للمقيم الفرنسي في جيبوتي « لقد رحل البرتغاليون عن مستعمراتهم في افريقية . وبهذا كاد الاستعمار ان يرحل عن اغلب اجزاء القارة السوداء .. فلماذا تصر فرنسا ، الصديقة المتفهمة ، على البقاء في جيبوتي ؟ » .

فأجابنا ممثل فرنسا المسيو كريستيان دلور . بكل هدوء « .. بل انا الذي أسالكم : لماذا نحن هنا ؟ .. لماذا نبقى في جيبوتي ، في حين اننا اعطينا حق تقرير المصير والاستقلال لاثنين وثلاثين بلدا مختلفا ، كنا نحتلها منذ القرن التاسع عشر ، في افريقيه واسيا ؟ » .

وتابع المقيم الفرنسي كلامه قائلا .

« ان كل شيء في جيبوتي [illegible] شهد ارضها [illegible] لا [illegible] ولا [illegible] اقتصادها [illegible] ... [illegible]

« [illegible] فرنسا لا يهمها [illegible] الوليس [illegible] في هذه المنطقة [illegible] المعقد .. اما اليوم فقد رحلنا عن مستعمراتنا ولم يعد لجيبوتي [illegible] تلك المكانة السابقة .. ولكننا رغم هذا [illegible] .. اننا نسعى [illegible] في المنطقة .. وسوف [illegible] في هذا عندما [illegible] في البلاد .. » .

وسارعنا بسؤال المقيم الفرنسي : « [illegible] لنا بالتجول بحرية في البلاد ؟ » .

فأجابنا : « ان شؤون البلاد الداخلية هي [illegible] منذ عام ١٩٥٨ [illegible] الهم في هذا الامر . فهذا من اختصاصهم .. » .

العرب يجب ان يعرفوا الحقيقة !

وذهبنا لمقابلة سكرتير عام مجلس الوزراء عبدالله محمد كامل . الذي رحب بنا قائلا : « من المؤلم [illegible] العرب [illegible] الا [illegible] .. [illegible] كل الابواب امامكم .. تحدثوا مع من [illegible] وتنقلوا ايضا شئتم .. انا نريد [illegible] المواطن العربي كل الحقيقة عن بلادنا » .

وكانت مفاجأة لنا . فقد كان هدفنا استطلاع ميناء جيبوتي فقط . فاذا بالموضوع يتسع ليشمل ارضا تزيد مساحتها على ضعف مساحة لبنان . اي ٢٣ الف كيلو متر مربع .. يعيش فوقها [illegible] من البشر . لا يعرف احد عددهم بالضبط [illegible] يقولون انهم يتراوحون بين ٢٠٠ الف [illegible] مليون نسمة .

ممنوع الدخول ..

وحتى نستطيع الحكم على هذا البلد [illegible] ان نعرف من هم سكانه الذين يعيشون [illegible] في تلك المنطقة التي لها حدود مشتركة مع [illegible] والحبشه والصومال طولها نحو ٥٠٠ كيلو [illegible] .

وعند الساحل المطل على مياه خليج [illegible] تقع مدينة جيبوتي .. عاصمه البلاد التي [illegible] انوارها عيون البدو المواطنين . فيحاولون [illegible] المدينه ، ولكنهم يصطدمون بسور مرتفع من الاسلاك الشائكة المصمتة . المكهربه بتيار خفيف [illegible] . وبحراس يسألونهم عن تصريح الدخول . [illegible] البدوى ولا يدرى بماذا يجيب . فيمنعه الحراس من دخول تلك المدينه التي يتضاعف عدد سكانها مرة كل ست سنوات !

وينقسم ابناء البلد الى قبلتين : عفر .. وصوماليين . من بينهم قبيلة عيسى .. وغير هاتين القبيلتين يوجد ٢٠ الف عربي من اصول يمنية غالبا . و ٢٠ الف اوربي اغلبهم من الفرنسيين مع بعض اليونانيين والايطاليين والهنود .

وهذا التقسيم البشري للسكان انعكس على اسم البلاد التي كانت تعرف باسم ساحل الصومال وتوابعه في الخمسينيات . ثم تحول الاسم بعد ذلك الى الصومال الفرنسي حتى يوم ٣ يوليو ١٩٦٧ وفيه تبدل اسم الصومال الفرنسي الى اسم : الاقليم الفرنسي للعفر والعيسى .. وبالفرنسية Territoire Francais Afars et Des Issas

اسم طويل يجسد الوجود الفرنسي في غير ارضه

« **فاطمة علي** » .. فتاة عفرية تمسك بيدها المكحلة المزخرفة بالخرز الملون .. ومما يذكر ان الفتاة العفرية تمضي يوما كاملا في تصفيف شعرها جدائل رفيعة ، تطليها بالسليط لتنعيمها .. والسليط هو خليط من السمن البلدي المخلوط بالطيب والعطر .. ويستمر الشعر متماسكا لمدة ١٥ يوما ، ثم يعاد فكه .. والبنات الابكار هن وحدهن اللواتي يصففن شعورهن بهذا الاسلوب .

آمنة عسنوى .. تحمل مغرفتها بيد ، والمسواك بيد اخرى .. انها احدى فتيات قبيلة العيسوية الصومالية التي تعيش في بلدة علي صبيح .. ومما يذكر ان المرأة في البادية تستعمل المبرد الحديدي لبرد اسنانها الامامية ، لتصبح لها اطراف رفيعة حادة ، تعين في قطع اللحم ، وهو اغرب عاداتهم .. مع الحديث والدرة ..

الالعاب والرقصات الشعبية الفلكلورية متنوعة متعددة في الافخام .. وهي تختلف من منطقة الى اخرى .. والصورة العليا لفتيات العربيات يقدمن قصة ملاو .. او رقصة الحناء لعمرية.. وتغطى الفتيات وجوههن بغطاء مصنوع من القصة المشغولة ويضعن على رؤوسهن خوصا منو ا .. وتبدأ رقصة الملاو بالزغاريد والاهازيج ثم الترحيب بالقادمين « **جانا الحبيب والنسب الطيب ..** » وفي المدينة تتحلى النساء في الافراح والاجتماعات بالمصوغات الذهبية تضعها على ايديها واصابعها فوق الزخارف المرسومة بالحناء .. (**الصورة اليمنى** .

المسلمين يتعايشون ويتزاوجون فيما بينهم . لهم نوابهم في المجلس النيابي . ووزراؤهم في مجلس الوزراء . واغلب العفر والعيسى يتحدثون باللغة العربية بجانب لهجاتهم الخاصة .

تقاليد وماء وزرع

ومثل كل المجتمعات البدوية المتنقلة ، نجد هنا نظرة الاحتقار لبعض المهن .. مثل صيد السمك ، والزراعة ، والحدادة ، والتجارة .. ان التنقل خلف الابل هو المهنة المفضلة لدى ابناء القبيلتين .. وكل ما عداها تقريبا ، يعتبر مهنة لا تشرف صاحبها !!

وهكذا نجد الاجناس الاخرى هي التي تعمل في مختلف المهن .. فالذين من اصول عربية يمتهنون الزراعة وصيد الاسماك على نطـــاق ضيق .. والتجارة على نطاق واسع !!

والزراعة في الاقليم ضيقة محدودة . فالاراضي الصالحة للزراعة لا تتعدى مساحتها ٤٪ من اجمالي مساحة الاقليم . وبقية الارض بركانية صحرية .. وهناك امكانية لزراعة القطن المصري والامريكي الطويل التيلة ، في شمال البلاد .. ولكن مشكلة الماء هي السبب .. فالامطار لم تهطل منذ سبع سنوات في المنطقة الشمالية ، وليس هناك من حل الا بحفر الآبار العميقة ، وهي عملية باهظة التكاليف في المناطق النائية ..

ورغم هذا فان ادارة المياه تقوم بحفر الابار القريبة من بعضها ، بجوار الطرق الرئيسية لتشرب منها الاهالي والحيوانات ..

واغلب المياه التي يعثر عليها في باطن الارض تخصص لشرب سكان المدن والقرى . وتستهلك جيبوتي بمفردها ١٨٥٠٠ متر مكعب من الماء يوميا .. وقد اكتشف اخيرا حقل ماء واسع كبير في منطقة دبخيل ، يزيد ماؤه عن حاجة البلاد . لهذا بدأوا يفكرون في بيع تلك المياه لبورسودان قبل ان يجدوا ٣ مليارات فرنك جيبوتي لاستغلال هذا الحقل ، وتوصيل مياهه للعاصمة !!

التجارة شطارة .. ولكن !؟

لقد ورثت جيبوتي الازدهار المصطنع الذي كانت تنعم به عدن قبل الاستقلال . وغالبية المتاجر المتلاصقة في قلب المدينة يمتلكها العرب الذين هم من اصول يمنية ..

وفي احد هذه المتاجر وقفنا نرقب كيف [illegible] صبي يمني صغير آله سينما لضابط فرنسي كبير .. بدأ الصبي بشراء الدولارات من الضابط بسعر يزيد عن سعر السوق بفرنك واحد .. و[illegible] علامات الزهو على وجه الضابط الكبير الذي [illegible] انه حقق نصرا اوليا على الصبي .. [illegible] الجولة الثانية ، بعملية مساومة على [illegible] السينما ، بلغة فرنسية سليمة يتحدث بها [illegible] وهو يرفع ثمن الآلة الى [illegible] .. ويحتج الضابط ، فيخفض له الصبي [illegible] فرنك .. ويوافق الضابط ، ويدفع [illegible] .. وهو يجهل ان نفس الالة معروضة في [illegible] الملاصق بسعر يقل بعشرة الاف فرنك عن [illegible] الذي ابتاع به !!

وجربنا العملية بدورنا .. و[illegible] صاحب المحل انا عرب من مجلة العربي [illegible] ١٨ الف فرنك من اصل ٥٥ الف فرنك ومع ذلك لم نشتر ، لان السعر ظل اعلى من سعر الذي تباع به نفس الآلة في اسواق [illegible] ..

وعندما واجهناهم بهذا الارتفاع الفاحش في الاسعار ، قالوا : « [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] »

السفراء التجار !

وليس العرب فقط هم الذين يعملون في التجارة ، وانما كل شخص يملك مبلغا من المال تجده يفتح متجرا او شركة استيراد .. حتى القناصل الاجانب ـ من الدول الاوروبية ـ تحولوا الى اصحاب صيدليات ، ومقاولين ، ومورّدي حديد للعمارات ، ومستوردي اسلحة للصيد !!

ان الذي يبني عمارة في جيبوتي يسترد ثمنها في سبع سنوات فقط . فازمة السكن خانقة ، والايجارات فاحشة .. حتى الفنادق يسيطر الجشع على اصحابها ، كل منهم يسعى لزيادة ارباحه ، مع تقليص شديد في خدماته !!

● جيبوتى ...

ومستودع الفحم ، مقابل ١٠ آلاف طالير ، وهى عملة الماني قديمة كانت تساوى ٥ر٥ فرنكات فرنسية فى ذلك الوقت .

التنافس الاوروبى

وقد تاثرت الحركة التجارية فى جيبوتى بعد اغلاق قناة السويس ، ولكنها لم تتأثر كما تأثرت الحركة فى ميناء عدن .. والسبب ان ميناء جيبوتى يختلف تماما عن ميناء عدن . وقصة ميناء جيبوتى هى قصة التنافس الاوربى فى القرن التاسع عشر على المدخل الجنوبى للبحر الاحمر ..

ففى البدء احتلت بريطانيا ميناء عدن فى عام ١٨٣٩ وحتى لايضعف موقع عدن الاستراتيجى كان لا بد من منع قيام اى ميناء اخر على شاطىء الصومال المقابل ، وتحركت بريطانيا بسرعة ووقعت مع حاكمى زيلع وتاجورا على معاهدة تحظر عليهما منح اى قوة اوربيه الحق فى اقامة ميناء على الشاطىء الصومالى المقابل لعدن .

وطار صواب فرنسا ، التى كانت تنافس بريطانيا فى ذلك الوقت ، ولكنها لم تيأس من ايجاد موطىء قدمها قرب باب المندب .. و كللت جهودها بالنجاح عندما وقعت اتفاقية مع حاكم بلدة اوبوخ عام ١٨٤٢ (انظر الخريطة) تبيح لها اقامة ميناء

مولد الميناء على انقاض سفينة

وفى عام ١٩١٧ تم ربط ... الحبشة اديس ابابا عبر خط للسكة الحديد .. وهكذا اصبحت جيبوتى هى البوابة الوحيدة التى تطل منها الحبشة على بحار العالم .. فموانىء ارتريا ... ثم تبتلعها الحبشة مع بقية ارتريا الا فى عام ١٩٥٢ .

وظل ميناء جيبوتى يستقبل السفن الواقفة فى عرض البحر ، يرسل اليها الصنادل لتفرغ حمولتها فيها ، حتى كان عام ١٩٢٦ وفيه لعبت الصدف دورها فقد غرقت الباخرة ... على مسافة ١٥٠٠ متر من ساحل جيبوتى ، فانتهز المسئولون الفرصة وعباوا حطام السفينة بالصخور وحولوها الى جزيرة صغيرة سرعان ما ربطوا بينها وبين اليابسة بارصفة للسمن ، معلنين مولد ميناء جيبوتى الحديث ، على انقاض سفينة غارقة !!

الى اليمين : تعدد الزوجات امر شائع فى الاراضى والبادية المحيطة بحضرموت ·· ولكن متاعب الحياة فرضت على الكثير العديد الاكتفاء بزوجة واحدة · وتقاليد الزواج تحتم احتفالات صاخبة تستمر ٧ ايام ترقص خلالها المدعوات ، ويقضين وقتا ممتعا فى تبادل النكات والغناء والاكل والشرب ·· [illegible] التكاليف الباهظة التى يتكبدها العريس وارتفاع المهر [illegible] بالاضافه الى جهل [illegible] [illegible]

فى عام ١٩٧٣ انتخب الشعب اعضاء المجلس النيابى الذى هو بمثابة البرلمان للاقليم ، وهى ثالث انتخابات نيابية منذ الحصول على الاستقلال الداخلى للبلاد [illegible] الفرنسية فى ٣ يونيو ١٩٦٧ وهذه الانتخابات تتم دائما فى جو مشحون ومقاطعة من المعارضة · ومدة عضوية المجلس ٥ سنوات ، وقد ارتفع عدد اعضائه من ٣٢ نائبا الى ٤٠ نائبا · وهؤلاء النواب هم الذين يقومون بانتخاب اعضاء مجلس الوزراء الذين ارتفع عددهم هم الاخرون من ثمانية الى تسعة اعضاء ورئيس للوزراء **(الصورة العليا)** اما المفوض السامى الفرنسى فيقيم فى مبنى كبير مطل على الميناء **(الصورة اليمنى)** ومسئولياته تنحصر فى الشئون الخارجية والدفاع ، والعدالة، والنقد والاذاعة والطيران ··

ميناء خدمات

وجلسنا الى المسيو روسو ، مدير ميناء جيبوتي نسأله عن حالة الميناء اليوم ، فقال : « يلعب ميناء جيبوتي دورا اقتصاديا رئيسيا في حياة المنطقة ، فعلى الصعيد المحلي نجد ان البلاد لا تنتج شيئا لتصدره ولكنها بالمقابل تستورد كل شيء من الخارج عن طريق الميناء ..

« اما على الصعيد الخارجي فالميناء يبيع الخدمات لكل المنطقة . والحبشة هي العميل التجاري الاول لنا و ٧٥٪ من حركة الميناء تعتمد على واردات وصادرات الحبشة . وهذه النسبة تمثل ٥٠٪ من النشاط التجاري الخارجي للحبشة ..

« ويقدم ميناء جيبوتي مساعداته للسفن التي ترفض الانتظار في ميناء جدة نتيجة للازدحام الموجود هناك . فالسفن تضطر احيانا للوقوف في عرض البحر امام ميناء جدة لمدة ٧ اسابيع حتى يصل دورها للتفريغ .. وقد وجدت هذه السفن انه من الاسهل لها ان تفرغ حمولتها في جيبوتي ليعاد شحنها على سفن اخرى الى ميناء جدة ..

« واذا تركنا الارقام تتحدث وجدنا ان البواخر انزلت بميناء جيبوتي ، في عام ١٩٧٤ ما مجموعه ٤٣٠ الف طن من البضائع .. ذهب منها ٣٠٠ الف الى الحبشة ، و ٣٠ الف لجدة والحديدة ، و ١٠٠ الف واردات البلد ..

وهنا نفتح قوسين لنقول ان البضائع الحبشية ، سواء المصدرة او المستوردة تذهب كميات منها الى اسرائيل ، بحكم العلاقات التجارية وغيرها ، القائمة بين الحبشة واسرائيل .. وقد كان هناك مصنع اسرائيلي لتعليب اللحوم في ميناء جيبوتي هدمه الشعب الذي يكره كل شيء يمت الى اسرائيل بصلة .

منافس جديد

ويتابع مدير الميناء المسيو روسو حديثه قائلا :

« ان اغلاق قناة السويس منذ عام ١٩٦٧ خلق اوضاعا صعبة لميناء جيبوتي ، ففي ١٩٦٦ اي قبل اغلاق القناة بعام ، كان عدد السفن التي توقفت في جيبوتي ٣٠٠٠ سفينة اما اليوم فقد هبط العدد الى الف سفينة فقط

ولكن هل اعادة فتح القناة ستعيد الازدهار الى جيبوتي ثانية ؟ ان الاجابة على هذا السؤال صعبة .. فقد كان التنافس في الماضي بيننا وبين ميناء عدن الكبير ، الذي كان يستقبل ٦٠٠٠ سفينة سنويا .. اما اليوم فقد دخل منافس خطر الى الحلبة ، انه ميناء جدة والمنافسة هنا تنحصر في السعر المخفض الذي يبيع به ميناء جدة المحروقات للسفن المارة به .. انه سعر مخفض بنسبة ٢٥ر٣٠٪ عن السعر الذي نبيع به المحروقات للسفن .. وهذه المنافسة يصعب علينا مواجهتها .. قد نستطيع المنافسة اذا انخفض سعر المحروقات بنسبة ١٥٪ فقط . فسرعة التفريغ ونوعية الخدمات التي نقدمها ، يمكن ان تساعدنا على الوقوف في وجه تخفيض سعر النفط في جدة بنسبة ١٥٪ فقط .. » .

صناعة السياحة

ودخل الميناء ليس هو كل شيء في حياة جيبوتي . فالسياحة بدأت تلعب دورا متواضعا في الوقت الحاضر .. وهي مهيأة لتصبح الصناعة الاولى في البلاد .. فالمعالم السياحية المحلية ، رغم قلتها ، تعتبر فريدة في نوعها ، فبحيرة عسل المنخفضة عن مستوى سطح البحر بـ ٥٧٠ قدما

مطلوب طرق .. ولكن اين المال اللازم لشقها ؟ ان الحكومة تسعى جاهدة بامكاناتها الضئيلة ان تشق بعض الطرق بين المدن .. كما يحدث بين تاجورا وراندة ..

الى اليمين : فى بلدة « [illegible] » قمنا بزيارة للفلاح على [illegible] احمد اليمنى الاصل ، فسألناه « **ماذا تزرع ؟** » فاجابنا : « **اركو ـ بتراف ـ تومات ـ رادينيه ـ شو برسيل ـ ماندرين ـ جروباد ..** » كان يذكر اسماء مزروعاته بالفرنسية وعندما شرعنا فى الانصراف لحق بنا قائلا « **نسيت ان اذكر لكم اسماء الاوبرجين والبوافرون والكاروت** »!

الى اسفل : طائرة أثيوبية خاصة تصل كل يوم من ديردارا [illegible] الى جيبوتى ، تحمل أغصان قات اليمنية الى أهالى عيسى [illegible] .. ان ٧٠٪ من الرجال [illegible] ٪ من النساء يجترون القات « **لقد منعنا تعاطى القات [illegible] أربع سنوات ، فبدأ تهريبه [illegible] ، وامتلأت سجوننا بمخزنى القات ، فاضطررنا لاطلاق سراحهم : وأملنا كبير فى ان تنفذ الحكومه الحبشية ما وعدت به من احراق جميع اشجار القات فى بلادها ..** »

ن ابراهيم ·· اول رحل مر
سنة عيسى يعمل فى زراعة
لارض ·· انه الدليل المحسوس
على ان البدوى المتنقل يمكن ان
يتحول الى مواطن مستقر ·· ومن
احية اخرى كان العمرى يرفض
ن يكون عاملا . واليوم اصبح
ـ ـ عمال الميناء من العمريين ··

الى اليسار : فى هذه (الدايوتا)
ل الكوخ المصنوع من حصير سعف
النخل . وجذوع اشجار الدوم .
يعـ ، ابناء البادية من العمريين
ع حاسى الطريق الى رائدة ··

ثورة اجتماعية تقودها الانسة [illegible] لدهوض
بالمرأة .. لقد فتحت فى منزلها [illegible] ١٩٠ [illegible]
لنحو ١٥ آنسة وسيدة ، وهى تقول «ان المرأة العربيه فى
جيبوتى تعيش متخلفة عـــن تعليمها العصريه والعسوية..
اننا نريد بناء مدرسة .. ونريد ناديا للمرأة .. ونريد مكتبة..
اننا نريد التطور .. نريد من جميع الجمعيات والنساء العربيات
ان يتقدمن لمساعدتنا » وتراها **فى الصورة العليا الى**
اليمين .. وفى مدرسة النجاح الاسلامية يتلقى ١٣٥ طالبة
دروسا ليلية . مقابل ٥٠٠ فرنك شهريا [illegible] ٤١٥ [illegible]
لذكور يتعلمون مجانا فى الفترتين الصباحيتين [illegible] انها مدرسة اهلية
(**الصورة العليا على الصفحة اليمنى**) [illegible] مؤسسها
[illegible] « على كيش » عمارتين [illegible] المدرسة [illegible] لكن
[illegible] الوقف لم تعد تكفى لسد حاجات هذه المدرسة [illegible]
وحيدة فى المنطقة .. فالكتب [illegible] المدرسة من ريع الوقف
لكنها ـ توفيرا للمال ـ تعيد توزيع الكتب المستعملة [illegible]
طلبة الجدد .. وبينما [illegible] التقاعس العربى ، على المستوى
حكومى والجمعيات الخيرية ، فى مساعدة مدرسة النجاح الاسلامية ،
[illegible] الحكومة الفرنسية تقدم مائة معلم ومعلمة لتدريس اللغة
فرنسية كما ترى فى **الصورة اليمنى** (وهى لطالب فى ثانوية
حورا) . **والصورة اليسرى** لطالبة فى مدرسة تدريب
فتيات . تتعلم الطبخ والخياطة وتربية الاطفال لتصبح اما
مثالية بعد ثلاث سنوات .

ضريبة جمركيه مقدارها ٣٠٠ فرنك ، اى نحو دولارين ، على كل كيلو جرام من القات .. فارتفع ثمنه الى الف فرنك ، ومع ذلك لم يتوقف احد عن تخزينه !!!

العالم كله يطالب بالاستقلال

ان موقع جيبوتي الاستراتيجي الهام يجعلها ملتقى لمختلف التيارات السياسية الباردة والحامية على حد السواء ..

وعندما كنا هناك تظاهر الطلبة وتصادموا مع الشرطه . وبعد التحريات امسكت السلطات بموجه المظاهرة وابعدته الى المناطق الصوماليه التى تحتلها الحبشة .

وفى كل صباح كنا نقرأ نشرة الجبهه الشعبيه الافريقية . تنتقد وتتهم كل المسئولين بالخيانه والعمالة وانعدام الحرية فى البلاد . مطالبة بالاستقلال التام ..

اما جبهة تحرير الساحل الصومالي وهى جبهة تعترف بها منظمة الوحدة الافريقية . ولها مكاتب سياسية فى عدد من الدول العربية والافريقية ، ومركزها مقديشو ، فقد بدأت تكثف نشاطها اخيرا ، وهى التى اختطفت السفير الفرنسى فى مقديشو ، ولم تفرج عنه الا بعد الافراج عن مناضلين صوماليين كانا مسجونين لمدى الحياة فى السجون الفرنسية .

جيبوتي العاصمة .. الخروج منها ممنوع سهل ، اما الدخول اليها ففى الصعوبة بمكان .. ورغم هذا يتزايد سكانها بنسبة ١٥٪ سنويا . وهذا يشكل ضغوطا كبيرة على المدارس والمستشفيات .. ان نقص الاموال هى السبب الرئيسى فى عدم قدرة هذه المنشآت على استيعاب كل المحتاجين .

وفى اثيوبيا جبهة فردية تدعى جبهة تحرير جيبوتي . كثفت نشاطها اخيرا وفتحت مكاتب [illegible] فى كينيا وتانزانيا وكل انحاء الحبشة . وعلقت لافتة كبيرة على الحدود تحمل اسمها ..

وامتد النشاط الى الهيئات والمنظمات الدولية فانطلقت كلها ابتداء من الامم المتحدة حتى المنظمات الديمقراطيه فى فرنسا ذاتها تطالب باستقلال البلاد

العالم كله يطالب باستقلال جيبوتي آخر معقل فرنسى فى افريقيا ..

الاستقلال جاهز .. ولكن ؟

وحتى تستكمل الصورة كان لا بد من [illegible] مع رئيس وزراء الاقليم السيد على عارف [illegible] رجل طويل نحيف تجاوز الاربعين بقليل ، [illegible] العربية بطلاقة .. ويتكلم بحماس . ويرد على كل سؤال : « [illegible]

[illegible]

[illegible] الاستقلال [illegible] ١٩ [illegible]

[illegible] الاستقلال [illegible]

[illegible] بالاستقلال [illegible]

[illegible] يطالب بالاستقلال [illegible]

[illegible] الموضوع [illegible]

[illegible] ستة شهور [illegible]

[illegible] فى طلب الاستقلال لان الدول [illegible]

[illegible] .. فالاحباش يقولون [illegible]

الارض [illegible]

« وفى [illegible] الصومال يطالب بضم اراضينا اليها ..

ان الاستقلال فى متناول ايدينا ، ولكن السؤال الحائر هو [illegible] الاستقلال ؟ » ★

حل مقترح للمشكلة

وهنا قلنا لرئيس الوزراء : « لا بد ان عندكم تصورا ما لايجاد حل لهذا المشكل ؟ »

فاجابنا : « اننا نريد ضمانات عسكرية من منظمة الوحدة الافريقية وجامعة الدول العربية لحمايتنا وحماية استقلالنا ..

« وعندئذ فقط نتابع مع اخواننا فى الاقليم مراحل السعى للحصول على الاستقلال التام ..

مستقلون

ويتابع رئيس الوزراء علي عارف برهان كلامه

تعالوا الى بلا

وسالنا رئيس الوزر

قال

سليم ربال

★ وعرضنا هذا الرأي على سفير جمهورية الصومال في الكويت الاستاذ موسى اسلام فقال لنا :

أسلوب من أساليب التعليم جديد

الى اسفل : طالبات مدرسة الرهه يتابعن بصمت وانتباه فيلما تعليميا عن المطريات ٠٠ ان ٢٠ دقيقة من الصمت والتركيز . كفيلة بتثبيت المعاني في ذهن الطالبات ٠

الصورة العليا للمخرج صالح حمدان ، يضع اللمسات الاخيرة قبل تسجيل فيلم تعليمي عن المجموعة الشمسية يلقيه الاستاذ عبد القادر السعدى ٠٠ **والى اليسار** جهاز التلفاز يعمل مساعدا للمعلمة والكتاب المدرسي في فصول الاولى الثانوية بمدارس الكويت ٠ لقد تدربت المعلمة على استعمال التلفاز التعليمي ، قبل ، واثناء وبعد البث التلفازي ٠٠

■ « لكل شخص الحق في التعليم، ويجب ان يكون التعليم في مراحله الاولية والاساسية ـ على الاقل ـ بالمجان .. »

هذا الحق هو أحد الحقوق الرئيسية التي جاءت في الميثاق العالمي لحقوق الانسان ..

ولكن هناك فرق كبير بين النظريات والتطبيق ، فبعض دولنا العربية لا تستطيع ان تستوعب مدارسها الابتدائية اكثر من ٢٥٪ من مجموع الاطفال الذين في سن التعليم !! أما البقية ، أي ٧٥٪ من الاطفال فينضمون كل سنة الى جحافل الأميين في وطننا العربي ، حتى صار مجموعهم نحو مائة مليون أمي عربي يشكلون العقبة الرئيسية في طريق التنمية العربية !

وسيط جديد

اننا نعيش في عالم متغير متطور دائما .. وأساليب التعليم تغيرت هي الاخرى لتواكب حركة التطور العالمية .. وزادت الاعباء على المعلمين . فبدأت عملية البحث عن مساعد . أو وسيط جديد بين الاستاذ والتلميذ . وكانت البداية بالاذاعات المدرسية . ثم أعقبوها بآلات العرض السينمائية داخل الفصول . ولكن عوائق كثيرة ظهرت أثناء العمل .. وأخيرا وجدوا ضالتهم في التلفاز . وهو الاذاعة المرئية المسموعة . ادخلوه الى قاعات الفصول . وعن طريقه بدأوا يبثون مختلف البرامج التعليمية .. وقوبل هذا الوسيط الجديد بترحاب كبير في دول العالم المتقدم . اما في بلادنا العربية فقد قوبل بشيء من التردد الكثير .

منطق العصر

ودعت الدول العربية في شهر مارس الماضي عن طريق اتحاد الاذاعات العربية . التابع لجامعة الدول العربية . الى عقد اجتماع اقليمي في الكويت لرجال التلفاز . للنظر في العقبات التي قامت في وجه التلفاز التعليمي ..

وافتتح الاستاذ سعدون محمد الجاسم وكيل وزارة الاعلام الكويتية المؤتمر بكلمة قال فيها :

« ان [illegible] العصر اصبح يفرض علينا بالضرورة الاستفادة من [illegible] الوسائل المتاحة في العملية التربوية [illegible] ولا [illegible] هذه [illegible] وأفضل من وسائل الاعلام [illegible] والمسموعة [illegible] التي [illegible] التقدم العلمي في هذا العصر [illegible] لقدرتها على [illegible] الشعوب وتيسير تحقيقها .. »

تجربة الكويت

وأمام أعضاء هذا المؤتمر الذي ضم ١٩ دولة عربية . عرضت الكويت بحثا شاملا عن نتائج تجربتها في التلفاز التعليمي . تلك التجربة التي تمت عن طريق الدائرة التلفازية المغلقة في بعض مدارسها ..

وكان البحث صريحا صادقا في سرده للايجابيات والسلبيات التي تمخضت عنها التجربة ..

ومع مراقب التلفاز التعليمي الكويتي الاستاذ فيصل حلال . تابعنا الحديث فقال لنا :

« يجب ان يفهم الناس [illegible] التلفاز التعليمي هو مجرد وسيلة [illegible] وليس هدفا في حد [illegible] لـ[illegible] حلولا [illegible] لعديد من مشاكل التربية . ولكنه لا يحل كل مشكلات التربية ..

« ونحن في الكويت قد م

رسم معوصة طهرب فى الكويت . يجرى نقله فىالاستوديو لاستعماله صمن فيلم تعليمى ··

الي اليسار : البراكين ·· هو اسم الفيلم التعليمي الدى يجرى اعداده حاليا ليعرض فى العام الدراسى ١٩٧٧/٧٦ على فصول السنة الثانية الثانوية ' ويقوم باعداد مادته رشيد الحمد ، موجه فى علوم ، ومحمد ديب اليمن استاد ومشرف ومؤلف كتاب جيولوجيا السنة الثانية ، ومصطفى حرابح استاد العلوم سابقا، والمعد المخرج حاليا ·· انه مجهود جماعى لاخراج فيلم تعليمي واحد ··

حديثه عن مشاكل التلفاز التعليمي قـــائـلا :
« انما نهدف الى ادخال جهاز استقبال في جميع فصول السنة الاولى الثانوية في مدارس الكويت. ثم نتدرج لتشمل بقية الفصول الثانوية. ولكن حتى نغطي افلامنا المرحلة الثانوية بكاملها ، فانه يلزمنا خمس سنوات من العمل الجدي .. مع ضرورة توفر الميزانيات والطاقات البشرية والمعدات الفنية ، في الاوقات التي نحددها .. وعندما نصل الى هذا المستوى فان قناة واحدة لبث لن تكفينا ابدا ..

« ومن المشاكل الرئيسية التي نواجهها ، تأتي مشكلة التسرب .. فبعد ان نقوم بتدريب الموظف على العمل التلفازي الفني وترسله في بعثات خارجية .. يعود الينا ويمكث معنا فترة قصيرة ثم كما نجدها الى التلفاز العادي ، بحثا عن الشهرة والاضواء ...

« وهذه المنافسة لا يمكننا التغلب عليها ، الا بزيادة الحوافز المالية ، وبمعاملة فني التلفاز التعليمي على قدم المساواة مع فني التلفاز العام .. »

قصة التلفاز التعليمي في الكويت

لقد بدأ التفكير في استعمال التلفاز التعليمي في الكويت عام ١٩٦٣ عندما جاء خبيران امريكيان للقيام بدراسة ميدانية لحساب وزارة التربيـــة والتعليم . وكان الاستاذ عبد المحسن الرشيد هو المسئول الذي احتضن هذا الوليد الجديد .. وهو هنا يروي لنا القصة من اولهـا : « بدأ الاهتمام الجدي بالتلفاز التعليمي عندنا في عام ١٩٦٩ عندما تعدلت مناهج التعليم وتغيرت الكتب المدرسية ، لتصح الاساتذة من صعوبة المقررات الجديدة وضيق الوقت .. وهنا عادت فكرة الاستعانة بالتلفاز التعليمي للظهور ، فبدأنا في عام ١٩٧٠ بانشاء محطة تلفازية كاملة تابعة لوزارة التربية جميع العاملين فيها ، وعددهم ٣٢ شخصا من الرجال الذين تربطهم صلة بالتعليم..

« حتى عملية البث التي تتم من خلال قناة

« انما نعمل على تغيير الصورة الجامدة في الكتاب ، الى صورة متحركة تكاد تنبض بالحياة لتوقظ « شهية » الطلبة من الحصول على المعرفة وتعميق جذورها
هذا ما قاله لنا الاستاذ عبد الله العبد ...
[illegible]
الافلام التي يعرضها التلفاز ...

خاصة بنا ، ... من ادارتنا ... ومراقبتها من محطة الكويت .. »

دور المعلم

وتقوم مراقبة التلفاز التعليمي في الكويـت باعداد دورات تدريبية سريعة لتدريب الاســاتذة على كيفية استخدام الافلام التعليمية ، ومـــع بداية السنة الدراسية يزود كل مدرس في السنة الاولى الثانوية بكتابين . واحد يبين مواعيد بـث البرامج التعليمية ، والثاني : « دليل المعلم » ، وفيه ملخص للافلام التعليمية التي ستبث طـوال ايام السنة الدراسية . مع ارشادات توضح دور المدرس قبل . واثناء . وبعد العرض التلفازي ..

ان التلفاز التعليمي يسعـى الى زيـادة دور المدرس في بعض المواضيع المقررة .. ودخـــول هذه الآلة الميكانيكية في الفصول . واستخدامهـا استخداما صحيحا ، سوف يستوجب اعادة النظر في الاسلوب المتبع لتقديم المعلومات الى الطلبة..

منذ عامين والفنان زكريا عجلان ، رئيس قسم الرسوم المتحركة والخدع السينمائية ستوديو مصر يعمل في المعمار التعليمي في الكويت ٠٠ انه يدعم الافلام التعليمية بالرسوم المتحركة اللازمة لكل مخرج حسب السيناريو المعد ٠٠

الى اليسار : اثبت المؤتمر الاول لبرامج الاذاعة والمعمار التعليمي الذى انعقد في الكويت حماسا منقطع النظير لاستعداد تكنولوجيا الاتصال في تطوير وتدعيم التعليم ٠٠ وقال لنا مستشار اليونسكو الدكتور عبد الجبار ولى « **ان هذا المؤتمر تحدى العديد من المشكلات والعقبات التى طالما عانينا منها باستخدامنا للاساليب التقليدية**» وعندما سألنا الاستاذ فؤاد صبحى رئيس قسم التربية في « اليونسكو العربية » التابعة لجامعة العربية . هل ستطبق توصيات هذا المؤتمر وقال « **كل مانحتاج اليه الان هو ان تتولى كل دولة عربية تنفيذ ما اتفق عليه . لانه ليس لجامعة الدول العربية . ولا لمنظماتها المختلفة سلطة الالزام . أو حتى متابعة التنفيذ الا فى حدود الاستفسار عما نفذته الدول منهذه القرارات٠٠**»

العالم هو التعليم مدى الحياة لكل مواطن .. فاين نحن من هذا ؟ »

امكانية التعاون العربي

وتوجهنا الى امين عام اتحاد الاذاعات العربية الاستاذ صلاح عبد القادر نساله : « هل يمكن

قيام تعاون عربي في مجال التلفاز المدرسي ؟»

فقال : « الاجابة البديهية هي نعم .. بل ينبغي ان يتم ذلك باسرع ما يمكن فنحن شعب ذو ارومة واحدة ، يتحدث لغة واحدة وحماس الوحدة تؤكد الطبيعة الواحدة للشعب العربي . والمنطقة العربية تخدمها وتغطيها مجموعة من اقوى شبكات الارسال والاستقبال الاذاعي والتلفازي .. اضف الى ذلك الرغبة الجامحة لدى شعوب المنطقة للخروج من دائرة التخلف واللحاق بركب العصر ..

• ولكن ذلك كله لا قيمة له ما لم تواكبه ثورة تعليمية حقيقية تشتمل على الكم والكيف في نفس الوقت تأخذ باحدث اساليب العلم وتقنياته وفي مقدمتها الاذاعة والتلفاز التعليمي ..

• والتعاون العربي المحتمل في هذا المجال يأخذ عدة صور يأتي في مقدمتها موضوع توحيد المناهج الدراسية، وتنظيم الامتحانات العربية بالنسبة لبعض المراحل الدراسية الهامة كمناهج شهادة اتمام الدراسة الثانوية . ثم يجب ان نتصور قيام جهاز عربي يعمل على مستوى قومي من اجل تخطيط وانتاج وبث البرامج المدرسية ، بحيث يمكن الاستفادة من البرنامج المدرسي الواحد في اي بقعة من ارجاء الوطن العربي .

• ان الانتاج المشترك الذي يستفيد منه عدد كبير من الطلبة يؤدي بالضرورة الى خفض التكلفة الانتاجية .. وانا اتصور ان انتاج برامج الاذاعة والتلفاز التعليمي سوف يعهد بها الى المكاتب التمهيدية للمشروع المقترح . وهذه المكاتب يمكن ان تقوم على اسس شبه اقليمية تغطي مناطق متجانسة مثل : المشرق العربي ، والمغرب العربي، والخليج العربي، بحيث ان اعداد برامج عن النفط والتكرير مثلا سوف يعهد به الى مكتب الخليج

« اثناء تصوير ارسمي انتاجنا فيلما تم انه برنامج تلفازي .. فنحن نأخذ .. لقطات من ٢٠ فيلما عدها احيانا .. لقطات سينمائية محلية. كما ترى في الصورة، وهي لبعثة التلفاز التعليمي تقوم .. مصنع المدبح والكوبرى ، قيمة انتاج .. على مراحل، وسوف تضاف لهذه اللقطة .. بيانية وايضاحية مكملة .. »

العربي ، وبرامج عن المواسم سوف يعهد به لمكتب المغرب .. وهكذا سوف تجد كل منطقة نفسها ممثلة حاضرة في البرامج المذاعة .. »

ايـن موقعنا ؟

والخلاصة ان الذي يعيش مع التلفاز التعليمي يلمس الطموحات الكبيرة التي يعيشها العاملون في هذا الجهاز .. ولكن هناك مشاكل ومتاعب وعقبات في الطريق .. ومن المؤسف ان العالم المتطور قد تجاوز مرحلة الشك والتجربة بالنسبة لاستخدام الراديو والتلفاز في مجال التعليم ، وبدأ يقطف ثمار التجربة .. اما نحن فما زلنا نعقد الاجتماعات العربية لنتساءل :

هل يمكن استخدام الراديو والتلفاز في التعليم !! ؟ ■■

س . ز

الشاعرات العربيات

ماكان بينهن وبين ازواجهن

جليلة – الخنساء
عاتكة – [illegible]

بقلم [illegible]

■ في مقالة سابقة، عنوانها «[illegible] متى يوحين اليهم الشعر ؟» (١) [illegible] لموضوع الحب والغزل في دواوين [illegible] وغيرهم اوفى نصيب ، من حيث [illegible] وتنوعه معا ، وان هذا الموضوع يخالط غيره من الموضوعات الشعرية مهما تكن في ظاهرها بعيدة عنه •

واشرنا الى ان المراة عروس العيون – ومنها الشعر – في كل زمان ومكان ، وان الزوجة مع رجلها عماد الاسرة ، وانه الصق بهما من غيرها ، سواء في ذلك الشعراء وغير الشعراء ، وان زوجات الشعراء وان كن اقرب الناس اليهم فان نصيبهن ، من شعرهم لا يتناسب ومكانة الزوجة مع الشاعر في حياته اليومية على مدى سنوات الصحبة او العشرة البيتية • بل ندر ان التفت شاعر الى مكانة زوجته في حياته فحياها ببعض شعره ، وهي تشاركه معيشته ، ولو حين تفارقه فتغيب عنه او يغيب عنها فترة لم يلتقيان، ولكنه يعرف لها هذه المكانة حين يفقدها بموتها او طلاقها، وحينئذ نجده يندبها في شعره كالطفل، وينوه بمآثرها ، ويذكر فجيعته بفقدها ، وكانه لا بد من «قارعة» تصيبه بفراقها ، لكي يعي هذه المكانة ، فيعلم بعد جهل ، او يتنبه بعد غفلة ، او يرعوي من عناد ان كان قد انزلق الى مغالطة نفسه•

[illegible] في [illegible] مقامه . [illegible] ازواجهن [illegible] او يعرف مني معبر [illegible] عندها ، وتنوه بمآثره •

واذا كان من النادر ان ينظم الشاعر شعرا في زوجه خلال معايشته [illegible] – كما يدل على [illegible] مراجعة دواوين الشعراء – فكذلك الشاعرة في موقفها من زوجها خلال معايشتها [illegible] ، والشاعر اولى بالعذر في هذا الصمت مهما يكن ما تضمره لزوجها من حب وتقدير ، لان المراة – بطبيعتها الانثوية – كانت مطلوبة لا طالبة • وهي مطبوعة على الاحتشام وكتمان عواطفها نحو الرجل الذي تحبه ، مهما يكن حرصها على ارضاء رغباته ، واستجابتها لمطالبه • فهي – على اي حال – ليست صاحبة الكلمة الاولى في اي تقارب معه مهما تطل العشرة بينها وبينه ، ومهما يبلغ من ثنائها عليه امام الناس ، ولا سيما النساء – فهي في الثناء عليه لا تتجاوز القدر المامون عندها ، وهو القدر الذي يكفي لبيان مكانتها عنده ، دون ان تجاوز ذلك الى التنويه بفضائله ومآثره العامة • ومن اسباب صمتها عن ذلك انها تخشى ان تحسد على صاحبها من الاخريات ، فيفسدن ما بينها

(١) مجلة « العربي » العدد ١٩٦ مارس ١٩٧٥

وبينه ، وليس يخشى الرجل مثل ذلك على زوجته من الآخرين .

والرجل أصرح في اظهار أهوائه ، فاذا تعلق امرأة من حب ، أو اشتهاء ، أو اعجاب أو مجرد استحسان ـ لم يكتم هواه ، بل جاهر به لمن يعنيه أن يسمعه ومن لا يعنيه ، ويظل في قلق حتى يجد من يفضي اليه بهواه ، سواء عذره في ذلك أو لامه . وربما يلج به هواه ، أو يغلبه ما طبع عليه من حب المجاهرة ، لاثبات نضج رجولته ، فيجار بملء صوته ، متحدثا بلواعجه وامانيه ، فكانه يريد ان يملأ سمع الزمان بقصته ، ليرويها الزمان عصرا بعد عصر للحاضرين والخالفين ، البعيدين منهم والقريبين. ويلاحظ أن الرجل أخشن وأجهر صوتا من المرأة لحاجته الى ان يسمعها نداءه ، بل ان صوت الرجل سلاح من أسلحته في صراع الآخرين ، سواء من أجل المرأة أو من أجل غيرها ، وكذلك سائر الذكور في الأحياء .

ومن هنا نعرف ان بين الرجل والمرأة اهواء وصفات انسانية مشتركة ، لان كليهما انسان ، ولكن بينهما اختلافا في بعض الخلائق والنزعات ، لان لكل منهما مهمة في الحياة تختلف عن مهمة الآخر ، لاختلافهما في التكوين الحيوي والنفسي ، وقد يجتمعان على شعور واحد كالحب وما يتفرع عنه مثلا ، ولكن نزعتيهما في ذلك مختلفتان ، وسنرى هنا بعض المظاهر لاختلاف كل منهما عن الاخر ، وما يقوله في أليفه حين يصاب بفقده ، ونكتفي هنا بنماذج قليلة مما قالته بعض شاعراتنا في ازواجهن من رثاء .

جليلة ترثي كليبا

واقدم مانعرف من رثاء شاعرة لزوجها القصيدة المشهورة للسيدة او الاميرة جليلة بنت مرة في رثاء زوجها «وائل بن ربيعة» زوجها الذي اشتهر بلقبه «كليب» وكان بطل قبيلته «ربيعه» بفرعيها تغلب وبكر، وحاكمها الطاغية، وقد قتله جساس بن مرة (اخو جليلة) لان كليبا لحماقته وكبريائه رمى بسهمه ناقة امرأة تسمى « البسوس » كانت تعيش في جوار جساس ، فعالج جساس هذه الحماقة بما هو احمق منها ، او اشد حمقا ، وافظع عاقبة ، اذ قامت من اجل ذلك «حرب البسوس» التي امتدت سنوات ، واحست جليلة عذابات التمزق بين ولائها لزوجها القتيل ، وولائها لاخيها القاتل ، اشفاقا عليه من القتل لاخذ الثأر وانتظرت خراب مابين العشيرتين ، وكان طا[لب] ثار كليب اخوه الفارس والشاعر الجاهلي المتب[ ] « مهلهل » وفي ماتم كليب اجتمعت نساء الـ[ ] فلم يتفقن على جليلة في ماساتها المعضلة ، فقلن لاخت كليب : «رحّلي جليلة عن ماتمك . فان قيامها فيه شماتة وعار عند العرب » فقالت لها : « يا هذه ، اخرجي عن ماتمنا ، أنت اخت واترنا . وشقيقة قاتلنا » فخرجت تجر ثيابها ، فلقيها ابوها مرة فقال لها : « ما وراءك يا جليلة ؟ » فاجابته: « ثكل العدد ، وحزن الابد ، وفقال لها : [ ] يكف ذلك كرم الصفح ، واغلاء الديات » فاجابته : «أمنية مخدوع، ورب الكعبة . أبان لبندن (الابل) يدع لك تغلب دم ربها ؟ » ويقال : انه لما رحلت جليلة قالت أخت كليب : « رحلة المعتدي ، وفراق الشامت ، ويل غدا لآل مرة ، من الكرة بعد الكرة » فلما بلغ قولها جليلة قالت : [ ] وكيف تشمت الحرة بهتك سترها ، وترقب وترها ، أسعد الله جد أختي ، أفلا قالت : نفرة الحياء ، وخوف الاعتداء » .

ثم نظمت قصيدتها اتماما لجوابها ، ووصف محنتها ، ووضع الامور مواضعها الصحيحة في احساس انساني صادق ، وفكر المعي ناقد . كما ينبغي لاميرة عربية بدوية كبيرة النفس . مفجوعة حائرة بين ولاءين متعارضين هي مسئوله عنهما معا . قالت :

يا ابنة الاقوام ، ان شئت فلا
تعجلي باللوم ، حتى تسألي
فاذا انت تبينت الذي
يوجب اللوم ، فلومي واعذلي
ان تكن اخت امرىء ليمت على
شفق منها عليه فافعلي
فعل جساس على وجدي به
قاطع ظهري ، ومدن أجلي
لو بعين فديت عيني سوى
أختها ، فانفقأت ـ لم احفل
تحمل العين أذى العين ، كما
تحمل الام أذى ما تفتلي

وتقول في وصف حيرتها المعضلة ، وضياعها من جانبيها :

يا قتيلا قوض الدهر به
سقف بيتي جميعا من عل

روحها الجراح تكشف تضعضع الانثى العائلة وذلة جناحها بعد ان كانت عزيزة في حمى زوجها حين كان يرعاها ويبرها . ومن قولها في ذلك :

يا عين ، بكّي عند كل صباح
جودي بأربعة على الجراح

قد كنت لي جبلا الوذ بظله
فتركتني اضحى باجرد ضاحي

قد كنت ذات حمية ما عشت لي
امشي البراز ، وكنت انت جناحي

فاليوم اخضع للذليل ، واتقي
منه ، وادفع ظالمي بالراح

واغض من بصري ، واعلم انه
قد بان حد فوارسي ورماحي

واذا دعت قمرية شجنا لها
يوما على فنن ، دعوت صباحي

ومن اعمق المراثي النسائية لزوج ، وادلها على ما يكون بين الزوجين من عمق المودة والولاء وحسن العشرة والوفاء • قول صفية الباهلية في رثاء زوجها :

عشنا جميعا كغصني بانة سمقا
حينا على خير ما تنمي له الشجر

حتى اذا قيل قد طابت فروعهما
وطال قنواهما واستنضر الثمر

جنى على واحدي ريب الزمان ، ولا
يبقي الزمان على شيء ولا يذر

فاذهب وحيدا على ما كان من اثر
فقد ذهبت ، فانت السمع والبصر

فما رايتك في قوم أسر بهم
الا وانت الذي في القوم تشتهر

كنا كانجم ليل بينها قمر
يجلو الدجى ، فهوى من بينها القمر

ومن عجيب التقرب من جانب الزوجة الى زوجها بعد مماته ما حكاه الاصمعي من انه دخل مع صاحب له بعض مقابر الاعراب فاذا جارية على قبر تبكي بدموع غزار وصوت شجي ، وليس عليها زي الحزن ، وهي تقول :

فان تسألاني فيم حزني ، فانني
رهينة هذا القبر يا فتيان

واني لاستحييه والترب بيننا
كما كنت أستحييه ، وهو يراني

اهابك اجلالا ، وان كنت في الثرى
مخافة يوما ان يسوءك لساني

رثاء خطيبة لخطيبها

ورثاء الخطيب كرثاء الزوجة ، بل قد يكون الحزن لفقد الخطيب اوجع ، لامتلاء النفس بالاخيلة الجميلة والآمال الفخمة خلال فترة الخطبة. فاذا مات الخطيب كان الشعور بالخسارة فدح ومن ذلك أن محمدا الامين (بن هارون الرشيد) خطب لبانة بنت ريطة بن علي ، وكانت من احسن نساء زمانها ، فقتل قبل زواجها ، فقالت :

ابكيك لا للنعيم والانس
بل للمعالي والرمح والترس

ابكي على سيد فجعت به
ارملني قبل ليلة العرس

يا فارسا بالعراء مطرحا
خانته قواده مع الحرس

من للحروب التي تكون بها
ان اضرمت نارها بلا قبس

من لليتامى اذا هم سغبوا
وكل عان ، وكل محتبس

ام من لبر ، أم لعائدة
أم من لذكر الاله في الغلس

فهي هنا تصفه بفضائل سكت عنها التاريخ

عاتكة شاعرة مجيدة

وان نغفل هنا فلا نستطيع اغفال شاعرة صحابية مجيدة وان كانت لم تشتهر بالشعر ، فان مراثيها الزوجية اكثر من مراثي اي شاعرة غيرها . وكانت كما وصفوها « امراة لها كمال وتمام في عقلها ومنظرها وجزالة رايها » ويصدق قولهم أن كثيرا من اشراف قريش تزوجوها فحظيت عند كل منهم ، فهي بين من يسمين « المترادفات من قريش » اي القرشيات اللاتي تزوجت كل منهن عدة رجال : رجلا مرادفا لآخر ، ولكن من سوء حظ السيدة النابهة أنها لم تتزوج رجلا الا انتهت حياتها معه

ل . وهل كان يليق بها الا الأبطال ؟ وكان اول
جها عبد الله بن ابى بكر الصديق ، ثم عمر
الخطاب ـ وهو من بنى عمومتها ـ ثم الزبير
لعوام ثم الحسين بن على وكانت اول من رفع
عن التراب .حين سقط قتيلا فى معركة كربلاء .
ـــت هـــى فـــى نفسـها هــذا الفـــال
يىء . فيقال ان الامام عليا اراد خطبتها بعد
ر ، او الزبير . فردتـه مشفقة ، وقالت لـه
نرة : « انى لاضن بك على القتل » . وكان
. الله بن عمر بن الخطاب . ولم تكن له مثلا
ة ابيه الى الفكاهه ـ يقول من اراد الشهادة
اضرة فليتزوج عاتكة » . ولها [illegible]
راجها . ولها فى عمر [illegible]
احداها :

[illegible]

فجعتنا المنون بالفارس [illegible]

فجعتنا الدهر ، والمعين على الدهر
[illegible]

قل لاهل الضراء والبؤس موتوا
قد سقته المنون كأس [illegible]

واذا كنا قد ذكرنا فى المقالة الماضية اصدق
ما قاله الشعراء فى زوجاتهم بعد الفراق ، رثاء
فى موتهن ، او ندما على طلاقهن ، فانما قد
ذكرنا هنا امثلة مما قالته الشاعرات فى ازواجهن
بعد الفراق رثاء فى موتهم ، ولا ننتظر منهن
شعرا فى الندم على طلاقهن من الرجال ، لان
الطلاق يكون من الرجل لا من المراة ، والطلاق
يفجع المراة بما لا يفجعها به موت زوجها ، فان
موته قضاء لا حيلة معه ، ولا سبيل الى رده .
وعنده تجد المراة كثيرا من المواسين والمواسيات .
واما الطلاق فعنوان زهد الرجل فيها ولو كان
ظلما ، واذا وجدت المراة عند طلاقها بعض المواساة
ممن يودونها ، فانها لن تعدم حظوظا من الشماتة
اعظم عند الناس لا سيما النساء كانها هى المذنبة .
ولا ينتظر من المراة بعد ان يسرحها الرجل ان
تجاهر باسفها عليه ولو كانت تضمر الاسف ،
وانما شعورها الاغلب هو النقمة ، واظهار الزهد
فيمن زهدها مهما تكن حاجتها اليه ، واستظهار
الشماته به ، وهى تتمنى الا يخلف عليه بخير
منها ، بل بمن تكدر عيشه وتضيق انفاسه ، حتى
يعرف فضل سابقتها ، ويندم على عهدها . ولذلك
لا ينتظر ان نجد عند الشاعرات توجعا على الزوج
بعد فراقه بالطلاق [illegible] وجدنا عند
الشعراء من شعر الندم بعد طلاقهم [illegible]

رثاء المراة من يحبها

ولكننا نجد عند الشاعرات موضوعا [illegible]
[illegible]

[illegible]

وتتوسل الى ذلك بالحيل [illegible]
والاجتماع معه لمجرد الحديث .

[illegible] المراة وترثى [illegible] والتزام
والدلال ان يكون شعرها [illegible] حديث
الناس ، ولاسيما الشعراء . فاذا كان المتحدث
بقصتها شاعرا ، ونوه بهـا من قصائده حتى
اشتهرت فى الآفاق ـ كان ذلك [illegible] لها
مهما تكن من العفاف والاحتشام . واذا فجعت
بموت هذا الشاعر حزنت لموتـه . واذا كانت
شاعرة فقد ترثيه كما ترثى احسن الازواج
وعند شاعراتنا العربيات كثير من هذا الشعر
الذى لا نجد مثله عند الشعراء .

بين جميل وبثينه

ومن امثلة ذلك ماقالته بثينه صاحبة الشاعر
جميل بثينة الذى نسب اليها لكثرة ما نظم فى
حبه لها من الشعر . فعندما بلغها نبأ موته قالت

وان [illegible]
[illegible]

سواء علينا ياجميل بن معمر
وقد مت ، بأساء الحياة ولينها

مع أن بثينة كانت متزوجة رجلا غير هذا الشاعر ، وكانت وفية لزوجها ، ولكن لم تنس لجميل فضله في الاشادة بها •

ليلى الأخيلية

وأكثر منها شعرا في مثل ذلك ليلى الاخيليه •• وكانت من فضليات النساء العربيات البارزات وشواعرهن النابهات ، وقد أحبها الشاعر توبة بن الحميّر الخفاجي ، ونوه بها في شعره ، واراد زواجها ، فلما خطبها الى أبيها رده ، وزوجها غيره ، وساء ذلك توبة ، ولكنه أذعن للقضاء ، وصبر صبر الكريم ، فلم تسمع ليلى منه ذكر الزواج بعد ذلك ، وان بقي ينوه بحبه أياها حتى قتل ، فلما علمت ليلي بقتله رثته بمراث كثيرة . وكانت تنشد هذه المراثي في مجالس الرؤساء ، ومنها مجلس عبد الملك بن مروان ، ومجلس واليه الحجاج ، وهي في ذلك مزهوة بأنها كانت موضع اعجابه ، ومتعلق حبه ، ويقال انها دخلت يوما على عبد الملك بن مروان فقال لها : « ما رأى منك توبة حتى خطبك ؟ » فقالت له : «مارأى الناس منك حين جعلوك خليفة ؟ » فضحك حتى بدت له سن سوداء كان يخفيها • بل انها في خصومة جرت بينها وبين عاتكة بنت يزيد ابن معاوية (زوجة عبد الملك بن مروان) فضلت توبة على عبد الملك في الكرم فقالت :

اجعل مثل توبة في نداه
أبا الذبان فوه ــ الدهر ــ دام (٣)

وكانت تثني عليه بكلامها كما تثني بشعرها ، كما يدل على ذلك الخبر الاتي ، وتكتفي من شعر ليلى وغيرها في هذا الموضوع بما قالته في أحدى مراثيها لصاحبها توبة ، كما يتضمنها هذا الخبر:

قيل انها دخلت على معاوية بن أبي سفيان ، فاستنشدها من شعرها في رثاء توبة ، فقالت :

بعيدُ المدى ، لا يبلغ القوم قدره
ألد ملِد ، يغلب الحقَّ باطله

اذا سار ركب في ذراه وظله
ليمنعهم مما تخاف نوازله

حماهم بنصل السيف من كل فادح
يخافونه ، حتى تزول حمائله

فقال لها معاية : « ويحك يا ليلى ، يزعم الناس أنه كان فاجرا » ، فقالت :

معاذ النهى ، قد كان والله سيدا
جوادا على العِلات ، جما نوافله

أغر خفاجيا ، يرى البخل سبة
تحلّت كفاه الندى ، وانامله

عفيفا بعيد الهم صلبا قناته
جميلا محياه ، قليلا غوائله

وكان اذا ماالضيف أرغى بعيره
لديه ــ أتاه نيله وفواضله

فقال لها معاوية : « ويحك ياليلى . لقد جزت بتوبة قدره » فاجابته : « والله يا أمير المؤمنين لو رأيته وخبرته لعرفت انى لا ابلغ كنه ما هو أهله » فقال لها معاويه : في اى سن مات ؟ فقالت :

أتته المنايا حين تم شبابه
واقصر عنه كل قرن يصاوله

وصار كليث الغاب ، يحمى عرينه
فترضى به أشباله وحلائله

عطوف حليم حين يطلب حِلمه
وسم زعاف لا تصابُ مقاتله

فامر لها معاوية بجائزة عظيمة •

ومن خير ما في هذه القصائد دلالتها على ما تعجب به الانثى الخالدة في الرجل الذى تحبه من اخلاق كريمة ، ودلالتها على ما في وفاء المرأة من انانية ، وان الانانية قد تكون عونا على التحلى باكرم الاخلاق،اذا كانت الانانيه لا تعطل الاحساس بالواجب نحو الآخرين ، بل تنبه هذا الاحساس بالواجب الاخلاقي ، فيندفع المرء لاداء واجبه بكل قوته واخلاصه ، وقد يفديه بماله ونفسه • ■■

محمد خليفة التونسى

(٣) كان عبد الملك يكنى « أبا الذبان » اذ كان فمه منتنا لفساد داخله فكان يجتمع عليه الذباب•

يجيب [illegible]

المخاط في البراز

● [illegible]

ـ القولون [illegible]
بغشاء مخاطى يسهل [illegible]
وبالتالى يحدث [illegible]
النهاية يخرج البراز [illegible]
اما اذا زاد تقلص الامعاء [illegible]
فى القولون فان افراز المخاط يزداد
وبالتالى يظهر مع البراز [illegible]
لذا نرى المخاط يزداد فى حالات القولون
الحساس الذى يزداد تحركه بالاضطرابات
النفسية ويتبع ذلك مغص والم شديدان ،
مع خروج براز مغطى بطبقة سميكة من
المخاط . وفى بعض الحالات لا يخرج براز
ويخرج مخاط فقط . واذا كانت التقلصات
[illegible]
على ان فى بعض حالات [illegible]
كالدوسنتاريا ، او الالتهاب [illegible]
نجد ان المخاط يختلط بدم او [illegible]
وفى هذه الحالات يجب ان يفحص [illegible]
فحصا كاملا [illegible] حتى نصل الى
تشخيص الطفيليات او الميكروبات المسببة
للحالة والعلاج حسبما يظهر من التحليل .

حصوات مجرى البول

● **اعانى من تكرار حدوث حصوات فى مجرى البول ، فما السبب . وما العلاج ؟**

ـ هذه ظاهرة تلاحظ كثيرا وفى بعض
الحالات يكون فيها المصاب شابا صحيح
الجسم ولا يعانى من أى مرض ظاهر .
ولكن عنده استعداد لتكون حصوات فى
مجرى البول من ان الى اخر ، وسرعان ما
تسبب له مغصا مولما عند نزولها من مجرى
البول . ولا يكاد يتخلص منها حتى تتكون
حصوات أخرى . وفى بعض الحالات تكون
هناك اسباب تساعد على حدوث وتكرار
مثل هذه الحصوات منها .

١ – في الجو الحار بصفة عامة أو اذ تعرض الشخص للحرارة الشديدة ، ونتج عن ذلك خروج عرق غزير من جسمه • وبهذه الطريقة يفقد كمية كبيرةمن سوائل الجسم وبذلك تكون كمية البول قليلة ومركزة . فيساعد ذلك على تكون الحصوات •

٢ – الانتهابات في مجرى البول او توقف سريان البول نتيجة لحدوث ضغط على مجرى البول ، كما يحدث فيالحوامل احيانا عندما يضغط الجنين على الحالب •

٣ – الحالات التي تزداد فيها نسبة الكالسيوم في الدم ، بما في ذلك تعاطي كميات كبيرة من فيتامين د • وفي حالات زيادة الاكسلات في الدم •

٤ – فيحالات خاصةمن امراض الكلى والتي ترتفع فيها نسبة حموضة الدم وفي حالات التهاب الكلى المزمن •

٥ – في حالات زيادة حامض البوليك في الدم، كما هو الحالفي مرض النقرس •

٦ – في حالات تعاطي كميات كبيرة من اللبن أو المواد القلوية •

٧ – في حالات تقدم السن أو في الامراض المزمنة التي تكون سببا في عدم الحركة من الفراش ، فان املاح الكلسيوم تزداد في الدم ويتبعذلك ترسبها في الكلى ومجرى البول ، لذا كان من الواجب ان يعمد المرء الى الحركة وعدم الركون الى الفراش مدة طويلة •

صفيحات الدم
اسباب نقصانها وفوائدها

● صفائح الدم •• ما اصلها ،وما عددها الطبيعي ، وما فائدتها فيالجسم ؟

– صفيحات الدم Blood Platelets من اهم مكونات الدم في جسم الانسان ، وتنتجها خلايا خاصة في النخاع العظمي ، كبيرة ، تنقسم وتنقسم وتخرج منها اعداد كثيرة من هذه الصفيحات ، وسميت بهذ الاسم لانها صغيرة الحجم حوالي (٢ – ٤ ميكرون) ولا تحتوي على نواة . ويبلغ عددها في الدم الطبيعي ١٥٠٠٠٠ – ٤٠٠٠٠٠ في المليمتر المكعب من الدم السليم ، واهم وظيفة لهذه الصفيحات هي المساعدة فيتكوين تجبن الدم عندما ينزف من جرح ، فيتوقف النزيف ، لذا نجد انه اذا نقص عددها الى اقل من ٤٠٠٠٠ صفيحة في المليمتر المكعب ، نجد انه سرعان ما ينزف أي وعاء دموي اذا تعرض للاصابة بأن انفجر مثلا ، ولا يتوقف النزف الا اذا أعطى المصاب كمية كافية من هذه الصفيحات •

وينقص عدد الصفيحات دون سبب ظاهر ، ويعتقد أنه لوجود مضاد في الجسم تأتي عليها ويرجع ذلك الى تضخم الطحال ، وتتحسن الحالة باعطاء مركبات الكورتيزون أو بازالة الطحال •

وتنقص الصفيحات أيضا في حالاتفقر الدم الناتجة من توقف عمل الخلايا التي تنتج الدم ، وفي حالات تضخم الطحال لاى سبب من الاسباب أو سرطانات الدم المختلفة أو التعرض الكثير للاشعة أو النظائر المشعة أو تعاطي أدوية تؤثر في النخاع العظمي ، والتي منها مركبات الزرنيخ والذهب والكلوروميستين أو مركبات الكينين، وفي حالاتنقصها بسبب تعاطي هذه الادوية ، فان عددها يعود لحالته الطبيعية عند توقف تعاطي هذه المواد ، ويحدث نقص كذلك في حالات الحميات الشديدة أو بعض الامراض كهبوط وظائف الكبد أو هبوط وظائف الكلى ، ولذلك يشاهد النزف الشديد في مثل هذه الحالات •

عاش لها فى حياتها وعاش مع ذكراها .. بعد رحيلها

بقلم : منير نصيف

ماذا يحدث عندما يفقد الرجل زوجته وحبيبته وشريكة عمره • ان حياة الوحدة صعبة قاسية ، من اجل ذلك يتزوج الرجل ثانية.فهذا هو نظام الحياة،لا يصنعها الا اثنان •• رجل وامراة ، ولا حياة لاحدهما بدون الاخر •• ولكن البعض يفكر مرتين قبل ان يقدم على هذه التجربة مع زوجة جديدة ، وخاصة اذا كان أبا لاطفال يشفق عليهم من زوجة الاب ، ومن الاطفال الجدد الذين قد يرزق بهم من زواجه الثانى ، انهم اخوة لابنائه من زوجته الاولى •• ولكن شتان ما بين حياة هؤلاء وهؤلاء •• الاولون فقدوا الام ، وفقدوا معها كل ما كانت تغدقه عليهم من حب وحنان •• والآخرون ينعمون بكل ما يفتقده اخوتهم لابيهم ••

من اجل هذا يضحى بعض الاباء ، فيعزفون عن الزواج مرة ثانية من اجل سعادة ابنائهم •• وهى اكبر واعظم تضحية ••

وهذه قصة أب احب زوجته واحب ابنته منها ، فعاش على ذكرى الزوجة التى تركته ورحلت •• وعاش من اجل ابنته التى ملأت حياته من بعدها •• انها قصة من واقع الحياة ••

لا يعرف بالضبط كم مضى عليه من الوقت وهو جالس على هذا المقعد الكبير امام صورة المراة التى رحلت بعد ان تركت له اجمل ذكرى فى الحياة •• لقد كانت رحلتهما معا قصيرة ، لم تدم لاكثر من عشر سنوات انجبت له فيها طفلة صغيرة جميلة ، ملأت حياته ودنياه ، فلم يعد يهتم بشىء الا بها •• ولم يعد يسمع الا صوتها ، ولم يعد يرى سوى هذا الوجه الجميل البرىء ، وتلك الابتسامة العذبة التى كثيرا ما كانت تخفى وراءها دمعة حائرة لا تلبث ان تختفى امام ما كان يغدقه عليها من حب وعطف وحنان •• وفجأة انتابه احساس غريب وهو جالس فى مقعده لا يتحرك ، وكان كل شىء من حوله قد توقف ، حتى دقات ساعة الحائط الكبيرة التى نسى ان يملأها هذا الصباح •• ونهض من مقعده ، واقترب من صورة زوجته حتى كاد يلامسها وتطلع الى هذا الوجه الجميل الذى عاش فى قلبه وفى مخيلته طوال السنوات العشر التى انقضت على رحيلها عنه ••وراح الاب يدقق النظر وكانه لا يصدق هذا الذى يراه امامه •• كانت زوجته بدورها تتطلع اليه بهاتين العينين السوداوين الجميلتين اللتين طالما حملتا اليه كل ما فى الدنيا من حب ووفاء ، ورأى وجهها الجميل يشرق بابتسامة حلوة •• ومد اصابعه يتحسس الصورة وكانه يلمس ثوبها •• هل دبت الحياة فيها فجاة •• « ما هذا الذى أرى ؟ »

لقد كانت زوجته ساجه .. [illegible] اللحظة بانها تقف امامه [illegible] وكانت تعرف تماما كل ما كان يدور في [illegible] المسكين !

ودق جرس الباب ، وصحا الاب من حلمه [illegible] على هذا الصوت العذب الذى طالما ملأ قلبه بالسعادة وملأ حياته بالامل .. صوت ابنته التى كبرت واصبحت عروسا جميلة يخطب الشبان ودها ، وهى مشغولة عنهم بدراستها وهواياتها وشبابها ، وحبها لابيها الذى اعطاها كل شىء تحلم به اية فتاة في الدنيا ، والذى ضحى بكل شىء من اجل اسعادها .. فكان لها أما وكان لها أبا وكان لها أخا .. لقد رفض الزواج لانه احب زوجته وبقى وفيا على حبها بعدرحيلها .. ورفض الزواج لانه احب ابنته فلم يشا ان يأتى لها بامرأة غريبة تشاركها حبه الكبير لها ..

ومد الاب ذراعيه يحتضن بهما ابنته ، وطبع على جبينها قبلة حارة طويلة .. ولكنه لم يكن كعادته معها كل مساء عندما يلتقيان بعد عودتها من المعهد الذى تشبع فيه هوايتها بدراسة الموسيقى. فقد احست الابنة برجفة في يديه ، وتطلعت الى وجهه ، فرأت فيه مسحة من الحزن ، حاول ان يخفيها عنها وراء ابتسامة خافتة لا حياة فيها ..

وتساءلت [illegible] الرجل [illegible] يبكى ؟ [illegible]

وبكت هى الاخرى .. [illegible] وبحثت لنفسها عن مكان [illegible] فلم تجد [illegible] تلك الوسادة الصغيرة التى تعود ان يضع عليها قدميه ليريحهما .. وكان [illegible] . فجلست عليها هى ، على الارض عند قدميه ، وامسكت بيديه .. [illegible] بعينين تحملان كل معانى التوسل . وقالت : احك لى يا ابى .. احك لابنتك ، فربما استطعت ان اخفف عنك !

ولكن ماذا يقول .. كيف يبدا .. هل يقول لها ما حدث بينه وبين هذا الشاب الوسيم الذى جاء يطلب يدها منذ ساعات قليلة مضت ؟ هل يقول لها انه يبكى لان الساعة قد اقتربت . وان لحظة فراقها عنه قد حانت ، وان طفلته الصغيرة الجميلة قد كبرت واصبحت امرأة ، وان رجلا آخر قد جاء لياخذها منه ليعطيها الحب ، ويعطيها الحياة التى يتمناها كل اب لابنائه ! ماذا يقول لها؟

وراح الاب يتأمل الوجه الصغير .. وجه احب واعز انسانة الى قلبه فى الحياة .. ومد يديه يحتضن بهما وجهها الجميل .. ومرت بضع دقائق . والابنة تتنقل بشفتيها تلثمان بهما هاتين اليدين

العجوزتين .. وتتوسل اليه ان يتكلم .. ان يقول شيئا ، أي شيء !

وقال الاب اخيرا : « نعم يا ابنتي .. لقد زارني اليوم شاب وسيم يشغل منصبا مرموقا ، حصل من العلم على درجة لا باس بها ، وهو ما زال يدرس رغم مشاغله في عمله . وهو يحبك. فقد راك كثيرا ، وراقبك طويلا . وهو يريدك زوجة له !»

وانتفضت الفتاة في جلستها . « ما هذا الذي تقول يا أبي .. انني لم اكمل عامي التاسع عشر بعد .. ثم انني اريد ان اتمم تعليمي الجامعي .. ولا تنس انني لا اعرف هذا الشاب .. هل يرضيك ان اتزوج رجلا لا أعرفه .. ثم من الذي قال لك انني اريد ان اتزوج ؟ انني اريد انابقى بجانبك. اريد ان اعيش معك واسهر على راحتك . ليس هناك رجل في الدنيا يستطيع ان يعطيني الحب الذي اعطيتني أنت اياه .. ليس هناك رجل في الدنيا يستطيع ان يسعدني كما اسعدتني انت .. لا يا أبي .. هل يضايقك وجودي في البيت معك الى هذا الحد ؟»

ودمعت عيناه . وقال : « لا يا ابنتي .. ليس الامر كما تتصورين : انت بالنسبة لي كل شيء في حاضري وفي دنياي .. ولكنني اعطيك حريتك. اعطيك الحياة الطبيعيه التي تتطلع اليها كل فتاة .. انني لم افعل اكثر من مجرد ترشيح رجل رأيت فيه الصفات التي تؤهله لان يكون زوجا لك .. زوجا يحبك ويرعاك ويسعدك .. ثم لا تنسى يا ابنتي الحبيبه ، انك انت وحدك صاحبه الكلمه الاولى والاخيرة .. انت وحدك التي ستقررين هل تقبلينه زوجا . انا اعرف انه غريب عليك .. ولن اطلب منك ان تتزوجي رجلا لا تعرفينه .. كل ما اطلبه منك ان توافقي على ان اقدمه لك هنا في بيتك .. ان تعطيه فرصه لان يتعرّفك هو على نفسه .. من يدرى فربما وجدت فيه الرجل الذي يسعدك ويعطيك الحياة الهانئة الآمنة التي تحلم بها كل فتاة !»

والتقيا ، في البيت .. وفي وجوده . وجلس الاب ينصت الى هذا الحديث الطويل الذي يجرى امامه بين ابنته . وبين هذا الشاب الغريب الذي اختارها من دون النساء لكي تشاركه حياته .. وكان حديثا حلوا فيه تحفظ وفيه كبرياء .. وفيه بعد هذا حديث عن المستقبل . وعن الحياة السعيدة التي يتطلعان اليها !

وتكررت اللقاءات .. وبدا الاب يرى في عيني ابنته بريقا جديدا لم يعهده فيهما من قبل .. لقد بدات تطمئن الى هذا الطارق الجديد .. بدات تشعر بان هناك شيئا يشدها اليه،ويقربها منه .. بدات ترتاح الى حديثه .. وتثق فيه .. لقد بدا قلبها الصغير الرقيق يخفق بالحب !

كان اذا تاخر ، وقفتفيالشرفة ترقبوصوله . واذا تغيب عن الحضور ، ساورها القلق ، فلا تهدأ الا بعد أن تسمع صوته في الهاتف . وهو يعتذر عن المجيء لان وعكة ألمت به ! او لان عمله قد شغله عنها .

وكان الاب يرى هذا الذي يحدث لابنته ويرى التغيير الذي طرأ عليها وقد احتوته السعادة .. وأي شيء يمكن أن يسعد الاب اكثر من أن يرى ابنته سعيدة !

قال يحدثها على مائدة العشاء . وكان قد استمع الى لسانها بالشاب الذي اختاره لها اكثر من ثلاثة أشهر : « ماذا قلت يا ابنتي ؟

قالت ، وقد كست وجهها حمرة الخجل : « وهل انت حقا في حاجة الى أن تعرف ؟ »

وكان الزواج .. وفي تلك الليله . وقف الاب المسكين يودع ابنتـه وسـط الاهـل والاقـارب والاصدقـاء .. وأراد أن يتكلم ولكـن الكلمات اختنقت في حلقـه . حـاول أن يبتسم ، ولكن الابتسامة لم تسعفه وما لبث أن انفجر يبكي كما يبكيالاطفال، وهو يضم ابنته الىصدره ويمطرها بالقبلات ، ويتمنى لها كل السعادة في الدنيا ..

وتذكر زوجتـه الغائبـة .. الام المسكينة التي افترقت عنه ورحلت قبل ان ترى هذا اليوم الذي تنتظره كل أم .. يوم تزفابنتها عروسا بملابسها البيضاء الجميله .. وتطلع الى صورتها الكبيرة التي تزين قاعة الاستقبال وتامل وجهها الجميل الذي كان يطل عليهم في تلك الليلة . وخيل اليه أن دمعـة كبـيرة تترقـرق في عينيهـا الجميلتين الساحرتين .. ترى هل هي دموع الفـرح .. أم هي دموع تسكبها رحمة به وشفقة عليه ، وهـو يستعد لحياة الوحدة التي سيجد نفسه محاطا بها بعـد أن تزوجت ابنتهما الوحيـدة وبدات تستعد للخروج من حياته .

وبكت الابنة . وهي ترى والدها يبكـي . والتف

ولهـا الاقارب والاصدقـاء يداعبون « الطفلـه الكبيرة » التى عز عليها فراق والدها .. وعادت الابتسامة الى وجـه العروس . وأمسكت بذيـل فستانها مهرولة الى الخارج حيث كـان ينتظرهـا زوجها . ثم وقفت برهة تلقى نظرة أخيرة على هذا البيت الذى نشأت فيه وشهدت بين جنباته أجمـل سني عمرها . والذى تتركه اليوم لتبدأ حياتهـا الجديدة مع الرجل الذى أصبح زوجا لها .

وانتهى الحفل وانصرف المدعوون .. ووقف الاب المسكين وراح يتطلع من حوله . فلم يجد سوى [illegible] الفراغ الهائل الذى احتوى [illegible] .. واتجه الى غرفتها .. [illegible] ان يفعل كل مساء ليتمنى لها [illegible] سعيدة .. كان كل شيء في [illegible] الغرفـة .. واحس برجفة [illegible] واقترب من مكتبها الصغير [illegible] وهي تحتضن أمها منذ [illegible] يصدق أن طفلته الصغيرة [illegible] .. وأمسك بالصورة وضمها [illegible] لبث أن أعادها الى مكانها . [illegible] هانئة سعيدة .. وخيل اليه [illegible] وقد وقفت أمامه بوجهها الباسم [illegible] كما تعودت أن تفعل دائما [illegible] الحلو متمنية له يوما هادئا هانئا .

وعاد الى غرفته . ولكنه لم [illegible] بقدميه تشدانه شدا الى الخروج .. فترك فراشه وذهب الى الشرفة وسط هذا السكون الذى يلف البيت ويلف كل شيء من حوله .. كان يتعجل مجيء الصباح ويعد الساعات .. من يدرى فربما تذكرت ابنته انها تركت والدها المسكين مع وحدته

وجاء الصباح . ودق جرس التلفون . وجاءه صوتها .. واحس بالحياة تعود اليه . وتدب فى أوصاله . عندما سمعها تقول « أنا بخير يا أبى الحبيب ! »

ومرت الايام والاسابيع والشهور .. والاب مع وحدته ومع الفـراغ الكبير الـذى تركته ابنتـه الوحيدة . ومع ذكرياته . ومع كتبه التى كان يعود اليها بين الحين والحين يقتل بها وقته ويملأ مـن بطونها فكره وصدره .. ومع خادمته العجوز التى تعد له الطعام وتسهر على راحته .. ولم يكـن ليخرجه من هذا كله . سوى تلك الزيارات القصيرة التى كانت تقوم بها ابنته مع زوجها الى بيتهـا القديم كلما احس بالحنين الى ابيها .. وكـان كلما رآها . ورأى وجهها الصغير الجميل يشرق بالسعادة التى تمناها لها . وابتهـل الى الله الا يحرمها منه . غمرته هو سعادة أكبر وأعظم لقد كانت ابنته سعيدة .. كان حديثها وكان كل شيء فيها . يؤكد هذه السعادة التى وجدتها فى بيت الجديد مع زوجها ..

[illegible]

[illegible]

— انها بخير وهي تستريح الآن

وأما الاب . فقد اقترب من زوج ابنته [illegible] الى صدره وقبله قبلة طويلة . وقال [illegible] الفرح تملأ عينيه : « كنت دائما أتمنى ان يكون لى ابن . وقد تحققت امنيتى عندما اصبحت زوجا لابنتى .. أما اليوم فانا اب لابنين .. اب لزوج ابنتى .. وأب لحفيدى الصغير .. طفلكما الوليد الجديد » .

جلس الاب يسجل خواطره فى رسالة الى روح زوجته يحكى لها فيها رحلته مع الحياة من بعدها . قال : « عشت لك يا حبيبتى فى حياتك .. [illegible] مع روحك بعد رحيلك عنا .. لقد وجدت في الذكرى الحلوة التى خلفتها لى فى ابنتنا الحبيبة . قوة لا تعادلها أية قوة أخرى .. وانتصرت الروح على رغبة الجسد » .

منير نصيف

طرائف

تعزية

● لما هزم امية بن عبد الله بن خالد بن اسيد ، لم يدر الناس كيف يعزونه ، فدخل عليه عبد الله بن الاهتم فقال: «مرحبا بالصابر المخذول، الحمد لله الذى نظر لنا عليك ، ولم ينظر لك علينا ، فقد تعرضت للشهادة بجهدك ، الا أن الله علم حاجة الاسلام اليك ، فابقاك له بخذلان من كان معك لك » • فصدر الناس عن كلامه •

تأثير

● سئل احد الحكماء عن تأثير اجناس الامهات فى الاولاد ، فقيل له : ما تقول فى ولد الرومية فقال : صلف معجب بخيل ، قيل فولد الصقلبية : قال : طمس زنيم ! قيل : فولد السوداء قال : شجاع سخى • قيل : فولد الصفراء قال : ه

أسير لبق

● أخذ مصعب بن الزبير رجلا من أصحاب المختار الثقفى ، فأمر بضرب عنقه ، فقال له الرجل : « أيها الامير ، ماأقبح بك أن أقوم يوم القيامة الى صورتك هذه الحسنة ، ووجهك هذا الذى يستضاء به ، فأتعلق بأطرافك ، وأقول : أى رب سل مصعبا فيم قتلنى » قال : « أطلقوا سراحه » قال الرجل : « أجعل ما وهبت لى من حياتى فى خفض » قال : « أعطوه مائة ألف » قال : « بأبى أنت وأمى ، أشهد أن لابن قيس الرقيات منها خمسين ألفا » قال « ولم ؟ » قال : « لقوله فيك :

انما مصعب شهاب من اللـه تجلت عن وجهه الظلماء
ملكه ملك رحمة ، ليس فيه جبروت يخشى ، ولا كبرياء
يتقى الله فى الأمور وقد افـلح من كان همه الاتقاء

فضحك مصعب وقال : « ارى فيك موضعا للصنيعة » وأمره بلزومه ، وأحسن اليه ، فلم يزل معه حتى قتل •

لا تتزوج

● قال احد المتصوفة لصديق له :لاتتزوج بأربع فكل تأخذك بنحمتها(ابرتها)، وانت كال (متعب) ، ولا بثلاث فانهن كالأثافى تصير بينهن كالقد ، فيكوينك ، ولا باثنتين فانهما تكونان كجمرتين ، ولابواحدة فانك تمرض اذا مرضت ، وتحيض اذا حاضت ، وتلد اذا ولدت ،فقال له الصديق : « لقد نهيت عن كل ما امر الله به ، فما الذى اصنع ؟ » قال :« كوزان ،وطمران ،وعبادة الرحمان»•

بقلم : محمود محمود

التغير الدائم من سنة الحياة ، الا ان هذا التغير الطبيعي لم يحدث في اي عصر من عصور التاريخ بالسرعة التي يحدث بها في عالم اليوم • ولعل من أهم سمات هذا التغيير هذه الثورة التكنية العامة التي جاءت نتيجة لتقدم العلوم بدرجة لم نعهدها من قبل ، وسريان الروح الديمقراطي في مناحي الحياة كافة ، مما أدى الى تقارب الطبقات الاجتماعية الى حد تلاشي الفوارق في كثير من المواقف ، وكثرة ما يتمتع به الناس من أوقات الفراغ نظرا لاستخدام الآلة على نطاق واسع وتوفير الايدي العاملة• ثم هذا الاتصال السريع بين كل انحاء المعمورة ، وثورة الشباب على الشيوخ والرغبة في التجديد المستمر وفي نبذ كثير من العادات والتقاليد •

هذه بعض سمات العصر الحديث الذي نعيش فيه ، فهل تساير نظم التربية التي نضعها للاجيال القادمة هذا التغير الحضاري الملموس !

ان كثيرا من المعنيين بشئون التعليم يرون أن النظم التربوية السائدة تكاد أن تقف جامدة ازاء هذا التطور في نواحي الحياة •

وسوف اقصر هذا المقال على ناحية واحدة من نواحي التغير — وهي تغلغل التكنية في حياة الناس — واحاول أن ابين كيف تتخلف التربية عن التقدم التكني الذي ياتينا كل يوم بجديد •

ان أوضح تغير حدث للمجتمع الانساني بعد الحرب العالمية الثانية هو ذلك الذي لحق بالحياة المادية من تاثير التكنية وليست التكنية في حد ذاتها ظاهرة حديثة،فلقد أخذ الانسان منذ ظهر فوق الارض يستغل مكتشفاته ومخترعاته استغلالا ماديا ، حتى استطاع أن يخرج من حياة الغابة الى الحياة في مدن ضخمة حديثة بل وأن يبلغ القمر ويطاه بقدميه ، وذلك بما يملك من قدرة على التحكم في البيئة التي تحيط به •

فالتكنية كما يقول كارس ماركس«تفتح للانسان ابوابا جديدة للتعامل مع الطبيعة » • وتبدأ التكنية باستخدام الفاس وترتقي حتى تصل الى بناء سفن الفضاء • وهي تساير تطور الانسان • وسوف تستمر قطعا في التقدم حتى تبلغ حدا • الله وحده أعلم بمداه • والمشكلة التي يواجهها الانسان هي مدى استطاعته تطويع حياته الاجتماعية لهذا التقدم التكني السريع ، وبخاصة في مجال تربية النشء الجديد • ولعل أهم العوامل التكنية التي تؤدي الى التطور في حياة الناس اكتشاف العقل الالكتروني والالات الحاسبة التي تمكننا من

حريص المعلومات ثم [illegible] لحاجة اليها .

العصر الآلي وتاثيره في تربية النشء

كانت طريقة الانتاج في العصر الالي في الغرب [illegible] تتحكم في التربية كما تحكم في الصناعه . فانتاج السيارة – مثلا – يقوم على اساس تحليلها الى الاجزاء التي تتكون منها . يتخصص الصانع في جزء واحد بعينه . ثم يتم تجميع الاجزاء بعضها الى بعض الينا في نهاية الامر فتكون السيارة . وقد انعكس هذا الاسلوب في الانتاج على التربية فتعددت المواد الدراسية وتفتتت المعرفة الكاملة الى اجزاء قد لا يدرك الطالب الرابطة بينها . فيخرج متقنا لفرع واحد من الفروع جاهلا بالفروع الاخرى غير مقدر لقيمتها . وهذا التسيم الى وحدات كما تجده في الصناعة وفي التربية تجده كذلك في مجالات الحياة الاخرى . مثل بناء المساكن او ادارة الاعمال . والانتاج في جميع الحالات بوفرة زائدة وسرعة مذهلة . وكما تتشابه السلع التي ينتجها الصانع بهذه الطريقة يتشابه المتخرجون في المعاهد والكليات – اعدادهم وافرة . يتميزون

[illegible] جزء [illegible]
[illegible] وحدة [illegible]
[illegible] زائد [illegible]
وكان [illegible]
والمعدات [illegible] وكان [illegible]
والابتكار وضاع الانسان في [illegible] وقد
[illegible] التي تميزت عن الالات [illegible]

العصر الالكتروني او العصر الجديد

ولكن الغد سوف يختلف قطعا عن الامس بل لقد بدأنا نلمس بوادر هذا الاختلاف . والعصر الآلي اخذ في الانكماش أمام العصر الالكتروني الجديد . ذلك ان استخدام العقول الالكترونية والالات الحاسبة يوفر للمرء جهدا ضخما . مما سمح له باطلاق الخيال . وبالتفرد في شخصيته . وبالقدرة على الخلق والابداع . ولم تعد ثمة ضرورة لتشابه الافراد . او للتخصص الدقيق الذي يهمل انواع المعرفة الاخرى . وتدعو الى استبعاد النفس البشرية . وتبعا لذلك فسوف تتنوع الصناعات وتتصف بالمرونة التي تقابل بها حاجات الانسان المتغيرة .

وسوف نبين في موضع آخر من هذا المقال تاثير ذلك كله في ميدان التربية •

ولقد صاحب تطور الصناعة الآلية تطور في علاقات العمال باصحاب المصانع وبالحكومات التى تسن قوانين العمل • ولعل من أهم مظاهر هذا التغير أولا وقبل كل شيء تكتل العمال في نقابات واتحادات تجمع كلمتهم وتوحد الرأى بينهم ، ليس في القطر الواحد فحسب ، بل بين العمال في جميع انحاء العالم في كثير من الاحيان ، وقد امسى للمصانع الكبرى فروع في كثير من البلدان مما يدعو الى زيادة الترابط بين العمال في قطر والعمال في قطر آخر ، وادى ذلك كله الى وضع اسس جديدة لادارة الاعمال لا يمكنها ان تتجاهل رأى العامل او الاتحاد الذى ينتمي اليه •

فلسفة تربوية جديدة

وفي ضوء التطور التكني الحديث ، والتحكم الالكتروني في الصناعة ، وتكتل العمال في اتحادات ضخمة لها رأيها الذى كثيرا ما تفرضه على اصحاب المصانع بل وعلى الحكومات ذاتها في بعض الاحيان ـ في ضوء هذا كله لا بد للمربين من مراجعة النظر في نظم التعليم القائمة • ووضع سياسة تربوية جديدة تتفق وروح العصر الجديدة • وأول ما تتميز به هذه الفلسفة هومراعاة انسانية الانسان لتحل محل الية الانسان ، ويترتب على ذلك ان تتخلى التربية عن فكرة الاعداد لعملية الانتاج الآلي ، وقد كان هذا الاعداد يؤدي الى تفكك مناهج الدراسة وصولا الى التخصص الدقيق ، كما يؤدى الى طبع الجيل الجديد بطابع الجيل القديم ، فيميل الى التقليد ولا يحب التجديد ، مما يقتل روح الخلق والابداع عند الشباب ، وكذلك كانت التربية تقوم على اساس عقد امتحانات متدرجة ينتقل وفقا لنتيجتها الطالب من صف الى صف ، ولنا في نظام الامتحانات كلمة في عَجز هذا المقال • اما التربية الجديدة فاهدافها واسعة شاملة تشبه اهداف التربية في عصر النهضة الاوربية في القرن السادس عشر ، وهي حب المعرفة ، والرغبة في التعلم ، والاهتمام بالطريقة التي يتعلم بها الفرد ، وتبصيره بمصادر المعرفة ، والموضوعية ، والقدرة على الحكم السليم واصدار القرارات ، والتعاطف مع الآخرين ، وحب الاستطلاع ، والاحساس بوحدة المعرفة ، وربط العلوم الرياضية والطبيعية بالعلوم الانسانية ، وتقدير للجمال اينما وجد ، ومرونة التفكير ، وتنمية الروح الفردية التى تظهر اختلاف انسان عن انسان •

ولست انكر اننا سوف نحتاج دائما الى المتخصصين. ولكن هؤلاء لن يزيدوا على نسبة ضئيلة من عدد السكان ، وسوف يكون لتخصصهم خلفية عريضة من الثقافة العامة • ولا بد لهم من التدريب المستمر على كل ما يستجد في مجال تخصصهم من اثر التقدم التكنى السريع •

والتربية الجديدة لا تهمل سنوات تكوين الشخصية الباكرة التى تبدأ من سن الثالثة بل قبل ذلك ، ولذلك فسوف يكون لدور الحضانة ورياض الاطفال شانها الكبير ، كما انها لا بد ان تعمم التعليم في المرحلة الثانوية ، وهي فترة المراهقة في عمر الانسان التى تشتد فيها الحاجة الى التوجيه السديد •

ولما كانت تربية « الانسان » هي الهدف الجديد ، فان الدراسة المهنية والفنية المتعمقة لا تاتى الا في التعليم الجامعي والعالي ، وليس من المصلحة ان نبكر بها قبل ذلك اللهم الا فيما يدعو الطالب الى احترام العمل اليدوى ، ولا بد لطالب المرحلة العليا من مراحل التعليم من الاستمرار في دراسة العلوم الى جوار دراسة الآداب والفنون مع ميل اشد نحو ناحية واحدة من هذه النواحي دون اهمال الناحيتين الاخريين ، حفاظا على وحدة الفكر في المجتمع الواحد •

ويراعى في مراحل التعليم كلها ان العلم في تطور وتغير مستمر فليس من الاهمية بمكان ان يحفظه الطالب ، فهو مخزون في العقل الالكتروني ، وانما المهم ان يعرف الطالب كيف يستخرجه من هذا العقل ، الذى لا يعرف داء النسيان ، فيوفر وقت المتعلم لاتجاهات تربوية اخرى •

واذا كان التطور الالكتروني لم يبلغ بعد نهايته فيجب الا يغيب عنا ان طفل اليوم هو رجل الغد في القرن الحادى والعشرين عندما تكون الحيل التكنية قد بلغت حدا عاليا من القدرة •

كما ان كثيرا من المعلومات التى نلقنها الطالب

. لا تترك أثرا فى سلوكه كذلك الذى تتركه لممارسة ذاتها . فلان نقيم للطلاب اتحادات اساسها لانتخاب الحر افضل بكثير من ان نعلمهم تاريخ الدساتير ثم نتحكم فى امورهم تحكما كليا . ولان يقوم الطالب بالاداء على المسرح اجدى له من دراسة علمية للتطور الدرامى . ولان يشترك بيديه فى عمل يهم البلد الذى يعيش فيه انفع له من دراسة مشكلات العمال دراسة نظرية .

كما تضع التربية الجديدة فى اعتبارها تطور اتحادات العمال ونضجها مما يتطلب تدريب الطالب على عضوية الاتحادات [illegible] لعملية القيادة الرشيدة .

المعلم الجديد

ويتبين لنا مما سبق ان [illegible] اكبر اهمية من مضمون المواد [illegible] نود ان نحذر هنا من امرين : الاول [illegible] التربية بتخريج المعلم الصانع الذى لا يصلح فى شئ غير صناعته ولا يتصف بسعة الافق ويتحول الى طرق اخرى غير طريقته . والامر الثانى تزويد طالب كليات المعلمين بمجموعة من الطرق يلتزم بها طوال حياته العملية مع اهمال قدرته المتخصصة على التكيف مع كل موقف جديد وكبت روح الابداع فى نفسه . لان مهنة التدريس تقوم فى اساسها على علاقات شخصية انسانية بين المعلم والطالب . وهو ما لا يخضع للطرق الجامدة المحددة التى تلقاها طالب التربية فى كليته .

كما ان الشرط الاول للمعلم الناجح هو تكوينه هو ذاته بالصيغة التى يفرضها علينا العصر الالكترونى . فليس من الضرورى ان يحفظ مادته عن ظهر قلب او ان يخزنها فى رأسه . ما دام يستطيع استخراجها بالعقل الالكترونى كلما اراد ذلك . ومن دواعى تنمية القدرة على الابتكار عند المعلم ان تكون له فلسفة تربوية خاصة تنمو وتتعمق كلما زادت ممارسته لمهنة التعليم . وان يكون على علم بآخر النظريات الخاصة بالتعليم والتعلم . وبقياس الذكاء . وطرق التقييم الصحيحة . وعلم الاجتماع بفروعه كافة . وان يلم بوجه خاص بدراسة العلاقات الشخصية بين افراد المجتمع وطرق قياس هذه العلاقات .

ومعنى ذلك ان يتخلى المعلم عن صب طلابه جميعا فى قالب واحد . وهو الاسلوب القديم الذى كان يتمشى مع اسلوب الانتاج الالى فى الصناعة .

التقييم

احدث الدول على عاتقها منذ القرن الماضى مسئولية التعليم وتعميمه بين جميع الناس كل على قدر طاقتها . وراء . فى [illegible] احتياجات المصانع الالية [illegible] ما تتطلبه [illegible] الوظائف فى المجتمع [illegible]

[illegible]

نظام « الامتحان » [illegible]

والتجديد والصفة الاجتماعية [illegible] تتسق مع المجتمع [illegible] الطبيعى ان يقوم الامتحان [illegible] الدراسى . ما دامت [illegible] نظرا الى ان الفرص المتاحة سواء كان فى نظام التعليم او تقسيم العمل لا تفى برغبات الافراد المتعلمين . واحدث الدول بنظام الامتحان هذا بطبعه من بداية المرحلة الاولى للتعلم حتى يصل فى النهاية الى انتقاء الاكفاء للتخصصات الدقيقة العليا . وقد انعكست على مناهج التعليم اثار نظم الامتحان فوضع رجال التربية ما سمى بالمقررات الدراسية فى فروع العلم المختلفة . وانعزل كل علم عن الاخر وتجزأت المعرفة فى اذهان الطلاب تجزئة غير طبيعية . وربما كانت للامتحانات وظيفتها فى بداية الامر لانها كانت تنتهى كما قلنا بتخريج المتخصصين الذين يتطلبهم عصر الانتاج الالى . ولكنها اكتسبت بالتدريج صفة القداسة واصبحت اشبه بالطقوس التى كانت القبائل تلجأ اليها فى العصر البدائى « يمتحن » بها الصغار لكى ينخرطوا فى سلك الكبار .

ولقد الفنا نظام « الامتحان » حتى بتنا نحسبه من طبيعة الاشياء . فهو نوع من المنافسة والكفاح

من اجل البقاء وسنة من سنن التطور : وقصارى الجهد ان نسمو به حتى نجعله حافزا شديدا من حوافز التقدم البشرى . ولكنه من قوانين الطبيعة الثابتة التى لا تتغير . والتى خضع لها الانسان منذ فجر التاريخ ! وكذلك نظرنا الى وقوف الامتحان فى وجه الطلاب على انه عقبة من العقبات التى لا بد لهم من تخطيها حتى ينتقلوا من مرحلة الى مرحلة ، كما ينتقل المرء من الطفولة الى المراهقة ومن المراهقة الى الشباب ثم الرجولة وهكذا . ولقد ادرك المربون ان الامتحان امر غير طبيعى . ولكن القداسة التى تحوطه تجعلهم يترددون الف مرة قبل الحكم بالغائه نهائيا . غير ان نفرا من رواد رجال التربية يصيحون به اليوم ويعدونه من العقبات الكبرى التى تعوق سير التربية الصحيحة، لانه يختبر المحفوظ فى عصر نستطيع فيه اختزان هذا المحفوظ فى عقل الكترونى والرجوع اليه فى يسر شديد . ولانه لا يختبر - بل ولا يستطيع ان يقيس - اهداف التربية السليمة . مثل تكامل الشخصية والقدرة على الابتكار . وشجاعة الفكر وغير ذلك من القيم البشرية العليا .

ولسنا ننكر ضرورة الالتجاء الى نوع من انواع الاختبار على الاقل فى نهاية المرحلة الثانوية حتى ننتقى لكل كلية من كليات التربية الاصلح لها . ولكن ذلك لا يكون بهذه الصورة التى نشهدها فى اكثر بلاد العالم . انما يكون بتتبع سير الطالب الدراسى منذ التحاقه بالمدارس حتى وصوله الى نهاية العامة . وتسجيل ذلك فيما يعرف « بالبطاقة المدرسية » وهى صحيفة للطالب يدون فيها اولا باول تقدمه الدراسى وصفاته الشخصية وقدراته وصحته البدنية وميوله الطبيعية وطبيعة البيئة التى يعيش فيها - طبيعية كانت ام اجتماعية - والرياضة التى يمارسها . وغير ذلك مما يعيننا على توجيهه فى الدراسة توجيها سليما . اما ان نضع له مجموعة من الاسئلة فى مجموعة من مواد الدراسة فى زمن محدد . ليفرغ على الورق ما يتذكر من معلومات تتصل بهذه الاسئلة فهذه مهزلة لا يبررها الا ما نضفى عليها من صفة التقديس . وحتى لو كان من الضرورى قياس مدى معرفة الطالب بهذه الموضوعات فالافضل ان نزوده فى وقت الامتحان بكل المراجع المتعلقة بها - وبالآلات الحاسبة فى العصر الحديث . لنختبر مدى قدرته على استخراج المعارف من مكانها لا على الاحتفاظ بهذه المعارف ساعة الامتحان ، حتى ان تبخرت بعد ادائه ولم تبق منها فى ذهنه معلومة واحدة .

ويشتغل المربون التقدميون هذه الايام بالبحث عن وسائل جديدة تقوم بها قدرات الطالب التى يجب ان يتحلى بها فى العصر القادم ، الذى اثرنا ان نسميه عصر الآلات الحاسبة .

تكنية التربيه

هذا ما كان من ضرورة استجابة التربيه للعصر الجديد ، وثمة وجه آخر من اوجه التكنيه الحديثة يجب ان تفيد منه التربية فى الرسالة التى تؤديها، واعنى به استخدام التكنيات الحديثة فى الاداء التربوى . مثل الراديو والتلفاز ومعامل اللغات وغيرها من الوسائل . التى توفر جهد المدرس . وتؤدى ما يؤديه بشخصه اداء افضل . وتستطيع بنشر التعليم على الملايين فى لحظة واحدة . وقد نجحت انجلترا نجاحا ملحوظا فيما اسمته « بالجامعة المفتوحة » التى تستند اساسا على استخدام التكنيات الحديثة فى نشر المعرفة . كما نجح التلفاز فى كثير من البلاد النامية فى سرعة تحقيق محو الامية بين الكبار فيها .

ان التربية المثلى تهدف الى العناية بالمتعلمين فردا فردا . ولا يتاتى ذلك بالاسلوب الذى نتبعه فى تقسيم الطلاب الى مجموعات يعنى المدرس بكل مجموعة منها فى وقت معين . لان الفرد فى المجموعة التى تتالف من اربعين طالبا مثلا لا يناله الا جزء من اربعين من وقت المعلم . ولكنا فى الوقت نفسه لا نستطيع ان نخصص معلما لكل طالب . ومن ثم فان الوسائل او التكنيات الحديثة تحقق لنا جانبا كبيرا من هذا الهدف التربوى - واعنى به العناية الفردية بالطلاب - ومن هذه الوسائل الحديثة ما يعرف « بالتعليم المبرمج » وهو عبارة عن تفتيت الموضوع الدراسى الى وحدات صغيرة جدا يتقدم فيها الطالب بنفسه خطوة خطوة ، كل يسير بالسرعة التى تمكنه منها قدراته الطبيعية ، ولا يتحتم ان تسير المجموعة كلها بسرعة واحدة . وليس هنا مجال الدخول فى تفصيلات هذه الطريقة الحديثة .

وارجو الا يفهم من ذلك ان دور المعلم فى العملية التربوية قد انتهى ، وحل محله الاداء الآلى . فالمعلم لا يزال حجر الزاوية فى توجيه الطلاب .

[illegible] الفني الطويل [illegible]

[illegible]

لامكان وجود الحوار بين المعلم والمتعلم ، [illegible] لا تتيحه الآلة . ومما يقدح الذهن ويحفزه على التفكير ، وانما الآلة تحل محل المعلم حينما يكون اساس العمل هو التكرار الذى لا مناص منه لتثبيت المعلومات . ولكنه لا ينمى الصفات الفردية التى يتميز بها كل طالب على حدة .

وليس هناك خطر من ان استخدام الآلات بدلا من المعلمين يدعو الى عدم الاقبال على مهنة التعليم ، لان التكنية الحديثة فى الصناعة تدعو الى الاستغناء عن كثير من القوى العاملة . ولكنها تتطلب ارتفاعا بمستوى العاملين يقتضى تدريبا فنيا وعلميا طويلا قبل العمل . وهذا التدريب الفنى الطويل الدقيق يستدعى بدوره استخدام عدد كبير من المعلمين الذين يتضافرون على تخريج العامل بالصفات المطلوبة فى المصنع الجديد .

لقد دخلت التكنية فى المصنع وفى البيت وفى المحلات التجارية ومكاتب العمل وطرق الانتقال ووسائل النشر . ولكنها الى الآن لم تتغلغل فى العملية التربوية . ولا يزال التعليم قائما على اساس تخريج اكبر عدد ممكن بغض النظر عن تنمية الفروق العقلية والعاطفيه بين الافراد وكان المدرسة مصنع يخرج سلعا متشابهة كما تنتج السلع الاستهلاكية انتاجا آليا.ولم يعد مناص من ان [illegible] دور المعلم [illegible] ان تواجه العصر الالكترونى [illegible] كما [illegible] اعيننا ان التربيه [illegible] التى تستمد مادتها من [illegible] الجديدة التى تحيط بالطفل فى كل جانب من جوانب الحياة .

ومن الفكاهات الانجليزية التى [illegible] لنا المربى الانجليزى المعاصر المعروف ادوارد [illegible] فى كتابه الجديد « التربيه فى عالم متغير » والتى تعبر عن بعد التربية المدرسية العاليه عن عالم الطفل . ان اثنين من تلاميذ المدارس الابتدائية كانا - فى فسحة الوقت التى تعطى للتلاميذ بعد بضع ساعات من دروس النهار ليمرحوا فيها متحررين من قيود الصف الدراسى - يتصفحان معا فى فناء المدرسة « مجلة حديثة » تروى شيئا عن سفن الفضاء وسرعة الصواريخ التى تنطلق الى القمر . حينما دق الجرس ايذانا ببدء درس جديد فهرعا الى حجرة الدراسة وهما يتمتمان « دعنا الآن من هذا لنتلقى درسا جديدا فى قصة جون مع جانت » : وفى هذه الفكاهة اشارة الى أن الطفل اقرب الى استيعاب العلوم الحديثة وهو مستقل بنفسه منه وهو يرسف فى اغلال نظام تربوى عتيق .

■■

محمود محمود

تاليف : الدكتور مجيد خدورى

عرض : الدكتور محمود السمرة

مؤلف هـذا الـكتاب ، الدكتـور مجيـد خدورى ، هو رئيس معهد دراسـات الشرق الاوسـط فى جامعـة جونـز هوبكنز ـ واشنطن • وهو عراقى • وله مؤلفـات عدة باللغة الانجليزية ، منها : العراق المستقل ، العراق الجمهورى ، ليبيا الحديثة • ونقل منها الى العربية : الاتجاهات السياسية فى العـالم العـربى ، الحـرب والسلم فى شرعة الاسـلام ، قانون الاسلام الدولي ، وهذا الكتاب الذى نقدمه•

وكتـاب « عـرب معاصرون » تتمـة لـكتـاب « الاتجاهات السياسية فى العـالم العـربى » • فاذا كان المؤلف قد تحـدث فى كتابه « الاتجاهات السياسية عندور الافكار والمثل العليا فيالسياسة، فانه فى كتابه « عرب معاصرون » الذى نقدمـه يتحدث عن دور بعض القادة العرب ، واهدافهم ، والاساليب التى اتبعوها لتحقيق هذه الاهداف • وهو يختار هنا اثنى عشر قائدا يمثلون ثلاثـة انواع من القيادات ، هى : العسكرية، والسياسية المحترفة (سماها المؤلف المهنية) ، والفكريـه • وكل نوع من هذه القيادات يمثل مدرسة فى العمل السياسى • وفى كل مدرسة سياسيةيوجد المثالى، والواقعى ، والعقائدى • وساقف فى هذا العرض عند أول شخصية فى كل مدرسة من هذه المدارس، حسب ترتيب الكاتب لهـا • وأول شخصية فى المدرسة العسكرية هو عزيـز على المصرى ، وفى السياسة المحترفة الحـاج أمـين الحسينى ، وفى الفكرية أحمد لطفى السيد •

والقارىء لهذا الكتاب سيحمد لمؤلفه تمثله الواضح لكل زعيم درسه ، وبذله الجهد للتحقـق من الوقائـع وحرصـه علـى ان يقـدم تقييما موضوعيا ، ولكن بالامكان ان تعاد كتابة المادة فى كـل فصل بطريقة تجعلهـا اكثر ترابطـا وتسلسلا •

عزيز على المصرى

يمثل عزيز على المصرىالفئة الاولى،فئةالسياسى

ـسكرى الذى تميز بالارتباط باهداف غايتهـا ـيـق تغيرات اجتماعية جذرية ، بصرف النظر ـ مدى صلتها بالاوضاع القائمة • ولقد كان ـزيز على من اوائل من سعوا الى تحقيق اهداف ـسياسية باساليب عسكرية فى المجتمع العربى لمعاصر •

اشترك عزيز على ، قبل الحرب العالمية الاولى، فى تاسيس جمعيات عربية سرية ، مما ادى الى محاكمته وطرده من تركيا سنة ١٩١٤ . وقد جعلته هذه الاحداث ، « معبود الضباط العرب » كما يقول الكولونيل لورنس • ... لحب الذى اغدقه عليه الضباط ... انه فشل فى اقتناص الفرص ... القومية عندما لاحت له خلال الحرب ... لانه رفض التنازل عن مبادئه •

كان عزيز على واحدا من ... بالعربية الذين جاءوا الى ... من البلاد العربية • وقد وجد ... فى جو محبب اليه ، لانه ... يتحدث بحرية ضد الاحتلال ... وعن تعلق مصر بالسلطنة العثمانية • ... الضباط ، وبخاصة فى القتال على الحدود اليونانية والبلغارية والالبانية • وخلال وجوده فى البلقان انضم الى « جمعية الاتحاد والترقى » السرية ، وكان من الدعائم التى اسهمت فى انجاحها •

وعندما اعلن الدستور فى تركيا سنة ١٩٠٨،

عزيز على المصرى

واصبحت « جمعية الاتحاد والترقى » هى الحاكم الفعلى ، تطلعت القوميات المختلفة الى عهد تسوده الحرية والمساواة ، ولكن هذه الوعود لم تكن سوى سراب خادع ، اذ كان زعماء الجمعية الثلاثة انفسهم غير متفقين على سياسة مشتركة للدولة • فطلعت باشا كان يفضل ... العثمانية واما انور باشا ... الجامعة الاسلامية ... وتزعم جمال باشا دعوة « القومية التركية » ... ولكنهم جميعا كانوا متفقين على ضرورة ... الوحدة العثمانية • وقد دفعت هذه ... القوميات المختلفة ... عن خلاصها ...

...

زملائه فى ... جمعية الاتحاد و... سلوكهم بسبب ... كما عرفت السلطة ... المحطانية ، ... جمعية ... سليم الجزائرى سنة ١٩٠٩ ومما وسع ... سنة وبين زملائه فى « جمعية الاتحاد والترقى » معاملتهم لهم معاملة خالية من اللباقة ، ... انتقاده الشديد لانور باشا وتجريحه له . وعدم اعترافه برئاسته له عندما كان الاثنان معا فى ليبيا • ولم يكف عزيز عن انتقاده له علنا امام الضباط الاتراك والعرب حتى بعد ان اصبح انور وزيرا للحربية • وزاد فانقطع عن « جمعية الاتحاد والترقى » •

كل هذه المواقف جعلت بعض اعضاء « جمعية الاتحاد والترقى » يتهمونه باثارة النعرة العربية ، وتبنى فكرة استقلال البلاد العربية عن الدولة العثمانية • ولكن هذه التهمة لم تكن صحيحة ، فعزيز على كان دوما يؤمن بضرورة بقاء العرب ضمن الدولة العثمانية •

وصدر امر السلطة باعتقاله ، وحاول انور البطش به ، ولكن جمال توسط له ، فابعد عن

اسطنبول في ابريل (نيسان) ١٩١٤ · وقد ورد في مذكرات جمال باشا رسالته التي وجهها الى انور باشا بهذا الخصوص، وفيها ما يلي : « بصرف النظر من جميع الادلة التي كدستها المحكمة العسكرية ضد عزيز علي ، وبصرف النظر من كون الحكم قد صدر بحقه ، فان الراى العام يدينك انت ، وادانتك بهذا الشكل ستلحق بك حذرا يزيد الفمرة من اى ضرريمكن ان يلحق بعزيرعلي من قضاء بضع سنين في السجن، لذلك ارجو ان تحاول الحصول له على عفو سلطاني ، واما ساتخذ كل الاجراءات كي يغادر اسطنبول ، ولا يعود اليها ابدا · ويضيف جمال باشا بعد هذا : « وفي اليوم التالي اتصل بي انور باشا ليبلغني ان صاحب الجلالة قد عفا من عزيز علي · ويقول : لقد سمعت فيما بعد ان عزيز علي ، رغم وعد الشرف الذي قطعه لي ، وضع نفسه في خدمة الشريف حسين خلال الحرب العالمية ·· واليوم انا نفسي لا أسمح بالصفح عنه · »

والتحق عزيز علي بجيش الثورة العربية ، رئيسا لاركان الجيش ، ولكن لم يلبث ان انفجر النزاع بينه وبين الشريف حسين ، مما ادى الى اقالته من منصبه ، وترحيله عن الحجاز ·

وفي اواخر عام ١٩١٦ ، عاد الى القاهرة ، ولكن السلطات البريطانية ابعدته بسبب ميله الى المانيا ، فذهب الى اسبانيا وقضى فيها العامين الاخيرين من الحرب · وقضى العشرين سنة التالية في عزلة · وفي سنة ١٩٤٠ ، وبسبب شعور الود نحو المانيا ، عين عزيز علي رئيسا لاركان الجيش المصري،ولكنه سرعان ما اقيل بضغط من بريطانيا· ومنذ اقالته الى قيام الثورة المصرية سنة ١٩٥٢ ، كان على اتصال دائم بالضباط الاحرار ،يؤيدهم ، ويشجعهم على الاستمرار في نشاطهم · وبعد الثورة ، عين سنة ١٩٥٤ سفيرا لمصر في الاتحاد السوفيتي ، ثم اعتزل العمل بعد قليل بسبب سوء صحته وتقدمه في السن ، وتوفي سنة ١٩٦٥ ·

ماذا كانت اساليبه السياسية ؟

كان عزيز علي ضابطا ثوريا يؤمن بان العنف هو الوسيلة الفعالة الوحيدة لتحويل الافكار الى افعال · ولم يكن يؤمن بالتسويات ، او بانصاف الحلول · وكان حاد الطبع ، عاجزا عن اقناع الاخرين · بارائه · ولم يكن عنده من الصبر ما يمكنه من رسم خطط نافعة مدروسة · وكثيرا ما نجح خصومه في احباط خططه باستعمالهم اساليب الظرف والرقة · وكثيرا ما كان الاخرون يحجمون عن التعاون معه في الشؤون السياسية لانه كان مغامرا متهورا لا يحسب حسابا للعواقب · وفوق كل هذا كان يفتقر الى المرونة ، متعصبا لآرائه ، غير مستعد لتغييرها ، رغم ان الاوضاع قد تغيرت·

كل هذا جعل من المستحيل ان يقوم عزيز علي بدور الزعيم في اية حركة سياسية ·

الحاج امين الحسيني : السياسي المحترف

يصدر الاستاذ خدوري الفصل الذى افرده للحاج امين الحسيني بالقول المقتبس التالي: «سال احد تلاميذ كونفوشيوس الساعي من حاله ، فاجاب ... سيدي الاقلال من اخطائه ، الا انه لم ينجح ...

الحاج أمين الحسيني

والحاج امين الحسيني هو اول السياسيين المحترفين في الباب الذى تناول فيه المؤلف هؤلاء السياسيين الذين حاولوا تحقيق مطالب المجتمع العربي بالاساليب التقليدية · والحاج امين ، في رايه ، يعتبر مثلا متطرفا من المدرسة السياسية التقليدية· وهو رغم براعته في الاساليب السياسية، واستمراره في العمل السياسي مدة تجاوزت ربع قرن ، الا ان قيادته عجزت عن اشباع رغبات ابناء وطنه وتحقيق امالهم ·

ولد الحاج امين الحسيني في القدس سنة ١٨٩٧

عائلة تتمتع بالثراء والمكانة الاجتماعية والنفوذ السياسي والديني . وهي صفات تضمن لمن تجتذبه السياسة من ابنائها . دورا قياديا مهما • ولكن الحاج امين كان يتمتع، بالاضافة الى هذا، بصفات شخصية اهلته للقيادة . هي الذكاء الفطري . النشاط الملحوظ . والتصرف البارع • ولم يكن بطبيعته ميالا للانصراف الى العلم . ولهذا لم يمض في الدراسة سوى سنوات قليلة . فبعد ان أتم دراسته الابتدائية في القدس . ودرس الفرنسية في مدرسة فرنسية . التحق سنة ١٩١٤ بالازهر . وتردد على [illegible] محمد رشيد رضا . وتاثر به [illegible] استنبول . قبل ان يكمل دراسته [illegible] الكلية العسكرية . وخدم في [illegible] رتبة ضابط • وقد علمته [illegible] احتمال الشدائد •

وعاد الى القدس سنة ١٩١٧ [illegible] النشاط السياسي . ويشترك في [illegible] وطنية وثقافية • وعلم مدة قصيرة في [illegible] روضة المعارف في القدس . واشترك في [illegible] ضد المؤامرة البريطانية الصهيونية على فلسطين ، اعتبرته السلطات البريطانية وزميله عارف العارف مسؤولين عن أول ثورة في فلسطين تنشب في ٤ أبريل (نيسان) ١٩٢٠ .وتشكلت محكمة عسكرية لمحاكمتهما ، ولكنهما هربا من البلاد . وصدر الحكم عليهما ، غيابيا ، بالسجن مدة عشر سنين •

وقضى الحاج أمين الحسيني العامين التاليين في شرقي الاردن وسوريا • وعندما سقطت حكومة فيصل في يولية (تموز) ١٩٢٠ ، استقر في شرقي الاردن ، الذى أصبح موئل عدد من الوطنيين العرب الذين تركوا دمشق بعد الاحتلال الفرنسي لسوريا • وفي سنة ١٩٢٠ وصل أول مندوب سام بريطاني الى فلسطين ، وهو هربرت صموئيل اليهودي • ولعله وجد أن من الحكمة ان يبدأ عهده بالعفو عن السجناء الذين كانت المحكمة العسكرية قد حكمت عليهم • وفي وقت لاحق من العام نفسه زار شرقي الاردن ، وعلى اثر الزيارة صدر عفو خاص عن أمين الحسيني(وعارف العارف ايضا) • وفي مطلع عام ١٩٢١ عاد الحاج أمين الحسيني الى فلسطين لاستئناف نشاطه السياسي ، ولكن باساليب أبرع •

وبعد عودته بعامين عين الحاج امين الحسيني في منصبين حساسين هما : مفتي القدس ، ورئيس المجلس الاسلامي الاعلى • وفي سنة ١٩٣٦ انتخب رئيسا للهيئة العربية العليا ، وهي هيئة تنفيذية قامت في مطلع العشرينات لاجل تنسيق النشاط السياسي الفلسطيني • وقد مارست هذه الهيئة الزعامة العليا على الاحزاب السياسية الفلسطينية وتدريجيا أصبح المفتي أقوى زعيم في البلاد . [illegible]

[illegible] سنة ١٩٤٦ ، وتميزت [illegible] الخارجي لتحقيق هذه الاماني [illegible] العالمية بعودته الى العالم العربي سنة ١٩٤٦ لاستئناف الكفاح ضد اعداء وطنه •

ومنذ ان قررت الدول العربية العمل بشكل جماعي لحماية الحقوق العربية في فلسطين ، بدأ زمام الزعامة يفلت من يدي المفتي ، واخذ نفوذه يتضاءل •

وسؤالنا الان . ماذا كانت اهداف المفتي واساليبه السياسية ؟

لقد طالب المفتي بالاستقلال الكامل لفلسطين ، ورفض الاعتراف بمطالب اليهود وادعاءاتهم ، باستثناء الحقوق التي يتمتع بها اليهود الذين كانوا يقيمون في البلاد قبل الحرب العالمية الاولى• وقد آمن المفتي بهذين الهدفين ايمانا لا يترك مجالا لاية مساومة او تسوية• واصر على استمرار الكفاح مهما طال ، ومهما ارتفعت اعداد الضحايا• وكان في جميع تصرفاته يعمل بدافع من اخلاصه ، واقتناعه العميق بعدالة قضية بلاده • ولا شك انه تحمل الكثير من الشدائد والمتاعب في سبيل الاهداف التي قضى حياته جاهدا لتحقيقها •

احمد لطفي السيد

احمد لطفي السيد مثال للسياسي المثقف ، ورجل القلم الذى يصدق فيه قول المتنبي :

الرأى قبل شجاعة الشجعان
هو اول ، وهى المحل الثاني

ولد احمد لطفي السيد في سنة ١٨٧٢ من عائلة ثرية ، اذ كان والده عمدة احد قرى الدلتا ومن وجهائها . وقد اتاح له ثراؤه ان يتخذ لنفسه ما يشاء من مواقف ، وان يرفض ما لا يتفق مع معتقداته،وكثيرا ما كان يستقيل من عمله ويلجا الى منزله في الريف اذا رأى ان هذا العمل قد يفرض عليه مواقف لا تتفق وآراءه ، ولا يعود لاستئناف العمل الا وفق شروطه الخاصة .

وقد حفظ لطفي السيد القران في كتاب القرية وهو في سن العاشرة ، ودرس في المدرسة الخديوية بالقاهرة وفيها جمعت الصداقة بينه وبين زميله في الدراسة عبد العزيز فهمي ، الذى اصبح فيما بعد صديقه الحميم وشريكه في المحاماة . ثم التحق بمدرسة الحقوق حيث زامل رجالا كتب لهم ان يصبحوا من قادة مصر في هذه الفترة . واتصل بالشيخ محمد عبده . واهتم اهتماما خاصا بالصحافة فحرر بالاشتراك مع عبد الخالق ثروت واسماعيل صدقي ، اللذين اصبحا فيما بعد من رؤساء الوزارات ، « مجلة التشريع » ، وكان على اتصال بكبار المثقفين والمفكرين .

وفي سنة ١٨٩٣ ، اى قبل سنة من تخرجه من مدرسة الحقوق ، امضى اجازة الصيف في اسطنبول ، فشاهد عن كثب فساد الحكم العثماني ، وانعدام الحريات ، مما كان له ابعد الاثر في تفكيره السياسي . وفي اسطنبول حضر مجلس جمال الدين الافغاني ، فاثر فيه بطلاقته في الحديث وقوة حجته ، وهما صفتان طبعتا شخصية لطفي السيد ، وكان لهما ابلغ الاثر في تلاميذه .

وبعد ان انهى دراسة الحقوق شغل منصبا حكوميا مدة سنتين، ثم مارس المحاماة سنة واحدة. وخلال هذه السنوات عرف الشيء الكثير عن مساوىء البيروقراطية . ورأى ان طريقه للاصلاح هى الاشتغال بالسياسة ، ولهذا اسس سنة ١٨٩٦ ، مع زميله عبد العزيز فهمي جمعية سرية كان هدفها الاساسى العمل ضد الاحتلال البريطاني .

احمد لطفي السيد

واحب ان ابين هنا انه في مطلع القرن العشرين، كانت تتنازع ساسة مصر ومصلحيها ثلاثة اتجاهات: دعاة الجامعة الاسلامية الذين يريدون ان تعود مصر الى ما كانت عليه قبل الاحتلال البريطاني سنة ١٨٨٢ جزءا لا يتجزأ من الامبراطورية العثمانية . والوطنيون الذين كانوا يدعون الى هذه الدعوة نفسها مع القول ببقاء الخديوى نائبا عن السلطان العثماني ، ويتزعم هذه الدعوة مصطفى كامل ،ويؤيدها الخديوى . وكانت هناك كتلة ثالثة صغيرة ولكنها ذات نفوذ قوى استرشدت بالافغاني ومحمد عبده ، وتعاطفت مع حركة احمد عرابي وعرفت بانها كتلة محمد عبده او (حزب الامام) ، ومن رجالاتها سعد وفتحي زغلول ، وقاسم امين ، ولطفي السيد ، الذين كان الخديوى يرتاب فيهم لعطفهم على دعوة عرابي . وعندما فشلت ثورة عرابي تخلى محمد عبده وتلاميذه عن نشاطهم الثورى ، وركزوا جهودهم في الاصلاح معتقدين انه الوسيلة الوحيدة التى تعد الشعب للتحرر من الاحتلال .

ولعل القول التالي للطفي السيد يعبر بايجاز بليغ عن رأيه في الاصلاح ، فهو يقول : « لو كنا نعيش بالخبز والماء لكانت عيشتنا راضية . ولكن غذاءنا الحقيقي الذى به نحيا ومن اجله نحب الحياة ليس هو اشباع البطون الجائعة .. انما ارضاء العقول والقلوب.وعقولنا وقلوبنا لاترضى الا بالحرية » .

ولعل مهمة السياسي المثقف أصعب وأكثر تعقيد

ـن مهمة السيـاسى العسكـرى . او السـاسى
ترف ذلك لان السياسى المثقف يحاول انتفهم
سورة اعمق طبيعة التغير الاجتماعى . ويحاول
حداد اهدافه التى يسعى لتحقيقها عن طريق
ضه المعترك السياسى . بغض النظر عن الـزمن
ذى تستغرقه فى انتقالها من النظريه الى التطبيق
لنجاح • ومعنى هذا ان السياسى المثقف يجب ان
لك مؤهلات رجل الفكر الذى يستطيع اعداد
هداف ، ومؤهلات رجل العمل الذى يستطيع
ضعها موضع التنفيذ •

وقرر لطفى السيد العمل فى [illegible]
ائه فى الاصلاح الاجتماعى • [illegible]
قد اجتماع للاعيان المتنورين [illegible]
حزب الامه » . وهو حزب [illegible]
لثريه الارسقراطية وعيد [illegible]
حمود سليمان باشا ، واصبح [illegible]
تحرير « الجريدة » واصدا [illegible]
لعدد الاول من الجريدة فى [illegible]
190 • وقد كان تركيب هذا [illegible]
طفى السيد الذى كان يرى [illegible]
العائلات الموسره هى [illegible]
ى البلاد . فهو يريد حمليا على [illegible]
سياسى للدفاع عن « مصالح البلاد [illegible]
غض النظر عن سياسات الاحزاب المستقلة •

تتلخص سياسه حزب الامه فى العمل على تحقيق
لاستقلال ، والمطالبة باعلان الدستور ، وعدم
نتماء مصر الى اى من الباب العالى او بريطانيا•
قد لقيت هذه السياسة ارتياحا لدى اللورد
كرومر ، لانها جاءت مناهضه للحركه المناصره
للخديوى وللباب العالى •

ووقف لطفى السيد جهده بين عامى ١٩٠٧ و
١٩١٤ على المطالبة بالتحرر من الحكم المطلق •
ولكن ان كانت آراؤه واضحة للمثقفين . الا انها
لم تكن قادرة على التاثير فى الجماهير التى اعتادت
على الخطب الحماسيه العاطفية • واخذ زعمـاء
الحزب يتذمرون من ان « الجريـدة » لم تحدث
التاثير المطلوب فى الدعوة لاهداف الحزب . وانها
لم تستطع ان تجتذب اليها سوى فئة قليلة من
المثقفين ، وفشلت فى منافسة صحف اخرى تحظى
باقبال شعبى واسع • غير ان هذا لم يفت فى
عضد لطفى السيد •

وفى سنة ١٩١٥ استقال لطفى السيد من منصب
رئيس تحرير « الجريدة » بسبب عناء العمل تحت
الرقابه المشددة على الصحف . واعتكف فى منزله
فى الريف • واعلن فى لحظه يأس قائلا : « لقد
قررت ان اكسر قلمى وان انسحب من المعترك السياسى»
وقبل بالعمل مديرا للمكتبه الخديويه التى عرفت
فيما بعد باسم دار الكتب المصرية . وعكف على
المطالعه وترجمه كتاب «علم الاخلاق» لارسطو •

ولكن بعد اشتعال الحرب العالمية الاولى [illegible]

[illegible]

وتقديمهم على التعلم [illegible]

[illegible]

برنامجهم على الشكل [illegible] الا ان بالامر
ورفض الاستبداد والخضوع لحكام سواء كانوا
وطنيين ام اجانب ، ورغم انه [illegible]
تحرير الفرد من الظلم والعدوان [illegible]
الوطنيه • ولعل اهتمامه بتحرير الفرد اولا هو الذى
ابعد بينه وبين مصطفى كامل الذى كان همه انهاء
الاحتلال اولا • ولكن اعتزال لطفى السيد للسياسه
لم يكن اعتزالا كليا . اذ انه كان احيانا يشترك
فى الوزارة ويتجاهل الاراء الديمقراطيه التى كان
يدعو اليها •

ولكن كيف يمكن تحقيق حريه الفرد ؟

باختصار . يرى لطفى السيد ان الفرد يمكن
ان يكون حرا اذا حددت سلطات الحاكم وشارك
الشعب الحاكم فى سلطته عن طريق ممثليه فى
مجلس الامه وذلك بموجب دستور مكتوب • اى انه
اراد اقامة حكم نيابى ديمقراطى • وتنظم احزاب
سياسية ينطق ممثلوها فى البرلمان باسم الشعب•
اى انها ديمقراطية برلمانيه تتزعمها صفوة مختارة

من المتعلمين الذين ربوا على حب الوطن،وتسلحوا بالافكار النيرة الواعية الى الخير والتقدم والاخلاق. وكان يؤمن ان الحرية فطرية في الامة . تنبثق من حق الشعب الطبيعي في ان يكون سيد نفسه .

ونلاحظ ان لطفي السيد استقى آراءه هذه من دراسته للفكر الاوروبي ، وبخاصة فكر القرن التاسع عشر كما يبدو في مؤلفات ميل ، وسبنسر ، واوغست كونت ، وغيرهم . وهذا هو السبب الذي دفعه الى ترجمة مؤلفات ارسطو الى العربية ، لانه ادرك مدى اعتماد هؤلاء المفكرين على الفكر اليوناني . فترجم « علم الاخلاق » (١٩٢٤) و « الكون والفساد » (١٩٣٢) ، و « علم الطبيعة » (١٩٣٥) ، و « السياسة » (١٩٤٠). اما افكاره عن المجتمع المصري فهي نتاج تاملاته واختباراته الشخصية . ولم يشك لطفي السيد ابدا في قدرة مصر على تحقيق التقدم اذا اقبلت على التعليم ، فهو يقول : « ان كل ما نحتاج اليه هو الاستمرار في التعليم - واكبر اعداء التقدم اثنان : الياس والكسل » .

ماذا كانت اساليب لطفي السيد في نشر ارائه ؟

اولها : الصحافة ، كما اشرنا .

وثانيها عن طريق تلاميذه من الشبان الذين كانوا يترددون على مكتبه او منزله او يجلسون اليه في المقاهي خلال الاجازات والعطل . حيث كان يشرح لهم اراءه في الحرية والديمقراطية وافكاره في المجتمع المصري . وكان لطفي السيد محدثا بارعا ، شديد التاثير في سامعيه . وكان محبوبا لدماثة خلقه ، ووفرة ادبه . كل هذه الصفات جعلتهم يلقبونه «استاذ الجيل» ، لا تملقا ولا تقربا .

وثالثها انهماكه في مؤسسات ثقافية واكاديمية بعد اعتزاله الصحافة . فعمل فترة قصيرة مديرا لدار الكتب المصرية ، واسهم في انشاء الجامعة المصرية وكان اول مدير لها عند اعادة تنظيمها وشارك في نشر التعليم العالي . واصبح رئيسا لمجمع اللغة العربية الذي كانت مهمته الاساسية ابتكار كلمات عربية للمفاهيم والافكار الجديدة . ومن هذا المنطلق ايضا اقبل على ترجمة ما يحقق غايته من الفكر الغربي . وحث تلاميذه على ترجمة خير ما في التراث الغربي ، لان العصر كان عصر ترجمة لا خلق وابداع .

كان احمد لطفي السيد خطوة في تاريخ مصر لاعداد الشعب لممارسة حقوقه . وعاش حياته كلها محاطا بالاحترام والتقدير ، حتى ان الزعيم الراحل جمال عبد الناصر عرض عليه في سنة ١٩٥٤ رئاسة الجمهورية ، ولكنه اعتذر لكبر سنه معبرا عن سروره بهذا العرض .

محمود السمرة

من الكتب التي وصلتنا

الاسلام دعوة عالمية ومقالات اخرى

تاليف : عباس محمود العقاد
اعداد وتقديم : محمود احمد العقاد
الناشر : منشورات المكتبة العصرية / بيروت

● يضم هذا الكتاب بين دفتيه مقالات وابحاثا كتبها الاستاذ العقاد في اوقات مختلفة ، ونشرتها له مجلة الازهر والهلال ، وغيرهما من المجلات المصرية السيارة ، بعضها من وحي مطالعاته في امهات الكتب التي درس فيها مؤلفوها امورا تتعلق بالاسلام ومبادئه او نبي الاسلام ومزاياه. وبعضها اجوبة على مسائل بعث بها القراء الذين يستفسرون فيها عن مسالة غامضة حيرتهم او يستهدون فيها عن بعض الشكوك التي راودتهم.

وقد يجد القارىء لاول وهلة فجوة بين عنوان

لكتاب وعناوين مقالاته ، ولكن بعد التدقيق وامعان النظر يكتشف ان هناك محورا تدور حوله تلك المقالات والابحاث ، وهو كون الاسلام دعوة عالمية موجهة الى الناس كافة بخلاف ما يذهب اليــه البعض الذين ينتحلون الحجج الواهيــة ويحرفون الاقاويل عن جهل وسوء نية ليثبتوا ان الدعوة الاسلامية كانت دعوة للعرب وحدهم ولم يدع اليها احد غيرهم .

وفي هذه المقالات والابحاث نجد العقاد يناقش الشبهات التي اثيرت حول الدين والعقيدة ويتعقبها وينقضها ويدافع عن الاسلام بالحجة الدامغة ، وهذه المجموعة تبدأ بمقالات عن النبي صلى الله عليه وسلم وباخرى عن رمضان [illegible] ومن العيدين والهجرة ، اما [illegible] عن الاسلام ومايتصل به في [illegible] يقال عنه في الغرب والشرق

الاحوال الشخصية في التشريع [illegible] مع بيان فاعلية العمل [illegible]

تاليف . الدكتور احمد [illegible]

الناشر . جامعة الكويت

● في هذا الكتاب بالمقارنة بين آراء المذاهب الفقهية في اغلب احكام الاحوال الشخصية ، مع ذكر ادلة كل مذهب وترجيح ما هو أقوى دليلا وتوضيح ما يجرى العمل عليه ، حين تطبق محاكم الكويت منذ نشأتها احكام مذهب الامام مالك ، كما ذكر راى الفقه الجعفري في بعض الاحكام .

وقد ذكر المؤلف ما اتجه اليه مشروع قانون الاحوال الشخصية الكويتي الذى يطبق على المنازعات التي تعرض على المحاكم . وهذا المشروع التزم فيه احكام مذهب الامام مالك ما دامت تتفق وعادات الناس واحوالهم وما تعارفوه في التعامل بينهم .

كما اخذ المشرع بآراء من مذاهب الائمة الثلاثة ، ولم يخرج من مذاهب الائمة الاربعة الا في اضيق الحدود . وهذا القانون لا يشمل أحكام الاحوال الشخصية كلها وانما شمل احكام الزواج وما يتعلق به من الولاية والكفاءة والمهر والنفقة والطـــلاق والعدة والنسب والرضاع والحضانة ونفقـــــة الاقارب .

وقد رتب المؤلف كتابه في تمهيد وثلاثة اقسام ،

اما التمهيد فقد وضح فيه معنى الاحوال الشخصية ، وذكر مقدمة مشروع قانون الاحوال الشخصية الكويتي ، اما الاقسام الثلاثة فهي القسم الاول ودرس فيه عقد الزواج ، واحكامه ، ويقع في [illegible] ابواب . والقسم الثاني في فرق الزواج [illegible] ويشمل توطئة وستة ابواب . والقسم [illegible] في الاولاد ويشمل ثلاثة ابواب [illegible]

ابن ابي عتيق ناقد الحجاز

تاليف : الدكتور [illegible]

الناشر [illegible]

● [illegible]

[illegible] نقاد .

اما المحدثون فانهم [illegible] آراء له في النقد الادبي [illegible] الغث ويبصر بالشعر وبما فيه من مواطن القوة والضعف ، ولذلك حاول المؤلف جمع اخبار ابن ابي عتيق من مصادرها واستطاع ان يجمع ٧٤ خبرا ، وهذه الاخبار على قلتها تمدنا بصورة عن حياته وعن طبيعة نقده واتجاهه وارائه النقدية .

والكتاب ينقسم الى خمسة كتب فالكتاب الاول منه يضم تراجم لابي بكر الصديق وآله لان ابن ابي عتيق ينتمي الى اسرة ابي بكر الصديق الخليفة الاول ، والكتاب الثاني يبحث في الغناء العربي من حيث نشأته وتطوره حتى نهاية العصر الاموي ، والكتاب الثالث يشتمل على ترجمة حياة ابن ابي عتيق تتلوها اخباره التي جمعها من المصادر الوثيقة ، والكتاب الرابع خاص باخبار ابي السائب المخزومي مع ترجمة له ، اما الكتاب الخامس والاخير فيحتوي على اربعة فصول : الاول عن النقد في العصر الجاهلي والثاني عن النقد في صدر الاسلام والثالث عن عصر ابن ابي عتيق والرابع عن نقده ومدى ما اسهم به في تطوير النقد الادبي وفتح آفاق جديدة له . ■

التدفئة
بماء ساخن من جوف الارض

● وأخيرا بدأ النجاح يكلل محاولات الغرب لاستغلال مصادر بديلة للطاقة قد تغنيه عن البترول العربي .. ويصدق هذا بخاصة على الحرارة الجوفية (نسبة الى جوف الارض) وهي احدى المصادر البديلة التي دأب الغرب على تطويرها في المدة الاخيرة ..

وتعود بنا قصة الحرارة الجوفية الى فرنسا ، والى بلدة ملون Melun القريبة من باريس . والبالغ عدد سكانها نحو ٤٢٠٠٠ نسمة . فقد اصبحت التدفئة في منازل هذه البلدة تعتمد لا على البترول او الطاقة الكهربائية او غيرها وانما على المياه الجوفية الحارة .

والجديد هنا ليس في العثور على مياه حارة تخرج من باطن الارض .. فقد عرف منذ القدم عن وجود مثل هذه المياه في اماكن عديدة من العالم ونذكر من هذه الاماكن على سبيل المثال ينابيع المياه المعدنية في بلدة الحمة في فلسطين والاردن . ونذكر منها ينابيع حلوان في مصر ، ونذكر كذلك ينابيع كارلسباد (كارلوفي فاري) الشهيرة في تشكوسلوفاكيا .

فالجديد في التجربة الفرنسية انما هو في التحكم بحرارة المياه الجوفية وفي استغلالها لاغراض التدفئة المنزلية . وقد تم ذلك بحفر ثقب في الارض والنزول به الى عمق ٥٨٥٠ قدما . فالمياه الجوفية الحارة (حرارتها حوالي ٧٢ درجة مئوية) تتدفق عبر هذا الثقب الى سطح الارض ، ثم تمر في انابيب ، تلفها اوعية محكمة ، تمر بها مياه من مياه المدينة وهي باردة . فتكتسب من حرارتها ، اى حرارة المياه الجوفية . بعد ذلك تجرى هذه المياه المسخنة ، وقد ارتفعت حرارتها من ١٩ _ ٦٥ درجة مئوية ، تجرى في انابيب الى المنازل فتدفئها .

وجدير بالذكر ان هذا العمل الرائد الباهظ التكاليف في مراحله الاولى ، ليس عملا حكوميا ، وانما هو عمل خاص قام به مهندس على نفقته الخاصة .

الطائرة العملاقة ب ٥٢

● الطائرة الامريكية (ب ٥٢) غنية عن التعريف ، انها القاذفة الكبيرة او بالاحرى القلعة الطائرة التي سببت الدمار والخراب في فتنام طيلة عام او يزيد . وهي طائرة حديثة لم يمض على صنعها سوى ٢٠ سنة ... ومع ذلك فقد اعتبرت هذه الطائرة في حكم الاسلحة القديمة والاطرزة البالية في نظر سلاح الجو الامريكي . وقد لا يمضي زمن طويل حتى تتخلص امريكا من مئات الطائرات التي لديها من هذا الطراز ، ب ٥٢ فتبيعه بالجملة ، وبأثمان بخسة الى شتى الدول التي طالما تمنت الحصول عليها ..

اما الطائرة التي اعدت لتحل محل القلعة الطائرة ، فهي طائرة ب ١ . وق

بحر قزوين يفقد ماءه

● يقع بحر قزوين كما هو معروف في الاتحاد السوفياتي ويحتل مكانة مرموقة بين مصادر الاقتصاد الوطني هناك نظرا للثروات الهائلة التي كان يجود بها هذا البحر ومازال ... وحسبنا ان نذكر ان الكافيار الاسود الذي تشتهر به الاتحاد السوفيتي يستخرج أكثره من اسماك بحر قزوين ، ومن سمك ستورجيون (Sturgeon) على وجه التحديد . أضف الى ذلك الثروة البترولية التي تحملها الناقلات من « باكو » في أقصى الجنوب ، الى شتى الموانىء الواقعة على شواطىء بحر قزوين الشمالية .

ولكن هذه الثروات باتت في خطر .

فقد لاحظ العلماء ان الماء في بحر قزوين كان في تناقص مستمر ، ومستواه في انخفاض متواصل .. وقد بلغ هذا الانخفاض أكثر من ثمانية اقدام ، منذ سنة ١٩٣٠ . وأدى نقصان المياه هذا الى تلف التجهيزات الخاصة بصيد الاسماك في موانىء الصيد المنتشرة على شواطىء ذلك البحر ، فضلا عن نقصان كمية الصيد من سمك ستورجيون وغيره الى اقل من النصف .

لذلك اتجهت النية الى شق قناة تعوض بحر قزوين عما يفقده ، من ماء . ويبلغ طول هذه القناة (٧٠) ميلا (١٠١٫٣ كيلومتر) فهي اذن عملاقة في طولها . وتبلغ حوالى ٢/٣ قناة السويس طولا . وستصل هذه القناة بين نهر بشورا Pechora وبين نهر الفولجا ، بل نهر كاما Kama احد روافد الفولجا .. وهذا يعني ان مياه نهر «بشورا» ستصب في نهر «كاما» ، ثم في نهر الفولجا واخيرا في البحر الذي يصب فيه هذا النهر ، بحر قزوين .

والخطورة في هذا المشروع هي في انه يستهدف تغيير مجرى نهر بشورا الطبيعي. فمياه هذا النهر تتجه اصلا الى الشمال لتصب في بحر برنتس . ولكن مجراها سينعكس بعد تنفيذ المشروع فتتجه نحو الجنوب لتصب في نهر كاما ، فتزداد مياه هذا النهر وتزداد بالتالى مياه نهر الفولجا (انظر الخريطة) ولما كان نهر الفولجا يصب بدوره في بحر قزوين فان مياه هذا البحر ستزداد هي الاخرى تبعا لتنفيذ المشروع .

وسيعمد السوفيات الى التفجير النووى لشق ٤٠ ميلا اى اكثر من نصف طول القناة المرتقبة وسيقيمون عددا من السدود تمكنهم من تحويل مجرى النهر على نحو ماأسلفنا . ■

قصة

المعجزة

بقلم : محمود منسى

■ انقضى الليل ، ولم تبق منه الا بقية اخذت بددها اشعة الفجر الوليد . وفى منزل من منازل لدينة الكبيرة سهر أهله طول الليل فى انتظار اتل ..

ودق جرس الهاتف .. واسرع رب المنزل للرد ليه فى لهفة وقلق .. الو .. من المتحدث ؟ رجوك ان ترفع صوتك ..

فاجابه المتحدث : هنا المستشفى العام .. لاستعلامات .. مكتب الاستعلامات .. نريدالسيد اسم البحار فرد جاسم ، وقد اصابه كثير من لقلق .. انا الذى اتشرف بالحديث اليك .. اجابه المتحدث فىاقتضاب : ترجوك ادارة المستشفى لحضور لمكتب الاستعلامات فورا ..

وتشبث جاسم بسماعة الهاتف ، واستنجد المتحدث : لماذا بربك ؟ وما السبب ؟

ولكن المتحدث اغلق الهاتف، وانهى الحديث ..

واسرع جاسم بارتداء ملابسه ، وقد اوجس يفة من هذه المكالمة ، وساورته الظنون خوفا على لده الغائب عن المنزل طول النهار .. واحس ان قبضة حديدية تعتصر قلبه ..

وركب سيارته،وقطع الطريق من منزله الواقع فى مواحى المدينة الى المستشفى العام فى وقت قصير ريع ، واوقف سيارته داخل المستشفى وهرول الى لاستعلامات ، وابلغه الموظف ان الطبيب فى نتظاره فى الغرفة المجاورة لغرفة العمليات ، يرجو ان توافيه فى اقصى سرعة ممكنة ، ودله لى الطريق الى هناك .. وعندما دخل على لطبيب لم ينتظر حتى يشرح له جلية الامر ولكنه ادره قائلا فى لهفة :

ماذا حدث ياسيدى .. اخبرنى .. ارجوك ياسيدى الطبيب ..

فرد عليه الطبيب بهدوء ، فقد تعود هذه المواقف بعد ان طلب اليه الجلوس : هدىء من روعك ياسيد جاسم ، قضاء اخف من قضاء ، وقد قدر الله ولطف .. ولكن هذه الاجابة لم تشف غليل جاسم، بل زادت الامر غموضا .. فقال مستعطفا . ارجوك ، انبئنى بما عندك .. ماذا حدث لولدى ؟ هل اصابه مكروه ؟ لقد قضينا الليل واعصابنا مشدودة ، ولم نذق طعم النوم طوال الليل .. فاجابه الطبيب بهدوء يخالطه كثير من العطف : سيدى ان ابنك اصيب فى حادث صدام بين سيارته وسيارة اخرى اثناء رجوعه بعد ان عبر الحدود عائدا الى المدينة .. وكان يقود سيارته بسرعة جنونية كما جاء فى التحقيق .. ونحن مضطرون لاجراء عملية خطيرة وسريعة لانقاذ حياته ، واردنا ان ناخذ موافقتك قبلها ، فرد جاسم فى دهشة ·

وهل هذا الامر يحتاج الى موافقة .. لقد بعثتم رحمة للناس ، واملا فى تخفيف ويلات هده الحياة .. اننى موافق على اجرائها .. اسرع بربك .. فعقب الطبيب فى هدوء غريب : حتى ولو بترنا ساقه ؟

فوجىء جاسم بما يقول الطبيب ، وخيل اليه انه فى حلم مزعج ، وان الحقيقة لا يمكن ان تصل الى هذا الحد من القسوة والمرارة .. وتحسس الكرسى الذى يجلس عليه ، وهو يتمنى ان يكون حلما او كابوسا عارضا .. وليس حقيقة واقعة ، ولكنه احس ببرودة الكرسى .. ورأى الناس يتحركون حوله ، فادرك انه فى دنيا الواقع وليس الامر مجرد خيال او وهم او حلم عابر ..

ثم افاق من افكاره ٠٠ ووجد الطبيب مائلا فى انتظار رده ٠٠ فعاد فكره اليه بعد ان غرق فى بحر من التاملات ٠٠ والرؤى المفزعة ٠٠ فاخذ يستنجد بالطبيب قائلا : استحلفك بالله ياسيدى الطبيب ان تجرى الجراحة دون ان ببتر ساقه ٠٠ اننى لا استطيع ان اتصوره هكذا ، وكيف يستطيع ان يرى نفسه بهذه الصورة ؟ لا شك انه سيمضى من الاسى والحزن ، واجابه الطبيب فى كثير من الصبر : لقد قمنا بالكشف اللازم ، واشتركت معى لجنة استشارية من كبار الاطباء بالمستشفى ووصلنا الى هذا القرار الجماعى ٠٠ ولكن رحمة الله فوق كل شىء ٠٠ ولكن جاسم نسى كل شىء الا صورة ابنه بعد اجراء العملية فاخذ يتوسل الى الطبيب : خذ مالى خذ ما شئت ٠٠ ولكن انقذ ساق ولدى ٠٠ وانقذ حياته ٠٠ انه ما زال فى ريعان الصبا ٠٠ وثورة الشباب ٠٠ لا تكونوا قساة عليه ٠٠ واعملوا ما فى وسعكم ٠٠ فاجابه الطبيب عاتبا : اننا لسنا قساة ٠٠ بل نحن رسل رحمة ، وعملنا هو تخفيف ويلات الناس وآلامهم ، لقد كان ابنك قاسيا على نفسه عندما استولى على السيارة ، وقادها ، وهو غير مؤهل للقيادة لصغر سنه ٠٠ انه هو الذى حكم على نفسه بذلك ٠٠ فاخذ جاسم يلوم نفسه قائلا :لا سيدى٠٠ بل انا جلاده ٠٠ انا الذى قضيت على ولدى ٠٠ وجنيت عليه ٠٠ واعطيته المشرط الذى يقطع به ساقه ٠

ثم اخذ يردد « افعلوا ما شئتم ٠٠ انقذوه ٠٠ شىء خير من لا شىء لا حول ولا قوة الا بالله ٠٠

وبسط الطبيب امامه ورقه واعطاه قلما ، وحدد له مكان التوقيع ، وقد وقع ولكنه لم ير مافى الورقة ٠٠ ولم يقرأها ، فقد امتلات عيناه بالدموع ٠٠ وانصرف الطبيب لاجراء جراحته ٠٠ وبقى جاسم راقدا فى مكانه كجثه هامدة ،وادركته غفوة قصيرة ، ولكنه استيقظ فزعا عندما اعادته الذاكرة الى لقائه مع ناظر المدرسة عندما ذهب اليه يطلب الاذن لولده « حمد » بالخروج من المدرسة لشراء سيارة له منذ اشهر قليلة ، وبعد ان حياه الناظر ورحب به قال جاسم : ارجو ان تأذن لولدى حمد جاسم بالخروج معى اليوم ٠٠

ورد الناظر بقوله : هل الامر هام ؟ ٠٠ سيادتك

تعلمانا فى نهاية شهر الآن .. وهناك اختبارات.. وعليها يتوقف نجاحه او رسوبه . فاجاب جاسم وكانه اراد ان ينهي الحديث : ولكنه الح علي ووعدته ان امر عليه واشترى له سيارة .. ولا اريد ان اخلف وعدي معه .. وقد تضطرني الظروف للسفر بعد يوم او يومين ولكن الناظر فاجأ جاسم بقوله : كم عمر ولدك ياسيد جاسم ؟

فاجاب جاسم بدهشة : قد جاوز الرابعة عشرة من عمره بقليل .. ولكن الناظر لم يترك له فرصة لفض الحديث كما يريد فقال : وتشترى له سيارة في هذه السن ؟ ورد جاسم متضايقا : وما المانع؟

فاخذ الناظر يبين له خطورة هذا التصرف فقال: هناك موانع كثيرة ، كالطيش ، وصغر السن ، وعدم تقدير المسئولية .. والدراسة .. ولكن جاسم ضاق ذرعا : بحديث الناظر واراد ان ينهيه باية طريقة فقال له : يخيل الي ان هذه فلسفة اكثر منها حقائق ، واظنها فلسفة المقلين او المقترين او الفقراء ؟ اليست السيارة وسيلة من وسائل الانتقال في العصر الحديث ؟ وبلع الناظر الاهانة في هدوء ، مع بعض الخجل ، واحمر وجهه ، وسيطر على اعصابه ، فقد تعود مثل هذا ..وتعود ايضا الكياسة واللباقة ..والتعاون مع الآباء ، وحسن استقبالهم .. وتبصيرهم بما يصلح ابناءهم ، لانهم امانة في عنقه ، ووديعة لديه . ولذلك لم نستسلم ، وانما قال في هدوء يخالطه تحذير : اذا نفذت رغبة ولدك ، وهو في سن لا تقدر المسئولية ـ فانك تضع سلاحا في يده قد يستعمله ضد الناس او ضد نفسه ، وسوف تلوم نفسك ياسيدى ، وتندم حين لا ينفع الندم ..

فاجاب جاسم وهو لا زال مصرا على رأيه : سيدى الناظر ان حمد ولد عاقل ، ولكنه يرى ان غيره في مثل سنه من الجيران والمعارف لديهم سيارات ، ولا اريد ان اكون سببا في حرمانه .. فهو الولد الوحيد بين اخوته البنات .. فلم ييأس الناظر ، ولم يستسلم وانما قال : ليس الخطا مبررا للخطا ، فاذا اخطا جارك او قريبك ، فليس هناك مايدعوك للتاسي ؟ وعلى الانسان ان يحكم عقله . ثم استدرك ، وعلى كل فهل توافق ادارة المرور على اعطائه ترخيصا بالقيادة ..اظن ادارة المرور قد حددت سن البلوغ لقيادة السيارات .. فضمن جاسم جوابه مزحة حين قال : ما عليك ياسيدى .. ومن يخبر ادارة المرور بانه لا يحمل ترخيصا .. ليس لدينا اعداء يحملون اليها هذا النبا !!

وضحك جاسم .. وضحك الناظر مجاراة له.. ولكنه لم ييأس .. واراد ان يلقي اليه باخر ما عنده : من المسئول ياسيد جاسم اذا ارتكب ابنك حادثا ؟ الا تعرف المبادىء الاولى للقانون ؟ انك شريك في هذا الحادث ،الا تحمل نفسك عاقبة هذا بصرف النظر عن القانون فلجأ جاسم الى الهرب بعيدا عن الموضوع وقال : رفقا ياسيدى الناظر .. لماذا تنظر الى الموضوع هذه النظرة المتشائمة ،كان الدنيا قد انقلبت رأسا على عقب، ولماذا تغلفها بهذا الغلاف الاسود ؟ ولكن الناظر استرسل في حماس ،وقد اراد ان يلقى بآخر سهم في جعبته : انها الحقيقة الكالحة !! الا تقرأ الجرائد ؟ الم تصادفك صفحات الحوادث ؟ انني ياسيدى عندما اسلم مقود السيارة لصبي في مثل هذه السن .. فانني اعتبر نفسي جلادا له ولمن يوقعهم حظهم السيء في طريقه .. ورفع جاسم يده يريد ان ينهي الحديث في شبه احتجاج :

ارجوك ياسيدى الا تسترسل في هذا الحديث.. انني لا أريد ان اسمع بقيته ، انني لن احرم متعته في سبيل اوهام مفترضة لم تقع ، ولن تقع باذن الله .. وادرك الناظر انه لا فائدة ترجى من هذا النقاش فحقق رغبته وخرج ومعه حمد يكاد يطير فرحا ..

وقفز ذهن جاسم فجاة الى موقف آخر مع المشرف الاجتماعي بالمدرسة عندما وصله كتاب يرجوه الحضور باقصى سرعة ممكنة للتفاهم بشان سلوك حمد ومستوى تحصيله، وفي نهاية الرسالة تكرر الرجاء بعدم التخلف حرصا على مستقبله . واسرع الى المدرسة ، عندما التقى بالناظر .. اخبره بان المشرف في انتظاره ، وعليه ان يقابله في موضوع خاص بولده حمد ، وقاده الفراش عبر دروب واجنحة حتى وصل الى غرفة في الدور الثاني ، استقبله فيها شاب طويل القامة تبدو عليه مظاهر الرزانة والثبات وبعد ان تم التعارف بينهما قدم له كرسيا ثم بادره بقوله : اتعرف لماذا ارسلنا في طلبك ؟

فرد جاسم : لا اعرف التفاصيل ، وانما اعرف ان الامر خاص بحمد كما جاء في كتابكم الذى وصلني بالامس ..

فاجاب المشرف وهو يقلب اوراقا امامه : لقد تخلف نجلكم عن المدرسة ثلاثة ايام متتالية خلال

الاسبوع الماضي . فهل لديكم علم بذلك ؟ فرد جاسم وقد ادهشه الامر : انني اسمع ذلك لاول مرة . ولا علم لي بهذا الموضوع ولماذا لم تتصلوا بي هاتفيا ؟ فاجابه المشرف وهو يتطلع الى شيء مكتوب امامه : لقد اتصلنا بكم مرتين . ولكن الهاتف كان معطلا .. وهز جاسم راسه دليلا على الموافقة . فقد تذكر فعلا ان الهاتف كان به عطب في الوقت الذي حدده المشرف الذي تابع حديثه : الم يخبر حمد احدا من المنزل بغيابه كوالدته ؟ فرد جاسم على المشرف بانها لو كانت تعلم بهذا الامر لما ترددت في اخباره .. وطلب منه ان يرسل في استدعائه لمعرفة جلية الامر . بعد ان تبين خطورته . لانها المرة الاولى التي يتغيب فيها. ولم يكن غيابا عاديا ، بل ثلاثة ايام متتالية بلا عذر .. فاعطى المشرف ورقة مكتوبة للمراسل المدرب على هذا العمل .. وسرعان ما عاد ومعه حمد وفوجىء بوجود والده .وناله كثير من الارتباك لانه ابقى موضوع الكتاب في طي الكتمان عن ابيه واصفر لونه . فقد ادرك انه قد اخل بوعده الذي قطعه على نفسه عندما طلب من والده ان يشتري له السيارة .. وقد اكد انه سيكون عند حسن ظنه كما كان في سنواته السابقة مجدا ومتفوقا ...

ودار نقاش بين الوالد والابن عن سبب الغياب. وبعد ان انكر « حمد » انه غاب هذه المدة الطويلة عاد واعترف بانه اطاع بعضا من رفاقه الذين زينوا له الانقطاع عن المدرسة ، والذهاب لساحة السباق ، اختطها جماعة من الطلاب خارج المدينة . لاختبار سرعة السيارات والمهارة في القيادة وقد رصدوا الجوائز لذلك . واصبح المكان ملجأ لطلاب الفاشلين في الدراسة .. ويوما اخر ذهبوا الى حديقة الحيوان . وزيارة مدينة من مدن الضواحي .. اما اليوم الثالث . فقد ذهبوا الى منزل زميل لهم خلا من الاب والام ، فقد سافر الاب لتجارة وذهبت الام لزيارة ذويها . وقد اجتمعوا هناك للعب الورق . وقضوا يوما كاملا في ضيافته .. وعندما انتهى حمد من حديثه اخذ يبكي كطفل صغير . واعترف بخطئه . واقر بذنبه . وبانه لن يعود الى مثل هذا اذا عفا والده عنه .. ورق قلب جاسم لولده . ولمح المشرف ذلك . فقد كان ذا فطنة . وقد علمته التجارب كيفية معالجة هذه الامور العاطفية .. ولكي يتخلص من هذا الموقف . طلب من حمد العودة الى صفه حتى لا يفوته الدرس.كما فاتته كثرة من الدروس خلال الايام الثلاثة في نهاية الاسبوع الماضي .. وبعد انصرافه اراد المشرف ان يضع صورة كاملة امام الوالد ، فقام الى خزانة مجاورة . وانتزع مجلدا ضخما من بين اقرانه . ثم عاد الى مكتبه . واخذ يقلب صفحاته . ثم فاجأ جاسم بقوله : لقد اخبرني سيادة الناظر بان حمد يمتلك سيارة خاصة .. فاجاب الوالد بالايجاب ثم دار حديث حول وقت شرائها . وتعجب جاسم من سؤال المشرف عن وقت شرائها . ولكن المشرف ربط بينه وبين هبوط مستوى درجاته بصورة لا تقبل الجدل . وكانت نهاية المطاف تخلفه ثلاثة ايام متتالية .. وانصرف جاسم من المدرسة بعد ان [illegible] صلاح ولده في كفه . وبقاء ال[illegible] اخرى . ولكن الامر العجيب ان [illegible] ان يقنع والده بالابقاء على ال[illegible] تارة . وبالرجاء والتوسل تارة [illegible] بعض الاقارب فيما يريد .. وعند[illegible] الى هذا الحد من استعراض الاحد[illegible] امامه الرؤى . واحدته سنة من النوم [illegible] اعصابه المشدودة . وخففت عنه بعضا مما هو فيه . ولم يدرك اطال الوقت ام قصر . ولكنه احس بيد تهزه وتوقظه في رفق فهب من نومه فزعا . ولما عاد اليه صوابه . عاودته الغصة . والم بالموقف مرة ثانية .. ولكن الطبيب عاجله بقوله : حقا انها معجزة .. لقد نجحت العملية !؟

فتمتم جاسم في ذهول . واختلطت الامور في ذهنه : اني ياسيدي لا افهم شيئا مما تقول .. ماذا تقصد بقولك معجزة ؟ .. وكيف نجحت العملية ؟ فاجابه الطبيب . وقد علت وجهه ابتسامة عريضة : لم نضطر الى بتر الساق انها احدى المعجزات ..

وفرك جاسم عينيه واخذ يردد في سعادة غامرة : احقا انها الطبيب العظيم ؟ الن يعيش حمد بساق واحدة ؟ انني سعيد كل السعادة انها سعادة العمر . والفرحة التي لن انساها ماحييت. حمدا لله ، حمدا لله ثم اردف : ولكنك كدت ان تقضي علي عندما اخبرتني بانه لابد من بتر الساق .. فاجابه الطبيب مؤكدا : كان المفروض ان يكون الامر هكذا .. ولكن الله رحيم بعباده.. وقد تداركتنا رحمته في اخر الامر .. ■■

الكويت ـ محمود منسي

امانويل

بمناسبة الاحتفال بمرور مائتى وخمسين سنة على مولد الفيلسوف الالماني

بقلم
الدكتور محمد فتحى الشنيطى

لعل اسم كانط هو الاسم الوحيد الذى تتبلور حوله الفليسفة الالمانية تبلور الفلسفة اليونانية حول اسم سقراط ، اذ تجد فيه خلاصة لها ودفعة جديدة فى تيارها .

ولا غرو فقد ختم كانط بعمله الفلسفى عصر الانوار ، وتخطاه حين ارسى اساسا جديدا لوعى الانسان : وعيه بذاته ، ووعيه بالعالم ووعيه بالله . واذ قوض دعائم الميتا فيزيقا الانتولوجية لم يعد فى الوسع البرهنة على وجود الله برهنة ذهنية خالصة ، وانما بفضل استقلال العقل ، وفعاليته فى ميدان الحياة ، وبفضل عمل اخلاقى نابع من الحرية ، يكتسب الانسان اليقين بالله ، وهو يقين لا يتاح الا بقيام العقل بنقد شامل لذاته بتحليل امكانياته والتعرف على حدوده وطاقاته .

ومن ثم يغدو كانط بحق صاحب المكانة الاولى فى الفكر الفلسفى الحديث ، وهو من حيث هو كذلك دفع فى تيار هذا الفكر امواجا من المشكلات والاهتمامات تتدفق لتجدد حركته وتثير الاذهان نحو رؤى جديدة فى المعرفة والاخلاق والتاريخ الانسانى باسره . ولذلك لم يغال البعض حين قال انتاريخ الفلسفة بعد «كانط» لم يعد كونه تاريخ التامل فى القضايا التى اثارها ، سواء لتاييد موقفه منها والاشادة به او لدحض هذا الموقف والتنكب له .

ومن اسف ان فكر «كانط» لم يجد دائرة واسعة من الجمهور تستجيب له وتتمثل فيه ، بل انكب على دراسته جماعة منالشراح ربما اساء معظمهم اليه . بيد ان عمل «كانط» يظل ، رغم ذلك ، عملا فريدا ، وتراثا مجيدا ، لم تخمد فيه ، رغم ما مر من سنين طوال ، جذوة الروح الثورى وعمق الرؤية النافذة عبر التاريخ .

حياته الخاصة

بيد ان حياة «كانط» الخاصة تكاد ان تضمر امام عظمة عمله ، وان كانت تقدم لنا صورة مشرقة لسلوك المعلم فى خواطره وتوجيهاته .

ولد «كانط» فى ٢٢ من ابريل لسنة ١٧٢٤ بقرية « كونيجسبرج » ، وكان اجداده لامه وابيه منالمزارعين والسقاة والحرفيين فىبروسيا الشرقية وفى كورلاند ، وبعضهم فى لتوانيا . وكان والداه يعيشان عيشة متواضعة اقرب الى المسغبة . وهو مع هذا يفخر بهما فيذكر انهما وان كانا لم يخلفا له ثروة ، فانهما لم يتركا وراءهما دينا ، وقد استطاعا ان يهيئا له تعليما نموذجيا ، مرتكزا على القناعة والاستقامة .

وبفضل « فرانز البرت شولتز » ـ وكان واعظا واستاذا لاصول الدين ، تربطه بابويه رابطة صداقة ـ التحق «كانط» وهو لما يزل فى الثامنه بمعهد فريدريك Collegium Fredericiamm وهو مدرسة ثانوية تصطبغ الدراسة فيها بالصبغة الدينية التى لا تخلو من تزمت . وفى سنة ١٧٤٠ بدا «كانط» دراساته فى اللاهوت والفلسفة والرياضيات فى جامعة « كونيجسبرج » مسقط راسه . وكان استاذه فى الفلسفة ، هو الاستاذ « مارتن كنوتزن » Martin Knutzen ، الذى سيثنى عليه «كانط» فيما بعد ثناء عاطرا لحرصه على الا يجعل من تلاميذه ببغاوات تردد ما تلقنه دون فهم ، بل شخصيات مفكرة ، يتوخى كل منهم ممارسة التامل والادلاء بالراى بعدالنظر والتدبر.

وعقب وفاة ابيه سنة ١٧٤٦ قطع كانط دراسته التى استمرت زهاء سبع سنوات ، ولحاجته الى المال ، اشتغل لسنوات عديدة معلما خاصا . وفى تلك الحقبة من حياته انصرف الى استكمال ثقافته العامة ، مستفيدا من خبرات السنين واحداثها

مستخلصا منها القدرة على فهم الحياة ومواجهتها .
وفي سنة ١٧٥٥ حصل على درجة الماجستير . وفي نفس السنه عدا مؤهلا للتدريس في التعليم العالي بدراسته عن « توضيح جديد للمبادىء الاولى للمعرفة الميتافيزيقية » . واصبح بذلك استاذا حرا Magister Legens بجامعه كونجسبرج .
وتجلت براعته كمحاضر وسعة اطلاعه وعمق فكره في ذلك النشاط الواسع الذي مارسه في التعليم وتناول فيه فروعا متعددة من المعرفه في الرياضيات ، والفيزياء ، والمنطق ، والميتافيزيقا ، والفلسفة الاخلاقية ، والحق الطبيعي ، والموسوعة الفلسفية ، واللاهوت الطبيعي ، والتربية ، فضلا عن الجغرافيا الفيزيائية ـ وكان اول من درسها في جامعة ألمانية ـ والانثروبولوجيا . غير أن ما يسترعي الانتباه أن « كانط » في هذا النشاط الموسوعي في دروسه لم ينوه بفلسفته الخاصة .

الأب والابناء

ويذكر الكاتب « راينهولد لونز » Reinhold Lenz ، وكان من المتابعين لدروسه أنه كان يؤثر البساطة في التفكير وفي السلوك . وكان يمتعض من التزمت في العقيدة ومن الاستبداد بالرأى ، يختص تلاميذه بالحدب والرعايه ويحوطهم بعطف الأب ، مشجعا لهم على النقد والتحليل وعلى اتباع نظام صارم في الدراسه .
وما أن عين أستاذا للمنطق والميتافيزيقا في جامعة « كونيجسبرج » سنة ١٧٧٠ ، وهو في السادسة والأربعين حتى فاض انتاجه في محاضراته وكتبه وتحددت معالم فلسفته . وقد ظل يشتغل بالتدريس في الجامعة الى ان اثر الاعتزال سنة ١٧٩٦ ، ومات سنة ١٨٠٤ ، وقد ترك لنا انتاجا فكريا ثمينا يغطي نصف قرن من ١٧٤٩ الى ١٧٩٩ .
وحياة «كانط» ذاتها بالنسبة لانتاجه ليس فيها، كما المعنا ، ما يثير . هي حياة شغلها التامل

صورة لامانويل كانط ... سنة ١٧٨٩

المصب لفكر انصب اهتمامه الأكبر على التدريس .
ولكننا رغم هذا نجد من التجني على صاحبها القول بانه عاش في عزلة عن الدنيا وعزوف عن شواغلها وغيبة عن أحداثها . فلقد كانت الحياه في نظر «كانط» واجبا ساميا ينهض بادائه على الوجه الذي يرضي الضمير ، وكانت محاضراته الجامعية تجمع الى جانب الدراسة الخالصة التوجيه الأخلاقي السديد . من ذلك ما أثر عنه في أحاديثه الى طلابه قوله : ان الأستاذ الجامعي في حرج شديد ، فهو يود من صميم قلبه أن يلم طلابه بالوان متعددة من المعارف ، بيد أنه يخشى في الآن نفسه أن يستغرقوا في حشد لا ينتهي من المعلومات وأن يتعجلوا الحكم على الأشياء ، فتخرج منهم جماعة من أنصاف المثقفين بضيق نظرتهم ويختنق أفقهم فتعمى بصيرتهم، ويكون الخطر منهم أفدح من ذلك الخطر الذي نخشاه من الأميين والجهلة .
فهنا دعوة الى الوضوح في الفهم والسلامة في التفكير ، لا على أساس حشد المعلومات ، وانما على دعامة منهج واضح يعول فيه على النظرة العقلية النقية التي لا تشوبها شائبة من انفعال

، أنه فى سنة ١٧٧٠ ، حين صار استاذا
بجامعة « كونيجسبرج » نشر فى نفس
الة باللغة اللاتينية بعنوان : « صوره
حسى والعالم العقلى ومبادئهما » • وفى
لة ظهرت لاولمرة بعض الافكار الاساسيه
نه • فاذا لاحظنا أن «كانط» قد ذكر ،
كتاباته واحاديثه ان سنة ١٧٦٩ تعد
مة فى تفكيره ، لتبينا ، أن هذه الرسالة
، أول اعلان للفلسفة الكانطية • ويقول
نفسه عنها انها سنة الالهام والضوء
ويمكننا أن نصوغ القاعده الاساسية
ت له آنذاك على النحو التالى : ان
المبادىء التى تعد الشروط الضروريه
، لشىء ان يكون موضوعا لمعرفتنا يجب
صورا ومبادىء صالحة لكل تجربة •
انط» هذه القاعدة على الزمان والمكان ،
اعتبارهما صورتين لاحساسنا ، أى من
هما الاطار العملى الضرورى الذى بدونه
لاحساس ان يكون احساسا • وبعد هده
ذانابالثورة الكانطية فىالفلسفة المناظرة
كوبرنيقية فى الفلك : فالاشياء تدور
ت العارفة دوران الكواكب حول التمس•

العقل •• المشرع الأول

ت أن «كانط» كان بسبيل نضاج مذهبه
وكان متأنيا فى ذلك غاية التأنى ، ولهذا
حد عشر عاما فى تطبيقات هذه الفكرة
فبعد ان كان يتحدث عن الاحساس نراه
ن الظاهرة ، وبعد أن كان ينظر الى
اح يتطلع الى ما يحكمها • لقد اتضح
نه اذا كان هناك شروط لابد من توافرها
لظواهر على النحو الذى نشاهدها عليه
الشروط لا يمكن أن تستخلص من واقع
هر بل هى مستمدة من العقل البحت ،
، هذه الشروط لازمة لزوما تاما لكى
ر ، وما دامت هذه الشروط عقلية فان
لزوما تاما للتجربة • وليس فى وسعنا
ونحن بصدد البحث فى امكان العلم ان
زحمة هذه الظواهر بينما نترك المشرع
الذى وضع شروطها وهو العقل • وعلى
ق الىتعمق الظواهر لا يكونباستعراضها
صفاتـها ، وانما يكون أولا وبالذات
روطها أى بالنظر فى العقل •

ان المهمه الاساسية للفلسفة هىالتحليل والنقد
لا بتبديد الجهد فى تحليل الظواهر ذاتها ، بل
بنقد العقل • وتجلت هذه الفكرة متبلورة فى
عمدة كتبه « نقد العقل الخالص النظرى » الذى
صدر سنة ١٧٨١ ، ويعتبر هذا السفر القيم ،
رغم وعورة أسلوبه ، بحثا تحليليا دقيقا لأصول
المعرفة وغاياتها • وقد قيل بحق ان كل من سحث
فى نظرية المعرفة ، يبدأ بكتاب «لوك» : « مبحث
فىالفهم الانسانى » ، ثم لا يلبث أن يتجه الى
كتاب «كانط» : « نقد العقل الخالص النظرى » ،
حيث تنفتح أمامه آفاق لم يكن فى وسع الفيلسوف
الانجليزى أن يوجهه اليها • ان فى ...
بحثا جادا عميقا عن الشروط الض
لكل معرفة صحيحة ، فضلا عن
العقل وتوضيح لمعالم النطاق ال
الالتزام به ، فالكتاب من ثم دليل
الفذة فى ميدانه ، وعلى عجزه
منه فى غير ميدانه • وليس معنى
قد استطاع فى هذا الكتاب أن يجد ...
لمشكلة المعرفة ، فان هذه المشكلة تثير حنها دائما
مشكلات أخرى •

وما كاد «كانط» يحس بما فى كتابه من مسمة
واستعصاء حتى أخرج بعد عامين كتابا جمع فيه
باختصار وفى وضوح الافكار الاساسية ، وهو :
« التمهيدات الى كل ميتافيزيقا تبغى ان تكون
علما » ، وقد صدر سنة ١٧٨٣ • ولم يكد «كانط»
ينتهى من عرض أسس فلسفته النظرية حتى دفع
الى الناس بكتابه : « نقد العقل الخالص العملى »
الذى صدر سنة ١٧٨٨ ، وقد بسط فيه تصوراته
الأخلاقية » •

أسس الأخلاق عند كانط

لقد تخلى «كانط» من البداية عن ذلك المنهج
النفسانى الذى كان متبعا فى كثير من المذاهب
الأخلاقية ، وبخاصة عند فلاسفة الحس الاخلاقى
الاسكتلنديين : «هاتشسون» و «شافتسبرى» و
«هيوم» • فلقد ارتأى «كانط» أن ميدان الأخلاق
لا يمكن أن يكونا ميدانا لتحليل العواطف البشرية،
والا كانت المبادىء الأخلاقية مبادىء متنازعا عليها
متجاذبة بين أطراف الانفعالات ، خاضعة للميول
والرغبات • وانما للاخلاق كما للمعرفة أسس
ميتافيزيقية راسخه • ومعنى هذا انللاخلاق أصولا
عامة شاملة صادقة فى كل زمان ومكان ، تهيمن

على العمل الإخلاقي وتصبغه بصبغة الدوام والرسوخ والاستقرار • وعلى هذا فمهمة «كانط» في كتابه « نقد العقل العملي » هي اتصال لمهمته في كتابه « نقد العقل النظرى » • فكما أنه يحلل في أحدهما أصول المعرفة البشرية ويردها الى قواعد عقلية ثابتة ، فهو في الآخر يحلل أصول الأخلاق ويردها الى قواعدها العقلية الثابتة • وكذلك كان شانه في كتاب : « أسس ميتافيزيقا الأخلاق » الذى صدر سنة ١٧٨٥ ، قبل «نقد العقل العملي» بثلاث سنوات • وكما يمكننا أن نقول ان كتاب « التمهيدات الى كل ميتافيزيقا مستقبلة •• » هو بمثابة ملخص لـ « نقد العقل النظرى » ، فبوسعنا القول ان كتاب « أسس ميتافيزيقا الأخلاق » يعتبر موجزا عاما لكتاب « نقد العقل العملي » ، مع فارق واضح وهو أن «التمهيدات» صدر بعد « نقد العقل النظرى » بغية تبسيطه وتخفيف وطاته على الافهام ، بينما « أسس ميتافيزيقا الأخلاق» صدر قبل «نقد العقل العملي» لتهيئة الأذهان له واعدادها لحسن قبوله • ويمضى «كانط» في مهمته ، فيصدر له كتاب « نقد ملكة الحكم » سنة ١٧٩٠ ، وفيه دراسة فاحصة لمشكلات الجمال ، يحسم فيها بالطريقة التى يحسم بها في مشكلات المعرفة والأخلاق •

فلسفته

وفي فلسفة «كانط» خيط يصل بين جوانبها المختلفة كما يصل الخيط بين حبات العقد • وقد بيّنا من قبل أن من الخطأ الظن بان «كانط» كان بمعزل عن الحياة الانسانية عامة ، وان بدت حياته الخاصة منحصرة في دائرة صارمة من العكوف على البحث واعداد المحاضرات والتاليف • فلم يكن يفوته ، وهو يعيش في بروسيا الشرقية ، أن يلحظ بعين الاهتمام كل ما يدور حوله في عالم الطبيعة وعالم الانسان • ولئن لم ينجذب نحو الترحال كما انجذب «روسو» ، فان هوايته الأثيرة عنده كانت مطالعة قصص الرحلات ، والكتب التى تتناول ظواهر البيئة الجغرافية ومعالم البيئة العمرانية • وكان يرى أن مطالعته لهذه الكتب تفيده فائدة جمّة في مهمته التربوية والعلمية التى ينهض بها في الجامعة • لقد كان يتتبع بشغف تقلبات الأحداث السياسية تتبعه لتطورات العلوم الطبيعية • وكانت تلهب خياله ثورة أمريكا الشمالية والثورة الفرنسية ، حيث كان يرتئي في مثل تلك الثورات ايذانا بان الانسانية انما تخطو خطوات الى أمام نحو التفاهم الكامل بين الناس بارساء القيم الأخلاقية النقية المنبثقة من الارادة الخيرة • وكثيرا ما كان يدير المناقشات مع طلابه وأصدقائه في غير أوقات الدرس ، حول أحدث المكتشفات في ميدان العلم ، وحول اهم المشكلات في مجال السياسة • ولا ريب أن مؤلفاته الزاخرة بالتصورات الجديدة قد حببته بالشهرة والمجد ، حتى أن حشودا من المثقفين وطلاب المعرفة كانوا يفدون الى «كونيجسبرج» لرؤيته واستشارته في مشكلات متنوعة •

تحفظه ازاء الدين

وكان « كانط » متحفظا ازاء الدين والسياسة، وكان تحفظه اشد بالنسبة للدين• وقد أثار بحثه عن « الدين في حدود العقل الخالص » ، وقد صدر سنة ١٧٩٤ ، ثائرة المتزمتين من رجال الكنيسة • ومع انه كان يتوخى دائما ـ وربما كان ذلك عن نية خالصة ـ أن يتحدث عن الدين بتوقير واحترام ، وأن ينوه بقداسة المسيحية وبما فيها من عمق ، وان يبين أن هدفه من البحث يقتصر على أن يضع موضع التحليل لا المسيحية ذاتها بل علاقات المسيحية بالطبيعة البشرية وبالعقل مع هذا كله لم يسلم « كانط » من تنديد رجال الكنيسة • وربما يعزى هذا لطبيعة ما كان يجرى في عصره من جمود يفضى للوقوف في وجه كل نزعة حرة تدعو الى النظر السليم من خلال العقل مع التحرر من ربقة القيود المتخلفة عن العصور الوسطى • أما في السياسة ، فقد اصدر « كانط» سنة ١٧٩٥ كتيبا بعنوان « مشروع للسلام الدائم» يحمل دعوة الى التفاهم العالمي ، ويصوغ الشروط العامة لدوام السلام ، وهي التى ينبغى أن تلتزم بها جميع الدول لتحول دون اندلاع الحرب لأى سبب من الأسباب •

وحسب « كانط » أن يكون داعيا لسلام النفس من خلال اداء الانسان للواجب منزها عن الهوى ومناديا بالسلام الدائم بين البشر ، لكى نساهم بهذا المقال المتواضع تحية له بمناسبة الاحتفال بانصرام مائتين وخمسين عاما على مولده • ■■

د • محمد فتحى الشنيطى

استاذ الفلسفة بكلية الآداب ـ جامعة بنغازى

معالم قمرية تحمل اسماء عربية

القمر
على سطحه جبال ووديان

بقلم : المهندس سعد شعبان

* بحار القمر ليس بها قطرة ماء وجباله تشمخ الاف الأمتار ·

* ثمانية عشر اسما عربيا على معالم القمر ، منها أسماء البيرونى ، وأبو الوفا ، والخوارزمى ، وجابر بن حيان ·

■ تجمع لدى العلماء على الارض ما يقرب من أربعمائة كيلوجرام من صخور القمر واحجاره وأتربته · ولقد حملت هذه الصخور سفن أبوللو الامريكية التى توالى هبوطها على سطح القمر منذ رحلة « أبوللو ـ ١١ » فى يوليو عام ١٩٦٩ حتى رحلة « أبوللو ـ ١٧ » التى انتهت فى ديسمبر عام ١٩٧٢ ·

ولضمان عدم تلوث هذه العينات ، عمد الرواد الى وضعها داخل أكياس معقمة من البلاستيك ، وتجميعها داخل صناديق خاصة · ومن أجل تنويع

ادرها صممت ملاقط وجواريف خاصة درب
واد على استخدامها لانتقاء الصخور والاتربة
معها من اماكن متفرقة ، وعلى أعماق متفاوتة.
ولقد درب بعضهم على استخدام مثاقيب
انيكية خاصة لنخر التربة القمرية حتى اعماق
ب من ٣٠ سنتيمترا لاخذ عينات من تحت سطح
مر .

ولعل السؤال المنطقى الذى يراود الكثيرين ،
: ما سبب جلب هذه الصخور والفوائد التى
كن أن تعود منها ؟

والحقيقة أن عينات الصخور القمرية تتلقفها
امل التحليل الكيماوى للوقوف على مكوناتها من
اصر ومركبات لاكتشاف وجود اية عناصر فيها
نعرفها على الارض .

والهدف وراء ذلك هو الكشف عن الاصل فى
وين القمر بما يلقى الضوء على بعض النظريات
لكية عن اصل تكوين القمر والارض والمنظومة
شمسية كلها .

ولتحقيق التعاون الدولى فى هذا المجال ،
دت أمريكا ما يقرب من خمسة عشر كيلوجراما
، صخور القمر للاتحاد السوفييتى لمشاركتها فى
بحث والتحليل . كما أهدت بضع كيلوجرامات
رى الى بعض الجامعات الاوروبية . وعمدت
ى عرض بعض عينات من صخور القمر فى بعض
تاحف والمعارض فى كثير من الدول .

وسائل لجلب صخور القمر

لقد وضح التباين بين وسائل أمريكا وروسيا
، جلب صخور القمر ، فى صراع صامت يوضح
فرق بين أسلوبى الدولتين فى الابحاث الفضائية.

ذلك ان أمريكا تعتمد فى جلب صخور القمر
لى روادها الذين يهبطون على سطحه . ومن
ل زيادة ما يمكن أن يحملوه منها ، وتنويع
اكن جمعها ، صممت سيارات قمرية خاصة
ستطاع الرواد الانتقال بها بعيدا عن أماكن رسو
ركبات القمرية .

بينما عمد الاتحاد السوفييتى الى تصميم سفن
ساء يمكن أن تحط فوق سطح القمر برفق تم
شق منها ـ بتحكم من الارض ـ ذراع ميكانيكى
. كلابتين ، يستطيع أن يلتقط حفنة من الصخور
ذبها الى داخل السفينة . وبواسطة صواريخ
ع عكسية استطاعت السفينة السوفيتية « لونا
ـ ١٦ » العودة بحفنة من هذه الصخور الى الارض.
وتكرر نفس الامر بواسطة السفينة « لونا ـ ٢٠»
فى فبراير عام ١٩٧٢ . وكان هذا كان ردا صامتا
على الامريكيين ، بأن السوفييت يستطيعون القيام
بنفس ما يقومون به، بدون ارسال بشر الى القمر،
وبتكاليف اقل كثيرا .

والحقيقة أن سلسلة سفن « لونا » السوفيتية
قد بددت كثيرا من المفاهيم الخاطئة عن طبيعة
سطح القمر ، ووضعت العلماء أمام كنز من
الاسرار العلمية .

ذلك أن الاعتقادات التى كانت سائدة لدى
الفلكيين فى أوائل هذا القرن ، هى أن التربة
القمرية رخوة ومفككة وغير متماسكة ويمكن أن
تغوص فيها الاجسام . حتى هبطت السفينة « لونا
ـ ٩ » برفق فوق سطح القمر فى ٣ فبراير عام
١٩٦٦ مستندة الى أربعة وسائد مثلثة الشكل ،
وقامت بعملية جس للتربة القمرية . وأرسلت
الى الارض عديدا من الصور التليفزيونية
لسطحه . وتبين للعلماء من دراسة هذه الصور
أن سطح القمر ليس رخوا ، ويتكون من طبقات
صخريه ، وهذا ما طمأن رواد سفن أبوللو
الامريكية قبل السفر اليه .

طوأوغرافية سطح القمر

أستطاعت سلسلة سفن الفضاء الامريكية
« رينجر » و « سرفيور » منذ أوائل الستينات
تصوير كل شبر على سطح القمر ، وتجمع منها
مسح طوبغرافى كامل يتكون من ملايين الصور
التى توضح التفاصيل القمرية . وبذلك أمكن
تعديل الصور التى تجمعت لدى علماء الفلك
السابقين الذين رسموا الخرائط لسطح القمر ،
منذ عهد جاليليو .

وتتفاوت المعالم الطوبغرافية على سطح القمر،
بين جبال ووديان ومنخفضات وشقوق وأخاديد
وفوهات دائرية .

والجبال القمرية تشبه جبال الارض وبعضها
يشمخ بارتفاع عدة كيلومترات . وقد أطلق
القدامى على بعضها أسماء مماثلة لجبال الارض
مثل جبال « الابنين » ، و « القوقاز » ، و
« الالب » . واعلى قمم الجبال القمرية هى
« دارفيل » وتبلغ ٧٦٠٠ متر . وتظهر الجبال
القمرية للناظر اليها من الارض لامعة لانعكاس

فوهة قمرية من قرب

اشعة الشمس عليها اما المنخفضات القمرية فتظهر داكنـة ، ولذلـك اطلـق عليهـا القدمـاء خطـا اسم «البحار» «والمحيطات» . والحقيقة انه ليس بها قطرة ماء واحدة • اذ ينعدم بخار الماء فى جو القمر ، وليس للماء وجود على سطحه ولهذا لا نجد صورة من صور الحياة عليه ، مصداقا لقوله تعالى : « وجعلنا من الماء كل شيء حي » •

واغلب منخفضات القمر تحمل اسماء الظواهر الجوية كبحر الامطار ، وبحر العواصف ، وبحر السحاب ، وبحر الرعد ، والمحيط الهادى ، وخليج قوس قزح • الا أن أهم ما يميز سطح القمر هو الفوهات المستديرة التى تكسو أغلب السطح ، والتى تتفاوت اقطارها بين بضعـة أمتار وعدة كيلومترات • ويزيـد عدد هذه الفوهـات عن ٣٠٫٠٠٠ فوهة •

أسماء عربية على القمر

تحمل بعض المعالم القمرية أسماء عربية ، منذ نبغ الفلكيون العرب فى الرصد الفلكى • ومن أهمها أسماء العلماء العرب «البيرونى» و «أبو الوفا» و «ثابت بن قرة» و «الفرجانى» و «الخازن» و «أبو عيسى الاسطرلابى» •

ولقد اكتشف العالم الجيولوجى المصرى «الدكتور فاروق الباز» الذى يعمل فى التخطيط لبرامج الفضاء الامريكيـة فجوة جديـدة على القمر فى الصور التى التقطتها سفينة « أبوللو ــ ١٦ » وقد اقترح على « جمعية العلوم الفلكية العالمية » تسميـة هذه الفجـوة باسم « فجـوة العـرب » Arabia Basin • كما اقترح بعدرحلة «ابوللو ــ ١٧» تسمية ثلاث فجوات جديدة اخرى باسـماء العلمـاء العرب «الخوارزمى» و «ابن ... «جابر بن حيان» • وكلهم من أساطين ال...

والحقيقة أن المعالم القمرية التى ... عربية ، يبلغ عددها ثمانية عشر فوهة

ولعله من الوفاء القول بانه اقترح ... اسم المرحوم الدكتور « محمد رضا مدور الفلكيين المصريين على أحد معالم القمر •

الوجه المختفى للقمر

لا يستبين لأهل الارض من القمر الا وجه واحد، ذلك أن تساوى سرعة دوران القمر الذاتية حول محوره ، مع سرعة دورانه حول الأرض تجعل نصفا واحدا من القمر هو الذى يواجه الارض باستمرار• ولذلك سمي النصف الآخر باسم « الوجه المختفى للقمر » • ولم يستطـع أحد من البشر معرفـة تفاصيله حتى اطلق الاتحـاد السوفييتى القمر الصناعى « لونيك ــ ٣ » فى ٤ أكتوبر ١٩٥٩ والتقط صورا لهذا الوجه المختفى اعلنت على الناس عام ١٩٦٠ بعد أن أطلق السوفييت عليها أسماء مشاهير علمائهم، وبعضا من أسماء العلماء الغربيين •

ولا يميز الوجه المختفى للقمر معالم خاصة تختلف عن معـالم الوجه المرئى ، فعليه ايضا جبال وبحار ومحيطات •

وبعد ذلك قام كثير من سفن الفضاء الامريكية والسوفيتية بتصوير معالم هذا الوجه ، بحيث اصبحت كل تفاصيلـه معلومة كالوجـه المرئـى تماما • ■■

مهندس سعد شعبان

رئيس لجنة الفضاء بنادى الطيران المصرى

بقلم
احمد عادل كمال

■ لا شك أن بعض نواحي التاريخ الاسلامي قد نالت ما تستحق من عناية وجهد في القديم أو في الحديث • ولقد استأثر تاريخ القرآن الكريم باعظم قدر من الدراسة يليه الحديث الشريف والسنة المطهرة ، ثم جاءت بعد ذلك سائر العلوم والمعارف• ولقد كان جانب كبير منتلك الدراسات ينصب على الرجال والاعلام ، واظهر ما كان ذلك في علم الحديث باعتبار ان رواة الحديث صاروا جزءا لا ينفصل عن الحديث ذاته ، حتى زخرت كتب التراجم والرجال بعشرات الالوف من التراجم • ورغم هذا فان تلك العناية الفائقة لم تمتد بحيث تشمل قادة الحرب من الغزاة والفاتحين من المسلمين الاوائل صحابة رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن تبعهم ، فان عثرنا على ذكر بعضهم فبصفتهم رواة للحديث فيالاغلب الأعم • وقد يبدو هذا غريبا بالنظر الى أن الفتح الاسلامي كان حركة فريدة في التاريخ ، اكتسحت الشرق والغرب في سنوات معدودة ، وتم أكثرها في نطاق جيل واحد • ولكن يزول العجب اذا عرفنا ان ذلك يرجع الىاهمال دراسة تلك المعجزة الكبرى ذاتها ـ الفتوح ـ وبالتالي لم ينل أبطالها ما يستحقون •

صحابي ليس من كبار القادة

ولسنا نعالج ذلك النقص هنا بمقالة ، وانما نحاول فقط أن ندلل على صواب ما ذكرنا ، فاخترنا لذلك صحابيا لم يكن من كبار القادة ، بل لو وصفناه بانه كان من صغارهم لكان اقرب الى الصحة، وما أكثر عدد هذا الصف من الأركان في جيوش المسلمين الفاتحين ، ولن نقدم له سجلا مسهبا ولكن نقدم ماهو في حدود الممكن المتاح• وبطلنا ليس أسمه مجهولا لدى قرائنا ، ولكن شهرته تكاد تنحصر في حادث واحد هو ماقام بـه من وقيعة بين يهود بني قريظة وبين احزاب الكفر التي جاءت تغزو مدينة الرسول والمسلمين حين

تصموا بالله وراء الخندق. أما ماكان قبل ذلك وماكان بعده من سيرة الصحابي نعيم بن مسعود الأشجعي فهو ماندكره اليوم .

قبيلته ونشاطه

ونعيم بن مسعود من بني أشجع بن ريث بن غطفان . وعلى ذلك فقد كانت منازل قبيلته في نجد . وتدلنا أخباره على أنه كان نسيطا كثير الحركة ، فهو يظهر مرة في مكة ، وأخرى في المدينة .وهكدا .ولم تكن هده ولا تلك من منازله. وقد كان قبل اسلامه كثير التردد على يهود المدينة من بني النضير وبني قريظة . فكانوا يمدونه بالعطاء . ولاتسعفنا الروايات عن سبب تلك الزيارات ولا العطاء . واغلب ظننا انه كان مقابل خدمات يوديها اليهم . واقلها شانا أن ينقل اليهم اخبار قبائل شبه الجزيرة .

نعيم ، قبل اسلامه ، يبوح وهو مخمور ، بسر أفاد منه المسلمون

واول مايطالعنا من أخبار نعيم انه قدم ــ وهو مازال مشركا ــ على كنانة ابن أبي الحقيق في بني النضير . فشرب معه الخمر حتى سكر . وكان في المجلس سليط بن النعمان ــ احد الصحابه ــ يشرب معهم . ولم تكن الخمر قد حرمت . فذكر نعيم والخمر تدور براسه ان عير قريش خرجت من مكة . عليها صفوان بن امية تحمل تجارتهم واموالهم الى الشام . وانه قد تنكب عن جادة الطريق . فسلك على جهة العراق خوفا من أن يعترضهم المسلمون . فقام سليط من ساعته . واخبر النبي صلى الله عليه وسلم بما سمع . فارسل النبي زيد بن حارثة على سرية الى القردة من أرض نجد (وهي بين الربدة والغمرة ناحيه ذات عرق) فسار لهلال جمادى الآخره من العام الثالث في مائه راكب . فاصابوا العير . واسروا دليلهم فرت بن حيان . وافلت اعيان القوم . فقدم زيد بالعير . فخمسها رسول الله صلى الله عليه وسلم . فبلغ الخمس عشرين الف درهم . وقسم ما بقي على اهل السريه .

نعيم ، ياتمر بأمر أبي سفيان ، فيقوم بتخذيل المسلمين عن حرب المشركين

وبعد نحو من اربعة اشهر كانت موقعة احد فاوقع المشركون بالمسلمين . وفي انصرافهم قال ابو سفيان « يوم بيوم بدر وموعدنا العام المقبل » فلما كان الموعد بعد عام نجد صاحبنا نعيم بن مسعود قد جاء مكة معتمرا . فقالوا له : « من اين كان وجهك ؟ » قال : « من يثرب » قالوا : « وهل رايت لمحمد حركه ؟ » قال : « تركته على تعبيه لغزوكم » . قال ابو سفيان : « يانعيم ، ان هـذا عام جدب . ولا يصلحنا الا عام ترعى فيه الابل الشجر ، ونشرب فيه اللبن . وقد جاء اوان محمد فالحق بالمدينة فثبطهم . واعلمهم انا في جمع كثير . ولا طاقه لهم بنا . فياتي الخلف منهم احب الي من ان ياتي من قبلنا . ولك عشر فرائض . اضعها لك في يد سهيل بن عمرو . ويضمنها » وجاء سهيل بن عمرو فساله نعيم : « يا ابا يزيد . تضمن هده الفرائض . وانطلق الى محمد فاثبطه ؟ » قال : « نعم » . فخرج نعيم حتى قدم المدينة فوجد المسلمين يتجهزون .فتدسس لهم .وقال : « ليس هدا براي! الم يجرح محمد؟الم يقتل أصحابه ؟ » فتبط الناس حتى بلغ دلك رسول الله صلى الله عليه وسلم. فقال : « والذى نفسي بيده لو لم يخرج معي احد لخرجت وحدي » فخرج المسلمون وحملوا معهم تجارات فاصابوا للدرهم درهمين ولم يلقوا عدوهم . هده هي بدر الموعد (وهي بدر الثالثه) وكانت بدر . موضع سوق لهم في الجاهلية يجتمعون اليها في كل عام ثمانيه ايام .

نعيم ، بعد أسلامه ، يفرق بين أحزاب المشركين ويخذلهم عن حرب المسلمين

ويجيء شوال العام الرابع ، وقد نجح اليهود في تكتيل قبائل الشرك .فسارت الاحزاب من قريش وغطفان وأسد تريد غزو المدينة . يروى نعيم ماقام به فيقول : « كنت اقدم على كعب بن أسد من بني قريظة ، فاقيم عندهم الايام ، أشرب من شرابهم ، وآكل من طعامهم ، ثم يحملون تمرا على ركابي ما كانت ، فارجع به الى اهلي . فلما سارت الاحزاب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم سرت مع قومي وانا على ديني ذلك . وكان رسول الله بي عارفا ، فقذف الله في قلبي الاسلام فكتمت ذلك قومي ، واخرج حتى اتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بين المغرب والعشاء فاجده يصلي ، فلما رآني جلس ثم قال « ما جاء بك يا نعيم ؟ » قلت : « جئت أصدقك ، واشهد أن ما جئت به حق ، فمرني بما شئت يا رسول الله . » قال « ما استطعت أن تخذل عنا الناس فخذّل » . قلت : « ولكن يارسول الله ، أنتي اقول ؟ » قال : « قل ما بدا لك فانت في حل » . فذهبت الى بني قريظه فقلت : « اكتموا عني ، اكتموا عني .» قالوا : « نفعل » . فقلت : « ان قريشا وغطفان على الانصراف عن محمد ، ان أصابوا فرصة انتهزوها ، والا استمروا الى بلادهم ، فلا تقاتلوا معهم حتى تاخذوا منهم رهنا » . قالوا : « أشرت بالرأى علينا والنصح لنا » .

ثم خرج نعيم الى أبي سفيان فقال : « قد جئتك بنصيحة ، فاكتم عني » . قال : « افعل » . قال : « تعلمّ أن قريظة قد ندموا على ما صنعوا فيما بينهم وبين محمد،وارادوا اصلاحه ومراجعته، أرسلوا اليه وانا عندهم انا سناخذ من قريش وغطفان سبعين رجلا من أشرافهم ، ونسلمهم اليك ، تضرب أعناقهم ، ونكون معك على قريش وغطفان ، حتى نردهم عنك ، وترد جناحنا الذى كسرت الى ديارهم (أى بني النضير) فان بعثوا اليكم يسالونكم رهنا فلا تدفعوا اليهم احدا واحذروهم » . (ثم اتى غطفان فقال لهم مثل ما قال لقريش ، وكان رجلا منهم ، فصدقوه .) وارسلت قريظة الى قريش : « انا والله ما نخرج فنقاتل معكم محمدا ، حتى تعطونا رهنا منكم يكونون عندنا ، فانا نتخوف أن تنكشفوا وتدعونا ومحمدا » . فقال أبو سفيان : « هذا ما قال نعيم » . وأرسلوا الى غطفان بمثل ما أرسلوا الى قريش فقالوا لهم مثل ذلك ، وقالوا جميعا : « انا والله ما نعطيكم رهنا ولكن اخرجوا فقاتلوا معنا » . فقالت يهود : « نحلف بالتوراة ، أن الخبر الذى قاله نعيم هو الحق » . وجعلت قريش وغطفان يقولون : « الخبر ماقال نعيم » . ويئس هؤلاء من نصر هؤلاء ، وهؤلاء من نصر هؤلاء . واختلف امرهم وتفرقوا . فكان نعيم يقول : « أنا خذلت بين الاحزاب حتى تفرقوا في كل وجه ، وانا امين رسول الله صلى الله عليه وسلم على سره » .

في هذه الغزوة نجد نعيما قد وفق كل التوفيق وهو مسلم فيما فشل فيه وهو مشرك . وهو قيامه بمهمة الطابور الخامس وراء الصفوف .

مع الرسول «صلعم»

بعد ذلك ترك نعيم منازل قبيلته . وهاجر الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فسكن المدينة. وكانت ذريته بها من بعده ، وكان صحيح الاسلام يغزو مع رسول الله صلى الله عليه وسلم . وبعث الرسول نعيم بن مسعود ومعقل بن سنان الى بني أشجع يامرانهم بالحضور الى المدينة ، في التجهيز لفتح مكة ، فجاء من أشجع ثلاثمائة كانوا فيجيش الرسول على لواءين : حمل احدهما نعيم ، وحمل الثاني معقل . ومرت اشجع مع الجيش أمام أبي سفيان فسال العباس بن عبد المطلب : « من هؤلاء ؟ » قال : « بنو اشجع». قال ابو سفيان : « هؤلاء كانوا أشد العرب على محمد » . قال العباس : « أدخل الله قلوبهم الاسلام ، فهذا من فضل الله » . كذلك أرسل النبى صلى الله عليه وسلم نعيما الى أشجع في رجب عام تسع للهجرة ، يستنفرها لغزوة تبوك .

وفي العام الحادىعشر بدات الردة تطل بوجهها، فبعث الرسول بعض أصحابه في هذا الامر ،

فكان ممن بعثهم نعيم بن مسعود ، أرسله الى ابن ذى اللحية وابن مشيمصة الجبيرى • وروى سلمة بن نعيم بنمسعود عن أبيه قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ـ حين قرأ كتاب مسلمة يقول لرسوليه اليه : «فما تمولان انتما؟» قالا : « نقول كما قال » • فقال صلى الله عليه وسلم: «لولا أن الرسل لاتقتل لضربت أعناقكما». ولعلنا نلمح فى استخدام الرسول لنعيم فى بعض مهام العرب أنه كان يرى أمكان الاعتماد عليه فى هذا المجال •

نعيم ، له نصيب مشهود فى فتوحات المسلمين

وفى عهد الخليفتين ابى بكر وعمر انطلقت جيوش المسلمين فى حركة الفتوح الكبرى فى اتجاهين أساسين ، اتجاه المشرق من خلال العراق ومن بعده ايران حتى ما يعرف اليوم بباكستان وامتد شمالا حتى أرمينيا وتركستان . واتجاه الغرب الذى بدأ بالشام ثم مصر وليبيا حتى شمال افريقيا • وسار الصحابة رضوان الله عليهم فى هذا أو ذاك يقودون وحدات تلك الجيوش المظفرة • فكان نعيم بن مسعود مع جيش سعد بن أبى وقاص الذى اقتحم مدائن كسرى وأنزل يزدجر الثالث آخر ملوكهم عن عرشه • ولم تنته الحرب مع الفرس بسقوط المدائن وانما استمروا يقاومون ويعيدون تجييش الجيوش للقيام بهجوم مضاد . مرة تلو الاخرى • وتتشعب الفتح تبعا لذلك الى عدة شعب • فشعبة سايرت الفرات نحو هيت وقرقيسياء ، وشعبة سايرت دجلة نحو تكريت والموصل ونينوى ، وشعبة اتجهت نحو جموع الفرس الرئيسية فى جلولاء ثم حلوان ، كما اتجهت قوة الى ماسبذان من أرض ايران • كل ذلك انبثق من جبهة المدائن التى تقع على نهر دجلة الى الجنوب من موقع بغداد •

ولكن عمر فتح على الفرس جبهة ثانية فى الجنوب فوجه جيوشه نحو شط العرب وكان قائده هناك عتبة بن غزوان • كان الغرض الاساسى المحدد لعتبة هو تثبيت القوات الفارسية هناك للحيلولة دون اشتراكهم فى الدفاع عن المناطق التى يجرى غزوها فى الشمال • ولكن نجاح عتبة كان فائقا حتى انه غزا المنطقة فسقطت الأبلة فى يده وأقام قاعدة البصرة الحربية • وكان واحد من أشد قادة الفرس مراسا هو هرمزان يقف بالاهواز من وراء أسفل دجلة وشط العرب ، يجمع جنده ويغير على ما فتح المسلمون باسفل العراق من نهر تيرى الى ميسان (جهة العمارة اليوم) ومن مناذر الى دست ميسان (شرقى شط العرب بجهة البصرة) وطلب عتبة المدد فامده .. بن أبى وقاص بنعيم بن مقرن المز... بن مسعود الأشجعى ، وامرهما ... ميسان ودست ميسان حتى يكونا ... نهر تيرى •

وبعث عتبه سلمى بن القين ، مريطة . حتى نزلا على حدود م... ميسان بين نعيم بن مقرن ونعيم بن مسعود وبين مناذر • وفى الموعد المحدد فيما بينهم تحرك القادة الاربعة بمواتهم،سلمى وحرمله ونعيم،ونعيم،فالتقوا بجيش هرمزان الكبير بين دلث ونهر تيرى فاقتتلوا. وانهزم هرمزان وقتل كثير من جنده، فانسحب حتى شاطيء دجيل (نهر كارون حاليا) وطلب هرمزان الصلح فأجيب الى طلبه، ثم نقض هرمزان صلحه فتجدد القتال ، وعاد المسلمون يهزمونه ويطاردونه حتى رامهرمز،فعاد يطلب الصلح وأجابه المسلمون مرة أخرى • ثم عادو الى نقض الصلح فانهزم ، ووقع فى أسر المسلمين فارسلوه الى عمر •

وهرمزان هذا هو صاحب القول المشهور «عدلت فامنت فنمت» • هذه المعارك التى اجملنا ذكرها هنا نجد تفاصيلها فى دراسات حركة الفتوح •

لا ندرى متى عاد نعيم الى المدينة ، ولكن من المعلوم أنه توفى بها فى خلافة عثمان بن عفان رضى الله عنه • وتذهب رواية الى انه قتل فى يوم الجمل الاول قبل قدوم على رضى الله عنه مع مجاشع بن مسعود السلمى • ■■

القاهرة ــ احمد عادل كمال

اليونورا

قصة من القصص الرمزى للكاتب « ادجار ألن بو »

■ انتسب الى قوم اشتهروا بخصب الخيال ، وحرارة العاطفة ، فلم يكن من العجب ان تكون حياتى تلخيصا ممتازا لعواطف اجدادى الاقدمين ، حتى لقد نعتنى الناس بالجنون تارة ، وبالهوس تارة اخرى ، لشدة تهورى، وجموح عواطفى • بيد ان العلم لم يصل بعد الى رسم حد فاصل بين الجنون المطبق والذكاء الفذ ، فهؤلاء الذين يحلمون فى اليقظة يدركون اشياء عدة قد تفوق ما يراه غيرهم فى نومهم • ولا شك ان احلام اليقظة يراها البعض غامضة ، تلمع فيها احيانا ومضات خاطفة من العالم المجهول ، ولكن هذه الومضات اواللمحات ربما توقفهم على بعض أسرار الخير والشر،الا انها فى نفس الوقت ومضات مبهمة لا تكشف عن خطة او هدف بل هى تخبط فى محيط فسيح من الاضواء الساحرة ولنسلم جدلا ان بعقلى لوثة، او تنتابنى حالتان عقليتان مختلفتان ، وهذا الامر لا يعنينى بحثه الان بقدر ما يعنينى سردالاحداث الماضيةالتى وقعت لى فى مستهل حياتى ، ولست اطلب من القارىء الا ان يصدق ما سأسرد عليه كله، أو ان يطرحه كله •

ان اليونورا التى احببتها فى مستهل شبابى ، والتى اسجل عنها ذكرياتى هذه ، كانت ابنة خالتى الوحيدة التى عشت معها بعد موت امى ، كانت تعيش فى واد استوائى ناء ، حشائشه متعددة الالوان •• فى بقعة مجهولة قلما وطئتها قدم انسان ، وتكتنف هذا الوادى سلاسل من التلال العاليـة تقيـه بعض حرارة الشمس الاستوائية المحرقة ، ولم يكن الوصول الى هذا الوادى بالامر اليسير ، اذ كنا نضطر فى سبيل ذلك الى قطع مسافة طويلة فىصميم الغابة ذاتالاشجار الهائلة، بيد اننا كنا نستمتع بالازهار البهيجة الالوان ذات الاريج العبق ، تكسو الارض على مدى البصر •

هذا هو الوادى الذى عشنا فيه بواكير حياتنا ، منقطعين عن العالم الخارجى ، لانعرف من وراء حدوده شيئا ، حتى ذلك النهر الضيق العميـق الذى يخترقه من الجنوب الى الشمال ، لم نكن نعرف من اين ينبع ولا اين ينتهى •• كانت مياهه تجرى هادئة صامتة تحت اشعة الشمس او ضياء القمر ولكنها لم تكن اشد لمعانا من عينى حبيبتى اليونورا •

لقد اطلقنا على النهر اسم نهر الصمت لان جريانه لم يكن يسمع له خرير •• كان يمر امامنا رائقا صافيا لايكاد جريانه يحرك الاصداف والحصى على شاطئيه ، بل بقيت كلها حيث رأيناها منـذ

سنين لم تتحول عن موضعها ، ولم يخب لهالمعان ، اما فيما وراء الشاطئين فكانت تمتد مساحات خضراء ترسم الازهار المختلفة لها اطارا رائع الالوان ، من الشقيق الاصفر الى الاقحوان الابيض الى البنفسج الضارب الى الحمرة .. صفحة تتحدث جمالها الفائق الى القلب ، في نغم مسحور ، عن حب الله وجلاله .

وكانت أدغال السحر البرى تتراءى هنا وهناك كالأحلام الغامضة ، ترتفع بجذوعها الى قممها السامقة ، مائلة او منحنية ، تجاه المياه المتدفقة وقت الظهيرة على وادينا النواد زهوا بالوانها الابنوسية أو الفضيه الملساء الصافية ، ولكنها لاتعدل وحدها نعومه وصفاء ، وتتخللها النباتات .. الاغصان الملتفة كعبيات هائلة،جاءت لـ لمعبودها ..

خمسةعشرعاما لمتفارق دراعىدراع اليونورا.. تطوف في جنبات هذا الوادى حتى قبل ان يزور الحب قلبينا .

وفي ذات مساء جلست معها تحت شجرة من تلك الاشجار الملتفة ، نتامل نهر الصمت يجرى فى رفق امامنا ، وقد انعكست على صفحته صورتانا.. لم ننطق بكلمة ، او نصف شعورنا في تلك الآونة الرائعة ، بل لم نتحدث عن الغد الا لماما : لقد حرك اله الحب فينا ارواح اجدادنا الاولين ، قوية ملتهبة ثائرة ، وبعث عواطف جنسنا الحساسة المرهفة ، وكنا قد حسبنا ان تقادم العهد أبلاها .

خيل الينا ساعتئذ ان التحول اصاب كل شيء امامنا .. فهذه الاشجار وقد كللتها فجاة ازهار كالنجوم لمعانا ، والحشائش وقد زهت وترعرت ، وانتشرت كالبساط الممدود ، والطيور وقد وفدت جماعات ووحدانا تزقزق وتغرد طربا ، واسماك النهر تضرب صفحة الماء بذيولها الفضية طافية او غائصة كل ذلك لم ندركه من قبل ، حتىالنهر الصامت سمعنا لجريانه فى تلك اللحظة انغاما

اشد عذوبة من انغام « ايلوس » وهي تداعب قيثارها ·· ولكن اين هذا من عذوبة اليونورا !!

وفي تلك اللحظة خلنا ان السحابة القاتمة التي كنا نرقبها من بعيد قد استحالت الوانها ذهبية قرمزية ، وقد انتشرت فوق راسينا حانية تظللنا في سلام كانها سقف بيت مسحور ·

ان حسن اليونورا شبيه بجمال الملائكة ·· ساحرة في غير صنعة ، نقية مطهرة كحياتها القصيرة التي عاشتها في كنف الرياض المزهرة : لم يكن هناك زغل ولا غش يلوث حبها او يخفيه ، بل اخذت تبحث معي في امر هذا التحول الشامل الذي اصابها وتشرحه في صراحة وصدق ·

ولكن اليونورا وجدت في هذا التغير شيئا عجيبا ·· لقد جاءتني يوما حزينة دامعة العين ، وقد رسخ في ذهنها ان هذا التغير ليس الا علامة من علامات الموت ، وانها احست منذ تلك اللحظة بشباك الموت تعترض طريقها ، وهي منذئذ ترى صورته اينما ذهبت ، وحيثما حلت ، واصبح حديثها كله محبوسا في هذه الدائرة القاتمة : لقد استقر في خاطرها انها انما خلقت على هذا الحسن لكي تموت في بكور شبابها ، ولم تفزعها مخاوف الموت او عزلة القبر ووحدة المثوى ، بقدر ما افزعها واحزنها ما كانت تخشاه من رحيلي عن هذا الوادي بعد ان اودعها ثراه ، فانقل حبي الذي وقفته عليها الى حسناء اخرى في العالم الخارجي ، تاركا ذكرياتي في هذا الوادي الصامت·

حدثتني اليونورا بكل ذلك في احدى الامسيات على شاطيء نهر الصمت ، فانكفأت على قدميها متوسلا ان تكف عن حديثها ، واقسمت لها واشهدت السماء على قسمي الا اربط قلبي بقلب حسناء من بنات هذه الدنيا ، بل ساعيش على ذكرياتها الحبيبة ما قدر لي ان اعيش من بعدها ·

ورفعت يدي الى اله الكون الحاكم القهار ان يبارك قسمي ، او ينزل عليّ نقمته ان حنثت بعهدي ، فلمعت عينا اليونورا لمعانا شديدا حين سمعت كلماتي ، وتنفست تنفس الراحة ، كان حملا ثقيلا قد ازيح عن صدرها ، ثم انتفضت انتفاضة عنيفة وانخرطت في بكاء مرير · ولكنها باركت عهدي واطمانت لقسمي ، ولم تعد تخشى من الموت شيئا ·· اليست طفلة غريرة ؟

لقد قالت لي بعد ايام قلائل انها ستذهب الى قبرها راضية مطمئنة لان عهدي اثلج قلبها ، وطمان روحها ، وانها سوف ترقبني بعد رحيلها ، وان سمحت لها ملائكة الفردوس فانها سوف تتراءى لي في الامسيات ، اما ان كان هذا فوق قدرة الارواح السماوية ، فستوحي الى على الاقل بوجودها دائما ، او تحمل نسمات زفراتها ، او تعطر الريح التي انشقها ·· وفي نهاية هذه العبارات المشجية انتهت فجاة حياة اليونورا النقية الطاهرة ، وبموتها ختمت الشطر الاول من حياتي·

كل ما قلته وعاهدت عليه ربي واليونورا ونفسي كان صدقا لا رياء فيه ولا زغل ، ولكنني حين سلكت طريقي في حياتي الجديدة ، وتخطيت بعض عقبات الزمن التي تخلفت عن موت اليونورا ، احسست ظلالا تتكاثف وتتجمع حول تفكيري حتى لقد شككت في سلامة عقلي ·· تابعت مسيرتي في الحياة ، وتوالت السنون ثقيلة متبلدة في وادي الذكريات ذي الاعشاب المتعددة الالوان ·

غير انه حدث تغير آخر شمل كل شيء ، وبدل معالم الحياة ، فالازهار الشبيهة بالنجوم قد جفت على اغصانها وذرتها الرياح ، وحالت الوان الخضرة الزاهية ، وماتت ازهار الاقحوان الابيض ، وذوت ازهار الشقيق الاصفر ، واصبحت كلها اثرا بعد عين ·· اما ازهار البنفسج الداكنة الشبيهة بالعيون ، فقد تفتحت ، ولكن اخضلت اكمامها بقطرات الندى تتحدر كالدموع ·· كل معالم الحياة تراجعت ثم اختفت ، حتى الاشجار العالية المزهوة تساقطت اوراقها وحملتها الرياح من الوادي الى سفوح التلال ، وتبعتها في حزن واسى تلك الطيور ذات الاجنحة الملونة ، ولكنها الان اصبحت تشدو شدوا حزينا ، والاسماك ذات الذيول

بية الفضية انحدرت الى خانق من النهـر
ى الوادى ، فلم تعد تطفو على سطح النهر
امت ، وماتت انغام الجريان الموسيقية العذبة ،
ل مكانها اصوات انين خشنة . اخذت تخفت
ا رويدا حتى عاد النهر الى صمته التقليدى
يم .. واخيرا ارتفعت تلك السحابة الساحرة.
صت معهـا ظلالها السماويـة التـى كانـت
يها على وادى العشب المتعدد الالوان .

مع ذلك فقد ظلت وعودى لاليونورا نصب
ى ، وملء قلبى ، فما زلت اسمع حفيف المباخر
ا ملائكة السماء ، واشم الروائح القدسية
لرة اينما سرت فى هـذا الوادى . وكـانت
حاءات الحبيبة والهمسات الساحرة تحملهـا
سمات الى قلبى كلما احسست الـوحدة ، او
وحشت المكان . اما سمات المساء فقد ملأتها
، النغمات التسجية فتطرق اذنى وتنفذ الـى
ى .

ولكن مرة .. مرة واحدة فقط ، أفقت مـن
ى ، وكان عميقا اشبه بهجعة الموت ، حـين
سست قبلة شفاه روحية تنطبع علـى شفتـى ،
ن هيهات ان تملأ هذه القبلة خواء نفسى المشوقة
، ذلك الحب الغامر الذى كان يملأ فراغهـا
غلغل فى حناياها .. لقد امضنى مقامى فـى
، البقعة ، واصبحت ذكريات اليونورا تهاجمنى
ما سرت ، فرحلت عن هذا الوادى الى الابد ،
اجه باطل العالم الخارجي واضاليله ومدنيتـه
اذبة وتقدمه المزغول .

وجدت نفسى فى مدينة غريبة ، كل شيء فيهـا
ن يعمل على ان يمحو من ذاكرتى احلامى العذبة
ى ساورتنى طويلا حين كنت بالوادىذىالاعشاب
عددة الالوان ، فمظاهر الفخامة والجلال التـى
ناز بها البلاط الملكى الفخم ، وقعقعة السلاح ،
هرج نساء القصر ، كلها بلبلت افكارى.واوقعتنى
حيرة وارتباك ، ولكن حتى الساعة ، بقيت روحى
ينة على عهودها ، وظلت كلمات اليونورا ماثلة
ذهنـى ، تلازمنى روحها الطاهرة فى سـاعات

صمتى كلما هبط الليل ، علـى ان هذه التجليات
أخذت تتـ وتتباعد ، فاظلمت الدنيا لناظرى.ووقفت
مندهشا لتلك الافكار المضنية ، والتجارب القاسية
التى أعانيها .. لقد وصلت الى البلاط الملكى
الزاخر بالوان النعيم ـ حيث كنت اعمل ـ فتـاة
حسناء قدمت من مكان بعيد مجهول ، فهز جمالها
كيانى ، واستحوذ على قلبى الحسيس ، فاستسلم
لقوة اسرها دون مقاومة ، بل سعد فى محـراب
حبها متعبدا خاشعا ، حقا ، لست اعرف الان كـ
ذلك الحب القديم الذى احسستـه يوما لـ
الوادى الصغير اذا قيس بهذا الحب الجديد
او بهذا الافتتان المرتجف الحاد ، بل العبادة
المتحمسة ، او بتلك المشاعر التى صببتها
نفسى دمعا سخيا عند اقدام الحسـناء الا
« ارمنجارد » التى هبطت من المجهول !! ما
اشبه «ارمنجارد» المتألقة الفاتنة بملك سماوى !!
لقد اخفى تالقها وبريقها من قلبى كل ما عداها .

وكلما تاملت عينيها وامعنت النظر فيهما خيل
الى انى عرفتهما وعرفت صاحبتهما من زمـن
بعيد .

لقد تزوجتها ولم اخش اللعنة لحنثى بوعودى ،
ولم اشعر ببشاعـة فعلتى .. ولكن حدث مرة
ثانية ، مرة واحدة فقط ، ان ساورتنى فى هداة
الليل تلك الهمسات التى غابت عنى منذ امد
طويل : تجسمت تلك الهمسات وتضخمت ، حتى
اصبحت صوتا عذبا ، صوتا اعرفه جد المعرفة ،
اخذ يحدثنى قائلا :

« نم فى سلام لان روح الحب بملك ويحكم ..
ان ميلـك حيث مال قلبـك الولهـان ، وحبـك
لارمنجارد ، يحلك من عهودك لاليونورا ، ويبرر
عملـك . ولسوف تعرف اسباب ذلـك فى العالم
الآخر »

■■

ترجمة : رمزى يس

من المسرح العالمي

وزارة الإعلام في الكويت

أول يونيه ١٩٧٥

٦٩

حالة طوارئ

تأليف : البير كامي
ترجمة وتقديم : د. كوثر عبد السلام البحيري
مراجعة : يحيى حقي

حُمَّى البحر المتوسط تصيب الذكور اكثر من الاناث

● انا في سن العشرين تعتريني نوبات آلام شديدة في البطن تبدا بسيطة ثم سرعان ما تنتشر وتمكث يوما أو يومين وتذهب وكان لم يكن شيء وتعاود كل عدة شهور فما هو السبب وما هو العلاج ؟

ـ هذه الظاهرة تعرف باسم حمى البحر الابيض المتوسط ، او التهاب البريتون ، وهو ياتي على هيئة وراثية في العائلات المصابة به ، ولا يعرف سببه للآن فالبعض يقول انه نوع من الحساسية والآخر يقول انه نوع متطور من سل البريتون ... وهو يتكرر وياتي فجاة بالم في منطقة من البطن سرعان ما تنتقل في كل اجزائه مع الم شديد حتى ان المريض لا يمكنه لمس بطنه ويتلوى من شدة الالم ويصحب ذلك ارتفاع في الحرارة لمدة يومين مع آلام وَخز في الصدر كذلك وآلام في المفاصل وطفح على الجلد . كل هذا يزول في اليوم الثاني والثالث وتعود حالة المريض طبيعية ولا يحس بشيء وكان شيئا لم يحدث ويستمر طبيعيا الى ان تمر فترة ربما امتدت الى سنة وتعود الكرة مرة اخرى • ونسبة الاصابة في الذكور الى الاناث نسبة ٢:٣ وتحدث لاول مرة قبل سن العشرين في ٩٠٪ من الحالات وتستمر النوبة من ١٢ ساعة الى ثلاثة ايام • وفي حالات قليلة ربما استمرت الى اسبوع او عشرة ايام وتتكرر كل سنة ، وفي الحالات الشديدة كل اسبوع وتصل الحرارة الى ما يقرب من ٣٧٫٥ ـ ٣٩ درجة مئوية وتبقى لمدة ١٢ ساعة الى ٢٤ ساعة وتزول بسرعة وفي بعض الحالات المصحوبة بالام في المفاصل تبقى لمدة طويلة وتكون قليلة الارتفاع وتكون آلام البطن شديدة ، ويتحجر جدار البطن حتى انه يظن في بعض الحالات ان المريض يعاني من التهاب في الزائدة الدودية وفي بعض الحالات تعمل له عملية ويزيد هذا تعقيدا اصطحاب الآلام بقيء • في ٨٠٪ من الحالات يحدث لها آلام وَخزية في الصدر مع ازدياد في ضربات القلب وتكون اشعة الصدر سليمة •

في ٥٠٪ من الحالات تكون مصحوبة بطفح جلدي وذلك حول مفصل القدم وفوق ظهر القدم وفي ثلث الحالات تتاثر الكلى ويظهر زلال في البول وربما ازداد بمرور الوقت وتاثرت الكلى الى حد كبير • والعلاج في هذه الحالات هو علاج الاعراض العادية •فتعطى المسكنات للالم والاسبرين لارتفاع الحرارة الى ان تزول النوبة وما زال الطب في بحثه للتوصل الى كنه هذا المرض وعلاجه العلاج الناجع •

جفاف الحلق

هل هو علامة لمرض معين ؟!

● أعاني من جفاف الحلق مما يضطرني ان اشرب السوائل بكثرة فما السبب ؟

ـ لجفاف الحلق أسباب عدة ـ فبعض الاشخاص يكون عندهم انسداد في الانف ، فيضطرون الى التنفس من الفم دائما ـ وهذا يسبب جفاف الحلق ـ كذلك الذين يعانون من الحساسية تكون حلوقهم جافة ومحتقنة مع وجود حكة في الجلد وحول العينين ، وعطاس يعتريهم من آن الى آخر • والتهاب الحلق الحاد أو المزمن يسبب جفافا به مع ألم واحتقان ويخرج المصاب من حلقه مخاطا يكون مدمما في بعض الحالات ، وفي الحالات الاخرى يكون لونه أصفر بحسب الميكروب الذي يصيب الحلق وفي حالة فقدان السوائل بكثرة ، والعرق الغزير يجفف الحلق كباقي أجزاء الجسم ، ويضطر الانسان ان يتعاطى السوائل بكثرة ليعوض ما فقده •

على انه في بعض الحالات يكون هذا الجفاف عرضا لمرض من الامراض ـ فمرضى البول السكري يحسون بجفاف في حلوقهم ويشربون الماء الكثير مع كثرة التبول . وكذلك المصابون بالتهاب مزمن بالكلى مع ارتفاع في بولينا الدم ، وفي الامراض المختلفة التي تسبب فقدانا لسوائل الجسم كالقيء والاسهال الشديد والانهاك الحراري مع فقدان سوائل الجسم •

الشهقة أو الزغطة علاجهما يختلف باختلاف السبب

● تعتريني شهقة أو زغطة من آن الى آخر فما سبب ذلك ، وهل تدل على حالة مرضية .

ـ الشهقة او الزغطة او ما يسمى بالانجليزية Hiccup عبارة عن تقلص سريع غير ارادى فى الحجاب الحاجز عندما تكون فتحة الحنجرة مغلقة فيسمع الصوت المعروف ، وفى معظم الحالات يرجع ذلك الى امتلاء المعدة او تهيجها او انتفاخها بالغازات ، فتؤثر هذه على الحجاب الحاجز وتكون الشهقة . لذا نرى انها سرعان ما تقف عندما يبتلع الشخص قليلا من الماء ويزول تهيج المعدة .

وفى بعض الحالات تحدث الشهقة عندما تصاب الاعضاء المجاورة للحجاب الحاجز ، مثل القلب فى حالات انسداد شريان تاجى القلب ، او فى حالات الالتهاب الرئوى ، او فى حالات التهاب البنكرياس او البريتون ، لذلك تكون الشهقة .

وفى بعض حالات التسمم بالبولينا ـ نتيجة لهبوط عمل الكلى ـ تكون الشهقة شديدة وربما استمرت لمدة طويلة . وفى بعض الحالات الاخرى تكون الشهقة عند اصابة المريض بالتهاب بالمخ او اصابة بساق المخ كما فى حالات الضغط عليه، بعد حادث ، او وجود ورم ، او نزيف به .

والعلاج يختلف باختلاف السبب ، فعلاج السبب هام . واذا كان ابعاده ممكنا زالت الشهقة . فى بعض الحالات تعطى المهدئات مثل اللارجاكتيل (Largactil) بالعضل او الميثودرين (Methedrine) بالوريد تحت اشراف الطبيب . وفى حالات اخرى لا تستجيب لهذا العلاج يعمل شفط معدة او يستنشق المريض فى كيس به غاز ثانى اكسيد الكربون وفى بعض الحالات تعطى حقنة بنج فى عصب الحجاب الحاجز او ان ينبه بواسطة تيار كهربائى عند مروره بالرقبة .

على انه فى بعض الحالات الشديدة لا يستجيب المريض لاى علاج وتكون هذه الشهقة مرهقة له وتمنعه من التنفس بسهولة ومن تعاطى وجباته مما يسبب له ضعفا شديدا .

سوء التغذية
قد يسبب تشقق اللسان

● لسانى متشقق ،فهل هذا مرض ؟

ـ تشقق اللسان ـ وفى بعض الحالات يكون شديدا فيحس صاحبه بالم ـ يكون طبيعيا ، ولا يدل على وجود اى مرض ولا حدوث مرض فى المستقبل كما يعتقد البعض ويطلق على هذا اللسان (اللسان الجغرافى) نظرا للتعرجات والشقوق التى به .

واللسان يكون متشققا ، وبه حمرة الالتهاب ، وفى بعض الحالات يغطى بطبقة بيضاء عندما يلتهب ويحدث كثيرا فى الاطفال لاصابة اللسان بمرض فطرى . وفى حالات الالتهابات الناتجة من كثرة التدخين تتغير الطبقة وتكون صفراء داكنة ويتقرح اللسان فى مرض الزهرى ، ويغطى بغشاء ابيض فى بعض اجزائه او يكون به ورم سرعان ما يتقرح.

وكذلك نشاهد التهاب اللسان مع احمرار به ، وفقدان للنتوءات التى به ، مع تشقق فى بعض الحالات ، فى حالات التهابات الفم ، او لنقص فى التغذية خصوصا الفيتامينات واهمها مركبات فيتامين ب ، وكذلك فى نقص الحديد فى الجسم . مثل فقر الدم .

وفى بعض حالات الالتهابات المزمنة للسان تغطى جوانبه بطبقة بيضاء سميكة سرعان ما تمتد وتغطى اللسان كله ثم بعد ذلك يتشقق وتكون هذه التشققات مؤلمة ويعتقد ان هذا ايضا سببه زهرى الدم . لذا كان من الواجب تحليل الدم ومعرفة السبب .

●●

هكذا يخلدون آثارهم

في قصر دوقات آل مالبره

بقلم : الدكتور صفاء خلوصي

■ الانسان منذ ظهر على وجه البسيطة ، متشبث « بالخلود ابدا ، سواء فيما رسم من صور في المغاور والكهوف ، او فيما صنع من تماثيل وانصاب بدائية ، عبدها تارة ، واتخذها للزينة تارة اخرى، او فيما كتب والف في العصور التاريخية السالفة ، او فيما اخرج من افلام وتسجيلات صوتية في عصرنا هذا •

وكان مما لجأ اليه من وسائل البقاء المعنوي والخلود بناء القلاع الشاهقة ، والقصور الفخمة المبثوثة في انحاء الأرض ، ومن هذه ، وليس من اقلها شأنا،قصر دوقات آل مالبره Mallborough وقد عن لي أن ازوره اخيرا ، بعد طول تأجيل ومماطلة مع نفسي وتسويف ، ذلك لان تاريخ البشرية على اختلاف اجناسها من هواياتي المفضلة ، ولكن انشغالي بالقديم من الكتب صرفني عن القديم من القصور بعض الوقت !

لماذا شيد القصر

لقد صدق الخبر الخبر' كما يقولون،فلقد كان القصر او القلعة كما كانت تعرف عندما انشئت بين سنتي ١٧٠٥ و ١٧٢٢ ـ لايقل عما كنت اتوقعه، غير ان شيئا واحدا كان يختلف عما كان في خيالي، هو المتانة والصلابة العجيبة التي كانت تعكس متانة دوق مالبره الاول الذي كسب سبع معارك ،ممثلة بسبعة الوية زاهية في القصر،متوجا اياها جميعا بنصره العظيم في موقعة بلنهايم (١) Blenheim ضد حشد من الفرنسين والبافاريين ، فكافاه البرلمان الانكليزي ممثل الشعب بنحو ربع مليون جنيه ، ليخلد به انتصاره كيف شاء واني شاء ، ومنحته الملكة آن « دوق مالبره الاول» وما يزال اللقب في سلالته حتى يوم الناس هذا ، اذ توارثه احفاده كابرا عن كابر الى ان وصل الى الدوق الحادي عشر الذي يعاصرنا في وقتنا الحاضر ، ولكنه جعل القصر مفتوحا للشعب طوال العام ، باستثناء ايام قليلة محدودة تقع فيها مناسبات خاصة •

وفجأة ، وانا وسط الصور الزيتية والتماثيل والمخلفات الثمينة في القصر ، قفزت الى ذهني مقارنة عجيبة بينه وبين قصر الحمراء في الاندلس العربية الخالدة ، واذا بنفسي تقول : « كن منصفا، وتخلق بعدالة المؤرخ المحايد ، واجب : « ايهما اجمل واروع ؟ »

وبدون تردد ، ومن غير محاباة سمعت كل جارحة من جوارحي تصرخ « الحمراء !» فهناك الخلود بارق اشكاله ممثلا بالاعمدة الانيقة الدقيقة،

(١) وعلى ذلك فان كثيرا من الانكليز يسمي القصر « قصر بلنهايم » تخليدا لذكرى المعركة الحاسمة •

منظر لقصر دوقات آل مالبره أو « بلنهايم » وأمامه الاحواض والنافورات والتماثيل ·

الصورة اليمنى : سارة ـ دوقة مالبره الاولى (١٦٦٠ ـ ١٧٤٤) وقد أذاقت فانبره وكريستوفررين الامرين ، لانها أرادت أن تفرض ذوقها الشخصى على نبوغهما فى الفن المعمارى **والصورة اليسرى :** لجون ـ دوق مالبره الاول فى أوج مجده وانتصاراته والصورة بريشة الرسام كنيلر Kneller (١٦٥٠ ـ ١٧٢٢) ·

والاقواس والزخارف الرائعة، التى لم يتعمد فيها صانعها المتانة قدر ماتعمد فيها الجمال ، اما هنا فالغلظ والجدران والسقوف السميكة فى كل مكان، والبراعة كل البراعة فى ان الحمراء ـ رغم رقة تكوينها ، قد ضارعت ، بل فاقت قصر مالبره ، على سمكه وغلظه ، فى البقاء والخلود ·

انا لااقلل من شان قصر مالبره ، فهو تحفة من التحف التاريخية ، ويكفى ان يكون صانعه واحد من مشاهير المهندسين المعمارى فى تاريخ الهندسة المعمارية فى العالم ، ذلكم هو فانبره Vanburgh ، الذى لم يكن ليقل شهرة وكفاءة عن معاصره العظيم كريستوفر رين Christopher Wren الذى شيد العديد من المبانى والقصور والقلاع الفخمة فى زمانه (٢) فمن هو ياترى هذا المهندس المعمارى العربى الذى فاق بعبقريته المعمارية عبقرية « فانبره » و «رين» معا؟ ان التاريخ ليتساءل باعجاب وتقدير لوتهنئة لمن ينطقون اليوم بالضاد مثله ·

ومن الطريف ان نذكر ان دوقة مالبره ماكانت على وفاق مع مهندسها النابغ فكثيرا ما اختلفت واياه فى اكثر من ناحية ، لذلك فان شخصية دوقة مالبره الاولى تكاد تغطى على شخصية فانبره فى تصميم القصر وطابعه ، ويبدو انها كانت

(٢) يعتبر فانبره تلميذا تابعا من تلامذة كريستوفر رين فى الفن المعمارى ، ورين هذا هو الذى بنى كتدرائية القديس بولس بلندن ، بما فيها « صالة الهمس » العجيبة ·

صعبة الارضاء ، فهى لم ترض حتى عن كريستوفر رين المعمارى العظيم يوم اتفقت واياه على تشييد قصر ثان لها بلنـدن ، (سنة ١٧٠٩ ـ ١٧١٠) والذى اصبح فيما بعد مقرا ملكيا ٠٠

لقد خرج المهندسان فى النهاية غير راضيين عن معاملة الدوقة ، بل ان فانبره الدمث اللطيف طرد يوم جاء هـو وزوجته ليرى قصر (بلينهايم) بشكله النهائى ـ ليرى ثمرة نبوغه وعبقريتـه التى رعاها بكل ينابيع الهامه وذهنه الوقـاد ، هذا الذهن العجيب الذى تفتق اول ما تفتق عن مسرحيات رائعة اكتسحت امامها الجماهير ذاهلة ٠ اجل لقد بدا فانبره حياته كاتبا روائيا مسرحيـا ناجحا ثم انقلب مهندسا معماريا ناجحا ايضـا ، وهكذا تكون العبقرية المتعددة الجوانب ، ولـم يتمكن فانبره من رؤية القصر الا بعـد رحيـل الدوق والدوقة لمدة سنتين الى خارج المملكـة المتحدة ، منفيئين او اشبه بالمنفيين ، فقد عمـل الحساد (٣) عملهم فى التقليل من شـان دوق مالبره فى عين الملكة فى اخريات أيامه ، وممـا زاد فى الطين بلة مداعبات الدوقة اللاذعة للملكة مما جعل الهوة تتسع يوما بعد يوم ، فقد كانت الملكة ضخمة بشكل عجيب ، حتى قيل عنها انها راكزة بثقلهـا على العرش ركـوز جنرالاتهـا بعبقريتهم فى ميادين المعارك الحاسمة ، وقـد انجبت سبعة عشر طفلا لم يعش منهم غير واحـد مات فى سن الثانية عشرة ، ولم تنقذه من الموت عبقرية طبيب الملكة الخاص « راد كليف » الذى اقترن اسمه باسم اعظم مستشفى فى اكسفورد اليوم !

لقد ماتت الملكة بلا عقب ، وتوج جورج الاول، وعـاد دوق مالبـره ودوقته الى قصرهما ، فوفى الملك الجديد ديونه وانعم عليه بالعطايا والاوسمة، واستطاع الدوق أن يتم الحديقة الفسيحة ، غير ان شبح المنيـة كـان يقترب منـه ، فجىء لـه بالاشجار الضخمة فى سلال هائلة خاصة ، ليراها باسقة أمامـه قبل أن يمضى عن دنيـاه الحافلـة بكثير من مواقف النصر والغيبة ، الى اخـراه ، وهو لا يحمل غير ذكرى « بلنهايم » !

حتى فاضت معها نفسه ، مات ميتة بيضاء ، او ميتة العافية كما تسميها العرب ، بعد أن فاتته الميتة الحمراء فى ساحات القتال ٠

مات الدوق فامرت به الدوقة ، فدفن فى مصلى خاص اقيم فى القصر ، تعلوه التماثيل والزخارف والنقوش ، فجاء الضريح ايضا آية مـن آيات الفن والريازة ، انه اليوم ذكرى للدوق والدوقة ووليديهما !

---

(٣) وعلـى رأسـهم اللـورد بولينكبروك Bolingbroke الذى قال عنه أروع كلمة بعـد وفاته !

المكتبة المستطيلة وفى الجهة القصوى المقابلة ارغن هائل ، وهكذا تجمع اسرة واحدة بين المجد الحربى والتاليف والرسم والموسيقى ٠٠ فكأن المجد وحده لا يتجزأ وكأن الالقـاب باعثـة على الابـداع لا التفسخ والانحلال ٠

صورة دوق مالبره الرابع واسرته فى غرفة الاستقبال الحمراء وفيها تبدو الطفلة «الشريرة» التى تحاول ارعاب اختها والكلب بالقناع الذى تمسكه بيمناها ·

ومات فانبره كذلك ·· صانع هذه الاعجوبة ، فامر ان ينقش على قبره هذان البيتان ، ولعلمها من نظمه :

« كوني ثقيلة » عليه ايتها الارض
فقد اهبط كاهلك بالثقيل الضخم من القلاع والقصور ! ·

حديقة القصر وعجائبها

وفى الحديقة التى تذكرنا بجانب من حدائق قصر فرساي يلتقى الشرق بالغرب على هيئة تمثالين مصغرين لابى الهول ·· آه ، ما أجمل هذا الوجه النسوى على جسد لبؤة ! لقد اثارحنينى الى الشرق ، انا النازح الغريق فى الذكريات! لقد جئت الى هنا لاقرأ التاريخ نقوشا وتماثيل، واراه اشجارا معمرة جاوزت الستين بعد المائتين من عمرها الحافل المديد··ولاسيما اشجار الدردار التى تضحك من قصر عمر الانسان الذى زرعها، وشاد حولها القصور ، واهما أنه سيعيش فى الاشجار والاحجار والصخور ردحا آخر من الزمن ·

ولم اعجب من طول عمر أشجار الدردار ؟ فهناك فى الجبهة الغربية اشجار سنديان وبلوط اطول عمرا واشيخ ، فهى تتعالى بشيخوختها المباركة على اشجار الدردار ، وتبدو اكثر وقارا وتزمتا ·

باطل الاباطيل والكل باطل وقبض ريح ··لقد سرت مترنحا بهذه الافكار ، حتى أوقفتنى اشجار زرعت وقلمت على هيئة حيوانات ، منها الثعلب والذئب والديك والبط والحمام · مع ذلك قيل لى ان هندسة القصر والحديقة هندسة عسكرية، لان من اقيمتا له كان عسكريا من الطراز الاول·· فما شان هذا العسكرى بحمامة السلام اذن ؟ ، لعله فكر فى ذلك بعدان طوى سفر انتصاراته(٤) واستشعر الندم لآلاف الجماجم التى تراكمت لتبنى برج مجده ·· فامر بهذه الشجرة الحمامية الشكل،

(٤) لقد انتصر فى معارك الارتقاء على عرش اسبانيا (سنة ١٧٠٢) . وانقذ النمسا من احتلال الفرنسيين (سنة ١٧٠٤) (فى معركة بلنهايم الشهيرة) . واحبط خطط لويس الرابع عشر لاحتلال هولندا بانتصاراته سنة (١٧٠٦)و (١٧٠٨) و (١٧٠٩) ·

ان تزرع لتكون تميمة او تعويذة القصر العسكرى الهائل •

ولكن مهلا ، ما هذا ؟ لقد بلغت بقعة كلها ورود ورياحين ، وقد امتازت ـ بصورة خاصة ـ بزهور الياسمين ، والخزامى ، والقرنفل ، والزنابق ، وما يسمى اكليل الجبل• كل ذلك في الجناح الشرقي من واجهة القصر • انه ذوق نسوى بحت ، لا علاقة له بالمعارك والقتال ، فلا بد ان الدوقة قد اتخذت سكنها هنا •• وكذلك كان !

وفي الحديقة هذه يرتفع عمود النصر الذى يبلغ ارتفاعه مائة واربعا وثلاثين قدما ، ينتصب في اعلاه تمثال دوق مالبره ، وقد بوشر بصنعه سنة ١٧٢٢ ،بعد وفاة الدوق بخمس سنوات،وتم الفراغ منه سنة ١٧٣٠ ، وكانت امجاد الدوق التى خبت في السنوات الاخيرة من حياته قد بدات تسطع من جديد •

لقد احتفظوا له بكل شيء حتى بقصاصة الورق التى سطر عليها رسالة الى زوجته بقلم رصاص تلاشى لونه عبر قرنين ونصف قرن من الزمان •• يقول فيها « انبئى الملكة اننى فزت بنصر مؤزر » •

عجبا ! لماذا لم يخبر الملكة رأسا ، لعل اللياقة اقتضت ذلك ، او لعله بهذه الوسيلة وامثالها اراد تقوية مركز الدوقة في البلاط •

انها الاساليب الغريبة التى يتشبث بها رجال التاريخ ، للابقاء على مراكزهم ونفوذهم ، ولكن هيهات ، فرياح التاريخ قُلّب هُوج تعصف به وبامثاله اذا ما التفت حوله خيوط الاقدار واحابيل الحساد ، وكذلك كان ، فما كانت السعادة الا لحظات خاطفة •

في مكتبة القصر

وعدت الى القصر من جديد لارى هذه المرة المكتبة الانيقة المستطيلة جدا ، وقد احتلت مجلدات امجاد آل مالبره فيها مكانا بارزا ، وفيها شجرة النسب التى ضمت احد عشر دوقا لم يكن بينهم الا انثى واحدة هى الدوقة الثانية هنريتا Henriette ، وفي اقصى المكتبة ارغن هائل يُسمَح للزائرين بالعزف عليه في ساعات معينة •

وفي صالات مختلفة من القصر تبينت صورا زيتية قيمة ، ازدانت بها الجدران فاذا فرسان عرب على صهوات جياد ، فقلت كانهم هم الذين عناهم المتنبى حين قال :

مكأنها نُتجَت قياماً تحتهم
وكأنهم وُلدوا على صَهَواتها

ومن الصور التى لفتت نظرى بشكل خاص صورة أسرة دوق مالبره الرابع ، وفيها احدى بناته الصغيرات ، تخيف الاخرى بقناع امسكته بيدها ، وحتى الكلبُ يبدو مرعوبا بعض الشيء ! •• وهنا تظهر براعة الرسام «رينولد» الذى استطاع بعبقريته ان يلتقط هذه اللمحة الخاطفة ، ويخلدها الى الابد •

تشرشل من آل مالبره

كان هناك جناح خاص لرجل لم يقدر له بحكم مولده المتاخر ان يصبح دوقا من دوقات مالبره ، وان كاد ان يكون قاب قوسين من اللقب أو ادنى، لانه ينتمى الى الاسرة ذاتها ، فدفعه حرمانه هذا الى ان يجاهد ما شاء الله له الجهاد ليصبح رئيسا لوزراء بريطانيا اثناء الحرب العالمية الثانية ، واعنى به ونستون تشرشل ، فقد كانت الذكرى المئوية لميلاده ،فعرضت كتبه ،ومؤلفاته ، وصوره، ولوحاته الزيتية ، ورسائله الشخصية ، وهو مدفون على مقربة من القصر الفخم العظيم في كنيسة « بلادون » Bladon ، وقد دفعنى فضولى الى قراءة بعض رسائله الشخصية وهو طالب شاب ، فتبين لى انه لم يكن المعيا في حياته الاكاديمية ، بل اخفق في حياته الدراسية ، رغم ان مؤلفاته فيما بعد بلغت الثلاثين مجلدا •

تركت القصر ••• وفي راسى تنبض آلاف الافكار ، وتتراقص الصور مزدحمة اثر الصور ، ولكن شيئا واحدا طغى عليها جميعا ، وهو رثاء بولينكبروك الذى دفعه حسده الى ان يفعل الافاعيل لاسقاط دوق مالبره الاول ، ولكنه رثاه بعد موته اروع رثاء •• اكان ذلك بتاثير تانيب الضمير ، أم أن حسادنا رغم عدائهم الظاهرى لنا هم في قرارة انفسهم من اكثر الناس اعجابا بنا ؟

■■

صفاء خلوصي

تحرير المرأة

تأليف : قاسم أمين

عرض : محمد خليفة التونسى

■ من أعلام الاصلاح الاجتماعى عندنا فى العصر الحديث قاسم امين ، و « تحرير المرأة » هو عنوان دعوته الاصلاحية معا • وعنوان كتابه الذى ألفه سنة ١٨٩٨ ، فحمل اسم هذه الدعوة ونشرها فى أمتنا العربية ، وبحق اقترنت هذه الدعوة باسم قاسم منذ اعلنها حتى الان ، وقد عرف بها كما عرفت به ، وان كان له غيرها من أعمال ، ولم ينفرد بها ، بل شاركه فيها كثير قبله وبعده ، فهو بطلها ورائدها ، لانه كان أجمع دعاتها لاطرافها ، وأجهرهم بها صوتا ، وأوضحهم لها حدودا ، وأقواهم حملة ، ولانه ـ منذ بدأ يعلنها ـ خصص أعظم جهوده القلمية لها ، وفرزها عن سائر الدعوات الاصلاحية الكثيرة التى كان بعضها يزاحم بعضا فى أيامه ، ومضى يبدىء فيها القول ويعيده ، كشفا عن مزاياها ، وتحديدا لوجهتها وهدفها ، وتاييدا لها بالاسانيد الشرعية والعلمية والتاريخية • وكما لم يبل أحد « فى دعوته بلاءه ، فان احدا لم يشق بها شقاءه » •

وربما كانت « القارعة » التى نبهت قاسما بل

افزعته ، فحفزته الى العنايــة الملحـة بدراسـة مشاكل الاسرة عندنا ، والمضي في دعوته الـى تحرير المرأة باصرار ـ هي اطلاعه على كتـاب عنوانه « مصر والمصريون (١) » للدوق داركـور ، وكان هذا الدوق قد زار مصر مرات سائحا ، ثم اخـرج فى أواخـر سنـة ١٨٩٣ كتابـه هـذا ، وفيـه يتهجم على المصريين وسائـر المسلمين دون دراسة ، ويلـوم قومـه الفرنسيين على تركهم الانجليز يحتلون مصر وحدهمسنة ١٨٨٢ ، دونان يشاركوهم الغنيمة ، وقد نسب الدوق كل تخلف فى مصر وسائر البلاد الاسلامية الى الاسلام .

ولكي نعرف وقع هذه القارعة فى نفس قاسم المتدين الوطنى النبيل ، يكفى ان نعلم انه أصيب بحمى لزمته عشرة أيام ، فلما افاق منها لم يتوان عن دراسة الكتاب والرد الموضوعى المهذب عليه بكتاب عنوانه « المصريون ، رد على المسيو الدوق داركور(٢)»،كتبه بالفرنسية فى اواخر السنةنفسها سنة ١٨٩٣ ، ليجـارى مناظـره حيث يمضى فى لغته .

أقسام الكتاب

صدرت الطبعة الاولى من هذا الكتاب سـنة ١٨٩٤ ، ولكنه فى موضوعه ومحتوياته لاينعد كتابا لتلك السنة ، أوتلك الحقبة ، بل هو كتاب اليوم والغد ايضا ، ما دامت قضاياه ما تزال بين اخذ ورد ، وقد استفتحه مؤلفه بمقدمة وتمهيد ، تلتهمـا موضوعـات الكتاب فى مسائـل المرأة ، فخاتمة فى الدعوة الى الاخذ بالعلم والعزيمة فى الاصلاح . ومن المفيد أن نشير الى ان المؤلف كان يوجه كتابه الى المصريين أولا ، ولكنه كان خلال كل خطواته دائب التطلع باوسع نظر الى غيرهم من العرب والمسلمين وسائر الشرقيين ، اذ ان كل بلاد الشرقمنذ كانتكمصر فى حاله شديدة من التخلف ، وكان الغرب فى قمة طغيانه مسلطا عليها جميعا ، يستعمرهـا ويستعبـد اهلهـا ، ويستنزف خيراتها فى عنف وصلف ، ولولا اتجاه المؤلف بكتابه الى كل المسلمين لما كان لدعوته فى كتابه هذا كل آثارها القوية ، فى شتى البـلاد الاسلامية ، لا سيما العربية ، فقد اثارت ولـم تزل تثير كثيرا من التاييد ، وكثيرا من المعارضة، وكثيرا من اللغط بين من لم يقرءوا حرفا من الكتاب وان خاضعوا فى الحديث به وبصاحبه .

المقدمة

اما المقدمة ـ وهى نحو صفحتين ـ فيوضح فيها ان كل مسالة من المسائل التى اجملها فى كتابه « يصح ان تكون موضوعا لكتاب على حدة » . ولكنه اختصر فيها عمدا لترتبط كحلقات سلسلة واحدة ، وغاية امله منه لفت الاذهان الى موضوع يقل عدد المفكرين فيه ، لا وضع كتاب واف فـى شان المرأة ومكانتها من الوجـود الانسـانى ، ويقول : «وقد يوضعهذا الكتاب بعد سنين ، متى نبتت هذه البذرة الصغيرة ، ونما نباتها فى اذهان اولادنا ، وظهرت ثمراتها ، وعملوا على اقتطافها والانتفاع بها » . ثم يمضى فيوضح ان مراده من الاصلاح بعيد الشقة ، كثيرالمشقه ، وانه هـو لا يطمع فى تحقيقه قريبا «لان تحويل النفوس الى وجهة الكمال فى شئونها مما لا يسهل تحقيقه ».

ثم يهيب المؤلف بصفوة الامة وهم المتعلمون من ابنائها ، فيدعوهم الى النهضة والاصلاح ، والا تصرفت فيهم الحوادث كما تتصرف بالنبات والجماد . وكلهم يتألـم ويشعـر بالحاجـه الى الاصلاح ، فعليهم تبعاته . ولايليق بمعارفهم ولا بعرفانهم ان يستحلوا على امتهـم الحسر واليأس ، فان ذلك من مظاهر الكسل والجبن ، وحال من احوال من لاثقة له بنفسـه ولا بأهله ولا بملته ولا بشرعه ولا بالهـه .

فالمؤلف يرىالكسل موتا ، واليأسكفرا بالنفس والامة والدين والوجود كله ، وهكـذا يرتفـع بتفكيره وامله ، فيترقى من وجوب الثقة بالنفس والجماعة ، وبالعقيـده والشريعـة ، حتـى يبلغ الايمان بالله ، الذى هو مناط كل خير ، وكل عزم ، وكل امل فى الاصلاح ، ومن هنا نعـرف قوة نفسه وقوميته ، وقـوة اعتماده علـى دينه ، وقوة يقينه بالله .

ثم يختم المؤلف مقدمته فيقول مايقوله كـل طالب للحقيقة فى اخلاص وتواضع ، « ان اخطات فلى من حسن النية ما ارجو معه غفران سيئة خطئى ، وان اصبت ـ كما اظن ـ وجب على

---

(١) L'Egypte et les Egyptiens تاليف Le Duc d' Harcourt

(٢) Les Egytiens - Reponse à M. le Duc d' Harcourt تاليف قاسم أمين

اولئك المتعلمين نشر ما اودعته فى هذه الوريقات، وتاييده بالقول والعمل » .

التمهيد

واما التمهيد فهو فصل من الكتاب ، وانسماه المؤلف تمهيدا ، وأما موضوعه فواضح من عنوانه « حالة المراة فى الهيئة الاجتماعية تابعة لحالة الاداب فى الامـة » فهـو بحـث تاريخـى سياسى اجتماعى لبيان حقيقة مكانة المراة فى المجتمع ، والمؤلفيعمد فيه الى منهج البحث الذى يسميه علماء الكلام عندنا « التغلية قبل التحلية » اى ازالة العقبات وسد الثغرات لتعبيد الطريق قبل تجميلها ، لتمضى فيها الحقيقة بسهولة ، ولذلك يتقدم المؤلف هنا فى حذر واناة ، ولكن معشجاعة وبصيرة ، لازالة الشكوك والمعارضات التى تقف دون الاصغاء لقضيته،وذلك قبل ان يورد القضية كى يسهل فهمها وقبولها ، ثم هو يدعو كل متعلم يطلع على كتابه ان يحتمل مسئوليته فىالتفكير معه لفهم حالة النساء السيئة فى امته ، والبحث عن وسائل اصلاحها لتصلـح الامة جميعـا ، اذ لا صلاح لامة دون تربيـة نسـائها على تحمـل مسئولياتهن بحرية ، اى بشجاعة وفهم واخلاص ويذكر المؤلف انه بحث هذا الامر طويلا وقلبهعلى وجوهه وامتحنهوحلله حتى انتهىالى فكرةاصلاحية صارت تلح عليه حتى لم يجد هربا من اعلانها .

وهذه القضية اشبه بالبديهية عند من اطلـع على سير المصلحين ، فلولا استيلاء فكرة عليهم- لاخيرة لهم معها - لما جازفوا فى سبيلها بكل شىء حتى حياتهم ، بل ماهو اسمى من الحياة وهوحسن السمعة .

جمود التفكير عند معاصريه

ثم يمضى المؤلف فيذكـر الصراع بـين الاراء والمذاهب ، ومحاولة تاييدها ولو بالحروب . وهذا واضح فى تاريخنا الاسلامى وغيره . اما داخـليا فـى صـراع الافـراد بعضهـم مـع بعضـ ، او خارجيا فى صراع كل امة مع غيرها . ولكنه اوضح مايكون فى عصرنا ، لان الاختراعاتالحديثة الغت المسـافات ، وهـدمت الفواصـل ، فوثقت العلاقات بين الامم طوعا وكرها،فمن العار ان نلوذ بالسكون الذى حبّب الينا اهمال عقولنا حتى صارت كالارض البوار ، فعادينا كل فكرة غـير مالوفة ، حتى ما كان من السنن الصالحة الاولى .

أو قضت به المصالح العامة . وطريقة الكسول دفع الاصلاح بكلمة باطلة ، اذ يصفه بانه بدعة فى الاسلام ، ليتخلص من عناء الفهم وعنـاء العمـل ، كأن الله خلق المسلمين من غير طينـة الاخرين ، واعفاهم من النواميس التى يخضع لها بقية البشر وسائر الاحياء .

بدعة فى العادات ، لا فى الدين

ثم يشـير الى ما يتوقعه لفكرته الاصلاحيـة . فسيصفها قوم بأنها بدعة . ويعترفهو بأنها بدعة. ولكنها ليست بدعة فى الاسلام ، بل فى العوائد وطرق المعاملة التى يحمد « طلب الكمال » فيها .

ثم يوضح معنى العادة ، وانها « اصطلاح الامـة على طريقة خاصة فى معيشتهم ومعاملاتهم حسبما يوافق الزمان والمكان ، فهى لا بد أن تتغير ، لانها من ثمار عقل الانسان كما يدرك مصالحه . وهذا كله مختلف باختلاف الاماكن والازمنة ، وشواهد ذلك اختلاف عوائد المسلمين فى بلد عن بلد ، ومن زمـن الى زمـن ، وكذلك غيرهم من بـدو وحضر ، وجماعات جاهلة أو متوحشة ، واخـرى متعلمة أو متمدينة . ولا سبيل لتخلص أمة من عوائدها الا بتحول نفوسها وارتفاع درجتها فى العقل». ويستشهد بالايةالقرانية «ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم» ، والعوائد قاهرة وربما تغلب غيرهـا من العوامل ، حتى الشرائع. وقد تحول قوانين الاصلاح آلة جديدة للفساد ، بل « تتغلب على الدين نفسه فتفسده وتمسخه بحيث ينكره كل من عرفه » .

ومن هنـا نعرف انه يقيم القضية على دعائم تضرب فى أغوار النفس الانسانية ، بل تمتد الى أعماق الوجود كله . ويؤيدها بالقران الذى هو أسـاس الاسـلام ، ثم يقيم على هـذه الدعائم الراسخة قاعدة شاملة هى أوسع من قضية تحرير المرأة لانها تتسع لهذه القضية وتتسع لقضايـا كثيرة تقام عليها ، لاصلاح كل شئون الامة .

أحوال المرأة ، تابعة لأحوال الامة

ويمضى المؤلف فيقرر أن حالـة المرأة فى أى أمة ترتبط باحوال هـذه الامة رقيا وانحطاطا ، ويؤيـد رأيه بكثـير من الامثلـة التاريخية عنـد اليونان والرومان والعرب قديما حين كانت القوة هى القانون الوحيـد ، والحكومات الاستبدادية تعتمد على القوة وحدها . وليست الحال كذلك

الآن في الامم المتمدينة لضعف الاستبداد فيها ولذلك ضاقت المسافة فيها بين الرجال والنساء ، وقد ترقت المراة في الامم التي تفوق غيرها تمدنا ، فصارت المراة أسعد حالا واوسع حرية ، كما نرى المراة الامريكية وتليها الاوروبيات على درجات فالاستبداد أساس كل فساد ، وهو يفسد كل عناصر الامة •

ويرى المؤلف انه «ولو كان لدين ما سلطة قاضية على العوائد (٣) المخالفة له لكانت المراة المسلمة اليوم في مقدمة نساء الارض » فقد « سبق الشرع الاسلامي كل شريعة أخرى في تقرير مساواة المراة بالرجل فاعلن حريتها واستقلالها يوم كانت في حضيض الانحطاط عند جميع الامم ، وخولها كل حقوق الانسان ، فكفاءتها كالرجل شرعا في جميع الاحوال المدنية من بيع وشراء وهبة ووصية من غير توقف على اذن اب او زوج ، ولم تصل الى هذه المزايا بعض النساء الغربيات حتى اليوم ، وهذه المزايا كلها تشهد على ان من اصول الشريعة السمحاء احترام المراة ، والتسوية بينها وبين الرجل ، بل ان شريعتنا أبعدت في الرفق بالمراة فوضعت عنها اعمال المعيشة ، ولم تلزمها بالاشتراك في نفقة المنزل وتربية الاولاد ، خلافا لبعض الشرائع الغربية التي سوت بين الرجل والمراة في الواجبات فقط ، وميزت الرجل في الحقوق » •

الاسلام بريء من تهمة انحطاط المراة

ثم يبين انه ليس في أحكام الاسلام ما ينسب اليه انحطاط المراة المسلمة ، بل حقيقته عكس ذلك لانه اكسبها مقاما في الهيئة الاجتماعية ، ولكن الذي تغلب على جماله هو ما ورثته شعوب أمتنا عن جاهليتها أو الامم التي خالطتها من أخلاق وعوائد سيئة ، وأسوأ ما منيت به الشعوب الاسلامية تجردها من النظم التشريعية التي تحدد حقوق الحاكم والمحكوم ، وتخول المحكومين مطالبة الحاكم بالوقوف عند حد مقرر بمقتضى الشريعة والنظام ، ولهذا اتخذت حكوماتها الشكل الاستبدادي دائما ، فللحاكم ثم أعوانه السلطة المطلقة بلا قيد ولا مشورة ولا مراقبة • واذا كان الحاكم ملزما باتباع العدل وتوقي الظلم فان السلطة تغرى بسوء الاستعمال أن لم تجد رأيا يناقشها وهيئة تراقبها • ولهذا مضت القرون على شعوب الاسلام وهي تحت الاستبداد المطلق ، فاتبع الحكام أهواءهم ، ولعبوا بالدين نفسه في أغلب الازمنة ، ما عدا ندرة منهم ، واذا غلب الاستبداد على أمة لم يقتصر على هوى الحاكم ، بل تجاوزه الى أهواء من حوله ، فظلم كل قوي جميع من هم دونه اذا استطاع ، وسرى الظلم في كل النفوس وان لم يرض الحاكم• وقد يتوهم أن المظلوم يحب العدل ويؤثر التصفقة ولكن المشاهدات تدل على أن جو الامة المظلومة لا يصلح لنمو الفضيلة ، ومن هنا احتقرت المراة لضعفها ، واهتضمت كل حقوقها ، فحبست في زوايا البيت خوفا عليها وخوفا منها ، وعاشت رهينة الجهل والظلم ، لا عمل لها الا خدمة الرجل وترفيهه ، له أن يبقيها أو ينبذها كما يشاء ، وهو لا يامن الدنيا عليها ولا يامنها على نفسها فيفرض عليها ملازمة البيت ويراقبها فيه أحيانا • وقد تخرج باذنه ، ولكن تحت الرقابة ممن لا يؤمن عليها في الداخل أو الخارج •

وهنا عدد المؤلف مظاهر احتقارها وظلمها ،ثم بين أن حالة المراة المصرية تحسنت أخيرا ، بسبب ما ناله الرجال من كرامة ، لاعتدال سلطة الحاكم فأعطوا نساءهم مقاما في الحياة العائلية حين وثقوا من أنفسهم ووثقوا بنسائهم ، وشاركوها في الخروج والنزهة ، وهذا احترام جديد لا يسلم من انتقاد ، ولا سبب لهذا الانتقاد الا أحوال تحف به ، وأهمها رسوخ عادة الحجاب في نفوس الجمهور الاعظم ونقص تربية النساء ، فلو كملت تربية النساء على مقتضى هداية الدين ، وقواعد الادب ، ووقف الناس بالحجاب عند حده الشرعي المعروف في أغلب المذاهب الاسلامية ــ لسقطت تلك الانتقادات ، وأمكن أن تتمتع الامة بجهود كل أفرادها رجالا ونساء •

ومن هذا الفصل وفصل « المراة والامة » الذي يتممه ــ وكان ينبغي له في رأينا ان يكون تاليا له ــ يبدو اتساع القاعدة التي اقامها المؤلف لتحرير المراة ، فهي اوسع من الموضوع بكل أطرافه ، كما أن روح البحث ومنطقه أعم من كل قضاياه ، فهو يدعو الى تحرير الامة جميعها من كل استبداد ، والى تربية كل افرادها تربية دينية

(٣) هكذا استعملها المؤلف ، كأهل عصره ، فجمع عادة على عوائد ، مثل حاجة وحوائج ، والاستعمال الأشيع « عادات » •

خلقية ثقافية بقدر المستطاع ، ليسهم في نهضتها كل فرد بشتى مزاياه وجهوده ، ولا يترك اى فرد عطلا من التربية التي تليق به ، وتؤهله لحمل مسئولياته الفردية والاجتماعية .

تربية المرأة

في هذا الفصل يقرر المؤلف ان المرأة انسان في اعضائها ووظائفها واحساسها وفكرها ، وفي كل ما تقتضيه حقيقة الانسان من حيث هو انسان ولا تختلف عن الرجل الا بقدر ما يستوعبه اختلافهما في الصنف ، واذا كان الرجل قد فاقها قوة بدن وعقل فمن أسباب ذلك انه اشتغل بالعمل والفكر اجيالا طوالا ، على حين قهرت المرأة على لزوم الانحطاط . وبلغ من اهمالها ان تساءل بعض الناس هل يجوز شرعا تعليمها القراءة والكتابة أم هو حرام .

ولايكفي في تعليمها أن تعرف الاعمال المنزلية البسيطة كالطبخ والخياطة ونحوها ، فهذه المعرفة لاتمكنها من ادارة منزلها ، بل يلزمها على الاقل ان تتعلم ما يتعلمه الصبي في المرحلة الابتدائية من مبادىء العلوم ، لاختيار ما يوافق ذوقها منها بعد ذلك ، كي تشتغل به اذا شاءت . ويبدو ان المؤلف قانع بذلك او كالقانع (وهذا في عصره كان مطلبا موغلا في الشطط) ، ولكننا لانكاد نمضي معه في فكرته - كي يبين لنا وظيفتها في المجتمع ووظيفتها في العائلة - حتى نرى لزاما انه لا بد ان تعلم المرأة كل ما يتعلم الرجل فيما يصلحان له معا انسانيا ، وما تنفرد به دونه ، دون ما ينفرد به دونها ، اذ لا يمكن بغير ذلك تنمية مواهبها الانسانية والنسائية ، وتمكينها من الاسهام في بناء مجتمعها ، وحماية نفسها وادارة بيتها ، وتربية اولادها ، وارضاء زوجها، مع تهيئة عقلها لقبول الاراء السليمة ، وطرح الخرافات التي تفتك بعقلها ، ولا بد من مبادرتها بذلك منصغرها ، وتربيتها على الفضائل الاجتماعية التي يظهر اثرها في نظام الاسرة ونظام الامة ، حتى تصير تلك الفضائل ملكات راسخة في نفسها ، « ولا يتم ذلك الا بالارشاد والقدوة الصالحة » .

المرأة مكلفة كالرجل دينيا واجتماعيا

ان النساء نصف السكان على الأقل « فبقاؤهن في الجهل حرمان من الانتفاع باعمال نصف عدد الامة » والمرأة عندنا اذا احسنا تربيتها كانت كزميلتها العربية تشتغل بالعلوم والاداب والفنون الجميلة والتجارة والصناعة . وصارت نفسا حية فعالة تنتج بقدر ما تستهلك لا مجرد عالة كما هي الان . بل هي محتاجة الى التربية لمجرد أن تكون انسانا يعقل ويريد . ولو لم تشارك في حرفة ، فأقل ما في ذلك اعتمادها على نفسها في تدبير معاشها حين تفقد السند من الرجال وحماية نفسها من الابتذال .

والشرائع الالهيةوالقوانين الوضعية،والتكاليف الشرعية ، تتجه للمرأة كالرجل ، باعتبار انها وهبت مثلهالعقل ووسائلالادراك ، وهي لمتمنح ذلك عبثا ، بل لتستعمله لالتهمله ، وحرمانها من التربية في الماضي هو الذي حرمها التمييز والتمسك بالكرامة الانسانية ، وباعد بينها وبين الرجل في الفهم والشعور ، واعجزها عن ارضاء زوجها وتربية اولادها وتدبير بيتها كما ينبغي لها . والرابطة بينها وبين زوجها جسمية ونفسية ايضا ، وقد تضعف العلاقة الجسمية فتبقى لها جاذبيتها النفسية ، والاطفال يعيشون في طفولتهم بين النساء فتاثيرهن فيهم أكبر ، والتربية الاولى اساس كل تربية تليها . « والنساء أمهاتنا وبناتنا واخواتنا وزوجاتنا ، وهن زينة حياتنا » بل « هن نحن ونحن هن » ولا كمال للرجل والمرأة ناقصة ، ولا سعادة للرجال الا بالنساء ، ومن يعتمد على امرأة جاهلة كان كاعمى يقود اعمى ليسقطا معا في اول هاوية .

حجاب النساء

في هذا الفصل يشير المؤلف الى قصته مع الدوق وكتابه ، ويشير الى انه في رده عليه قد دافع عن الحجاب وانه هنا لم يزل مدافعا عنه ، اذ يعتبره هنا كما اعتبره هناك « اصلا من اصول الادب التي يجب التمسك بها » . غير انه يطلب أن يكون منطبقا على ما جاء في الشريعة الاسلامية ، وهو فيها يختلف عن الحجاب المتعارف عندنا ، لان قومنا غالوا في الاحتياط ، وفيما يظنونه عملا باحكام الشريعة حتى تجاوزوا حدودها ، واضروا بمصالح الامة .

« والغربيون قد توغلوا في اباحة التكشف للنساء الى درجة يصعب معها ان تتصون المرأة من التعرض لمثارات الشهوات ومالا ترضاه عاطفة

الحياء » . ولكن « بين هذين الطرفين وسط سنبينه هو الحجاب الشرقي الذى ادعو اليه » .

ثم يشير الى ان الحجاب حدث فى كل امم العالم فى دور تاريخى ، ولم يستحدثه المسلمون ، وان التخفف منه فى مصر قد حدث فى السنوات الاخيرة،فخرجت النساء لقضاء حاجاتهن ، وتعاملن بانفسهن مع الرجال فى شئونهن ، وطلبن الترويح فى الهواء ، وصحبن رجالهن فى الاسفار ، وشاركنهم فى الموائد ، وامتد ذلك فى اشد البيئات تحرجا من ظهور النساء .

ثم يبين المؤلف انه لوجاءت فى الشريعة الاسلامية نصوص تقتضى الحجاب كما هو فى شكله الآن لتجنب البحث فيه ، لان الاذعان للاوامر الالهية واجب دون جدال ، ولكن لانص على هذا الحجاب المتعارف ، بل هو عادة اصابت المسلمين مما ورثوه قبل الاسلام او من مخالطة أمم اخرى فاستحسنوه فالبسوه ثوب الدين كسائر العادات الضارة التى نسبت اليه وهو منها براء .

رأى الشريعة فى الحجاب

ثم مضى المؤلف يذكر نص القرآن فى الحجاب « قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ... »ووضح ان هذا النص يبيح للمرأة اظهار بعض اعضائها أمام الأجنبى عنها دون تسمية تلك المواضع ، وان العلماء قالوا ان تعيينها موكول الى ما كان معروفا فى العادة وقت الخطاب ، واتفق الائمة على ان الوجه والكفين مما استثناه النص ، ثم نقل عن بعض كتب المذاهب ما يؤيد اباحة كشف القدمين لابتلاء الناس باظهارهما ، وذلك واضح حيث ينتشر الحفاء . وبين ان الشريعة خولت المرأة مثل حقوق الرجل ، والقت عليها تبعاتها فى اعمالها المدنية والجنائية ، فكيف يمكن التعامل معها دون رؤية تثبت شخصيتها ، وبغير ذلك يسهل الغش والتزوير فى المعاملات كما اظهرت الوقائع القضائية . وكيف للمحجبة ان تتخذ صناعة او تجارة او زراعة بنفسها لتعيش، وكيف تؤجر نفسها للخدمةفىغيربيتها ،اولحصاد او زرع او بناء ؟

العالم شركة بين الرجل والمرأة

ان الله لم يقسم العالم بين الجنسين قسمة الفراز ، بل جعله مشتركا ليتعاملا معا فى رعاية آداب وقوانين تنظم العلاقات بينهما ، وتيسر لكل منهما ان ينعم بالحياة فى حدودها ، واباحت الشريعة بل ندبت ان يرى الرجل المرأة حين يخطبها ، ليكون كلاهما اعرف بالآخر ، وليس التصون من آداب المرأة وحدها ، بل هو عام بين الفريقين وموضوعه الاعمال والمقاصد ، لا الاشكال والملابس ، ومن هنا يظهر ان حكم الشريعة يسرى على الفريقين ، وانه لا عسر فيه على ايهما فى التكاليف الشرعية والمعاشية ، وهذا التشدد تنطع فى الدين يخالف نصوص الشريعة الصريحة.

شبهة « خوف الفتنة »

واما خوف الفتنة الذى يقفز دائما فى كل تفكير فهو امر يتعلق بقلوب الخائفين من الرجال وليس على النساء تقديره ، ولا هن مطالبات بمعرفته ، فمن خاف الفتنة غض بصره رجلا كان أو امرأة ، وغض البصر مطلوب من الفريقين على السواء ، وبعض أشكال النقاب تحيله زينة تغرى بالفتنة ، وفى انكشاف الوجه ما يمنع معاودة تجسس النظر اليه . ولا تقتصر الفتنة على الاعضاء الظاهرة ، ففى المشى وتغطية الجسم ما هو اشد فتنة . والنقاب يخفى شخصية المرأة ، فتستطيع أتيان ما تشتهيه ، ولكن انكشاف وجهها يكشف شخصيتها ، فتشعر بالحياء لنسبها الى عائلتها ، أو شرفها فى نفسها ، فلا تاتى ما يشعر برغبتها فى لفت الانظار ، وقد أمر القرآن المرأة أن تضرب خمارها على جيبها ، وهذا يختلف عن المعهود الان فى البرقع والنقاب .

ليس الحجاب حجز المرأة فى بيتها

هذا هو الحجاب بمعنى تغطية الجسم ، واما الحجاب بمعنى حجز المرأة فى بيتها وعدم مخالطة الرجال فالكلام فيه قسمان ، قسم خاص بنساء النبى عليه السلام كما نص القرآن عليهن ، وقسم لسائر المسلمات ، فالاوليات لسن كسائر النساء فيقتصر عليهن ما يخصهن ولا يسحب على سواهن واما ما يعم الاخرياتفانه لهن جميعا وليس فى الشريعة ما يمنع عامة المسلمات من غشيان المجتمعات ، فقد كن يغشينها لمصالحهن فى عصر النبى وصحابته .

أما الحجاب اجتماعيا فمرده الى الشريعة الاسلامية ، لا الى مزاج أحد أو ذوقه او استحسانه ، أو التمسك بعادة ، ما دمنا بصدد البحث عما به قوام المرأة ، وقوام حياتنا ، وما

تقدم من الكلام على تربية المرأة وفوائدها للهيئة الاجتماعية يوضح ان المسائل يرتبط بعضها ببعض ، فلا سبيل الى التربية الحقيقية ، مع بقاء الحجاب المعهود ، فلو عزل رجل فى الاربعين كما تعزل المرأة عند بلوغها فى منزل لشعر بانحطاط تدريجى فى قواه العقلية والادبية .

والتربية ليست خزن كمية من المعلومات ، بل تثقيف دائم للنفس والعقل بكل الوسائل الدينية والادبية والعلمية ، من الميلاد حتى الموت ، فلا تقف عند سن معينة ، ولا فضيلة فى العفة القهرية ، بل فى الامتناع عن مقارفة الشهوات مع القدرة عليها ، ثم ان فساد المرأة لايتاتى من الاختلاط بالرجل فحسب ، بل ياتى ايضا من الاختلاط بالفاسدات ايضا ، وحبس النساء فى البيوت لا يمنع سريان الفساد اليها .

ولهذا ينبغى ان يكون الحجاب فى حدود الشريعة ، مع تربية المرأة منذ طفولتها على اساس الدين والادب ، فان « حسن التربية واستقلال الارادة هما العاملان فى تقدم الرجال فى كل زمان ومكان » . وكذلك فى تقدم النساء .

المرأة والأمة

فى هذا الفصل يقرر المؤلف ان امتنا لم يتهيا لها من فرص التقدم ما تهيا لها اليوم، ولا تعرضت للاخطار ، كما تعرضت لها اليوم ايضا ، (هذا فى عام ١٨٩٨) فان تمدن امم الغرب بفضل البخار والماء قد انتشرت آثاره حتى عمت كل بلاد العالم ، وكلما دخل سلطان الغرب بلدا حاول الاستيلاء على منابع ثروتها واستنزافها ، وتسخير اهلها لمصلحته وحده ، ولايترك لهم من خيراتها غير ما يبقيهم لخدمته ، وهو غالبا يستعمل عقله فاذا لم تسعفه الحيلة استعمل العنف ، وهو فى ذلك لا يطلب الفخار ، بل الثراء ، وذلك بتحصيل ثروات البلاد الاخرى ، ولانجاة من غوائله الا باتخاذ مثل قوته او اشد ، ولاسيما القوة المعنوية « قوة العقل والعلم التى هى اساس كل قوة » ولا وسيلة لذلك غير تربية كل افراد الامة رجالا ونساء ، وخلع العادات السيئة ، وعدم اعتماد الجماهير فى ذلك على اى حكومة بل على انفسهم ، فلا بدّ ان يحتملوا مسئولياتهم ، ولا ينتظروا من الحكومة الا ماهو من شانها وحدها دون الافراد والهيئات .

وتخلف المسلمين عام . وليس لاختلاف شعوبهم واقاليمهم أثر فيه . بدليل تخلفهم جميعا . وليس شىء يجمع المسلمين غير الاسلام . ولهذا اتهمه كثير من الغربيين وبعض المسلمين انفسهم بانه سبب التخلف . وهو برىء منه . وكل من عرف حقيقة الاسلام من ابنائه . بل من الاجانب ايضا ـ يعظم قدره . ويعترف بفضله فى نهضة كثير من الامم التى اتصلت به . ولكن كثيرا مما يزعمه بعض المسلمين دينا لاعلاقة له بالدين . بل بدع الصقت به . فاعتبر هذا الخليط اسلاما . مع ان للاسلام مراجعه الكبرى التى تنكر هذه البدع .

أثر الاسلام فى ترقية أهله وغير أهله

وقد وضح المؤلف اثر الاسلام فى رقى الشعوب التى اعتنقته يوم كان المسلمون لا يتركون « فرعا من العلوم ولا فنا من الفنون الا تعلموه والفوا فيه وزادوا عليه ، فاشتغلوا بالعلوم الطبيعية والرياضيات والفلسفة والاخلاق وتوسعوا فى الصناعة والتجارة ، وبنوا الاساطيل تجرى فى البحار للتجارة وللحرب ، واستمر ذلك على تفاوت بحسب الازمان ثم ابتلوا بوقائع التتار ، فزالت الخلافة فى الشرق ، وزالت دولة العرب فى الاندلس ، وانتقلت العلوم الاسلامية الى اوربا فرجع المسلمون الى التخلف كالجاهلية الاولى . ومنذ ذلك « انطفا مصباح العلم فى الشرق باجمعه واقتصر علماء الاسلام على النظر فى شىء من علوم الكلام وبعض شىء من قواعد اللغة ، وانصرفوا عن كل شىء عداها » ، ولما ساد الجهل عقولهم عجزوا عن فهم حقيقة الاسلام، وهنا اطبقت البلية بكل ظلماتها وظلمها ، واستمر الحال كذلك حتى ظهر اخيرا علماء متعمقون مضوا يكشفون حقيقة الاسلام ، اذ رجعوا الى القرآن والحديث دون اقوال المعققين من اهل المتون والشروح والحواشى ، فدعوا الى ما دعا اليه القرآن والحديث من تحرير العقل ، وتعلم كل ما يمكن تعلمه من المعارف الكونية ، والاشتغال بكل حرفة تنفع الناس ، فان انحطاط العقول هو الذى شوه الدين ، وحال دون الترقى، وبصلاح العقول وتفتحها لادراك المصالح العامة تصلح الامة ويعود للدين صلاحه .

وهنا يبين المؤلف ان المرأة لا تكون خلقا كاملا حتى تتم تربيتها جسميا وعقليا ، وسلامة العقل

ترتبط بسلامة الجسم سواء في الرجال او النساء . وصلاح الرجال بصلاح النساء . لان المراة ام العائلة وميزانها . فليست تربيتها من الكماليات بل هي من الزم الضرورات لمصلحة الرجال والامة جمعاء .

العائلة

في هذا الفصل يتكلم المؤلف على اهم المسائل التي تمس المراة في العائلة ، وهي الزواج وتعدد الزوجات والطلاق ، ويبين ان الزواج عند الفقهاء عقد يملك به الرجل الاستمتاع بالمراة وهذا يختلف عن معناه في القرآن القائل « ومن آياته أن خلق لكم من انفسكم ازواجا لتسكنوا اليها ، وجعل بينكم مودة ورحمة » . ولسوء فهم بعض علمائنا هذا التعريف غفلوا ، وغفل الناس معهم عن واجبات الزوجين في الزواج قبل العقد وبعده ، فلا بد فيه من معاينة كل من الزوجين الآخر ومعرفة صلاحه لحسن العشرة ، وللمراة ما للرجل من حق اختيار الشريك ، فالقرآن يقول « ولهن مثل الذى عليهن بالمعروف » ، وقد ندب النبى الى ذلك لانه اعون على المودة .

وتعدد الزوجات في نظر المؤلف كسائر انواع الحلال تعتريه الاحكام الشرعية من المنع والكراهة بحسب ما يترتب عليه من المصالح أو المفاسد ، فاذا غلب الجور او نشا من التعدد فساد في العلاقات العائلية أو مجاوزة لحدود الشريعة فلأولي الامر أن يمنعوه بشرط أو بغير شرط على حسب ما يرونه موافقا للمصالح العامة .

وأما الطلاق فقد وجد منذ وجد الزواج ، وكان معروفا في كل الامم ، ولم تمنعه المسيحية الا بعد نشاتها بزمن طويل ، ومنعه مطالبة للناس بالكمال المطلق وهو غير مستطاع ، ولامراعاة فيه للمصالح . ومع تسامح الكنيسة فيه شيئا بعد ذلك احسست امم الغرب أن الشدة في امره لم تزل باقية ، فخففت تلك الشدة ، وشرعت له قوانين واسعة ، فانحسر سلطان الكنيسة عن كل ما لا يتفق وقوانين الطلاق في كثير من الامم .

فاذا رجعنا الى الشريعة الاسلامية وجدنا انها وضعت أصلا يمكن أن ترد اليه جميع الفروع في احكام الطلاق ، وهذا الاصل هو أن الطلاق محظور في نفسه مباح للضرورة ، وهو ما يستفاد من القرآن والحديث النبوى واقوال كثير من الصحابة .

وقد راعى كل الائمة على العموم هذا الاصل الذى من شانه تضييق دائرة الطلاق ، ولكنهم عند التفريع على هذا الاصل لم يتفقوا في التطبيق والفروع ، ويستطيع المسلمون اليوم أن ياخذوا من نصوص القرآن والحديث ما اخذ به كثير من فقهائنا في مذاهبهم المختلفة ، ليقرروا للطلاق احكاما تنظم فوضاه ، وتقلل منه ، بحيث تكون أقرب الى أصول الشريعة واكثر تحقيقا لمصالح الاسرة ، وبذلك ترعى حرمة الدين وحق العشرة وأواصر النسب .

وهنا على سبيل المثال يضع المؤلف ـ وهو رجل متبحر في القانون ـ نظاما للطلاق ، مؤلفا من خمس مواد ، يراها أقرب الى روح الشريعة وأصولها ، وانها تقلل الطلاق ، ثم يورد احصائية لحالات الزواج والطلاق في القاهرة خلال فترة ثماني عشرة سنة ، توضح أن كل أربع زوجات تطلق منهن ثلاث ، وهذا شيء فظيع مفزع .

الخاتمة

تناول المؤلف في الخاتمة موضوعين العلم والعزم . فالعلم وسيلة الامة الى معرفة مطالبها وتخليصها من سيئات عاداتها . ثم ترقية أحوالها لتعيش للمستقبل ومعرفة الشريعة تدلنا على انها حدود عامة ولهذا يجد الناس فيها ما يوافق مصالحهم على اختلاف الازمنة والامكنة .

وأما العزيمة فهي تحث الارادة على تحقيق كل خير يكشفه العلم ، فاستحسان شيء لا قيمة له دون ارادة تنفذه ، والرجل الحق من يحاول معرفة الخير ، ويجهد وسعه ليحققه ، فلا بد لنا من العلم ، والعزيمة في تحقيق التقدم .

واخيرا اقترح المؤلف تكوين جمعية من الاباء الراغبين في تعليم بناتهم على هذه الطريقة لتحقيق تربية بناتهم ، والدعوة لاصدار قوانين تضمن للمراة حقوقها الشرعية دون التقيد بمذهب واحد كالمذهب الحنفي الذى تقيدت به بعض الدول . ودعوة المؤلف الى عدم التقيد في التشريع بمذهب واحد رأى غاية في السداد والتيسير ، فكل ما ورد في المذاهب الاسلامية تراث اسلامي ، ينبغي أن ناخذ منه ما هو انسب لنا ، ونستكمله بالاجتهاد ـ على وفق أصولنا ـ اذا احتاج الى تكملة ، ولا بد من تكملة . ■■

محمد خليفة التونسي

من الكتب التي وصلتنا

اصول الطب النفساني

ـ . الدكتور فخري الدباغ
لر : مؤسسة دار الكتب للطباعة والنشر
امعة الموصل ـ العراق

● يدرس هذا الكتاب الطب النفساني ، ومدى
هام الذى تبديه الهيئات التربوية والتعليمية
وع الطب النفساني فى كليات الطب .
ن الطب النفساني بتعاونه واهتماماته قدفع
ـة علوم الطب والاجتماع والانتروبولوجيا
ترام والوراثة والفلسفة اشواطا بعيدة ،
سحت بعوثه مدى التداخل بين النفس والجسم،
المجتمع،وسلوك الانسان ، بين اشكالوترتيب
اد الكرموسومات والجينات الوراثية والسلوك،
الاضطراب العقلى والاضطراب الكيماوى
ى فى خلايا المخ .
ما اصبح الطب النفساني ملازما للطب
ماعى ، والطب الوقائى ، والصحة العامة ،
يم الاسرة والمجتمع،وفنون الادارة السياسية،
بية والتعليم ، والطب النفساني ، ولميقتصر
التشخيص والعلاج،بلاثار التساؤلات العلمية
حيوية العلاقات الانسانية وقيمة الانسان .

الصحافة المغربية نشأتها وتطورها

ليف : زين العابدين الكتانى ـ المغرب .
● دراسة وافية عن الصحافة فى المغرب منذ
تها حتى العصر الحاضر ، فقد ظهرت اول
فى مدينة سبتة بالمغرب سنة ١٨٢٠ وكانت
ة الاسبانية باسم (المتحرر الافريقى) ، ثم
دينة تطوان سنة ١٨٦٠ باسم (صدى تطوان)
كذلك بالاسبانية ، وفى سنة ١٨٨٩ صدرت
جريدة باللغة العربية بطنجة باسم جريدة
رب) ثم جريدة (السعادة) سنة ١٩٠٤ .
لصحافة فى هذه الفترة كانت صحافة اجنبية
سحافة تخدم الدول الاستعمارية فهى فرنسية
بة فى منطقة النفوذ الفرنسى ، ثم اسبانية
وعربية فى منطقة النفوذ الاسبانى . ثم هناك
الصحافة التجارية والى مطلع سنة ١٩٤٠ صدرت
فى المغرب الاقصى وحده اكثر من اربعين جريدة
ومجلة .

لقد كانت هذه المجلات بصفة عامة لاتقل عن
مستوى المجلات التى ظهرت فى الشرق العربى ،
وتعبر عنالتطور الذىقطعته المغرب فىهذا الميدان،
ومفهوم الصحافة وتطور كتابة المقالة والانشاء
الكتابى فى النصف الاول من القرن العشرين .

محمد الخضر حسين

تاليف : محمد سواعده ـ الناشر : الدار
التونسية للنشر ـ تونس .

● دراسة لاحد علماءالمسلمين الاعلام فىالعصر
الحديث ، شارك مشاركة فعالة فى الحركة الفكرية
سواء فى المغرب او فى المشرق العربيين ، وارتبط
اسمه باسماء عدد كبير من رجالات الدين الذين
قاموا بدور هام فى ميادين مختلفة دينية ولغوية
وادبية وسياسية .

والكتاب ينقسم الى ثلاثة اقسام القسم الاول
خاص بحياة الرجل فى مختلف مراحلها منذ طفولته
الى تعلمه بجامع الزيتونه وتعليمه به ، ثم سفره
الى المشرق العربى وبعض البلدان الاوربية ، ثم
استقراره اخيرا فى مصر الى نهاية حياته .

اما القسم الثانى فيشتمل على آثارة التىرجع
اليها المؤلف ودرسها سواءالكتب التى الفها والتى
تمثلموااقف رفض معينة فى الدين والادبوالسياسة
او الكتب التى هى مقالات ومحاضرات صدرت فى
عدة مجلات عربية ثم آثاره الشعرية التى منهاماهو
مجموع فى ديوان ، ومنها ماهو منشور فى بعض
المجلات.اما القسم الثالث فيختص بضبط اتجاهاته
الفكرية فى مختلف الميادين ، وذلك بالاعتماد على
آثاره وخاصة على النصوص الهامة التى تبين
مواقفه ونظرياته ضمن الحركة الفكرية الاسلامية
فهذه الدراسة تبين مكانة الشيخ محمد الخضر حسين
والدور الذى قام به فى الحركة الاصلاحية مما جعل
حياته غنية المضمون ثرية الانتاج غزيرة النفع .

الدفاع عن القرآن ضد النحويين والمستشرقين

تاليف : الدكتور احمد مكى الانصارى •

الناشر : دار المعارف بمصر ـ القاهرة •

● لا شك ان اسلوب القرآن افصح اساليب العربية على الاطلاق ، لذلك كان لزاما على النحويين ان يراجعوا مناهجها ، وينسقوها مع منهج القرآن ، فيحفظوا السنتهم من الخوض فى قراءاته السبعية ، بل يتخذوه اساسا لوضع القواعد ، لانه اقوى وافصح من جميع الشواهد •

لقد انكر بعض النحاة بعض القراءات السبعية لانهم تسرعوا بوضع قاعدة قبل التعمق فى البحث•

والمؤلف فى هذا الكتاب يدرس هذه القضية ، ويعرضها فى مباحث سبعة : كل بحث يعالج ظاهرة من الظواهر النحوية التى تتعلق بالقرآن الكريم ، ويرد على آراء النحاة القدماء ، وهذا الرد يحمل فى طياته الرد على المستشرقين الذين اعتمدوا على الجانب الهدام من آراء بعض النحويين •

كما أن المؤلف دعا الى تعديل بعض القواعد النحوية التى تتعارض مع القرآن الكريم ممثلا فى قراءاته السبعية المحكمة •

الاسلام فى حضارته ونظمه

تاليف : انور الرفاعى ـ الناشر : دار الفكر ـ بيروت / لبنان •

● جاء الاسلام بدعوة دين ودعوة دولة ودعوة حياة اجتماعية وسياسية واقتصادية وفكرية ، ووضع اسس العقيدة التى يجب انيؤمن بهااتباعه، ورسم حدود المعاملات بمختلف انواعها التىتساعد على اقامة مجتمع اسلامى متميز •

وانتشر الاسلام كدين ودولة وظهرت للوجود امبراطورية عربية اسلامية كبرى تمتد حتى حدود الصين وسهول سيبيريا واحواض انهار فرنسا الجنوبية والغربية ، وامتزج تحت الحكم العربى الاسلامى افرادشعوب كثيرة اختلفت لغاتهاوعاداتها وتقاليدها ، ولكنها ارتضت بغلبة اللغة العربية على انتاجها الفكرى فاصبحت السمة المميزة لهذه المجتمعاتالمتعددة استعمال اللغة العربيةلغة الحكام ولغة القرآن ونتج عن ذلك كله حضارة خاصة ليست حضارةعربية خالصة وليستحضارة اسلامية خالصة بل حضارة سداها العروبة ولحمتها الاسلام تشوبها التاثيرات الفكرية والفنية والاجتماعية والاقتصادية الاخرى •

فبماذا تسمى هذه الحضارة الجديدة هل تسمى حضارة اسلامية لان الاسلام بعثها ورسم حدودها ام تسمى حضارة عربية لان العرب حملوا لواءها، واثروا فيها اكثر مااثروا وخاصة فى نشاتها ، وكيف نسميهااسلامية بحتةوقصائد الفرس وقصائد وتاثيرات المسيحية واليهودية برزت فى جوانبها ، وكيف نسميها عربية وهناك امم غير عربية تلعب دورها فى حياة الناس اليومية وفى اعمالهم وتصرفاتهم •

لهذا لم يتفق الباحثون على اسم شامل لهذه الحضارةفسماها بعضهم حضارة عربية لغلبةالعروبة عليها ، وسماها بعضهم حضارة اسلامية لروح هذا الدين المسيطرة عليها وسماها بعضهم حضارةعربية اسلاميةاشارة الى انها من انتاج العروبةوالاسلام مع مافيها من تاثيرات غير عربية وغير اسلامية •

سيبويه والقراءات دراسة تحليلية معيارية

تاليف : الدكتور احمد مكى الانصارى •

الناشر : دار المعارف بمصر ـ القاهرة •

● نشا النحو اول ما نشا فى احضان القرآن الكريم، حرصا على سلامة القرآن من اللحن ، ثم لما دخلت الفلسفة الاغريقية وتاثر بها النحو العربى ، بدا النحو يعتمد على القياس المنطقى اكثر مما يعتمد على السماع ، ومن هنا نشات جفوة بين القراءات السبعية وبعض المذاهب النحوية •

والمؤلف هنا يحاول ان يدافع عن كتاب الله ضد تعسف النحو والنحاة ، ويعالج فى هذا الميدان موقف سيبويه بالذات من القراءات القرآنية ، ويعالج كذلك قضية المعارضة الصريحة للقراءات عند سيبويه ، وقضية المعارضة الخفية ، وقضية التاويل للآيات القرآنية عند معارضتها للقواعد النحوية ، ثم قضية موافقة كتاب سيبويه لكتاب الله عز وجل •

وقد نوه المؤلف كذلك بالدعوة الى تيسير النحو العربى ، على اساس من الاصالة فى اختيار الآراء من اقوال النحاة القدماء •

■■

«العازف»
للفنان المصرى سيف وانلى

■ فاز سيف وانلى (عمره ٦٨ سنة) بجائزة الدولة التقديرية فى الفنون ،وهى جائزة تقدمها مصر لكبار فنانيها الذين حققوا فى حياتهم الطويلة خدمات ملموسة للحقل الفنى الذى يعملون به‥ وقيمتها ٢٥٠٠ جنيه مصرى ، كما فاز بوسام الدولة للعلوم والفنون ٠

وقد درس سيف الفن فى مراسم الفنانين الايطاليين الذين عاشوا بالاسكندرية فى مطلع القرن العشرين وكان موظفا بميناء الاسكندرية هو واخوه « ادهم » وكانا يمارسان الفن والرسم فى وقت فراغهما ‥

وقد سجل سيف وانلى ملامح مدينة الاسكندرية وتنقل بين عدد كبير من الاساليب والاتجاهات التى كان يحاول معرفتها ، لا من خلال القراءة والاطلاع فحسب ، بل من خلال التجربة الفنية ايضا حتى اصبحت اعماله دليلا للاتجاهات الفنية التى ظهرت فى مجال الرسم خلال القرن العشرين ٠ هذا بالاضافة الى الاعمال التى تعبر عن شخصته الفنية الخاصة دون تاثير بالاتجاهات الفنية الاوربية ، وهى تتضمن خبراته فى تلك الميادين ٠

ولوحة « العازف » المعروضة هنا رسمها الفنان سيف لعازف «الشيلو» المصرى «ناجى الحبشى» بعد ان استمع الى عزفه ، وحاول ان يسجل فيها حركات اليدين والوجه اثناء العزف ، مع استخدام الرموز، وتوزيع الاشكال على طريقة التكعيبيين ‥ اى انه يكرر الاجزاء التى تتحرك اثناء العزف حتى يحس المشاهد خلال متابعته اياها انها غير ساكنة او صامتة ، ثم قسم الشكل الى تقسيمات تكعيبية ليترك للمشاهد حرية استكمال البناء الذى بدأه الفنان ولم يرفع عنه « الشدة » او السلالم الخشبية التى تحيط به ٠

ولعل الوان لوحة العازف القوية والمتصارعة بعضها مع بعض رمز لشدة الانفعال وحرارته عند ناجى الحبشى،وهو الفنان الذى اوحى للرسام عمله الفنى ٠

وقد اشترى متحف الفنون الجميلة بالاسكندرية هذه اللوحة ، لتكون ضمن كنوزه التى يعرضها على زواره ، من عشاق الفن الحديث ٠ ■■

صبحى الشارونى

هواء

قصة بقلم : حسن فتحي خليل

سألنى الطبيب فى اوائل الربيع ٠٠ « هل يبعد بيتك عن محل عملك ؟ »

فلما اجبت بالايجاب قال : « حسنا ٠٠ يجب ان تمشى هذه المسافة ٠٠ فالمشى فيه فائدة كبيرة لك، وتأكد ان صحتك ستتحسن ، لو واظبت على المشى ولو نصف ساعة يوميا ٠٠ »

ثم أردف : « ـ أذكر انك اخبرتنى انك تسكن قريبا من البحر ٠ »

قلت : ـ نعم ٠٠

قال : ـ « هذه نعمة كبرى ٠٠ فجولتك ستكون على طريق الكورنيش فى هـذا الجو الجميـل ٠٠ وستتمتع بالبحر وتستفيد من المشى ، وهذامانبغيه، وستكون بعد شهور قليلة متماثلا لكل صحتك وقواك ان شاء الله ٠ »

واخذت بنصيحة الطبيب ، ذات صباح مبكر ، وكان الجو لطيفا فعلا ، ونسمات رقيقـة تبعـث النشاط فى جسدى كله ٠٠ وخطوت من منزلـى الى طريق الكورنيش ٠ وسرت على الطـوار ، والبحر متسع أمامى ، مترامى الاطراف ، والافق البعيد نائم على صـدر الماء ، والسـماء فيهـا صفاء ، تشوبها سحابات بيضاء خفيفة ، والشمس تنفض عنها نعاس الليل وتتثاءب ٠

وسرت ، وانعشنى ... طويلة اعب منه واملأ ... ووجدتنى سعيدا ... يملأ نفسى بعد طول عناء ... ٠

وكان الطريق هادئا ، أفراد معدودون يظهرون هنا وهناك على مرمى بصرى ولا يجرح هذا الـهدوء سوى اصوات العربات والحافلات القليلة التـى تمرق بسرعة وكأنها فى سباق على الطريق .

ان الفارق كبير ، فهاأنذا اسير هادىء البال ، والنسمات الرقيقة تصافح وجهى ، والسعادة تملأ اعطافى والبحر امامى ، البحر بسحره واتساعـه وعظمته ، تتكسر امواجه الهادئة الان على شاطئه الرملى ، تقبل حباته ، وتكر راجعة فى استحياء ! وكل شيء من حولى يتثاءب ، ويستعد للاستيقاظ ، وهذه أحلى الفترات الى قلبى .

وجعلت اواصل السير .. حتى شعرت فجأة بان التعب بدأ يتملكنى .. وكان الطبيب قد نصحنى بان استريح فور شعورى بالتعـب ، والا اجـهد نفسى او احملها فوق طاقتها . ولمحت أول مقعـد بقربى من تلك المقاعد الطويلة المتناثرة علـى طريق الكورنيش فى مواجهة البحر . ولكنه لـم يكن خاليا ، كان هناك شخص ما يجلس فى طرف المقعد ، ووجهه متجه الى البحر .

وقلت لنفسى : « لا بأس .. وماذا يضيرنـى ؟. استريح قليلا على الطرف الاخر من المقعد ، ثم اتابع مسيرتى » .

وجلست ، لم يشعر بى زميلى فى المقعد ، كان منصرفا بكل كيانه الى البحر ، ينظر اليه نظرة تائهة ، ولحظته بنظرة جانبية . كان شيخا يذرف على الخمسين ، زرى الهيئة ، مهمل الثياب ، كئيبا كمن تثقله وتنوء به الاحزان ، متغضن صفحـة الوجه ، مربد السحنة ، شاحبا ..

وفجأة ، التفت الىّ ، على اثر حركة عفويـة منى،ووجدته ينظر الىّ..كانت نظراته لاول وهلة كليلة عشواء ، كمن حزّبه ضيم او من يكابد آلاما ممضة .. وفجأة جحظت عيناه ، واربدت سحنته ، فاصبحت نظراته غريبـة ، انزلت الرعـب الـى نفسى ، وظهر فيها الاندهاش العجيـب ، وكأنه فوجىء بشيء لم يكن يتوقعه .. ورايت شفتيـه تهتزان فى عنف ، ويديه ترتعشان وهما تمسـكان بيدى ، ووجهه يصفر ، وجبينه يتفصد عرقا . كان كمن عقد لسانه لهول المفاجأة .. ولكن خـرج صوته اخيرا مهزولا ، راعش النبرات . « أيـن هى ؟ »

قلت فى دهشة ــ وانا احاول ان اخلص يدى من يديه ــ « من ؟ »

قال فى صوت متهدج ، وهـو يرسل آهة الـم وأنة حزن : زوجتى .

قال فى تعجب وجزع : « ما لها ؟ »

قال وهو ينتفض انتفاضة محمـوم : « أنـت خطفتها . »

وذهلت ووجدتنى اصرخ : انا ؟

قال وهو يمسك باطراف ملابسى:نعم..هو انت..

قلت منزعجا والطريق شبه خال ، والعربـات تفر بسرعة وجسدى يكاد ينهار على المقعد من هول المفاجأة : « ما هذا يا رجل ؟ انت تهذى » .

قال : « لقد وجدت صورتك في صوان ملابسها بعد ان هربت مني ، ولقد ندمت على أني مزقتها في ثورتي ، ولكن ملامحك في خيالي دائما .. »

قلت وأنا أدفعه عني : ولكن من هي زوجتك ؟

قال : عشيقتك يا فاجر .

قلت : انت مخطيء .. فانا رجل متزوج .. وربما تقصد غيري .

قال في اصرار : كلا .. لقد عرفتك على التو .

ثم أضاف في صوت مرتعش . منذ ايام طويلة وانا ابحث عنك ، بحثت عنك في كل مكان ، ولكني لم اهتد اليك ، وها انت جئتني بقدميك .

ووجدتني احدث نفسي : « يا فتاح يا عليم ما هذا المأزق ؟! »

ولمت نفسي على اتباع نصيحة الطبيب في هذا الوقت المبكر من الصباح ، والطريق شبه خال ، وبدا لي حينئذ ان الزحام في الترام او السيارة العامة ارحم من هذا الموقف . وفجاة .. همت عيناه بالعبرات وانكب على يدي يكاد يقبلهما .. فاسرعت بسحبهما منه .. وهمهم : « أعدها اليّ .. ارجوك .. فانا احبها .. »

ومسحت الدموع من عينيه..وهو ما زال يتمتم : انا احبها .. لقد اخذت مني حبيبتي ..

واذهلتني المفاجاة ، ولكني سرعان ما ضبطت نفسي،كدت ابعده عني في عنف ، واركض مبتعدا ، ولكن استبدت بي فجاة مشاعر عميقة من الشفقة والعطف عليه ، فوجدتني اربت على كتفه ، وآخذه باللين والحسنى .

قلت : بالله عليك لا تبك ارجوك ، ان قلبي لا يحتمل امراة تبكي امامي .. فكيف لي ان احتمل رجلا مثلك يفعل ذلك !

قال وقد احتبست في حلقه عبرة : « بربك هل ستعيدها اليّ ؟ »

ـ من ؟

ـ زوجتي .

ـ ولكني لا اعرفها .. من هي ؟ .. وما هي قصتها ؟

ـ انت تعرف كل شيء ..

ـ والله .. لا اعرف شيئا عنها ..

قال في رجاء وتذلل : « استحلفك بالله .. الست عشيقها ؟ »

ـ لقد اخبرتك اني رجل متزوج ، واحب زوجتي ، ولي اولاد هم احب الناس الى قلبي ، بل هم حياتي كلها ..

ـ اذن لماذا تخطفها ؟

ـ لقد اخطات الشخص الذي تريده وتبحث عنه ، لعل الصور قد اختلطت في ذهنك .

قال في تردد : « ترى .. هل اخطات حقا ؟ »

قلت في تاكيد : « قطعا اخطات » .

قال واديم وجهه يزداد تغضنا : « يخيل اليّ ان كل من اراه تنطبق ملامحه على الصورة التي وجدتها في صوانها .. »

وضرب راسه بكفه فجاة .. وهو يقول : لشد ما انا نادم ، كيف امزقها ؟! كنت في ثورة وفي هوس .. ولم اشعر بما افعله ..

قلت وانا اواسيه : « ولكن ، يجب انتمسح دموعك هذه ، هل يليق بالرجال ان يبكوا ؟ »

قال وقد انفرجت اجفانه عن ومضات خابية كابية : « لا حيلة لي الان سوى البكاء .. فلقد كنت احبها .. »

ـ وهل الحب يفعل كل ذلك ؟

ـ واكثر من ذلك .

ـ ارجو ان تهديء نفسك ، ولنتفاهم في روية، ولنترك هذا المكان ..

واخذت بيده،وقمنا ، لقد رفع جسده في مشقة، وكانه سندان تتعالب عليه المطارق ، وسرنا معا

وانا اسنده ، حتى قوى عوده هونا ما ، ويدى ما زالت فى يده ..

ولمحت مقهى صغيرا وقد فتح ابوابه ، وكان خاليا ، فاقترحت عليه ان نجلس معا ، واخترت مائدة متطرفة ، وجاء النادل فطلبت فنجانين من الشاى . ولما وضعهما النادل وانصرف .. قلت له : « ادفىء نفسك وانعش روحك بهذا الشراب »

ومسح دموعه .. وجعل يترشف الشاى فى تؤدة، ووجدتنى اخذ يديه بين يدى وانا اقول : « اسمعنى شكاتك .. »

فزفر زفرة حارة . وأن انة الشاكى الوامق . ثم اطرق ببصره الى اسفل . وخرج صوته ضعيفا وكان الالم الدفين يعصر قلبه .. « لقد تاخرت فى الزواج فعلا ، حدث ذلك ، ولكن تحت ضغط الظروف . فانا ما زلت اذكر والدتى وهى على فراش الموت توصينى باختى اللتين تصغراننى .. انهما وديعة فى عنقك..لا تغفل عنهما.اسعدهما وزوجهما زواجا حسنا ، لا بد ان تعدنى بذلك .

قلت وانا أقبل يديها : اعدك يا اماه ..

وتركتهما لى،وعشت معهما حتى استوى عودهما، وطاب أكلهما ، وزوجتهما ، لاكون بارا بقسمى امام والدتى عند وفاتها . ووجدتنى وحيدا .. ولكن بعد ان تسربت السنوات من حياتى ولم اعد فى سن الشباب . وهفوت الى ان اتزوج .. فلقد كنت حقا فى اشد الاحتياج الى زوجة تدفىء حياتى البارده حينئذ .. بعد ان اصبحت ليالى كلها موحشة . وفكرت طويلا فيمن ساختارها . كنت بطبعى اهوى الجمال .. ولم اتصور ان اتزوج امراة دميمة ، او حتى متوسطة الجمال ، بعد ان انقضى منى هذا العمر وانا فى غمرة المسئوليات والكفاح من اجل شقيقتى ، مبتعدا عن النساء ، لم اذق طعم حلاوتهن . واردت ان اعوض هذه السنوات الماضية كلها .

وحدثتنى نفسى : « ولكن كيف تعنو لك الصغيرة الجميلة وانت قد تخطيت سن الشباب ؟ »

واجبتها .. ان حالتى المالية لا باس بها ..وانا تاجر قد وصلت اخيرا بالكفاح الى النجاح . لماذا اذن لا اختارها صغيرة وجميلة وفقيرة ؟ ستكون صفقة بالنسبة لكل منا .

استهوتنى هده الفكرة ، ووجدت فيها مخرجا . ولم اتعب فى البحث عنها فقد وجدتها اقرب الى مما كنت اتصور .. كانت احدى المترددات على متجرى ، وكانت فائقة الجمال فعلا ، فى عنفوان شبابها ، من عائلة فقيرة ، ولكن لديها طموح ، وعرضت عليها الامر فوافقت على الفور .. وتزوجنا .

لا تسالنى عن سعادتى حينئذ .. كانت هى الصورة الجميلة التى كنت احلم بها فى شيخوختى .. كانت الضوء الوحيد الذى بدأ ينير حياتى والتى انعقدت بها امالى وتعلقت بها امانى .

وشعرت انها هدية ثمينة يجب ان اعض عليها بالنواجذ ولا افقدها ابدا . وانفقت عليها الكثير من مالى .. ووجدت نفسها فى بحبوحة من العيش لم تكن تحلم بها،فكانت سعيدة ، وزادتها السعادة والنعمة اشراقا وفتنة وجمالا .. كان قلبى ينتفض فى صدرى كلما رأيتها او تحسستها او احتويتها بين احضانى .. كنت اذوب ذوبانا فى اشعة وجهها وكانه الشمس المضيئة ، وامسح فى رغبة قاتلة رقبتها العاجية وذراعيها الناصعين وخديها الناعمين. كان فى صوتها جرس كرنين الفضة يبعث الرعشة العذبة فى اوصالى ، كنت ادفن وجهى فى شعرها الفاحم الذى ترسله على كتفيها فى دلال .. كانت كالصورة الجامعة لمفاتن الجمال .. تنشر حولها الضياء الباهر والجمال الساحر ، بضة الجسد ناعمة الجلد ، بيضاء الاديم .. كاللبن الحليب المشرب بحمرة الورد . لشد ما احببتها .. وكنت على استعداد لان اضحى بكل ما املك ، بالدنيا كلها من اجلها ، من اجل ان اضمها الى فى رغبة طاغية جارفة .. ان احتفظ بها لنفسى دائما .

احست هى بكل ذلك .. احست بحبى الكبير لها .. احست بما يعتلج فى قلبى من عواطف

مضطربة نحوها . احسست باني ملك لها لا أرد لها طلبا..احسست بالرغبة التي تهز كياني كله كلما اقتربت مني او لامستني.فاستغلت كل ذلك في..امسكت بالعنان تسوقني اني تريد ، وكيف تهوى وتشاء . تصلني يوما وتتمنع علي اياما فتشعلني اشعالا ، حتى صرت أسير جسدها اللدن الناعم الاملس الوردي البديع التكوين . انصعت لها .. كنت اخاف ان اغضبها فافقدها ، وكنت اتخيل لو تركتني ما الذي ستؤول اليه حالي حينئذ ؟ وكانت اذا غضبت تقيم الدنيا وتقعدها ، فاخر ساجدا الى طلباتها وانا صاغر . ولكني مع هذا كله .. كنت سعيدا سعادة السمك في الماء .. ما دامت هي راضية عني ، ما دامت هي معي ، وكفى ..

وتواردت الايام..وزاد سلطانها علي وكثرت طلباتها .. ووجدت ان مواردي المالية في انخفاض .. ولما اطلعتها على ذلك لم تابه له .. وجابهتني لاول مرة .. بعد ان عجزت عن تلبية طلب لها كان فوق طاقتي وقدرتي .

واذا بها تثور في وجهي وهي تدفعني عنها في جفوة وضيق : هل تتصور اني اتحمل العيش معك لجمال عيونك او لشيبة راسك .. حتى الذرية لم تهبني منها ما يعوضني خيرا ، لقد صبرت كثيرا يجب ان تفهم ذلك .

قلت في خنوع : ما هذا الكلام الذي تقولينه ؟

قالت هادرة:هذه هي الحقيقة ويجب ان تفهمها.

قلت في توسل : سافعل المستحيل من اجلك ..

قالت : نعم يجب ان تفعل المستحيل من اجلي والا ..

قلت وانا اضع يدي على فمها واقبل يديها : « بربك .. لا تقوليها .. »

وتوقف عن الحديث وتغشانا فجاة صمت عميق لم احاول ان اقطعه بكلمة واحدة . استغرق في التفكير وقد نكس راسه وكانه يتجشم الوانا من العذاب وتكلم في صوت مستضعف منهوك ..

« كنت احبها حبا يفوق كل شيء .. هل يعقل ان تتركني .. اذن ستغادرني روحي ، وسيتغشاني الظلام ، وسافقد الحياة ، وساصبح حطاما .. كلا .. لا أقوى ابدا حتى على مجرد التفكير في ذلك.

واستدنت لاتي لها بما تريد .. ولم تنقطع طلباتها ، بل تواصلت ، وكانها تحاول ان تزيد من اذلالي بهذه الطلبات المتعاقبة ، وكل مرة تهددني بنفس التهديد . اصبحت شيطانة مشاغبة تنفث سمومها ، وانا مع ذلك كله اذعن ، واذعن .. واذا ما حدثتني نفسي بان اقاوم ولو مرة واحدة كانت تضغط علي ضغطا يسحقني ، فاتراجع ذليلا محسورا . فما ان تتمسح بي وتلفح انفاسها الساخنة وجهي حتى اتهالك ، واذا حبها يغمر جوانحي كلها ، وانسى كل اهاناتها ، وتثبط همتي . »

وعاد فجاة الى الصمت ، وقد استبدت به جهامة وعبوس .. ثم اطرق اطراقة تنم عن الحزن المستكن في اغوار قلبه . ثم صعد نظره الي . كانت نظراته واهنة زائغة ، وارتعد جسمه فجاة واهتز ، وكانه النبات الذابل الهزيل الذي يوشك ان يهوي .. وسمعت صوته المنهوك يقول : « طبعا كان عملي في تجارتي يستدعيني التغيب طوال النهار عن البيت ، ولا اعود اليه الا مساء . وكانت احيانا تخبرني بانها ستذهب الى هنا او الى هناك لبعض المشتريات ، او لزيارة بعض الاقارب .. وكانت تقول دائما : انا امل البقاء في المنزل الموحش بمفردي .. ويطول بي الوقت في انتظار اوبتك ..

ولم يكن لدي الفراغ الذي يسمح لي بان اتابع ذهابها او روحاتها . فقد كنت منهمكا في عملي باقصى جهدي ، لكي اتمكن من سداد ديوني التي ربكتني بها ، حتى اني اصبحت اعتذر ـ ومضطرا ـ عن كثير من طلباتها المتلاحقة . وعدت الى منزلي يوما فوجدته راسا على عقب ، لقد اخذت معها اثمن ما فيه ، وتركت لي ورقة تقول فيها : « لا تبحث عني ، فاني ذاهبة دون رجعة ، الى من يخفق له قلبي ويهفو له فؤادي ، ويعطيني الذرية التي اشتهيها . ان مالك لم ينفعني ، ولا يمكن ان افني بقية عمري اهب زهرة شبابي لعجوز مثلك . »

عصف اعصار جامح بقلبي ، وجن جنوني ، وجعلت افتح الادراج هنا وهناك في شبه لوثة ، حتى وجدت صورة عشيقها في صوانها . لقد نسيتها .. ولكنني من فرط ثورتي واحتدامها بصقت عليها ، ومزقتها اربا ..

وارتميت على المقعد وانا انشج نشيجا مميتا قائلا . كنت ابكي حياتي كلها ، حبي ، وآمالي وعذابي ، وعاري .. وشعرت فجاة بان قلبي يحترق ويذوي .. وان ضرباته تكاد ان تتوقف . وقمت مذعورا مستطار اللب ، اضرب في الشوارع على غير هدى ، باحثا عنها ، وفؤادي يتلذع على مثل الجمر . كدت افقد عقلي وانا ادور كالمجنون ، وعدت اخيرا الى منزلي منهوك القوى ، مسلوب الفؤاد ، لقد زحفت ظلال الليل على خريف حياتي وفقدت كل شيء .. كل شيء .. واصبحت صفر اليدين ، وجثمت على حياتي سحابة القلق والهم الممض . واصبحت ضيق النفس حرج الصدر ، يملأ نفسي الحزن والكآبة وتمزق قلبي اللوعة والحسرة .

وتساقطت الايام من حولي كاوراق الزهور ، ومع ذلك وجدتني ما زلت اسير تلك العاطفة الجموح لا استطيع الخلاص منها ، قلبي ما زال يعنو لذل الهوى ، وما زلت مصفدا في اغلال حبها .. بالرغم من كل هذا الذي فعلته .. وصورتها امام عيني دائما ملحاحة لا تريد ان تريم .. وخيالها يقض مضجعي عليّ ! .

وجعلت ابحث عنها . اهملت عملي وتجارتي .. ونفسي .. وجعلت اقضي يومي كله في الشوارع اتصفح الوجوه علني اعثر عليها .. ولما ضاعت جهودي كلها هباء ، شعرت ان دعائم حياتي قد تقوضت كلها ووجدتني انحي باللائمة على نفسي .. واصبحت اعيش في صراع دائم معها ، والآلام تتناهب فؤادي .. وما زلت اعيش في هذا التمزق والضياع .. »

واستغرقه الصمت ثانية ، وقد تكمش يرتجف ، ومددت يدي واحتويت يديه بينهما وقلت له : أوتعجبك حالك هذه ؟

فرفع اليّ عينا دامعة .. وسرى صوته قائلا : اني احس دائما بكمد الهزيمة . اريد دفئا يطرد عني ذلك الصقيع الذي ينبع من اعماقي ، فانا في ملتطم من الافكار والمشاعر دائما ولا اجد منجاة منذ ان حاقت بي هذه المحنة القاسية .. وكم اتوق الى ان اتخلص من هذه القيود والاصفاد التي تكبلني »

وسكت ، وكان العاصفة قد هدأت.ولكني سمعته يردف : استميحك عذرا ، لعلي اثقلت عليك ، اعذرني فقد كنت في احتياج الى ان افرغ كل ما في نفسي ..

قلت في عزم : حسنا فعلت .. وانت الآن في احتياج الى ان تبعث الحياة من جديد الى قلبك ونفسك ووجدانك ..

قال : كيف ؟ .. بربك خبرني ..

قلت : يجب ان تطرح عنك مشاعر التخاذل والاذعان والهوان .

- ترى هل يمكنني ذلك ؟

- طبعا ، اعزم وارفع روحك المعنوية ، والعق جراح قلبك واراب الصدع .. وابدأ بروح الصبر والكفاح . والجد .. وستعبر قطعا من الظلام الى النور ومن الهزيمة الى النصر .

قال في صوت بدا عاديا لاول مرة : « شكرا لك .. ساحاول » .

قلت : توكل على الله ، وسيعوضك الله حبا جديدا ، واملا جديدا ، وزوجة طيبة تلائم سنك .

وقمنا .. وشد على يدي في عزم كمن افرغ روعه واطمان جنانه . وغادرني وهو يسير بخطوات شبه ثابتة ، محاولا ان ينصب قامته ويرفع هامته ! وجعلت اتابعه حتى غرب عن ناظري .

ولفت نظري فجاة ان الشمس كانت قد ملأت الكون دفئا وضياء .. والناس قد انتشروا هنا وهناك والحياة عادت تدب في كل ما حولي .. ولمحت ساعتي .. كان ميعاد العمل قد بدأ منذ ساعات .. فعدت الى منزلي .. ولكن .. في سيارة اجرة .. متحديا نصيحة الطبيب !

■■

حسن فتحي خليل

لها في اللغة الفصحى أصالتها
ندعو إلى استعمالها كتابة ومحاضرة

■ كثير من الكلمات العربية نهمل استعمالها حين نتفصح ، اى حين نكتب او نخطب او نحاضر بالفصيحة، ونحن لانهجر هذه الكلمات لاننا نجهلها، فهي تجرى على السنتنا في الدارجة يوميا ، بل نتجنبها لان جريان بعضها في الدارجة يجعله في نظرنا مبتذلا ، وبعضها لم تذكره المعاجم او لم نطلع عليه في تراثنا الادبي ، فنظنه دخيلا ، وهو في الذروة من الاصالة والفصاحة • من ذلك :

١٠ ـ ساب (★)

تقول العرب ، ساب العصفور من القفص ، او انساب ، وكذلك ساب او انساب الماء من الحوض، أى جرى او أفلت أو انطلق • وفي الجذر نفسه « السيب : بمعنى العطاء ، لان صاحبه يتركه أو يطلقه لغيره ، وقد سمت العرب ابناءها السائب والسيّاب والمسيّب ، كما سمت العرب ابناءها السائب وسيابة » •

وكان العربي ايام الرق اذا اراد عتق عبد او جارية قال : « هو سائبة » فيصير عتيقا ، وفي ايام الجاهلية كان العربي اذا قدم من رحلة شاقة ، أو نجا هو او احد اعزائه من نكبة او تحقق له امل عزيز ـ قال : « جملي او ناقتي سائبة » ، وعندئذ يسيبها ، اى يتركها طليقة لا تكلف عملا من ركوب او حمل، ولاتمنع من ماء ولامرعى(اى تحال على التقاعد) وبقيت هذه العادة مرعية حتى جاء الاسلام فابطلها ، اذ جاء في القرآن الكريم «ماجعل الله من بحيرة (١) ولا سائبة »

ويغلب ان يصحب الانطلاق في اى امر تجاوز للنظام ، ومن هنا تقول العرب : ساب الرجل في كلامه اى ذهب فيه كل مذهب ، أو خاض فيه بهذر •

والفعلان «ساب» و «انساب» فعلان لازمان ، وكذلك مايتفرع معهما ، والفعل المتعدى هو « سيّب » ومثاله : سيب الرجل طفله في الحديقة، اى تركه أو اهمله او اطلقه فيها • ومن ائمتنا في النسك والعبادة والفقه والحديث التابعي الجليل سعيد بن المسيّب •

كل هذا تقوله العرب ، ولكننا حين نتفصح لا نستعمل منه الا الفعل اللازم « انساب » وما يتصرف معه ، مثل ينساب ، انسياب، منساب •• مع ان اغلب الكلمات الاخرى من الجذر « س ى ب » شائعة على السنتنا في حياتنا اليومية ، نستعملها كما جاءت في المعاجم ولكننا نتجنبها حين نستخدم الفصيحة •

نحن نقول في امثالنا : « المال السايب يعلم السرقة » أى المال المهمل دون حراسة ولا صيانة يغرى بنهبه (٢) •

وكان استاذنا العقاد ينكر ما يسمى « الشعر الحر » عند انصاره ، فكان ـ على سبيل التندر والاستهانة به ـ يسميه « الشعر السائب » او

(★) انظر العدد الماضي ١٩٤

١ ـ كما ابطل الاسلام عادة « السائبة » ابطل عادة البحيرة ، والبحيرة : ذات الاذن المشقوقة من الانعام ، وكان العربي في الجاهلية اذا نتجت ناقته أو شاته عشرة ابطن بحرها ، أى شق اذنها ، ثم تركها ترعى حيث شاءت حتى تموت ، فاذا ماتت اكل لحمها الرجال دون النساء ، واذا انجبت خمسة ابطن والخامس ذكر نحروه فاكله الرجال والنساء ،واذا كان انثى بحر أذنها ، وتركها بلا راع وحرم لبنها ولحمها فاذا ماتت أكلها الرجال والنساء ايضا •

٢ ـ السرقة لا تكون الا خفية مع صيانة الشيء في حرز مثله ، والا فلا يسمى اخذه سرقة •

« السايب » (٢) فشاعت له هذه التسمية في الاوساط الادبية . ويلاحظ ان اصحابه يسيبون فيه .اي يذهبون فيه كل مذهب . وكثير منه لايخلو من هذر .

علامات عروبة الكلمة

واذا تاملنا هذه الكلمات المستعملة في الدارجة نجدها مقبولة في الفصيحة معنى وصيغة . فاما معنى فانها ـ كما راينا ـ تشارك الجذر « س ى ب » في معناه العام وملابساته لا تخرج عنها كما جاءت في الفصيحة . واما صيغة فان كل كلمة منها في الدارجة تجري على ما تجرى عليه امثالها في صيغ الفصيحة . وان كانت هذه الكلمة أو تلك لم ترد في معجم ولا نص ماثور يحتج به . ونوضح ذلك ببعض الامثلة ليقاس عليها غيرها .

ومن امثلة ذلك في الدارجة ـ الفعل « ساب » متعديا فهو بمعنى « اطلق » فيتعدى مثله . ومثل « تسيب » وما يتفرع معه . فهو مطاوع للفعل « سيب » في الفصيحة . ولذلك نقول : « سيبته فتسيب » كما تقول : « قدمته فتقدم » وهكذا كل فعل مضعف على هذا النحو . ومثل « سيبان » فهو على « فعلان »يدل على تقلب.ونظيره غليان .

ومن هنا يتضح راينا فيما يرد في الدارجة من كلمات لم تذكرها المعاجم . فغيرنا يراها كلها دخيلة واما نحن فلا نرفض شيئا منها حتى نتامله . ونبحث : هل له جذر في الفصيحة يرتبط باى معنى من معانيه . أو بلاحق من لواحقه . فان وجدنا هذا الاصل للكلمة فهي عندنا عربية لا شك في اصالة عروبتها . ولو لم يشر اليها اى معجم أو نص ماثور يحتج به . ونقول فيامثالهذه الكلمات ـ كما يقول الدكتور احمد زكي رئيس تحرير هذه المجلة ـ انها عربيات سقط قيدها . ولا سيما حين لايكون لهذه الكلمات اصول اجنبية نعرفها.بل اننالا ننفي عنها عروبتها لمجرد ان لها اصلا اجنبيا . فكثير من الكلمات تتغرب فتستعجم، وهي عربية في الصميم .

١١ ـ شيّال

نطلق كلمة « الشيال » في الدارجة على «الحمال» الذى يحمل الامتعة في الاسواقونحوها . و « الشيال » استعمال عربي فصيح : جاء في لسان العرب « شالت الناقة بذنبها تشوله شَوْلا وشَوَلانا واشالته واستشالته ، اى رفعته .. » ومن هنا نرى ان الفعل « شال » يستعمل متعديا بنفسه ، او لازما فيتعدى بالباء . فتقول « شال الرجل الحقيبة » والمضارع « يشول » والمصدرالدال على الحرفة هو « شِيالة » كما نقول : حِياكة (من حاك يحوك) وصِياغة (من صاغ يصوغ) .

١٢ ـ التشويش

ينقل « لسان العرب » عن « الصحاح » للجوهري قوله : التشويش : التخليط ، وقد تشوش عليه الأمر » ونقول في الدارجة مثلا : « لم استطع ان اسمع كلامك لان صوت القطار ، أو صوت فلان يشوش علي » او نقول مثلا : صوت اذاعتنا غير واضح لان اذاعة اخرى تشوش عليها » فالتشويش هنا بمعنى التخليط فصيح ، واستعماله جائز . وربما كان يعيّن معنى التشويش ، ويخصه بمعنى التخليط في الكلام وحده ، ما ورد في الفصيحة من معنى « الوشوشة » : وهي تعني « الكلام في اختلاط » والتشويش والوشوشة من جذر لغويواحد . وكلتاهما تحكي صوتا واحدا .

١٣ ـ فرشح

في الفصيحة : فرشَحت الناقةُ : اذا وسعت بين رجليها الخلفيتين متهيئة لان تحلَب ، ونقول في الدارجة : فَرشح وتَفرشح.وجلس متَفرشِحا: اى وسّع ما بين رجليه . ونقول : لا يليق بالمهذب ان يتفرشح في مجالس الحشمة ، أو حيث لا يكون مع خاصته الاقربين ، ولا سيما مجلس فيه نساء ، او رجال ذوو تقدم في السن او المقام .. وربما كان من الدلائل على كراهة العربللفرشحة انهم يطلقون « الفِرشاح » على المراة السمجة الكبيرة .

ويلاحظ اننا في الدارجة نستعمل « فرشح » لازما ومتعديا . ولا نستعمل «تفرشح» الا لازما ، وهذا استعمال صحيح فصيح على وفق القياس .

■■

م . خ . ت

---

٢ ـ الاصل الفصيح « السائب » و « السائبة »بالهمزة.ولكن الدارجة في هذا ونحوه تبدل الهمزة في الغالب ياء . ولمناقشة هذا مقام آخر .

سيد درويش

بقلم : محمد على سليمان

■ انتسجيلحياةالفنان يجبالا تغلو منالتحليل والنقد والدراسة ٠٠ اننا نكتب التاريخ للعبرة والتقويم ، ولابد ان يفيد المجتمع من حياة الاعلام فائدة اجتماعية او دراسية او علمية ٠

لقد طغت شهرة سيد درويش على غيره ممن عاشوا قبله او جاءوا من بعده وارتفعت منزلته بعد الموت ، ووضعه الكثيرون في مصاف اعلام العرب والعجم وبالغ المبالغون واسبغوا علىالرجل من سمات العبقرية التيجان ووصفوه بالعظمة والتفرد باحتلال عرش النغم والالحان ٠ ووضعت له التماثيل وتسابقالكتاب ينشرونللناس سيرته ويمجدون انتاجه ٠٠ وقالوا عنه انه : موسيقار الثورة٠٠ موسيقار الوطنية٠٠ موسيقار الشعب ٠٠ موسيقار المسرح ٠٠ موسيقار الاغنية، بل قالوا موسيقار اوجد من العدم شيئا اسمه الموسيقى المصرية ٠٠ وتعصب له البعض فقالوا : انه عبقرية تذكر الى جانب عبقرية بتهوفن وموتسارت ٠٠٠

وكان لكل راى تعليل ومنطق يؤيد به مايراه فيه ، اما الحقيقة فلا بد ان تستقر على اضواء صافيةتنبعث مناساس قوامه العلم والدرسوالمنطق والاستنتاج ٠

بيئته ونشاته

اذا وضعنا حياة سيد درويش تحت دراسة نفسية علمية ، وتابعنا جهوده وتدراسنا نتاجه وقومناه فيظل المجتمع الذى عاصره والدوافع التى اثارته والظروف التىتاثرتابداعه الفنى ، لامكننا ان ننصف الرجل فى غير سرف او انفعال يبتعد بنا عن حقيقة التقويم ٠ ومن هنا نبدا فنقول عاش سيد درويش طفولة قلقة حائرة فى مسكن متواضع يقوم عليه والده النجار الفقير المعلم درويش البحر فى حى كوم الدكة بمدينة الاسكندرية،بين اسرة كثيرة العدد ، وفى ظروف اجتماعية وسياسية لاتعرف الاستقرار٠٠فالاحتلال البريطانى كان فى عنفوانه وسوء الحال ينذر بالفقر والقحط ٠ ويتزايد بؤس الطفل سيد درويش بوفاة والده من قبل ان يتجاوز السابعة من عمره ٠

ومع ظروف اليتم والفقر بلغ الثالثة عشرة من عمره والتحقبالمعهد الدينى وتزيا بالعمامة والجبة والقفطان ، ولكن مواهبه فى الغناء جعلت شيوخ المعهد ينكرون عليه اتجاهاته التى رأوا فيها ما يتعارض مع وقار الدراسة بالمعاهد الدينية فى مسجد ابى العباس ، وانتهى الامر بفصله نهائيا من المعهد ، ولما يتم الدراسة بالصف الثانى٠

شيخ فنان ينشد اغانيه فى جدية ووقار • واذا انحدرت بيئة المستمعين فكانوا من اهل العبث والاستهتار فهو بينهم مثال واضح لما يتطلبه العبث من غناء ماجن وفن يساير امزجة المخمورين والمخدرين فى اغان هابطة تتفق ومجالات هؤلاء العابثين •

ولا عجب فى ان تشده دنيا الاسفاف بما فيها من حياة كفلها الارتزاق من هبات السكارى ، والمخمورين والغارقين فى مواخير الفساد •

انحدر الفنان الشاب واصبح يحس فى اعماقه ان الفن بهذه الصورة يعرضه للضياع المادى والادبى •• واستيقظ فيه نداء الروح الى ان يبدل نهجه فى الحياة بصناعة يدوية يكسب منها رزقه بعيدا عن اجواء الفساد والشر والانحلال ، وفعلا استجاب لهذا النداء •

أعمال أخرى أفادته رزقا وفنا

فلم يستنكف ان يعمل بيديه واحترف مهنة طلاء جدران المنازل ، وهنا تشدنا وقفة قصيرة نحو هذا

ووقف عندئذ تحصيله الثقافى وتقاذفه من بعد ذلك تيار الحياة فسار على غير هدى ،فهو تارة يتكسب فى ركاب شيوخ المقرئين منشدى القصائد الدينية وتارة فى صحبة اهل الفن الشعبى من فنانى الافراح والليالى الملاح ، واكثر هؤلاء كانوا يكونون فرقا هزيلة قوامها التهريج المرتجل والاغانى الرخيصة التى تناسب مجتمعا تتفشى فيه الامية والفقر ••

ولكن الفتى بحكم دراسته فى المعاهد الدينية كان يستيقظ باحاسيسه ومشاعره فيحن الى ترتيل القرآن وانشاد المدائح فى صحبة اهل التلاوة والانشاد ، حتى أسلمته المقادير الى شيخ من أعلام المنشدين بالمدائح النبوية وهو "الشيخ" على الحارث" فتعدل اتجاهه من حياة الصخب والتهريج الى الانشاد الجاد والفصيح ، ومن خلال هذه الجدية ارتفع ذوقه واحساسه الفنى فغذى وجدانه ومشاعره بالقصائد والموشحات والادوار القديمة وبخاصة مما كان يؤثر حينذاك من غناء عبده الحامولى ومحمد عثمان وابراهيم القبانى•••وما كاد يترقى بوجدانه حتى وجد فى غناء الشيخ سلامة حجازى ضالته المنشودة فاستجاب باحاسيسه العميقة الى فن الغناء المسرحى ، وبدا يوقظ مواهبه الكامنة التى كانت ترتوى من مختلف بيئات المجتمع فى المدينة الكبيرة العامرة •

ولئن كان للراى الذى يقول ان ... مطابقة لمقتضى الحال وجاهته••فان سيد درويش ... ان يساير هذا المعنى بفنه وموسيقاه • فاذا ما طواه المجلس بين اهل الموالد والانشاد الدينى •• فهو -

العمل الجديد ‥ ان تزيين الجدران ومزج الالوان فن من فنون التشكيل والبناء وما اشد الترابط بين فن الباروك فى البناء وفن الباروك فى الموسيقى . والعصر الكلاسيكى فى البناء والكلاسيكية فى الموسيقى ، بل ان التعبيرات الفنية التى يطلقها الرسامون والنقاشون والمصورون تكاد تكون مشتركة بينهم وبين الموسيقيين ايضا ‥ فنسمع عند الموسيقيين التكوين اللحنى والظلال والانسجام والتصوير الموسيقى والتوافق والتنافر ‥ اذن لم يخرج سيد درويش بمهنته الجديدة عن دنيا النغم الا بكونه جسد موهبته الفنية فى النقش والطلاء واخرجها بفرشة الطلاء ظلالا والوانا ‥

ولكن هذه هى طائفة المعمار العاملة الكادحة لاتجد فيما يخفف عن كاهل اهلها قسوة العمل وصعوبته افضل من الشدو والغناء ‥ هاهم اولاء يهرعون الى سيد درويش ليكون حاديهم اثناء العمل ‥ يغنى لهم فيرددون . ويكفونه مشقة العمل اليدوى نظير مايسعدهم به من انغام والحان . فاستمر بينهم ينطلق باغانى العمل فى صوت جهير عميق تتردد اصداؤه عبر المساكن والطرقات . فيجتذب اليه المناة من اصحاب الآذان المرهفة .

فياتى بين هؤلاء امين عطا الله وسليم عطا الله من اصحاب فرق التمثيل والغناء . ليعرضوا على الفتى سيد درويش ان ينضم الى فرقتهم المتنقلة بين مصر والشام متكفلين له باجر مناسب يفوق حصيلته من الطلاء والحداء بين العمال .

رحل الى الشام فعاد بثقافة

ويجد الفتى فى ذلك العرض الجديد املا مشرقا يضيء أمام عينيه ، حيث كانت بلاد الشام حينئذ عامرة ببعض رجال الفن المجيدين من امثال الشيخ عثمان الموصلى الذى يرفعه اهل العراق والشام الى مصاف الفارابى واسحاق الموصلى وزرياب لما كان يتميز به من العلم والفقه والمعرفة العميقة بالادب والشعر وفنون الموسيقى . ولئن كان الفشل المادى قد حالف سيد درويش فى هذه الرحلة الا ان مكاسبه الفنية التى وعاها فى الموسيقى والغناء لا يعددها مدى ‥ فلقد عاد وفى صدره الكثير من الالحان والموشحات . واجتاز فى رحلته دراسة عميقة فى اسرار الموسيقى ولحونها وايقاعاتها ومقاماتها . رغم انه عاد خالى الوفاض من المال . لا يجد فى جعبته ما يكفى ولو لعودته الى داره واهله . فرجع من الشام كسير النفس يملؤه الحزن والياس . مضطرا الى استئناف حياته الفنية فى جوه السابق الماجن . متنقلا بين الحانات والمقاهى بصورة عنيفة اثارت عليه زوج شقيقته الكبرى الذى اقسم بالايمان المغلظة الا يسمح لسيد درويش بدخول منزله الا اذا اعتزل الغناء بصفة قاطعة . ورضخ الفنان مكرها وقبل العمل كاتبا فى متجر لبيع الاثاث . واستسلم للقدر الذى باعد بينه وبين مزاولة فنه الحبيب ‥

ولكن ما بال هذه الحصيلة الجديدة التى وعاها فى رحلته الى الشام تتردد فى صدره وتريد ان تنطلق ‥ ولكن اعباء العمل الجديد والايمان التى اقسمها صهره كانت ترده الى نفسه وهو حزنان اسفا على لحن لم يتم ‥ انه ليتململ فى اسى واضطراب ‥ منتظرا بسمة جديدة من القدر تضيء له الطريق . لقد ذاق لذة التحصيل وعرف حلاوة العلم والمعرفة ‥ ورأى فى استاذه عثمان الموصلى صورة جديدة للفنان ‥ والتهب حنينه وشوقه الى معاودة الدرس والبحث والتحصيل ‥

ها هو ذا يترك عمله الصغير فى محل تجارة الاثاث . ليلتحق مرة ثانية بفرقة سليم عطا الله . ويطول به المقام فى الشام عامين متتاليين يكتسب خلالهما خبرة واسعة باسرار الموسيقى . وترتقى معارفه الى الالمام بالكثير من الالحان الفارسية والتركية والافرنجية والعربية كما اكتسب من رجال المسرح دراسة لنفسية الجماهير . والانفعال بالالحان الى المعنى الذى يساير مفهوم الكلمات ‥ ومن هنا اعدته الاقدار ليكون عبقريا .

التاليف الموسيقى

ولنا هنا وقفة قصيرة نوضح من خلالها شيئا عن التاليف الموسيقى ‥ انه فن اساسه الانشاء والبناء . والموسيقى الرفيعة لا تاتى الى الوجود من مجرد العبث بالة موسيقية لتخرج الحانها عفو الخاطر . بل هى عمل ابداعى يحتاج الى الكثير من الجهد والتفكير والتصميم . ولا يمكن ان يقوم به الا اناس لهم من دراستهم ومواهبهم وجهودهم ما يهيئهم لخلق شيء من العدم ‥

● سيد درويش

ولهذا كانت الضرورة ملحة فى ان يكون المؤلف الموسيقى على بصيرة بتشريح وتحليل وتركيب النغم والايقاع ، فان كل ما يدرسه الفنان وكل ما يسمعه لا بد ان ينهضم فى الوعى ثم يتلاشى فى الذاكرة واللاشعور حتى يستعيده الفنان انتاجا يحمل فى ثناياه خلاصة وعيه وجهده وجانبا من الحياة التى عاشها ، والظروف التى احاطت بها .

ولقد كان الغناء هو المجال الذى نبغ فيه سيد درويش ولعله فى ذلك قد عبر باتجاهه هذا عن راى الكندى فى رسالته « خبر تاليف الالحان » بان الموسيقى الخالصة البحتة لا تقدر على بلوغ المستوى التعبيرى الكامل . ويلتقى مع الكندى فى هذا الراى الموسيقار الالمانى فاجنر Wagnar الذى يرى ضرورة اكمال الموسيقى بفن الشعر الذى هو فى حد ذاته موسيقى ايضا تزيد اللحن دقة وتحديدا ، والانسان بطبعه فى حاجة الى العينية والتحديد ليزداد تاثره قوة وعمقا .

ثقافته الدينية والعربية تعينه على فنه

اذن فليس بغريب ان يكون الغناء ميدانا لفن سيد درويش فلقد ادرك بوعيه الباطنى ان الكلمة لها من القداسة ما جعلها تخضع الموسيقى لجرسها وايقاعها ، فتكون المد والوعاء للحن ، حيث يتشكل بها لفظا وشعورا واحساسا ، اما الاتجاه للموسيقى البحتة فهذا ميدان لما تسهم فيه العروبة بما يقف حيال الانتاج الاوروبى فى هذه الناحية، وان كنا فى العصر الحاضر قد بدانا نتجه اليه استجابة لمطالب وسائل الاعلام . لقد غنى سيد درويش بصوته الغليظ العميق ، ولمس اثر الكلمة فى انطاق الموسيقى بافصاح وبيان ، واستمد من تجربته وخبراته ومحصلاته اسرار تطويع اللحن للكلمة وتطويع الكلمة للحن . والبس كليهما للآخر فى براعة واتقان ، وهذا لون من البلاغة الموسيقية التى تحدث فيها المطابقة بين ثلاثةعناصر هى « الكلمة واللحن والمعنى » ، وهنا افاضتعليه دراسته فى المعاهد الدينية بعض قواعد فن تربية الصوت التى منها التجويد اللفظى الذى اصبح يدرس اليوم فى معاهد الغناء ومعاهد فنون القول تحت اسم «فونتيكس » واحيانا باسم علم الاصوات اللغوية.اما المطابقة اللحنية للكلمة فهى انسياب الكلمةفى نغم يطابق مدلولهاالباطنى معنىوشعورا واحساسا ، اذ ان الكلمة الواحدة قد يتغير مدلولها بمجرد طريقة نطقها ، فقد يصيح المرء استحسانا بقوله «الله» ، وقد ينطق الكلمة فى تعجب استنكارى «الله» !! وقد ينطقها متوعدا « الله الله » وهكذا ...

اذن فمما لاشك فيه انسيد درويش قد اجتر من وعيه الباطن دراساته الدينية السابقة فى علم التجويد وعلوم اللغة . وربط كل ذلك بالموسيقى التى تجرى فى كيانه . ثم خرج بكل ذلك الى الناس ملحنا مفصحا بالكلمة والموسيقى . والفنان فىالغالبانسان متميز شانهشانالافذاذمن العلماء والمخترعين،ميزه الله بقوة الفكرة ،وحدة العاطفة، وسمو الخيال ، ليشارك فى عملية التقدم العام لركب الحليقة . فهو من أصحاب الرسالات الفكرية الذين يفكرون اكثر من غيرهم فىالكمال ويتخيلون دون غيرهم ماوراء الواقع لخصوبة الخيال لديهم .

والاحداث والبيئة والعوامل المحيطة بالفنانتعتبر مجرد دوافع له فقط.اما قريحته فهى الوقود الذى يحرك انفعالاته التى تتحول الى انتاج .

عودته من الشام الى الاسكندرية

وهذا هو سيد درويش يعود من رحلته الى الشام بعد ان نضجت خبراته ، ونمت معارفه ، ورسخت اقدامه فى الفن ، فاكتسب الثقة بنفسه والايمان بمواهبه ،وهذه النواحى لابد لها من ان تتركز فى اعماق الفنان،حتى يتهيا للخلق والابداع لقد هبط الى الاسكندرية وبدأ يعرض مواهبه فى العمل والانتاج . وهذه هى المدينة تحفل بالمقاهى التى تعتمد على تقديم طائفة من الفتيات يقمن بالقاء بعض الاغانى الخفيفة من الأهازيج واغانى السهر والمجون . ولم يكن امامه مجال يعرض فيه فنه سوىهذه المجالات..ورغمذلك فقد تقدم منها ليعرض على جمهورها فنا جديدا ، بعد اكتمال خبراته الموسيقية واكتسابه براعة خاصة فىالعزف بالعود واداء الغناء .

انه فى طابعه الجديد لم يجعل التطريب وحده هدفا اساسيا فى الغناء ، وانما بدأ يعبر باللحن

عن المغنى ، مستخدما فى ذلك موهبته فى الابداع ، ومعلوماته فى النغم والايقاع ، ولكنه فى الوقت ذاته كان حريصا على مسايرة النهج القديم فى الاعتماد على غناء الموشحات التى زادت حصيلته منها فابدع ولحن موشحات كثيرة على نهجها ، منها: ياصاحب السحر الحلال ، ياعذيب المرشف وياشادى الالحان ، صحت وجدا ، منيتى عز اصطبارى ... وغيرها .

كما ابدع ايضا فى تلحين الادوار حيث كان الدور فى هذه الحقبة عماد الغناء وجوهره ، لقد تجلت موهبة سيد درويش فى ابداع ادوار قيمة خالدة نذكرها فيما يلى .

ياللى قوامك يعجبنى ، يافؤادى ليه بتعشق ، فى شرع مين الحبيب للهجر مايل ، عشقت حسنك ، عواطفك اشهر من نار ، ضيعت مستقبل حياتى ، انا هويت وانتهيت ، انا عشقت ، يوم تركت الحب .

وكان اذا اراد سيد درويش بتلحين الموشحات والادوار ان يثبت لاهل الفن فى ذلك الحين انه يقف عند القمة حيال ماينتجونه فى هذه الالوان بالذات ، وانه بمواهبه يحتل الصدارة فيما بينهم ، ولقد ثبت ذلك فعلا عندما تناقل الناس ادواره ووصفوها بما هى جديرة به من عمق جمال واصالة .

ومن خلال هذه الاعمال الجليلة لم يترك مجال الاغنية الخفيفة فابدع واجاد ، وامتلات الاندية والمقاهى والحانات ومجالات اللهو بكل طريف من خفافه الفنانية التى تناقلها الناس فى كل مكان ، وغنتها الراقصات والمنشدات هنا وهناك ، مما جعلها مصدر خير جديد للفنان وبداية اتجاه ابتكارى فى دنيا النغم والغناء .

فى القاهرة وجد لفنه افقا أوسع

ماكاد الفنان الراحل جورج ابيض يستمع الى اغنية زورونى كل سنة مرة بصوت المطرب حامد مرسى حتى هرع الى الالتقاء بملحنها الشيخ سيد درويش واخذ يغريه بضرورة الرحيل الى القاهرة ، حيث المجال الموسيقى اكثر اتساعا لعبقريته ، ووعده بان يعهد اليه بوضع الالحان لمسرحيات غنائية اعتزم تقديمها من باب التجديد فى الفن المسرحى .

وهذا هو الفنان العبقرى يفد الى القاهرة معللا نفسه بالامال الكبار .. لقد رأى فى القاهرة دنيا جديدة تموج بالمتناقضات ، فهناك مستمعون يتعصبون للقديم لايبغون عنه حولا ، ولا يطيقون غيره ، والى جانبهم مستمعون آخرون ينظرون الى الى الموسيقى نظرة امتهان وازدراء ، ولا ينصب تمجيدهم أو تقديرهم الا لكل ما هو اجنبى أوروبى . وكلتا الطائفتين معتدة برايها ، مسرفة فى التعصب لذوقها ، متنكرة لكل ما عداها .

ويعيش سيد درويش بين هذين الفكرين المتعارضين متخذا لنفسه طريقا جديدا لاينحاز فيه الى هؤلاء ولا الى هؤلاء ، بل اتجه الى الشعب ، والى الشعب وحده ، يستمد ويمتص منه غذاء لعبقريته .

كان الشعب فى هذه الآونه فى اعقاب الحرب العالمية الاولى . تملؤه المآسى والنكبات حيث كانت مصر فى أوج عدائها للاستعمار البريطانى . تقدم ابناءها واموالها وغذاءها لجيش المستعمر ثم تجنى من وراء ذلك كله الجوع والمسغبة .

ويعود العائدونوبين جوانحهم ماسى قتال وصراع عنيف لم ينلهم منه الا تمزق الاشلاء . وفقد الآباء والابناء وبعيش الناس فى مواكب حزينة لايجدون منها مخرجا الا فى الاستهانة بالحياة وقيمها .. فتردى الكثيرون فى الحياة الماجنة الصاخبة المعربدة . والتجا آخرون الى المخدرات يتناسون بها متاعب الحياة والامها .. وعمرت اماكن اللهو بجنود الاحتلال . وذاع الفساد فى قلب المدن الكبرى . ونزح الناس اليها من كل من القرى والنجوع . ليغرقوا همومهم فى طوفان الملاهى . ونشطت الحركة الغنائية والمسرحية والترويحية فى هذه المجالات .. وعايش الفنان هذه الاحداث . وامتزج فيها بكل قواه الحسدية والفنية . وانطلقت الالحان تغنى للمغمورين والمغدورين . وتصف البؤس . وتجتر الاحلام بالامل بين حين وحين ..

وكانت القاهرة تموجبعناصر من البشر.تعتصرهم المآسى . وكلهم فى حاجة قصوى الى الترويح . ومصارعة الحاضر الاليم . بالارتماء فى احضان اللهو ايا كان نوعه .. ويندفع الناس الى احياء الليالى فى المقاهى . واوكار الليل والمسارح بكافة الوانها وانواعها . فهناك مسرحالاجبسيانية يعرض فيه نجيب الريحانى مسرحيات غنائية . تقوم على الفكاهة المجردة . والى جانبه كازينو دى بارى يعرض فيه على الكسار مسرحيات غنائية . تقوم على الفكاهات الساذجة المرتجلة احيانا بين الجمهور والممثلين . وانجذب الناس نحو المسرحيات الغنائية بصورة جعلت اصحاب مسارح التمثيل البحت تسارع الى اجتذاب الجماهير . فادخلت عنصر الغناء المسرحى ضمن برامجها . ويتجه جورج ابيض الى الفنان سيد درويش ليطالبه يتلحين مسرحية فيروز شاه . فبدأ من هذه المسرحية اتجاه جديد فاق ما الفه الجمهور من غناء رخيص ماجن . فسقطت رواية فيروز شاه ولن يعيب سيد درويش مثل هذا السقوط . فمن قبله سقطتأوبرا فيديليو لبتهوفن . وسقطت اوبراتلفاجنر.وفشلت موسيقات ثلاثة باليهات لتشايكو فسكى . ولعل الفشل ينصب على الجماهير وحدها . لا على هؤلاء الفنانين الافذاذ .

لقد افاد سيد درويش من فشل « فيروز شاه » واستعاد عزيمته للعمل والانتاج الى جانب عمالقة التلحين المسرحى فى عصره . ممن سبقوه شهرة وذيوع صيت . مثل كامل الخلعى . وداود حسنى.

هدههيالفرق.وهناكشركات الاسطوانات تتسابق الى الفوز بالحانه . ويعرض عليه نجيب الريحانى ان يكون ملحن فرقته . واولاد عكاشة يحاولون اجتذابه بعروض اخرى سخية . حتى لقد حفزه النجاح ووفرة الربح الى انشاء فرقة خاصة به . وتوافد اليه اصحاب الاقلام من الشعراء والزجالين. فبدأوا يغذون الفن باتجاهات اجتماعية وسياسية ووطنية . ويستجيب الفنان للانفعالات التى تدور فى رؤوس هؤلاء القمم من شعراء الجماهير ..

فتقدم فرقته مسرحيات «البروكة» لعبد العزيز احمد .و «العشرة الطيبة»لمحمد تيمور ..«وشهرزاد» لبيرم التونسى . ورغم النجاح الفنى لفرقة سيد درويش فقد لاحقه الفشل المالى . حيث لم تكتمل لديه الادارة الحازمة . وصفات اخرى من الجدية والحزم . وتضاعفت الخسائر حتى افقدته كل ما اقتناه فى ايام الرخاء والنجاح الساحق .

أعماله الفنية وقود للثورة المصرية

ولا يفوتنا ان ننوه بان هذه المسرحيات بما فيها من الحان وطنية كانت وقودا يشتعل بالثورة ضد الاستعمار والرجعية . كما كانت حربا جديدة اعلنها الفن على التخلف الاجتماعى والفساد السياسى . ولئن كان بعض الاغنيات يصور حالات الانحراف فى المجتمع . فلعل ذلك مما ينطبق عليه القول « وداونى بالتى كانت هى الداء » وليس هنا بعجيب ان يلحن سيد درويش الحانا تصف الحانات . ومجالس المغيبات . والهلوسة .بصورة فكاهية . اعطت صورة لما كان يدور فى هذه المجتمعات المختنقة بالمخدرات . وغياب الفكر والعقل كما فى « لحن الحشاشين » .«ولحن التعفجية » من

اكلة مخلوطات التخدير والهلوسة ٠ أما الحان تصوير طوائف المجتمع فقد كانت قمة في التصوير والموسيقى ، ويمكن للقارىءانيحاول الاستماع الى الحان «الشيالين» و «الصناع» و «الموظفين» ٠ وسوف يجد فيها طرائف تشهد لسيد درويش بالبراعة التامة في التصوير البلاغي بالنغم واللحن ٠ وليس في هذا من عجب فانه قد عايش هذه المهن ، وخالط اهلها وغذى ملكاته بما يدور في قلب هذه الطوائف من احاسيس وانفعالات ، ولهذا فليس بكثير على سيد درويش ان يكون حقا فنان الشعب ٠

شخصية سيد درويش

والان سنلقي بعض الاضواء على شخصية سيد درويش ونحاول ان نغوص في اعماق نفسه وتاريخه وحياته من واقع ما رواه الرواة وما سجله الكاتبون وايده معاصروه ٠

«كان سيد درويش قوى البنية ، ضخم الجسم في بدانة ، اسمر البشرة ، ذا شعر فاحم اشعث في عزارة ، ذا عينين سوداوين واسعتين ، وملامح سمحة ووجه عربي ٠ وكان حاد المشاعر ، ملتهب العاطفة ، مسرفا فيها ، لا يعرف في حياته وسطا ، ولا في تصرفاته اعتدالا ، هام بأكثر من محبوبة في القاهرة وفي الاسكندرية ٠٠ وكان جوادا متلافا مسرفا ، لا يرى في المال الا وسيلة لمتع الحياة.وكان مبالغا في كل ما يتصل بعاطفته ، كما كان مسرفا في ادمان المخدرات والمغيبات ، حتى انه في ليلة زفافه الى احدى زوجاته نسى الزفاف ومباهجه ، ولم يتذكر الامر الا عند الهزيع الاخير من الليل ، فجرى راكضا الى منزل العرس ليجد الجميع في وجوم وذهول ٠

لهذا لم يكن عجيبا ان تنطفىء الشعلة في وقت مبكر وتذوى الزهرة في مقتبل العمر ٠ ان الفنان قد افرط في كل شيء ٠ ولم يعرف الاعتدال في اى شيء ، ففي ليلة الخامس من سبتمبر ١٩٢٣ مات سيد درويش وهو يتالق صحة وعافية وكانما يباهي الشباب بشبابه وقوته وسلامةجسده وبنيته، ثم اسرف وأسرف وأسرف فحمل نفسه فوق طاقتها واجتاز بجسمه وراسه مغامرات المتعة بالماكول والمشروب والكيف وغيره٠وهنا كانت بداية الرحيل الابدى لنجم هوى ولكنه عاش سطورا مضيئة متالقة في تاريخ الموسيقى والغناء ٠٠ ومضىتشيعه تنهدات الاسى والاسف العميق ، فبكاه الباكون ، ورثاه الشعر والنثر في كل مكان وقال فيه العقاد٠

ان الذى يعطى النفوس غذاءها
لأحق بالذكر الجميل واجدر

ليس الغناء صدى ولا انغامه
خفقات اصوات تمر وتعبر

ان المغنى ان علا في فنه
بين البناة مؤسّس ومعمّر

رحم الله سيد درويش ، وجعل من حياته عبرة لشباب اهل الفن ، ليجعلوا من انفسهم قادة للناس في كل شيء ، ويعتزوا بشبابهم وفنهم ، ويصونوا انفسهم من الانغماس في اللهو غير البريء ، وليدركوا تماما ان الفن العظيم هو ما تجود به القرائح النابعة من فكر صحيح يقظ ، ومن نفس عالية جادة،تستلهم انتاجها من السماء، في نورانية وتالق ٠

■■

محمد علي سليمان

القطط في امريكا وبريطانيا

● طبقا للاحصائيات الاخيرة ، بلغ عدد القطط في الولايات المتحدة ٢٨ مليون قطة ٠٠ وفي بريطانيا ستة ملايين قطة ، منها نحو ٢٠٠ الف قطة تعمل « موظفة » في الاعمال المدنية ٠٠ اى في مطاردة الفئران !!

مِنَ المسرح العالمي

وزارة الإعلام في الكويت

أول فبراير ١٩٧٥

٦٥/٥

من الأعمال المختارة

سترندبرج - ٥

• رقصة الموت
• الطريق الكبير

ترجمة : محمد توفيق مصطفى

مراجعة : عبد العزيز حسين

دع فيليبس تطربك بموسيقى العالم كله!

الجو مليء بالموسيقى.. على مختلف الموجات، ومن مختلف الأقطار. دع راديو صغيراً من فيليبس ينقلها اليك أينما كنت.. في بيتك، في مكتبك، أو في المتنزهات. توجد مجموعة كاملة من الموديلات التي تلائم كل ذوق. عدد كبير منها يعمل بالبطارية أو بالكهرباء. وحتى أصغرها حجماً له صوت قوي في غاية الصفاء والوضوح. ثلاثة منها لها مزايا خاصة. لأن فيليبس ركبت في داخلها جهاز الكاسيت الذي ابتكرته هي. فإنك لا تستقبل الألحان فقط بل تسجلها أيضاً على كاسيت. أو تستمع الى كاسيت جاهز. موديل رد ٧٠٥ مثلاً، يمكن اعتباره ستوديو خصوصي، بإنتاج مقداره ١٥٠٠ ميلي واط من خلال مكبرة واسعة قطرها ٤ بوصات. وتذكر.. أينما ذهبت فإنك تجد فرعاً يعتمد عليه من فروع فيليبس للصيانة.. وذلك للإحتياط فقط!

ماذا يمكن للبنك الذي تتعاملون معه ان يفيدكم عن بريطانيا والسوق المشتركة

هل باستطاعته ان يوضح لكم ما يمكن لبريطانيا أن تتوقع من حسنات وسيئات؟ أو ما يمكن أن تستطيع اوروبا باسرها من مكاسب في المدى الطويل؟ او أن يبين لكم ما سيترتب على ذلك من أثر فوري في أوضاع الدولار والاسترليني؟

ان تشيس منهاتن يمكنه ذلك.

هل باستطاعة البنك الذي تتعاملون معه أن يوضح لكم معنى انضمام بريطانيا في منتصف السبعينات الى البلدان الموقعة على معاهدة روما، او ماذا يعني القانون بالسياسة الزراعية المشتركة، بالنسبة الى التجارة العالمية؟ أو هل يستطيع التكهن بردة الفعل في الولايات المتحدة؟ او في الاتحاد السوفييتي؟

ان بنك تشيس منهاتن يمكنه ذلك.

ان شبكة تشيس منهاتن الممتدة الى جميع اطراف العالم بفروعها والبنوك المشاركة لها ومكاتب ممثليها تتجاوب بسرعة مع الاحداث السياسية والاقتصادية غير المنتظرة. حتى ان اخصائيي التحليل لدينا غالبا ما يستبقون هذه الاحداث. انهم يدركون ما يترتب على احداث كهذه من نتائج بالنسبة الى اعمالكم العالمية ويجدون في تقييم الطرق البديلة التي يمكن لكم اتباعها

هذا بالاضافة الى السرعة التي تنقل بها شبكة مواصلاتنا الرفيعة التجهيز قراراتكم.

فاذا اردتم القيام بنشاط تجاري يشمل بلدانا متعددة في اوروبا - او في اي مكان اخر من العالم - فعليكم بمشاورة تشيس منهاتن اولا.

شبكة تشيس منهاتن في أوروبا:

فروع في اسبانيا، المانيا، ايطاليا، بريطانيا، دنمارك، سويسرا، فرنسا، اليونان.

مصارف مشاركة: ايرلندا - تشيس اند بنك اوف ايرلند
بلجيكا - بنك دي كوميرس
النمسا - اوسترايخيشه كوميرتسيال بنك، أ. جي
هولندا - نيدرلندتسي كريديت بنك ان. في.

مؤسسة مشاركة: اسبانيا - ليغا فيننسييرا، اس أ.

ان لك صديقا في

بنك تشيس منهاتن
THE CHASE MANHATTAN BANK
NATIONAL ASSOCIATION

المقر الرئيسي 1 Chase Manhattan Plaza New York N Y 10015 U S A

الفرع في البحرين المنامة ص ب ٣٦٨
الفرع في لبنان بيروت ص ب ٣١٨٩
مصرف مشارك في دبي بنك دبي التجاري المحدود دبي، الاتحاد الامارات العربية.

شاحنات كرايسلر (الفان) والعربات (واجن) الأمريكية ١٩٧٥

فيها ميزات فائقة ستقدرها

مثال ذلك ... نظام اشتعال الكتروني ، منظم الفلطجة ، آلية نقل الحركة اوتوماتيكية (اختيارية) . عجلة قيادة على الزيت (اختيارية) ، باب ودرجات اكثر عرضا ، نظام فرملة مزدوج ، مقاعد شبيهة بمقاعد السيارات ، واقيات للشمس بعرض كامل ، نمط عريض لمساحة حاجب الريح ، شكل الهيكل ايرو ديناميكي ، تكييف هواء (اختياري) ، مأخذ هواء عالي المستوى ، ختم للوقاية من الصدأ والاحوال الجوية، غطاء المحرك من الفايبر جلاس ، اختيار بين ثلاثة محركات ، قاعدتا الدواليب ١٠٩ و ١٢٧ بوصة ..

شاحنة ماكسيفان

عربة (واجن) سبورتسمان

عربة (واجن) سبورتسمان يمكن ان تنقل من ٥ ـ ١٥ شخصا ، تبعا للطراز ، صقل ممتاز ـ خارجيا وداخليا ، خلوص ارضي مرتفع . الاختيار يشمل آلية نقل الحركة الاوتوماتيكية . وراديو أي . ام/اف . أم ، وضبط سرعة اوتوماتيكي .

شاحنة ماكسيفان اكبر شاحنة مقفلة (فان) مدمجة في امريكا بقاعدة للدواليب ١٢٧ بوصة بالاضافة الى ١٨ بوصة من الامتداد الخلفي ، تستوعب سلما بطول ١٢ قدما ، والابواب الخلفية مقفلة . الحمولة بما في ذلك السائق والركاب ٤٠٩٦ ليبرة .

عناية اضافية في الهندسة تصنع الفرق **Dodge-Fargo**

شام

مثال
اوتوم
اكثر
للشمس
تكييف

شاحنة
ماكسيفان

(واجن)
رتسمان

عرب
تنقل
صقل
مرتة
الاو
وضع

IYSLER
NATIONAL

العربي

١٣٩٥

١٩٧٥

بگلے

عزيزي القارئ

خطتان
طريقهما مسدود

وقف العرب اليوم ، في سبيل الوصول الى سلام في الشرق الأوسط ، عند خطتين ، **خطة أسموها الخطة المرحلية ، وتحبذها الولايات المتحدة ، وخطة مؤتمر جنيف ، يحضره الأطراف جميعا،وتحبذها روسيا** وآخرون •

وكلتا الخطتين طريق مسدود •

الخطة الأولى : فيها يجرى الحوار بين اسرائيل ومصر ، يكون مؤداه التوفيق بين مطالبهما • **فان اختلفتا فقد فشلت الخطة في البكور** • وان أدى الحوار الى وفاق او شيء شبيه بالوفاق ، **رفضت مصر ان يكون وفاقا حتى يشمل سوريا والاردن وفلسطين** • ورفضت مصر ان تدفع من هذا الوفاق ثمنا ، لأنها تكون بذلك قد دفعت ثمنا في استرداد أرض هي أرضها ، وهذا لا منطق فيه •

الخطة الثانية : وفيها يذهب كل الاطراف الى مؤتمر بجنيف ، فيه يجرى الحوار بين العرب واسرائيل • اذن فهو حوار أعسر ، فهو بين أطراف خمسة•والعرب يدخلون الى المؤتمر وليس بينهم اتفاق في كل شيء ، ويكفى ان يقول احدهم لا ، داخل المؤتمر ، في أمر واحد ، حتى يصاب المؤتمر بالعقم ، فالأطراف العربية الأربعة ، تدخل الى المؤتمر، لها مطالب ، تراها يجب ان تجاب كلها ، والا فلا ،و« لا » **هنا معناها « لا » يقولها الجميع** • والقضية الفلسطينية ، ترك العرب الرأى فيها كله للطرف الفلسطيني ، وهم جميعا لم يتفقوا على شيء منها قبل الدخول للمؤتمر • والمقاومة سوف تطلب دولة ديمقراطية علمانية ، تتمسك بها ، ويتمسك العرب **وينفض لامحالة المؤتمر • تفضه الولايات المتحدة ، ويفضه الروس**

طريقان مسدودان ، لا احسب أحدا يرى غير ذلك •

المحرر
١٩٧٥/٢/٣

انظر ص ٦٥)

العربي

رئيس التحرير : الدكتور أحمد زكي

مجلة عربية مصورة شهرية جامعة

تصدرها وزارة الاعلام بحكومة الكويت

ALARABI = No. 196 MARCH 1975 = P. O. Box 748 KUWAIT

العنوان بالكويت : صندوق بريد ٧٤٨ ـ تلفون ٤٢٧١٤١ تلغرافيا « العربي »

الاعـــــلانات : يتفق عليها مع الادارة ـ قسم الاعلانات

المراســــلات : تكون باسم رئيس التحرير

صورة الغلاف

● اربيل أصبحت عاصمة الحكم الذاتي لاقليم كردستان في العراق . وهي مدينة تاريخية قديمة ، ولكنها ايضا تضم مشروعات كثيرة حديثة . ومن بين هذه المشروعات أكبر مصنع للسجائر في العراق وينتج ١٠ ملايين سيجارة يوميا ، ومصنع للسجاد اليدوي . وتشهد اربيل ايضا نهضة تعليمية وهي تضم معهدا عاليا لاعداد المعلمين والمعلمات . وصورة الغلاف تمثل واحدة من طالبات معهد اعداد المعلمات وقد جلست في حديقة المعهد تقرأ كتابا عن تاريخ اربيل (استطلاع اربيل على صفحة ٦٨) .

ثمن العدد : بالكويت ١١٠ فلوس ، الخليج العربي ٢ ريال قطري . البحرين ٢٠٠ فلس بحريني ، العراق ١٢٠ فلسا . سوريا ١٠٠ قرش ، . لبنان ١٠٠ قرش . الاردن ١٠٠ فلس . السعودية ٢ ريال . السودان ١٠ قروش . ج . م . ع ١٠ قروش . تونس ٢٠٠ مليم . الجزائر ٢ دينار جزائري . المغرب ٢ درهم . اليمن ٢٫٥ ريال . ليبيا ١٥٠ درهما . جمهورية اليمن الجنوبية الشعبية ٢٠٠ فلس .

الاشتراكات : للاشتراك في المجلة يتصل طالب الاشتراك بالشركة العربية للتوزيع ببيروت، وعنوانها : بيروت ـ ص.ب ٤٢٢٨ ويكتب على الغلاف : اشتراكات العربي . وبالنسبة لبلدان المغرب العربي يرجى الاتصال بالشركة الشريفة للتوزيع والصحف ١ ـ ساحة باندونغ ـ ص.ب ٦٨٣ ـ الدار البيضاء ـ المغرب .

« العربى » فى كندا

● انا شاب عربى جئت مع اسرتى لنعيش فى مدينة تورنتو بكندا منذ بضعة اعوام حيث اتلقى علومى الجامعية ٠٠ ومنذ عامين وانا اواظب على قراءة مجلة العربى ، ولكن هل تعلمون مدى ما اتكبده من مشقة فى سبيل الحصول على عدد من هذه المجلة العلمية الثقافية التى يفخر بها كل عربى اينما وجد ٠٠

اننى اضطر احيانا الى السفر بسيارتى قاطعا مئات الاميال فى سبيل الحصول على نسخة منها ، ثم هل تعلمون كم ادفع ثمنا لاقتناء نسختى من العربى ، لقد وصل آخر مبلغ دفعته الى مايزيد على اربعة دولارات ٠٠ وليتنى بعد هذا اشعرانها قد اصبحت ملكى ، فالواقع غير ذلك ٠ ان بائع الكتب يحاول دائما اغرائى بشتى الوسائل لاستعادتها بعد ان افرغ من قراءتها ٠٠ وهو على استعداد لان يعيد الى اكثر من نصف ما دفعت ثمنا لها ، ان فعلت ، لكى يبيعها لغيرى من جديد وهكذا ٠٠ هل من وسيلة لزيادة الاعداد التى تصلنا الى كندا ٠٠ لا اتصور ان الشباب العربى فى العالم العربى اكثر لهفة منا ، نحن المغتربين على اقتناء العربى ٠٠ لايهمنا المبلغ الذى ندفعه ثمنا للعربى ٠٠ ولكن يهمنا ان نجد العربى لنعيش بين صفحاتها لحظات مع بلادنا الحبيبة التى افترقنا عنها ٠٠

بولس عوض / تورنتو

بين الفصحى والعامية

● قرات ما نشره الدكتور عبد المنعم سيد عبد العال فى بريد القراء تحت عنوان اسس التمييز بين الفصحى والعامية (العربى العدد ١٩٢) واحب ان ابين ما يلى :

١ ـ ان الكتاب الذى نصح بالاعتماد عليه واغفل اسم مؤلفه هو من تاليفه وهو معجم الالفاظ العامية المصرية ٠

٢ ـ لم يشرح الكتاب الا اقل من الفى كلمة ٠ فالصفحات التى فيها الشرح مائتان وست ، فى كل منها نحو خمسة الى ثمانية جذور فقط ٠ فكيف يقول (فيه ما يقرب من خمسين الف لفظ هجرها الخاصة ٠٠ وقد رد المعجم السابق الى هذه الالفاظ اعتبارها الفصيح) ٠

٣ ـ لا يفرق الكاتب بين العامى والدخيل كقوله فى الصفحة (١٠٨) (سجار وسجارة : لفافة تبغ معروفة ٠٠ وسَجَر التنور سجرا ٠٠ والسجور ما يُسجر به التنور ويقول تعالى ـ ثم فى النار يسجرون ـ ودلالات المعانى السابقة تؤيد فصاحة لفظى سجار وسجارة) ٠

للبيان اقول : سجار وسجارة من Cigarro الاسبانية كما يقول معجما وبستر ولاروس ، اما عطية فيقول فى معجمه : Cigarra بالاسبانية حديقة لزرع التبغ و Chacara بالبرتغالية بستان

دمشق/ولادة دياب ٠

القيروان
في عهد من أنشئت ٠٠ ؟

● قرات فى مجلتكم القراء (العربى) العدد١٩٠ سبتمبر ١٩٧٤ فى موضوع المدن الاسلامية (كيف كان تخطيطها وكان بناؤها) - مدينةالقيروان - للاستاذ شريف يوسف ، بان الخليفة عمر بن الخطاب (ر ض) ارسل القائد عقبة بـنافع لفتح افريقية (تونس) فى سنة ٦٦١ ٠ وباعتقادى ان الخليفة عمر بن الخطاب (ر ض) كان توفى قبل هذا التاريخ بمدة وانه لم يرسل القائد عقبة الى تونس ولم تبن مدينة القيروانفى خلافته (عمر العادل ر ض) واذا كان الرسول الاعظم (ص) قد ولد فى سنة ٥٧٠ ميلاديةفسنة ٦٦١ ميلادية تصادف عهد الخليفة على بن ابى طالب (ر ض) فعليه فاذا كنتم ترون اننىمصيب فى رايى فارجو التفضل بنشر هذه الملاحظة فى احد الاعداد القادمة (فى العربى) القراءاو تصحيح ذلك من قبل الاستاذ صاحب الموضوع ، والله من وراء القصد ٠

سليم مختار

العربى : نذكر ان تأسيس القيروان بدأ فى سنة٦٧٠ م وذلك فى عهد معاوية الذى امتد من ٦٦١ - ٦٨٠ ميلادية ٠

العقوبات البدنية
في التشريع الاسلامي

● اطلعت فى مجلتنا (العربى) العدد ١٩٢ - بريد القراء - على تعقيب للاخ الفاضل خضر محمد خضر - مدرسة التربية الاسلامية ثانوية الدوحة - على مقال سبق للمجلة ان نشرته منذ شهور بعنوان : « العقوبة البدنية فى التشريع الاسلامى » ٠٠ ويقول الاخ الفاضل - ان القول بان نصاب قطع اليد فى السرقة (مقدار المال المسروق الذى يجوز قطع اليد كعقوبة) هو عشرة دنانير لا يجد سندا من الفقه - والواقع ان نصاب القطع عند الاحناف هو عشرة دراهم او دينار وفى رواية لابىهريرة وابى سعيد الخدرى والنخعى عن عائشة رضى الله عنها ان النصاب اربعون درهما - وقد اخذنا فى الاعتبار ان الدنانير كانت فى عهد النبى صلوات الله عليه وسلامه من الذهب - وكانت رومية او فارسية اقرها الاسلام فى التعامل وقتذاك كما حكى البلاذرى فى فتوح البلدان - وان الدراهم كانت من الفضة وقد سكت فى عهد عمر بن الخطاب كما حكى المقريزى - وذكره ابن خلدون فى مقدمته ٠

واذا نحن عرفنا وزن الدينار الذهبى او وزن الدراهم العشرة من الفضة - وقيمة هذا الوزن بحسب النقد الذى يتعامل به الناس-خلص لنا ان نصاب القطع - اذا كان دينارا - يعادل سبعة عشر جراما من الذهب الخالص (١٧ جم) - وقد افاد المصرف المركزى باحدى البلاد العربية (الجمهورية العربية الليبية) ان هذا القدر من الذهب يساوى عشرة دنانير تقريبا (وذلك وقت الاستعلام منه عن ذلك منذ نحو عامين) بالعملة الليبية المتداولة ٠ (الدولار الامريكى = ٢٩٦ر٠ من الدينار الليبى)

وهذا هو ما استندت اليه فى ان نصاب القطع على رأى من الآراء هو عشرة دنانير - ونحن نؤدى فرض الزكاة بمثل المعيار السابق ويمكن ان نقدر الدية الكاملة - وهى الف دينار من الذهب - على اساسه ايضا لان النقد المتداول يستمد قيمته بصفة عامة من ارتباطه بالذهب واما ما اورده الاخ الفاضل من ان كلمة دينار تجمع دنانير وليس دينارات - فالصواب ما رآه واشكر له دقة الملاحظة وجميل التنبيه ٠

د ٠ جمال الدين محمد محمود

المحكمة العليا - طرابلس - ليبيا

بقلم رئيس التحرير

■ سمعت رجلا يصف رجلا آخر ، وهو غاضب ، فيقول :

— هذا رجل لا ضمير له • أقاموه وصيا على ابناء أخيه بعد وفاته ، ثم لم تمض غير سنوات حتى كان سلبهم كل ما كان ترك لهم ابوهم ، الا نزرا قليلا لا يكاد يسد رمقا • **سرق مالهم ، ولم يخش فيهم من الله خشية،ولا من الناس سوء سمعة••**

وعاد يقول : انــه رجل لا ذمة لــه ، ولا ضمير •

الضمير فى اللغة العربية

استوقفنى من كلام الرجل لفظ الضمير• واستوقفنــى منه انه لفظ شائــع اليــوم بين العرب ، فى احاديثهم وبين كُتابهم ، بمعنى لم يعرفه السابقون من العرب على ما حسبتُ وقدّرت •

ورجعت الى « معجم الفاظ القــرآن الكريم » ، فلم اجد لهذا اللفظ وجودا •

ورجعت الى المعجم الكبير ، « معجم لسان العرب » ، وغيره من المعاجم،فوجدت فيها ان الضمير هو السر ّ وداخل الخاطر ، والجمع ضمائر • **ووجدت ان الضمير هو الشيء الـذى تُضمر فى قلبك ، وتقــول أضمرت فى نفسى شيئا • قال الأحوص الشاعر القديم :**

سيبقى لها فى مُضمَر القلب والحشا
سريــرة ودّ يــوم تَبلى السرائــر
وكــلّ خليط ، لا محالــة ، انــه
الى فُرقة يومــا مــن الدهر سائــر

وأضمرت الشيء ، أخفيته •

الضمير له بيننا اليوم معنى طارىء

اتضح لى على التوّ ان معنى الضمير ، الذى قصد اليه الرجل حين وصف صاحبه بأنه لا ذمة له ولا ضمير ، معنى على لغتنا العربية الحديثة طارىء • وانــه يقابل اللفظ الانجليزىاو الفرنسى Conscience أو لعله منه تُرجم •

ورجعت الى المعاجم العربية الافرنجية الحديثة ، فوجدتها جميعا قد ترجمت هذا اللفظ الافرنجى باللفظ العربى «ضمير»، فاعطت للفظ « ضمير » معنى ليس لــه وجود فى معاجم اللغة العربية قط ، ولا

عثر على مثله قارىء من قراء العربية فى قديم نثر او سالف شعر . انما الضمير عند العرب هو الجزء الباطن الخافى من اى شىء .

الضمير
على ما نفهمه اليوم

وهذا المعنى الجديد نستخلصه من وصف صاحبنا للوصى الذى اقاموه وصيا على ابناء اخيه حين قال : انه لا ذمة له ولا ضمير .

اما الذمّة فهى العهد ، وهو عهد وصاية وكلوه اليه ، فلم يقم به،فهو ناقض عهده.

اما الضمير ، فهو الوازع الذى يـزع الانسان عن ممارسة السوء .

والوزع هو الكف والمنع . والوازع الزاجر يزجرك عندما تريد مقارفة الشر .

وهذا هو الضمير بالمعنى الذى اضيف اليه حديثا مقابلا للفظ الافرنجى الذى ذكرنا ، وهو الزجر عن ممارسة السوء ، ووجب ـ نتيجة لهذا المعنى ـ ان يكون موضعه من الانسان النفس ، طيّة بين طياتها .

النفس الغامضة

الانسان منا ، جسم ، ونفس .

ونقوم بتشريح الجسم فنكشف عن الكثير من اجزائه ، والكثير من اسراره . وينبهم منها الكثير ، ولكن فيما انكشف منها كفاية لنا لاجراء العيش .

ونشرّح النفس ، بل يشرح العلماء ، فيقعون فى حَيص بيص ، اى فى اختلاط لا مخرج منه . وخرجوا لنا من تشريحهم للنفس بالادراك ، والوعى ، والذكر ، والنسيان ، والغباء ، والذكاء ، والحلم ، والغضب ، والحب ، والكره ، والجزع ، والصبر ، وحب الشر وحب الخير ، والمبالاة وعدم المبالاة ، واشياء كثيرة اخرى ، بعضها وظائف،وبعضها مواهب ، وبعضها كفايات وبعضها نقص فيها . وحاولوا رد هذه المواهب وهذه الوظائف ، الى اعضاء فى النفس ، كما ردّوا وظائف الجسم الى اعضاء فيه ، فعجزوا .

وكان مع هذا لا بد من تحليل .

فابتدعوا النفس الواعية ، فما دون الواعية ، فما فوق الواعية .. وابتدعوا النفس العادية ، والنفس المثالية ، وما الى ذلك كثير .

وعلماء الأخلاق كان لا بد لهم،والأخلاق مصدرها الأنفس ، وما تفتعل به داخل جدرانها ، كان لا بد لهم من مثل ذلك . فابتدعوا النفس الخيرة،والنفس الشريرة، والنفس الأمّارة بالسوء والنفس الداعية الى الصلاح والفلاح .

وجود شيطان يوسوس بالشر ، اقتضى وجود ضمير فى النفس يغرى بالخير

ومن أخطر ما يتحدث به علماء الأخلاق وسوسة الشيطان .

ولست ادرى ما عنوا بذلك . أعنوا ان هناك شيطانا حقا ؟ ، وان لكل انسان شيطانا ، يتحدث اليه فيغريه بالشر ، أم ان ذلك اسلوب كلام جرت عليه اللغات من قديم الزمان فيما جرت من تجسيد المعانى ، وكما جرى شعراء العرب على ان لكل شاعر شيطانا يبثّ اليه الشعر بثا ، فيجود حينا ، ويسوء حينا . وفى هذا يقولون : شيطانه انثى ، وشيطانى ذكر .

ومهما يكن من امر الشيطان عند علماء الاخلاق والمتحدثين فيها ، حقيقة هو ام تعبير مجازى ، وللقارىء ان يقول فى ذلك ما يقول ، فان وجود الشيطان فى النفس ، ووسوسته لها بالشر ، اقتضى وجود عامل آخر ، يقوم فى النفس ايضا ، ويهمس لها بالخير ، وقد يزجرها عن الشر زجرا . وذلك كى تتزن موازين الأمور .

انها الزوجية التى وجب ان تكون فى كل شىء .

خير وشر
نهار وليل
حياة وموت
ثراء وفقر
عز وذل
حلو ومر .

وهذا العامل الآخر ، الذى يوسوس بالخير ، او يقوى فيزجر عن الشر ، انما هو الضمير بالمعنى الحديث .

يطمع الرجل فى ثراء ابيه الشيخ ، الذى طال عمره ، فكأنما نسيه الموت ، فيوسوس اليه الشيطان بالقضاء على ابيه بالسم ، او بالقتل فى الظلام غيلة ، او بأن يصنع له حفرة يسقط على غفلة منه فيقع فيها ، وتكون فيها النهاية . ويكون له هو من بعد ذلك الارض ، ويكون البيت، ويكون المال الوفير . فيقوم الضمير يزجر الرجل عما يوسوس له الشيطان فيه ، ويكشف له عن فظاعة الجرم فى نفسه ، وفى الناس اذا هم عرفوه. ويقوم الشيطان يوسوس فيؤكد للرجل ان الجرم لن ينكشف او ينكشف انه هو فاعله ، لأن الناس لن تصدق ان الابن جدير بأن يفعل بأبيه مثل ما يراد بهذا الابن ان يفعل بأبيه . **فيقوم الضمير فيقول : وافرض ان امرك لم ينكشف للناس فهو سيظل مكشوفا طول عمرك بينك وبين نفسك ، انت الذى قتلت اباك ، بعد ان أنشاك وربّاك ، ومن كل سوء حماك ، وانه الالم الدائم ، وانها الذكرى التى تنغص عليك العيش ما عشت ، فلا تهنأ فى** نعمتك المنتظرة بلقمة ، ولا تنعم بكساء ، ولن تطمئن الى احد من ابنائك انت ، فقد يفعل بك ما فعلت انت بأبيك .

فهذا هو الضمير يحاول ان يسدّ باب الشر بكل قوة ، بينما « الشيطان » يحاول ان يفتح بابه بكل قوة .

وينتصر الخير فى الحوار الذى يقوم فى أنفسنا ، بين الخير والشر ، وذلك عند من تعوّد منا ان يَقوى عنده وينتصر الضمير .

وجود شيطان يوسوس بالشر ، اقتضى وجود ضمير فى النفس يغرى بالخير .

الضمائر فى انفسنا كالرقباء فى الصحف

ويغرينا بهذا التشبيه ما ألفناه ، نحن العرب ، من رقابة فى الصحف ، والرقابة صالحة .

ان الأصل فى رقابة الصحف ان هناك قوانين فى الدولة ، ولوائح وأوامر صالحة تصعد الى مرتبة القانون او تكاد من حيث ضرورة النفاذ، لا بد لها ممن يرعى نفاذها فى دور الصحف والنشر عامة . ومن اجل هذا كان الرقيب الواحد للصحيفة الواحدة، والرقباء للصحف وغيرها مما يذاع على الملأ وفى الناس . **وقد تترك الرقابة للصحف نفسها . وقد تترك الرقابة لمن يراقبون نفاذ قوانين الدولة عامة . ومن وراء الرقباء ، ايا كانوا ، توجد الشرطة، وتوجد المحاكم ، ويوجد رجال القانون .**

والضمائر تراقب ما يقوم فى انفس الناس من افكار ، تتحول الى ارادة ، فالى

أعمال ، ومنها ما يتناوله قانون الدولة العام ، ومنها مايظل خافيا ، وسرا مكنونا لا تناله القوانين ، لانه واقع من النفس في السريرة . واكثر هذه الاعمال ، ان تكن شرا ، لا يكون لها جزاء . ولا يكون منها مانع ، ولا للناس منها عاصم ، الا ما في أنفس الرجال من رقباء .. هي الضمائر .

قوانين الدولة لا تشمل الذنوب جميعا ولكن تشملها الضمائر

ونزيد هذا المعنى فنقول ان قوانين الدولة انما تقوم لتحفظ اهلها من صنوف من الشر فيها ، يقوم بها في كل بيئة - مهما تطهرت - رجال اشرار .

ونقول من صنوف من الشر ، لا من كل صنوفه .

ان القوانين تحمي الناس من القتل غيلة ، ومن سرقة المال ، ومن انتهاك العرض،وما الى ذلك من الجرائم الواضحة البينة . ولكن كثير من هذه الذنوب قد تخفى على القوانين وعلى الشرطة،ولكنها لا تخفى على الضمائر . ولا تحمي منها القوانين ولا الشرطة ، ولكن تحمي الضمائر .

وان من الذنوب ذنوبا لا يمكن ان تدخل في قوانين لانه لا يمكن تحقيقها ، ولا تكييفها ، ولا وزن لها ولا قياس . فماذا تصنع القوانين في رجل قيل انه عق اباه ، او أزرى بأمه،او شتم بين الجدران زوجته، او سامها سوء العذاب،وما كل عذاب يظهر على جسد .

كل هذه الذنوب لا تغطيها قوانين الدولة، ولكن تغطيها ضمائر الناس عندما تصلح او تسوء .

فاذا نزلت بقوم ، فلا تسأل كم عندهم من قوانين ، وكم لهذه القوانين من نفاذ . بل اولى بك ان تسأل كم بأنفس اهلها من ضمائر .

وكم من امة اتسعت قوانينها،وتعددت، وتصنفت ، ودخلت في التفاصيل ، الى ان كادت ان تدلك انت كيف تخطو على ارض الطريق برجليك ، وكيف تحمل يديك ، ومع هذا فقد شملها الفساد حتى لا تكاد ترى فيها جانبا صالحا .

الشرطة والمحاكم كلها قائمة على نفاذ القوانين مما تستطيع الدولة تقنينه وتصنيفه وتكييفه .

اما الضمائر ، فهي رقباء على نفاذ كل القوانين ، ما خالته الدولة وما لم تخله . وما استطاعته الدولة وما لم تستطعه ، وما يدخل تحت معنى القانون او يدخل تحت معنى الذوق والجمال والمؤاساة والرحمة ، وكل مسلك من مسالك الخير .

لابد للضمير من مسالك في الحياة له مرسومة وقيم من قيم العيش له معروفة معلومة

قلنا ان الضمير في نفس الفرد كالرقيب في الصحافة ، يجيز ويمنع . فوجب اذن ان يكون عنده مبادىء يسير عليها في اجازة او منع .

وقلنا ان الضمير في نفس الفرد كالشرطي في المجتمع ، يطلق ما يطلق من اعمال الناس ، ويحبس منها ما يحبس ، فوجب ان تكون عنده قوانين وقواعد ولوائح بمقتضاها يمارس حبسه واطلاقه .

واذن ، فالضمير ، ضمير كل فرد، وجب ان يكون عنده كرجل الشرطة ، ورجل المحكمة والقاضي ، صحيفة معلقة على جدران نفسه ، بها اشياء ألف ، بعضها الحرام ، وبعضها الحلال ، يرجع اليها الضمير في كل خطوة يخطوها، ليعلم حرام هي ام حلال ، ضارة هي بالناس وبنفسه ، ام هي نافعة ، فيجيز منها ما يجيز ، ويمنع ما يمنع .

وهي صحيفة من أقدس صحف الدنيا واكثرها وقاية من خطأ ومن أسف يأتي بعد خطأ ، ومن ندم .

وهي صحيفة تتضمن قوانين الدولة

القائمة حيث الرجل قائم ، وحيث المراة قائمة ، ما عرف الرجل منها وما عرفت المراة • ولكنها تتضمن اشياء اكثر كثيرا من تلك القوانين التى تخرج بمراسيم • انها تتضمن كل ما ارتآه المجتمع الصالح انه صالح ، فيغرى به ، وما ارتآه المجتمع الصالح أنه فاسد ، فيزجر عنه •

وهى صحيفة تتضمنفوققوانين الدولة، وفوق ما ارتضاه المجتمع وما لم يرتضه من اشياء ، صنوفا من الاعمال ، واخرى من المواقف ، واخرى من الافكار والآراء مما لا تستطيع قوانين الدولة حصره • ولا يستطيع مجتمع ان يتناوله بالقبول او الرفض،لانه يعز على التكييف والدرس •

انها قيم الحياة ، فى مراتبها العليا ، وفى تلك المراتب الاخرى السفلى ، تلك القيم الكريمة النبيلة الواحدة التي لا تابى ان تحل فى قلب رجل حل به الفقر ، او رجل صاحبه الثراء ، ولا رجل رفع به العلم ما رفع ، او نزل به الجهل ما نزل • انها القيم التى ترتفع بالناس فوق أرزاء الدنيا ، وفوق آلامها ، وفوق آمالها واحلامها،والتى بها وحدها يحكم المرء على نفسه يوم الرحيل الاخير ، أنجح فى هذه الحياة الدنيا ام فشل فيها •

لقد وجب ان تكون صحيفة لدى كل ضمير ، مليئة بمعانى الخير والشر ، هى دستور الضمير عندما يعمل •

والسؤال الذىيطرح نفسه عليناالآنهو. كيف يملأ الناس صحفهم ويستتمون دساتيرهمتلكالتى بمقتضاها تهدىالضمائر وتنزع ، وذلك فى واقع الحياة والعيش •

صحيفة الضمير
تظل بيضاء فى الطفولة ،
خالية من كل دستور
ثم تاخذ تمتلىء بامتلاء العيش
وتوالى السنين

يحدثنا علماء النفس عن الاطفال ، فيقولون ان الطفل لاضمير له • صحيفة الضمير الذى يهتدى بها تظلّ بيضاء ، لم يخط بها حرف ، حتى يبلغ الطفل الثالثة من عمره او نحو ذلك • انه فى هذه الاثناء لا يعرف فى الدنيا غير نفسه ، ولا يهتم بغير نفسه • ويده تمتد الى كل شىء يراه ، بحسبان انه شيئه ولو كان فى يد طفل غيره •

ان الضمير لا يبدأ الا حينما تحصل بين الانسان والانسان علاقات •

وبعد الثالثة يبدأ الطفل يحس ان فى الدنيا اطفالا مثله تماما ، وغير اطفال • وانه يمد يده الى الاشياء ليحتويها ويمدون • واذن يتفرّق انتباهه ليقع على من يرى من الخلق • وتجرى بينه وبينهم معارك بسيطة فيها اخذ وردّ • فيأخذ الطفل او الصبى يدرك ، ولو ادراكا مبهما ان له يدا تمتد ، ولكن كذلك لغيره يد تمتد ، وبها قوة كما بيده قوة • فيدخل فى دور التراضى معغيره ما امكنالتراضى•

بعد الثالثة من عمره ياخذ الطفل يعى انه ليس وحده يملك الدنيا •• فهناك صبى ، وصبى ، وصبى ، فلا بد ان ينسجم •• وعلى امثال هذا ينشا الكثير من الضمير ••

انه المجتمع يجرى فيه التعامل بين الناس . فان لم يكن ناس ، ولم يكن تعامل ، لم يكن ضمير .

الضمير يبدأ ملء دستوره فى البيت

واول المجتمعات التى يمارس الانسان العيش فيها هو البيت ، بين الأم والاب ، والأخ والأخت ، والجد والجدة ، وسائر الأقارب ، والأصدقاء . وفى البيت ، بعد نحو الثالثة ، يأخذ الطفل يملأ دستور ضميره ، غير واع ، بالشىء الكثير . وهو شىء لا منطق فيه ، ولكن فيه الغريزة مادية . **تدعوه أمه فيلبّى ، وتطلب منه شيئا فيطيع . فطاعة الأم واجبة ، وعلاقة الصبى بالاب فبالاخوة وغيرهم من سكان البيت ، تتحدد بالممارسة ، ولعلها تحددت فى هذا البيت كما تحددت فى سائر البيوت فى المجتمع الكبير الواحد .** ولعلها تحددت فى هذا البيت، بيت هذا الاب، وهذه الأم ، كما سبق ان تحددت فى البيت الذى سبق ، بيت الجد والجدة ، فالذى سبق هذا . فآداب البيت آداب متوارثة .

الضمير يتابع كتابة دستوره فى المجتمع

ومن البيت يخرج الصبى والغلام الى المجتمع ، على قليل من الثقة فى اول الأمر ، ثم على كثير منها . وهو فى المجتمع ينفرض عليه بحكم العادة الف فرض وفرض . انه اذا سار فى الشارع وجب ان يسير الى اليمين ، وهو يفعل ذلك دون ان يسأل لماذا اليمين . ثم يسأل فى غضون ذلك عن السبب ، فيفهم ، ويقتنع . وهو يرى الناس ، من مثل نحلته وهويته، يلبس كذا وكذا ، فيلبس مثلهم . وهو يخرج الى الشارع ويتحرج ان يكون فى اللبس مخالفا لهم . **انه الاتباع الذى فرضه المجتمع ، اى مجتمع ، على اعضائه. وهو جبِلّة كل عضو ، يأبى ان يخرج الى**

دستور الضمير ، تكتبه عادات المجتمع .. هؤلاء اطاعوا ذراع رجل الشرطة،ولم يسألوا لماذا هم اطاعوا ؟

المجتمع على خلاف لما يجرى فيه . يخشى الفضيحة ، ويخشى نظرات الناس .

ان المجتمعات تحمي نفسها باشياء كثيرة منها « الاتباع » . والاتباع عامل فى ملء دستور الضمير له أثر كبير .

وهذه أمثلة نضربها من ظواهر الأمور. وهناك اخرى أخفى منها ، وأذهب فى النفس الانسانية عمقا ، واكثر فى الفكر الانسانى اختلاطا . منها الآداب العامة . وأشد منها وأعمق العادات القومية . وأعمق من هذه ، العقائد الدينية .

من كل هذه الأبواب يستمد الضمير مادة يملأ بها صحيفة دستوره ، تلك التى ترسم له طريق الهدى وطريق الضلال .

وهو يستمدها فى المجتمع بمدرسة ، وفى مجتمع بجامعة ، وفى مجتمع بمصنع، وفى مجتمع بمتجر ، وفى الاسواق ، وفى

كل يلبس ملابس نشأته ، بلا رفض وبلا قبول .. انه المجتمع فرض هذا .

المساجد . وعمل الرجل في جيش او محكمة، وعملت المرأة طبيبة او ممرضة بمستشفى . كلها مجتمعات ، يجتمع فيها الانسان بالانسان، فالفكر بالفكر ، فالعادة بالعادة، وفيها تتوارث الأفكار ، وتولد فيها افكار ماسبق ان عرفت النور .

دساتير يخطها الناس
لهدى ضمائرهم
ليست كلها نسخة واحدة

ليست كلها نسخة واحدة ، لأن الناس في اجسامهم ، كما في انفسهم ، اشباه ، ولكن ليسوا في جسم او نفس ، سواسية .

والتركيب الخلقي الذي ينشأ عليه الانسان يتأثر اساسا ، بالتركيب الجثماني والنفسي ، او كما يقول الافرنج بيولوجية الانسان وبسيكولوجيته ، وهذان يختلفان بين انسان وانسان ، قليلا احيانا ، وكثيرا احيانا .

وغير هذا ، فالانسان في المجتمع يمر باطوار الصبا ، والمراهقة ، والشباب ، واكثرها اطوار تقليد ، يصنع الانسان فيها ذاته بالتقليد لما حوله . وفي الانسان مقدار من التقليد يضارع او يشابه ما في القردة من ذلك .

وبعد دور التقليد ، والانصياع لطقوس المجتمع وعاداته ، يبلغ الانسان السن التي عندها يأخذ يدخل فكره الى التقاليد ليرى كم هي تقع من الفكر السليم ، بحسبانه ان فكره هو ، هو الفكر السليم . وعندئذ يدخل الحذف والمحو والتصحيح في دستور الرجل الذي يأخذ يهديه ضميره . وهو يسلك به في مسالك العيش .

انه طور النقد ، بعد طور النقل . وقد ينقلب النقد الى ثورة ناقدة . وذلك عندما يكون المجتمع قد غفل طويلا عن ناموس التطور، وتمسك غاية التمسك بكل عاداته وتقاليده، ولو تغير حال الناس التي عليها نشأت وعليها ثبتت هذه العادات والتقاليد .

والمجتمعات عامة تغلب عليها المحافظة . ويقول اصحاب المحافظة ان هذا انما كان خشية الضياع والتيه . وقد صدقوا ،

ولكن كثيرا ما غلوا فى ذلك فسدوا ماء الحياة فى منابعه الاولى ·

دساتير الضمائر
لابد بينها من مقدار مشترك خشية الفوضى

ومع هذا ، فلا بد لدساتير الضمائر ، التى بها نستهدى فى مسالك العيش من مقدار مشترك بين الناس ، يتصل بالاسس الحياتية التى لا يكون باغفالها الا الفوضى، فوضى المجتمع ذاته ·

وهذه الصفاتهى الحد الادنى لما يشترك فيه الناس ، اذا ما اريد للحياة فى مجتمع ان تستقيم ·

ولو انى اخذت اعدد هذه الصفات التى هى الاساس المشترك ، وهى الحد الادنى ، لطال بى التعداد ولفاتنى منها الكثير الاصيل ·

فى اديان الارض
كثير من الروادع
التى تتألف منها دساتير الضمائر

وانى واجد كثيرا من هذا الصفات التى هى الاساس المشترك والحد الادنى ، فى اديان الارضجميعا،مما اوحت به السماء، ومما لم توح به السماء ، ولعلها أوحت به على الصمت ، مباشرة وعبر الانسان ·

وفى الوصايا العشر مثل طيب لما تهدى به الاديان الى سواء السبيل · **فهى وصايا توصى فيما توصى،بان يُكَرِّم المرء أباه وامه ، وبان لا يقتل ، وبان لا يزنى ، وبان لا يسرق ، وبان لا يشهد الزور ، وبان لا يصل بشهوته الى ما يملك غيره ·**

وفى الدين المسيحى ، الذى جاء به عيسى عليه السلام ، المحبة والغفران·ومن أقرب الضمائر الى العدل والنَصَفة ضمير مؤسس على المحبة والغفران ، ان هما وقعا فى قلوب الناس عقيدة وعملا ·

وفى الدين الاسلامى ، وفى القرآن الكريم ، ما يملأ دساتير الضمائر باصولها الاولى ، من عدل ورحمة ، وزاد فى الكشف عن حكمة العيش مفاهيمتخفف على الناس فى دنياهم كثيرا من اثقال السنين · والاسلام ، كما جاء به الرسول الكريم ، لا كما صار اليه من بعده فى وجوه شتى ، دنيا ودين · ومعنى ذلك عندى انه عقيدة وفريضة ، ثم هو حضارة دنيا ، اى حضارة ! **حضارة سبقت زمانها** بعدة من قرون ، لو ان الله كان قيض لها كفاة من اهلها لما بزتها الى اليوم حضارة كانت او تكون ·

ولست اغمط سائر اديان الارض ، ما كان لها من نصيب كبير فى ارساء ضمائر اهلها على الخير ، الا ما اصابها آخر الدهر من ظلال جعل من الخير شرا ، ومن الايمان بالله كفرا ·

ومقالة اقولها لبعض شباب العرب ، الذين اخذوا من الدكترة شارة يتقدمون بها الى السذج من اهلنا ، يتهمونهم بالرجعية ، وينسبون هذه الرجعية الى الايمان بالله ، ويشككون فى الاديان جميعا ، اقول لهؤلاء فما بالكم وضمائر هذه الامم التى لا تجد لها الى اليوم اساسا صالحا تقوم عليه غير الدين ، ما بالكم بها هكذا تصنعون ، واياها تهدمون · واذا هدمتهم فماذا للناس بديلا عنها تقدمون ·

علم الله ، لا اقر دينا لا يعملفى صالح من هم به مؤمنون ، فالمصلحة اولا ، ورأى الرائى فى تفسير النصوص ياتى فى المقام الثانى ، وأعلم أن رأى الرائى فىتفسير النصوص يتلون بلون زمانه،وللأزمنةالوان شتى·واعلمان الناس تتطور ويتطورعيشها، وتطور أنظمة حياتها،وتتطور مشاكل لها، فلا يبقى مما تعتمد عليه من مقالة قديمة للحكماء ، أو رأى سديد كان

الدين عقيدة .. والدين عبادة .. ثم حضارة دنيا

لبعض البلغاء ، الا ما اتصل بقواعد الحياة الاساسية الاولى التى يحاول الدهر ان يغير منها ويبدل ، ثم لا يكاد .

ويقولون الفكر

واقول معهم نعم الفكر .

واقول معهم انه حتى الايمان لا يكون الا بعد فكر . والايمان درجات . **ولا احسب ان رجلا ، ذا دين ، يتفق فكره كله، مع ما جاء بدينه كله حرفا حرفا . ولا يخرجه ذلك عن ايمانه .**

وانا اليوم ادين ، فيما يتصل بضمائر الناس ، بأن تجارب الدهور دلت على انه لم يكن لضمائر الناس قواعد تعتمد عليها مثل دين .

قواعد سنها الفلاسفة لا تصلح لان يقام عليها ضمير

ذلك لانهم اختلفوا ، فنفى بعضهم بهذا الخلاف بعضا .

وذلك لانهم فكروا ، فحينا اصابوا ، وحينا اخطأوا ، وضلوا ضلالا بعيدا .

وأفلاطون ، سيد سادة الفلاسفة ، ماذا كان يرى فى الزواج ؟ كان يرى الاباحة،فتتصل المرأة بالرجل الذى تشاء. والرجل بالمرأة الذى يشاء،ونتاجهما ينشأ، ولا يعرف له ابا او اما ، فأمه وأبوه ، الدولة . وتعيش الولائد فى حظائر ، هى حظائر الدولة .

سيد سادة الفلاسفة رفض الاسرة .

وجاء من بعده ٢٣ قرنا من الناس ، اقروا بالاسرة ، ورفضوا رأى سيد سادة الفلاسفة .

وبالامس القريب ، كنت اقرأ حياة الكاتب الانجليزى الكبير هـ . جـ . ولز H.G Wells فاذا به لم يكن له ولد ، الا ولدا جاءه من معاشرة كاتبة انجليزية احرى شهيرة معروفة ، عاشرها سنين طويلة فى غير اسرة . وقالت الصحف فى هذه الايام ، انه انما جاء بهذا الولد ، وهو الى اليوم لا يزال حيا ، عندما خاف ان تهجره

الحبيبة ، فتجنب الحيطة المعتادة ، وأولدها هذا الولد الواحد .

هذا ما قرأناه عن هذا الرجل ، ذو العلم الذى قالوا انه علم ضخم ، وذو الفكر ، الذى قالوا ، انه فكر ثاقب رائع .

أمن مثل هذا الفكر ، في سيد سادة الفلاسفة ، او فكر سيد الكتّاب ، يؤلف الانسان دستور ضميره الذى يهديه فردا ، ويهدى اخوانه أمة ، فى مسالك العيش جميعا .

شيء آخذه على بعض اهل الدين

ومآخذآخذه على بعض اهل الدين الاسلامى خاصة ، وآخذه وانا اتحدث خاصة فى الضمائر ، وما يجب ان تحتويه من قواعد .

ان الدين عقيدة ، والدين الاسلامى ايسر الاديان لدى الناس عقائد وابسطها . والدين فرائض ، يؤديها المؤمن ، فهى بينه وبين الله .

اما سائر الدين فالمعاملة ، وهى بين الناس والناس . والدين ، فى المعاملة واشباهها ، أساليب حضارة ، لو جمعها الانسان ، لكونت فى مجموعها حضارة تبز سائر الحضارات كما سبق ان قلت . ولكنى الى اليوم لم اقع على رجل دين يكتب فى موضوع « الدين حضارة » ، ثم هو يُحسن، اكثر الفقهاء الحاضرين مشغولون بالعبادات ونقائضها ، والله اغنى ما يكون عن عبادة العبد .

ضمائر العرب اليوم

انى ، لو اطلقت القلم فى ضمائر العرب اليوم ، دون حذر ، لقلت انها ضمائر غلبها النعاس ، فنامت ، ولقلت انها ضمائر أصابها الشلل فكلّت . وعندئذ اكون غلوت ، واكون قسوت . واكون ظلمت .

ولكن للضمائر مقدار من اليقظة ، اذا هى لم تبلغه ، لم تبلغ الأمة ما وجب ان تبلغه من صلاح ، ولم تبلغ ما وجب ان تبلغه من ترابط وتماسك . فما يكون فى غيبة الضمائر الا الظلم ، والا الاعتداء ، والا اضاعة الحقوق ، والا ذهاب القوة فى الدولة من حيث انها قائمة دائما فى ميدان صراع بين دول اكثرهم به عداوة وله اطماع .

ان الفقر يضعف الضمائر ، ضمائر الأفراد ، فى الأمم . والفقر كافر . والضمير ايمان . وفى الفقر يستحل المرء **ما لا يستحله على الغنى . ودعوة الوعاظ الى التمسك بالصبر ، على الفقر ، بأن الله رازق ، قلما تشبع من جوع وتغطى الجسم العارى بلباس .**

والفقر كان حظ الدول العربية ، فى دور الاستعمار الذى كان ، ولكم امتد فيما بعده من سنين . والاستعمار كان فقرا وكان جهلا ، والجهل يسد باب الغنى ، ويسد باب الضمير .

وغابت الحرية عن الانسان العربى . حتى من بعد استعمار ، وغابت طويلا ، وكثيرا ما طغى على بعضها ، استبداد . وفى مظلة الاستبداد لا بد ان تُشلّ الضمائر ، وفى ظلمة الاستبداد تكثر السرقات ، وتباح الحرمات ، فالظلام ساتر .

لهذا كان من رحمة الله ان تجول الابصار اليوم فى الدول العربية فلا تزال تجد فيها من الضمائر بقية باقية . الا ان اكثرها ضمائر عاجزة ، ترى المنكر ، وتضعف عن تغييره، الا بقلوبها، والتغيير بالقلوب أضعف الايمان . **ان اكثر الضمائر تقبع حيث يقبع الذل . والذل اخرس .**

وحتى قواعد هذه الضمائر لا تتفق وكل حاجات هذا الزمان . اكثره الصلا والصيام والقيام . وهذا خير . ولكن ليس كل الخير . **الدين،وهو عماد الضما**

العرب ، يزخر بقواعد للضمائر تكون بحاجة هذا الزمان • وكل ن احسان عمل • وابراء ذمة ، ، وذمة وطن • ومن **طلب دنيا ، لفرد وقوة للأمة • ومن كشف شف تكتئية • وكل هذه بعض وكلها ابواب لها فروع عـلة ع ممتدة •**

ا، نرى فى الكثير من مجتمعات

الرشوة

الرشوة مثـلا ، ودليـلا على ضمائر ، فى راش ومرتش • **رت الرشـوة ، بحسبانها مثلا ضلال ، حتى كادت ان تكون بعض بلاد العرب فى المعاملات،**

صديق سألنى ان ابدل له ورقة ة بأجزائها ، وان اتدرج فيها• ، انه داخل الى المحكمة ليرى در له ، وانه ليصل الى غايته حكمة ، سيمر بأبواب لا يسهل تيسر اموره فيها الا بالنقد ، صغيرا ، ثم كبيرا ، فأكبر • ا الذى يحدثنى محام قديم •

شاعت الرشوة فى الناس حتى من اصول العيش ، اقترحت ، القوانـين العربية ، حيث ـة ، النص بعقوبة المرتشى

آخر بأن تحدد الحكومات ، حكومية ، مقدار ما يدفع فيها شوة،كما تحدد اسعار السلع• على فى الثمن الى حد اعجاز صحاب الحاجات •

اختلاس

ب الرشوة شاع اختلاس • لس وهو آمن او يكاد • ن لانتشار احبابه بين رجال

القانون ولكثرة نصرائه فى مراكز القوة فى الدولة ، ويأمن الناس ان تسفك دمه او تحرق بيته ، جزاء عن الآلاف الكثيرة التى اختلسها من شعب فقير ، وذلك لأن ضمائر الناس ألفت ان تسمع ثم تتول لا حول ولا قوة الا بالله • مع ان الله اعطاهم كل حول وكل قوة •

ليس العرب وحدهم
فى طمس ضمائر

ان حال العرب ، من حيث انطماس الضمائر ، لا سيما فيما يتصل بذنوب تجرى فى الدولة بحسبانها كلا ، ليس مقصورا على العرب وحدهم •

فهو وباء اخلاقى مثل الوباءات الصحية، له ما يدفعه •

فقد حدث فعلا ، فى دول حديثة لا اريد ان اذكرها ، ان انتشرت فيها انواع من الفســاد وعجزت قوانينها ان تردعه •

فابتدعت ما اسمته بالثورة الثقافية•وفيها يخـرج النـاس غاضبين يطلبون هـؤلاء المفسدين ، ودليلهم على ذلك سوء السمعة، والشائعة غير الطاهرة • وتسفك بذلك دماء يحلها الله ، واخرى ينكرها الله • ولكنها تكـون كالزلزال يزلـزل الأرض فتنهدم على مظلوم بها وظالم •

ومن يريد زيادة علم فى هذا الأمـر فليسأل الصين • واحسب ان ليبيا ، وهى عربية ، كان لها تجربة فى هذا السبيل •

ولكنى لا احسب ان بهذا تنصلح الأمور•

الضمائر تحيا بالتربية فى منازل ، وفى مدارس ، وفى المساجد ، وفى المجامع ، والدعوة الى تصحيحها تخرج من كل بوق من ابواق الدعاية ، وفى كل كتاب •

الا ان يأتى القوم نبى ، فيبدل من انفسهم تبديلا • نبى من بين البشر ، لا رسول من رسل السماء • ●●

احمد زكى

■ تختلف المفاهيم فى مدلول اصطلاح الطبقة الاجتماعية :

١ ـ فبحسب المفهوم التقليدى ، الطبقة الاجتماعية هى مجموعة من الافراد تتميز عن غيرها فى مدى ما تتمتع به من نعم مادية بسبب وفرة ما لديها من مال سواء نتيجة ملكية (وراثة) او عمل (جهد) ·

٢ ـ وبحسب المفهوم الماركسى : الطبقة الاجتماعية هى مجموعة من الافراد يجمعهم بصفة خاصة مركزهم من ملكية وسائل الانتاج ودورهم فى العمل الاجتماعى · وترتبط الطبقات الاجتماعية اما بعلاقات عدائية عندما تحصل طبقة على نصيب من الثروة الاجتماعية على حساب طبقة اخرى كالعلاقة بين ملاك وسائل الانتاج (البورجوازين) والاجراء (البروليتاريا) ، واما بعلاقات غير عدائية وتكون بين طبقات غير مستغلة لطبقات اخرى كالعلاقة بين العمال والفلاحين · ولا يعتبر العداء بين الطبقات فى نظر الماركسيين شرا محضا بل هو من حتميات التطور الاجتماعى واهم دوافعه ، ومن ثم يرون تغذيته حتى تحل طبقة العمال محل الطبقة البورجوازية فى العصر الحديث وهو مرحلة الانتقال من الراسمالية الى الاشتراكية ·

٣ ـ ولا يسلم الاسلام بالمفهوم التقليدى من حيث تقسيمه المجتمع الى طبقات متميزة بحسب المال ·

كما يرفض الاسلام كلية المفهوم الماركسى ، سواء فى تصوره للطبقات الاجتماعية او تغذيته للصراع بينها ·

الاسلام يدعو الى الثروة والغنى بضوابط معينة

على خلاف سائر الاديان والمذاهب الروحية ، يدعو الاسلام الى المادة والرخاء الاقتصادى · بل يعتبر الاسلام الغنى واليسر المادى اساس التقدم والسمو الروحى ، اذ لا يمكن أن نتوقع من جائع او محروم سوى الضياع والانحراف · وان صحة الابدان فى الاسلام مقدمة على صحة الاديان ·

وانه بمقدار ما ندد الاسلام بالفقر ، وانه كاد أن يكون كفرا ، بل الفقر والكفر فى نظره يتساويان (١) ، نجده يدعو الى الثروة والغنى ، بل يعتبر السعى على الرزق من افضل ضروب العبادة (٢) ·

(١) فالحديث يقول « كاد الفقر أن يكون كفرا ـ رواه البيهقى وكذا الطبرانى فى الاوسط » ، كما يقول (اللهم انى اعوذ بك من الكفر والفقر·قال رجل ايعدلان ، قال نعم) ـ رواه ابو داود وغيره ·

(٢) فقد ذكر للنبى رجل كثير العبادة ، فسال من يقوم به ·قالوا اخوه ·قال اخوه اعبد منه

١ ــ واساس الثروة والغنى فى الاسلام هو العمل ٠ فالله تعالى اذ يقول « نحن قسمنا بينهم معيشتهم فى الحياة الدنيا ورفعنا بعضهم فوق بعض درجات ليتخذ بعضهم بعضا سخريا » (الزخرف/٣٢) ، ويقول « والله فضل بعضكم على بعض فى الرزق » (النحل/٧١) ، نجده تعالى يقول « ولكل درجات مما عملوا وليوفيهم اعمالهم وهم لا يظلمون » (الاحقاف/١٩) ويقول « وفضل الله المجاهدين على القاعدين اجرا عظيما ، درجات منه ومغفرة ورحمة » (النساء/ ٩٤ ــ ٩٥) ٠

فاغتناء الناس وتقاربهم فى أرزاقهم ومعيشتهم، ورفع بعضهم فوق بعض درجات وتفضيل بعضهم على بعض ، ليس اعتباطا ، وانما هو بقدر ما يبذلونه من جهد وعمل صالح ، وصدق الله العظيم « وان ليس للانسان الا ما سعى ، وان سعيه سوف يرى ، ثم يجزاه الجزاء الاوفى » ٠

٢ ــ ولا يسمح الاسلام بالثروة والغنى ، الا بعد ضمان حد « الكفاية » لا « الكفاف » لكل فرد ٠ وبعبارة اخرى انه لا يسمح بالغنى مع وجود الفقر وانما يبدأ الغنى والتفاوت فيه بعد ازالة الفقر والقضاء على الحاجة ٠

ومن ثم جاء الاسلام ضامنا لكل فرد المستوى اللائق للمعيشة تكفله له الدولة كحق الهى مقدس يعلو فوق كل الحقوق ، لقوله تعالى « وآتوهم من مال الله الذى آتاكم » (النور/٣٣)، وقول الرسول عليه السلام « من ترك كلاً فليأتنى فانا مولاه » أى من ترك ضعافا فليأتنى بصفتى الدولة فانا مسؤول عنه كفيل ٠ وهو ما عبر عنه سيدنا عمر بن الخطاب بقوله (انى حريص على الا ادع حاجة الا سددتها ، بما اتسع بعضنا لبعض ، فاذا عجزنا تآسينا فى عيشنا حتى نستوى فى الكفاف) ٠

٣ ــ والثروة والغنى فى الاسلام ليست غاية ، وانما هى وسيلة ، اذ كما ورد فى الحديث النبوى « نعم العون على تقوى الله المال » و « نعم المال الصالح للعبد الصالح » ٠ والملكية الخاصة فى نظر الاسلام هى وظيفة اجتماعية اذ كما يقول الشرعيون « المال مال الله والبشر مستخلفون فيه » ٠ فمال المسلم ليس ملكاً خالصا له ، وانما هو وديعة اودعها الله فى يده ، فهو مسؤول عنها محاسب عليها ٠ ويترتب على ذلك عدة آثار شرعية منها انه لايحق للمسلم ان يكتنز ماله او يحبسه عن التداول والانتاج « والذين يكنزون الذهب والفضة ولاينفقونها فى سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم » (التوبة /٣٤) ، كما لا يحق له صرف ماله على غير مقتضى العقل والا عد سفيها وجاز الحجر عليه « ولا تؤتوا السفهاء أموالكم التى جعل الله لكم قياما » (النساء /٥) كما لا يحق له ان يعيش حياة ترف ومغالاة لقوله تعالى « واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول فدمرناها تدميرا » (الاسراء/١٦) ٠

الاسلام يقر التفاوت فى الثروة والدخول بضوابط معينة

واذا كان الناس يتفاوتون فى كفايتهم وفى مقدار مايبذلونه من جهد ، فان من الطبيعى أن يتفاوتوا فى مقدار ما يحصلونه من ثروة ودخل ٠

فالتفاوت فى الثروة والدخول هو مما يقره الاسلام باعتباره حافزا على الجد والعمل ، وانه لو تقاضى كل الافراد دخولا متساوية او متقاربة لما عنى احدهم بزيادة مجهوداته ٠

١ ــ الا انه لا يسمح بان يكون هذا التفاوت كبيرا ، اذ ان من اكبر بواعث السخط والاضطراب فى المجتمعات ، ومما يخلق الطبقية والصراع بينها ــ وجود التفاوت الفاحش وتركز الثروة فى يد فئة قليلة ٠ والمشكلة الاقتصادية (٢) على نحو ما أوضحنا بمثال سابق بالعربى (٣) ليست مشكلة الفقر فى ذاته ، وانما هى اساسا مشكلة التفاوت الشديد فى الثروة والدخول سواء بين الافراد على مستوى المجتمع المحلى أو بين الدول على مستوى المجتمع العالمى ٠

(٣) انظر مقالنا عن الاسلام ومشكلة الفقر العربى » عدد رقم ١٦٩ ديسمبر ١٩٧٢ ص٤١ ٠

وقد نهى الاسلام عن التفاوت الشديد في الثروة والدخول بقوله تعالى « كي لايكون دولة بين الاغنياء منكم » (الحشر / ٧)، وقول الرسول في الزكاة « تؤخذ من اغنيائهم فترد على فقرائهم ».

٢ ـ ان قوام المجتمع الاسلامي هو العدل والمحبة والتعاون • والتفاوت الفاحش في توزيع الثروة واستئثار القلة بخيرات المجتمع ، يتنافى والعدل بل يؤدي الى الجور وتحكم الاقلية واستبدادها ، كما يولد الكراهية والحسد في نفوس الاكثرية ، واخيرا يقضي على الانسجام بين افراد المجتمع ويمحق تماسكه •••• فهو فساد وافساد من جميع الاوجه ولكافة الاطراف •

فاذا كان الاسلام يقر التفاوت ، فهو بالقدر الذي يحقق التكامل لاالتنافض ، والتعاون لاالصراع ، لاسيما وان المثل الاعلى للاسلام هو التوازن والاعتدال في كل شيء •

٣ ـ ومن ثم فانه من المقرر ان يتدخل الشارع الاسلامي لاعادة التوازن الاقتصادي عند افتقاده •

وهو ما فعله الرسول (ص) عند هجرته الى المدينة ، اذ ظهر اختلال في المراكز الاقتصادية بين المهاجرين والانصار ، بعد أن ترك المهاجرون اموالهم بمكة ، بينما كان الانصار مستقرين بالمدينة واساس ثروتهم هو الزراعة ولبعضهم اراض واسعة استخدموا فيها المهاجرين كاجراء وهو ما لايحقق التوازن الاقتصادي ، ومن ثم حرم الرسول (ص) تاجير الاراضي الزراعية بقوله « من كانت له ارض فليزرعها او يمنحها اخاه ولا يؤاجرها اياه ولا يكريها » ، حتى اذا استقرت الامور بالمهاجرين وتحسنت احوالهم المادية اجاز الرسول (ص) تاجير الاراضي الزراعية • وهو ايضا ما فعله الرسول حين قصر توزيع فيء بني النضير على المهاجرين واثنين فقط من الانصار كانوا فقراء وتوافرت فيهم نفس الحكمة التي اوحت بتخصيص هذا الفيء للمهاجرين ، وهو اعادة التوازن الاقتصادي بين افراد المجتمع •

وفي عهد عمر بن الخطاب عند فتح الشام والعراق ، اراد المحاربون قسمة الاراضي المفتوحة عليهم بدعوى انها تاخذ حكم الغنائم ، فرفض ذلك عمر لما سيؤدي الى استئثار القلة بثروة كبيرة وبالتالي الى اختلال التوازن الاقتصادي بين افراد المجتمع • واخذ الصحابة بوجهة نظره بان حكم الغنائم هو في الاموال المحدودة قيمتها من المنقولات ، بخلاف الامر في العقارات والاموال الكبيرة كالاراضي المفتوحة ، فتكون وقفا على المسلمين جميعا اي ملكية عامة للدولة لا ملكية خاصة للمحاربين ، وما بقاؤها في يد واضعي اليد من اصحابها الاصليين الا من قبيل الانتفاع مقابل دفع خراج لبيت المال اي اجرة الارض •
وفي اواخر ايام عمر بن الخطاب حين بدات تظهر طبقة من كبار الاثرياء في شبه الجزيرة العربية وخارجها ، ولم يمتد به الاجل ليواجهها بما عرف عنه من حسم ، حيث طعن تلك الطعنة التي قضى بها ، نقل عنه كلمته المشهورة (لو استقبلت من امري ما استدبرت لاخذت فضول الاغنياء فرددتها على الفقراء) ، وقوله (والله لئن بقيت الى الحول لألحقن اسفل الناس باعلاهم) ، ولكن القدر لا يمهله وخلفه عثمان •

الاسلام لايقر الطبقية

ان اقرار الاسلام للتفاوت في الثروة والدخول ليس معناه ، كما يتصور البعض ان الاسلام يقر الطبقية وذلك لما سبق ان بيناه :

اولا ـ ان الاسلام لا يسمح بالثروة والغنى الا بعد القضاء على الفقر والحاجة وذلك بضمان حد الكفاية لا الكفاف لكل فرد ، بمعنى انه اذا عجز اي فرد في المجتمع الاسلامي بسبب خارج عن ارادته كمرض او عجز او شيخوخة ، ان يوفر لنفسه المستوى اللائق للمعيشة ، فان نفقته تكون واجبة في بيت مال المسلمين اي في خزانة الدولة•

ثانيا ـ ان الاسلام لا يسمح باي حال من الاحوال ان يكون التفاوت في الثروة والدخول كبيرا بحيث يخل بالتوازن الاقتصادي بين افراد المجتمع والا حق للشارع التدخل باي وجه لاعادة هذا التوازن عند افتقاده •

ثالثا ـ اضف الى ذلك ان الناس جميعا في نظر الاسلام سواء دون تمييز من حسب او مال او جاه • والعامل الوحيد المميز بين الناس في نظر الاسلام هو التقوى لا المال اي العامل الانساني

(الطبيعى) لا العامل الاجتماعى (المصطنع) ، اذ يقول تعالى « ان اكرمكم عند الله اتقاكم » - (الحجرات/١٣) ،ويقول الرسول (الناس سواسية كاسنان المشط ، لا فضل لعربى على عجمى الا بالتقوى) •

والتقوى باعتبارها العامل المميز بين الناس ، هى نهج واسلوب فى الحياة الدنيا ، اساسه العمل النافع المقرون بالاحساس بالله تعالى وابتغاء وجهه وصدق الله العظيم « لكل وجهة هو موليها فاستبقوا الخيرات » - (البقرة/١٤٨) ويقول سبحانه « من كان فى هذه الدنيا اعمى ، فهو فى الآخرة اعمى واضل سبيلا » - (الاسراء/٧٢) • ويقول الرسول (ص) « الايمان ما وقر فى القلب وصدقه العمل » ويقول عليه السلام « رهبانية الاسلام الجهاد فى سبيل الله » ، وسبيل الله هو دائما ابدا سبيل خدمة المجتمع ، على ان يكون ذلك ابتغاء وجه الله لا وجه الشهرة او السيطرة •

المليونير الذى يسمح به الاسلام

حقا لقد كان فى عهد الرسول من نسميه بلغة اليوم (مليونير) مثل عثمان بن عفان،وعبدالرحمن بن عوف ، ولكنه (مليونير) بالمفهوم الاسلامى اى مليونير ملتزم بالشرع فهو :

اولا - لا يملك ان يكتنز ماله او يحبسه عن التداول والانتاج ، اى انه مطالب باستثمار ماله لصالح المجتمع •

ثانيا - لا يملك ان يصرف ماله على غير مقتضى العقل والا عد سفيها وجاز الحجر عليه • اى انه مطالب بالرشد فى الانفاق الشخصى •

ثالثا - لا يملك ان يعيش عيشة مترفة تؤدى الى البطر ، حتى لقد وصف الله تعالى المترفين بالاجرام بقوله « واتبع الذين ظلموا ما اترفوا فيه وكانوا مجرمين » - (هود/١١٦) • اى انه مطالب بعدم الغلو فى معيشته والاعتدال فى حياته •

رابعا - وهو اخيرا مامور بنص القرآن ان ينفق كل ما زاد عن حاجته فى سبيل الله لقوله تعالى « يسألونك ماذا ينفقون ، قل العفو » - (البقرة/٢١٩) ،والعفو هنا هو الفضل اى ما زاد عن الحاجة • فالاسلام لايكتفى بفريضة الزكاة بل يطالب القادرين ايضا بفريضة الانفاق فى سبيل الله ، وينذرهم بالتهلكة والحساب العسير ، فيقول تعالى « وانفقوا فى سبيل الله ولا تلقوا بأيديكم الى التهلكة » - (البقرة/١٩٤) ، ويقول « ولا تحسبن الذين يبخلون بما آتاهم الله من فضله هو خيرا لهم بل هو شر لهم سيطوقون ما بخلوا به يوم القيامة » - (آل عمران/١٨٠)• اى انه مطالب دائما بالانفاق العام ومد يد المعونة الى الغير • ولذلك يلتزم كل غنى بالانفاق فى سبيل الله ، اى سبيل المجتمع ، وليس مجرد الاكتفاء باداء الزكاة • ويكون هذا الانفاق بقدر ما وسع الله عليه • وهو يباشر ذلك تلقائيا بدافع من العقيدة وابتغاء مرضاة الله ، والا حق للدولة التدخل والزامه باداء هذه الفريضة على الوجه الذى تراه متفقا والصالح العام •

ومؤدى ما تقدم ان المليونير الذى يعترف به الاسلام هو الذى يستثمر ماله كله لصالح المجتمع، وهو الذى ينفق دخله كله فى صالح المجتمع مبتغيا فى استغلاله وانفاقه وجه الله ، مستشعرا ان ماله امانة ووديعة اودعها الله فى يده ليس له منه الا ما يسد حاجته بالحق دون استعلاء او مخيلة ودون سرف أو ترف •

لقد كان المسلمون الاوائل يتسابقون فى البحث عن كل محتاج لكفالته ابتغاء وجه الله ، بل لقد كان الرياء المسلمين يسارعون فى القيام بالتزامات الدولة ذاتها ، فهذا عثمان بن عفان يقوم بتجهيز جيش العسرة ، وهذا عبد الرحمن بن عوف يدفع بكل ثروته لاعتاق الرقيق وسد حاجة كل طالب • ولم تكن المسارعة الى البذل فى سبيل الخير من شان المكثرين وحدهم ، بل كان ذلك ايضا عن المقلين فيهم ، حتى كان منهم من يؤثرون على على انفسهم ولو كان بهم خصاصة وفيهم نزل قوله تعالى « ويؤثرون على انفسهم ولو كان بهم خصاصة ومن يوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون » - (الحشر/٩) • ■■

محمد شوقى الفنجرى
المستشار بمجلس الدولة
والاستاذ المنتدب بجامعة الازهر

فى اختيار الأماكن الصالحة لقيام النشاطات الاقتصادية عليها

لكل إنتاج صناعى مكان هو أصلح من غيره له

بقلم : الدكتور عزت غوراني

■ نتحدث كثيرا عن الانتاج ، والانتاج الصناعى خاصة ، وهو اليوم ضرورة • وننسى ان الانتاج يسبقه دراسات كثيرة ، كلها طريف ، بعضها يهدف الى تجويد النتاج ، ومع تجويد النتاج لابد من ارخاص التكلفة •

ونضرب مثلا لهذا الدراسات : الكشف عن اثر المكان الذى يقام به مصنع الانتاج ، فيكون اكثر الاماكن فى البلوغ بالانتاج غايته المرجوة •

المكان المثالى

لما كان الربح هو الفرق الحسابى بين مجموع الدخل ومجموع النفقات اصبح بديهيا ان نقول : ان شرطا من شروط المكان المثالى هو ان تكون جميع نفقات الانتاج فيه منخفضة الى ادنى الحدود• ولما كان مثل هذا المكان نادر الوقوع تحتم على صاحب المنشاة قبل اختيار مكان لعمله ، ان يقوم بدراسة يقارن فيها النفقات النسبية للانتاج فى جميع الاماكن المتوفرة له •

ويمكن تقسيم نفقات الانتاج الى ثلاثة اقسام رئيسية هى : نفقات الحصول على المواد الخام من مصادرها ، ونفقات العملية الانتاجية بالذات ، ونفقات نقل الانتاج وتوزيعه • وعملية الاختيار تقوم على اساس مقارنة جميع النفقات النسبية للاماكن المتوفرة لصاحب العمل ، فاذا كان النشاط الاقتصادى من النوع الذى تكون فيه نفقات النقل مرتفعة بالنسبة للنفقات الاخرى اختير المكان بالقرب من مصدر المواد او بالقرب من سوق السلع المنتجة •

واذا كان النشاط من النوع الذى تكون فيه نفقات عملية الانتاج مرتفعة بالنسبة للنفقات الاخرى تم الاختيار على هذا الاساس •

فنفقات النقل والانتاج اذن هى من العوامل الرئيسية التى تؤثر على اختيار المكان • ونفقات النقل تشمل جميع النفقات المتعلقة بعملية النقل كمراكز النقل Terminals ،وتعرفة النقل والتامين وغير ذلك•وتعرفة النقل هى سعر نقل وحدة معينة بالحجم او بالوزن مسافة معينة كالكيلومتر ، اما نفقات العملية الانتاجية فتشمل جميع النفقات الاخرى كالاجور وثمن المواد الخام ونفقات الادارة والصيانة والاستهلاك بالاستعمال Depreciation ،والضرائب وغيرها •

نفقات النقل

قد تكون معالجة موضوع نفقات النقل سهلة لو انها تاثرت بعوامل معينة كالوزن اوالحجم او المسافة فقط • ولكن هذا غير الواقع • فنفقات

النقل لاترتفع بصورة مباشرة مع المسافة اوالوزن والحجم،لانها نفقاتمشتركة بحكم الضرورة.فمراكز النقل (كالموانىء ومحطات السكك الحديديةوغيرها) تستعمل لتصريف كميات كبيرة ومتنوعة من السلع والمواد الواردة والصادرة . وقد يكون حوض الميناء غاصا بالسفن لعدة ايام أويبدون سفن منها لأيام اخرى.ولذا فان للميناء وارداته ونفقاته فى الحالة الاولى ونفقاته فقط فى الحالة الثانية.اى ان نفقات الميناء وهو عاطل عن العمل يجب ان تسدد من وارداتالميناء وهو يقوم بعملية الشحن اوالتفريغ.

هذا من حيث نفقات مركز النقل . اما من حيث عملية النقل نفسها فقد يبدو منطقيا ان تختلف تعرفة النقل اختلافا مباشرا مع الوزن او الحجم او المسافة ولكن هذا ايضا هو غير الواقع. فالتعرفة لنقل الطنالواحد لمسافة كيلومتر تنخفض مع ازدياد وزن الشحنة او حجمها ولاترتفع ارتفاعا مباشرا مع المسافة .

والمسافة ليست خطا هوائيا بين نقطتين بل انها تقاس على طول طرق النقل الرسمية والمتعارف عليها . وكلما زادت كثافة شبكة المواصلات النقلية ـ كالطرق ـ زادت امكانيات النقلالمباشر مابين نقطتين.اما تعرفة نقل طنواحد من مادةمعينة مسافة مئة كيلومتر فهى ليست بحكم الضرورة ضعف تعرفة نقل الطن نفسه مسافة خمسين كيلو مترا . ذلك لان جداول تعرفة النقل تتحدد على اساس تجميع عدد من مراكز الشحن والتفريغ ضمن مناطق معينة Zones وفرض تعرفة واحدة للطن ـ بالسيارة الشاحنة مثلا ـ من مركز معين خارج منطقة ما الى اية نقطة فى داخلها . فلو فرضنا على سبيل المثال وجود منطقة عرضها خمسون كيلو مترا .. ولو أخذنا مركز نقل يبعد عن حد هذه المنطقة الخارجىمسافة خمسة عشر كيلو مترا فان تعرفة نقل طن واحد من نوع معين من السلع منذلك المركز لاتتغير اذا كانت المسافة لاتقل عن خمسة عشر كيلو مترا ولاتزيد علىخمسة وستين كيلومترا،وهى المسافة الواقعة مابين مركز النقل والحد الخارجى للمنطقة المذكورة .

وتختلف نفقاتالنقلايضا بالنسبة لنوعوسيلة النقلالمستعملة.فلو اخذنا مثلا ثلاث وسائللنقل هى سيارة الشحن والقطار وسفينة الشحنلوجدنا ان نفقة مراكز الشحنبالسيارة هى اقل نفقةمراكز النقل بالقطار ، وهذه اقل مما هى عليه فى الموانىء . ولكن نفقات عملية النقل بالسيارة تزداد مع المسافة بنسبة اكبر من نسبة الزيادة فى نفقات النقل بالقطار . وهذه بالتالى اكبر من نسبة الزيادة فى نفقات النقل البحرى .. ولذا فان مجموعنفقات نقلالطنالواحد بسيارة الشحن هى اقل النفقات للمسافات القصيرة بينما نجد ان النقل البحرى هو اقل النفقات للطن للمسافات البعيدة ،وياخذ القطار مكانا متوسطا بينهما .

هذا وتتاثر تعرفة النقل بعامل آخر ، فلو تتبعنا عملية نقلمادة اولية ـ كالنفط او الفحمالحجرى ـ من مصدرها الى مناطق اخرى فى العالم لوجدنا ان الوسيلة الناقلة ـ السفينة اوالقطار ـ تكون محملة بالمادة الاولية فى طريقها من المصدر وفارغة فى طريق عودتها اليه . وهذا يعنى ان تعرفة النقل من المصدر يجب ان تكون كافيةلتغطية نفقاتالوسيلةالناقلة فىرحلتىالذهاب والاياب . ويتبع هذا انه اذا توفرت للوسيلة الناقلة شحنة تستطيع نقلها فى طريق عودتها الى المصدرامكن تقاضى تعرفة منخفضة عليها . اى ان تعرفة النقل على وسيلةما فىأثناء رحلةعودتها الى المصدر هى عادةاقل بكثير من تعرفة النقل على الوسيلة ذاتها فى اثناء رحلتها الرئيسية من المصدر .

كل هذا صحيح بالنسبة لنقل السلع العادية . اما السلع الاخرى القابلة للتلف السريع او الكسر او المواد الخطرة فانها تحتاج الى معاملات وتسهيلات خاصة اثناء عملية التحميل والنقل والتفريغ مما يزيد فى نفقات نقلها .

نفقات النقل كعامل مكانى

هذه بعض العومل الهامة التى تؤثر على نفقات النقل وبالتالى على نفقات الانتاج الاجمالية ومن ثم على اختيار المكانالمناسبلنشاط اقتصادى معين . ولما كان تخفيض نفقات الانتاج هدفارئيسيا من اهداف المنشاة اصبح بديهيا ان تنال نفقات النقل اهتماما خاصا .

يمكن تخفيض نفقات نقل المواد الخام اللازمة للعملية الانتاجية اذا اختير مكان هذه العملية

بالقرب من مصدر المواد الخام . ويمكن تخفيض نفقات توزيع السلع المنتجة اذا اختير مكان العملية الانتاجية بالقرب من سوق هذه السلع . اى ان نفقات نقل المواد الخام ونفقات توزيع الانتاج تعمل كقوى جاذبة ولكن في اتجاهين مختلفين . والمكان المثالي من حيث نفقات النقل هو ان يكون مصدر المواد والسوق في مكان واحد . ولكن هذا نادر الوقوع . فما هي العوامل النقلية التي تؤثر على اختيار المكان .

تختار المنشأة مكانها بالقرب من مصدر المواد الخام اذا ادت العملية الانتاجية الى نقص في وزن هذه المواد او اذا كانت نفقة نقل طن واحد من المواد الخام تزيد على نفقة طن واحد من السلع المنتجة .

فعمليتا استخراج المعادن من خاماتها او استخراج السائل من قصب السكر تقومان بالقرب من مصدر المواد لان هذه المواد تحتوى على مقادير كبيرة من الفضلات التي يستحسن التخلص منها قبل القيام بعملية النقل . كذلك تختار المنشأة مكانها بالقرب من المصدر اذا نقص حجم المواد الخام دون ان يتغير وزنها . فعملية حزم القطن المحلوج في بالات مضغوطة تجرى في مناطق زراعة القطن وحلجه . ونفقات نقل البالات المضغوطة هي اقل من نفقات نقل القطن المحلوج فقط . وكذلك العمليات الانتاجية التي تحتاج الى مقادير كبيرة من الطاقة او التي تستعمل مواد قابلة للتلف السريع فانها تختار مكانها بالقرب من مصادر الطاقة او بالقرب من مصادر هذه المواد كما هو الحال في عمليتي صهر الحديد وتعليب المواد الغذائية . فعملية صهر الحديد تحتاج الى مقادير كبيرة من الفحم الحجرى الذى يجرى احراقه ، ولذا فانها تقوم عادة بالقرب من مناجم الفحم . وصناعة التعليب تجرى بالقرب من المصادر بسبب تعرض المواد الغذائية الطازجة للتلف السريع ، وبسبب ارتفاع نفقة نقلها في وسائل نقل خاصة كالثلاجات الناقلة اذا كان مركز التعليب بعيدا عن مصدر المواد . ومعروف ان بعض عمليات تعليب السمك تجرى في سفن خاصة تواكب زوارق الصيد في تجوالها .

المكان المفضل للنشاط الاقتصادى

فالنقص في وزن المواد الخام اثناء العملية الانتاجية وزيادة نفقة نقل الطن الواحد منها على نفقة نقل وزن مماثل من السلع المنتجة كلاهما من اهم الاسباب التي تجعل من مصدر المواد الخام مكانا مفضلا للنشاط الاقتصادى ، وعلى العكس من ذلك فان العمليات الانتاجية التي تزيد من وزن المواد الخام تعمل على جذب هذه العمليات بالقرب من السوق . ويحدث هذا ايضا اذا كان وزن المواد المستعملة اقل من وزن السلع المنتجة وبالتالي نفقة نقلها . فالعمليات الانتاجية التي تتطلب اضافة كميات من مواد محلية ـ كالماء مثلا ـ على المواد الاساسية المستعملة تزيد من وزن هذه المواد . ولذا تضطر العملية الى اختيار مكانها بالقرب من السوق . وصناعة المشروبات غير الروحية كالكوكاكولا هي من هذا القبيل . فنحن نجد مراكز انتاج مثل هذه السلع بالقرب من اسواقها بسبب اضافة الماء الذى يشكل نسبة عالية من حجمها ومن وزنها الى كمية قليلة نسبية من مادة الكوكاكولا . كذلك السلع المنتجة سريعة التلف كالخبز مثلا يجرى انتاجها بالقرب من السوق .

فنفقات النقل اذن تؤثر على اختيار مكان النشاط الاقتصادى بحيث تنجذب الصناعة اما في اتجاه مصدر المواد الخام او في اتجاه السوق . واذا ماتساوت قوى الجذب امكن اختيار المكان في موقع متوسط بينهما . وفي هذه الحال تكون مراكز محطات النقل والتوزيع من انسب الاماكن لنشاطات اقتصادية معينة كالعمليات التوزيعية الصرفة . وهذه تتركز كما هو معروف بالقرب من الموانىء ومراكز النقل الاخرى .

هذا ويمكن القول ان مراحل الانتاج الاولى تميل في اختيار مكانها الى القرب من مصادر المواد الخام بينما تميل المراحل الاخيرة من الانتاج نحو الاسواق . ذلك لان المراحل الاولى تنطوى على انقاص وزن او حجم المواد الخام كما انها قد تتطلب مقادير كبيرة من الوقود . اما المراحل الاخيرة فانها تقترب من السوق بسبب قيام عدد من المشكلات المتعلقة بالتصنيف والتوزيع وزيادة قيمتها بالنسبة للحجم وامكانية تلفها اثناء النقل مما يزيد من نفقات نقلها .

كل هذا صحيح اذا انطوت العملية الانتاجية على استعمال مادة اولية واحدة او اذا كانت توزع سلعها المنتجة في سوق واحدة ، ولكن اذا تعددت

المواد الخام المستعملة او اذا تعددت الاسواق اصبحت عملية اختيار المكان اكثر تعقيدا وزاد اعتمادها على كثافة شبكة المواصلات وعلى التباعد الجغرافى بين مصادر المواد والاسواق المختلفة ،بحيث تصبح بعض المراكز الواقعة مابين مصادر المواد والاسواق اكثر صلاحية من غيرها لقيام النشاط الاقتصادى عليها خاصة اذا كانت هذه المراكز بالقرب من ملتقى الطرق الرئيسية الواصلة ما بين مصادر المواد والاسواق •

نفقات العملية الانتاجية كعامل مكاني

تعرضنا فيما تقدم الى عدد من العوامل النقلية الهامة التى تؤثر على اختيار مكان النشاط الاقتصادى ، اما نفقات العملية الانتاجية نفسها فانها لاتقل اهمية عن نفقات النقل فى تحديد المكان• فاذا كانت نفقات العملية الانتاجية لسلعة ما تفوق فى مجموعها نفقات النقل زالت اهمية نفقات النقل كعامل مكانى رئيسى وتاثر اختيار المكان لنفقات العملية الانتاجية لنفسها • ومن هذا القبيل الصناعات التى تستعمل كميات قليلة نسبيا من المواد الخام بينما تنتج سلعا صغيرة الحجم معقدة الصنع وذات قيمة مرتفعة بالنسبة لحجمها كالساعات •

ومن البديهى ان تختلف نفقات الانتاج من مكان لآخر بسبب التفاوت بين اسعار عوامل الانتاج• وهذا تفاوت يترکز على اسباب جغرافية محضة او على اسباب اخرى تتعلق بنوعية هذه العوامل وهى اسباب لها اهميتها المكانية • فالاجور اليومية للعمال مثلا تختلف مابين منطقة واخرى فى القطر الواحد• فهى مرتفعة نسبيا فى المدن ومنخفضة نسبيا فى خارجها مما يسبب انتقال الايدى العاملة الى المدن سعيا وراء العمل والكسب الاكبر • وكلما زادت قابلية الايدى العاملة على الانتقال وتم هذا الانتقال بالفعل من مكان جغرافى الى آخر انخفض التفاوت فى اجورها • ويمكن القول ان الفرق فى نفقات العوامل الانتاجية يرتبط ارتباطا عكسيا مع قابلية هذه العوامل على الانتقال• والايدى العاملة هى اكثر العوامل قابلية للانتقال رغم وجود عوامل عائلية واجتماعية وثقافية قد تحول دون ذلك فى كثير من الاحيان •

والآلات الانتاجية هى ايضا قابلة للانتقال خاصة الصغيرة منها • اما الارض فهى بطبيعة الحال غير قابلة للانتقال ولذا كانت اسعارها اكثر اسعار العوامل تفاوتا •

وهناك تفاوت بين اسعار العوامل الانتاجية يقوم على اساس الاختلاف فى نوعيتها كاختلاف التربة والطقس والتدريب المهنى وطبيعة التنظيم الاقتصادى وهى كلها عوامل مكانية •

اما مقارنات نفقات الانتاج بين مكان وآخر فلا تتم عن طريق مقارنة كميات معينة من العوامل الانتاجية فى كل منهما • ذلك لان العوامل الانتاجية لاتتطلب فى معظم الحالات كميات من هذه العوامل بنسب معينة • فهناك امكانيات لاستبدال عامل بآخر كاستبدال الايدى العاملة بالآلات مما يؤثر على مجموع نفقات العملية الانتاجية اى انه يمكن تجميع العوامل الانتاجية بنسب مختلفة من اجل انتاج وحدة معينة من السلع • ولكل تجميع نفقته وهذه النفقات ليست متساوية،ولذا فانها تؤثر على اختيار المكان •

ولابد من الاشارة الى ان هناك ترابطا ما بين المنشآت المختلفة يؤدى فى كثير من الاحيان الى تكتلات صناعية فى مناطق معينة • ولمثل هذه التكتلات وفورات خاصة تجعل منها اماكن صالحة لقيام نشاطات اقتصادية مختلفة • فالتكتل الصناعى والسكانى فى المدن يجعل منها مراكز انتاج وتسويق هامة • فهناك ترابط صناعى ومكانى يتسبب عن قيام منشآتين او اكثر بانتاج سلع متكاملة كما هو الحال فى صناعة السيارات • كما ان هناك ترابطا امكانيا مبنيا على وفورات النقل كعمليتى صهر الحديد وصنع الفولاذ • فهاتان العمليتان تقتربان من بعضهما بسبب التوفير فى نفقات الوقود • وهناك ترابط ايضا ما بين الانتاج والاستهلاك • فالتوزيع الجغرافى للدخل يتاثر بالتوزيع الجغرافى للانتاج ، مما يجعل من هذه المراكز مناطق تسويق هامة وبالتالى يزيد من صلاحيتها كاماكن مناسبة لنشاطات اقتصادية معينة •

■■

عزت غوراني

للانسان عقل، فهل للحيوانات عقول؟ وإذن فكيف اختلفا؟

بقلم : الدكتور فاخر عاقل

■ لو سالت انسانا ـ اى انسان ـ بماذا يتفوق الانسان على الحيوان ؟ لقال لك دون تردد : بالعقل •

ولكن ماهو العقل ؟ ومن اين حصل عليه الانسان؟ وهل الانسان هو المخلوق العاقل الوحيد ؟ ام ان للحيوانات عقولا ، كبيرة او صغيرة ؟ •

تلك وسواها اسئلة هامة تستحق ان يقف عندها الباحثون ، وان يسالوا عنها • وقد فعلوا واجابوا عنها اجابات عديدة متنوعة بعضها صحيح ، وبعضها خاطىء ، بعضها قائم على اساس من العلم والتجريب ، والاخر قائم على اساس من التامل والتفلسف • وقديما قيل « ان الانسان حيوان عاقل » •

واذا كان المجال لايتسع للحديث عن العقل ومعناه وهدواه واصله ، ونظريات العلماء والفلاسفة فى هذا الصدد ، فانه بدون شك يتسع للقول بان ما يسميه الفلاسفة بالعقل نسميه فى علم النفس بالادراك ، والتفكير ، والحكم ، والمحاكمة ، وما الى ذلك من عمليات نفسية موجودة فى اساس ما يسميه الفلاسفة بالعقل •

واذا صح هذا ـ وهو صحيح ـ فانه لا بد لنا من القول بان علماء النفس قانعون بان التفكير ليس حكرا للانسان دون الحيوان وان الحيوانات حتى الدنيا منها تفكر وتدرك وتحاكم وتحكم ، وان كان هذا بمقدار اقل ، وعلى شكل ابسط مما يفعل الانسان • ولعل الذى يميز الانسان عن الحيوان قدرته على التجريد والتعميم ، وهى قدرة لم يكن ليستطيعها الانسان لولا مايملكه من لغة • وسنعرض لهذا فيما بعد •

ولعل بعض القراء يدهشون لقولنا بان الحيوان يدرك ، ولكن التجارب التى اجراها العلماء على الحيوانات ـ حتى البسيطة منها ـ دللت فيما لا يقبل الجدل على امتلاك الحيوان لمثل هذه القدرة ، ففى تجربة اجراها العلماء الشكليون على فراخ الدجاج الصغيرة التى علمت ان تجد طعامها فى واحدة من علبتين (آ) و(ب) وعلى ان تجدها فى العلبة (ب) التى تشبه العلبة (آ) فى كل شيء الا فى كونها ذات لون داكن اكثر من لون العلبة (آ) ، نقول ان هذه الفراخ ذهبت تبحث عن طعامها فى علبة ثالثة (جـ) وذلك حين ازيلت العلبة (آ) واستعيض عنها بالعلبة (جـ) التى صبغت بلون داكن اكثر من العلبة (ب) وفى هذا دليل ـ كما هو واضح ـ على ان الفراخ لم تكن تستجيب لعلبة بعينها وانما كانت تستجيب لوضع تدركه ، اى

شمبانزى ، وهو فى وضع كأنه يفكر
نه لا شك يمكر ، ويفكر القط والكلب،
سائر الحيوانات ، ولكن على درجات
مختلفات

ت ان تجد طعامها فى العلبة ذات اللون
ن العلبتين .

لحيوانات ـ حتى البسيطة منها كالفراخ ـ
لكن ادراكها ـ بطبيعة الحال ـ ذو مستوى
ن مستوى ادراك الانسان ، فما هو سبب
ق فى الادراك ؟

الجملة العصبية

النفسية للانسان ـ وللحيوان ايضا ـ
لة من الاعمال التكيفية بغية المواءمة بين
ومحيطه . والحق ان التعقد فى تكيف
، مع محيطها ، يتوقف فى معظمه على تعقد
لعصبية . وهكذا فان عضوية بسيطة كالدودة
لة عصبية بسيطة تتكيف تكيفا بسيطا
مع محيطها . اى انها لاتستطيع القيام الا بفاعليات
محدودة جدا ، لتواجه تغيرات محيطها .

اما الانسان فله جملة عصبية معقدة جدا .
ولذلك هو قادر على القيام بفاعليات معقدة جدا .
ومع ذلك فان اشد الجمل العصبية تعقيدا لاتكون
ذات فائدة اذا ماعزلت عن محيطها .

ان الجملة العصبية للدودة تتلقى معلومات عن
حالة التراب من خلال جلدها ، فاذا ماجف التراب فان
الدودة تحفر حتى تصل الى تربة ارطب . اما
الانسان فانه يتلقى معلومات عن محيطه من حواسه ،
وبما ان اعضاء الحس عنده دقيقة ومعقدة اكثر من
اعضاء الحس عند الدودة ، فانه اقدر من الدودة
على دقة التمييز . وهو ـ بعد هذا ـ اقدر على
التغيير فى محيطه بسبب من اعضائه الحركية ، وما
يتصل بها من يدين واصابع .

ولو قارنا بين الانسان والشمبانزى لوجدنا ان
الفروق اقل منها فى حالة المقارنة بين الانسان
والدودة ، ومع ذلك فان فاعليات الانسان اكثر
دقة وتعقيدا من فاعليات الشمبانزى . فما هو
السبب ؟ ان السبب هو ان اعضاء الانسان اكثر
تطورا من اعضاء الشمبانزى ، ولكن السبب الاهم
هو ان الجملة العصبية للانسان اكثر تطورا ، وبخاصة
دماغ الانسان .

فى الحيوانات البسيطة جدا تكون الجملة العصبية
عبارة عن بضع الياف عصبية ، ثم يزداد التعقيد
فتوجد عند الحيوانات العليا الشبكة العصبية ،
وكلما ارتفع المخلوق فى سلم التطور تعقدت شبكته
العصبية هذه ، حتى نصل الى الانسان . لقد قام
(جدسون هريك) عالم الاعصاب الامريكى بحساب
عدد الارتباطات التى تكون لمليون خلية عصبية من
الدماغ الانسانى اذا ضمت زوجا زوجا بكل طريقة
ممكنة ، فوجد ان عدد هذه الارتباطات يبلغ
(٢٧٨٣٠٠٠١٠) ارتباطا . ولو حاولنا كتابة هذا
الرقم لشغل مساحة تعادل مساحة كتاب كبير . ولكن
هذه الاتصالات ليست الا جزءا من الاتصالات الممكنة
لخلايا الدماغ البالغ عددها فى الدماغ البشرى
عشرة آلاف مليون خلية . ان هذا التعقد الخيالى هو
المسؤول عن تعقد سلوك الانسان .

والقشرة الدماغية (اللحاء) هى من الدماغ

الجزء الذى يعتبر المسؤول الاول عن تعقد عمل الاعضاء البشرية • اما الاجزاء الاخرى من الدماغ فهى كثيرة الشبه عند الانسان بما هى عليه عند الحيوانات الاخرى ، وعند الانسان يطغى عمل القشرة الدماغية على عمل باقى اجزاء الدماغ حتى لتعتبر هذه القشرة العامل الاساسى فى كون سلوك الانسان مختلفا عن سلوك بقية الحيوانات • ولا ترجع اهمية القشرة الدماغية الى اختلاف فى نوعية الخلايا العصبية التى تكونها ، وانما ترجع الى عدد هذه الخلايا الهائل ، والى غنى الاتصالات المتبادلة بينها •

ثم انه بالرغم من ان معظم الخلايا اللحائية متشابهة فان الكثير من مناطق القشرة الدماغية اصبحت لها وظائف متخصصة • ان بعض مناطق القشرة الدماغية مختصة بالابصار ، وبعضها الآخر بالفاعلية الحركية او بالاثارة السمعية اوبالكلام (وسنعود اليه) او غير ذلك • بيد ان الخرائط المفصلة للقشرة الدماغية التى ترسم احيانا ، وتعين وظائف محددة لمناطق محددة ، كثيرا ماتكون مضللة ، ذلك بانه من غير الممكن تحديد هذه المناطق المختلفة من القشرة الدماغية كهربائيا فانه من الممكن ملاحظة خبرات وفاعليات محددة لهذه المناطق • ان ضبط الدماغ لسلوك الانسان تظهر هذهالتجارب،كما تظهر دوره بوصفه مستترا للذكريات •

اللغة

كانت « فيكى : Viki » قردة من نوع الشمبانزى ، رباها عالمان نفسانيان امريكيانزوجان هما (س) و (ك) هايز Hayes فى بيتهما وذلك بعد بضعة ايام من ولادتها • وقد حرصا فى فى تربيتها علىمعاملتها معاملةالطفل البشرىبقدر الامكان • ولما كان يظهر للزوجين العالمين ان نمو (فيكى) كان اقل من نمو الطفل البشرى العادى فقد كانا يعمدان الى تدريبها تدريبا خاصا • ونتيجة لهذا المحيط غير العادى الذى اتيح للقردة (فيكى) فقد كان شبهها بالطفل البشرى اكثر من شبه اى قرد آخر • ولقد تمكنت من القيام باعمال تفوق قدرة اشباهها من القردة التى ربيت فى محيطاتها العادية المالوفة • لقد تعلمت ان تنفض الغبار ، وان تغسل الصحون ، وان تبرى الاقلام ، وان تدهن الاثاث ، كما استطاعت ان تنجح فى اختبارات الذكاء الموضوعة للاطفال من عمرها ، وذلك حين لا تتدخل اللغة • وفى كثير من الامور استطاعت « فيكى » ان تتقدم علىطفل انسانىمن عمرها • ولقد كان الفرق الاهم بينها وبين امثالها من الاطفال الانسانيين هو مسالة اللغة التى لم تستطع ان تتقدم فيها تقدما ذا معنى • ولعل سبب ذلك ان دماغها تنقصه المناطق التى توجد فيها مراكز الكلام •

لقد تربت « فيكى » فى محيط بالغ الاثارة بالنسبة الى قرد ، لقد كانت تواجه دائما بمشكلات يجب عليها حلها،وكانت تساعد عند اللزوم،وفى هذا ـ كما هو واضح ـ اثارة وتمكين من النمو والتقدم بقدر لا يتاح لامثالها • ان آل (هايز) الذين ربوا « فيكى » اوجدوا عندها سلوكا يتجاوز ما ينتجه النمو السوى لامثالها ، لكنهم عجزوا عن تدريب فيكى على الكلام ، وذلك بسبب قصور دماغها ، فعجزت عن اللحاق بمن هم فى عمرها من بنى الانسان الذين تفوقوا تفوقا ظاهرا ••

لقد كان بافلوف Pavlov العالم الروسى من اوائل الذين درسوا التعلم عند الحيوانات ، ثم اتبعه بدراسة التعلم عند الناس ، وتجارب بافلوف على سيلان لعاب الكلب استجابة لمثيرات اصطناعية يتعلمها اشهر من ان تعرف ، لكن تجارب بافلوف اشارت بشكل واضح الى الفرق بين التعلم الانسانى والتعلم الحيوانى ، حين اشارت الى ما سمته النظام الاشارى الاول،وهو نوع من التعلم يشترك فيه الحيوان والانسان ، والنظام الاشارى الثانى القائم على اللغة والذى يتفرد به الانسان •

والحق ان امتلاك الانسان للغة بانواعها : لغة الكلام ، ولغة الكتابة ، ولغة القراءة ـ هو سر تفوق الانسان على الحيوان ، ذلك بانه لولا اللغة لما امكن التجريد والتعميم ، وبالتالى لما امكن الحكم والمحاكمة والادراك والتفكير،وهذه العمليات ذاتها هى المسؤولة عن تفوق العقل البشرى على العقل الحيوانى •

انتصاب القامة

لقد كان من آثار العملية التطورية طويلة الامد التى خضعت لها المخلوقات ان استطاع نوع من هذه المخلوقات ان ينتصب على قدميه ، وكان معنى ذلك تحرير اليدين ، وتحرير الفم ، وبالتالى تطور اللغة البدائية التى تملكها الحيوانات العليا ، وقدرة هذا المخلوق المنتصب على ممارسة اعمال دقيقة وذكية لم يكن يستطيعها حين كان يمشى على اربعة ٠

خذ مثلا مسالة الابهام البشرى ٠ لعل الابهام فى يد الانسان هو صاحب الفضل فى قدرته على التحريك ، وبالتالى القيام باعمال دقيقة وذكية تعجز عنها الحيوانات الاخرى ٠ اننا نلاحظ ان ابهام القرد صغير جدا ، وانه عضو سلبى اكثر منه عضوا ايجابيا فاعلا ، بخلاف ابهام الانسان ، ذلك لان ابهام الانسان قادر على الحركات الايجابية والدقيقة ، وقادر على ان يعمل معاكسا لبقية اليد بكاملها ، او لكل اصبع على حدة ٠ وهذه المرونة الكبرى ناتجة عن انتصاب قامة اسلاف الانسان ، وتحريرهم ايديهم من عملية التحرك ، وتخصيصهم ايديهم بعملية التحريك ٠ ان التحريك باليدين له ميزات سلوكية تمكننا ـ نحن البشر ـ من اعمال منها :

١ ـ القدرة على الوصول الى الاجزاء غير المرئية من الجسد ٠

٢ ـ القدرة المتزايدة على التالف مع المحيط ، والهروب منه ، والحصول على الطعام والماوى الى آخر ما هنالك من امور هامة ولا سيما للانسان البدائى ٠

٣ ـ المرونة المتزايدة والسهولة المتزايدة فى الاتصال الحركى ٠

٤ ـ تمكين الانسان من استعمال الادوات والاسلحة التى استعملها فى الصيد والقتال ، لم اختراع الآلات والادوات ،وايجاد النار واستعمالها وضبطها ٠

٥ ـ الكتابة وهى عمل هام من اعمال الانسان وسبب اساسى من اسباب تقدمه وتفوقه ٠

ويمكن ان نمضى فى تعداد الفوائد التى اداها

استعمال اليدين وغير ذلك من الامور التى جعلت للانسان ميزات كبيرة على بقية الحيوانات ٠ ولا شك ان هذه الميزات ناتجة عن وجود درجة من التعقد فى الدماغ مكنت الانسان من الاستفادة من يديه بهذا المقدار الكبير٠واخيرا نلاحظ ان انتصاب قامة الانسان وتطور يديه وتمكنه بواسطة هاتين اليدين المتحررتين من القيامباعمال كثيرة ـ كان من نتيجته تحرير الفم من الاعمال الحركية ، وتطور بناء الفم والحبال الصوتية وقدرتها ـ نتيجة لتطور الدماغ ـ على اخراج اصوات نتج عنها الكلام فيما بعد ٠ والقدرات على الحركة والتحريك والكلام تمشت جنبا الى جنب فى العملية التطورية كما تمشت الى جانب التطور فى الجملة العصبية ، مما اوصل الانسان الى احتلال هذه المكانة المتميزة بين المخلوقات ٠

والخلاصة

خلال السؤال عن العوامل التى اثرت فى جعل الانسان مختلفا عن الحيوانات الاخرى ـ لا بد من النظر فى قول عالمين امريكيين ، معناه : « ان استعمال الادوات ، والحياة على الارض ، والصيد وسواها من اساليب الحياة خلقت الدماغ الانسانى الكبير » ٠ وهو قول اصح من قولنا بان الدماغ الانسانى الكبير هو الذى خلق طرائق الحياة الجديدة ٠ اننا نعتقد ان هذه النتيجة هى اهم الحقائق التى اكتشفت اخيرا ، وان لها دلالات عظيمة فى تفسير السلوك البشرى واصوله ٠ ان النقطة الهامة هى ان حجم الدماغ قد زاد ثلاثة اضعافه ، نتيجة لاستعمال الادوات وصنعها ••• ان كون الانسان الحديث فريدا من نوعه هو نتيجة للحياة التقنية والاجتماعية التى ضاعفت من بناءاته الجسدية ٠

لقد دلت الدراسات الحديثة القائمة على ان اختلاف الانسان المعاصر عن الانسان السابق يعود فى الدرجة الاولى الى الحياة الاجتماعية وما رافقها من تواصل وتفاعل بين الانسان ومحيطه بالمعنى الواسع لهذا المحيط ٠ ■■

فاخر عاقل

بقلم : الدكتور زكريا ابراهيم

■ « الاصـل »،و «الأصول» و«الاصلـى» ،و «الأصيل» ، و «التاصل» ، و «الاصالة» ــ كلمات متجانسة تنحدر من « اصل » لغوى واحد ، وتؤلف عائلة لفظية واحدة • ونحن نقول عن شيء مـا (سواء كان لوحة او صورة او كتابا او غيرذلك) انه «اصلى» ، اذا لم يكن مجرد صورة منسوخة ، او مطبوعا مكررا ، او نسخة مطابقة للاصل ، فى حين اننا نقول عن شخص ما (سواء اكان ذلك فى معرض الحديث عن النسب ، ام فى معرض الحديث عن الاخلاق ، ام غير ذلك): انه «أصيل» اذا كان لهذا الشخص من عراقة النسب او اصالة الخلق ما يجعل منه انسانا نبيلا قد « تاصلت » جذوره فى اعماق تربية الماضى • ولعل هذا ماحدا ببعض الباحثين الى وضع كلمة « الاصالة » فى مقابل كلمة « التجديد » على اعتبار ان«الاصالة» عَود الى القديم او التراث ،فى حين ان «التجديد» دعودة الى الابتكار او الابداع • ومن هنا فقد اصبحت «الاصالة» ــ فى نظر الكثيرين ــ مجردَ دعـوة الى « احيـاء المـاضى » او على الاكثر « تاصيل الجديد فى تربة القديم » • وكان الصدور عن «الاصل» او «الاصول» ، هو بالضرورة مجرد «عود الى الماضى» ، ام مجرد «اجترار لتراث الاقدمين» !

هل تكون «الاصالة» ظاهرة مصاحبة لل «ابداع» ؟

بيد ان كلمة «الاصالة» قد جرت على اقلام المحدثين بمعنى «الطرافـة» ، او «الجـدة» ، او « الابـداع » ، فاصبح مفهـوم « الاصالـة » L'originalite ، يشير الى معانى «الابتكار» او «التجديد» ،اكثر مما يشير الى معانى «الاتباع» او «التقليد» •وقيل فى تبرير ذلك انه علىالرغم من ان كلمة «اصالة» مشتقة من كلمة «أصول» ، الا ان المرء لايكون «اصيلا» بحق الا اذا كان هو «اصلَ» ذاته ، بحيث لايصدر الا عن نفسه ، فى كل مظـاهر سلوكـه •

فالاصالة تعبير عن استناد الفرد الى ذاته ، بحيث يكون هو «المبدأ المبدع» لكل ما فى ذاته من جوانب شخصية فريدة ، ولكل مافى سلوكه مـن مظاهر حيويـة ذات اهمية • والواقـع ان «الابداع» حليف «الحرية» ، و «الحرية» هى الأصل فى ظهور «الفردية» ، فلا بد للابداع من أن يعمل على تاكيد «الفروق الفردية» ، وابراز مظاهر «الاختلاف» بين الذوات ، ومن هنا فان من شان «الحرية الابداعية» ان تجيء فتجعل من كل فرد منا «ذاتا» مستقلة ، لها طابعها الشخصى ، وكان «اصالة» كل منا رهـن باختلافـه عن غيره ، او كانَ صدورَ المـرء عن ذاته هـو «الاصل» فـى «حريته» و «استقلاله الذاتى» • ومعنى هذا ان «الاصالة» ظاهرة مصاحبة للابداع ، او بالاحرى شهادة حية تنطق باسم «الحرية الابداعية» ، لأنها بمثابة تعبيرعن استخدامالحرية لقدرتها الابداعية• ولو اننا اخذنا بهذا الفهم الجديد للاصالة ،

لكان علينا ان نقول ان «الأصالة» مبدا سيكولوجي هام: لانها تعبير عن ضرورة «الانطلاق من الذات»، والعمل على «تحقيق الذات» ، بحيث يصبح المرء «عين ذاته» من خلال افعاله الحرة ، وانجازاته الابداعية •

هل نقول ان هناك من ضروب «الاصالة» قدر ما هناك من «أفراد» ؟

ان الكثيرين ليتصورون «البشرية» على انها «نوع واحد» يتالف من «افراد» عديدين ، ولكن كل هؤلاء «الافراد» لايملكون سوى العمل على تحقيق «نموذج واحد» ، ما داموا يشاركون جميعا في «طبيعة بشرية» واحدة !

ومثل هذا التصور لابد من ان يؤدى الى اعتبار «الاصالة» مجرد ظاهرة «مرضية» (او«باثولوجية») ما دام الشخص «الاصيل» ـ في مثل هذه الحالة ـ سيكون بالضرورة هو الفرد « الشاذ » الذى يخرج على « اصول » الطبيعة البشرية ! وهذا ما يحدث بالفعل ـ في بعض المجتمعات ـ حينما يسلم المربون بوجود « طبيعة بشرية » واحدة ، لا يكون على كل فرد من افراد المجتمع الا العمل على تحقيقها ـ باكملها ـ في كل مظاهر سلوكه،وكانما هو مجرد « عينة » من « نوع » واحد بعينه ، او مجرد « فرد » يدخل تحت « فئة » واحدة بعينها (بالمعنىالمنطقى لهذه الكلمة) • واما اذا تصورنا « النوع البشرى » على انه مجموعة من «الافراد» الذين يحاولون ـ كل في مجاله الخاص ـ تكوين « انواع » مستقلة ، فهناك لا بد للاصالة من ان تصبح هي السمة النوعية الخاصة المميزة للانسان في صميم كل كائن بشرى على حدة ، ومعنى هذا ان من شان كل فرد ان يؤلف ـ لذاته وبذاته ـ «نوعا» مستقلا قائما بذاته ، وكانما هو «جنس بشرى» باكمله يتالف من فرد واحد ! وتبعا لذلك، فان هناك من ضروب « الاصالة » قدر ما هنالك من « افراد » ! صحيح ان ثمة ميولا طبيعية لدى الافراد ، قد تضطرهم الى العمل على اخفاء مظاهر تلك « الاصالة » ، اما بقصد التوافق مع غيرهم ، او رغبة منهم في محاكاته ، ولكن من المؤكد ان كل هذه العوامل الخارجية قلما تنجح تماما في القضاء على كل معالم « الاصالة » الكامنة لدى كل فرد على حدة •

هل من صلة بين «الاصالة» و «التمايز» (او «التفرد») ؟

لقد كان اديب فرنسا الكبير اندريه جيد Andre Gide يقول : « ان ما كان في استطاعة غيرك ان يفعله ، فلا تفعله ، وما كان في استطاعه غيرك ان يقوله ، فلا تقله . وما كان في وسع غيرك ان يكتبه ، فلاتكتبه . وانما تعلق ـ في ذاتك ـ بذلك العنصر الفريد الذى لايتوفر لدى احد غيرك ، واخلق من نفسك ـ بصبر واناة ، وبتعجل ولهفة ـ ذلك الموجود الوحيد الذىهيهات لاحد غيرك ان يقوم بديلا فيه » ! والواقع ان الصلة وثيقة بين ظاهرة « الاصالة » او «الطرافة» من جهة ، وواقعة « التمايز » او « التفرد » من جهة اخرى • وذلك لان « العمل الاصيل » ـ بالضرورة ـ انما هو ذلك « العمل الفريد » الذى يجتذب الانتباه بتفرده،ويستثير الاعجاب بما فيهمن « تمايز » او « اختلاف » • فالاصالة حليف «التباين» او «التغاير» : لأن من طبيعة الشيء «المباين» أو «المغاير» ان يستوقفنا ويولد لدينا الدهشة ، ان لم نقل قد يشيع احيانا في نفوسنا الشعور بالحيرة ! ولا غرو ، فان «العمل الاصيل » يعبّر عن « حقيقة مختلفة مغايرة » ، ومن ثم فان احدا لا يستطيع ان يلقاه بروح « اللامبالاة » او « عدم الاكتراث » • وبهذا المعنى قد يكون في وسعنا ان نقول « الاصالة » نداء انساني يهيب بك ان تتوقف ، او دعوة شخصية تفرض عليك ان تتريث : لان طبيعة «العمل الاصيل» ان يحمل طابعا خاصا يجتذب الانتباه ، ويستثير الاعجاب ••

قد يكون اول مظهر من مظاهر الاصالة هو عملية تكوين الفرد لذاته

وهنا قد يقول قائل : «اذا كانت الاصالة مجرد علَم على التفرد او التمايز ، افلا يكون معنى ذلك اننا جميعا ـ باعتبارنا افرادا متمايزين ـ اهل اصالة ، واصحاب ابداع ؟ »

وردنا على هذا الاعتراض انه على الرغم من «تمايز» كل فرد عن سائر الافراد الآخرين (بدليل وجود « فروق سيكولوجية » واضحة حتى بين «التوائم» ، الا ان «الاصالة» ليست مجرد نتيجة طبيعية لهذا «التمايز» ، بل هي ثمرة لجهد

ارادى حر من اجل اكتساب «الفردية» • ومعنى هذا ان «الفردية» لاتمثل «واقعة» اولية اصلية ، وكانها مجرد«معطى» Donnee منمعطيات الطبيعة، بل هى عملية مستمرة تقوم بها «الذات» فى سعيها الحُر نحوَ تحقيق ذاتها •

ومن هنا فان «الاصالة» هى بمثابة مظهر لتلك الحرية الابداعية التى تخلق «فرديتها» الخاصة ، والحقة من انه لا بد لها ـ فى كل حين ـ من العمل على معاودة خلق تلك «الفردية» ، خصوصا وان «الذات» تتعرض باستمرار للوقوع تحت تأثير الآخرين • وحين يريد المرء ان يحقق عملا اصيلا ـ فى صميم المجتمع ـ فلا بد له بادىء ذى بدء من ان يعمل اولا على تكوين ذاتيته الخاصة ، بحيث يصبح «فردية» بمعنى الكلمة ، او على الاصح «شخصية» • وليست «الشخصية» مجرد علَم على «التفرد» او «التمايز» ، بل هى فى صميمها تعبير عن قدرة الذات على استخدام حريتها ـ عن وعى وتبصر ـ من اجل العمل على تحقيق غايات معقولة ، تضمن ـ من خلال تطبيق قيمها الخاصة ـ مبررات وجودها فى شتى اعمالها وانجازاتها •

ولعل هذا ما عناه احد الباحثين المعاصرين حين قال : «ان الاصالة الحقة انجاز تحققه فى صميم التاريخ شخصية حرة على خلق ذاتها بذاتها • ولاتبلغ الاصالة اوجها ، الا حين تنجح هذه الشخصية فى تكوين طراز خاص بها ، بحيث تصبح لها طريقتها الخاصة فى استخدام حريتها ، وممارسة نشاطها الابداعى • »

وهكذا نرى ان «الاصالة» ـ بمعناها الحقيقى ـ لا تكمن فى واقعة «التمايز» او «الاختلاف» بقدر ماتكمن فى عملية «الاستقلال الذاتى» او «النشاط الابداعى» • وهذا هو السبب فى اننا لا نعترف للاخرين بالاصالة ، الا اذا لمسنا فى نشاطهم الحر ما يشهد لهم بالابداع •

الاصالة تجمع بالضرورة بين « الحرّية » و « الكلية » (او الشمول)

واذا كان ثمة طابع عام يكاد يجمع بين كل ضروب «الاصالة» ،فما ذلك سوى الازدواج القائم ـ فى صميم العمل الاصيل ـ بين عنصر «التفرد» او «التمايز» من جهة ، وعنصر «الكلية» او « الشمول » من جهة اخرى • والواقع ان « العمل الاصيل » ليس مجرد « عمل فردى » جزئى يبرز اختلاف صاحبه عن باقى الناس ، بل هو ايضا « انجاز كلى » شمولى يكشف عن قدرة الحرية الابداعية على انتزاع اقرار الآخرين ، واعجابهم، وفهمهم ، وتقديرهم ••

صحيح ان العمل الاصيل هو ـ فى البدء ـ جهد فردى يتجه بصاحبه نحو « الاعتزال » و «الوحدة» ، ولكنه ـ بمجرد ما يتحقق ـ فانه سرعان ما يهيب بالآخرين ان يتعاطفوا معه ، ويعترفوا به ، لانه « نداء انسانى » يلتمس من البشر التقديرَ والاعجاب ، ولعل هذا هو السبب فى ان الاصالة الفنية (مثلا) قلما تكون اصالة الاغراب او الشذوذ او الاغراق ، بل هى فى اغلب الاحيان اصالة النموذج الفريد الذى يحتذى ، او الحقيقة الممتازة التى تستثير الاعجاب،او الانجاز الابداعى الذى ينتزع الاستحسان العام •

ليست « الاصالة » مجرد « سبق زمنى » بل هى « انجاز » واعجاز

ان البعض ليظن انه لابد للعمل الاصيل من ان يتسم باسبقيه زمنية ، بحيث يكون الاول من نوعه،ولكن الحقيقةان هذه « الاولوية التاريخية » ليست شرطا اساسيا لكل «اصالة»وبيت القصيد فى«العمل الاصيل»ان يكونعملاابداعيا لهمن«صلابة الحضور » ما يستطيع معه ان يفرض نفسه على الابصار او الاسماع•فالاصالة ليست مجرد صورة من صور « السبق » او « المبادرة » ، بل هى تعبير عن « الانجاز » (او الاعجاز) الذى تستطيع الحرية المبدعة ان تحققه • ومن هنا فانه ليس ما يمنع من ان تكون بعض الاعمال « المتشابهة » (فى الظاهر) اعمالا «اصيلة» ، على الرغم مما بينها من « تشابه » ، ما دام كل منها يحمل طابعا نوعيا خاصا يعبر عنعمليةابداعية مستقلة• وهذا ما حدا ببعض الباحثين الى القول بان « العمل الفنى » قد يكون « اصيلا » ، على الرغم من صدوره عن تراث فنى سابق ، ولكن بشرط ان يكون الفنان قد تمثل « التراث » ، واحاله الى ذاته ، واستطاع ـ بالتالى ـ ان يصنع منه شيئا جديدا • وربما كانت « الاصالة » ـ بمعنى

من المعاني ـ عملية ازدواجية تحمل طابعا هيجليا (على طريقة « الرفع » الذى يعنـــى الالغـاء والابقاء معا) : لان « العمل الاصيل » يستبقى التراث ويلغيه فى آن واحد ، او هو على الاصح يحتفظ بهذا التراث عن طريق العمل على تجاوزه! ولا غرو ، فان « الجديد » او «الفريد» لا يكتسب معناه الا بالقياس الى « القديم » او « العادى »، ومن ثم فان « الاصالة » لاتنبثق الا فوق خلفية من « التراث » ، فضلا عن ان « التجديد » نفسه قد يكون عملية استبدال لتقليد بتقليد !

حين تكون الاصالة وليدة « التجديد » و « التقليد » معا ..

بيد ان الفنان «الاصيل» يبتكر ويجدد ، حتى حين يحاكي ويقلد ! انه يعرف كيف يحمل كل شيء الى ذاته ، لكي يخلع عليه طابعه الخاص ، عاملا فى ذلك بنصيحة الاديب الالماني الكبير جوته حين يقول : «ان ما ورثته عن آبائك واجدادك ، لابد لك من ان تعود فتكسبه من جديد ، حتى يصبح ملكا خاصا لك . »

وقد لا تتعارض «الاصالة» ـ فى بعض الاحيان ـ مع عملية «المحاكاة» او «التقليد» : لان الفنان العظيم حتى حين يأخذ عن الآخرين ، فانه يعرف ان «شخصيته» ستظل هى المهيمنـة على كافـة «التاثيرات» التى سبق لها ان وقعت تحت طائلتها!

وحينما قال المصور الفرنسي الكبير سيزان : Cezanne) «انني اريد ان ارسم ، وكان رساما واحدا من قبلي لم يقم بهذه المهمة» ، فان هذا القول لم يمنعه من التردد على متحف اللوفر من اجل مشاهدة لوحات غيره من المصورين، ودراسة رسوم أقرانه من الرسامين . وحينما قال الفريد دى فيني De vigny عبارتـه المأثورة : «لقد خلقتني ـ يا الهي ـ كائنا قويا لا يعشق الا العزلة» فان هذه العبارة لم تمنعه من «استلهام» اعمال فنية سابقة ! فهل نقول ـ مع البعض ـ «ان الفنان لا يبتكر ويجدد الا بقدر مايحاكي ويقلد»؟! ام هل نقول ـ بالاحرى ـ ان «الاصالة» نفسها مركب هجين يجمع بين «عنصر التجديد» و «عنصر التقليد» ؟

اهل « الاصالة » هم دائما ارباب « عقلية متفتحة » ...

... للاجابة على هذا التساؤل ، لابد لنا من ان نعود فنقرر حقيقتين هامتين : الحقيقة الاولى هى انه حتـى اذا سلمنا مـع البعض بأن فـى «الاصالة» ضربا من الرجوع الى «الاصول» ، او العودة الى «الينابيع الاولى» . فانه لابد لنا من الاعتراف فى الوقت نفسه بان اهل «الاصالة» قد كانوا دائما أصحاب «استقلال ذاتى» ، وارباب «عقلية متفتحة» . والحق ان من يرى «القديم» بعقلية متفتحة لابد من ان يراه «جديدا» ، فى حين ان من يرى «الجديد» بعقلية منغلقة لابد من ان يراه «قديما» . وهذا هو السر فى ان اصحاب الاصالة الحقيقية كثيرا ما يبدون اهل تجديد ، حتى حينما يتناولون موضوعات مطروقة ، او حينما يعرضون لبعض المسائل العادية المالوفة .

واما الحقيقة الثانية فهى انه وان يكن العمل الاصيل هو مجرد تاليف جديد لعناصر معروفة من ذى قبل ، الا ان «التعبير» الذى قد ينطوى عليه مثل هذا العمل لا بد من ان يجىء بمثابة حقيقة فريدة أصيلة ، لم يستطع احد من قبل ان يقدمها بهذه الصورة .

وحسبنا ان نرجع الى تجربتنا الجمالية لكى نتحقق من ان «العمل الفنى الاصيل» لا بد من ان يبدو لنا بصورة « حضرة جمالية » ، جديدة ، نشهدها فى دهشة وتعجب ، وكاننا نرى العالم لاول مرة من خلالها! وربما كان الاصل فى هذا الشعور الجمالى هو تلك الصدمة التى يولدها فى مخيلتنا « العمل الفنى » الاصيل ، بما ينطوى عليه مـن عناصر طريفة تبعث على « الدهشة » ، وتستثير « الاعجاب » .

وعلى حين ان ادراكنا الحسى العادى مطبـوع بطابع الاستمرار او «الاتصال».نجد ان من شان العمل الفنى « الاصيل » ان يحدث ضربا مـن

« الانفصال » او« الانقطاع » فى صميم مجرى شعورنا .

وهكذا يجيء العمل الاصيل فيكون بمثابةحدث فريد يحطم عاداتنا القديمة فى الادراك،ويصدع اساليبنا المألوفة فى الرؤية . لانه يجيئنا دائما على غير ميعاد ويفاجئنا بما لم يكن في الحسبان!

دور « الحرية الابداعية » في كل « عمل اصيل » ...

فهل نقول ان «الاصيل» هو مالم يكن فيوسعنا التنبو به سلفا . او مالم نكن نتوقع ظهوره حين انبثق امامنا « على حين فجاة» ؟

هل نقول ان « العمل الاصيل » هو ذلك الذى يفاجئنا . ويدهشنا . ويذهلنا . وكاننا فى كلمرة نراه للمرة الاولى ؟ ...

انه لمن الواضح ـ بطبيعة الحال ـ ان خصوبة « العمل الاصيل»ماثلة في « جدته»التى لاسبيل الى التنبو بها سلفا . ولكن الذى لا مراء فيه ان هذه « الجدة » نفسها ليست الا مجرد مظهر من مظاهر « الحرية الابداعية » التى قد تستطيع ان نخلق « الاكثر » من « الاقل » !

صحيح انه ليس ثمة « اصالة » مطلقة . لانه ليس فى دنيا البشر « خلق من عدم » . ولكن الاصالة الحقة انما هى تلك الحضرة الفعالةللحرية البشرية المبدعة حين تجيء فتصنع ـ فى مجرى التاريخ،او فى سباق الحضارة ،او فى كنف التطور الاجتماعى ـ مالم يكن فى وسع احد التنبؤ به سلفا ! انها الارادة الانسانية حين تصبح «مبدا» لذاتها . او ان شئت فقل « اصلا » لذاتها ! وهل كانت « الاصالة » سوى هذه المقدرة البشرية التى وهبنا اياها الخالق ـ جلت قدرته ـ حين شاء لنا ان نكون من انفسنا بمثابة « الفنان » من « عمله الفنى » ؟

كلمة اخيرة لابد لمجتمعنا العربى من تربية روح الاصالة

اما بعد . فان الحديث عن « الاصالة » لابد من ان يقودنا الى التعرض لمشكلة تربوية خطيرة ، تواجهها الآن معظم مجتمعاتنا العربية المعاصرة .

والواقع اننا قد دأبنا ـ منذ حين ـ على صب شخصيات ابنائنا فى قوالب جاهزة . حتى لقد اصبحت معاهدنا ومدارسنا لا تخرج لنا سوى انماط موحدة (او على الاقل متشابهة) من الشخصيات . وكانما هى أسنان المشط ! وربما كان السر فى ذلك هو اننا قلما نحفل بتشجيع اصحاب المواهب من صغار التلاميذ . ان لم نقل باننا قد نعمد الى خنق روح « الاصالة » فى نفوسهم . لاننا حريصون دائما على انتاج « الجديد » على غرار « القديم » . واخطر ما فى الامر اننا قلما نفطن الى ان تربية « الاصالة » فى نفوس النشء هى الضمان الوحيد لتنمية حرياتهم . وتطوير قدراتهم الابداعية : لانه لابد لكل جيل من « تجاوز » الأجيال السابقة او « العلو » عليها . ولا قيام لمثل هذا « العلو » او « التجاوز » . اللهم الا بتوفر روح « الاصالة » لدى ابناء الجيل الجديد .

ومرة اخرى نقول : ان « الاصالة » لاتعنى الشذوذ او الاغراب او المزيد من التفرد . بل هى تعنى الابداع . او الانجاز . او المزيد من الخلق الحر ! ولن يقدر لامتنا العربية ان تقدم للعالم انجازات عظيمة ومبدعات كبرى . اللهم الا يوم تكون قد نجحت فى تعليم ابنائها كيف يستخدمون حرياتهم لتحقيق ذواتهم على الوجه الاكمل . وتزويد البشرية باعمال اصيلة ترقى الى مستوى « الشمول » او « الكلية » لانها اعمال ابداعية تشارك فى النهوض بمستوى الجماعة الانسانية . ولا غرو . فان الانجاز الاصيل هو السبيل الأوحد المفتوح أمام كل فرد من اجل اللحاق بركب الانسانية . والتسامي الى مستوى « الشمول » او « الكلية » .

فهلا اصغيت ـ ايها الوعي العربي ـ لنداء « الاصالة » ؟ وهلا ارهفتِ السمع ـ ايتها الشبيبة العربية ـ لدعوة « الحرية الابداعية » ؟!

■■

زكريا ابراهيم

تكشف الحجاب عن أسرار المجموعة الشمسية

بقلم الدكتور : عبد القوى زكي عياد

■ فى ٤ / ٢ / ١٩٧٣ مرت مركبة الفضاء الامريكية (بيونير/١٠)على مسافة قدرها ١٣٠٠٠٠ كيلومتر (تقريبا مثل قطر المشترى) من قمة سحب كوكب المشترى ، بعد رحلة استغرقت حوالى ٢١ شهرا ، وذلك بهدف تحقيق امور ثلاثة ، هى :

١ ـ القيام باول قياسات عن قرب ، للظروف المحيطة بكوكب المشترى ٠

٢ ـ دراسة حزام الكويكبات ٠

٣ ـ فحص الفضاء بين الكواكب فى المنطقة بين الارض وكوكب المشترى ٠

ويعتبر تحقيق الهدف الاول هاما جدا بالنسبة لاكتشاف الكواكب الخارجية الاخرى ، وذلك لان كتلة كوكب المشترى تبلغ ٣١٨ مرة مثل كتلة الارض ، وبالتالى فان استغلال جاذبية هذا الكوكب يوفر الوقود ، ويعطى مدى اطول لسفن الفضاء المنطلقة فى رحلات ابعد من مدار المشترى ٠ من هنا كانت ضرورة معرفة الظروف المحيطة بهذا الكوكب ٠ وهذا الهدف مع الهدفين الآخرين يمثل رغبة فى معرفة حالة المادة ، وتوزيعها ، وتركيبها الكيماوى فى ارجاء مختلفة من المجموعة الشمسية ، وهذا ما يتيح لنا القطع بصحة نظرية او اخرى ، مما وضع لتفسير نشاة هذه المجموعة وتطورها ٠

نظريات نشاة المجموعة الشمسية

ويستطيع المرء ان يقسم نظريات نشاة المجموعة الشمسية نوعين اساسين :

١ ـ فنظريات النوع الاول تفترض ان الشمس ومجموعة الكواكب حولها قد نشات معا فى وقت واحد ، من سديم واحد ٠

٢ ـ اما نظريات النوع الثانى فتنطلق من ان الكواكب قد نشات فى اثناء وجود الشمس ٠

ا ـ اما عن طريق مرور نجم عملاق بالقرب من الشمس ، جذب السنة من غلافها الجوى ، فتناثرت وكونت الكواكب ٠

ب ـ واما بالانكماش فى تتابع زمنى من سديم حول الشمس ٠

من الواضح ان هذه نظريات متباينة في افتراضاتها • واحدى الطرق لاثبات صحة نظرية او اخرى تعتمد على الاختلاف في التركيب الكيماوي للمادة الناتجة من كل هذه النظريات •

والنظرية المقبولةحاليا لنشأة العناصرالكيماوية في الكون ـ تقضي بان الهيدروجين كان بمثابة المادة الاولية التي انكمشت فكونت نجوما ، وصار قلبها بمثابة المصانع لانتاج العناصر الكيماوية التي هي أثقل من الهيدروجين عن طريق التفاعلات النووية ، ومن هنا فان نجما ما نشأ من سديم غازي سوف يختلف بعد فترة من الزمن في تركيبه الكيماوي من الداخل الى الخارج • ففي داخل النجم ـ حيث درجات الحرارة المناسبة للتفاعلات النووية يزداد محتوى مادة النجم من العناصر الثقيلة على ما عليه الحال في غلاف النجم ، لان درجات الحراره منخفضة نسبيا بدرجة لا تكفي لتنشيط مثل هذه التفاعلات النووية وقياسا على ذلك فان التركيب الكيماوي لغلاف الشمس تغلب عليه العناصر الخفيفة ، على حين ان داخل الشمس تغلب عليه العناصر الثقيلة ، وهذا ما تؤكده الارصاد فعلا •

ان معنى هذا ـ بالنسبة للنوعين السابقين من النظريات حول نشأة المجموعة الشمسية ـ انه اذا كانت نظريات النوع الاول صحيحة ، فان التركيب الكيماوي للغلاف الجوي الشمسي متجانس تماما مع التركيب الكيماوي في كل مكان من المجموعة الشمسية •

أما اذا كانت نظريات النوع الثاني هي الصحيحة ، فلا بد ان التركيب الكيماوي للشمس يختلف عن مجموعة الكواكب • كما ان صحة البند (ب) من نظريات النوع الثاني يقتضي وجود اختلاف تدريجي في التركيب الكيماوي لمجموعة الكواكب من الخارج الى الداخل.بحيث تزداد نسبة العناصر الكيماوية الخفيفة بالبعد عن الشمس •

من ذلك يتضح مدى فائدة القياسات الدقيقة في اماكن متعددة من انحاء المجموعة الشمسية ، بالنسبة لنظرية نشأة المجموعةالشمسية وتطورها• وهذا ـ ضمن اهداف اخرى ـ يجعل الولايات المتحدة الامريكية والاتحاد السوفيتي يطلقان سفن الفضاء الى الكواكب لدراسةالفضاء بين الكواكب ، وجمع المعلومات عن•كل كوكب • وتمثل المركبة الفضائية (بيونير /١٠) خطوة في هذا الطريق ، وسنرى بعد ان نستعرض نتائج رحلتها انها ادت واجباتها على خير وجه •

المركبة الفضائية

الشكل المرفق تخطيطي للمركبة (بيونير/١٠) ، وتزن ٢٥٨ كيلوجرام • وهي مزودة باجهزة علمية يصل وزنها الى ٣٣ كيلوجراما ، تغذيها أربعة مولدات كهربائية ، قوتها ٢٤ وات ، تعمل بالاشعاع الناتج من نظائر مشعة ، ومثبتة على حوامل تمتد من جسم المركبة •

ويبلغ قطر الهوائي عالي الحساسية ٢ر٧٤ متر • وتدور المركبة حول محور مواز لمحور العاكس ٤ر٨ مرة في الدقيقة • وتتحكم في ضبط هذه السرعة صواريخ التحكم في الدوران. التي تعمل كما تعمل صواريخ التحكم في سرعة الطيران ، بالهيدرازين كوقود • وتعمل صواريخ التحكم في الدوران على تغيير اتجاه العاكس بحيث يشير دائما الى الارض.فنظل نحصل على اعلى درجة من وضوح الاتصال • ومن جسم المركبة يمتد ذراع طويل حاملا جساس المجال المغناطيسي (الماجنيتومتر) • وقد زودت سفينة الفضاء باجهزة علمية اخرى كثيرة ، منها فوتومتر فوق البنفسجي ، وفوتوملتبلار ، وتلسكوب أنبوبة جايجر ، ومسجل الكويكبات والشهب ، وتلسكوب للاشعة الكونية ، علاوة على محلل للبلازما ، وجهاز لتسجيل الجسيمات المشحونة • وحتى يسهل اجراء التجارب في الفضاء ، زودت المركبة بجهازين : احدهما لحفظ الاتجاه الى الشمس ، والاخر لحفظ الاتجاه الى نجم ما •

وقد ظلت اجهزة المركبةالفضائية تعمل بكفاءة ، وترسل بياناتها الى محطات المتابعة الارضية ، وتتلقى منها الاوامر وتنفذها ، على الرغم من وجودها على مسافة ٨٠٠مليونكيلومتر من الأرض (زمن مرور الاشارة يبلغ ٤٥ دقيقة عند هذه المسافة)• وليس ادل على دقة اجهزة (بيونير/١٠) من ان احدى التجارب تطلبت ارسال ١٥ ٠٠٠ آمر، من الارض الى المركبة.وتم تنفيذها جميعا •

نتائج علمية ، حققتها المركبة الفضائية

علينا الآن أن نلقى نظرة سريعة حول النتائج العلمية التي حققتها (بيونير/١٠) •

قاست (بيونير/١٠) مجالا مغناطيسيا قويا ، طاقته نحو ٠٠٠ ٢٥٠ ضعف من اضعاف المجال المغناطيسي الأرضي • وهذا المجال المغناطيسي يبلغ من القوة بحيث يؤثر في مسار الرياح الشمسية (ايونات وبروتونات واليكترونات ونويات هليوم منطلقة من الشمس الى خارج المجموعة الشمسية) المتحركة بسرعة ٢٠٠ر٠٠٠ كيلومتر في الثانية •

يستنتج من هذه القياسات ان المجال المغناطيسي على سطح كوكب المشترى يصل من ٣ر٢ الى ٧ر١١ جاوس (المجال المغناطيسي على سطح الارض من ٣ر الى ٦ر جاوس) •

ومن ذبذبة خط الاستواء المغناطيسي لكوكب المشترى الى اعلى المركبة واسفلها بدورة طولها ١٠ ساعات ، هي في مدة دوران الكوكب حول محوره ـ اتضح ان خط الاستواء المغناطيسي لكوكب المشترى يميل على خط الاستواء الهندسي بنحو ١٥° وان مركز المجال المغناطيسي يبعد ٠٠٠ ١٨ كيلومتر عن مركز الكواكب •

اتضح من قياسات اجهزة مركبة الفضاء ان الكوكب محاط بمنطقة ماجنيتوسفير ، مليئة بالبروتونات والايونات والبلازما ، كما ان لكوكب المشترى احزمة اشعاعية شديدة •

كل ذلك كان واضحا مما تلقته اجهزة قياس الاشعاع على السفينة • فقد قاست هذه الاجهزة شدة أعداد كثيرة من الاليكترونات عالية الطاقة والبروتونات ونوى الهليوم• وتصل شدة الاشعاع الذى قاسته مركبة الفضاء حوالى ٠٠٠ ٢٠٠راداد، من الاليكترونات، ٠٠٠ ٥٠راداد (١) من البروتونات ذات الطاقة التى تزيد على ٣٠ مليون اليكترون فولت • ونستطيع ان نتبين مدى خطورة هذه الاحزمة الاشعاعية بالنسبة لرحلات الفضاء المأهولة بالانسان اذا علمنا ان شدة اشعاعية قدرها ٥٠٠ راد تعتبر قاتلة بالنسبة للانسان •

اظهرت القياسات الفوتومترية ان المشترى يبعثر طاقته بحماقة • فقد ظهر ان الكوكب يشع فى النطاق تحت الاحمر من الطيف اكثر حوالى ٥ر٢ مرة مما يستقبل من اشعة الشمس • كما تميل الصور الى اثبات وجود تيارات حمل قوية فى الغلاف الجوى للكوكب •

اكدت الرحلة وجود الهليوم على سطح المشترى• كما اكدت كذلك ان كثافة الكواكب الشبيهة بالمشترى تختلف كثيرا عن كثافة الكواكب الشبيهة بالارض • فكثافة الكواكب الشبيهة بالارض تصل الى خمسة جرامات لكل سنتيمتر مكعب ، وهذا يجعلنا نعتقد فى انها مكونة اساسا من عنصرى السيليكون والحديد • اما الكواكب الخارجية (الشبيهة بالمشترى) فكثافتها المتوسطة جرام واحد لكل سنتيمتر مكعب ، وهذا يدعونا الى استنتاج انها مكونة اساسا من العناصر الخفيفة•

اكتشف (بيونير/١٠) غلافا جويا يحيط بقمر المشترى ، «يو» حيث قاست الاجهزة لهذا القمر ايونوسفير ، ويدل عدد الجسيمات فيه على ان الكثافة المناظرة على سطح القمر تبلغ ١٠٠٠ بليون جزىء لكل سنتيمتر مكعب • كذلك اظهرت القياسات التى تعتمد على قوانين الميكانيكا السماوية ان الكثافة المتوسطة لهذا القمر تبلغ حوالى ٥ر٣ جرام لكل سنتيمتر مكعب، اى انها مشابهة لكثافة كل من القمر والمريخ •

واظهرت التجربة ايضا ان اقمار المشترى الاخرى تقل فى كثافتها المتوسطة كلما ابتعدنا عن الكوكب وهذا يتفق ومسار الكثافة المتوسطة فى المجموعة الشمسية من عطارد الى المشترى •

اعطت اجهزة مركبة الفضاء (بيونير/١٠) قياسات جيدة لتوزيع أحجام الكويكبات (الموجودة فى حزام بين مدارى المريخ والمشترى) والشهب والشهيبات فى اثناء رحلتها •

ان النتائج العلمية لرحلة سفينة الفضاء (بيونير/١٠) ـ وان كانت قد اعطت قياسات دقيقة للفضاء بين الارض وكوكب المشترى ـ ادت الى حلول لمشاكل علمية كثيرة ، الا انها اثارت مشاكل اخرى خاصة بالمجال المغناطيسى الشديد على الكوكب ، ومصدر هذا المجال ، والتركيب الداخلى للكوكب ، وخاصة ايضا بمصدر الطاقة التى يبعثرها المشترى فى الفضاء المحيط به •

ولسوف يستعين الباحثون بالمعلومات التى وصلتهم عن (بيونير/١٠) فى وضع نماذج لكوكب المشترى والاقمار المحيطة به ، لكن التاكيد التام من نظرية معينة حول نشاة وتطور المجموعة الشمسية ما يزال ينتظر رحلات مركبات فضاء أخرى ، خارج مدار كوكب المشترى ، وداخل مدار الارض •

د • عبد القوى عياد

(١) («الراد» ، وحدة لقياس كمية الاشعاع التى يمتصها جرام واحد من جسم معرض للاشعاع) •

الذهب ..

كم أذل من أعناق رجال، فرادى ، فأثرى وأزرى ،
وكم رفع من أعناق أمم وجماعات ، فأعز وأغنى

بقلم الدكتور أحمد زكى

■ وأسموه بالأصفر الرنان • والصفرة لذة عين ، والرنة نغمة فى اذن • وما كل صفرة بلذة عين ، وما كل رنة بنغمة حبيبة فى أذن • انه الذهب وحده ، جعل من صفرته لونا لذيذا ، وانه الذهب وحده جعل من رنته نغمة حبيبة •

وأشياء هذه الدنيا فى القيم مراتب ، بعضها الرفيع ، وبعضها الوضيع • وهى مراتب ألف • والذهب أب المراتب جميعا• وحسبك انك بالذهب تستطيع ان تنال من اى مرتبة من مراتب هذه الدنيا ما تشاء• وأهل هذه الأرض ، من طواهم الدهر ومن لم يطو بعد،هم الذين وضعوا الذهب على رأس المراتب جميعا • ولكم تساءلت عن سبب ذلك ، صغيرا ، وتساءلت كبيرا ، فلم احظ بجواب شاف •

ان الذهب لا يؤكل ، وان الذهب لايلبس وان الذهب لايسكن ، وتلك هى حاجات العيش الاولى ، ولو انهم وضعونى يوما بصحراء ، ومعى قنطار من ذهب،لما أغنانى من الحياة شيئا ، ولأغنى رغيف خبزوكوب من ماء •

وقالوا ان بالذهب جمالا،وان به لزينة، وخلت دائما انه جمال اصطنعه الناس فى انفسهم اصطناعا ، فمن زينة الزجاج اليوم ما هو أزين ، ومن جمال الحجر،الحجر الذى اسموه ثمينا ، ما هو اجمل •

وقالوا : بل هى الندرة جعلت من قيمته ماجعلت • ولقد جاء وقت زعم العلماء فيه ان بامكانهم تحويل المعادن الخسيسة الى معادن ثمينة،والى الذهب خاصة ، وعندئذ كادت امبراطورية الذهب ان تنهار انهيارا، ثم حماها ان ما استطاعه العلماء من التحويل كان النزر القليل الحقير ، وأنفقوا على ذلك من التكلفة الشىء الكثير ، فتحول الحلم الجميل الى حلم مروع عقيم ، وظل الذهب امبراطورا على رأس امبراطوريته يتحكم فى أقدار الناس،ويتلاعب بذممهم، ويربط مآله بمآلهم •

ان الذهب فرية عالمية كبرى (١) ، ان لم يذهب بها العلماء الاحدثون ، فسوف لاشك تذهب بها الصناعة والتكنية عندما تزدرى ان يكون لها الذهب مثقالا به توزن او معيارا به تقاس •

والان فلننتقل بالذهب ، من حديث ليل الى حديث نهار •

صفات الذهب الطبيعية

اول مايأخذك من الذهب لونه ، فهو

اصفر بارق جميل · ويظل له هذا اللون بعد نقائه · وكذلك يحتفظ النحاس بلونه بعد تنقيته ، وغير ذلك سائر الفلزات من حديد وقصدير وفضة ، فهي بعد النقاء تكون بيضاء او رمادية اللون ·

ومما يأخذك من الذهب ثقله · ومن اثقل الفلزات الرصاص · ومع هذا فالذهب اثقل منه بمقدار يبلغ الضعف ، وكثافته ١٩ر٣ جراما للسنتى متر المكعب في درجة حرارة ٢٠ مئوية ·

والذهب اطوع الفلزات عند الطرق ، وهو يصنع ورقا يبلغ سمكه جزءا من نحو ١٥٠٠٠٠ جزء من المليمتر او دون ذلك ·

---

(١) حاول العالم الاقتصادى الانجليزى الشهير كينز Keynes في النصف الاول من القرن الماضر ، ان يصرف الناس عن الذهب بحسبانه معيارا ترداليه كل القيم ، فقال · « ان الذهب بقية من مخلفات عصور بربرية » · وكان بهذا يردد قول العالم الاقتصادى الآخر الشهير ، مل John Stuart Mill (١٨٠٦ ـ ١٨٧٣) · ولينين ، الزعيم الشيوعى الاول ، قال « ان وظيفة الذهب الاولى هى بناء المراحيض للشعوب · ولكنا نعيش بين مجتمعات وبين ذئاب ، فيجب ان نعوى كما تعوى الذئاب » · ومع هذا فقد ظل الناس يهرعون الى الذهب يشترونه ويختزنونه كلما حلت باقتصاد البلاد ازمات ·

والذهب اطوع المعادن عند السحب فالأنسة (٢) ، يمكن ان يصنع منها بالمط سلك طوله ٤٠ ميلا او يزيد ·

والذهب موصل للكهرباء،ولكن النحاس اكثر توصيلا ، وتليه الفضة،ويأتى الذهب بعدها ثالثا ·

ومن الذهب اشابات تصنع

والذهب فلز لين · وهو يخلط بالنحاس لتتكون منه أشابات اصلب Alloys ·وهو يخلط كذلك بالفضة ويخلط بالبلاتين والبلاديوم · وتستخدم هذه الأشابات في اغراض شتى ، منها العملة الذهبية ،ومنها الحلى وادوات الزينة ·

والذهب يختلط بالزئبق بمجرد مسه اياه · ولهذا يحذر من يشتغل بالزئبق ان يمس الزئبق ساعةمعصمه او خاتمبنصره· وتعرف الاشابة الناتجة بالملغمة ·

قيراط وقراريط

ان القيراط هو المقياس الذى يدل على مقدار الذهب فى أشاباتــه ، والمعــروف بالطبع ان الذهب لايستعمل نقيا بسبب لينه ·

فانقيل ان ذهباعياره ٢٤قيراطاعرفنامن ذلك انه ذهب خالص · وان قيل ١٨قيراطا عرفنا ان بهمن الذهب الخالص ثلاثة ارباع وزنه ، والربع من فضة او نحاس او غير ذلك ·

والذهــب يــوزن فى العالم بالأنســة Ounce ، وقد سبق ان شرحناها ·

فى الفلزات نبل ونبالــة والذهب أنبلها

ان الفلزات التى اسموها بالنبيلة Noble هى الذهب ، والبلاتــين ، والبلاديــوم ، والروبديوم ، والذهب انبلها

وسموها بالنبيلة لانــها تتأبى عــلى التفاعلات الكيماوية ان تشترك فيهــا ، فكأنما تترفع عن ذلك، وتحتفظ بكينونتها واستقلالها ·

ومن امثلة ذلك ، ان الذهب لا يتحد مباشرة بالاكسجين ، وهو عنصر فى الهواء دائم ، فهو لا يتأكسد فينطمس ·

والذهب لا يذوب فى الاحماض العادية كحامضــ الادروكلوريك والكبريتــك ، والنتريك ، ولكنه يذوب فى خليط يتألف منحامض الأدروكلوريكوحامضالنتريك، ¾ من الأول ، مع ربع من الثانى ، ومــن اجل هذا سمى هذا الخليط بالماء الملكــى Aqua Regia ، لانه أذاب ملكا ، هــو الذهب ·

الذهب كم يوجد منه اليوم عند النــاس وكم عند دولهم ؟

ان الدول تودع الذهب فى خزائنها ، سبائك ، الواحدة منها ملء الكفين وتحيط هذه الخزائن بالجند يحرسونها · انها رصيد هذه الدول من الثراء ، وهو يدخل فــى تقديرها ما تصدره من عملة ـ وهى من ورق ـ من قيمة · ويزيد الرصيد فترتفع قيمة عملة الدولة،ويهبط الرصيد،فتهبط قيمة العملة ، الى مؤثرات اخرى فىقيمة العملات وهى من الورق ندع ذكرها ·

اما كم من ذهب فى هذه الخزائن فقد قدروه فى عام ١٩٦٦ فبلغ ١ر٢٤ الف مليون أنسة قيمتها٤ر٤٣ ألف مليوندولار عندئذ ، وذلك فى دول العالم الحر فقط، كان نصيب الولايات المتحدة منها نحــو ٣٠ فى المائة · وقدروا رصــيد روســيا

(٢) الأنسة Ounce تزن ٢٨ر٢٥ جراما فى موازينالاشياء العادية فى الاسواق الانجليزية والامريكية (Avoirdupois) ، فهى جزء من ستة عشر جزءامن الرطل الانجليزى ، لكنها تزن ١ر٣١ جراما فى موازين الذهب والماس والاحجار الكريمة (Troy) فهىجزء من اثنى عشر جزءا من الرطل الانجليزى· والرطل الانجليزى يساوى نحو ٤٥٣ جراما ، وهوللذهب يساوى ٢ر٣٧٣ جراما ·

وتوابعها فكان نحو ٣١٤ مليون أنسة قيمتها ١١ الف مليون دولار .

وعلى الرغم من القوانين التى تحرم اختزان الذهب ، فقد قدروا ان المخزون لدى خاصة الناس بلغ ٤٨٦ مليون أنسة قيمتها ١٧ الف مليون دولار ، يختزنون الذهب خشية مايصيب العملة الورقية من نقص فى قيمتها . اما البقية الباقية من الذهب،فكانت تستخدم فى شتى الصناعات من حلى وغير ذلك .

اين تودع الولايات المتحدة رصيدها من الذهب ؟

FORT KNOX

هذا هو الاسم الشهير للمستودع الذى تحتفظ فيه الولايات المتحدة برصيدها من الذهب .

واذا كان لابد من ترجمته فهو حصن نكس . وهو يتألف من مساحة من الارض تبلغ نحو ١١٠٠٠٠ فدان ، وكان فى الاصل مركزا للخيالة من الجيش ، فلما حل المكن محل الخيل فى الجيش ، وانشئت ادوات الحرب المدرعة واتسعت وتنوعت تحول هذا المكان ، فصار مركز التدريب لجيش الولايات.وهو اليوممدارس للدرس، واخرى للتدريب،ومختبرات للطب واشياء احرى هى بعض ماتحتاجه فنون القتال الحديثة .

ولتوفر الامن فى مكان كهذا ، بنت الولايات المتحدة فيه مستودعات تودع فيها رصيدها من ذهب . وكان هدا فى عام ١٩٣٦ . وعند انتصاف القرن العشرين بلغتالودائعفيه ما قدرت قيمتها عند ذلك بأكثر من عشرة الاف مليون دولار (١٠ بلايين دولار) .

والمستودع عبارة عن بناء مربع الشكل، دخل فى بنائه حجر الجرانيت الصلب ، والاسمنت والفولاذ ، وضم فى داخله قبوا من طابقين ، بنوه من اسمنت وفولاذ. وبالمستودع سائر صنوف الوقايات . ثم الجند والجيش وهما على مقربة منه .

كيف يستخرج الذهب من خاماته

يوجد الذهب فى الارض على صورتين، اما رواسبفى سائر رواسبالصخر،حملها

سبائك الذهب فى مستودعاتها

المـاء مـن حيث تصدع الصخر الأصلى الذى احتواه ، وتعرّى وتفتّت ، وامـا عروقا سلكت سبيلها من جوف الارض بين الصخور ، واحتوت من الذهب ما احتوت·

وليس كل ذهب فى الارض يستخرج ، انما يستخرج مـا تزيد قيمته عـن كلفة يتكلفها استخراجه ·

اما استخراجه من رواسب الارض او عروق الصخر ، فتختلف طرائقـه وفقـا للحالة التى عليها الخامة ·

وتستخدم فى ذلك حقائق نعرفها عـن الذهب ، منها انه ثقيل ، فلو سحق صخره، وجرفه الماء لتخلف الذهب لكثافته ، وسقط فى ارض المجرى قبل ان يسقط الأخف من الصخر السحيق·ومنها ان الذهب لا تؤثر فيه الاحماض،وهى تؤثرفىسائر الصخور، فيستعان بذلك على فصلـه · ومنهـا ان الذهب ان مس الزئبق تملغم معه ، ولم يتملغم سـائر الصخر ، وبـذلك يفصـل الذهب·ومنها ان الذهب يذوب فى محلول السيانيد Cyanide ولا يـذوب غـيره ، وبذلك يفصل ·

ولا داعى للدخول فى تفاصيل كل ذلك، فهذا للمختص ضرورة ·

ولكن يكفى ان نقول ، ان قلة مايحتويه الصخر من ذهـب ، يزيد اولا فـى ندرته ويزيد ايضا فى تكلفة استخراجه ، فيجعل من الذهب شيئا مطلوبا عزيز المنال ·

عملة من ورق بعد عملة من فضة وذهب

كانت التجارة فى قديم الزمان ، اعنى البيع والشراء ، تجرى تبادلا بين السلعة والسلعة·وقد تتميز سلعة بقيمتها ،وثبات هذه القيمة ، فترد اليها قيم السلع جميعا·

ثم اتخذت الفلزات ، لاسيما الذهب والفضة ، مكان السلعة المتميزة الثابتةالتى ترد اليها قيم الاشياء جميعا، فكان من ذلك النقد ، من ذهب ومن فضة ، ومن اشابات تتخذ منهما ·

ثم حدث فى التاريخ ، ان طائفة مـن رجال منأرباب المال والاعمال موثوقا بها، كانت تشترى وتبيع ، ولا تدفع ، او تأخذ او تعطى فضة او ذهبا · وانما يتم الشراء والبيع بينها بورقة يكتب عليها ان احد الطرفين ، البائع او المشترى ، عنده فى ذمته للآخر،مبلغ مقداره كذا وكذا ، وانه مستعد لدفعه اياه عند الطلب ، ذهبـا او فضة ·

ولما زادت الثقة فى هذه الوعودالورقية، بزيادة الثقة فى اربابها ، شاعت ، واغنت الناسعن تبادل الذهب وتبادل الفضة،عند كل معاملة · وظهرت فوائد هذا الاسلوب سريعا · فالفضة والذهب وسائر الفلزات ثقيلة فى الحمل · وصاحبها من افرادالناس لايأمن عليها السرقة · وهى مأمونة عـند

ثلثانسة من الذهبالخالص هى كل ما يستخرج مـن نحو طـن واحد من خامـة جيدة للذهب ·

تاجر كبير محمود السيرة . او عند شركة او عند حكومة دولة .

وبهذا اخترعت عملة الورق تنافس عملة الذهب والفضة ، وتطور الامر حتى لم يكد يبقى اليوم فى ايدى الناس ، من عملة الذهب خاصة شيء . كلها الدينار الورق ، والجنيه الورق ، والدولار الورق ، والفرنك الورق ، اصدرتها حكوماتها .

ويذهب حامل العملة الورق الى مصدرها . تاجرا كان ، او بنكا ، او دولة يطلب منه ان يدفعها له ذهبا عينا ، فيدفع له الذهب على الفور كاملا . على كل حال هذا ما كان من امرها يوم ابتدعوها . ثم تغيرت على الزمن الظروف وتبدلت الاحوال .

اتخاذ الذهب قاعدة لعملة الدولة

قبل اتخاذ العملة من ورق ، استخدم الناس ، واستخدمت الدول الذهب نقدا ، تدفع به عندما تشترى ، وتأخذه عندما تبيع ، كما سبق ان ذكرنا ، وكما عرفنا وعرف الناس .

فلما جاءت العملة الورق قومت الدول عملتها ، وهى من ورق ، بالذهب ، وثبتت عليه . وتعامل الناس بالورق ، وتعاملت الدول ، فمن شاء الدفع بالذهب كان له ما يريد . فالدول كانت تفى بما تعهدت به من الدفع بالذهب لمن اراد . ويقال عندئذ ان الدول قامت على قاعدة الذهب فى معاملاتها .

وكانت انجلترا اول الدول التى اتخذت الذهب قاعدة The Gold Standard وذلك فى عام ١٨٢١ . وما جاء عام ١٩٠٠ حتى كانت اكثر الدول قد اتخذت الذهب قاعدة .

وجاءت الحرب العالمية الاولى عام ١٩١٤ ،

الذهب ..

كم انتج العالم منه فى القرون الماضية ، وكم نصيبه فى المستقبل ؟

انتج العالم فى هذه القرون الخمسة ، من معادنه فى الارض ، نحوا من ٨٠٠٠٠ طن . والمقدر الذى يمكن استخراجه بالطرق الاقتصادية القائمة الى اليوم يبلغ نحو ٢٥٠٠٠ طن .

الذهب ..

كم منه يستخرج فى العصر الحاضر ؟

المستخرج فى السنوات الستينية من هذا القرن الحاضر بلغ نحو ٥٠ مليون انسة فى العام .

نحو ٣٠ مليون منها استخرجت من مناجم الذهب العميقة فى افريقيا الجنوبية . وقدروا ان الذى استخرج من روسيا بلغ ٥ر٥ مليون انسة . ومن كندا نحو ٤ ملايين . ومن استراليا نحو المليون انسة .

اما الولايات المتحدة فتستخرج اليوم فى السنة الواحدة نحو مليون ونصف المليون من الانسات فى العام .

الذهب ..

كم منه فى البحار والمحيطات

لقد قدروا ان ماء البحار يحتوى على الذهب ، وانه يوجد به جرام من الذهب فى كل عشرين الف مليون جرام من الماء . وعلى هذا الحساب قد يحتوى ماء المحيطات والبحار على نحو ٧٠ مليون طن من الذهب .

حديث حلو ، ولكنه مر عند التجربة . فقد دلت التجارب على أن الذى ينفق فى استخراجه من المال اكثر من قيمة ما يستخرج من الذهب .

فجعلت ، بسبب النفقات الهائلة التي تطلبتها ، من العسير على الدول ان تفي بوعودها بأن تدفع عن عملاتها الورق ذهبا، ومن اسباب ذلك ايضا انه لم يكن عندها من الذهب مايكفي بهذا الوفاء · فظلت مع ذلك تحاول الابقاء على قاعدة الذهب، حتى اذا جاء عام ١٩٢٩ ، وبدأت معه الضائقة الاقتصادية العالمية ، اضطرت الولايات المتحدة ، وكانت من اواخر الامم التي تركت قاعدة الذهب ، اضطرت الى اعلان هذ الخروج · ولما كان لا بد من ان تقوم الدولار تقويما جديدا، فقد جعلته في عام ١٩٣٤ يساوى ١/٣٥ جزءا من الانسة الذهب، بعد ان كان ظل مائة عام ، وقيمته ١/٢٠٫٦٨ جزءا من الانسة الذهب ، او بلفظ آخر هي رفعت قيمة الذهب بالدولار، فجعلت الانسة منه تساوى ٣٥ دولار بعد ان كانت ظلت مائة عام قبل ذلك تساوى ٢٠٫٦٧ دولار ، او بمعنى أخر هي ارخصت قيمة الدولار فهبط بنسبة ٢٠٫٦٧ الى ٣٥ دولار · وحرمت على الافراد ان يستبدلوا بالدولار الورق ذهبا يعادله ، وأذنت بذلك للدول فقط ·

ثورة الذهب على الدولار

بدأت تظهر بينة في عام ١٩٦٨ ، عندما عجزت البنوك المركزية العالمية عن ان تكبح سعر الذهب الحر حتى يبقى عند سعره الرسمي الذى هو ٣٥ دولار للانسة · وكان اشتداد اقبال الناس على اقتناء الذهب سببه ضياع ثقتهم في العملة الورق وما وقع فيها من تضخم · واتفقت هذه البنوك ان تتعامل فيما بينها بالسعر الرسمي ، اى ٣٥ دولارا للانسة من الذهب ، وتترك السوق الحر ، حرا يبلغ الذهب فيه ما يشاء ·

وتحدث الثورة ، ثورة الذهب ، على السعر الرسمي له بالدولار · واذا بثمن الذهب يرتفع في السنوات التالية ارتفاعا هائلا، حتى بلغ في اواخر هذا العام الماضى عام ١٩٧٤ مبلغ ٢٠٠ دولار للانسة الواحدة من الذهب ·

ارتفع في بضع السنوات هذه الاخيرة من ٣٥ دولارا الى ٢٠٠ دولار !

وحدث في اثناء ذلك ان الغت الولايات المتحدة التحويل الى ذهب الغاء حاسما ، وهيأت بذلك الظرف لخفض قيمة الدولار اول خفض · وفي عام ١٩٧٣ خفضت الولايات المتحدة الدولار للمرة الثانية فجعلت قيمة الانسة الذهب ٤٢٫٢٠ دولار · ولكن لم تمارس تحويل الدولار الى ذهب ·

ومنذ ذلك التاريخ تركت الدول كل ما كان بين عملاتها من نسب في القيمة ، ولجأت الى نظام اسموه تعويم العملة ، اى طرحها في السوق ، وان يترك السوق العالمي يحدد قيمتها بالنسبة لعملات الدول الاخرى ·

انها قصة لم تتم فصولا ، قصة الذهب، وقصة العملة الورق ، وقصة الاسعار ، وقصة التضخم ، كلها خبلت العالم · والاقتصاد ليس بالعلم الطبيعي، كالفيزياء والكيمياء وعلم الفلك ، فيه الحق صريح ، وفيه الباطل صريح ، وفيه جانب الشك صريح · انه جانب من جوانب المعرفة التي لم تستقر بعد على صخر من جبل صلد ، وهو علم لسنا من اهله ·

على انه لا بأس ان نقول ان مشكلة الذهب اليوم تتلخص في الحوار القائم بين رأيين عالميين ، رأى يقول بالثبات على الذهب قاعدة للقيم التجارية والتبادل عامة ، ومن مؤيدى هذا الرأى فرنسا ، وروسيا ، ورأى يقول فلننفصل بين الذهب وسائر القيم ، وليكن الذهب سلعة مستقلة تباع وتشترى ·

ولا ننسى ان المخزون الرسمي اليوم عند حكومات الارض يبلغ ١١٠٠ مليون أنسة من الذهب الخالص ، ومن الامم من له نصيب طيب من هذا القدر يعز عليه فرقته · انها لوعة الفراق · ■■

احمد زكي

نتيجة مسابقة العدد ١٩٣

تيرانا هي عاصمة البانيا

■ دارت مسابقة العدد ١٩٣ من مجلة «العربي» على عشرة اسئلة في مختلف مناحي المعرفة الانسانية ، وقد استطاع القراء ان يجيبوا على اسئلة المسابقة دون عناء لأن مجال الخيار كان أمامهم واسعا فضلا عن سهولة المسابقة ..

واليك ايها القارىء نموذجا للاجابة الصحيحة، ثم اسماء من فازوا بالمسابقة .

١ ـ اقدم الجامعات البريطانية هي جامعة اكسفورد التي تاسست في القرن الثاني عشر .

٢ ـ عاصمة البانيا هي تيرانا .

٣ ـ اسم هذا المتحف الفرنسي هو اللوفر .

٤ ـ للاتحاد السوفييتي حدود مشتركة مع ١٢ دولة .

٥ ـ جنوب افريقيا هي اكثر الدول انتاجا للذهب .

٦ ـ ثاني دولة في انتاج السكر في العالم هي كوبا .

٧ ـ عاصمة سويسرا هي برن .

٨ ـ اسم هذه المنظمة الدولية هو اليونيسيف .

٩ ـ مسلة كليوباترا هذه توجد في لندن ، وقد اهداها محمدعلي باشا الى الحكومة البريطانية عام ١٨١٩ .

١٠ ـ باني حدائق بابل المعلقة هو نبوخذ نصر الثاني (بختنصر) .

الفائزون بالمسابقة

١ ـ الجائزة الاولى وقيمتها ٣٠ دينارا فازبها : عاشور يوسف المحلي / محافظة الخليج/ ليبيا .

٢ ـ الجائزة الثانية وقيمتها ٢٠ دينارا فازبها : عبد العزيز عبد الله الطريقي/ الرياض/ السعودية .

٣ ـ الجائزة الثالثة وقيمتها ١٠ دنانير فازبها : علي احمد بزروق / بيروت / لبنان .

٨ جوائز قيمتها ٤٠ دينارا كل منها ٥ دنانير فاز بها كل من :

١ ـ محمد سميان شريف السلماني/الأنبار / العراق .

٢ ـ سمير حلاق/ دمشق / سوريا .

٣ ـ الفاتح الشريف محمد /الخرطوم/السودان

٤ ـ عبدالرحمن احمد عبدالجواد /الفروانية/ الكويت .

٥ ـ عمر يعقوب عبد اللطيف / عمان/الاردن.

٦ ـ علي مرسي عطية عمارة / الزقازيق / مصر .

٧ ـ سليم خبازان / طهران/ايران .

٨ ـ فاروق رياض حسان/مقديشو/الصومال .

وسترسل الجوائز لاصحابها ■■

عقلة القطامي

بقلم : محمد ديب غالي

■ من المعروف ان من اغراض التاريخ احياء صور الماضي من الاحداث المروية ، والاسماء البطولية ، والآثار المخلفة •

ولقد احتلت معرفة التاريخ ، والكشف عن جوهر الماضي الاصيل ، مكانة خاصة في تربية الملوك والامـراء ورجال الطموح • ومما ذكره المؤرخ المسعودي عن حياة الخليفة معاوية ، انه كان يقرأ عليه غلمان سير الملوك والابطال واخبارهـم « وقد وكلوا بحفظها وقراءتها ، فتمر بسمعة كل ليلة جمل من الاخبار والسير والآثار وانواع السياسات » •

« وعقلة بن سحموم القطامي » احد رجال التاريخ الابطال الذين لم تسلط عليهم الاضواء ، بالرغم من ان شخصيته الجذابة كانت الحديث المحبب الذي يروى على كل لسان ، اذ قام في الثورة السورية العربية (١٩٢٥)م ايام احتلال الفرنسيين لسوريا ، بالنشاط الكبير في احياء القومية العربية ، بصورة مشرقة فريدة ، عامرة بالامجاد ، واصيلة في احداثها ووقائعها التي اعطت القومية تعريفها الصحيح ، وبرهنت على ان الانسان هو ابن المجتمع ، وانه كيان عضوي متماسك يابى البتر ، ويرفض الانقسام عن اهله وتربيته ولسانه •

مولده ونشأته وبيئته

ولد البطل عقلة بن سحموم ، ابو موسى ، في قرية خربة (١٣٠٦ـ١٣٧٢هـ = ١٨٨٩ـ١٩٥٣م) في جبل العرب ، ونشا وترعرع في حياة اصحاب المزارع ، وكانت له زعامة في قومه وطائفته الروم الارثوذكس (١) العربية التي اثرت في نشاته

---

(١) هي الطائفة التي تنتمي الى الكنائس المسيحية الشرقية البيزنطية التي انفصلت عن الكنيسة الكاثوليكية على ايام ميخائيل كارولا ريوس بطريك القسطنطينية (١٠٥٤) نجدها في روسيا وبلاد البلقان وتركيا واليونان ومختلف بلدان الشرق الادنى ، ومؤلفة بكنائسها المستقلة تحت سلطة بطاركتها •

...القومية العربية

...كانت له زعامة في قومه

...كانت له مكانة في طائفته

عاداته وصفاته ، حتى اصبح صورة حية
...لاق بيئة جبل العرب ، وماتتصف به من
...اليدها الذات العربية ، النقية من كل
ونحن حين نتعرض للبيئة التى عاش
...ة القطامى » ، ونشا بين اجوائها ، وشب
...قومها ـ لابد لنا من ان ناخذ بعين

ان جبل العرب وسكانه من مختلف
...كان بعيدا عن ايدى المؤسسات الغربية :
...ة وانكليزية ، وفرنسية ، وايطالية ،
...لتى زاولت نشاطها الاستعمارى المعموم،
...باسم التعليم فى ابان الحكم التركى
...وراحت هذه الدول الغربية،وبعدها ايضا
...يصرية الشرقية ـ تؤسس مدارسها
ومؤسساتها الاجتماعية فى ارجاء البلاد

لتحطم وحدة الشعوب الاسلامية عن
...وح القوميات الحية والبائدة،ثم لتزعزع
...ب العربية عن طريق الطائفة العمياء،

...ذه الدعوات السائدة فى المدارس
فى هذا الشرق العربى ، استطاع

الاستعمار الثقافى والعسكرى ان يسجل لنفسه انتصارا مؤقتا فى تفتيت الثورات الوطنية ، والوحدة القومية ، وهكذا فعل فى ثورة هنانو ، وصالح العلى ، والثورة السورية بالذات فى ايامها الاخيرة .

البطل القومى فى الثورة

ويوم قام سلطان باشا الاطرش وعميد جبل العرب بثورته فى ٢٣ اغسطس (أب) ١٩٢٥ ، واذاع بلاغه الاول مخاطبا ابناء قومه : « الى السلاح الى السلاح ياأحفاد العرب الامجاد »

هذا يوم ينفع المجاهدين جهادهم ، والعاملين فى سبيل الحرية والاستقلال عملهم . هذا يوم انتباه الامم والشعوب ، فلننهض من رقادنا ، ولنبدد ظلام التحكم الاجنبى عن سماء بلادنا .

ايها العرب السوريون :

تذكروا اجدادكم وتاريخكم وشهداءكم وشرف وطنكم القومى . تذكروا ان يد الله مع الجماعة وان ارادة الشعب من ارادة الله ، وان الامم المتحدة الناهضة لن تنالها يد البغى .

ايها العرب السوريون :

لقد نهب المستعمرون اموالنا وكرامتنا ، واستاثروا بمنافع بلادنا ، واقاموا الحواجز الضارة بين وطننا (٢) الواحد ، وقسمونا الى شعوب ودويلات وطوائف ...

فى ذلك اليوم المشهود فى تاريخ سوريا النضالى العظيم،كان « عقله القطامى » الزعيم المسيحى، فى مقدمة الذين لبوا نداء الثورة العربية السورية ، واندفع اليها مع حفنة كريمة من نصارى العرب الاحرار بحق ، ليخوض معاركها، ويتحمل شدائدها ، دون ان تنطلي عليه حيل الاستعمار ودسائسه التى كان يدسها بين صفوف المواطنين السوريين ، تارة باسم الطائفية ، وتارة باسم الاقليمية الضيقة . ولقد خاض البطل « عقلة » مع اخوانه الذين استشهدوا فى ساحات الشرف ، المعارك الضارية منذ بداية الثورة السورية حتى نهايتها.وكان يقفدائما وباصرار ـ

...سمت البلاد السورية الى دول لبنان الكبير دولة دمشق . ودولة جبل الدروز . ودولة
...دولة العلويين ودولة اسكندرون .

مَن قائد ثورتها سلطان باشا الى جانبه الايمن ٠ وكان ذلك امعان في الرد على دعاة الطائفية،التي كان الاستعمار يغذيها بشتى الوسائل المضللة ، للاخلال بالوحدة القومية التي كانت تربط البلاد السورية ساحليا وداخليا حتى في ايام الحكم التركي البائد ، الذي لم تمتد يده ـ طيلة مئات السنين التي قضاها في سوريا ـ الى مافعله الاستعمار الغربي خلال سنة واحدة (١٩٢٠) حيث قطعت اوصال تلك الوحدة الجغرافية المتماسكة (سوريا الطبيعية) الى دويلات طائفية ، وعصبيات اقليمية تنظر الى بعضها بعضا من خلال التنافر والاحقاد الاليمة ٠

وقف « عقلة القطامي » البطل الى جانب ثورته القومية ، يوم دخل الثوار الى السويداء ، قاعدة جبل العرب الاشم ، ورفعوا العلم العربي المربع الالوان على سراى الحكم ، بعد ان قتلوا جنـد الاستعمار الخليط ، وغنموا أسلحته وذخائـره ، واسقطوا من الجو طياراتـه ، واحرقوا دباباتـه ومصفحاته ٠ ثم خاض جميع المعارك التي انتشرت من جبل العرب وحوارة ، وغوطة دمشق ، وجبال القلمون وحمص ، وحماة ، وجبال لبنان الشمالية والجنوبية ٠

شهداء القومية العربية

واذا لم نكن مبالغين في قولنا ، فـان « عقلة القطامي » استطاع ان يرتبط في قوميته العربية بيوم هام من ايام الثورة السورية ، وكتب لنفسهـ مع اخوانه الذين استشهدوا في معارك المسيفره، والمسمية،والمزرعة ، وعربي والمجيمر ، ورساس ـ تاريخ فريدا مع ابناء طائفته في جبل العرب ٠ فوفق في قتاله ، وظفر ببطولته وانتصاره ، واغرق مع اخوانه الاستعمار ـ ودعاة الطائفية حتى يومنا هذا ، وكان ذلك في الحديث التاريخي الذى اصبح السوريون يذكرونه ويتغنون باحداثه كيوم من ايام العرب الخالدة ٠

ولعل هذه المواقف والقرارات الحاسمة ازاء ماكان يعترض سوريا العربية من اخطار التحدى الاستعماري، كان الرد عليها من البطل « عقلة » واخوانه أبلغ امثولة أبلغنا اياها تاريخ الثورة السورية ،يوم سقط من ابناء طائفة الروم الارثوذكسيـة فـي ميادين التضحية والشرف كثير ، امثال :

١ ـ الشهيد دخيل بن عوُدة اسحاق ، من قرية عرى ، احدى قرى جبل العرب ، وعمره (٣٠ سنة)

٢ ـ الشهيد سلامة بن حنا نويصير من قرية عرى ، وعمره (٤٥) سنة ٠

٣ ـ الشهيد عطا الله عودة،من قرية ام الرمان اعمره (٣٨) ٠

٤ ـ الشهيد عقيل الجودة ، من قرية ام الرمان وعمره (٤٠ سنة)

٥ ـ الشهيد فرح بن موسى الدرويش ،من قرية عرى وعمره (٣٧ سنة) ٠

منطق البطولة

وكما شهد السوريون لعقله القطامي بالشجاعة والقيادة والمروءة ، ولاخوانـه بالتضحية المثلى ، شهدوا له كذلك بعجته ومنطقه على من لم يخرج لحمل السلاح وخوض المعركة ، ويقاسم اخوانـه وابناء وطنه شرف الجهاد والاستشهاد ٠ ويـــوم عاد مع رفاقه المجاهدين الى دمشق عـام ١٩٣٦ استقبلهم مـع أبنـــاء المدن والقرى السورية واللبنانية والفلسطينيـة والاردنيـة استقبالهـا التاريخي المنقطع النظير من محطة القدم حتى سرايا المرجة وكافاته الامة السورية بالاجماع ليكـون من اعضاء مجلسها النيابي في اعوام ١٩٣٧ ، ١٩٤٣ ، ١٩٤٧ ، وسجلت أحاديثه صفحات مشرقة يوم كان يجيب عن الدوافـع التي حملته علـــى امتشاق سيف الجهـاد فـي سبيل امته وبـلاده ، فيقول :

انني اعتز بقوله تعالى (انـا انزلنـاه قرآنا عربيا) وبما ينسب الى الرسول الكريم : انـــا عربي والقران عربي ولسان اهل الجنة عربي ٠

ويعقب على ذلك بقولـه : ان العروبـة روح الاسلام ، والرسول الكريم يقول : (اذا ذل العرب ذل الاسلام) وان القومية العربية تعززت وتشرفت بالاسلام ٠ وكان يستشهد على ذلك بان الخليفة

عمر بن الخطاب اصدر تشريعا يحرم استعباد العرب المسيحيين ويقول عمر : « متى استعبدتم الناس وقد ولدتهم امهاتهم احرارا » .

ويقول : لقد كانت استجابة النصارى وتهليلهم لقدوم بني قومهم المجاهدين المسلمين ، وقيامهم متعاونين على تطهير سوريا والعراق من الفرس والرومان ، من فضائل القومية العربية ، حتى ان جد يوحنا فم الذهب (٣٤٧ ـ ٤٠٧) وكان وزيرا للمالية عند الروم بسوريا وقف على سور دمشق مدليا بالحبال اثناء الليل ، ليرفع بها الفرسان العرب من بني قومه الى داخل المدينة ، وان اهل مدينة حمص المسيحيين استقبلوا الجيوش العربية الاسلامية بالمزاهر والرياحين .

كما ان ابنة جبلة بن الايهم اخر ملوك غسان ، كانت هجرت ديار العرب الى القسطنطينية اثر حادث وقع لابيها ، وعندما تقدمت جيوش العرب الى اسوار القسطنطينية ، كانت بنت جبلة ووصيفاتها يشرفن على المعارك منقبب نصبت لهذه الغاية ، وعندما انقض العرب على الروم ـ انطلقن يزغردن فرحا لانتصار العرب ، متناسين ـ بسبب دافعهن القومي ـ ان المعركة بين المسلمين والمسيحيين وانهن يقيمن في ضيافة الروم .

كما ان المثنى بن حارثة الشيباني ، بدافع من قوميته خاطب انس بن هلال النمري بقوله : يا أنس انك امرؤ عربي وان لم تكن على ديننا ، فاذا رايتني قد حملت على مهران فاحمل معي .

وهو الذي خاطبايضا ابن مردى الفهر،ونصارى بني تغلب بمثل ذلك ، ليجمع قوى الامة العربية جميعا ضد اعدائها الفرس ، واستطاعوا تحت راية القومية العربية ان يحرزوا النصر العظيم في معركة البويب .

كما ان أبا زيد الطائي (حرملة بن المنذر ، الشاعر النصراني) كان قادما الى الحيرة في بعض شئونه ، ورأى ما اصاب العرب فتحركت فيه دماؤه العربية ، ومشاعره القومية ، فعز عليه ان ينهزم قومه ، وان ينكتب النصر لقوم يختلفون عنه لغة ودما وقومية ومسكنا ، فانحاز الى جانب المثنى يقاتل مع العرب قتالا جبارا في معركة البويب الشهيرة .

هذه بعض الاقوال التي كان يرددها البطل القومي السوري العربي ، في مجالسه واحاديثه الوطنية (٢) ، ومما لا يختلف فيه اثنان ان « عقلة القطامي » ، كان يثق بنفسه وبامته وبحق بلاده . وهذه الثقة هي التي جعلته يستجيب مع اخوانه لدعم الثورة السورية على الاجنبي المستعمر ، ويواصل جهاده وهجرته،مقتنعا بانه سوف ينتصر. وهو الذي جعله يستمد من القناعه هذا وايمانه القوة والصّبر في جميع معاركه وغاراته ، وكان مبداه الذي يردده في المناسبات المختلفة : « اهلك اهلك ، ولا تهلك » و « عروبتي في جفنة وغسان ، ومحبتي لعروبة الاسلام » اجل : بهذا الحب العميق الاصالة تجلى واقع البطل « عقلة القطامي » ، وارتفع الى اسمى ذرى المجد في احساسه بمسئوليته التاريخية ، ومعاني الكرامة القومية .

■■

محمد ديب غالب

طرابلس لبنان

---

٢ ـ من حديث لغبطة البطريك العربي الياسالرابع بطريرك الكنيسة الارثوذكسية الانطاكية يقول نحن عرب ، منذ كان العرب كنا ، وتاريخالعرب تاريخنا ، ومصيرنا هو المصير العربي الواحد ، فقضيتنا هي القضية العربية . اماقضية فلسطين فنحن صلب القضية وجوهرها ، والقدس العربية قدسنا ، ونحن نرفض التدويل ،ويوم سقطت بيت المقدس بيد الصليبيين خرج منها البطريك الارثوذكسي ، ليقيم في اربد في كنفصلاح الدين ، ولا يعود اليها الا بعودة صلاح الدين . ان الكنيسة الارثوذكسية الانطاكيةوالارثوذكس العرب ، قد تعرضوا لاعتى الهجمات من الجمعيات التبشيرية العربية والاميركية ، ولاتخفى الاصبع المشبوهة في هذه الجمعيات بمحاولة ضم الكنيسة الارثوذكسية واستغلال بعض الاحوالالسيئة لابناء هذه الطائفة العربية ، (جريدة صوت البلاد ـ طرابلس ٢١/٧/١٩٧١)

أنت تسأل .. ونحن نجيب

اكبر حوض جاف لاصلاح الناقلات يقام في دبي

● سمعنا عن انشاء حوض جاف في البحرين لاصلاح ناقلات النفط ، وقبل هذا سمعنا عن بناء حوض في دبي ، فايهما اكبر من الاخر ؟ وهل في انشائهما تضارب فيا بينهما ؟

احمد الشامي
تعز / اليمن

ـ تجوب بحار العالم حاليا أكثر من ٩٠٠ ناقلة نفط من مختلف الاحجام والحمولات .. تملك منها الدول العربية نحو ١٥ ناقلة ، وفي خلال السنوات القليلة القادمة سوف يتضاعف عدد الناقلات العربية عدة مرات ..

واصلاح هذه الناقلات وتنظيفها يتم في ٢٤ حوضا جافا DryDock متناثرة في مختلف موانىء العالم ، ماعدا الموانىء العربية التي تفتقر الى حوض جاف واحد لاصلاح هذه الناقلات .

ولكن هذا الوضع لن يستمر طويلا . فمع بداية عام ١٩٧٨ سيكون للعرب اكبر حوض جاف في العالم لاصلاح ناقلات النفط ، بدأ العمل في بنائه منذ شهر يناير ١٩٧٤ في ميناء دبي بدولة الامارات العربية المتحدة ..

ولاعطاء القارىء فكرة عن مدى ضخامة حوض دبي نذكر انه يستهلك في بنائه ١٠ آلاف طن من الاسمنت شهريا .. كما انه سيكون بامكانه استقبال ناقلة نفط عملاقة ، توازي في حجمها وطولها عمارة الامباير ستيت بيلدنج في نيويورك ، التي كانت تعتبر اعلى عمارة في العالم ..

وحوض دبي الجاف ، الذي سيكلف بناؤه مائة مليون جنيه استرليني ، يتالف من ثلاثة احواض .. واحد ضخم يتسع لاستقبال اضخم الناقلات الحالية والمستقبلة التي قد تصل حمولتها الى مليون طن .. (طول هذا الحوض ٥٢٥ مترا وعرضه ١٢٥ مترا ، اي اعرض من حوض لشبونه بالبرتغال الذي كان يعتبر اكبر الاحواض الجافة في العالم).

خلا لك الجو فبيضي، واصفري

● اسمع كثيرا هذا المثل « خلا لك الجو فبيض واصفرى » ، ففيم يضرب ؟ ومن قائله ، وفي اي عصر كان ؟

محمد تركي ـ الكويت

ـ في كتاب « مجمع الأمثال » للميداني : ان قائل هذا المثل هو الشاعر الجاهلي طرفة بن العبد الذي يلقب « الشاعر الشاب » لانه قتل في ريعان شبابه ، اذ كانت سنه يومئذ نحو ٢٦ سنه ، وقصة المثل ـ كما رويت ان طرفة خرج في صباه مع عم له في سفر ، فنزل يوما على ماء قد اجتمعت حوله قنابر ، فنصب طرفة فخا والقى حبا ، ولكنه بقي يومه دون صيد ، فرجع الى عمه تاركا الحب ، فلما ارتحل معه رأى العنابر تلقط ماترك من حب ، فارتجز :

يالـك مـن قنبُرَة بِمَعْمَـر
خلا لِكِ الجو (١) فبيضي واصفِري
ونقري ما شئـت ان تنقـري
قد رحـل الصياد عنك فابشـري
ورُفـع الفخ ، فمـاذا تحـذري ؟
لابد مـن صيدك يوما ، فاصبري

وهذا المثل يضرب عند زوال الموانع والمحاذير وامكان الفرصة لصاحبها ليحقق ماترقبه اذا شاء ذلك .

م . خ . ت

(١) الجو : هو الوادي

والحوضان الاخران يمكنهما استقبال الناقلات ن حمولة ٥٠٠ الف طن و٣٥٠ الف طـن عـلى لتوالى ٠٠

والى جانب الاحواض الثلاثة فى دبى ، توجد شرات ارصفة مخصصة لتنظيف الناقلات ،وتقديم لخدمات المتوسطة لها ٠٠

وحول هذه الاحواض والارصفة تقوم مدينـة سكنية تضم العاملين فى الاحواض الجافة ، الذين سيصل عددهم الى ٥٠٠٠ موظف وعامل ٠٠

ولن يكون حوض دبى الجاف هو الحوض العربـى الوحيد ، فعلى مسافة حوالى ٣٠٠ ميل منه ، بدأ فى ٢٠ نوفمبر ١٩٧٤ العمل فى حوض جافعربى اخر ، تقيمه منظمة الاقطار العربية المصدرة للنفط فى البحرين ٠٠ وهو اصغر حجما من حوض دبى ، اذ يشتمل علىحوض واحد طوله ٣٧٥مترا وعرضه ٧٥ مترا ، ويتسع للناقلات حمولة ٤٠٠ الف طن فقط ٠

وسيقام هذا الحوض على ارض مساحتها ٤٥٠ الف متر مربـع كانت مغمورة بمياه البـحر ٠٠ وسيتكلف انشاء هذا الحوض نحو ٦٠ مليون جنيه استرلينى ويحتاج الى ٣٠٠٠ عامل وموظف للعمل فيه بعد استكماله ٠٠

والى جانب الحوضين العربيين تقوم ايران ببناء حوض ثالث يطل على مياه الخليج العربى ٠

ان انشاء اكثر من حوض جاف يطل على مياه الخليج العربى الغنى بالنفط هو امر طبيعى ،ولن يؤثر احدها على الاخـر فى النشاط ، لان سوق الناقلات يتسع كل عام ، والى جانب موانىءالنفط فى الخليج تاتى الاف الناقلات سنويا ، وكلها فـى حاجة مستمرة الى اصلاح وصيانة ٠٠

(س٠ل)

مشكلة يراد لها حل

● انا أم لطفلين ، اكبرهما في الخامسة ، سافر زوجي ووالد طفلي في بعثة دراسية في الخارج لاتمام دراسته العليا ، وانقضت على غيابه عنا ثلاث سنوات كاملة ، لم اتلق فيها منه كلمة واحدة رغم الرسائل الطويلة التي كنت ابعث اليه بها احكي له فيها كل شيء عن حياتنا ، وعن طفلينا الصغيرين اللذين لا يعرفان عن والدهما غير انه صاحب تلك الصورة الكبيرة المعلقة على الحائط .. انني لست في حاجة الى ماله ، فانا اعمل في وظيفة لا بأس بها ، واكسب منها قوتي وقوت طفلي ، ثم ان لدى مبلغا من المال ، كان قد تركه لي والدي بعد وفاته .. انني اريده هو يا سيدي .. اريد زوجي فانا احبه .. لقد تصورت في لحظة يأس ، وما اكثر تلك اللحظات التي تنتابني باليأس من الحياة ، ان مكروها قد ألم به .. ولكن شاءت الصدف أن التقي ببعض زملائه العائدين وقد اكدوا لي انهم شاهدوه ، وانه بخير .. ولكنهم لا يعرفون من حياته الخاصة شيئا .. لقد نصحني اصدقائي بأن اطلب الطلاق .. ومنذ بضعة اسابيع تقدم احد زملائي في العمل يطلب يدي من شقيقي الاكبر ، فرفضته ، لانني ما زلت على ذمة رجل آخر ، ولانني احب هذا الرجل . انني امرأة شريفة ، ولكنني اخشى على نفسي من الفتنة فهل لكم ان تخرجوني من هذه الحيرة ؟

الحائرة ع . ت ـ القاهرة

ـ اب يهجر زوجته وطفليه ثلاث سنوات مهما كان السبب الذي يدعوه الى هذا الهجر ، لا يستحق ان يكون زوجا ولا ابا .. ثم لماذا لا يكتب لهم .. لماذا لا يسأل عن امرأته التي تركها وراءه ورحل ، وعن فلذات اكباده الذين جاء بهم الى هذه الدنيا ثم تركهم وهم اكثر ما يكونون في حاجة اليه والى رعايته .. لو انه مات وبقيت وفية لذكراه لاكبرنا فيك هذا الوفاء .. ولكن ان تظلي مخلصة لرجل لم يعد يشعر بك او يحس بوجودك .. فهذا امر لا يستسيغه احد ، حتى الشرع نفسه ..

لقد كان سيدنا عمر بن الخطاب رضي الله عنه يحرص على ان يعيد المقاتلين المتزوجين الى زوجاتهم ، ويرسل غيرهم الى ميادين القتال ، اذا مضى عليهم اكثر من خمسة اشهر بعيدين عن نسائهم ، فقد سأل يوما ابنته حفصة : هل تصبر المرأة على بعاد زوجها عنها شهرا ؟ فسكتت ! فقال : فاذا امتد بعاده شهرين ؟ فسكتت .. فقال : « ثلاثة ، ثم اربعة » .. الى ان وصل الى الشهر الخامس ، فقالت حفصة : « لا لن تصبر المرأة اكثر من هذا ! » فما كان منه الا ان امر بعودة المقاتلين الذين غابوا عن زوجاتهم هذه المدة ..

ان الشرع يبيح لك الطلاق من رجل اهمل بيته وزوجه واطفاله كل هذه المدة .. وقد قال تعالى : في سورة البقرة : « للذين يؤلون من نسائهم تربص اربعة اشهر ، فان فاءوا فان الله غفور رحيم ، وان عزموا الطلاق ، فان الله سميع عليم » .

لا ترددي يا سيدتي .. فكري في مستقبلك ومستقبل اطفالك .. اما هذا الحب الذي تشعرين به نحو هذا الزوج الذي تركك ورحل ، فهو لا يستحقه .. اكتبي له رسالة اخيرة قولي له فيها ما انتويت ان تفعليه بنفسك ، وبمستقبلك ، وليكن انذارا منك ، فاذا تجاهلها ، امض في طريقك وتزوجي هذا الشاب الذي تقدم يطلب يدك .. والله يرعاك .

(م.ن)

التعايش السلمي في جنوب افريقيا

● نرجو ان تحدثونا عما يجرى في جنوب افريقيا .. فقد سمعنا ان مؤتمرا عقد في لوزاكا ، عاصمة زامبيا وتقرر فيه تسليم الحكم في روديسيا الى الاكثرية الافريقية السوداء .. فهل هذا صحيح . ؟

(....)

– انظمة الحكم العنصرى في جنوب افريقيا بدت حتى شهور قليلة خلت كالجبال الراسخة التى لا سبيل الى تحريكها . وشعر الكثيرون ان تحكم الاقلية البيضاء في مصير الاكثرية السوداء وحرمانها خيرات بلادها وسلبها حريتها، ثم استغلالها واضطهادها بل انكار الكرامة الانسانية على افرادها، شعر الكثيرون ان هذه النظم السائدة في جمهورية جنوب افريقيا منذ سنة ١٩١٤ وفي ناميبيا منذ سنة ١٩٢٠ وفي روديسيا منذ سنة ١٩٦٥ ستبقى قائمة الى الابد .. ما لم تقع معجزة .

وفجاة بدا للمراقبين وكان المعجزة قد وقعت.. فقد عقد في لوزاكا عاصمة زامبيا مؤتمر جمع بين الخصوم ، من بيض وسود . اذ اشترك في هذا المؤتمر الهام الذى عقد في شهر ديسمبر الماضي وفود من زامبيا وبوسطوانا ووفود اخرى من روديسيا واتحاد جنوب افريقيا واستهدف هذا المؤتمر حل مشكلة الاستعمار والمستعمرين في جنوب افريقيا كلها ولكنه رأى ان الاصوب ان يتم ذلك على مراحل، وكانت المرحلة الاولى تتعلق بروديسيا وانتهت المفاوضات التى جرت بين هذه الوفود ، والتى تعثرت وتعرضت للانهيار في منتصف الطريق، انتهت الى اتفاق هام، بل حدث في تاريخ افريقيا كبير .

ويتلخص هذا الاتفاق في النقاط الاربع التالية:

١ – وقف اطلاق النار ووضع حد لحرب العصابات التى كانت تقوم بها حركات التحرير الافريقية طيلة السنوات التسع التى انقضت على انشقاق روديسيا عن بريطانيا واستيلاء الاقلية البيضاء على الحكم فيها وكان ذلك سنة ١٩٦٥ .

٢ – افراج السلطات الروديسية عن السجناء السياسيين الافريقيين ويبلغ عددهم ٣٠٠ سجين ، اكثرهم من قادة الحركات الوطنية وزعمائها. وتجدر الاشارة الى ان بعض هؤلاء السجناء الزعماء افرج عنهم مؤقتا في شهر ديسمبر الماضي وذلك لتمكينهم من الاشتراك في مؤتمر لوزاكا الذى ذكرنا .

٣ – عقد مؤتمر دستورى يسعى الى تسوية المشاكل الدستورية مع بريطانيا ويمهد الى تطبيق مبدأ حكم الاكثرية في روديسيا ونقل مقاليد السلطة من القلة البيضاء الى الكثرة السوداء في مدة قد لا تتجاوز ٥ سنوات ..

وتجدر الاشارة الى المساعي والجهود التى بذلها المستر فورستر، رئيس وزراء اتحاد جنوب افريقيا والمستر كواندا رئيس زامبيا ، والتى لولاها لما عقد مؤتمر لوزاكا اصلا ولما امكن التوصل الى الاتفاق الذى ذكرنا . فقد تفاهم هذان الزعيمان على خطة معينة وتعاقبت الاتصالات بينهما وتكررت الاجتماعات في الخريف الماضي وبقي ذلك كله طي الكتمان الى ان ناقشت المنظمة الدولية احتمالات فصل اتحاد جنوب افريقيا من عضويتها في نوفمبر ١٩٧٤ .

فقد عقب المستر فوستر على ذلك النقاش وضمن تعقيبه هذا تلميحا الى ما كان يجرى في الخفاء اذ قال :

« سيذهل النقاد جميعا لما سيطرا على سياسة دول جنوب افريقيا (سياسة التمييز العنصرى) من تغييرات جذرية ستظهر في غضون سنة او نصف سنة .. »

اما ان سالت عن بواعث المستر فورستر والعوامل التى حملته على السير في هذا الطريق الجديد المنافي لكل ما عرف عن قوانين بلاده وسياسة حزبه، وتراث اسلافه فالجواب في كلمة او كلمتين : انقلاب البرتغال .. فقد ادى هذا الانقلاب الى استقلال المستعمرات البرتغالية في افريقيا . وكانت هذه المستعمرات بمثابة الدروع الواقية التى كانت تفصل بين اتحاد جنوب افريقيا وبين دول القارة السوداء وتحول دون مجابهة مباشرة بينهما . اما وقد زالت الدروع فلا بد من احداث التغيرات الجذرية الكفيلة بتعايش سلمي بين الاقلية البيضاء والاكثرية السوداء .

ى . ز

قوانين الأسرة تنظم العلاقة بين الوالدين والاولاد

بقلم : الدكتور محمود سلام زناتي

■ اقتضت التغيرات الفكرية والاجتماعية والاقتصادية التى طرأت على حياة المجتمعات الحديثة ـ اعادة تنظيم العلاقة بين الزوجين على اسس جديدة اوضحنا خطوطها العريضة فى مقال سابق (١) • غير ان هذه التغيرات لم يقتصر اثرها على العلاقة بين الزوجين وانما امتد ايضا الى العلاقة بين الوالدين والاولاد • فقد عدلت تشريعات الاسرة ، فى المجتمعات الحديثة ، الكثير من الاحكام المنظمة للعلاقة بين الوالدين والاولاد • وفى استطاعتنا ان نتبين ، فى هذا الخصوص ، اتجاهين رئيسيين : يتمثل اولهما فى العمل على الاقلال من السلطات التى كان يعترف بها للاب على اولاده او مايمكن ان نسميه باضعاف السلطة الابوية • ويتمثل الاتجاه الثانى فى السعى الى مساواة الام بالاب فى علاقتهما بالاولاد •

ونتحدث فيما يلى بشىء من التفصيل عن كل من هذين الاتجاهين :

اولا ـ اضعاف سلطة الاب على اولاده :

من السمات المميزة للمجتمعات القديمة اقرار شرائعها للاب بسلطات واسعة على اولاده • وقد كان المفهوم السائد فى تلك المجتمعات ، عن السلطة الابوية ، هو انها سلطة مقررة لا لمصلحة الاولاد وانما لمصلحة الاب نفسه • ومن هنا الحقوق الكثيرة التى اعترفت بها الشرائع القديمة للاب على اولاده • ومن هنا ايضا عدم اخضاع الاب ، فى ممارسته هذه الحقوق ، لرقابة او اشراف من قبل السلطة العامة للدولة •

اما فى المجتمعات الحديثة فهناك ، من ناحية ، اتجاه واضح نحو الحد من سلطة الاب على اولاده • وهناك من ناحية اخرى اتجاه نحو اخضاعه ، فى مباشرة مابقى له من حقوق رغم قلتها لرقابة صارمة • فقد اصبحت السلطة الابوية فى المجتمعات الحديثة ، اجراء حماية تستهدف مصلحة الخاضعين لها ، ولم تعد امتيازا لمصلحة من يباشرها • فاذا كان القانون يقر للاب ، على اولاده ،بسلطات معينة فانما ذلك من اجل مصلحة

---

(١) انظر مجلة العربى ، العدد ١٩٤ ص ١٢٢ •

الاولاد انفسهم • فالاب فى علاقته باولاده انما يؤدى وظيفة لحساب المجتمع •

واول مانلاحظه فى المجتمعات الحديثة هو اختفاء ماكان يعترف به للاب على اولاده من سلطات جسيمة • فلم يعد للاب مثلا الحق فى ان يئد او ينبذ وليده • كما لم يعد للاب حق العقاب الواسع المدى الذى كان يصل الى حد تخويل الاب توقيع عقوبة الموت على ولده العاق او سيىء السلوك • بل لم يعد للاب ان يلحق بالاولاد ، ولو على سبيل التاديب ، اذى جسيما • وقد صارت كل هذه الافعال جرائم تقع تحت طائلة العقاب • كذلك لم يعد للاب الحق فى بيع اولاده أو رهنهم ، بل لم يعد له الحق فى الافادة من عملهم •

فى الصين

ففى الصين مثلا كان العرف يسمح للرجل بان يئد اطفاله لاسيما الاناث منهم • وقد بلغ من شيوع هذه العادة ان اضطر المشرع الى تضمين قانون الاسرة الصادر فى سنة ١٩٥٠ نصا صريحا يحرم قتل الاولاد ويجازى فاعله •

فى اليابان

وفى اليابان كان على الولد طاعة والديه طاعة مطلقة ، وادخال السرور عليهما بكل وسيلة ، وخدمتهما فى كل مجال • ولم تكن على الاب واجبات مقابلة نحو اولاده • ومن ثم كان الولد يخضع لسلطة ابوية واسعة تمتد الى ابعد من سن الرشد اذا استمر الولد معتمدا على والديه فى تعيشه • وكان من شان هذه السلطة الواسعة ان تفضى فى بعض الاحيان الى اساءة استعمالها• كما انها خلقت اعتقادا شعبيا مؤداه ان الولد هو على نحو ما ، ملك لابيه • وكان للوالدين الحق فى بيعه وفى الزامه ممارسة مهنة كالدعارة مثلا • وفى ظل قانون الاسرة الجديد تغير مفهوم السلطة الوالدية • وبعد ان كانت شكلا من اشكال التملك استحالت الى نوع من الولاية ينبغى استعمالها من قبل الوالدين فى صالح الولد • واختفى من الوجود ماكان يعترف به للاب على اولاده من سلطات جسيمة •

فى روسيا

وفى روسيا ، قبل الثورة الشيوعية ، كانت للاب على اولاده سلطة واسعة • وكان المثل يجرى بان « الاب لاولاده كالرب للبشر » • وكان للاب الحق فى ان يجلد اولاده تاديبا لهم • كما كان الاعتقاد سائدا بان عدم رضائه عن احد افراد الاسرة لعنة لابد مفضية الى كارثة • واذا ارتكب احد افراد الأسرة فعلا خاطئا ومضى الفعل دون ان يعلم به رب الاسرة ، انتاب الشخص المخطىء شعور عميق بالذنب لايزول الا بالاعتراف او بنوع مصيبة شخصية تفسر على انها عقاب للسلوك الأثم او العاصى • وقد اختفت ، بعد الثورة ، سلطات الاب الضخمة • وصار ينظر الى الاب بوصفه مكلفا من قبل المجتمع بتربية اولاده تربية سليمة ليجعل منهم اعضاء صالحين •

حقوق للاب قليلة لاتزال باقية

واذا كان القانون ، فى المجتمعات الحديثة ، مازال يقر للاب ببعض الحقوق الاقل اهمية مثل حق التزويج ، والحق فى الولاية على اموال اولاده ، والحق فى الافادة من عملهم ، والحق فى اعطائهم على سبيل التبنى ، والحق فى تاديبهم ، فقد احيط استعمال هذه الحقوق بالكثير من القيود التى تهدف الى ضمان استعمالها بما يحقق مصلحة اولاده اولا واخيرا •

حق التزويج

ففيما يتعلق بحق التزويج مثلا لم يعد للاب على اولاده الحق فى اجبارهم على زواج لايريدونه • ففى المجتمعات الحديثة يقوم الزواج على اساس الرضا الحر لدى كل من الزوجين المقبلين • واذا كان القانون يتطلب موافقة الوالدين فى حالات معينة ، لاسيما بالنسبة لزواج الاولاد الذين لم يبلغوا سن الرشد ، فانه يستهدف من وراء ذلك تحقيق مصلحة الولد قبل كل شىء • ولهذا فان للسلطة العامة ان تحل محل الوالدين فى الموافقة على الزواج اذا كان رفضهما منطويا على اساءة استعمال لحقهما •

حق الولاية على اموال القُصّر

وتعترف قوانين الاسرة للاب بالحق فى الولاية على اموال اولاده القصر • لكنها تتفاوت فى مدى ماتمنحه ، فى هذا المجال ، من سلطة للاب • ففى بعضها ، كما هو الحال فى قوانين المانيا الاتحادية وفرنسا وسويسرا ، للوالدين الحق فى ادارة اموال القاصر والحق ايضا فى الانتفاع بها • وفى البعض الاخر ، كما هو الحال فى قوانين النمسا وانجلترا والسويد والاتحاد السوفيتى ، يقتصر حق الوالدين على ادارة اموال الولد القاصر دون الانتفاع بها •

حق الاب بالانتفاع بعمل ولده

كذلك لم يعد للاب ، فى المجتمعات الحديثة ، الحق فى الحاق ولده بعمل والانتفاع بما يحصل عليه من اجر • ففى هذه المجتمعات يغلب ان يسود مبدأ التعليم الالزامى بالنسبة للمراحل الاولية من التعليم • الامر الذى من شانه عدم اتاحة الفرصة للاب لكى يفيد من عمل اولاده القصر • ومن ناحية اخرى ينص القانون ، فى بعض المجتمعات الحديثة ، على اعتبار الاجر الذى يحصل عليه الولد القاصر حقا له ، وليس لابيه سلطة التصرف فيه •

ومن الممكن ان نضرب لذلك مثلا بما حدث فى انجلترة حيث كان الولد يعد فى الماضى ، فى اسر الطبقة العاملة ، بمثابة رأس مال يستثمر • فكان الولد ، عندما يصل الى سن تسمح له بالعمل لقاء اجر ، يلحق بعمل • وكان الاب يقبض فى نهاية الاسبوع أجر ولده • وكانت له حرية التصرف فى هذا الاجر • اما فى الوقت الحاضر فهناك قيود عديدة على تشغيل صغار السن • وكذلك الحال فى اليابان حيث تضمن قانون العمل الصادر سنة ١٩٤٧ نصوصا تهدف الى منع استغلال الوالدين لقدرة القاصر على الكسب • كذلك لم يعد فى وسع احد الوالدين ان يبرم عقد عمل لحساب ولده القاصر ، كما صار للولد القاصر الحق فى أن يقبض اجره دون حاجة الى موافقة ابيه او امه •

حقوق الاب تنكمش ، وواجباته تزيد

واذا كانت حقوق الاب بالنسبة لاولاده تتجه نحو الانكماش فان واجباته آخذة ، على العكس ، فى الامتداد • ويتمشى هذا التطور مع المفهوم المتغير لعلاقة الاب باولاده •

واجب النفقة على الاولاد

ففضلا عن واجب النفقة الذى يتحمل به الاب نحو اولاده ، تتجه القوانين الحديثة الى الزام الاب باتخاذ كل الاجراءات اللازمة لرعاية الاولاد وحمايتهم • واذا اهمل الاب او قصر فى هذا الواجب ،بحيث افضى هذا الاهمال او التقصير الى الحاق أذى بالولد ، عد مسئولا وتعرض للعقاب • كذلك اذا تعمد الاب ايقاع الاذى او الضرر بولده وقّع عليه الجزاء لمثل هذه الحالات •

واجب حماية الاولاد

ففى انجلترا مثلا يقع على عاتق الوالدين واجب حماية الاولاد • واذا مات الولد بسبب الاهمال او الهجر او العقاب المفرط كان الوالد مسئولا عن القتل الخطأ • اما اذا كان قد قصد الى قتل الطفل فانه يعد مسئولا عن القتل العمد• وتطبق على الضربات والجروح التى تقع داخل الاسرة الجزاءات العادية المقررة لمثل هذه الافعال • ولذلك فان من الممكن الحكم على الأب الذى يلحق بولده اذى الجزاء المقرر لجريمة الاعتداء البدنى العادى او الاعتداء المقترن بظرف مشدد او الاذى البدنى الجسيم بنفس الكيفية التى يحكم بها على شخص غريب • وقد عدت هذه الحماية غير كافية ، ولهذا صدر فى سنة ١٨٨٩ قانون يستهدف الحؤول دون استعمال القسوة مع الاطفال وتوفير حماية افضل لهم • وقد نص هذا القانون على مساءلة الشخص الذى تزيد سنه عن السادسة عشرة والذى يعهد اليه بالولاية او الاشراف او الحضانة بالنسبة لطفل تقل سنه عن السادسة عشرة اذا اعتدى عليه متعمدا او اساء معاملته او اهمله او هجره او نبذه او عرضه للاعتداء او سوء المعاملة او الاهمال او الهجر او النبذ بطريقة من شأنها ان تسبب له ألما لامبرر له او ضررا بالصحة ، بما فى ذلك ايذاء أو فقد الابصار او السمع او أحد اطراف او اعضاء الجسم •

ثانيا ـ المساواة بين الاب والام :

لم تكن المجتمعات القديمة ، فى الاعم الاغلب

منها ، تؤسس العلاقات بين الوالدين والاولاد على قاعدة المساواة بين الاب والام • بل كانت تختص الاب بالنصيب الاعظم من الحقوق على اولاده ، كما كانت تحمله بالقدر الاكبر من الواجبات نحوهم • فقد كانت للاب ، فيما مضى سلطات واسعة على اولاده • بينما لم تكن الام تتمتع الا بالقليل من الحقوق ولم يكن يعترف للام بالحق فى مباشرة شيء من السلطات الهامة المقررة للاب الا فى حالة وفاته او عجزه •

كذلك كانت تلقى على الاب واجبات هامة ، بينما لم تكن الام تتحمل بالكثير من الواجبات نحو اولادها اثناء حياة الاب • ولم تكن واجبات الام فى الاغلب تخرج الى حيز الوجود الا فى حالة وفاة الاب او فى حالة عجزه عن القيام بواجباته • فموقف الام من الاب فى علاقتهما بالاولاد كان موقف الاحتياطى من الاصيل •

اما فى الوقت الحاضر ففى وسعنا ان نعاين ، فى المجتمعات الحديثة ، اتجاها واضحا نحو المساواة بين الاب والام فى وضعها من الاولاد • ومن الممكن ان نفسر هذه الظاهرة فى ضوء اعتبارين رئيسيين • اولهما هو ان علاقة الاب باولاده لم تعد علاقة صاحب الحق بموضوع الحق ، او علاقة مباشر السلطة بالخاضع لها • وانما صارت علاقة شخص عهد اليه بوظيفة معينة بالاشخاص الذين وجدت هذه الوظيفة لصالحهم • بعبارة اخرى لم تعد السلطة الابوية حقا بقدر ماصارت واجبا • واذا كان معقولا ان تستبعد الام من ممارسة السلطة على اولادها فى ظل مفهوم يجعل من هذه السلطة حقا لمن يمارسها ، لم يعد من المستساغ الاستمرار فى استبعادها فى ظل مفهوم يجعل منها واجبا على من يباشرها • فالهدف من الاعتراف للاب على اولاده ببعض الحقوق هو ، فى الوقت الحاضر ، مصلحة الاولاد انفسهم • واذا كان الامر كذلك فان اشراك الام مع الاب من شانه ان يكفل تحقيق هذا الهدف على نحو اكمل وافضل • ولذلك فان من الممكن القول بان الرغبة فى تحقيق مصلحة الاولاد كانت احد البواعث على اشراك الام مع الاب ، وعلى قدم المساواة ، فى تربيتهم والاشراف على شئونهم •

اما الاعتبار الثانى ، وهو على مايبدو الاعتبار الاقوى ، فيتمثل فى النزعة نحو تحقيق المساواة بين الجنسين • فقد ادت هذه النزعة الى اعادة توزيع الحقوق والواجبات بين الزوجين بما يكفل المساواة بينهما • وكان من الطبيعى ان تؤدى ايضا الى اعادة توزيع الحقوق والواجبات بين الوالدين بما يكفل تحقيق المساواة بينهما • فالاعتراف للام ، جنبا الى جنب مع الاب وعلى قدم المساواة معه ، بالحق فى الاشراف على الاولاد وتربيتهم انما هو نتيجة ومظهر معا للاتجاه السائد فى المجتمعات الحديثة نحو تحقيق المساواة بين الجنسين •

مساواة الاب والام لم تتحقق فى كل المجتمعات

لكن اذا كانت التشريعات الحديثة تسير نحو تحقيق المساواة بين الاب والام فى علاقتهما بالاولاد فان هذا لايعنى ان هذه المساواة قد اصبحت الان حقيقة واقعةفى كل المجتمعات • فلو اننا نظرنا الى قوانين الاسرة فىالمجتمعات الحديثة لوجدنا بينها اختلافا فى مدى ماذهبت اليه فى تطبيق مبدأ المساواة بين الوالدين •

ففى بعض المجتمعات لا يزال الاب يعتبر من الناحية القانونية ربالاسرة ولا يزال القانون يقر له ، بناء على هذه الصفة ، بالكثير من الحقوق على اولاده ويلقى عليه بالمقابل بالكثير من الواجبات نحوهم • ومع ذلك فان بوسعنا ان نلاحظ اتجاها نحو المساواة بين الوالدين فى صورة الاعتراف للام فى علاقتها باولادها بحقوق لم تكن لها من قبل •

فى فرنسا

ففى فرنسا مثلا كان قانون نابليون الصادر فى سنة ١٨٠٤ ينص على ان الاب هو رب الاسرة وانه هو الذى يباشر اختصاصات السلطة الابوية ـ لكن قانونا صدر سنة ١٩٤٢ ادخل تعديلا على القواعد الخاصة باستعمال السلطة الابوية حيث نص على ان السلطة تخص الاب والام وان الاب يمارسها اثناء الزواج بوصفه رب الاسرة الا فى حالة صدور قرار بخلاف ذلك من محكمة محل اقامة الزوجة • وقد نص فى هذا القانون على ان للام ممارسة السلطة فى حالات اربع هى : حالة اسقاط حق الاب فى السلطة الابوية ، وحالة فقدان الاب صفته كرب الاسرة ، وحالة الحكم على الاب بسبب هجر الاسرة ، واخيرا حالة تنازل الاب عن حقوقه فى السلطة الابوية •

فى انجلترا

وفى انجلترة كانت حقوق الام فى مواجهة الولد محدودة للغاية • لكن هذه الحقوق مافتئت تزداد الى ان سوى قانون الولاية الصادر فى سنة ١٩٢٦ مساواة تكاد تكون كاملة بين حقوق الاب وحقوق الام •

فى المانيا الاتحادية

وفى المانيا الاتحادية الغى القانون المدنى الصادر فى سنة ١٩٠٠ عبارة السلطة الأبوية واحل محلها اصطلاح السلطة الوالدية • ونص على ان الحقوق والواجبات التى تنطوى عليها السلطة الوالدية تباشر بواسطة الاب والام • لكن هذه السلطة تخص ، بصفة اساسية ، الاب • فالام تسهم فيها لكن دورها محدود وثانوى • وعندما صدر قانون سنة ١٩٥٧ الذى ينص على المساواة بين الزوجين ثار نقاش واسع حول ماأذا كان هذا القانون يستتبع فقدان الاب حقه فى الانفراد بمباشرة السلطة الوالدية • فذهب بعض الفقهاء الى وجوب الاحتفاظ

بمباشرة السلطة حفاظا على مصلحة الولد • لكن القضاء جرى على ان كل الاجراءات الخاصة بتربية الاولاد من الواجب اتخاذها باتفاق الاب والام •

مجتمعات تحققت فيها المساواة كاملة

واذا كان من المجتمعات الحديثة مجتمعات لم تسو تماما بين الوالدين فى علاقتهما بالاولاد • فانمنها ما تحققتفيه هذه المساواة علىنحو كامل•

الدول الاسكندنافية

ففى الدول الاسكندنافية مثلا هناك مساواة تامة بين الوالدين فى علاقتهما بالاولاد • ففيما يتعلق بالسلطة الوالدية ، وهى تنصب على شخص الولد دون ماله•لايستقل الاب بمباشرتها • وانما يباشرها الوالدان معا • ولهذا فمن واجب الوالدين الاتفاق فيما بينهما على كل المسائل المتعلقة بتربية ولدهما • واذا لم يتوصلا الى اتفاق فلا يغلب راى الاب وانما تتولى البت فى الامر السلطة المعهود اليها بحماية الاولاد • وهذه لن تاخذ بعين الاعتبار سوى مصلحة الولد • اما الولاية ، وتنصب على ادارة اموال الولد القاصر والنيابة القانونية عنه دون الانتفاع بها ، فتخص الاب او الام •

فى اليابان

وفى اليابان كانت السلطة على الاولاد ، حتى صدور قانون الاسرة الجديد ، مقصورة على الاب • ولم تكن الام لتباشر هذه السلطة الا فى حالات استثنائية كموت الاب او عجزه • وقد نص قانون الاسرة الجديد على ان السلطة الوالدية يمارسها الاب والام معا •

فى روسيا

وفى روسيا القيصرية كانت السلطة على الاولاد مقصورة على الاب • اما الام فلم يكن يعترف لها بسلطة على اولادها • وقد انعكس الفارق فى وضع كل من الاب والام فى علاقتهما بالاولاد فى بعض الاقوال الشائعة فى ذلك الوقت من قبيل : « اخش اباك واحترم امك » « عامل اباك كاله وامك كقرين لك »•وفى روسيا ، بعد الثورة ، لم يعد للسلطة الابوية وجود لما بينها وبين مبدأ المساواة من تعارض واضح • وقد تضمن قانون الاسرة ، الصادر فى سنة ١٩٢٦ ، نصوصا تتطلب مساهمة كل من الوالدين فى اتخاذ كل مايراد اتخاذه من اجراءات خاصة بالاولاد • فنصت المادة ٣٨ على ان « كل الاجراءات الخاصة بالاولاد تتخذ بواسطة الوالدين معا » • ونصت المادة ٣٩ على انه « فى حالة النزاع بين الوالدين يفصل فى الامر بواسطة سلطات الولاية والقوامة بمشاركة الوالدين » •

وقد استتبع تحقيق المساواة بين الوالدين فى علاقتهما بالاولاد القاء واجبات جديدة على الام نحو اولادها اهمها واجب النفقة • فقد كان الانفاق على الاولاد يعد ، فى المجتمعات القديمة، واجب الاب بالدرجة الاولى • ولم يعد استبعاد الام من المساهمة فى الانفاق على الاولاد يتفق والاتجاه السائد فى الوقت الحاضر نحو المساواة بين الوالدين فى علاقتهما بالاولاد من ناحية ، كما لم يعد يتفق والقدرة الاقتصادية المتزايدة للنساء بسبب تزايد اشتغالهن خارج البيت من ناحية اخرى • ولذلك فان من السمات الواضحة فى قوانين الاسرة الحديثة الاتجاه نحو الزام الام ـ بالمشاركة فى تحمل الاعباء المالية التى تستتبعها الحياة الزوجية • ■■

القاهرة ـ محمود سلام زناتى

بقلم : منير نصيف

الطالبة التى راحت تصف مشاعرهابعد اول مرة تفترق فيها عن امها .. والفتاة التى تحكى تجربتها لامها بعدالزواج .. والام الشابة التى عرفت لاول مرة معنى الامومة عندما اصبحتهى أما..انها كلمات من القلبللام.. لأعز وأنبل انسانة فى الوجود ..

الرسالة الأولى :

أول افتراق الى الجامعة

أمى ..

لا أدرى كيف اصف لك شعورى .. انها اول مرة نفترق فيها .. لقد كانت رحلة طويلة ، ولكننى مع هذا لم اشعر لحظة واحدة اننى قد ابتعدت عنك .. صوتك الحنون مازال يتردد فى اذنى .. كلماتك الحلوة تسيطر على وجدانى : « الله يرعاك يا ابنتى .. لاتنسى الصلاة ، فهى خير سلوى لك فى وحدتك .. اكتبى لى ياحبيبتى .. اكتبى لأمك التى تدعو لك فى كل لحظة فى كل ساعة فى الليل والنهار ، احك لنا اخبارك ، وعودى لنا سالمة يا ابنتى » .

« الله معك يحرسك ويرعاك »

احسست بدموعى تنهمر دون ان اشعر .. لقد بكيت .. نعم بكيت عندما رأيت صورتك امامى .. صورتك الجميلة التى لم تغب عن مخيلتى لحظة واحدة طوال المسافة التى قطعتها الطائرة فى اربع ساعات خلتها دهرا .. كانت عيناك الباكيتان لحظة الوداع ، تطلان علىَّ من

السحب ، كلما نظرت من وراء زجاج النافذة الصغيرة الى هذا الفضاء الواسع المجهول من حولي ..

لقد احتواني الخوف يا امي فهي المرة الاولى التي اركب فيها الطائرة كما تعلمين .. ولكنني مالبثت ان خجلت من نفسي عندما وصلت الى اذنيَّ تلك الضحكات المرحة التي كانت تنطلق من افواه الاطفال الصغار من حولي ..

ساهمس في اذنك بسر يا أماه ، ارجو ان تبقيه في صدرك حتى لا يسخر اخوتي مني .. هل تعرفين ماذا كان شعوري عندما رايت هؤلاء الاطفال يلعبون ويمرحون في الطائرة ؟ لقد كانت بينهم طفلة صغيرة جميلة لم تتجاوز بعد عامها التاسع .. ولكنها لم تكن مثلهم .. لقد كانت تتعلق بأمها وترفض ان تشارك بقية الاطفال لعبهم .. وتأملتها طويلا .. رأيت الطفلة وهي تحتضن امها في دلال .. ورأيت الام وهي تربت على كتفيها وتضمها الى صدرها وتداعب باناملها شعرها الاسمر الناعم .. وتمنيت لو ان عقارب الزمن عادت الى الوراء ، وعدت معها الطفلة الصغيرة التي لم‌تكن تفترق عن امها لحظة واحدة!!

وحطت بنا الطائرة آخيرا في ارض المطار .. في هذا البلد الغريب الجديد الذي اختاره والدي لأكمل فيه تعليمي الجامعي .. انتابني شعور هو مزيج من السعادة والخوف في آن واحد .. لقد احسست بالارتياح وانا اخطو على الارض الثابتة تحت قدمي بعد ان بقيت معلقة في الهواء اربع ساعات .. ولكنني شعرت بالخوف عندما تلفت حولي فلم اجد سوى تلك الوجوه الغريبة.. وفجاة وجدتها امامي وانا استعد للخروج حاملة حقيبة ملابسي من المطار .. صديقتي الصغيرة التي رأيت فيها طفولتي ، وامها وحولهما لفيف من الاقارب والاصدقاء الذين جاءوا لاستقبالهما .. وابتسمت لي واقتربت مني ، وقالت تحدثني متسائلة : «الم يات احد لاستقبالك ؟ » ثم‌قدمتني الى اسرتها وراحت تتحدث ببراءة الاطفال قالت: « هذا ابي .. وهؤلاء هم اخوتي .. وهذه امي.. لقد كنا ـ انا وامي ـ نقضي عطلة قصيرة عند جدتي ، وعدنا اليوم ، معك على نفس الطائرة ! هل تسافرين وحدك دائما ؟ »

وقلت لصديقتي : « بعد لحظات ساكون في بيت الطالبات ، ولن اكون وحدي ، سيكون معي الكثير من الزميلات والصديقات » .

وودعتني، واصبحت وحدي مرة اخرى ..ووقفت اتامل السيارات وهي تنطلق بالعائدين الى بيوتهم واسرهم. اما انا فقد حرت ماذا افعل.. وانقضت بضع دقائق اخرجني فيها من وحدتي صوت يناديني باسمي عبر مكبر الصوت .. وحملت حقيبتي وذهبت الى حيث طلب الي ان اذهب ، فوجدتها هناك.. سيدة وقورا في العقد الخامس من عمرها، وقدمت لي نفسها .. انها المشرفة على بيت الطالبات ، وقد جاءت لاستقبالي في المطار ..

ووقفت اتطلع اليها برهة قبل ان امد لها يدي مصافحة .. كنت ارجو ان اجد فيها شيئا منك يعوضني حنانك وحبك وعطفك.. ولكن هيهات.. ليس هناك انسانة في الوجود تستطيع ان تحتل مكانك في قلبي ! لقد افتقدتك ياامي .. افتقدت هذه الكلمة الجميلة التي لم تكن تغيب عن شفتي وعن اذني ، عندما اناديك وعندما اسمع اخوتي وهم ينادونك .. في الصبح عندما نصحو وفي المساء عندما نعود من مدرستنا ، وفي الليل عندما ناوي الى فراشنا ، ونلمس بشفاهنا يديك الطاهرتين بين دعواتك وابتهالاتك ..

لقد افتقدتك يا امي .. وساظل افتقدك كل ساعة ، كل يوم ، كل شهر .. الى ان القاك يا أحلى واجمل ام في الدنيا .

ابنتك .

★ ★ ★

الرسالة الثانية :

بعد الزواج

أمي ..

عدت اليوم الى بيتي .. الى عشنا الصغير الذي اعده زوجي ، بعد ان امضينا شهر العسل.. كنت اتمنى ان تكوني قريبة مني يا امي لاحكي لك كل شيء عن تجربتي في حياتي الجديدة مع زوجي .. انه رجل طيب وهو يحبني ، وانا ايضا

احبه .. ولكنني لم اعتد على طباعه .. فى بعض الاحيان اشعر انني اعرفه منذ سنوات .. وفى أحيان اخرى احس انه انسان غريب تماما لا يمت الى عالمي الصغير الذى نشات فيه باية صلة .. ولكن اليست هذه الحقيقة ؟ انني افعل كل مافى وسعي لارضائه .. تاكدى ياامى انني احفظ كل نصائحك . واعمل بكل ما اوصيتني به .. انني مازلت اذكر كل كلمة . كل حرف قلته لى وهمست به فى اذنى . وانت تحتضنينني وتضمينني الى صدرك الحنون ليلة زفافى : «انت مقبلة على حياة جديدة ياابنتى .. حياة لا مكان فيها لأمك او لابيك او لأحد من اخوتك فيها .. ستصبحين ملكا لرجل لايريد أن يشاركه فيك احد حتى لو كان من لحمك ودمك .. كونى له زوجة يا ابنتى . وكونى له أما . اجعليه يشعر انك كل شيء فى حياته وكل شيء فى دنياه .. اذكرى دائما ان الرجل .. اى رجل . طفل كبير . اقل كلمة حلوة تسعده . لا تجعليه يشعر انه بزواجه منك قد حرمك من أهلك واسرتك . ان هذا الشعور نفسه قد ينتابه هو . فهو ايضا قد ترك بيت والديه وترك اسرته من اجلك .. ولكن الفرق بينك وبينه . هو الفرق بين المرأة والرجل .. المرأة تحن دائما الى اسرتها . الى بيتها الذى ولدت فيه ونشات وكبرت وتعلمت .. ولكن لا بد لها ان تعود نفسها على هذه الحياة الجديدة . لا بد لها ان تكيف حياتها مع الرجل الذى اصبح لها زوجا وراعيا وابا لاطفالها .. هذه هى دنياك الجديدة يا ابنتى .. هذا هو حاضرك ومستقبلك .. هذه هى اسرتك التى شاركتما - انت وزوجك - فى صنعها .. اما ابواك فهما ماض .. والحياة فى الماضى عذاب والم .. انني لا اطلب منك ان تنسى اباك وامك واخوتك . لانهم لن ينسوك ابدا ياحبيبتى .. وكيف تنسى الام فلذة كبدها.. ولكنني اطلب منك ان تحبى زوجك وتعيشى له وتسعدى بحياتك معه »

تلك كانت نصائحك لى ياامى ليلة زفافى . التى حدثتنى عنها طويلا . وانتظرتها بدموعك وابتسامتك .. انني مازلت اذكر كل كلمة قلتها لى .. انني ارى الحياة من خلال نظرتك انت اليها .. انك مثلى الاعلى .. ولا هدف لى سوى ان اصنع ما صنعته انت بابى الطيب وبنا نحن ابناءك .. لقد اعطيتنا كل حبك وحنانك .. علمتنا معنى الحياة وكيف نعيشها..وضعت بيدك بذور الحب فى قلوبنا ..

حمل لى البريد أمس تهنئتك الحلوة بعيد ميلادى .. لقد بكيت وانا اقراها يا أمى .. سمعت صوتك فى كل كلمة.فى كل سطر منها.. شيء واحد افتقدته فى يوم مولدى .. انها قبلتك الحانية التى عودتنى عليها كلما مر عام جديد !

لقد انتهيت لتوى من اعداد طعام الغداء لزوجى .. فقد حان موعد عودته من عمله .. لا تقلقى يا أمى . فقد اصبحت طاهية ماهرة..انني اشعر بسعادة عندما اجلس امام زوجى الى المائدة وارقبه وهو ياكل -بشهية- الطعام الذى اعددته له بيدى .. حتى اذا فرغ منه . لم ينس ان يشكرني على ما صنعت له .. لا تنسى انني تلميذتك يا امى .. انت التى علمتنى الطهى .. انت التى علمتنى ان اقصر طريق الى قلب الرجل هو معدته !

انني اسمع المفتاح يدور فى قفل الباب .. لا بد انه زوجي .. نعم انه هو .. انه يريد ان يقرأ رسالتى لك .. يريد ان يعرف ماذا أكتب لامى .. يريد ان يشاركنى هذه اللحظات السعيدة التى اقضيها معك بروحى وفكرى .. انه يطلب منى ان اترك له القلم وافسح له مكانا ليكتب لك .. اقبلك يا أمى .. واقبل ابى واخوتى .. والى لقاء ..

ابنتك .

« امى .. يا اعز الامهات .. وكيف لا ادعوك امى،وانت التى اهديتنى اعز انسانة الى قلبى.. وكيف لا ادعوك امى وانت التى انجبت هذه المخلوقة الرقيقة التى ملات حياتى .. انني اسعد انسان فى الدنيا .. ويكفيني سعادة انني سأقضى كل أيام حياتى مع هذه الفتاة التى امضيت سنوات

طويلة من عمرى ابحث عنها .. مع ابنتك التى اصبحت زوجة لى واما لابنائى قريبا ..

«لقد أعطيتنى ابنتك . اما انا فقد اعطيتها نفسى وروحى .. واعطيتك انت ابنا يا أمى »

• ابنك •

★ ★ ★

الرسالة الثالثة .

بعد ولادة الطفل الاول

أمى ..

احبك .. احبك .. احبك .. احبك كما لم احبك من قبل فى حياتى .. كل شىء من حولى يملأنى بهذا الاحساس الجديد بالحب الذى عرفته لاول مرة فى حياتى .. كل شىء فى داخلى يهزنى هزا .. لقد احببتك دائما يا امى .. ولكننى لم ادرك تماما معنى هذا الحب الكبير الا اليوم .. اليس غريبا ان يحتوينى هذا الشعور اليوم فقط بعد كل تلك الاعوام التى عشت فيها بجانبك ، كما تعيش كل ابنة مع امها .. كنت ارى حبـك لى واحس بعطفكعلى وحنانكالذى طالما غمرتنى به طوال سنوات عمرى وانا طفلة ثم وانا صبية واخيرا وانا فتاة تستعد للقاء الدنيا بعيدا عـن بيت والديها واسرتهـا .. وكنت كلمـا رايـت لهفتك علينا وتضحياتك مـن اجلنا نحن ابناءك الصغار والكبار تملكتنى الحيرة .. اى انسانـة تلك التى لا تتردد فى ان تهب حياتها وكـل ما تملك فى سبيل اسعاد ابنائها ، اى انسانة تلك التى ادعوها امى .. ومن اى معدن هـى . واى قلب هذا الذى لم يعرف الا الحب . لهؤلاء الصغار الذين انجبتهم لهذه الدنيا ؟

مع صرخة طفلى الجديد يا أمى عرفت .. ومع ضحكة طفلى يا امى تعلمـت .. ومـع انفاسه الدافئة العطرة وانا احمله فوق صدرى وجدت .. وجدت الاجابة على كل التساؤلات التى طالمـا حيرتنى وانا انظر الى وجهك واتطلع الى عينيك، وانت تعطين وتعطين وتعطين ، دون ان تنتظرى يوما جزاء على ما تقدمه يداك .. ولا أجر على ما تصنعينه من اجل ابنائك ..

اليوم عرفت معنى الامومة يا أمى .. فقـد اصبحت اما لطفلة جميلة .. اننى ارى فيها نفسى معك .. ارى فيها حياتى كلها منذ ان جئت الـى هذه الدنيا الى ان كبرت وتزوجت ورزقنى الله بهذه المولودة الصغيرة الجميلة .

كانت الولادة متعسرة يا امى .. لقد تعذبـت كثيرا وطويلا..وكنت اتمنى لو انك جئت لتكونى بجانبى فى تلك اللحظات التى تترقبها كل أم .. ولكننى اقدر ظروفك ، واعرف مشاغلك مع ابى ومع اخوتى الصغار ..

لقد نسيت الم الولادة ، وعذابها .. لم اعـد احس بشىء سوى ضربات قلبى الذى كان يخفقبكل الحب الذى يملأ دنياى الجديدة ، وانا ارى مولودتى الصغيرة تحملها الممرضة بين ذراعيها لتضعهـا بجوارى علـى الفراشـ حيث كنت ارقـد فـى المستشفى ..

تاملتها طويلا .. تاملت هذه المخلوقة الصغيرة التى حملتها ورعيتها فى جوفى تسعة اشهر كاملة وانا اعيش معها ولها .. آكل بحساب ، وانام بحساب ، واتحرك بحساب .. وكاننى احمل اغلى واعز كنز فى الدنيا ..

انها دنياى الجديدة يا امى .. انها حياتى وروحى وكل ما املك .. انها ابنتى .. ما اروع صورة الحياة وهى تتكرر ..

اقبلك يا امى قبلة كبيرة .. وتشاركنى قبلتى حفيدتك الصغيرة ..

ابنتك • ■■

منير نصيف

في النهار يبقى فرس النهر في الماء
زرافات .. زرافات

■ اسم هذا الحيوان فرس النهر
Hippopotamus

واول ما يأخذك منه ضخامته • فالبالغ منه ، يبلغ طوله ما بين ١٢ الى ١٤ قدما ، ويبلغ ارتفاعــه عند الكتف ٥ أقــدام او اكثر منها • وهو قد يزن أربعة أطنان •

وهو اكبر الحيوانات الثديية الارضية باستثناء الفيل ، فهو يحتل المكان الثاني • ويشاركه هذا المكان الحيوان المسمى بوحيد القرن Rhinoceros.

واسمه يوحي بأنه ينتسب الى جماعة الخيل ، ولكنه في الحق ينتسب الى جماعة الخنازير •

وشكل فرس النهر شكل غريب ، ليس فيه الكثير من الجمال ، ولكنه يأتلف والحياة التي يحياها • فأنت تراه في الماء ، حيث يقبع ، وقد اختفى فيه رأسه العظيم،ولكن تركيب هذا الرأس والوجه جعله مسطحا من اعلى ، وفي هذا الاعلى كان موضــع المنخارين ، ومــوضع العينين ، وموضــع الاذنين ، لم يختفيا في الماء رغم اختفــاء الرأس • ويعوم الفرس،وتظل هذه تهديه الطريق •

وفم الفرس واسع عريض عجيب ، وهو صُنع كذلك ليحتش من الحشائش التــي تنمو في قاع الماء في مجاريه وبحيراته •

ولهذا الفرس جلد سميك ، اسمر اللون او بني ، يبلغ سمكه بوصة ونصف بوصة علــى الظهر وفي جنبيه ، وهو عار مــن الشعر الا عند الذيل •

وفي فم الحيوان اســنان كبيرة تفــوق اسنان الفيلة صلابة •

وفي النهار يبقى فرس النهر في الماء ، زرافات زرافات ، تضم الواحدة منها مــا بين ٢٠ الى ٤٠ فرسا • وهي في اثــناء ذلك تغطس في الماء ، وتظل محتجبة فيه بضع دقائق ، ثم تخرج راسها •

وفي الليل يطلب الفرس غذاءه مــن حشيش الماء ونباته • وقد يقطع الثمانية من الاميال او التسعة حتى يحصل علــى طعامه ، وهو كثيرا مــا يخرج يطلب مــن النبات المزروع في الارض حاجته ، حيث استقر الناس بالفلاحة ، وعندها كثيرا ما لقيت الافراســ حتفها حتــى كــادت ان تنقرض • والافارقة يقتلونها طلبا للحمها ولـســها •

ويَقول احد المستكشفين انه رأى فيما رأى فرس نهر يخرج من الماء ويعدو في الارض في اهتياج ، بسرعة ما خال انه يبلغ مثلهــا ابدا • ولو انه توجه بها الى رجل ما أمكنه الافلات منه ابدا •

وفرس النهر يعيش عيشة طيبة علــى الاسر في حدائــق الحيوانــات ، ويتوالد ، وولده يزن عند الولادة نحو ٥٠ رطلا،وقد يولد تحت سطح الماء ، وهو يقدر علــى العوم قبل ان يتعلم المشي • ●●

(ز)

١٤ ـ ثدى وأثداء

« الثدى » خاص بالمرأة ، او عامّ بين الجنسين، ووزنه « فَعل » ، والاشهر فى كل اسم على هذا الوزن ان يجمع على « فُعُول » او « أفعُل » ، ولهذا يجمع « ثَدى » على « ثُدِيّ » ،و « آثد »، كما يقال : نفس ، نفوس ، انفس ، وشـهر ، شهور ، اشهر ، وعين ، عيون ، اعين • وقد ورد الجمعـان « ثُدِيّ » ، و « آثد » فى المعـاجم والنصوص المأثورة ولو لم يردا لكانا مقبولين ، لانهما قياسيان كما راينا ، وهما ايضا سائغان •

وبعضنا ينكر الجمع « اثداء » لانه لم يرد فى معجم ولا نص مأثور ، ونحن نرى قبوله ، لانه سائغ ، ولانه يوافق عشرات من امثاله فى الوزن • وكثير من الاسماء على وزن « فَعل » جمعت على افعال ايضا ، مثل : عين واعيان وبهو وابهاء ، حَسىّ واحساء ، ثوب وأثواب وجوّ واجواء وقيد واقياد ، سدّ وأسداد ، وهكذا عشرات ، بل ان بعض الاسماء على « فَعل » لم يسمع لها جمع الا على افعال ، وهو وحده جمعها السائغ ، مثل : شيء واشياء ، حَمو واحماء ، حي واحياء ، جوف واجواف ، نَحو وانحاء ، ربو وارباء ، نوع وانواع •

ثم ننظر الى المفرد « ثدى » فنرى ان له وزنين آخرين ، هما « ثَدى » و « ثِدى » وكل ما كان على « فَعَل » فاشهر جموعه على وزن افعال ، فنقول : ثَدى واثداء ، كما قيل : ندى وانداء ، حشى واحشاء ، وصدى واصداء ، رجا وارجاء ، وامثالها من غير المقصور عشرات وعشرات ، مثل : سبب ، اسباب ، وعدد ، اعداد•وناتى الى الوزن الثانى « ثِدى » ووزنه « فِعل » ،وكثير من امثلته تجمع على « افعال » ايضا ، فعلى وزن « ثدى » ، ـ يائى الآخر ـ هذه الامثلة : زى وازياء ، ثِنى والثناء ، وحِنى واحناء ، رِعى (مرعى) ، ارعاء،

ومـن امثلتـه فيمـا آخـره واو : حِنـو واحنـاء ، جِـرو واجـراء ، شـلو واشـلاء ، تلـو (التـابـع) واتـلاء ، حقـو (الخصر) احقاء ،وعِضو واعضاء ، واما امثلته من الصحيح الآخر فعشرات ايضا ، وما قيس على كلام العرب فهو من كلام العرب ما دام سـائغا فى الالسنة والآذان ، سهل الفهم على من يجهله اذا سمعه او قراه اول مرة ، ما دام يعرف الكلمة المجانسة له فى الحروف •

وكلمة « اثداء » اسهل فهما على من يعرف معنى « ثُدِيّ » « وأثد » ، بل هى اقرب الى ذهن السامع اذا سئل عن جَمع « ثدى » فاول ما يخطر بباله واخفه على لسانه هو « اثداء » ولكن الجمعين الآخرين يحتاجان الى نظر ، وبعض ما قلناه على « اثداء » يكفى للدلالة على اصالتها فى العربية، وان كانت لم ترد فى معجم ولا نص مأثور ، وكل ما كثرت امثلته فى الفصيحة فلا حرج أن يقاس عليه غيره ، وما شاع فى الدارجة من ذلك فهو اولى بالقبول ، بل هو اولى من الفصيح الوارد ما دام : اسوغ منه نطقا وسمعا •

١٥ ـ بؤساء (جمع بائس)

حول هذا الجمع ، قامت معركة واسعة فى اوائل هذا القرن ، حين ترجم شاعرنا المرحوم حافظ ابراهيم رواية عن الفرنسية عنوانها « Les Ms-erables » للشاعر الروائى الفرنسى فكتور هيجو Victor Hugo ،وقد ترجم حافظ هذا العنوان بكلمة « البؤساء » بمعنى التعساء ، فانكرها عليه كثير ، وراوا ان صوابها «البائسون » جمعا لبائس، وان كلمة « بائس » لا تجمع على « بؤساء » ، وان « بؤساء » جمع « بئيس » بمعنى القوى او الشديد فى الحرب ، وهى من « الباس » ، اى القوة ، وليست من « البؤس » بمعنى التعاسة ، والقياس عندهم ان « فعلاء » جمع « فعيل » كما يقال شرفاء وشريف ، نبلاء ونبيل ، عظماء وعظيم (١)

وفاتهم ان كلمة«بائس» تجمع على بؤساء قياسا ، وامثالها فى لغتنا كثير ، ومن ذلك : عاقل وعقلاء، جاهل وجهلاء ، باسل وبسلاء ، شاعر وشعراء ، صالح وصلحاء ٠

وفاتهم ايضا ان هناك كلمة « بئيس » بمعنى التعاسة أو التعس ايضا (٢) فهى تجمع على « بؤساء » قياسا على وفق القواعد المشهورة ٠

١٦ ـ بواسل (جمع باسل)

المعاجم القريبة لا تذكر «بواسل» جمعا لباسل، بل تذكر جمعين آخرين هما « بسل » و « بسلاء » مع انهما لا يتفقان مع القواعد الشائعة ، ولكنهما مقبولان ، لانهما سماعيان ٠

اما الجمع « بواسل » الذى ينكره لغويو هذا العصر فقد ورد فى الشعر القديم ، ومن ذلك قول باعث بن صريمبن اسد اليشكرى ـ وكان بنو اسيد قتلوا اخاه «وائلا» فاخذ بثاره ثم قال يفخر بذلك:

سائل أسيدا . هل ثارت بوائل
أم هل شفيت النفس من بلبالها ؟
بكتيبة سفع الوجوه بواسل
كالأسد ، حين تذب عن اشبالها

ويرى الزبيدى فى معجمه « تاج العروس » ان ما كان على وزن « فاعل » ـ وصفا لمذكر عاقل ـ يجمع على فواعل ، وهناك امثلة كثيرة تؤيده ، مثل : فارس وفوارس ، ناكص ونواكص ، سابق وسوابق ، هالك وهوالك ٠

وليس سقوط كلمة من المعاجم بعضها او كلها حجة على عدم ورودها فى اللغة ، لا سيما حين تكون مما يقاس على وجه من الوجوه اللغوية الكثيرة ، وقد سقطت من المعاجمكلمات كثيرة وردت فى التراث ، بل ان لنا نحن العرب الان ـ فيما لم يرد من الجموع ـ ان نستعمل ما يسهلعلى السنتنا اليوم ، ما دامت له امثلة من صيغ عربية مشهورة معروفة كالامثلة التى ذكرناها ، ويزيد راينا قوة انتشار هذه الامثلة نثرا وشعرا فيما يكتب العرب اليوم او يحاضرون به ٠

■■

م ٠ خ ٠ ت

---

(١) ذكر ابن هشام فى « التصريح » ان ما دلعلى معنى يشبه الغريزة فى ثباته . وعدم اكتسابه فان الوصف منه على«فاعل» يجمع على « فعلاء »مثل عاقل وعقلاء ٠٠٠

(٢) وردت كلمة «بئيس» بمعنى التعاسة او الفقرفى قول الفرزدق

وبيضاء من اهل المدينة لم تذق بئيسا . ولم تتبع حمولة مجحد

ووردت بمعنى التعس ايضا فى بيت قراته فىديوان بشار . فى قصيدة من احملقصائده الغزلية

فراتنى حيران منشعب القلب بئيسا من حبها فى قيود

وقد وردت بئيس بمعنى شدة الحاجة والافتقار فىاربعة معاجم كبيرة : هى . « الصحاح » للجوهرى . و « العباب » للصغانى . و « لسان العرب » لابنمنظور . و « تاج العروس » للزبيدى . وهى ـ وان كانت مصدرا ـ تستعمل وصفا كعادة العرب فىذلك،فهم يقولون رجل عدل . بمعنى « عادل » ٠

استطلاع بقلم :
محمد طنطاوي

تصوير :
عبد الناصر شقرة

عاصمة للأكراد في العراق

اربيل

اعرف وطنك أيها العربي

الى اعلى : منظر عام لقلعة اربيل التى تعود الى عصر الاشوريين منذ اكثر من ٢٥٠٠ عام ق٠م والى اسفل القلعة مدينة اربيل ويظهر فى الصورة الحى القديم فى المدينة ٠

الى اليسار : المنارة الاثرية وهى الاثر الوحيد الباقى من الجامع الكبير الذى انشأه مظفر الدين كوكبورى ٠

الى اليمين : هذه الفتاة الكردية ترتدى الزى القومى التقليدى وتقف وسط الورود الملونة ٠٠ ان الاكراد يعشقون الالوان الزاهية عشقهم للطبيعة والاماكن الخلوية ٠ والى اعلى اليمين شاب كردى بالزى التقليدى وهو منظر لم يعد شائعا فى اربيل اليوم ٠

● قلعـــة أربيـــل تتحول الى مدينـــة ســـياحيـــة

■ عندما توجهنا الى شمال العراق فيطريقنا الى مدينة اربيـل تلك المدينـة التاريخية العريقة . والتي يعود تاريخهاالى عهد الآشوريين ، كنا نتوقع ـ طبقا لما نقرأ في الصحف والمجلات الاجنبية ـ اننسمع اصوات المدافع والرشاشات وان نرى حربا تدور بين قوات الجيش العراقي منناحية وبين فلول الملا مصطفى البرزاني من جهة اخرى ٠٠ ولكن على طول الطريقمن بغداد الى اربيل ، ويبلغ طوله ٤٤٨ كيلو مترا ، لم نسمع صوت انفجار واحداو حتى طلقة رصاص واحدة !! ٠

وعندما وصلنا الى حدود مدينة أربيل وجدنا كل شيء هادئا تماما ٠

الحياة تسير سيرها العادي ٠

الفلاحون في حقولهم المحيطة باربيل يعملون استعدادا للموسم الزراعي القادم مع الامطار ، العمال يذهبون الى مصانعهم حيث تدور عجلة الانتاج ، تحاول ان تعوض الخسارة الناتجة عـن الاحداث والقلاقل التي سببها التمـرد الاخيـر للبرزاني واتباعه ٠ الطلبة في مدارسهم يدرسون علومهم باللغتين الكردية والعربية ٠ التيءالوحيد الذي لم يكن عاديا ، هو النشاط السياسي الذي كان يسود المدينة وهي تستعد لاجتماع اولمجلس تشريعي لاقليم كرستان والذي يضم ٣ محافظات هي اربيل ودهوك والسليمانية تنفيذا لقانون الحكم الذاتي الذي وضع موضع التنفيذ في الثلث الاخير من عام ١٩٧٤ ٠

قلعة أربيل
تاريخها يعود الى عام ٢٣٥٠ ق٠م

تعتبر قلعة اربيل من اهم المعالم التاريخيـة القديمة في المدينة .وهناك اختلاف كبير حولتاريخ انشاء هذه القلعة ٠

البعض ينسب بناءها الى الملك سرجون الاكدي (٢٣٥٠ق٠م) والبعض الاخر يقول ان القلعـة تكونت نتيجة العصور التي مرت على اربيل المدينة العريقة التي جاء ذكرها في الكتابات البابليـة والاشورية تحت اسم « اربا ـ ايلو » ومعناهـا الالهة الاربعة ٠

وقد اشتهرت اربيل بانها كانت مركزا هاما من مراكز عبادة الالهة عشتار حتى ان المدينة اطلـق عليها اسم « عشتار اربلا » ٠

وتعتبر أربيل من اقدم المدن في العالم ، والتي ظلت ماهولة ، وفي مكانها القديم على مرالعصور وتحتل قلعة اربيل ، والتي تقع فوق التل الذي تحيط به المدينة الجديدة ، مساحة ٦٠ الف متـر مربع على ارتفاع ١٥٠ قدما ٠

واهل اربيل من الاكراد يطلقون على مدينتهم اسم « هه ولير » اي المدينة العالية لوجود القلعة وتحتها المدينة ٠

وهناك روايات تاريخية كثيرة عن قلعة اربيل ، يقال مثلا ان الامبراطور الفارسي داريوس بعـد ان هزم في حربه مع الاسكندر الاكبر عام ٣٣٠ق٠م اتجه نحو « اربيل » وترك كنوزه في قلعتها ثم هرب ٠

وقد وصف ياقوت الحموي ، في معجم البلدان ، اربيل بانها قلعة حصينة ، ومدينة كبيرة في فضاء من الارض . وبقلعتها خندق عميق ، وفي هـذه القلعة اسواق ومنازل للرعية وجامع للصلاة ٠٠

وبالرغم من انه لم تجـر حفريات اثرية بصفة منظمة في منطقة القلعة حتى الان ، الا انه قـد تم العثور على بعض الاثار من بينها لوح مكتوب لآشور بانيـال ، وتمثـال برونزي مكتوب يذكـر الالهة عشتار والملك الاشوري اشوروان الثالـث (٧٧٢ ـ ٧٥٤ ق٠م) ويقول علماء الاثار ان الحفريات العلمـيـة التـي ستجرى في المستقبل ، وطبقـا لخطـة موضـوعـة ، تكشـف عـن

آثار قد تميط اللثام عن حقائق تاريخية هامة تروى قصة الحضارات المتعاقبة التى شهدتها المنطقة .

جولة فى اربيل الحديثة

تقع مدينة اربيل فى وسط السهل الممتد بين نهرى الزاب الاكبر والاصغر ويتيح لها موقعها فرصة الامتداد العمرانى . على عكس مدينة السليمانية التى تقع وسط الجبال والتلال . ولهذا السبب وبحكم موقعها الجغرافى ايضا تم اختيار اربيل لتكون مركزا للحكم الذاتى لاقليم كردستان.

ومن خلال جولة سريعة فى المدينة التى تقع اسفل القلعة وجدت اغلب شوارع المدينة ممهدة بالمكدام.. وهناك اهتمام كبير بالحدائق العامة والزهور والاشجار .. وعدد سكان المدينة حاليا يصل الى نحو ٢٠٠ الف وخاصة بعد المشروعات الصناعية الجديدة التى انشئت فى السنوات الاخيرة .

أما عدد سكان المحافظة كلها ومساحتها ١٥٫٣١٥ كيلو مترا مربعا فهو يصل الى نحو نصف مليون . وان كانت الاحصاءات الرسمية المتوفرة حاليا ، وقد اجريت فى عام ١٩٦٥ ، تقول ان عدد سكان محافظة اربيل هو ٣٥٦٢٩٣ نسمة ، واكثر من ٩٠٪ من سكان المحافظة هم من الاكراد .

وتضم المدينة الى جانب الحدائق العامة أندية رياضية ، ومستشفى حديثا ومدارس ثانوية وابتدائية ومتوسطة للبنين والبنات وكذلك مدارس اعدادية مهنية ومعهدا لاعداد المعلمين والمعلمات .

وفى شوارع مدينة اربيل لا يشاهد المرء ابناء

خريطة تبين موقع الحكم الذاتى لاقليم كردستان الذى يضم محافظات اربيل والسليمانية ودهوك

يشتهر الاكراد بالصناعات التقليدية من الاخشاب والصوف ويقبل السياح على شراء هذه المصنوعات، ويتوارث الابنـاء عن الآباء طرق هـذه الصناعات اليدوية الدقيقة التي تعتمد أساسا على المـواد الخام المتوفرة في المنطقة •

الى اليسار : لحظة استرخاء بعد ان اتعبهم العمل فـى الحقول مجموعة من الاكراد الذين يعملون في الزراعة يشغلـون فراغهم بلعبـة تشبه « السيجا » •

في قريـة قريبة تبعـد ٥ كيلومترات عن مدينـةأربيل في الطريق المؤدى الى مصيف صلاح الدين جلس هذا الفتى الكردى على مجرىالماء الذى ينبعمن الجبل ويحمل معه الحياة والخير لسكان القرى الذين يعيشون على الزراعة ٠

الىاليمين : تمتلىء المنطقة الزراعيـة المحيطـة باربيل بالخيرات الكثيرة ٠٠ وفـي الصورة مجموعة منالفلاحين يعبئون محصول « البلوط » وهى ثمار شبيهة بثمـــار الكستناء تمهيدا لنقلـــه الى اسواق مدينة اربيل ٠

محافظة اربيل يتحدث عن مشروعات المستقبل ان هناك١٥مليون دينار خصصت لانشاءوتعبيد شبكة طرق تربطبين قرى ومدن محافظةاربيل.

صورة تبين الشارعالتجارى الذى يقع اسفل القلعةفي قلب

الجيل الجديد من الاكراد وهم يرتدون ازياءهم القومية الزاهية ، لقد استبدلوا بها الازياء الغربية الحديثة .. الفتيات يرتدين البنطال .. وكذلك الشبان !! والى جانب الازياء الحديثة فان الازياء الكردية التقليدية تراها في الاسواق القديمة ، وبين هؤلاء الفلاحين من الاكراد الذين يجيئون الى المدينة من قراهم المحيطة بها لقضاء مصالحهم .

منارة اربيل تعود الى عهد مظفر الدين كوكبرى

وفي وسط المدينة ترتفع منارة الربة تعرف بالمنارة المظفرية نسبة الى مظفر الدين كوكبرى الذى حكم اربيل وتوفى في عام ١١٣٢م (٦٣٠هـ).

والقسم الباقي من المنارة يبلغ ارتفاعه٣٧مترا.

وتمثل هذه المنارة بقايا جامع كبير انشاه مظفر الدين .

وقد ذكر الرحالة نيبور عن رحلته الى اربيل في عام ١٧٦٦ قائلا:وليس في اربيل آثار شاخصة ما عدا بقايا جامع كبير يقعبعيدا عن القلعة وسط الحقول وهو من آثار السلطان المظفر . والمنارة القائمة بجانب الجامع قوية البناء وهي مبنية من الآجر والكلس .. ولها مدخلان ويمكن الصعود الى قمتها بسهولة ومدخلا المنارة متقابلان وباستطاعة شخصين الصعود اليها في آن واحد دون ان يرى احدهما الاخر حتى يصلا الى برج المنارة » .

وقد زالت كل آثار الجامع ولم يبق سوى المنارة الان . وهي تشبه منارة الجامع النوري في الموصل

مدينة اربيل.ويضم هذا الشارع الاسواقالتقليدية القديمة

ومنارة دافونا في كركوك والتي يعود تاريخها الى ما بين (٥٤٣ هـ ـ ٥٨٦ هـ) .

محافظ اربيل يتحدث الحكم الذاتي تجربة ستنجح

وفي لقاء مع محافظ اربيل السيد « حلال رشيد حوشناو » دار حديث طويل حول تجربة الحكم الذاتي ، وحول المشروعات الصناعية في اربيل . ومستقبلها كعاصمة لاقليمكردستان ومقر للمجلس التشريعي للحكم الذاتي . والمشروعات السياحية للمحافظة.وحول استقرار الاوضاعبعد ان حوصرت فلول اتباع الملا مصطفى البرزاني في قطاع صغير بمنطقة حاجي عمران على الحدود العراقية الايرانية .

● اربيل ...

وقال المحافظ ان تجربة الحكم الذاتي ـ وقد بدأ تطبيقها ـ تبشر بنجاح عظيم وهي تحمل ايضا معها املا في نهضة اقتصادية واجتماعية بالمنطقة.. لقد عانت المنطقة الشمالية من ثورات متعددة قام بها والد الملا مصطفى في عام ١٩٣٣ . ثم قام الملا مصطفى بعدة حركات مسلحة في اعوام ١٩٤٣ . ١٩٦١ ، ١٩٧٠ وكانت المنطقة طوال هذه السنوات في حالة عدم استقرار وثورات مستمرة وبالتالي فان التعليم لم يكن مستقرا وكذلك مشروعات التعمير كانت شبه متوقفة .

اما اليوم فان نظام الحكم الذاتي لاقليم كردستان يلبي مطالب الاكراد ، لقد عاني الاكراد كثيرا قبل ثورة ١٧ تموز وعلى سبيل المثال فان فتاة كردية تخرجت من دار المعلمات ولكنها لم تعين لالسبب الا ان اسمها « كردستان » .. وجاءت ثورة ١٧ تموز لتضع حدا للتفرقة بين القوميات التي تعيش في وطن واحد .

ان المجلس التشريعي يضم ٨٠ عضوا . كل عضو فيه يمثل سكان المنطقة كلهم . ومدة المجلس ٣ سنوات وبعدها ينتخب مجلسجديد وهكذا.ويحق للمجلس التشريعياستجواباعضاء المجلسالتنفيذي او سحب الثقة منهم .

وقانون الحكم الذاتي ينص على ان منطقة كردستان جزء لايتجزا من ارض العراق ، وشعبها جزء لايتجزأ من شعب العراق . وهو ايضا ينص على ان تكون اللغة الكردية لغة التعليم الى جانب اللغة العربية في المنطقة .. وتقوم المدارس الان بتدريس اللغة العربية الزاميا . اما بالنسبة للمدارس التي تكون في مناطق سكانها من القومية العربية فيكون التعليم فيها باللغة العربية وتدرس اللغة الكردية لهم اجباريا . »

مشروعات انشاء طرق تتكلف ٧٧ مليون دينار

وانتقل الحديث الى المشروعات الجديدة التي ستتم في المنطقة .. ان وعورة المواصلات ، وخاصة في المناطق الجبلية تمثل مشكلة رئيسية بالنسبة لاستغلال الاراضي الخصبة ، وايصال محصولها من الفواكه مثل التفاح والكمثرى والرمان الى

الى اليمين : يقوم طلبة وطالبات معهد المعلمين باقامة حفلات مسرحية يقدمون فيها مسرحيات اجتماعية تهدف الى اصلاح بعض العيوب التى يعانى منها المجتمع الكردى · والصورة تمثل مشهدا من احدى المسرحيات وكلها باللغة الكردية·

الى اسفل : الفتاة الكردية الحديثة ـ تخلت عن الزى التقليدى وتمسكت الان بسلاح العلم والدراسة · ·

الى اعلى : معهد اعداد المعلمين يقوم باعداد طلبة ليعملوا كمدرسين فى المدارس المتوسطة ويضم المعهد نحو ١٥٠٠ طالب وطالبة وهو المعهد العالى الوحيد فى اربيل ·

الى اسفل : فى المدرسة الاعدادية المهنية يتم اعداد الفتيان اعدادا فنيا وتشتمل المدرسة على اقسام للمكانيكا والكهرباء والتجارة ·

الاسواق .. وقد تم اعتماد مبلغ ٧٧ مليون دينار لتعبيد وانشاء طرق في منطقة كردستان ككل ، ويخص محافظة اربيل منها مبلغ ١٥ مليون دينار .

مليون ونصف مليون دينار لانتاج السجاد اليدوي

وهناك ايضا مشروع انشاء مصنع جديد للنسيج الصوفي يتكلف ٦ ملايين دينار وخاصة ان المنطقة تشتهر بانتاجها للصوف الخام .. ويبلغ عدد قطعان الاغنام والماعز في المنطقة مايزيد على مليون راس .وهناك الان ايضا مصنع للسجاد اليدوي تكلف ٥٢٩٠٠٠ر١ دينار وقد بلغ انتاجه السنوي ١٦٦٨٠ر١٦ مترمربع للانواع التي يبلغ عدد عقدها ٩ عقد بالبوصة و١٠٠٠ مترمربع لـ ١٦ عقدة ، و٣٢٠ مترامربعا للانواع الفاخرة ، التي تبلغ عدد العقد فيها ٢٥ عقدة فاكثر .

ويتخصص هذا المصنع في انتاج السجاد الذي تستوحى نقشاته من التاريخ العراقي القديم وذلك الى جوار النقشات العالمية المعروفة . ويضم المصنع ٨٥٠ نولا ويبلغ عدد العاملين فيه ١٧٥٠ تحت التدريب و٢٥٦ عاملا مشرفا . واغلب العاملين من الفتيات . واقل اجر اثناء التدريب هو ١٥٠ فلسا يوميا .

تجميع القــرى

ومن بين المشروعات الجديدة انشاء قرى نموذجية. كل قرية منها لاتقل عن ٥٠٠ دار وتضم مركزا صحيا ومدرسة مزودة بالماء والكهرباء . وبها جمعية تعاونية زراعية تقوم بتاجير الالات الزراعية للفلاحين باجور رمزية . والخطة المرسومة لهذه القـرى النموذجية ان تضم كل قرية مشروعا صغيرا لتربية الدواجن . ولتجميع الالبان . وتربية الاغنام . والـغرض الاساسي من هذا المشروع هو ايصـال الخدمات الى الفلاحين بطريقة منظمة وسهلة وخاصة ان الوضع الحالي وتناثر الفلاحين على رقعة واسعة من الارض لايسمح بهذا ..

السياحة مصدر رئيسي للدخــل

واختتم محافظ اربيل حديثه معنا قائلا : ان السياحة تمثل مصدرا رئيسيا من مصادر الدخل في أربيل . فعندنا هنا عدة مصايف تضارع أحدث المصايف العالمية..كمصيف صلاح الدين .وشقلاوة وغيرها .

وقد تم انشاء عدد كبير من الفنادق ويجرى الان انشاء فنادق جديدة وشاليهات تؤجر للمصطافين بالاسبوع او بالشهر . ان شقلاوة وحدها تضم الان ٥٠ فندقا . وسيتم انشاء فندق عالمـي يتكلـف ٢ مليون دينار في مصيف صلاح الدين. ونحن نحاول الان رفع مستوى الخدمة الفندقية وبذلك نستطيع

تشتهر مدينة أربيل بصناعات الالبان وجبن اربيل المشهور تقوم بصنعه قبيلة هي «قبيلة الهركيون» من لبن الاغنام وبعض النباتات الخاصة التي لا يعرف سرها سواهم وتعطي هذا الجبن نكهة مميزة . ويباع الكيلو الواحد من هذا الجبن بدينارين تقريبا .

استغلال ماانعمت عليه بنا الطبيعة استغلالا حسنا، وبذلك نجتذب السياح من الخارج ايضا . »

مصنع سجائر ينتج ١٠ ملايين سيجارة يوميا

وفي مدينة اربيل يوجد مصنع من اكبر مصانع انتاج السجائر في الشرق الاوسط .. ويستطيع هذا المصنع ، والاته كلها من احدث ماتوصل اليه العلم في هذا الميدان ، انتاج ١٠ ملايين سيجارة يوميا . وتبدأ عملية انتاج السجائر بترطيب التبغ ثم التقطيع والخلط وكلها تتم بواسطة آلات اوتوماتيكية . وبعد ذلك يتم سحب التبغ الى الالات التي تقوم بصنع السجائر والمصنع يضم١٢ آلة تستطيع الواحدة منها انتاج ٢٢٠٠ سيجارة فلتر في الدقيقة الواحدة .. وبعد ذلك تقوم آلات اخرى اوتوماتيكية ايضا بتعبئة السجاير وتغليفها بالسلوفان . والمصنع يضم مطبعة خاصة تقوم بصنع اغلفة العلب ، وهناك مختبر يقوم بعمليات اختبار وفحص السجائر والتبغ ومراقبة النسب المقررة لخلط التبغ الفرجيني مع التبغ العراقي .

ومن المعروف ان منطقة كردستان تنتج كميات كبيرة من التبغ . ويعمل في المصنع ٢٥٠ عاملا و ٥٠ موظفا فنيا واداريا . ويجرى الان العمل على انشاء ١٢٠ دارا نموذجية للعمال وكذلك اربعة عمارات سكنية لهم تضم كل واحدة منها ٣٦ شقة ، وذلك بخلاف منازل الموظفين والفنيين . ويتم تقديم وجبة غذائية صحية لكل العمال بمبلغ لا يتجاوز المائة فلس .

مشروع للدواجن ينتج ٣٠٠ الف بيضة يوميا

وفي اربيل يوجد اكبر مشروع للدواجن في العراق والمشروع لم يتم بعد ، ولكنه بدأ مراحل انتاجه الاولى ، وسيحتل هذا المشروع مساحة ٤ آلاف دونم ، وينقسم المشروع الى ٣ مزارع

هذا الملاح العجوز يحمل اكياس من «البلوط» وهي ثمار شبيهة بالكستناء ، على ظهر حماره ويسير في الطريق الجبلي الى مدينة اربيل لبيع البلوط في اسواقها .

بعض العاملات فى مصنع السجائر باربيل وقد ارتدين الكمامات الواقية اثناء عملهن فى تقليب التبغ لفرمه بالماكينات الاوتوماتيكية .

الى اليمين : هذه واحدة من الالات الحديثة التى تستطيع انتاج ٢٢٠٠ سيجارة فلتر فى الدقيقة الواحدة ويضم مصنع السجائر فى اربيل ١٢ ماكينة من هذا النوع .

الى اليسار : واحدة من حظائر الدجاج فى مشروع الدواجن باربيل وهى حظائر داخلية لا يسمح بدخول احد اليها الا بعد تعقيمه وارتدائه زيا معينا

الى اسفل : واحدة من ١٧٥٠ تلميذ وتلميذة يتدربون على العمل فى مصنع السجاد اليدوى ، ان انتاج المصنع يباع الان فى اسواق العالم المختلفة.

حمزة عثمان عضو المجلس التشريعي لاقليم كردستان وحديث عن الاخوة بين العرب والاكراد ٠

للدواجن ، مزرعة للامهات لانتاج حوالى ١٠ ملايين بيضة ملقحة سنويا ، ومزرعة لانتاج دجاج اللحم تضم مفقسا اوتوماتيكيا حديثا بسعة ١٠ ملايين بيضة فى السنة ٠

والمزرعة الثالثة لانتاج بيض المائدة ٠٠ وتضم ٣ حقول يبلغ انتاجها اليومى من البيض نحو ٣٠٠ الف بيضة ٠ اما انتاج دجاج اللحم فيصل ـ حسب الخطة الموضوعة ـ الى ٥ر٢ مليون دجاجة سنويا ٠

ويضم المشروع مصنعا كبيرا للعلف طاقته ٥ اطنان بالساعة وكذلك مجزرا اوتوماتيكيا حديثا يقوم بذبح الدجاج وتغليفه وتجميده ، وكذلك توجد غرف مبردة خاصة لحفظ البيض ٠ وستنتهى كافة انشاءات هذه المزرعة الكبرى للدجاج خلال عام ١٩٧٥ وتبلغ تكاليفها نحو ٥ر٣ مليون دينار عراقى ٠ ويتبع نظام الحظائر المغلقة فى تربية الدجاج وهو احدث نظام يتبع فى الدول المتقدمة الان ٠

وسيتم ايضا تشجير المساحات الواقعة بين مبانى المزارع المخصصة للدجاج وذلك باشجار الرمان والتين والعنب والكمثرى ٠

عودة المهاجرين

اثناء جولتنا فى محافظة اربيل شاهدنا تدفق اعداد كبيرة من القبائل الكردية المختلفة وهم يعودون من اتجاه الحدود التركية ، لقد اجبرهم الملا مصطفى على هجر قراهم واراضيهم والنزوح معه الى الحدود الايرانية العراقية٠ولكنهم غادروا الملا مصطفى وعادوا الى العراق مرة اخرى مصطحبين معهم اغنامهم وماشيتهم ٠ ومن بين القبائل التى عادت عن طريق تركيا عشائر « الهركيين » وهى عشائر اشتهرت بصنع نوع من الجبن مضاف اليه نوع من الحشائش التى تنبت فى سهل نهر الزاب وتعطى هذا الجبن رائحة مميزة ٠٠ وقد قدمت سلطات الحكم الذاتى كل المعونات اللازمة للاكراد العائدين ٠٠ ويقول الاستاذ حمزة عثمان عضو المجلس التشريعى لاقليم كردستان ان الغالبية العظمى للاكراد تؤيد الحكم الذاتى وان اغلب اعوان

الرعى من المهن الرئيسية بالنسبة للاكراد ويمتلك

الملا مصطفى ينفضون من حوله الان وانه لـــولا المساعدات الاجنبية التى يتلقاها لكان امره قـــد انتهى منذ شهور عديدة ..

« ان الكردى يهمه الان ان يلحق بركب التطور وان يتعلمويتزود باسلحة المعرفة لا اسلحة الدمار والقتل،ان الاكراد كانوا دائما عبر التاريخ اشقاء للعرب .. وهم يرحبون بالوحدة العربية »

منطقة زراعية خصبة

وتحيط بمدينة اربيل مناطق زراعية خصـــبة ويبلغ متوسط الامطار سنويا نحو ٢٥٠ ملم ، وتعتمد الزراعة اساسا على هذه الامطار ولذلك فان هذه الاراضى تزرع مرة واحدة فى العام وينتج كيلو البذار ١٠٠ كجم مـــن المحصـــول والمحصـــول الرئيسى هناك هو القمح والشعير .

اما فى المناطق الجبلية فتكثر الفواكه مثـــل التفاح والبرقوق والتين والخوخ والرمان والعنـــب والزيتون ولولا سوء المواصلات لوصلت هـــذه الفواكه الى اسواق العراق .

الدبكة الكردية فى المناسبات والاحتفالات

ويحب الاكراد الرقص والطرب ، ويحبون ايضا الملابس الزاهية الالوان . ويعرف عنهم ايضا حبهم للاناقة .. ومن المناسبات التى كانوا يحتفلون بها مناسبات حلول موعد الانطلاق باغنامهم الى الجبال للرعى .. وكذلك مناسبة العودة من المراعى بعد موسم جيد .

وعادة ما يكون الاحتفال معبرا عن التقاليـــد والعادات التى يتوارثها الاكراد ابا عن جد .

والرقصة التقليدية هى الدبكة الكرديةويؤديها الفتيان والفتيات على انغام المزمار ودقات الطبول وهميرتدون ازياءهم القومية ذات الالوان الزاهية. وعادة ماينحر احد الخراف ويشوى على النار ثم يقدم لحمه للمدعوين . وتختلف العادات بين العشائر المختلفة .. ولايزال الكثيرون حتى الان يحتفلون بهذه المناسبات على نفس الطريقة التى توارثوها عن اجدادهم وآبائهم.ولكن الملابس الزاهية بدات

لاكراد قطعانا كبيرة من الاغنام والخيل . وتمتازالخيول الكردية بقوة احتمالهابحكم الطبيعة الجبلية لموطنها

الى اليمين : صورة لبعض الاثار المعروضة فى فى متحف اربيل وهى تضم آثارا من مصر من عهد الفراعنة ومن العراق من عهد الاشوريين ·

★ ★ ★

الى اليسار : مجموعة من الفتيـان يلتفون حـول بائع « الشلغم » (السلج) وهى اكلة شعبية من اللفت المغلى ويقبل عليها سكان اربيل خاصة فى فصل الشتاء ·

★ ★ ★

الى اليمين : صناعة الخزف لها تصميمات تقليدية خاصة بالمنطقة ويتم شحن هذه المصنوعات الى بغداد حيث يقبل عليها السياح اقبالا كبيرا ·

★ ★ ★

الى اسفل اليسار : الارض الطيبة تنتج كل ما لذ وطاب ، وهذا الشمام (البطيخ الاصفر)من انتاج سهول الموصل ويباع بـ ٤٠ فلسا للحقـة (للحجة) اى ٣ ارطـال ·

★ ★ ★

الى اسفل : مجموعة من الفتيات والفتيان يرقصن الدبكة فى احدى الحدائق ·

مجموعة من الفتيات والفتيان يرقصون الدبكة التقليدية على أنغام المزمار وقرع الطبول ويلاحظ أن الكثيرين من الفتية يرتدون الزي الافرنجي لا الزي الكردي .

في الانقراض لتحل محلها الملابس الاوروبية الحديثة ..

اقبال على التعليم

ويقبل الاكراد على ارسال ابنائهم الى المدارس. ويبلغ عدد المدارس الابتدائية في مدينة اربيل وحدها ٨٧ مدرسة للبنين والبنات . وهناك اعداد كبيرة من المدارس الاعدادية والمهنية والثانوية . وتضم اربيل معهدا للمعلمين يقوم باعداد طلبته ليصبحوا مدرسين نظرا للحاجة الشديدة الى معلمين ومعلمات . والدراسة فيه لمدة عامين بعد ان يحصل الطالب او الطالبة على الثانوية العامة. والدراسة مختلطة في المعهد ويستطيع الطلبة اكمال دراستهم الجامعية ـ اذا ارادوا ـ بعد التخرج من هذا المعهد.

نشاط نسائي

وللمرأة في اربيل نشاط كبير . وقد تكون الاتحاد النسائي لاقليم كردستان مؤخرا وتقوم عضوات الاتحاد بنشاط ثقافي واجتماعي وسياسي.. فهن يقمن بتنظيم دروس لمحو الامية بين النساء.. وكذلك يقمن بعمل زيارات للقرى والمنتجعات لارشاد الامهات الى افضل الطرق الصحية والاجتماعية لتربية اطفالهن .

ان اربيل اليوم تعيش تجربة جديدة .. قد تفتح لها الطريق واسعا امام الاستقرار والتقدم وتقضي على ايام القلق والتشرد والضياع التي تسببت فيها القلاقل والثورات المتتابعة . !!

■■

محمد طنطاوي

نظرات حائرات

■ أما الحياةُ كما عَهِد ... تُ، فلستُ أدعوها حياه
حُلم تأرجَحَ في العَشيـ ... ـة أو تراءى في الغداه
بل غيهبٌ رحبُ المنا ... كب، لستُ أدرى ما مداه
ضلت خُطاىَ بعالمٍ ... نهبت مسراتى خُطاه!
ياليت شعرى: من أنا ... والدهرُ تقذفنى يداه؟
أنا ذلك الهاوِى إلى ... درَكٍ، وما ألقى عصاه

★★★

إن كنت تسألنى عن الـ ... ـكونِ الكبير، ومن بناه
وتظلُّ تنبشُ عن غيو ... بٍ يستقل بها الإله
وتعلّلُ الفكر الشَّرو ... د ولا تبلغه مناه!
وتَضِل، حتى تَحسَبَ الد ... نيا رمتْكَ مع الغُواه
فارفُق بنفسك، إنها الـ ... ـكونُ الكبيرُ وما حواه
هى عالمٌ جمُّ المطا ... وِى، لا يُحَدُّ بما تراه

★★★

ياليت شعرى من بسرى الذ ... نبَ العظيمَ، ومن جناه؟
ضلَّ الفلاسفةُ الكبا ... رُ. وكلُّ حزبٍ في هواه
درَجوا على حُبِّ الخلا ... فِ. لكى يعيشُوا في حِماه

★★★

يا ويحَ آمال ظمئـ ... ـنَ إلى مناجاة الحياه
عيشت بهنَّ أناملٌ ... صُفْرٌ تَقاذفُ بالحياه
يا ليت شعرى من أنَا ... ومن الذى أحدو مناه؟
أيشوقُه المجهولُ وهْـ ... ـو يعيشُ في أعلى ذُراه؟
أيظل يهتف للغيو ... ب، ودونها غُلَّتْ يداه؟
والشاطىءُ المزعوم هل ... يصغى لأُغنيَة الشُّداه؟
والسخرياتُ السودُ هل ... تعدُو العشيةَ والغداه؟
أنا ذرة تطفو على ... زبد الحياة ولا تراه!!
أنا ذلك الساعى ورا ... ء صَدّى. وما يدرى صَداه!!

د. احمد عبد الرحمن عيسى ■■

لت الكويت بافراد لواء اليرموك ، وقوة الجهراء ،باقامة عرض عسكرى كبير ، حضره امير البلاد..والصورة لبعض ال

مائدة وخلفها مدافع الميدان الثقيلة

استطلاع الكويت

جيش الكويت يكرّم

صاحب السمو الشيخ صباح السالم الصباح ، امير الكويت والقائد العام للجيش وقواتها المسلحة ، يسلم وسام الواجب العسكرى لابن الشهيد النقيب على احمد النصار ·

جنوده العائدين من جبهتي سيناء والجولان

بقلم : سليم زبال

■ مهرجان عسكري كبير حضره اميرالكويت ورجالاتها ، احتفالا بعودة افراد لواء اليرموك وقوة الجهراء من جبهات القتال العربية في مصر وسوريا ·· وفي هذا الاحتفال تم تسليم الاعلام الجديدة لوحدات الجيش ، ومنحت الاوسمة لاعلام القوات المحاربة ولأسماء الشهداء الابرار ··

وقصة اشتراك القوات المسلحة في المعارك التي دارت على جبهتي سيناء والجولان ، ماهي الا صفحة من دور الكويت في معركة التحرير ··

ايمان بوحدة الوطن العربي

ان ما نسلطه في الصفحات التالية من اضواء هو عن دور القوات المسلحة الكويتية فقط في معركة التحرير ·· معركة العربي ضد العدو الرابض في قلب هذه الامة التي صنع ابناؤها النصر الكبير ·· اين كانت قوات الكويت في المعركة ، وماذا صنعت وماذا كان دورها في معركة النصر ·· في معركة المصير ؟

كان هذا السؤال بداية حديثنا مع اللواء مبارك عبد الله الجابر الصباح رئيس الاركان العامة للجيش الكويتي الذي انطلق يحدثنا حديث نابعا من القلب عن فترة التحول التاريخي التي مرت في حياة جيش الكويت ، وتطرق الحديث وتشعب وقال القائد العسكري « اننا نؤمن ان اى خطر يهدد كيان اى بلد عربي ، هو خطر موجه مباشرة للكويت ، ولذا فقد كان لزاما علينا ان نقوم في الحال بتنفيذ جميع التزاماتنا لصد هذا الخطر ··

« ان تحركنا هذا نبع عن ايمان كامل بان الوطن العربي كيان واحد ، نشارك في الدفاع عنه في حدود امكانياتنا »

« ان الطموح الصهيوني لا حدود له ، وهوطموح استعماري سجلوه على خريطة معلقة على جدار الكنيست تبين ان حدودهم تمتد من الفرات الى النيل ·· »

الجهل هو عدونا الاول

ويستطرد اللواء مبارك قائلا « واذا تحدثنا بصراحة فانى اعتبر الصدامات العسكرية – ولا اسميها الا كذلك – التي حدثت منذ عام ١٩٤٨ قد هزمنا فيها لتاخرنا الفكرى ، وليس لافتقارنا للكفاءة العسكرية · »

« لقد اصبح القتال الحديث علما يدرس مثل كل العلوم الاخرى ·· واعتبر ان عدونا الاول في هذه الفترة هو الجهل ·· وهذا الواقع الاليم هو الذى بدأنا ندركه في أواخر الستينات ·· ولكن، في نفس الوقت ، دخل علينا عامل خطير ، هو تلك المعارك الجانبية المقصودة ، وغير المقصودة ، التي عملت على تستيت الجهود وتمزيقها ·· »

« لقد سبقتنا اسرائيل في نضوج الفكر ، بشكل عام ، لان المواطن الاسرائيلي تم اختياره من مختلف شتات الارض ، بينما المواطن العربي كان رازحا تحت نير الاستعمار ، يعتبر التقدم العلمي عدوه الاول ، انني اقولها بصراحة : « لن نستطيع ان نقهر اسرائيل الا بالعلم » ··

« ان السلاح تطور بشكل مذهل ، وحتى استعمال السلاح تطور هو الاخر بنفس الدرجة ان واقع الحال يحتم علينا ، بل ويجبرنا على الاخذ باساليب التكنية الحديثة والتطور ، جميع قراراتنا كانت تصدر بطابع حماسي غير مدروس كلفنا الشيء الكثير ·· وانا اعتبر ان كل ما مر بنا دروس يجب ان نتعظ بها ، واعتقد ان معظم دول العالم مرت بهذه المرحلة ·· »

« ان اسرائيل تعتمد في حربها معنا على سلاحين جهلنا ، وتفرقنا ·· واعتقد ان هذين السلاحين حققا لها نجاحا في الماضي ، ولكنهما لم يعودا ينفعانها في الحاضر او المستقبل ·· فالمواطن العربي اصبح واعيا لمصالحه الوطنية ·· والمعارك الجانبية كادت ان تختفي من منطقتنا ·· »

قواتنا تشتبك مع العدو فور وصولها

ويستعيد رئيس الاركان العامة ذكرياته عن

● جيش الكويت

سمو امير الكويت والقائد الاعلى للجيش والقوات المسلحة يستعرض كتيبة دبابات من قوة الجهراء . .
وقد وقف الى جانبه فى السيارة اللواء مبارك عبد الله الجابر الصباح رئيس الاركان العامة للقوات المسلحة . .

دور القوات المسلحة الكويتية فى جبهة القتال المصرية فيقول

– فى عام ١٩٦٧ ، لما بدأ الحشد الاسرائيلى على حدود سورية ، دقت الشقيقة مصر ناقوس الخطر . ولبت الكويت نداء الواجب القومى بان ارسلت « لواء اليرموك » خير التشكيلات العسكرية فى الجيش الكويتى . .

« ولعامل السرعة والزمن ، نقل افراد لواء اليرموك جوا .واعدت الخطة لارسال معداته واسلحته الثقيلة • بحرا ، لاستحالة نقلها جوا . .

« كان اختبارا جديدا لرئاسة الاركان الكويتية ، وتجربة لمقدرتها فى ارسال قوات الى جبهة تبعد ١٦٠٠ كيلومتر عن الكويت . . ونجحت رئاسة الاركان فى عملها ، ووصلت طلائع قوات لواء اليرموك الى مطار الكبريت فى مصر . ووضعت تحت امرة القيادة المصرية مباشرة . . »

واستلمت هذه القوات واجبها القتالى فور وصولها .فتقدمت احدى كتائب هذا اللواء .وعبرت قناة السويس ثانى يوم وصولها ، وحدد لها واجب فى مدينة رفح ، على ان يتم اسنادها ضمن وحدات الجيش المصرى . .

« وفى الكويت كنا نعمل ليلا ونهارا فى تجهيز الاسلحة والمعدات لتنقلها السفن ، لكن سرعة نشوب المعركة ، والتطور المفاجىء السريع ،لم يتح

٧ سنوات قضتها القوات الكويتية فى جبهة القتال على ارض جمهورية مصر العربية ، اشتركت خلالها فى صد العدوان الاسرائيلى عام ١٩٦٧ وفى حرب التحرير عام ١٩٧٣ وخلال حرب الاستنزاف التى سبقت معارك اكتوبر المجيدة •• والصورة الثانية توضح احدى المدرعات الكويتية على جبهة الجولان ، وقد اشتركت المدرعات والقوات الكويتية فى حرب الاستنزاف التى دارت فى الجبهة السورية ايضا••

صاحب السمو امير الكويت الشيخ صباح السالم الصباح والقائد الاعلى للجيش والقوات المسلحة، يسلم احدى الوحدات علمها الجديد ، وبجانبه وزير الدفاع الشيخ سعد عبدالله السالم الصباح ورئيس الاركان العامة للجيش اللواء مبارك عبدالله الجابر الصباح •

المغاوير •• يسيرون فـي العرض بخطواتهم التقليدية السريعة ••

للواء اليرموك استلام معداته الثقيلة ٠٠ »

« فبينما كانت الكتيبة المتوجهة الى رفح٠تترجل من محطة القطار في البلدة ، تعرضت لقصف مركز، وبدأت الكتيبة اشتباكاتها خارج محطة قطار رفح في ارض غريبة على افرادها.وسط فوضى عارمة٠٠

« ورغم هذه الظروف الصعبة ظلت الكتيبة تقاتل بمجموعتين لفترة ١٨ يوما دون اسناد ، او تموين او دليل ٠٠ حتى وصلت الى نقطة تبعد عن جسر الفردان مسافة خمسة كيلومترات شرق قناة السويس ٠٠

من رمال صحراء الكويت ، انتقلوا الى ثلوج الجولان الباردة٠٠ يصدون العدو بيرايهم الحامية٠٠ انه الايمان بان اي اعتداء على اي بقعة عربية هو اعتداء على الكويت نفسها .

ويصمت اللواء مبارك عبدالله الجابر الصباح قليلا ثم يتابع حديثه وهو يروي تفاصيل الاحداث وكأنها حدثت بالامس فيقول

« ولا انسى ذلك اليوم ماحييت ، لانى اعرف افراد القوة فردا فردا ٠٠ كانت الساعة الرابعة مساء وكنا مع مساعد امر اللواء على الشط الغربي للقنال قرب « كوبرى الفردان » ، وفجأة فتح العدو نيرانه بغزارة على جسم يتحرك في مياه القنال ، ورد افراد كتيبتنا الثانية ، التى اوكل اليها مهمة الدفاع عن قطاع الاسماعيلية ـ الفردان،على نيران العدو بالمثل ٠٠ وتقدمت البقعة السوداء السابحة في مياه القنال نحونا ، وقدمت كتيبتنا لهذا العابر المجهول المساعدة ٠٠

واذا بنا نفاجأ بان هذا الرجل هو احد افراد كتيبة المغاوير الكويتية المفقودة٠٠كان عمره ٢٠ عاما وكان حاملا لكل اسلحته ٠٠

«وروى لنا قصة اخوانه المتجمعين على مسافة خمسة كيلومترات شرق القنال ، فبدأت على الفور الاستعدادات لعبور القناة ليلا،وجهزنا فريقا ثانيا لنقل الامدادات الطبية بسرعة الى افراد الكتيبة٠٠ واصر الجندى الجريح الذى ادى مهمته على الرجوع ثانية لمساعدة زملائه ٠٠

وفي الليلة التالية استطاع افراد الكتيبة عبور القناة والعودة حاملين معهم اسلحتهم٠٠ولا يسعني بهذه المناسبة الا ان اكرر التشكر للسلطات المسئولة في مدينتي الاسماعيلية وبورسعيد لمساعداتها الكبيرة التى قدمتها لافراد هذه القوة ٠٠

تحقق جزء من امانينا

ويتابع رئيس الاركان العامة حديثه قائلا «كانت اياما حالكة ومريرة جدا ، دفعتنا الى العمل ليل نهار ، واعطتنا حافزا قويا لنرد الصاع صاعين ٠٠ واخذنا في تدعيم قواتنا٠٠وبدأت حرب الاستنزاف ولو تكلمت جزيرة الفرسان ، ومدينة السويس لذكرتا الشيء الكثير عن الاعمال التى قام بها لواء اليرموك ٠٠

« واختتمت هذه الاعمال بحرب التحرير

٤٢ شهيدا كويتيا رووا بدمائهم ارض الكنانة ٠٠ كان القادة والضباط الكويتيون فى مقدمة اخوتهم المقاتلين . فسقط منهم العديد من الشهداء ٠٠ وهذه صورة الشهيد الرائد خالد عبد الله الحيران قائد القوة الكويتية (لواء اليرموك) على الجبهة المصرية الذى استشهد فى حرب رمضان ١٩٧٣ .

اكتوبر ١٩٧٣ فخاضت قواتنا غمارها ببسالة .وسقط العديد من رجالها شهداء الواجب .وانتهت المعركة بتحقيق جزء من امانينا ، ونحن على الدرب سائرون ٠٠ »

« واحب ان افضى اليكم بسر . فبعد ١٤ اكتوبر ١٩٧٣ تجردت الكويت من سلاح طيرانها .وزجت به فى معركة الشرف ٠٠ واترك تقييم العمل الذى قام به سلاح طيراننا الى الاخوة فى مصر ٠٠ »

من الصحراء الى الثلوج فى الجولان

ويستقل الحديث الى دور جيش الكويت فى ... السورية .فيقول اللواء مبارك بحكم السرية ... التى احيطت بها حرب رمضان ، حرب اكتوبر فوجئنا بالحرب ٠٠ ولكننا لم نتجمد بل سارعنا بتشكيل « قوة الجهراء » وهى من خيرة تشكيلاتنا المدرعة .

« وكنت فى دمشق فى اليوم الرابع لاندلاع القتال ، استقبل طلائع قواتنا ، التى كانت تنطلق فورا الى مواقعها .التى حددتها لها القيادة السورية ، بعد قطعها لمسافة ١٢٠٠ كيلو متر تقريبا ٠٠ واستلمت واجبها القتالى مباشرة ٠٠ »

« لقد تدرب الجندى الكويتى على طبيعة صحراوية ، ولكنه قاتل واثبت وجوده بجدارة فوق ثلوج الجولان وجبل الشيخ .واترك تقييم عمل هذه القوة للاخوة فى سوريا ٠٠ »

« اننا نشعر بالفخر فعلا ونحن نرى ثمرة السنوات المتواصلة من العمل والتدريب ٠٠ »

كما نفكر فى ان قواتنا سيكون مجال عملها ... الكويت ، لا على مسافة الف ميل من ... كانت تجربة رائعة لقواتنا وقياداتها . ... الامدادات البعيدة ليس بالعمل السهل ... معهود طيارى النقل الذين أمنوا ... الكويتية فى ظروف صعبة

« و... يستفـ... ... سمو امير البلاد ... وسؤال عن مدى

تصوير : عبد الناصر شقره

مجموعة من صواريخ Vigilant المضادة للدروع ، والمحمولة على السيارات الخفيفة السريعة ، مما يسمح لها بحرية كبيرة للتحرك والتنقل ...

الى اليسار: مدفع عيار ١٥٥مليمتر ذاتي الحركة ، وهو من مدفعية الميدان الثقيلة ، اثناء العرض العسكري .

الى اليمين : ارتال من مدرعات صلاح الدين .. وفوقها تشكيل من

كان الطفل جنينا فى بطن امه عندما سقط والده مِفرح دخيل العنيزى ، شهيدا على ارض الكنانة فى عام ١٩٧٠ وجاء الطفل الى النور ، فاسمتـه امه باسم والده مِفرح العنيزى •• وتراه هنـا ممسكا بصورة والده الشهيد الذى لم يره،وبجانبه شقيقته فاطمة ، تمسك بالطرف الآخر للصورة وهى اكبر منه •

★★★

الفلل التى أهداها سمو أمير الكويت لاسر الشهداء الكويتيين •• لقد قدم سموه فلة كاملة الاثاث لكل أسرة شهيد سقط فى جبهة القتال••الى جانب المرتب الشهرى الذى تصرفه الحكومة لكل من زوجة الشهيد ووالدته واولاده •

تنفيذ متطلبات واحتياجات هذه القوات الخاصة••»

واجب رعاية الشهداء

وفى ختام الحديث سألنا اللواء مبارك عن رعاية الدولة لاسر الشهداء فقال :

ـ اعز شيء يملكه الانسان هى حياته •• فاذا قدم حياته لوطنه فيجب علينا ان نقوم بتقديم جميع متطلبات الحياة الآمنة لأسرته ، وهذا واجب علينا، وعلى كل دولة يضحى ابناؤها بارواحهم من اجل وطنهم •

لقد سقط لنا شهداء فى كل عام ، ابتداء من عام ١٩٦٧ حتى عام ١٩٧٤ فالاشتباكات كانت مستمرة طوال تلك الفترة •• ولا انسى تلك المخابرة المؤلمة التى تلقيتها من مدير العمليات يعلمن فيها باستشهاد ١٧ جنديا واصابة ٩ جنود خا احد المعارك فى جزيرة الفرسان ••

« كان قواد الفرق دائما فى المقدمة فسقط العديد من ضباطنا الى جانب جنودنا ، حتى بلغ عددهم ٤٢ شهيدا رووا الارض العربية بدمائهم الطاهرة الذكية ·· »

« وما زال عندنا عدد كبير من الجرحى يعالجون فى المستشفيات الاوروبية المتخصصة ·· »

« اما مانقدمه لاسر الشهداء فهذا سوف تراه عندما تزورهم فى منازلهم ·· »

كان يتحدث الينا ، ويتوقف عند رنين جرس احد التيليفونات الستة الموجودة على مكتبه ·· كان يتحدث بصوت خافت وهو يعطى الاوامـــر الكبيرة· ··

انه يعمل من اجل الكويت ومن اجل الامةالعربية كلها ومن اجل جيش الكويت واعداده تحسبا لجولة حاسمة مع العدو الصهيونى الذى مازال يقف لنا نحن العرب بالمرصاد ·

■■

سليم زبال

« وظنوا أنهم مانعتهم حصونهم من الله، فاتاهم الله من حيث لم يحتسبوا ، وقذف فى قلوبهم الرعب،يخربون بيوتهم بأيديهم وأيدى المؤمنين » (الحشر)

« قرآن كريم »

شاهد عيان يصف مارآه وسمعه من الذين صنعوا معجزة العبور

بقلم : الدكتور احمد شوقى الفنجرى

■ لو قيل لاى انسان عربى او مصرى انه سياتى يوم يجلس فيه على مقعد فى سيارة مكيفة تابعة لاحدى شركات السياحة فى مصر ، وتاخذه هذه السيارة فى رحلة سياحية الى منطقة قناة السويس ، وتعبر به على جسر عائم من صنع الجيش المصرى الى الضفة الشرقية حيث يزور « خط بارليف » تماما كما يزور الآثار المصرية كالاهرام وقلعة محمد على ومتحف الآثار ‥ لو قيل له ذلك من قبل لما صدقه ، بل اعتبر ذلك دعابة او حلما ‥

ولكن ها هو ذا الحلم يتحقق ‥ فانت تستطيع ان تحصل على تصريح من القوات المسلحة لزيارة المنطقة بسيارتك او ان تشترك فى رحلة مع اى شركة سياحية ‥

والسياح الى هذه المنطقة خليط من شعوب العالم ‥ فمنهم مصريون يعملون ويعيشون فى الخارج : فى اوربا ، وامريكا ، والبلاد العربية ‥ ومنهم زوار من دول عربية شقيقة كالجزائر ، وتونس ، والسعودية ،والكويت ،وامارات الخليج‥ اما الاغلبية فهم سياح من اوروبا وامريكا ‥

ورغم كثرة سيارات السياحة التى تزور المنطقة كل يوم الا ان قوائم الانتظار قد تصل الى شهر او شهرين ، وبعض السياح يحجز مكانه برقيا من امريكا واوروبا ‥ وقد حكى لى صحفى انجليزى قابلته هناك انه كان فى اسرائيل قبل معركة « رمضان » المجيدة ، وزار خط بارليف مع شركة سياحية اسرائيلية ‥ وهذا هو الآن يزور الخط نفسه من مصر ، ومع شركة سياحية مصرية .

• وعندما سألته عن شعوره فى الحالتين قال ضاحكا : « لقد قال لى الضباط اليهود بفخر يومها : « ان هذا الخط القوى واحدث تجهيزا من خط ماجينو وسيجفريد ، وانه لا يمكن لقوة على ظهر الارض ان تخترقه » •

الكيلو ١٠١

واول ما يصادف السائح فى طريق « القاهرة ـ السويس » هو نقطة الكيلو ١٠١ التى تبعد ١٠١ كم عن القاهرة و ١٦ كيلو عن السويس • وما ان تتوقف قوافل السيارات فى هذه المنطقة ، ويعلن الدليل عن الكيلو ١٠١ حتى يندفع السياح مهرولين ومعهم آلات التصوير •• ولكنهم سرعان ما يصابون بخيبة امل ، فليس فى المنطقة اى اثر يدل عليها سوى حجر صخرى صغير من علامات الطريق مكتوب عليه ١٠١ ، ولا يوجد غير ذلك الا الصحراء المترامية الاطراف على امتداد البصر •

ويحذّر الضباط المرافقون للسياح من التوغل فى هذه الصحراء ، خوفا من حقول الالغام المبعثرة هنا وهناك ، والتى تركتها القوات المتحاربة •• ولكن السائح الحريص كان يجد على جانبى الطريق ما يمكنه ان يحتفظ به للذكرى والتاريخ •• فمنهم من يعود بقصاصات من الصحف الاسرائيلية التى صدرت ايام الثغرة ، ومنهم من يحضر معه بعض علب الطعام الفارغة ، او طلقات الرصاص الفارغة ، وكل ما كتب عليه بالعبرية••

هذه المنطقة كانت آخر مكان وصل اليه العدوان الاسرائيلى على مصر سنة ١٩٧٣ ، وهى المنطقة التى نصبت فيها خيمة المفاوضات بين ضباط من اسرائيل وضباط من مصر ، تحت اشراف الامم المتحدة •

وكم اتمنى لو يوضع هناك نصب تذكارى للذكرى والتاريخ •• وينشا حوله مكان سياحى تشرح فيه قصة ثغرة الدفرسوار والظروف التى لابستها • والتى ادت الى فشلها وانسحاب العدو منها •

فرغم ان الدعاية الصهيونية قد حاولت ان تضفى على الكيلو ١٠١ صفة الانتصار العسكرى الا انه قد ثبت للباحثين والمحققين العسكريين انها لم تكن اكثر من مغامرة للدعاية ، وليست لها قيمة عسكرية • ولكن هذه المغامرة الدعائية كان يمكن ان تنقلب الى كارثة عسكرية على العدو •• فمجرد وقوفك فى هذا المكان يشعرك فى الحال انك فى موقع مكشوف من كل نواحيه ، وليس حوله سوى بحر من الرمال •• والمنطقة كلها ليست بالموقع الاستراتيجى الذى يمكن التمسك به او الدفاع عنه •

وعندما انطلقت بنا السيارات مرة اخرى نحو القناة كنا نرى عشرات الدبابات والمدرعات الاسرائيلية التى احترقت أو دمرت اثناء القتال، او اثناء حرب الاستنزاف التى بدات بعد وقف النار بيومين فقط •• وقد حكى لى الضباط الذين قابلتهم هناك انه بعد وقف النار انطلقت قوات الصاعقة المصرية وتداخلت فى القوات الاسرائيلية فكانوا يهاجمون اطقم الدبابات بالسلاح الابيض ، ويذبحونهم وهم نيام ، ويعطلون الدبابات او ينسفونها • وان قوات الثغرة الاسرائيلية قد طوقت بعد بضعة ايام من دخولها بسياج رهيب من الدبابات ، والمدافع المضادة للدبابات،والصواريخ : ارض ـ ارض ، وارض ـ جو •

وفى يوم ١٩٧٣/١٢/٢٤ وقع الرئيس السادات على قرار تصفية الثغرة وابادتها •• فكان قرارا لا يقل فى اهميته عن قرار الحرب فى ٦ اكتوبر من العام نفسه ، وذلك لانه تم تحت قرار وقف اطلاق النار وتحت ضغط امريكى شديد •

في هذا اليوم كانت الثغرة محاطة من جميع الجهات بقوات من الجيش المصري ولم يكن لها اكثر من منفذ واحد على القناة عرضه ٦ كيلو متر ..

وكانت الخطة تقضي باغلاق هذا المنفذ ، لقطع كل سبيل للانسحاب ، ثم الابادة الكاملة للقوات المحصورة . وكانت القوات المصرية تفوق قوات الثغرة بنسبة ٤ الى ١ في الجنود ، و ٢ر٦ : ١ في الدبابات ، و ٣ : ١ في المدفعية .

وعندما ثبت لدى المخابرات الامريكية عن طريق الصور التي التقطتها الاقمار الصناعية خطورة الموقف ـ بادر كينسجر بالحضور ، وابلغ اسرائيل بالمصيبة التي تنتظرها ، ونقل من اسرائيل الى القاهرة عرضا بالانسحاب الكامل من الدفراسوار بدون اي شرط الا ان يسمح لها بسحب قتلاها ..

فكانت هذه النهاية وحدها دليلا على ان الثغرة لم تكن لها قيمة عسكرية .

السويس مدينة الاشباح والاطلال

وانطلقت بنا قافلة السيارات الى مدينة السويس .. وهي تبعد ١٦ كيلو مترا عن الكيلو ١٠١ ، وقد اذهلني مدى التخريب الذي احدثته الحرب في هذه المدينة الباسلة .. فقد كانت نسبة الدمار في مباني السويس وبور توفيق هي ١٠٠٪ على مدى سبع سنوات منذ نكسة سنة ٦٧ .

وكان اكثر هذا الدمار في حي الاربعين .. وهو الحي الشعبي الذي كان اهالي المدينة يتمركزون فيه مع قوات من الجيش الثالث ، للدفاع عن بيوتهم واولادهم ، وكان السلاح الرئيسي لديهم هو السلاح المضاد للدبابات ..

وقد وجدت في مدخل حي الاربعين ثلاث دبابات اسرائيلية مدمرة ، وكانت مدافعها مصوبة ، وموجهة الى داخل الشوارع الرئيسية في الحي ، ووقف احد الاهالي يشرح لنا كيف كانت هذه الدبابات مقدمة لقوة كبيرة حاولت اقتحام المدينة .. ووقفت تطلق مدافعها الثقيلة على البيوت بيتا بيتا ، فتحيلها كتلة من النيران .. وهنا تقدم بعض الشباب الفدائي : كل منهم يحمل معه حزاما ناسفا ، وزحفوا حتى رقدوا تحت الدبابات وفجروا انفسهم معها .. وبقيت الدبابات المحترقة في اماكنها حتى ذلك اليوم ، وانسحبت باقي القوة من المدينة ..

وقد قال لي مرافقنا العسكري : « ان هذه الصورة التي تراها اليوم وتصورها لن يبقى منها شيء بعد اسابيع قليلة .. لقد بدأ الجيش في سحب مخلفات الحرب من منطقة القتال كلها .. وعن قريب ستحضر قوافل البناء والتعمير وسيسمح للاهالي بالعودة الى بيوتهم ، وسرعان ما تدب الحياة في المدينة المهجورة » .

وبعد هذه الجولة داخل المدينة الباسلة وصلت بنا السيارات الى حافة القناة حيث موقع الجسر العائم الذي اقامته قوات الجيش الثالث في حرب رمضان .. ونزلنا من السيارات مرة اخرى لكي نرى واقع الامور ، وناخذ الصور ، ونتصور احداث المعركة ..

نوعية المقاتل المصري

وتجمع السياح حول جنود الموقع يسالونهم ويلتقطون معهم الصور التذكارية .. وقد فوجئت بان بين الجنود شابا صغيرا يتقن الفرنسية بطلاقة ابناء السربون .. ومعه زميل آخر يتقن الانجليزية .. وزالت دهشتي عندما علمت ان الاول خريج كلية الالسن ، وان الثاني خريج كلية الآداب قسم اللغة الانجليزية ، وجنود المؤهلات هم العصب الرئيسي في الجيش المصري ، فاكثر من ٤٠٪ من الجنود من خريجي الجامعات ، وبفضل هؤلاء استطاع الجيش ان يستوعب الاسلحة الحديثة، والاجهزة الاليكترونية المعقدة ،في فترة قياسية ..

ولاحظت ان الجنود ينادون زميلا لهم بلقب « الشيخ حسن » فاقبلت على الجندي اساله فعلمت انه خريج جامعة الازهر ،وقال لي الشيخ الشاب : انه منذ النكسة اصبح للتربية الدينية دور كبير وجديد في الجيش .. وان علماء الدين اصبحوا يجندون ضباطا احتياط ، او جنودا عاملين ، ولم يعد عمل عالم الدين ان يلقي خطبة ساعة الصلاة ثم يذهب الى بيته .. بل هو يعيش مع الجنود ، يتدرب معهم على السلاح ، ويقاتل معهم ،ويعطيهم المثل العملي الصادق في كل تصرفاته .. وقد كان لهؤلاء الرجال فضل عظيم في نصر رمضان المبارك..

ولاحت مني التفاتة الى اشجار النخيل العالية المنتشرة في المنطقة ، وقد امتلأت بعشرات الثقوب من طلقات الرصاص . وقال الجنود : ان هذه الاشجار ايضا كان لها دور كبير في المعركة فقد كان القناصة المصريون يرقدون في قمتها ، ومع

منهم بندقية عليها منظار مكبر ، وكلما لاح
ر ضابط اسرائيلى فى الضفة الشرقية كانوا
يدونه .

وقد خسرت اسرائيل بفضل القناصة عددا كبيرا
ضباطها خلال حرب الاستنزاف وما تلاها .

الساتر الترابى

واذا نظرت عبر القناة الى الضفة الشرقية
سوف يدهشك انك لا ترى شيئا يدلك على
ميبنات عسكرية او اى نشاط حربى .. فقد
د اليهود الى بناء حاجز ترابى على الضفة
شرة وبطول القناة الذى يبلغ ١٧٠ كم ويبلغ
تفاع هذا الحاجز بين عشرين الى خمسة عشر
را ..

وهى فكرة ـ رغم بساطتها ـ ذكية وجديدة فى
كتيك العسكرى .

فهذا السد الترابى يحجب الرؤية عن الجنود
سريين ، بحيث تستطيع دبابات العدوان تتحرك
فه دون أن يراها أحد منهم .. كما أنه يحمى
ميبنات خط بارليف .. ويتحمل هذا الحاجز
ضرب بالمدفعية الثقيلة ، وحتى قنابل الطائرات،
توص القنابل فيه دون ان تفعل شيئا اكثر من
رة هالات من الغبار التى تساعد فى تغطية
ركات العدو : وهذا الساتر ينحدر بتدرج من
بية مواقع العدو بحيث تستطيع دبابات العدو
صعود الى قمته ، واستكشاف مواقع الجيش
سرى كلها ، واصابة أهدافها بدقة . وقد
ز الساتر بموقع خاص لكل دبابة بين كل موقع
لذى يليه ١٥٠ مترا على مدى ١٧٥ كيلو مترا
ول قناة السويس .

اما من ناحية القناة وباتجاه الجيش المصرى
د جعلوا الحاجز عموديا كانه حائط او سور
خم ، بحيث يتعذر الصعود عليه بالآليات ، بل
لاقدام .

فكيف تغلب الجيش المصرى على هذا الحاجز
نيع ؟

وكيف عبره فى الساعات الاولى للمعركة ؟؟

تقول بعض تقارير معركة رمضان ان الخبراء
روس عندما رأوا هذا السد الترابى اخذتهم
ميرة فى طريقة ازالته ، او شق طريق فيه .
كانت تقاريرهم تعبر عن الياس من التغلب على
حاجز الترابى بعد الحاجز المائى ..

ولكن مهندسا شابا فى الجيش المصرى لم ييأس..
واخذ يجرى التجارب مما تعلمه فى الريف المصرى،
حين يستطيع الماء المندفع بقوة وشدة ان يهيل
الحواجز الترابية العالية .. وقدم المهندس اقتراحه
الى القيادة العليا التى اقامت على احدى قنوات
النيل العريضة حاجزا ترابيا شبيها بحاجز خط
بارليف . واحضر المهندس مضخة المياه الضخمة
التى اشرف على صنعها فى المصانع الحربية
المصرية .. واخذت المضخة التى اطلق عليها
(مدفع المياه) تسحب المياه بشراهة من الترعة ،
وتطلقها بقوة على الحاجز الترابى ، فاذا به ينهار
بسرعة ، ويسيل فى الماء ، وتجرفه السيول الى
مجرى الترعة ..

وفى بداية المعركة كانت الخطوة الاولى هى نقل
هذه المضخات الى الضفة الشرقية ، وهى التى
شقت ما يشبه الانفاق او الممرات الضخمة فى هذا
الحاجز الترابى ، ومهدت الطريق للدبابات
والعربات الثقيلة كى تعبر فى امان .

كان هذا عن عبور الدبابات .. فماذا عن عبور
المشاة .. فلم يكن من المنطق ان يعبر ٨٠ الف
جندى من نفس هذه الفتحات المحدودة ، فيعطلوا
الدبابات ، او يتعرضوا للابادة وهم فى هذه
المنطقة المحشورة ؟ .. وبعد دراسات وتدريبات
عديدة لم تجد القيادة المصرية خيرا من الطريقة
القديمة المعروفة فى عصور الحصون والقلاع .
وهى السلالم ذات الحبال . فكان المهندسون وجنود
الصاعقة وهم اول من عبر القناة يتسلقون الساتر
أولا ، كما يتسلقون الجبال .. ويزيلون الالغام
التى بثها العدو هنا وهناك ، ثم يثبتون الحبال
على قمة الساتر وينزلونها حتى سطح الماء ، لكى
يصعد عليها جنود المشاة ـ كل هذا تحت وابل من
نيران الرشاشات والمدفعية ، وقصف الطائرات ..

انابيب اللهب

وكانت العقبة الثانية الرهيبة التى اكتشفها
المهندسون المصريون قبل حرب رمضان ، ان اليهود
قد بنوا داخل خط بارليف خزانات ضخمة من المواد
الشديدة الالتهاب ، وكانت هذه الخزانات متصلة
بانابيب تجرى تحت الحاجز الترابى ، وتصل الى
القناه تحت منسوب المياه بحيث لا يستطيع احد
رؤيتها ، وكانت خطة اليهود انه فى حالة اى هجوم
مفاجىء من جانب الجنود المصريين أن تفتح هذه

الخزانات بوساطة اجهزة كهربائية ، وتطلق منها كميات هائلة من هذه المواد السائلة الملتهبة ، فتحيل القناة كلها في ثوان الى شعلة من النيران تحرق الجيش العابر كله وتظل مشتعلة بضع ساعات حتى توقف اى زحف •

وقبل دخول الجيش المصرى فى ١٠ رمضان باكثر من ٤٨ ساعة كان فريق من سلاح المهندسين المصريين قد عبر القناة ، ونزلوا تحت سطح الماء بالليل ، ودخلوا من هذه الانابيب ، وعطلوا اجهزة الفتح والاغلاق ثم سدوا القنوات بالاسمنت السريع التماسك ، وكان الجنود اليهود قد تعودوا الكشف اليومى على هذه الانابيب •• وعندما لاحظوا وجود العطل فيها ارسلوا احد خبرائهم فى اليوم التالى للفحص ، ولكن الضفادع البشرية المصرية التى كانت تحرس الانابيب سرعان ماصادته تحت الماء دون ان يفطن احد اليه فلم يظهر بعد ذلك ابدا •

بمثل هذه المهارة والدقة ،مع الشجاعة الفائقة ـ تغلب الجيش المصرى على العقبة الثانية الكبرى ، وقد تم ذلك فى سرية وهدوء فائقين • بحيث انه عندما اشتعل القتال الفعلى وبدات موجات عبور المشاة فوجىء اليهود بان جميع انابيب اللهب على امتداد القناة معطلة عن العمل ••

الحاجز المائى

تعتبر قناة السويس فى رأى الخبراء العسكريين من اقوى الموانع المائية التى صادفت الجيوش فى العالم •• ورغم كل التطورات فى التكنولوجيا العسكرية وآليات العبور ـ ظلت القناة ـ لسبب ما وراءها من تحصينات ، ولسبب عمقها (١٣ مترا) وعرضها (٦٠ مترا) وطولها (١٧٥ كم)ـ من اقوى الموانع العسكرية فى التاريخ الحديث • ومنذ نكسة سنة ٦٧ ظلت القوات المصرية تتدرب بغير انقطاع على مختلف انواع العبور فى النيل ••

ـ فقد تدرب بعض الجنود على سباحة المسافات الطويلة حاملين سلاحهم •

ـ وتدرب آخرون على الغوص تحت الماء بمعداتهم فى درجات الحرارة المختلفة ••

ـ وتدرب الاغلبية الساحقة من الجنود على استعمال القوارب المطاطية ذات المحرك وذوات المجداف •

ـ والى جانب ذلك كانت هناك الدبابات والعبّارات البرمائية التى استعملت فى العبور فى منطقة الدفرسوار •

ـ اما سلاح المهندسين الذى كان عماد المعركة فقد كان يتدرب على اقامة الكبارى العائمة فى اقصر مدة ممكنة وتحت اقسى ظروف الضرب •

وقد قررت القيادة ان يتم التدريب تحت ظروف مشابهة لظروف المعركة الحقيقية ، فكانت الطائرات تطير فوق فريق المهندسين على ارتفاع منخفض ، وكانت المدفعية والبنادق الرشاشة تنطلق فوق رؤوسهم •• بل كانت بعض هذه التدريبات فى المرحلة النهائية تتم بالذخيرة الحية ، مما ادى الى بعض الخسائر الفعلية ، وهو امر لا بد منه فى هذه الاحوال •

وعندما حانت ساعة الصفر انطلقت الموجة الاولى المكونة من (١٥٫٠٠٠) خمسة عشر الف مهندس مقاتل من مختلف التخصصات ، لكى تقيم عشرة جسور ثقيلة ، لتحمل الدبابات الضخمة ، ثم عشرة جسور خفيفة لتحمل المشاة بسلاحهم • وفى الوقت نفسه عبرت الموجة الثانية المكونة من ثمانين وحدة هندسية فى قوارب خشبية محملة بوحدات ضخ المياه ، او مدافع المياه •

ومن الطرائف التى ذكرها لى احد كبار ضباط سلاح المهندسين ان معظم الجسور التى اقاموها فى اثناء المعركة قد تمت اقامتها فى مدة اقصر من المدة القياسية التى حسبوها اثناء التدريبات ، وهى بين ٦ و ٩ ساعات وقالوا ان السبب فى ذلك هو حرارة الحماس فى جو المعركة •

ونزل السياح من السيارات •• واخذنا نسير على الاقدام على الجسر العائم ، لكى نفحصه ونتامله ، وهو جملة قطع ضخمة متصلة بعضها ببعض بحيث اذا اصيبت احدى هذه القطع اصابة مباشرة امكن استبدالها فى الحال •• وجميع هذه الجسور قد تعرضت للضرب اكثر من خمس مرات ، فكان يعاد تركيبها فى فترة قياسية ، وتحت وابل من مدفعية العدو ، وقصف طياراته •

تحصينات خط بارليف

وصلنا الى الضفة الشرقية للقناة ، وسرنا على على الاقدام فى داخل الهوة الكبيرة التى احدثتها مدافع المياه فى الساتر الترابى •

وكان هذا الساتر يقف على الجانبين على ارتفاع

● خط بارليف

مترا اى ما يعادل عمارة ارتفاعها خمسة
ق ، وما ان عبرنا خلف الساتر الترابى حتى
ت امام اعيننا تحصينات خط بارليف .

قبل الحديث عن هذا الخط هناك نقطة هامة
الاشارة اليها .. اذ يخطىء من يتصور ان
بارليف هو هذه التحصينات وحدها .. فهذه
صينات بدون الموقع الطبيعى او الصناعى
، حولها ضعيفة الاثر . وقد استطاع مصمم
بذكاء ان يستفيد من الطبيعة التى حوله ،
لها جزءا من خطه الدفاعى .. وبذلك يصبح
ز المائى وأنابيب النابالم الحارقة جزءا من خط
يف .. ويليها الساتر الترابى ، ثم هذه
صينات الامامية التى تشرف على عدد كبير من
افع الثقيلة ومدافع الدبابات ومختلف
لحة ..

تتالف هذه الحصون من ٢٢ موقعا تحت الارض،
م ٣١ نقطة قوية على طول الضفة الشرقية
اة .. وبين المواقع توجد انفاق وخنادق متصل
ها ببعض ، بحيث اذا دمر احد هذه المواقع
ناع الجنود الهرب الى الموقع التالى مباشرة.
يتالف الموقع الواحد من عدة حجرات منيعة
الارض .. وقد بنيت الحوائط من الاسمنت
ح ، وامتد بعض هذه الغرف تحت الساتر
ابى لكى يحميها .. والبعض الآخر قد وضع
طبقة من الصخور وقضبان الحديد ، تربطها
ها ببعض شبكة من الحديد الصلب . وهذه
قات الواقية تتحمل القنابل حتى زنة الف
ل ..

فى داخل هذه الحصون المنيعة تكدس احدث
رفه العقل البشرى من الاجهزة الالكترونية ،
ا وسائل التجسس ، واستراق السمع ،
زة الارسال والاستقبال ، واجهزة التشويش
ترونى ، واجهزة توجيه المدفعية اليكترونيا..
زة الرادار ، واجهزة الرؤية فى الظلام
سطة الاشعة تحت الحمراء او بواسطة تجميع ضوء
وم واجهزة الدفاع والهجوم .. وحتى اجهزة
ب الكيميائية والسوائل الحارقة هذا الى
ب اجهزة التكييف واجهزة الترفيه والسينما
لمفزيون .

قد قدرت القيادة الاسرائيلية ـ عندما كانوا
نون بخط بارليف ـ قيمة هذه الاجهزة وحدها
غ ٢٨٠ مليون دولار ..

وقد استولى الجيش المصرى فى اليوم الاول
للقتال على كل هذه الاجهزة سليمة ، وعرض
نماذج منها فى معرض الغنائم ..

وبواسطة هذه الاجهزة المتطورة يستطيع الضابط
الاسرائيلى وهو جالس فى حجرته الحصينة المكيفة
ان يرى كل ما يدور على الضفة الغربية للقناة..
وذلك اما عن طريق شاشة تلفزيونية ، واما عن
طريق الرؤية المباشرة بالمنظار الشبيه بمنظار
الغواصة ، وعندما يريد ان يضرب اى هدف يراه
فما عليه الا ان يضغط على ازرار التوجيه
الاليكترونى . وهذه الأزرار تعطى الاشارة
للمدفعية وتوجهها الى الهدف الذى يريده بدقة
متناهية .

المدفعية الثقيلة

وتسيطر نقاط خط بارليف على عدد ضخم من
المدافع الثقيلة والمتوسطة يبلغ قرابة الالف
مدفع ، منها مدافع الهاوزر الرهيبة من عيار
١٥٥ مم .. وقد ركبنا السيارات التى توغلت
بنا بضعة كيلو مترات نحو الشرق فى سيناء ، حتى
وصلنا الى منطقة عيون موسى التى نصب العدو
فيها مدفعيته الثقيلة فى باطن الجبل ، لكى تضرب
منها مدينة السويس ..

وكان منظرا فريدا لا ينسى . فقد حفر العدو
ست مغارات ضخمة فى داخل الجبل ، وعلى مدخل
كل مغارة وضع حاجزا ضخما من الفولاذ سمكه
٢٠ سنتيمترا ، ويرتفع هذا الحاجز الضخم بواسطة
الأزرار الكهربائية فيظهر خلفه المدفع العملاق .
ويتحرك المدفع الى الامام خارج المغارة على عجلات
ضخمة .. ويوجه فوهته الرهيبة نحو الهدف الذى
تحدده له غرفة المراقبة الامامية فى خط بارليف ،
ثم تطلق على الهدف قذيفته الثقيلة، ثم يعود المدفع
الى مخبئه وينزل الحاجز الفولاذى .

وقد ظلت هذه المدافع على مدى سبع سنوات
متوالية منذ نكسة سنة ١٩٦٧ تطلق حممها على
مدن القناة وما فيها من البيوت والمدارس والمساجد
والكنائس وكل اثر للحياة ، فى حقد مرير ،
وبدون اى تمييز .

وقد حاول الجيش المصرى اكثر من مرة فى اثناء
حرب الاستنزاف الطويلة ان يسكت هذه المدافع
او يدمرها ، عن طريق القصف بالمدفعية والطيران
.. ولكن هذه المحاولات كان مصيرها الفشل ،

لان المدافع كانت اثناء مهاجمتها تعود الى اماكنها فى باطن الجبل ، وخلف الساتر الفولاذى .

وفى اثناء معركة رمضان المباركة .. وفى اليوم الثانى من القتال قامت طائرات نقل الجنود بانزال رجال الصاعقة (بالمظلات) فوق مدفعية العدو مباشرة . وقامت بينهم وبين رجال هذه المدافع معركة شرسة بالسلاح الابيض ، انتهت باسر جميع افراد العدو اوقتلهم ، والاستيلاء على مدفعيته واسكاتها الى الابد ..

وغدا تحول هذه المدافع فوهتها نحو مواقع العدو ومدنه وتحصيناته ، نحو بيوته ومدارسه ومعابده .. ويوم يفكر فى عدوان جديد .. ستنطلق نفس هذه المدافع لكى تذيقه كل ما ذاقه اطفالنا على يديه من قتل ويتم وتشريد .. وما شهدته مدن القناة من تخريب وتدمير ..

وعلى الباغى تدور الدوائر ..

الحزام المدرع

كانت العسكرية الاسرائيلية فى حروبها مع العرب تعتمد اساسا بعد سلاح طيرانها على سلاح الدبابات . فالدبابة الحديثة حصن مدرع يسهل تحركه ونقله عبر الصحراء .. وقد وضعت اسرائيل تحت قيادة خط بارليف خمس فرق مدرعة تقف خلف الخط مباشرة ،فهى جزء من خط بارليف وتعتبر حزامه المدرع ، وتمثل ذراعه المتحرك فى قلب الصحراء .. وما ان وصل المشاة المصريون الى الضفة الشرقية ،واستولوا على خط بارليف، حتى تحرك حزام الدبابات الى الامام ، لكى يحصدهم حصدا ، كما هدد المستر « تل » قائد سلاح دباباتهم .. ولكن اسرائيل قد فوجئت بعكس ما توقعته .. فبعد أن كانت الدبابات فى كل الحروب السابقة تاكل المشاة ، وتحصدهم حصدا ، اذا بالمشاة المصريين فى حرب رمضان ـ وبفعل مدافعهم المضادة للدروع ـ ياكلون الدبابات ويحصدونها حصدا .. وقد ظل المشاة المصريون يحاربون الدبابات وحدهم فى اليوم الاول من المعركة ، حتى وصلت الدبابات المصرية ، وقامت معركة الدبابات الشهيرة التى خسرت فيها اسرائيل ٣٠٠ دبابة ، وابيد لها لواء مدرع بكامله فى عشر دقائق فقط ، واستسلم قائده (عساف ياجورى) للقوات المصرية .

وبانتهاء معارك الدبابات سقط آخر حصن من حصون خط بارليف الرهيب .

ومن مواقعنا فوق الساتر الترابى كنت استطيع ان ارى عشرات الدبابات الاسرائيلية المحطمة هنا وهناك فى قلب سيناء .

لحن المعركة

كانت المعركة التى قام بها جيش مصر الباسل اشبه بلحن موسيقى يجمع بين العنف والرهبة والجمال .. كانت سيمفونية موسيقية متكاملة ومتناسقة تعزفها فرقة هائلة تتكون من اكثر من ١٠٠ الف رجل ، ومن خلفهم مليون رجل آخر ، ابتداء من الجندى الذى يجهز الطلقات خلف الجبهة ، الى القائد الذى يرسم الخطة ، ومن خلف هؤلاء شعب باسره من ٣٥ مليونا عيونهم وآذانهم وقلوبهم كلها معهم .. وقد علقوا آمالهم ومصيرهم بهم ..

وكان اللحن بديعا ورائعا لم تسمع فيه نغمة واحدة ناشزة ، فكل آلة لها توقيتها المرسوم ، ولها موعدها ، ولها مدتها .

وليس لآلة ان تسبق موعدها ، او يعلو صوتها صوت آلة اخرى ..

ولكن كل شيء فى هذا اللحن العظيم مدروس وموقوت بدقة تصل الى اجزاء من الثانية .. فكانت هذه حرب التكنولوجيا ، مع الشجاعة ، ومع الفن ، ومع الايمان .

واول حرب اليكترونية تحكمها الأزرار مع العقول ..

وهكذا انتهت اسطورة « خط بارليف » الذى قال عنه مصممه انه « سيكون مقبرة رهيبة للجيش المصرى ، اذا ما حاول الاقتراب منه » .

وفى كل مكان من هذا الخط . وعلى الحائط الكبير فى مركز القيادة الاسرائيلية الذى حفر فى باطن الجبل .. كتب الجنود المصريون بخط كبير وجميل تلك الآيات :

« وظنوا انهم مانعتهم حصونهم من الله . فاتاهم الله من حيث لم يحتسبوا ، وقذف فى قلوبهم الرعب ، يخربون بيوتهم بايديهم وأيدى المؤمنين » . ■■

الكويت : احمد شوقى الفنجرى

مسابقة العربي

٨ أسئلة و١٠٠ دينار

■ مسابقة هذا العدد تحوى ثمانية اسئلة جغرافية ، وتاريخية ، وعلمية وغيرها .. والمطلوب منك معرفة الاجابة الصحيحة عليها جميعا ، لتفوز باحدى الجوائز التى يبلغ مجموع قيمتها ١٠٠ دينار كويتى .

١ ـ عندما انتصرت جيوش السلطان سليم الأول العثمانى على جيوش المماليك فى معركة «مرج دابق» بالقرب من حلب . كان هذا ايذانا ببدء الفتوحات العثمانية التى استمرت ٤٠ سنة، استولى بعدها العثمانيون على معظم البلاد العربية ، من العراق شرقا حتى تلمسان بالجزائر غربا .. واستمر هذا الاحتلال فترات متفاوتة فى كل بلد ، الى أن انتهى بهزيمة تركيا فى نهاية الحرب العالمية الأولى عام ١٩١٨ وبهذا يكون العثمانيون قدمكثوا فى البلاد العربية لفترة:

١٠ قرون ـ ٤ قرون ـ قرنا ونصف القرن

٢ ـ عندما يعلن الحداد لموت شخصية ، تنكس الاعلام فى جميع دول العالم ، ما عدا دولة واحدة لا ينكس علمها ابدا ، وهذه الدولة هى :

التبت ـ السعودية ـ الفاتيكان .

٣ ـ فى عام ١٧٦٦ استطاع هنرى كافنديش Henry Cavendish العالم البريطانى ، أن يكتشف اخف انواع الغازات فى العالم . وكان وزن هذا الغاز يوازى ١/١٤ من وزن الهواء ، واسم هذا الغاز الخفيف العديم اللون هو غاز :

الاكسجين ـ الهيدروجين ـ الآزوت

٤ ـ فى عام ٥٥ هـ ، اى ٦٧٥ م ، انشا فاتح افريقية الشهير عقبة بن نافع مدينة فى تونس ، وفى وسطها اقام جامعا مربعا ، تشرف عليه مئذنة كبيرة مربعة القاعدة ، ذات ثلاث طبقات متفاوتة الارتفاع ، اما هذه المدينة التى انشاها عقبة بن نافع فهى :

بسكرة ـ المهدية ـ القيروان

٥ ـ اللغة المكتوبة ، صاحبة اطول تاريخ مستمر حتى يومنا الحاضر ، بدات عام ١٤٠٠ قبل الميلاد .. وهى اللغة :

اللاتينية ـ العربية ـ الصينية

٦ ـ يقول العلامة الفرنسى الكبير غوستاف لوبون : « كانت كتب الجغرافيين العرب الاوائل اساسا لدراسة هذا العلم فى اوروبا خلال قرون طويلة» وقد ذكر المؤلف الجغرافى العربى ابوالفداء اسماء ستين عالما جغرافيا ظهروا قبله.. واشهر جغرافيى العرب ولد فى الاندلس عام ١١٠٠ ودعاه ملك صقلية روجرز الى بلاطه .. رسم اول خريطة لمنابع النيل ، من مؤلفاته ، نزهة المشتاق فى اختراق الافاق ، انه

ابن حوقل ـ الادريسى ـ القزوينى

٧ ـ مضيق باب المندب يربط مياه المحيط الهندى بمياه البحر الاحمر .. ومضيق جبل طارق يصل بين مياه البحر المتوسط ومياه المحيط الاطلسى .. ومضيق هرمز يربط بين مياه الخليج العربى وخليج عمان .. اما مضيق البسفور فيربط بين مياه بحرين هما :

البحر الاسود وبحر مرمرة ـ بحر ايجة وبحر مرمرة ـ البحر الابيض وبحر الادرياتيك

٨ ـ اطول قناة ملاحية فى العالم طولها ١٦٢ كيلومترا ، وعرضها ١١٠ مترا ، افتتحت للملاحة فى ١٦ نوفمبر ١٨٦٩ وهذه القناة هى قناة :

قناة بنما ـ قناة كييل ـ قناة السويس .

شروط المسابقة

١ ـ أن يرفق بالاجابة كوبون المسابقة .
٢ ـ اكتب على الورقة اسمك وعنوانك الكامل .
٣ ـ ضع اجابتك فى مغلف مغلق واكتب عليه: مجلة العربى ـ صندوق البريد ٧٤٨ الكويت .
٤ ـ آخر موعد لوصول الاجابة الينا فى الكويت هو اليوم الأول من شهر مايو (أيار) ١٩٧٥ .

يمنح الفائزون جوائز ١٠٠ دينار كويتى على الوجه الآتى :

الجائزة الاولى ٣٠ دينارا . الجائزة الثانية ٢٠ دينارا . الجائزة الثالثة ١٠ دنانير .

٨ جوائز مالية : قيمتها ٤٠ دينارا ، كل منها ٥ دنانير .. وعند تعدد الاجابات الصحيحة تمنح الجوائز بطريقة الاقتراع . ■■

من كنوز الدوريات العربية المدفونة

جمال الدين الأفغانى

رسائل طواها الزمان بطي أصحابها .. وكانوا نابهين

الرافعى

المنفلوطى

الكرملى

اعداد : انور الجندى

■ هناك رسائل مجهولة كثيرة فى بطون الصحفوالمجلاتالقديمة ، لم يلتفت اليها الباحثون،وهم بصدد كتابة فصولالتاريخالعام والتاريخ الأدبى ،ولا ريب ان هذه الرسائل ـ حين يعاد النظر فيها اليوم ـ تضيف شيئا جديدا ، او تغير من امورجرت مجرى المسلمات ، او تلقى الضوء على جوانب غامضة ، وزوايا مجهولة •

الرسالة الاولى من محمد المويلحى الى جمال الدين الافغانى

محمد المويلحى واحد من كتاب العصر السابق لثورة مصر ، ثورة ١٩١٩ ، وهو مؤلف كتاب « حديث عيسى بن هشام » ، وقد وجه هـذه الرسالة للسيد جمال الدين الافغانى ، وقد كان يومئذ فى مدينة بطرسبرج عاصمة الروسيا عام ١٨٨٦ م والرسالة مؤرخة بتاريخ ١٢ ذى الحجة ١٣٠٤ هـ •

استاذى ورئيسى ادام اللـه وجوده ، وتـوج بالنجاح امله ومقصوده ، ودوّخ بذلك عدوه ، وارغم حسوده :

شيئان فى هذا العالم ايها الفيلسوف يقصر فكـر العالم الراسـخ فى العلـم دونهما،ويقفالباحث المدقق موقفالحيرة فى امرهما • ويشخص بصر المتعمق فيهمـا مندهشا مبهوتا ، ويرتد وقاد القريحة عنهما خائبا مكبوتا • ويرجع المتقصى لماهيتهما ساخطا على مبلغ علمه ، متجهما فى وجه عقله ، متوهج نار الحدة على مرامى فكره، مستصغرا ما قد استعظمه من قدر نفسه ، ملتهب الكبد من سعة اطلاعه مع ذلك وعجزه ، مرزا النفس من تراخى خاطره هناك وسُباته ، مفئود الفؤاد من استماتة مداركه عنهما وتصوراته •

اولهما : كنه القوة التى تدفع كرة الارض حين دورتها حول الشمس ، وعلة النظام الذى ما خرجت عنه مدى الدهر ، فى كل يوم وامس •

وثانيهما : كنه همتك حين تدور بك فى

عين تلك الكرة قاطعا مفاوزها ، طاويا فيافيها وفدافدها ، سالكا في مغالقها ، مطبقا مغاربها بمشارقها خائضا بحارها، جائبا قفارها .

اذا سارتك شهب الليل قالت
أعـــان اللـــه أبعدنـــا مـــرادا

وحتى كأنك استصغرت الارض دارا ، وعزمت على أن تهدى النجوم منك مزارا ، فلذلك قادتك همتك سيارة في انحاء الارض ، تبتغي اقرب نقطة اليها مطلعا ، واسهل موضع تنتخبه لها مصعدا ، واقسم لو ان النجوم ذوات عقل ، وآلات رشد لعقدت لك من أشعتها سلمّا ، ولانخفضت من منازلها لترتفع بك عقدا على نحرها منظما ، فتنال بها من مسافة الجد اقصاها، ومن نهاية الرفعة أعلى مرتبة واسناها ، اذ التقطت من صدفة الارض دُرّتها ، وسلبت من البسيطة أحجالها وغرّتها ، وانتزعت منها وهى معدن الفحم قطعة الماس تضمنتها ، والجوهرة التى قد حلتها وزينتها ، لا زالت الكواكب تحسد الارض عليك،وهذه تفخر وتباهي بمواطىء قدميك طول الحياة ، ومدة الدهر .

أما حديث ما قد ارتشق بالقلب من نبال الشوق ، حتى صار كالجعبة الملآنة ، وما اصاب الفؤاد من سهام الفراق ، حتى صـــار مثل الكنانة ، فان الام الجروح ، ونتفران الكلوم ، مانع للنفس من القيام بادنى تعبير في هذا الباب وانت اعلم بقلوبنا منا .

والله المسئول ان يمن عليك ببقائك ، وان يبلغنا المنى بهمتك .

محمد المويلحي

حاشية ماذا يمكن ان يضيف هذا الخطاب الـى التاريخ الادبى :

نحن نعرف ان محمد المويلحي ووالده ابراهيـم المويلحي مرحلة في تاريخ الادب والصحافة ، فقد عاش ابراهيم بين سنتى ١٨٤٤ و ١٩٠٦ وكانت غرة ايامه ١٨٩٦ التى يمثلها كتاب «ما هنالك» وصحيفة « مصباح الشرق » ، اما محمد المويلحي فقد اصدر كتابه « حديث عيسى بن هشام » الذى عرف بـه عام ١٩٠٧ وهو من المدرسة التقليدية المعروفة .

وقد التف مع بعض انداده حول السيد جمال الدين الافغاني عندما جاء الى مصر عام ١٨٧١ فلما فارق مصر بعد سنوات اربع ظل هذا الفريق مـن مريديه يتابعه بالرسائل اينما حل ، وكان هـو حريصا على هذه العروة الوثقى مع مثقفي مصر بالذات ، وكان يامل فيهم خيرا ، ويرى في كبيرهم الشيخ محمد عبده موضع آماله .

والخطاب يصور ذلك الود الخالص والولاء الصادق للسيد جمال الدين الافغاني الذى كون في مصـر مدرسة جديرة بالدراسة والتاريخ .

الخطاب الثاني :
من الاب انستاس الكرملي الى مصطفى صادق الرافعي

وكان الاب انستاس مارى الكرملي مـن رجال اللغة والبلاغة العربية في العراق ، وله « مجلـة العرب » ، وقـد كانت له صلات وثيقـة بكتاب العصر ومن بينهم مصطفى صادق الرافعي ، وفـي هذه الرسالة المؤرخة ١٩٣٧ يقول :

الى حضرة فخر بلغاء المصريين ، الاستاذ الجليل مصطفى صادق الرافعي ، رفعه الله الى اعلى مقام : ابدأ كلمتي هذه بتاديـة عبارات الشكر الصادق للهدية التى اطرفتني بها،وانت نابغة بلغاء مصر على ما اعتقده من صميم القلب .

واحسن دليل لذلك أنى اقتنيت جميع مؤلفاتك ، وزينت بها خزانتي ، فارجع الى مطالعتها الفينة بعد الفينة ، كلما اردت ان انـزه نفسي وأطربها ، واريحها مـــن متاعب الحياة ، اذن حلّ عندى (وحـــى القلم) محلا رفيعا لما يجرى حولى مـــن مختلف الموضوعـات التـى جاءت بافصـح عبارة وابلغها بل تتعدى كل كاتب ان ياتى بفرعها ، لا سيما ان اغلبها لم يمر على خاطر من سبقنا في الكلام ، لهذا اعتبرت دائما الاستاذ الرافعي جاحظ العصر ، او ابن مقفعه ، او بديع زمانه ، وقد نصحت لكثير من ابناء العراق ان يطالعوا ماكتبته او تكتبه ، اذا ارادوا الجرى فالسبق في ميدان الفصاحة والبلاغة ورفيع الانشاء».

الخطاب الثالث :
من مي زيادة
الى جوليا طعمة دمشقية

كانت مي زيادة في العقد الثاني من هذا القرن المع كاتبات العربية ، وكانت لها مراسلات من مصر مع كاتبة سورية معروفة ، هي جوليا طعمة دمشقية ، صاحبة « المرأة الجديدة » • وهذا لون من رسائل النساء الكاتبات يكشف عن اسرار النفس الانسانية : وتاريخ الرسالة عام ١٩٢٢

تقول مي زيادة :

أصحيح انك لم تهتدي بعد الى صورتي؟ أما انا فاني رأيت من صورتك خطى القلب الموار ، والذكاء الوقاد • ان هذا الذكاء وذاك القلب يخدمهما صفة كبيرة من الحذق في التدبير والمهارة في التصرف،وهي صفة ممزوجة تبرز في تنسيقك وتبويبك وزخرفتك • اما صورتي المتوارية عنك فهاكها :

استحضري فتاة سمراء كالبن،او كالتمر الهندي ـ كما يقول الظرفاء ـ أو كالمسك ـ كما يقول متيم العامرية ـ او كالليل كما يقول الشعراء ، وضعي عليها طابعا سديميا عن وجد وشوق وذهول ، وجوع فكرى لا يكتفي ، وعطش روحي لا يرتوي ، يرافق اولئك جميعا استعداد كبير للطرب والسرور ، واستعداد اكبر للشجن والالم، وهذا هو الغالب دوما ، واطلقي على هذا المجموع اسم « مي » ترى وجهَ من يساجلك الساعة قلمها »

(مي زيادة)

حاشية كتبت مي زيادة هذه الرسالة في وقت باكر ، قبل ان تتناشها الاحداث وتقع في متاهات الاضطراب النفسي والصراع الفكري•ولكنها كانت تحاول ان ترسم اول خيوط ماساتها بهذه العبارات الغامضة المضطربة •

الخطاب الرابع :
من مصطفى لطفي المنفلوطي
الى الموسيقار حسن انور

كان المنفلوطي يكتب باسلوبين : اسلوب للرسائل ، واسلوب للمقالة : وهو هنا في رسالته هذه التي كتبها عام ١٩٢٢ ينطلق في تبسط ، على نحو مختلف عن مقالاته ، والرسالة تكشف بعض جوانب حياته واشواقه وعواطفه بما يختلف الى حد ما عن طابع الحزن القاتم الذي يشعر به قراء « العبرات » ، «ومجدولين» وغيرهما • يقول :

وصلت الى مصر ، وقد شعرت عند وصولي اليها بشيء من الانقباض ، اشبه بما يجده الهارب من سجنه عند القاء القبض عليه ، واعادته اليه ، وساظل زمنا متمثلا في ذهني جمال تلك الايام التي نعمت فيها بنعمة الحرية والطلاقة ـ لا يقيدني مقيد ، ولا يسيطر من النظم والتقاليد مسيطر ، أجلس في كل ارض ، وافيء الى كل ظل ، وأسير تحت كل سماء ، واتحدث بكل ما يجول في خاطري من جد وهزل ، وصواب وهذيان ، كانني اعيش في عزلة منقطعة ، لا تقع عليّ منها عين ، ولا يطرق سمعي صوت ، كما لا انسى ما حييت جمال ذلك المصيف الرائع (راس البر) ومنظر كثبانه ورماله ، وأرضه وسمائه ، ، وبره وبحره ، ومواقع غزلانه ومرابع جاذره ، ومنظر لسانه (١) العذب الرطيب ، وهو ممتد ساعة الاصيل في غمار الماء ، ينهل منه النَّهلات الباردات وقد انتشر المصطافون فوق سطحه ، ما بين رجال ونساء ، وشبان وبنات،يتقبلون ويدبرون، صامتين هادئين ، كأنهم منظر من مناظر الصور المتحركة ، فلا ضجيج ولا ضوضاء ، ولا هتاف ، ولا دعاء •

وما كان صمتهم وسكونهم الا لان جلال المنظر وروعته قد ملكا عليهم شعورهم فاستغرقوا فيه استغراق العابد بين يدى معبوده ، والطبيعة من مظاهر الالوهية ، ومرآة من مراياها ، فاذا عبدها الناس فقد عبدوا الله ، واذا أجلوها وعظموها فقد اجلوه وعظموه ، فليت ذلك دام لي •

ولكنه لا يدوم،لان السعادة في هذه الحياة بوارق لامعة ، تخفق في ظلام الليل ثم تختفي •

المنفلوطي

(١) العربي في مصيف رأس البر جزء من اليابسة ممتد في الماء ، يسمونه هناك « اللسان » لشبهه به

الخطاب الخامس :
الدكتور عبد الوهاب عزام الى ابنته

ابنتى العزيزة (بثينة) :

اكتب اليكمن قرية فى قممجبالسويسره نامخة ، اسمهـا (دبرجنشتول) وقد معى النهار ، والدجن مطبق ، والجـو د،احس فيه مثل ما احس من شتاء مصر ا قرس ، وانا اضـع قلمى بين الحـين لمين ، لاعرك كفتى : احداهما بالاخرى ، ى احسن امساك القلم ، فشتان ما بينى ينكم ، لا تقع العين هنا الا على خضرة زرقة أو بياض ، خضرة العشب الاثيث، لشجر الكثيف وبياض السحب ، نزلت وزميلى الاستاذ احمد امين مدينـة لوسرن) من سويسرة ، واردنا ان نركب البحيرة « بحيرة لوسرن » الى مكـان يب ، فقصدناها على باخرة صغيرة ، بين اظر معجبة بل مدهشة ، من جبال تخالط مها السحب ، ويزين سفوحها حلل من شجار ضافية فى الماء ، وتطل من مرآة حيرة منازل متفرقة ، او قرى صغيرة ، نها اعشاش الطير بين افنان الدوح •

قلت لنفسى، وانا على الباخرة : قـد بت هذا البحر (بحر الروم) اربع عشرة ة ، فلماذا لم يوح الى شيئا • لماذا لم فه ، او اصف حالى فيه بكلمة ، اننـى ن اسافر الى الشام ، او العراق ، او كيا او ايران ــ اكتب عنها جهد المقل ، لى قدر ما يؤاتينى البيان ، وتاذن لـى ساغل ، وان لم اكتب راغبا فى الكتابة، بقى فى نفسى معـان تريد الاعراب عـن سها ، احدث بها نفسى واصحابى بـين ن والحين ،فلماذا لم اخط حرفا عــن حر الابيض واوروبا ؟

قالت نفسى بعد تفكير طويل : انت رجل مبى ، (٢) قد مـلا نفسـك التعصب مك العرب ، ولدينك الاسلام ، فلست تبالى بغيرهما ، ولا تستلهم البيـان الا منهما •

قلت : هذا حق ولكـن احرى بـك ان تقولى : انك حينما ذهبت فى بلاد الشرق وجدت قومك ، ولغتك ، وتاريخك ، وآثار اسلافك • اما اهل اوروبا فليس بيننـا وبينهم من سبب الا ما اصابنا منهم •

لقد جاوزنا البارحة جزيرة كريد التـى سماها العرب (اقريطش) ، وكان لهم فيها دول وغِيَر ، وها هو ذا مضيق مسينا قد اقترب ، والسواحل عن يميننا وشمالنا تشتعل بالاضـواء المتلالئة ، والمصـابيـح المنثورة بين السواحل والجبال ، والباخرة تشق طريقها متمهلة ، تاخذ ذات اليمـين مرة ، وذات الشمال اخرى ، تتحرى سبيلها بين شعاب البـحر وصخـوره ، والمنـارات تومض وتخبو ، تهدى السفن طريق النجاة، وتحذرها مواطن العطب • ان السفينـة تتجه شطر الشمال الآن ، وها هو العطب امامنا؟ بنات نعش الكبرى قد دارت الى الشمال ، وهوت قليلا نحو الافق ، ونحـن الآن فى المضيق ، فهذه ايطاليا على اليمين وهذه صقلية على اليسار •

استطيع ان اذكر قومى فى صقليـة وسواحل افريقيا واوروبا ، وما كان لهم من مجد مؤثل وعزة قعساء ، ثم اذكر ما حل بساحتهم فى ارجاء العالم من العذاب والخراب •

وبعد فقد جاوزنا المضيق وتركنا صقلية كما ترك الزمان تاريخ العرب •

حاشية : الدكتور عبد الوهاب عزام من اعلام الادب العربى المعاصر•كتب هذا الخطاب عام ١٩٣٦ الـى ابنته متنقلا وهـاديا ، كشف فيه عـن ذات نفسه ، وايمانه بامته وفكره وتاريخه •

سيدى القارىء اذا كانت شاقتك هذه الرسائل فالى اللقاء فى حلقة اخرى • ■■

انور الجندى

---

(٢) عصبى بمعنى متعصب او متحيز لقومك كمايشرحها هنا (العربى)

أمراض شائعة

النقص العقلى

بقلم الدكتور : محمود بهى الدين الشال

■ يمكن تعريف «النقص العقلى» ـ من وجهة نظر اجتماعية ـ بانه توقف للنمو العقلى عند احدى مراحله ، وينجم عنه عدم قدرة المريض على تكيف مستقل للعيش •

وكان التقسيم القديم لحالات النقص العقلى كما ياتى :

١ ـ العته ـ Idiot ـ ونسبة الذكاء فيه مابين ٠ ـ ٢٠ ، والعمر العقلى دون ثلاث سنوات ونسبة العته ٥٪ •

٢ ـ البله Imbecile ـ ونسبة الذكاء فيه ، مابين ٢١ ـ ٥٠ ، والعمر العقلى ٣ ـ ٧ سنوات ، ونسبة البله ٢٠٪ •

٣ ـ الهَوك (الحمق) Morons ـ ونسبة الذكاء فيه ما بين ٥١ـ٧٥ ، والعمر العقلى ٨ـ١٢سنة ، ونسبة الهَوك ٧٥٪ • وكل هذه أسماء عربية عامة المعنى اكسبها معانيها هذهالخاصة الاصطلاح•

التقسيم الحديث للنقص العقلى

استعمال كلمات العته ، البله •• ، وكثرة تداولها بين الناس ـ كان يسبب للآباء الما نفسيا عنيفا، ولهذا فان التقسيم الحديثللنقص العقلى هو :

١ ـ تخلف عقلى شديد : لدرجة يكون فيها المريض عاجزا عن درء المخاطر ـ مهما صغرت ـ عن نفسه، عاجزا عن العيش مستقلا، وذلك عندما يصل الى سن كانت تخوله ان يقوم بذلك •

٢ ـ تخلف عقلى : يصل الى درجة يكون فيها المريض قابلا لعلاج طبى ، او رعاية خاصة ، او تدريب معين • وتوجد عاهات جسمية لدى حوالى ١٠٪ من ناقصى العقل •

وقبل ان نستطرد ، علينا اننتحدث باختصار شديد عن نسبة الذكاء والعمر العقلى : ـ

فالذكاء هو القدرةالعامة على استخدام الخبرات السابقة ، لمواجهة التجارب الجديدة ، او حل مشكلاتها بابتكار الوسائل الملائمة ، أو القدرة على تكوين أنماط سلوكية جديدة ، لمواجهة موقف جديد ، بتعديل الانماط السلوكية القديمة ، او اعادة بنائها •

والعوامل الوراثية هى التى تعين مستوى الذكاء ، من حيث هو قدرة ، اما العوامل البيئية

العتــه ، والبلــه ، والحمــق ، ثلاث حالات للنقص العقلى عند الأطفال

فهى التى تعيٌن مدى نمو هذه القدرة ، ومدى تحقيقاتها •

ويقاس الذكاء بطريقة اختبارات مرسومة ، هى مجموعات غير متجانسة من اسئلة ، ومشكلات، واعمال متفاوتة فى صعوبتها ، يطلب من الشخص تاديتها فى زمن محدد • ويقنن الاختبار باجرائه على اكبر عدد ممكن من الافراد ومن اعمار مختلفة وفى ضوء النتائج ، فان متوسط عدد الاسئلة والمشكلات والاعمال التى اداها بنجاح من اعمار بعينها ، والدجات التى يحصل عليها هى التى تعين عمرهم العقلى •

$$\text{ونسبة الذكاء هى} = \frac{\text{العمر العقلى}}{\text{العمر الزمنى}} \times ١٠٠$$

واهم اختبارات الذكاء العام اختباراتبينيه Binet ولكن علماء النفس اتجهوا اخيرا الى وضع اختبارات نوعية لقياس القدرات الخاصة •

وكان اول من انشا مدرسة خاصة لضعاف العقول هو الدكتور ادوار سيجان ، وذلك عام ١٨٣٩ فى مستشفى بيستر بباريس ، وكان طبيبا للامراض العقلية،ومن اصل فرنسى • ولقد وضع لقياس الذكان اختبارا عمليا يعرف بلوحة الاشكال ، وكان هو اول من اهتم بتعليم ضعاف العقول •

اسباب النقص العقلى

واسباب النقص العقلى تتنوع ، فمنها :

أ – أسباب فسيولوجية : تكون الحالات هنا عموما ما بين خفيفة الى متوسطة ، والآباء يكون معدل ذكائهم اقل من المتوسط العام ، والعوامل الاجتماعية لها تاثير كبير • وهناك غالبا اسباب متعددة ، كل سبب منها له فعل بسيط فى حدوث النقص العقلى Envirnmental، ولكن اذا تجمعت اسباب كثيرة نتج النقص العقلى الواضح ، كاجتماع عوامل الوراثة Genetic والعوامل البيئية •

ب – الاسباب المرضية : معظم الحالات تكون شديدة التخلف العقلى ، وتكون ناتجة عن عوامل وراثية فحسب ، او بيئية فحسب •

وتوجد حالات خللخلقى فى التمثيل الغذائى Inborn errors of metabolism ، ومعها تخلف عقلى ، واحيانا مع صرع ، وبعض هذه الحالات يمكن علاجه اذا اكتشف فى وقت مبكر •

وقد يتحدد السبب ، لوجود جينة او جينات Genes غير طبيعية •

والعوامل البيئية يمكنها ان تؤثر على الجهاز العصبىاثناء الحمل (كالتعرض للاشعة السينية)، او العدوى بالحصبة الالمانية ، وخاصة فى شهور الحمل الاولى ، وبعض انواع الفيروسات •وخاصة الانفلونزا ،ونزيف ما قبل الولادة Antepart haemorrhage وتمم الحمل Pre eclampsia والاختناق ، (وسوء التغذية الشديد) واثناء الولادة (الولادة العسرة،وطولها واستعمال الآلات ، وزيادة صبغة Bilirubin ، والنزف تحت اغشية المخ Subdural haemorrhage) وكذلك الولادة المبكرة ، او المتاخرة ، وامراض فترة الطفولة (التهاب السحايا ، والمخ والاصابات ، وتكرر نقص نسبة السكر بالدم ، وحدوث تشنجات متكررة وخاصة اذا طالت مدتها ، وكذلك زيادة نسبة الرصاص فى الدم)

ومع ذلك قد توجد حالات لا يمكن الاهتداء الى سببها ، حتى بعد عمل كافة الفحوص الكاملة •

وعلى ذلك فلقد يبدأ التخلف العقلي منذ البداية ، او قد يكتسب بعد مرور فترة طبيعية من حياة المصاب ، كما ان درجة النقص العقلي ، قد تثبت ، او تزيد ، وقد تكون البداية حادة ، او بطيئة ، او تحت الحادة ، كحالات التحلل بالجهاز العصبي .

وينبغي عمل كل الفحوصات اللازمة ، للاهتداء الى سبب يكمن وراء كل حالة :

١ ـ تاريخ نمو المرض بالتفصيل Developmental

٢ ـ فحص اكلنيكي ـ سريري ـ كامل

٣ ـ ابحاث مخبرية مختلفة (على البول ، والبلازما ، ونسبة السكر بالدم ، والكالسيوم ، والذوائب الكهربية Electrolytes ، وفحص للفيروسات) .

٤ ـ اعادة قياس معدل التاثيرات النفسية Bsychometrin احيانا ـ وعندما يستدعى ذلك ـ

٥ ـ عمل فحوص شعاعية للرأس ، ورسم كهربي للمخ E.E.G.

وقد توجد صعوبات لعمل الفحص النمائي ، كان يكون هناك مرض عضوى واضح ، مثل الشلل المخي او لوجود اختلال تغفل ملاحظته ، لنقص في السمع ، او النظر ، ولان النقص في هؤلاء المرضى قد يكون متعددا ، وتجب مراعاة ذلك عند تقدير النماء . واهمية عمل الفحوص كاملة كما سبق هو :

ـ يمكن اعطاء نصيحة بخصوص عوامل الوراثة .

ـ يمكن العلاج او الوقاية من حالات معينة ، مثل بعض حالات اختلال التمثيل الغذائي ، او نقص افراز الغدة الدرقية .

مظاهر التخلف العقلي

هل من الممكن اكتشاف هذه الحالات مبكرا ؟ وما هي المظاهر التي تدل على التخلف العقلي ؟

ـ قد يكون المؤثر الاول للتخلف العقلي الشديد في الاسابيع الاولى للطفل هو عدم الانتباه لما يحيط به ، وقد يغفل الوالدان عن ملاحظة ذلك ، وخاصة اذا كان هذا هو الطفل الاول . كما ان احجام الطفل عن الرضاعة ـ ولو انها شكوى غير مميزة ـ من اسباب شكوى الوالدين .

ـ قد يكون هناك مظاهر طبيعية او تشوهات عصبية مثل Cerebral Palsy ، وتزداد الاعراض اكثر كلما كبر الطفل .

ـ وفي الحالات الخفيفة قد يتاخر التكيف الاجتماعي وخاصة التكلم .

ـ وفي الحالات الخفيفة جدا لا يمكن اكتشاف هذه الحالات الا بعد بدء الدراسة ، عندما يكتشف ان ادراك العلة والمعلول Causeand effect متاخر ، وقد لا يكتشف .

وتصرفات هؤلاء المرضى تشبه عموما من هم دونهم في العمر ، وقد يكون التخلف جزئيا وليس عاما ، اى يكون في بعض نواحي النماء ، ولكن عدم النضج يشمل في الغالب تاخرا عاطفيا واجتماعيا ، وتاخرا في التكوين الحركي
Meter develcpment.

وقد يكون الناقص عقليا : ـ

١ ـ زائدا في نشاطه على المعتاد ، وهذه ملاحظة فيمن اصيبوا بتلف في المخ اثناء او بعد الولادة ، وهؤلاء لا يتمكنون من الاستمرار في الانتباه لفترة معقولة .

٢ ـ قليلا في نشاطه عن المعتاد ، وهؤلاء يوصفون عادة في ايام طفولتهم بانهم مؤدبون جدا ، ومن سمات التخلف استمرار الطفل في التطلع ليده ، حتى بعد ١٢ ـ ١٨ شهرا
Hand regard.

العناية بمرضى النقص العقلي

بعض الاباء يعرفون بانفسهم النقص العقلي لابنائهم ، ولكن يقع على الطبيب في الغالب عبء اعلام الاباء بذلك ، وعند اعلامهم فان درجة التخلف العقلي ـ بالنسبة لعمر الوالدين وشخصيتهما وذكائهما ـ تتحكم في الطريقة التي يمكن اخبارهم بها عن ابنهم .

وعند وجود نقص عقلي واضح ينبغي اخبار الاباء مبكرا ، وقبل ان يعلموا بذلك من اقرباء لهم او من جيران ، ولكن يمكن تاخير ذلك عندما تكون الام في حالة نفسية غير ملائمة اثناء فترة النفاس .

رعاية الأطفال في المعاهد الخاصة

ويمكن تأخير اخبار الطبيب لاهل المريض عندما يكون التخلف غير واضح ، ويترك ذلك لعامل الوقت ، وفي الوقت نفسه يقوم الطبيب بعمل كل الفحوص اللازمة ٠

وينبغي ان يعامل الطفل المتخلف عقليا ـ وسط عائلته ـ كطفل عادي ، مع احاطته بعناية خاصة رغم ان ذلك على حساب اخوته الطبيعيين ٠

كما ينبغي معالجة الوالدين طبيا ، بطريقة لا تجعلهم في حالة من الشعور بالذنب ، او القاء احدهما المسئولية على الآخر ، اذا كان السبب وراثيا ، ويتفهم الوالدان بان حالات الوراثة يمكن ان تحدث في اي عائلة ، وكذلك ينبغي اقتلاع عقدة الشعور بالذنب ، وخاصة اذا كانت هناك ادوية قد اخذت اثناء الحمل ٠

يمكن لهؤلاء المتخلفين ، ومن كانت نسبة ذكائهم تقع بين ٥٠ ـ ٧٥ ـ ان يتعلموا بمدارس خاصة ، وخاصة اذا كانوا لم يتمكنوا من متابعة اقرانهم في المدارس العامة ٠

وموضوع وضع المتخلفين في معاهد مختصة موضوع شائك ، يعتمد على : تركيب العائلة ، درجة النقص العقلي ، امراض اخرى ، صعوبة او سهولة التمريض والتغذية ، الاحوال المنزلية والمالية للاسرة ، والجواب على كل حالة يختلف ، لان وضع الطفل الصغير في معهد قد يكون مصدر شعور بذنب كبير للآباء ٠

وفي المعاهد الخاصة ، او دور الرعاية ، يكون هناك علاج تاهيلي ، وهي خطة علاجية تعتمد على اعادة اقصى ما يمكن من المقدرة الجسمية والعقلية والمهنية ، ويقوم بذلك مختلف الاطباء الاخصائيين: الباطنيون،الجراحون ، الاطباء النفسانيون ،واطباء العلاج الطبيعي (التدليك ، التمرينات ، الاشعة، الحرارة ، البخار،والتيارات الكهربية المختلفة٠٠) واطباء الخدمات الاجتماعية ، وقد يقتضي الامر تضافر بضعة من الاخصائيين على علاج المريض ، ويستخدم العلاج التاهيلي حيثما وجدت معوقات جسمية او عقلية ، سواء اكانت ولادية ، ام ناشئة من امراض او اصابات ، وفي جميع هذه الحالات ينبغي توجيه الاهتمام الوافي الى حالة المريض العقلية ، اذ ان نجاح العلاج يستلزم تجاوبا جديا من جانب المريض ٠

هذا وتتولى هيئات الخدمة الاجتماعية تزويد المرضى بوسائل الترفيه عنهم ، كما تزود بعضهم بادوات المهن المختلفة ٠ ■■

محمود بهي الدين الشال

الطفل المريض
الذى اصبح اعظم رجل
انجبته بلاده !

كان طفلا ضعيفا كثير المرض ، يخاف البرد بنفس القوة التى كان يخاف بها الناس ، وكان مرضه يضطره الى ملازمة فراشه عندما يأتي الشتاء وتتكرر اصابته بأمراض البرد ، حتى ان والديه كانا يخشيان عليه من الموت . وكان هو يقول : « انها لعنة الله تلك التى حلت على فحرمتنى من البنية القوية ! » فقد كان طفلا غير طبيعي ولد قبل موعد ولادته بشهرين بعد ثماني ساعات كاملة قضتها أمه في غرفة المخاض ! وعندما جاء الى الدنيا في الساعة الواحدة والنصف من صباح يوم الاثنين عام ١٨٧٤ قال الاطباء انه لن يعيش ! ولكن الطفل الصغير تحدى الموت ، تماما كما تحدى هؤلاء الذين توقعوا له الفشل فى حياته السياسية ، فقد قال عنه هربرت هنرى اسكويت H. H. Asguith رئيس وزراء الدولة البريطانية : « لا اظن ان هذا الرجل سوف يصل يوما الى القمة فى حقل السياسة البريطانية ! » .

لقد كان هدف هذا الشاب عندما كبر ، ان يصبح ضابطا في الجيش .. ولكن القدر ظل يقف له بالمرصاد ، فقد رفضت كلية ساندهيرست الملكية العسكرية طلبه للالتحاق بها مرتين لضعف بنيته وقصر قامته وضيق محيط صدره !

ولكنه لم ييأس،فعكف على بناء جسمه، حتى اذا حانت الفرصة سارع يقدم اوراقه من جديد ، وفي المرة الثالثة قبلوه !

اشترك في عدة حروب،وتعرض للموت عشرات المرات فى كوبا والهند وجنوب افريقيا وفرنسا والسودان وخرج من كل هذه المعارك دون ان يصاب بخدش !

انه ونستون تشرشل‌السياسى البريطاني الداهية ، الذى احتفل الانجليز في شهر نوفمبر من العام الماضى ، بمرور مائة عام على مولده .. الرجل الذى احتل ارقى المناصب في بلاده ، وقادها الى النصر في الحرب الثانية العالمية ، ومات عن ٩١ عاما قضى منها ٦٣ عاما وعشرة اشهر نائبا فى البرلمان البريطاني !

لقد دخل ونستون تشرشل التاريخ .. في‌اكثر من‌مائة كتاب ومؤلف‌وضعت‌عن‌حياة هذا الرجل ولكن كيف دخله ؟ اما الذين عانوا من الاستعمار البريطاني فقد قالوا عنه : « لقد كان اب الاستعمار وحليفه » .. واما الصورة التى خلفها وراءه داخل بلاده بعد رحيله ، فقد كانت لاعظم رجل انجبته بريطانيا فى تاريخها الحافل الطويل !

صورة تشرشل !

كان تشرشل يفاخر دوما بقوته الجسدية ويقول انـه والموت عدوان ·· حدث ان وقف احد المصورين يوما يلتقط صورة لونستون تشرشل اثناء احتفاله بعيده التسعين ، وما كاد ينتهي من مهمته ، حتى اقترب منه وقال : « **امنيتي يا سيدي ان اقف امامك والتقط صورتك وانت تحتفل بعيد ميلادك المئوي !** » ·

واجاب تشرشل وهو يقهقه ضاحكا وسيجاره الكبير الذي لم يفترق عنه ابدا يتراقص بين شفتيه : « **لا اجد سـببا يحـول دون تحقيق امنيتك يا بني ، فانت ما زلت شابا صغيرا وتتمتع بصحة طيبة** » ·

الحب والحياة عند كيتس

● **الشاعر الانجليزي الكبير جون كيتس** John Keats **(١٧٩٥ ـ ١٨٢١)، كتب يصف الحب ، فقال :** « انه زهرة ، يثيرك جمالها عن بعد ، ولكن المرء لا يستطيع ان يصفها او ان يحدثنا عنها قبل ان يقترب منها ويلمسها بيديه ، فهي الوان ·· زهرة جميلة ولكنها بلا رائحة ·· وأخرى اجمل من سابقتها ولكنها مليئة بالاشواك، وثالثة لا جمال فيها ، ولا سحر يشدك اليها ، حتى اذا قطفتها ووضعتها فـوق صدرك احسست بعطرها يملأ انفك ويستحوذ على حواسك ·· وهذه الاخيرة هي اجمل انواع الزهور··فلا شيء في الحياة يصبح حقيقة الا اذا ذقنا حلاوته وليس هناك شيء يضرب بـه المثـل ، قبل ان يكون مثلا نحسـه ونجربه ··

« يجب ألا ندع الصورة وحدها تشدنا بجمالها وروعتها ، وانما يجب ان نبحث دائما عن المـادة التي صنعت بهـا هذه الصورة ، وعن الاصل الذي نقلت عنه ، وعن الاسرار التي تختفي وراءها ·· »

« الشارع » اعظم مدارس الحياة !

● **روبرت فروست** Robert Frost **اكثـر شعراء امريكا شعبية (١٨٧٤ ـ ١٩٦٣) ، الـذي فـاز بجائزة بولتيزر للشعر اربع مرات ، سألوه يوما عن ماهية التعليم فقال : الكتب وحدها لا تستطيع** ان تعلمنا فالتعليم لا يكتمل الا اذا كانت لدينا القدرة على الانصات الى كل ما يقال دون ان نفقد اهتمامنا بما نسمع ، أو نفقد اعصابنا لأن شيئا مما سمعنا قد اساء الينا او الى الذين نعرفهم ونحبهم ، وان يكون لدينا أخيرا ثقة كاملة في النفس لا تتزعزع ·

« اما اذا كنتم تسألون عن المدرسة التي تعلمت أنا فيها اكثر ما تعلمت فاقول لكم :

« انزلوا الى الشارع واختلطوا بالناس واستمعوا اليهم وهم يحكون لكم عن متاعبهم وافراحهم ·· هناك ستجدون اعظم مدارس الحياة ·· وبين هؤلاء الناس ستدركون معنى الحياة ذاتها ! » ·

قال الراوي :

سارق أم عاشق

■ كان خالد بن عبد الله القسري ممن تولوا حكم البصرة ايام الامويين ، ولاه عليها هشام بن عبد الملك الاموي ثم عزله عنها •

حدث يوماان كان خالد في مجلس حكمه بالبصرة، فجاءه رهط قد امسكوا بشاب ذى جمال وكمال وادب ظاهر ، ووجه زاهر ، حسن الصورة والملبس طيب الرائحة ، عليه سكينة ووقار ، فقدموه الى خالد فلما سالهم عن قصته قالوا:هذا لص اصبناه البارحة في منازلنا •

فنظر اليه خالد ، فاعجبه حسن هيئة ، ونظافته، وسكينة نفسه ، ووقار حركاته، فقال: «خلوا عنه» ثم ادناه منه ، وساله عن قصته قائلا له : «ماحملك على ذلك ، وانت في هيئة جميلة ، وصورة حسنة ؟ »

قال : حملني عليه الشره في الدنيا ، وبهذا قضى الله سبحانه وتعالى »

فصاح فيه خالد : « ثكلتك امك ، اما كان لك في جمال وجهك ، ورجاحة عقلك ، وحسن ادبك مايزجرك عن السرقة ؟ »

فاجابه في سكون وادب : « دع هذا عنك ايها الأمير ، وانفذ ماامرك به الله تعالى ، فذلك جزائي على مااكتسبته يداي، وما الله بظلام للعبيد »

فتحير خالد ، وصمت يفكر في امر الفتى ، وغرابة مبادرته الى الاعتراف ، ثم ادناه منه ، وقال له : « ان اعترافك على رؤوس الاشهاد قد رابني في امرك ، وما اظنك سارقا ، وان لك قصة غير السرقة ، فاخبرني بها •» قال : ايها الامير ، « لايقع في نفسك الا مااعترفت به عندك ،وليس لي قصة اشرحها لك ، الا انى دخلت دار هؤلاء فسرقت منها مالا،فادركوني واخذوه مني،وحملوني اليك »

فامر خالد بحبسه ، وامر مناديا ينادي في البصرة : « من احب ان ينظر الى عقوبة فلان (اللص) وقطع يده فليحضر من الغد • »

فلما استقر الفتى في الحبس ، ووضعت رجلاه في الحديد تنفس الصعداء ، ثم انشد :

هدَّدني خالدٌ بقطع يدي
إن لم أبُحْ عنده بقصتها
فقلت : « هيهات أن أبوح بما
تضمَّن القلبُ من محبَّتها
قطعُ يدي بالذي اعترفتُ به
أهون للقلب من فضيحتها »

فسمعه الموكّلون به فاتوا خالدا واخبروه بذلك، فلما جنّ الليل امر باحضاره عنده فلما حضر استنطقه فوجده اديبا عاقلا لبيبا ظريفافاعجب به، وامر له بطعام فاكلا معا ، ثم تحدثا ساعة ، ثم قال له خالد : « قد علمت ان لك قصة غير السرقة، فاذا كان الغد ، وحضر الناس والقضاء وسالتك عن السرقة فانكرها ، واذكر فيها شبهة تدرأ عنك القطع ، فقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم « ادرأوا الحدود بالشبهات »

ثم امر به الى السجن فبات هناك •

فلما تنفس الصبح بدا الناس يتوافدون ارسالا الى الساحة التي سيعاقب فيها الفتى ليروا عقوبته، فلما كانت الغداة ركب خالد ومعه وجوه البصرة وغيرهم ، ثم دعا بالقضاة ، وامر باحضار الفتى، فاقبل يحجل في قيوده ، ولم يبق احد من النساء الا بكى عليه ، وارتفعت اصواتهن بالعويل

والنعيب ، فامر بتسكين الناس واسكاتهم ، ثم التفت الى الفتى قائلا : « ان هؤلاء القوم يدعون انك دخلت دراهم واخذت مالهم ، فما تقول ؟ »

قال : « صدقوا ايها الامير، دخلتدراهموسرقت مالهم ، فامسكوني به »

فساله خالد : « لعلك سرقت دون النصاب؟ »

فاجاب : « بل سرقت نصابا كاملا »

فساله : « لعلك شريك القوم في شيء منه »

فاجاب : « بل المال كله لهم ، ولا حق لي في شيء منه »

عندئذ غضب خالد لانه كلما فتح له بابا للخلاص اصر على سده في عناد ، فقام بنفسه ، وضربه بالسوط وقال متمثلا :

« يريد المرء أن يُعطَى مُنـــاه
ويأبى الله الا ما يشـــاء »

ثم دعا الجلاد ليقطع يده فحضر ، واخرج السكين، وقبض على يد الفتى وشهر السكين لقطعها ، فاذا جارية من صف النساء تخرج ، وعليها ازار وسخ، فصرخت ، ورمت بنفسها عليه ، ثم سفرت عن وجه وضاح كانه البدر في تمامه ، وضج الناس لذلك ضجة منكرة ، وكادت تقع فتنة ، ثم نادت الفتاة باعلى صوتها : رويدا ايها الامير ، ناشدتك الله ان لا تعجل بالقطع حتى تقرا هذه الرقعة »

فلما فض خالد الرقعة وجد فيها هذه الابيات :

«أخالدُ ، هذا مستهام متيـــم
رمته لحـــاظ من قسيّ الحمـــالق
فأصماه سهمُ اللحظ مني ، فقلبـه
حليف الجوى ، من دائه غيرُ فائق
أقرّ بما لم يقترفـــه ، لأنـــه
رأى ذاك خيرًا من هتيكة عاشـــق
فأشفق على الصبّ الكئيب ، فإنـه
كريم السجايا في الهوى ، غيرُ سارق

فلما قرا الابيات تنحى عن الناس ، واحضر الفتاة ، ثم سالها عن القصة ، فاخبرته ان هذا الفتى عاشق لها ، وهي له عاشقة ، وانه اراد زيارتها ، فلما بلغ الدار تسلقها حتى استوى على السقف، واراد ان يعلمها مكانه، فرمى بحجر الى الدار ، فسمع وقعه ابوها واخوتها ، فصعدوا اليه فلما احس بهم يحاصرونه بادر بجمع ماتيسر له من قماش البيت ، وجعله صرة ، فاخذوه على هذه الهيئة ، وقالوا : «هذا سارق ثم اتوا به اليك ، فاعترف بالسرقة ، واصر على ذلك حتى لا يفضحني بين اهلي،وهان عليه قطع يده ، ليستر عليّ ، كل ذلك لغزارة مروءته ، وكرم نفسه • »

فقال خالد : « انه خليق بذلك »

ثم استدعى الفتى اليه وقبل ما بين عينيه ، وامر باحضار ابي الفتاة ، وقال له : « ياشيخ ، انا كنا عزمنا على انفاذ الحكم بالقطع في هذا الفتى ، وان الله عصمني من ذلك وقد امرت له بعشرة آلاف درهم ، لبذله يده ، وحفظه لعرضك، وعرض ابنتك ، وصيانته شرفكم من العار،وامرت لابنتك بعشرة آلاف درهم ، وانا اسالك ان تاذن لي في تزويجها منه • »

فقال الشيخ : « قد اذنت لك ايها الامير بذلك ، فجزاك الله عنا خيرا • »

فانبرى خالد فحمد الله واثنى عليه ، وخطب خطبة حسنة يثني فيها على الفتى ، ثم قال له : « زوجتك هذه الجارية (فلانة) الحاضرة ، باذنها ورضاها ، واذن ابيها ورضاه ، على هذا المال، وقدره عشرة آلاف درهم »

فقال الفتى : « قبلت هذا التزويج »

ثم اشار الى خالد منشدا :

«لقد جُدتَ ــ ياابن الأكرمين ــ بنعمة
جمعتَ بها بين المحبَّيْنِ في ستر
فلا زلتَ للاحسان كهفا وملجـأ
وقد جلّ ما قد كان منك عن الشكر»

وامر خالد بحمل المال الى دار الفتى ، فحمل مرصوصا على الصواني ، وانصرف الناس مسرورين ، ولم يبق احد في سوق البصرة الا نثر عليهما اللوز والسكر ، حتى دخلا منزلهما مزفوفين مسرورين بين الزغاريد والاناشيد •

■■

م • خ • ت

■ هذا كتاب(١) يبحث في المتغيرات في عالم الغد ، وكان على راس قائمة الكتب التي هي اكثر رواجا منذ يوم صدوره في شهر يولية (تموز) ١٩٧٠ ، الى شهور عديدة تالية • وفي نهاية شهر اكتوبر (تشرين الاول) ١٩٧٢ كان قد طبع عشرين مرة •

وقد استقبله الكتّاب بالاحتفال ، وكتبت عنه الصحف كثيرا ، من ذلك ما قالته جريدة «الفيجارو» الفرنسية : « انه خير دراسة لعصرنا •• واكثر كتاب فائدة بين الكتب التي صدرت في العشرين سنة الماضية • » ونستطيع لو اردنا ، ان نقتبس الكثير من مثل هذه الاقوال •

والمؤلف هو الفين توفلر (١) ، وهو احد محرري مجلة Fortune الامريكية ، ويسهم في الكتابة في عدد من المجلات المشهورة ، ومن اشهر كتبه « مستهلكو الثقافة » The Culture Consumers وقد درس موضوع « علم اجتماع المستقبل » في « المدرسة الجديدة للبحث الاجتماعي » ، وهو اول موضوع من نوعه يُدرس في اية جامعة في العالم • واشرف على حلقة بحث في الموضوع نفسه في جامعة (كورنيل) • وهو مستشار لعدة مؤسسات ، منها مؤسسة روكفلر ، وشركة I.B.M. المشهورة • وهو يعيش في نيويورك •

وفي شهر يوليه (تموز) ١٩٧٤ قام الاستاذ « محمد ناصف » بنقل كتاب « صدمة المستقبل » وأسماه «المتغيرات في عالم الغد» ، الى العربية، وقدم للترجمة الدكتور احمد كمال ابو المجد ، وزير الاعلام في جمهورية مصر العربية • وقد ورد في هذه المقدمة ما يلي :

« ان العالم العربي الذى ظل سنوات طويلة يعيش في رتابة واستقرار ، معزولا ـ بارادته او بغير ارادته ـ عن الحركة السريعة للمجتمعات الصناعية ، يحتاج الى مثل هذا الكتاب حاجة حقيقية ، وذلك بما يولده التأمل في « صدمة المستقبل » من احساس اكثر ارهافا بحركة العالم من حوله •• وبارتباطه •• وباستحالة العزلة فيه •• وما يخلقه وينميه من احساس بالمستقبل بصفة عامة » •

---

(1) Alwin Toffler, Future Shock .

إن التغيير المتسارع ، الحادث في كل مرفق من مرافق الحياة ، وكل صورة من صور الوجود الإنساني ، سيصل في المستقبل إلى حد يتجاوز إحتمال الإنسان ، فيصاب بصدمة ، في نفسه ، أولحسبه أن يستعد لاحتوائها من اليوم .

تاليف : الفين توفلر

عرض : الدكتور محمود السمرة

« ان تقدم المجتمعات الانسانية المعاصرة وقدرتها على معالجة المشكلات العامة المصاحبة لتطور الاقتصادى والاجتماعى السريع والمعقد ، رهين بمدى قدرة تلك المجتمعات على تصور المستقبل والاعداد له والتخطيط للقائه . والتعامل معه . ذلك ان الفاصل الزمنى بين الحاضر والمستقبل اوشك ان يكون فاصلا افتراضيا • وما لم يضع الانسان العربى احدى قدميه فى المستقبل . فان قدرته على احتمال هذه الصدمة حين تدق عليه ابوابه . تغدوا أمرا محفوفا بأشد المخاطر • »

« على ان قراءة هذا الكتاب تضع القارىء العربى فى موقع افضل من القارىء العربى . ذلك انها تتيح له ان يتأمل . وان يتفهم ظواهر «صدمة المستقبل » وهى تحل بعيدا عنه بمجتمعات غير مجتمعه . فيتهيأ لها ويعد نفسه لملاقاتها •• »

اقسام الكتاب والغاية منه

وكتاب « صدمة المستقبل » ضخم ، وهو فى عشرين فصلا ، تشغل ٥٦٠ صفحة فى اصلها الانجليزى واكثر من ٥٠٠ صفحة فى الترجمة العربية • وانه لمن العسير استعراض كل الاشياء الهامة التى وردت فى الكتاب فى مقال واحد . ويكفى هذا العرض حافزا لقراءته . والتامل فيما ورد فيه •

وقد حدد المؤلف غايته من وضع كتابه فى المقدمة التى صدّر بها كتابه ، فقال : « موضوع هذا الكتاب هو ما سيحدث للناس عندما تغمرهم أمواج التغيير ، وعن السبل التى سنستطيع بها ان نتكيف ، او نخفق فى التكيف ، مع المستقبل •»

وقد اصبح التسارع الرهيب هو الصفة الملازمة لعملية التغيير فى وقتنا الحاضر • وهذا التسارع الرهيب فى التغيير ، له تاثيراته ونتائجه فى النواحى النفسية والاجتماعية • ونحن ، البشر ، معرضون للانهيار الجماعى اذا عجزنا عن التكيف مع عملية التغيير ، ولم نستطع ان نتحكم فيها •

وقد استعمل المؤلف مصطلح « صدمة المستقبل » لاول مرة سنة ١٩٦٥ ، وذلك فى مقال نشره فى مجلة Horison ، وقد بيّن فى هذا المقال ما يصاب به الافراد من تشتت وتمزق ، نتيجة ما يفرض عليهم من تغيير كبير فى وقت قصير جدا من الزمن • وبعد نشر هذا المقال ، قام المؤلف ، ولمدة خمس سنوات متصلة ، بارتياد عشرات الجامعات،ومراكز البحث ، والمؤسسات ، وقابل مئات الخبراء ، من بينهم علماء حائزون لجائزة نوبل • وقد لمس عند الجميع الاحساس بالخوف من المستقبل • وعجز الانسان عن مسايرة عملية التغيير • هنا وجد الحاجة ماسة الى وضع هذه الدراسة ، فى محاولة لجعل الانسان قادرا على ان يكون اكثر توافقا مع المستقبل ، وذلك عن طريق تعميق فهمه لكيفية استجابته لعملية التغيير • فكان هذا الكتاب مصمّم لينمى الوعى بالمستقبل عند القارىء • ونحن نعرف ان بين الناس من يستقبلون امواج التغيير بالحماسة والفرحة ، وبينهم ايضا منيقفون منها مواقف تتراوح بين المقاومة ، والرفض ، والهرب •

تسارع التغيير فى الغرب

واذا كان المجتمع الغربى قد عاش خلال القرون

الثلاثة الماضية عاصفة من التغيير ، فان عواصف اشد واعتى من التغيير تكتسح المجتمعات المتقدمة صناعيا اليوم • وهذا التغيير المتسارع لا يقرع ابواب الصناعات والشعوب فحسب ، ولكنه يتغلغل في اعماق حياتنا الشخصية ، ويصيبنا بمرض نفسي جديد عنيف مدمّر ، يمكن ان نسميه « صدمة المستقبل » • ولهذا السبب نجد اطفالا في الثانية عشرة لا يبدون كاطفال ، ورجالا في الخمسين يبدون كاطفال في الثانية عشرة ، واثرياء يجدون متعتهم في انتحال صفة الفقر ، ومبرمجي عقول الكترونية يتعاطون عقار الهلوسة ، وقساوسة ملحدين ، ودور سينما للشواذ ، كما نجد الوانا واشكالا من المنبهات والمهدئات • وهكذا نـرى ان « صدمة المستقبل » هي اخطر امراض الغد ، فهي العجز المذهل عـن التكيف مع التغيير الذي ياتي بـه المستقبل •

« وصدمة المستقبل » مرض احدث واخطر من المرض الشائع المعروف باسم « صدمة الثقافة » •

و « صدمة الثقافة » تعني ذلك التاثير الذي يحدث للغريب عندما يجد نفسه فجاة ، وبلا استعداد سابق ، وسط ثقافة غريبة عليه • وظاهرة « صدمة الثقافة » هذه هي السبب في الحيرة والجمود والعجز عن التكيف التي يصاب بها الامريكيون في تعاملهم مع المجتمعات الاخرى •

ان عصرنا الحاضر نقطة تحول خطير في تاريخ الجنس البشري ، وقد احسن وصف هذا التحول السير جورج طمسن ، عالم الفيزياء البريطاني المشهور والفائز على جائزة نوبل ، وكذلك جون ديبولد Diebold الخبير الامريكي بالاستقلال الآلي الصناعي الذاتي Automotion الذي يقول : « ان تاثيرات الثورة التكنولوجية التي نعيشها الآن سوف تكون اعمق من اي تغييرات اجتماعية عهدناها من قبل » اما السير ليون بجريت Bagrit البريطاني والمنتج المعروف للحاسبات الشهيرة ، Computers ، فيرى ان الاستقلال الآلي الصناعي يمثل « اعظم تغيير في تاريخ البشرية باكمله • »

وقد شارك في وصف هذا التحول الخطير رجال غير رجال العلم والتكنولوجيا،من امثال سير هربرت ريد Read فيلسوف الفنون البريطاني • ولعل اروع ما قيل في هذا التحول ما قاله الاقتصادي الكبير كينيث بولدنج Kenneth Boulding ، وهو : « ان عالم اليوم يختلف عن العالم الذي ولدت فيه بقدر اختلاف هذا الاخير عن عالم يوليوس قيصر • لقد ولدت في منتصف التاريخ البشري ، لان ما حدث منذ ولدت حتى الآن ، يماثل تقريبا كل ما حدث قبل ان اولد • » ولا شك ان مثل هذا القول يبعث الرعب في نفوسنا •

الوثبة الحضارية

ويمكن ان نشرح قـول (بولدنـج) بالطريقة التالية : لقد لوحظ اننا لو قسمنا الخمسين الف سنة الاخيرة من عمر الانسان الى اعمار ، طول كل منها ٦٢ سنة ، لكان ناتج القسمة حوالي (٨٠٠) عمر ، انفق الانسان منها (٦٥٠) عمرا داخل الكهوف • وخلال الاعمار السبعين الاخيرة فقط ، امكن التواصل بين عمر وعمر عن طريق الكتابة ، ولم يتح لجماهير الناس ان تطلع على الكلمة المطبوعة الا خلال الاعمار الستة الاخيرة فقط •

ولم تتهيا للانسان اية وسيلة دقيقة لقياس الوقت الا في الاعمار الاربعة الاخيرة منها • ولم يعرف المحرك الكهربائي قبل العمرين الاخيرين • واما الاغلبية الساحقة مـن الادوات والاجهزة الموجودة حاليا ، فقد برزت الى الوجود خلال العمر الحالي فقط ، اي العمر رقم (٨٠٠) •

وهكذا نرى ان العمر رقم (٨٠٠) يمثل نقطة تحول خطير في تاريخ البشرية ، وافتراقا حادا عن خبرة الانسان الماضية •

انقلاب في علاقة الانسان بالموارد الطبيعية

وخلال العمر الحالي ، العمر رقم (٨٠٠) ، حدث انقلاب جذري في علاقة الانسان بالموارد ، ويبدو هذا اوضح ما يكون في مجالات التنميـة الاقتصادية : ففي هذا العمر ، ولاول مرة في تاريخ البشرية ، اخذت الزراعة تفقد سيطرتها في امـة بعد اخرى • ونحن نجد اليوم انه في اثنتي عشرة دولة من الدول المتقدمة تقل نسبة القوى العاملة

فى الزراعة عن ١٥٪ من مجموع القوى العاملة . وهذه النسبة تقل عن ٦٪ فى الولايات المتحدة الامريكية ، وهى البلاد التى تطعم مزارعها (٢٠٠) مليون امريكى ، و(١٦٠) مليونا أخرين في انحاء شتى من العالم . ومازالت هذه النسبة تتضاءل .

عصر ما فوق التصنيع

واذا كانت الزراعة هى اولى مراحل التنمية الاقتصادية ، والقاعدة الاصلية للمدنية واذا كان التصنيع هو المرحلة الثانية . فاننا اليوم نشهد مرحلة ثالثة اقبلت علينا فجأة هى مرحلة « عصر مافوق التصنيع » : فحوالى سنة ١٩٥٦ اصبحت الولايات المتحدة الامريكية أول قوة كبرى يتحول اكثر من ٥٠٪ من العاملين فيها عن العمل اليدوى ، اى ان المجتمع الحالى لم يكتف بالتخلص من سيطرة الزراعة، بل تخلص ايضا من سيطرة العمل اليدوى. وقد اصبحنا نشهد اليوم ان عدد من اصطلح على تسميتهم بذوى الياقات البيضاء ـ وهم العاملون فى مجالات تجارة التجزئة، والادارة ، والمواصلات، والبحوث ، والتعليم يفوق عدد من اصطلح على تسميتهم بذوى الياقات الزرقاء، وهم عمال المصانع والحرفيون، ونحن لا نشهد هذه الظاهرة فى الولايات المتحدة الامريكية فحسب، بل ان دول العالم المتقدمة تكنولوجيا تسير فى الاتجاه نفسه .

ان المجتمعات البشرية التى سادت فيها الزراعة مدة عشرة آلاف سنة ، لم تحتج الا لقرن واحد او لقرنين لتحقق تفوق الصناعة ، وهى اليوم تشهد عصرا جديدا هو « عصر ما فوق التصنيع » Super - Industrialism .

تلاشى الحدود والمسافات

وزماننا الحالى يختلف عن الازمنة الماضية ، فى انه تلاشت فيه الحدود والمسافات، واصبح لكل حدث معاصر انعكاساته الفورية فى العالم اجمع : فقيام حرب فى اى مكان فى العالم ، يفرض تعديلات فى الخطوط السياسية فى واشنطن وموسكو ، ويثير مظاهرات فى استوكهلم ، ويؤثر فى المعاملات المالية فى زيورخ ، ويحدث تحركات دبلوماسية فى دول العالم الثالث (مثلا) .

ان الحدث نفسه كان يحدث فى الماضى ، ولكنه كان يظل منحصرا داخل مجتمع واحد ، او مجموعة من المجتمعات المتجاورة ، بحيث كانت تمر اجيال ، واحيانا قرون ، قبل ان يتخطى اى اثر من آثاره حدود مجتمعاتها .

طفل شيخ

فى اوائل شهر مارس (آذار) من عام ١٩٦٧، وفى شرق كندا ، توفى طفل فى الحادية عشرة من عمره وكان سبب الوفاة هو الشيخوخة . لقد كان عمره احد عشر عاما بحساب السنين ، ولكنه كان يعانى من مرض غريب اسمه بروجيريا Progeria اى مرض التقدم فى السن . وكانت كل اعراض البروجيريا التى تظهر عند رجل فى التسعين ، ظاهرة على هذا الطفل ، مثل : عته الشيخوخة ، وتصلب الشرايين والصلع ، والهمود وتجاعيد الجلد . لقد كان الطفل ، فى الحقيقة ، رجلا هرما عندما مات فقد تركزت التغيرات البيولوجية لعمر مديد وضغطت فى اعوامه الاحد عشر القصيرة .

العجز عن مجاراة التطورات الحديثة

والمجتمعات المتقدمة تكنولوجيا تعانى من مثل هذا المرض . ولانعنى بهذا انها تشيخ او تصاب بالعته، ولكن الذى نعنيه هوانها تعانى من ارتفاع غير عادى فى سرعة التغير. ونحن نلاحظ ان كثيرين من الناس بما فى ذلك الأطباء والمديرون ، يشكون من انهم لا يستطيعون مواكبة آخر التطورات فى مجالات اختصاصهم. وكثير من الناس ايضا اخذت تعتريهم حالة من القلق والشك فى ان التغير قد اصبح خارج نطاق التحكم . والى جانب هؤلاء نجد ملايين يسيرون نياما . وكان شيئا لم يتغير منذ ان ولدوا: فهم ينظرون بعصبية الى مظاهرات الطلبة ،والجنس، وعقار الهلوسة ، والملابس القصار ، ويحاولون اقناع انفسهم بان الشباب هو هكذا ، متمرد، وان مايفعله شباب اليوم لايختلف عما كان يفعله شباب الامس . ولا يدركون ان عملية التغيير السريعة وراء كل هذا . وهناك حقيقة مزعجة وهى ان الغالبية العظمى من الناس ، ومنهم المتعلمون والمثقفون ، يرون ان فكرة التغيير فكرة مزعجة ، ويحاولون انكار وجودها .

ويعلق الروائى والعالم الانجليزى سى٠بى٠سنو C.p. Snow، على الرواية الجديدة للتغيير بقوله : « كان التغير الاجتماعى ، قبل القرن الحالى ، بطيئا لدرجة انه كان يمر عمر كامل دون ان يلحظ » ٠ اما معدل التغيير ، فى ايامنا هذه ، فقد ارتفع لدرجة ان الخيال لم يعد قادرا على ملاحقته ٠٠ ويقول وارين بينيس Warren Bennis الاخصائى فى علم النفس الاجتماعى : « لقد انفتح الصمام خلال السنوات الاخيرة لدرجة انه لا المبالغة ولا الغلو ولا الافراط ، بقادرة على ان تصف مدى التغيير وسرعته ٠ والواقع ان المبالغات وحدها هى التى تبدو قريبة من الواقع » ٠

اسراع التوسع فى المدن

ونستطيع ان نفسر كلمات بينيس بما طرأ على عملية عمارة الانسان للمدن : فنحن فى وقتنا الحاضر نعانى اسرع عملية توسع فى المدن عرفها العالم ٠ ففى سنة ١٨٥٠ لم يكن هناك سوى اربع مدن بلغ تعداد سكانها المليون فاكثر ٠ وفى سنة ١٩٠٠ اصبح عددها تسع عشرة٠وبلغ عددها ١٤١ مدينة فى سنة ١٩٦٠ ٠ ويتزايد عدد سكان المدن ، فى وقتنا الحاضر ، بمعدل ٥ر٦٪ سنويا ٠

وهذا يفسر لماذا شرع مخططو المدن الرئيسية فى وضع تصميمات لمدن تحت الارض ، ولماذا وضع مهندس يابانى تصميما لمدينة تبنى على دعامات داخل المحيط ٠

التسارع فى استهلاك الطاقة

وتظهر النزعة التسارعية نفسها بوضوح فى استهلاك الطاقة ٠ وقد حلل هذه النزعة هومى بهابها Homi Bhabha ، عالم الذرة الهندى الذى راس اولمؤتمر دولى لاستخدام الذرة فىالاغراض السلمية فقال : « كى نتصور تطور استهلاك الانسان للطاقة ، دعنا نستخدم حرف «ك» كمركز للطاقة المستمدة من احراق (٣٣) مليون طن من الفحم ، وعندها سنجد ان متوسط الاستهلاك العالمى خلال الثمانية عشر قرنا ونصف القرن التالية لميلاد المسيح كان اقل من نصف «ك» فى القرن الواحد ٠ وفى سنة ١٨٥٠ ارتفع المعدل الى «ك» واحدة فى كل قرن٠ووصلالمعدل اليومالى «١٠ك» فى كل قرن ٠ وهذا يعنى ان نصف الطاقة التى استهلكها الانسان خلال الفى السنة الماضية قد استهلك مثله خلال القرن الاخير وحده ٠

وهناكمثال آخر مثير علىهذه النزعةالتسارعية، نجدهفى النموالاقتصادى المتسارع للامم التى تعدو نحو مجتمع « ما فوق التصنيع » ، حيث النسبة السنوية لزيادة الانتاجفيها هائلة جدا ، كما ان معدل الزيادة نفسه فى تزايد مستمر ٠

وعلى سبيل المثال ، فان الزيادة الكلية فى فرنسا خلال تسعة وعشرين عاما تبدأ بعام ١٩١٠ ، لم تتعد ٥٪ ولكن هذه الزيادة بلغت ٢٢٠٪ خلال سبعة عشر عاما (من ١٩٤٨ ـ ١٩٦٥) ٠ وهذا ينطبق ايضا على الدول الواحدة والعشرين الغنية المشتركة فى المنظمة الدولية للتعاون والتنمية ٠

وهكذا نرى ان الزمن اللازم لمضاعفة الانتاج يتقلص باستمرار ، نتيجة لاتجاه معدلات الزيادة السنوية الى الارتفاع ٠ وهذا يعنى ان الصبى المراهق فى أى من هذه المجتمعات محاط اليومبضعف المنتجات الحديثة الانتاج التى كانت تحيط بوالديه عندما كان طفلا صغيرا٠وهذا يعنى ايضا انه عندما يصل هذا الصبى الى سن الثلاثين سيكون محاطا بضعف ما يحيط به الان من هذه المنتجات ، واذا عاش هذا الصبى سبعين عاما ، فانه ستحدث خلال حياته خمس مضاعفات متوالية ٠

ان مثل هذا التغيير فى النسبة بين القديم والجديد،له تاثيراته العنيفة فىالعاداتوالمعتقدات٠ ولم يحدث فيما مضى من تاريخ البشرية ان تغيرت مثل هذه النسبة ، وبمثل هذه الجذرية ، فى مثل هذه الفترة القصيرة من الزمن ٠

التكنية وتسارع التغيرات

وراء كل هذه الحقائق تكمن آلة التغيير ، وهى التكنولوجيا ٠ ولا يعنى هذا ان التكنولوجيا هى المنبع الوحيد للتغيير فى المجتمع ، ولكنه يعنى انها قوة دفع كبرى له ٠ واستخدام التكنولوجيا يجعل من الممكن استخدام تكنولوجيا اكثر ، فهى تغذى نفسها وتنميها ٠ وتمر التكنولوجيا بثلاث مراحل متلاحمة : فهناك الفكرة اولا ، والتطبيق العلمى لها ثانيا ، وانتشارها فى المجتمع ثالثا ٠

وعندما تتم العملية وتكتمل الدائرة ، فانها تساعد على توليد افكار جديدة • وواضح في يومنا هذا ان الفترة بين كل مرحلة من المراحل الثلاث ، قد اختصرت بشكل واضح ، واصبحت الافكار الجديدة تدخل مجال التطبيق اسرع بكثير مما كان يحدث في السابق • وهذه الظاهرة هي احد الفروق الاساسية بيننا وبين اسلافنا • انها ظاهرة مدهشة، والمدهش ايضا ان نتذكر ان ٩٠٪ ممن انجبت البشرية من العلماء يعيشون الان •

في الماضي ، كان ينقضي زمن طويل بين الفكرة والتطبيق:لقد انقضى الفان من الاعوام بين اكتشاف ابولونيوس Appollonius للقطاعات المخروطية ، وبين استخدامها تطبيقا في المسائل الهندسية ، وانصرمت قرون عديدة منذ قال براسيلوس Paracelsus ، بامكان استخدام الاثير في التخدير ، الى ان تم استخدامه الفعلي •

والتقدم في وسائل النقل يعطينا صورة درامية لهذا التسارع،ومثال ذلك انه في سنة ٦٠٠٠ قبل الميلاد كان الجمل اسرع وسيلة نقل للمدى البعيد عند الانسان ، فقد كان يسير بمعدل ثمانية اميال في الساعة • وحوالى سنة ١٦٠٠م اخترع الانسان العربة ذات العجلات ، فارتفع معدل السرعة الى حوالى عشرين ميلا في الساعة • وفي الثمانينات من القرن الماضي ، وبفضل القاطرة البخارية المتطورة – استطاع الانسان ان يصل الى سرعة قدرها مائة ميل في الساعة،وهكذا احتاج الانسان الى ملايين السنين ليصل الى هذا الرقم في سرعة الانتقال • ولكنه احتاج الى ثمانية وخمسين عاما فقط ليصل الى اربعة امثال هذه السرعة ، وذلك حين استطاع في عام ١٩٣٨ ان يطير بسرعة ٤٠٠ ميل في الساعة ، ثم احتاج الى عشرين عاما فقط ليضاعفها • وفي الستينات من هذا القرن وصلت سرعة الطائرات الصاروخية الى ٤٠٠ ميل في الساعة • واستطاع الانسان ان يدور حول الارض في كبسولات الفضاء بسرعة ١٨٫٠٠٠ ميل في الساعة •

المعرفة هي القوة ، وهي التغيير

واذا كانت التكنولوجيا هي المحرك الضخم للتغيير ، فان المعرفة هي وقود هذا المحرك • ومنذ عشرة آلاف سنة ومعدل اختزان الانسان للمعرفة، النافعة ، بنفسه وبالكون ، في تزايد • ثم قفز هذا المعدل قفزة عالية باختراع الكتابة . ولكنه مع هذا ظل منخفضا طوال قرون عديدة • وحقق الانسان قفزةعظيمة تالية في القرن الخامس عشر عندما اخترع اول مكينة طباعة • واصبحت اوربا تنتج الف عنوان سنويا • وبعد اربعة قرون ونصف قرن ، اى في سنة ١٩٥٠ ، اصبح لايحتاج ألى اكثر من عشرة شهور بمعدلات سنة ١٩٥٠وبعد عشرة اعوام ، اى في سنة ١٩٦٠ ، اصبح من الممكن اتمام عمل مائة عام في سبعة اشهر ونصف• وحوالى عام ١٩٥٠ دخل الكومبيوتر الميدان بقدراته الفائقة التي لم يسبق لها مثيل •

لقد سبق ان قال فرانسيس بيكون « المعرفة هي القوة » ، ونحن اليوم نستطيع ان نقول « المعرفة هي التغيير » • فالتسارع في تحصيل المعرفة التي تغذى محرك التكنولوجيا،يعنى التسارع في التغيير•

تغيير البيئة الفكرية. التغير في الخارج يستدعي تغيرا في داخل النفس

وهذا التسارع في التغيير يغير من البيئة الفكرية للانسان • ويغير من طريقة تفكيره،ونظرته الى العالم • وهذا التغيير المتسارع الذى يجرى في العالم حولنا – يزعزع من توازننا الداخلى • فالتسارع في خارجنا ، يترجم الى تسارع في داخلنا • ويقول كريستوفر رايت Christopher Wright : « عندما تتغير الاشياء من حولك ، فان تغيرا موازيا يحدث في داخلك » •

« ومن اجل البقاء ، ومن اجل ان نتفادى ما سميناه « صدمة المستقبل » لا بد وان يصبح الفرد اكثر قدرة على التكيف منه في اى وقت مضى • ولا بد من ان يبحث عن مسالك جديدة تماما توصله الى بر الامان ، لان كل الجذور القديمة الثابتة•• تهتز الان كلها بقوة تحت التاثير العاصف لدفعة التغيير المتسارعة • وهو لن يستطيع ان يفعل ذلك ، ما لم يفهم بالتفصيل كيف تتغلغل تاثيرات التسارع الى حياته الخاصة ، وكيف تتسلل الى سلوكه وتغير من قيمة وجوده » • ■■

محمود السمرة

دارسات فى الجغرافيا البشرية

تاليف : الدكتور فؤاد محمد الصقار
الناشر : وكالة المطبوعات ـ الكويت

● لقد بدأ الاهتمام بدراسة الجغرافيا البشرية بعد ان اصبحت هذه الدراسة من أهم فـــروع الجغرافيا الحديثة واصبحت تشغل الحَيِّز الاكبر من الدراسات الجغرافية ، ان المشاكل البشرية لا يمكن تفهمها الا على ضوء دراسة البيئة الطبيعية التى يعيش فيها الانسان ويتأثر بها ، لذلــك اصبحت البيئة الطبيعية هامة ، وتفهمها ضروريا كذلك تدرس كوسيلة لتفهم النشاط البشرى على اساس أنها المَسْرحْ الذى يمثّل عليه الانسان دوره .

ويحاول هذا الكتاب دراسه بعض نواحـــى الجغرافيا البشرية دراسة عامة ، فيتناول بعض الموضوعات التى تعبر مقدمة للدراسة التفصيلية لفروع الجغرافيا البشرية المتعددة ، وبالتالى فان هذا الكتاب يعطى صورة سريعة وواضحة للعلاقة بين الانسان وبيئته الطبيعية وهى المجال الرئيسى الذى تدور فيه الدراسات الجغرافية البشرية .

علم النفس فى مائة عام

تاليف : ج · ل · فلوجل ·
ترجمة : لطفى فهيم
الناشر : دار الطليعة ـ بيروت ـ لبنان

● كتاب يدرس تاريخ علم النفس فى مائة عام، يتعرض المؤلف فيه للتيارات الفكرية الاساسيـــة فى علم النفس ، متناولا جذورها ومتتبعا اياها فى متعرجات التطور ودروبه المتشعبة ، ليصل بنا فى النهاية الى صورة متكاملة نسبيا فى العرض والربط بين مختلف الافكار ·

يقول المؤلف ان المنهج الجدلى هو المنهج العلمى الوحيد الذى يرى فى حركة تطور العلم او المجتمع حركةصراع بين فكر قديموفكر جديد،وتاريخ الصراع بين الاثنين هو تاريخ تطور العلم ، والامر كذلك فى تاريـــخ علم النفس ، فقد امتلأ تاريخ علـــم النفس بذلك الصراع بين الافكار التقليدية القديمة والافكار الحديثة المعادية للفكر الغيبى والروحانى القديم ، وقد اتخذ هذا الصراع اشكالا عديدة ، تمثلت فى العديد من المدارس ووجهات النظر حول موضوع علم النفس ومنهج البحث فيه ·

طبائع الاستبدادْ ومصارع الاستبعاد

الناشر : رض كيالى · دمشق ـ سوريا ·

● كتاب ينسب الى السيد عبد الرحمن الكواكبى الزعيم العربى المعروف وقد كتبه فى عهد حاكم ظالم مستبد فكان ثورة على اجهزة الدولـــة العثمانية وانظمتها وثورة كذلك على الاستعمار الغربى تفضح نياته وافاعيله ·

ان الظلم والاستبداد هما اللذان يظلان يرافقان الحياة كلها بوجه خاص ، على تباين اثرهما ، وتفاوت شرهما ، فهما يشتدان أو يضعفان بقدر ما يخبو الوعى السياسى او ينمو ، وبقدر ما يمحى التخلف او يزداد ، وبحسب ما يصفو الفكر او يتعكر،وبقدر ما تظهر النزعات الوجدانية والمراحم الانسانية ومكارم الاخلاق ·

قيم خالدة فى التاريخ والادب

تاليف : حسن الامين ـ الناشر : دار التراث الاسلامى للطباعة والنشر والتوزيع ـ بيروت/ لبنان ·

● يضم الكتاب مجموعة بحوث سبق ان نشرها المؤلف فى الصحف والمجلات العربية السيارة ، فى اوقات متباينة وظروف متباعدة ، جمع ما بينها انها من تاريخ هذه الامة فى الصميم ، سواء كانت بحوثا فى التاريخ او بحوثا فى الادب ، لان الادب والتاريخ كلاهما مرتبط بالآخر ارتباطا وثيقا ، والكتاب بالتالى يضم صفحات مجهولة لم تكشف حقائقها ولم تعرف تفاصيلها مع انها كانت حاسمة فى يوم ما ، كما يضم الكتاب دراسة وتراجم لحياة رجال نسى دورهم مع انهم صانعو التاريخ ومحركو الاحداث ·

يجيب على هذه الاسئلة نخبة من الاطباء

ارتفاع ضغط العين
هل له علاج حاسم ؟

● والدى يشكو من صداع متكرر ،بعد عرضه على الطبيب علما انه مصاب بارتفاع فى ضغط العين • ماسبب ارتفاع ضغط العين وما علاجه ؟

ارتفاع ضغط العين ليس مرضا فى حد ذاته ، ولكنه احدى العلامات لعدة امراض مختلفة تشترك جميعها فى انها تؤدى الى ارتفاع توتر العين المعروف بضغط العين• بعض هذه الامراض معروف سببها، وتسمى هذه الحالات المصحوبة بارتفاع التوتر ، جلوكوما ثانوية او داء الزرق الثانوى ، اما التوتر المرتفع غير المعروف سببه يقينا فيسمى داء الزرق الاولى •

ولفهم ضغط او توتر العين الطبيعى نذكر أنه بداخل العين سائل يشبه الماء فى بعض خواصه ويسمى الرطوبة المائية • الجزء الاكبر من هذا السائل يفرز بواسطة خلايا الجسم الهدبى - وهو جسم مثلث الشكل تقريبا يقع بين القزحية والمشيمة- ويتجه السائل الى الغرفة الخلفية للعين- بين القزحية وعدسة العين - ثم عبر انسان العين الى الغرفة الامامية - بين القرنية والقزحية - ثم يخرج من الغرفة الامامية بواسطة قنوات خاصة الى قناة شليم ومن ثم الى الدورة الدموية ، هذا السائل يتكون ويتجدد باستمرار وله عدة وظائف، احداها حفظ توتر العين فى نطاق طبيعى • اذا حدث خلل نتج عنه افراز كمية اكبر من المعتاد من الرطوبة المائية ، أو اعاقة أو منع خروج السائل من العين لأى سبب ما، فان السائل المحتبس والمتجمع داخل العين يزداد حجما، ونظرا لان المقلة ذات حجم ثابت تقريبا، وقدرتها على التمدد محدودة جدا فان ضغطها نتيجة لتجمع السائل داخلها يرتفع اما تدريجيا او فجأة طبقا لسبب المرض • ويؤدى ارتفاع توتر العين ، اما الى صداع حاد والم شديد بالعين مع هبوط حدة البصر ، وذلك فى الحالات الحادة ، او الى انخفاض قوة البصر تدريجيا بدون اى الم او صداع فى الحالات البسيطة ، بل احيانا لا يشكو المريض بتاتا او يشكو من عدم وضوح الرؤية فى الأماكن الخافتة الاضاءة او عدم القدرة على القراءة بوضوح لفترة طويلة • وتدفعه هذه الاعراض الى استشارة الطبيب ، وطبعا فى حالة عدم الشكوى فقد يكشف المرض بالمصادفة لدى فحص العين لسبب اخر •

العلاج ، طبعا يتوقف على سبب المرض وحالة العين المصابة عند فحصها، وقد يكون بعقار يوضع محليا او يتعاطى بالفم او تداخل جراحى او كلها، والغاية من العلاج هو خفض التوتر الى الحد الطبيعى ومنع نوبات الصداع والالم والمحافظ على قوة الابصار المتبقية اطول مدة ممكنة •

تحليل الدم قد يكون خادعا بالنسبة لكشف مرض الزهـــرى

● اخبرنى الطبيب ان زوجتى الحامل تحليل دمها ايجابى للزهرى ، وعليها مباشرة العلاج فى الحال خوفا من حدوث مضاعفات فى الجنين ، فما معنى هـــذا التحليل الايجابى واسبابه ، وما هى تلك المضاعفات وعلاجها ؟

– هناك مرض يعرف باسم الزهرى وتحليل الدم الموجب للزهرى هو نسبة الى هذا المرض ، وعادة فان المرأة الحامل تجرى عليها عدة فحوصات وتحاليل، من بينها تحليل الدم للزهرى لمعرفة اذا كان هناك او حتى سبق الاصابة بهذا المرض الذى قد يكون له تاثير حاليا ، الا انه للأسف فكثير من هذه التحاليل ليست خاصة ١٠٠٪ لهذا المرض ، ولذا فاننا لانعتمد عليها اعتمادا كليا من المرة الاولى بل يجب عمل عدة تحاليل متفاوتة حتى نتأكد من وجود ذلك المرض، او نلجأ الى عمل التحاليل الخاصة بهذا المرض فقط ، ولكنها غير متوفرة فـى كثير من البلاد ٠ ولذلك اذا وجد ان التحليل موجب للزهرى فقد يكون هذا ناتجا عن اسباب اخرى كثيرة غير مرض الزهرى ، وحتى عن امراض عادية جدا، ولذا نسميه تفاعلا مزيفا ، لانه لا يدل على الزهرى الحقيقى ومن هذه الأمراض مثلا الملاريا ، الالتهاب الرئوى ، وبعض الحميات، وكذلك السل الرئوى ، وفيها يظل الدم موجبا لعدة اسابيع يعود بعدها الدم سلبيا كما كـــان ، ولهذا السبب ننصح بعمل تحليل بعد فترة قبل الحكم على انه زهرى ٠ وفى بعض الأمراض المزمنة مثل الجذام يكون الدم ايجابيا للزهرى ، ويظل ايجابيا لــعدة سنوات برغم عدم وجود مرض الزهرى ٠

اما الزهرى الحقيقى فهو مرض خطير ومضاعفاته كثيرة وليس مجال الكلام عنه الآن ، ولكن بالنسبة للمرأة الحامل والجنين فالخطورة تكمن فى انه قد يسبب تشوهات فى الجنين او موت الجنين اثناء الحمل ، او يولد ومعه زهرى وراثى، ولذلك فأنا انصح دائما باعطاء المرأة الحامل العلاج فورا اذا اتضح ان دمها موجب للزهرى حتى ولو لم يكن لديها اعراض الزهرى الحقيقى ٠

وافضل دواء يستعمل حتـــى الان فـــى العلاج هو ابر البنسلين ، كذلك توجـــد مركبات البزموت وبعض مضادات الحيويات الاخرى ٠

الاكياس الدهنـــية فى الجفـــون

● انا شاب مهندس، بجفونى اكياس دهنية مزمنة ، ماسببها وما علاجها ؟

– هذه الاكياس المنتفخة هى غـــدد دهنية تفرز مادة زيتية للاقلال من سرعة تبخر السائل الدمعى ولمنع انسكابه على على الوجنتين فى الحالات العادية ٠ وانسداد فتحات هذه الغدد يسبب احتباس محتوياتها التى تضغط على خلايا الغدد فتقتلها ثم تتحول المحتويات الى مادة شبه شحمية داخل كيس من الالياف ٠ وسبب انسداد الفتحات غير معروف تماما ، والمعتقد انه نتيجة عدوى او جفاف الافرازات بالعنق او نقص فيتامين أ او كل هذه الاسباب معا ٠

سرطان العين وراثى

● ابنى عمره اربع سنوات ـلاحظت حدوث حول بالعين اليسرى ، عرضته على الطبيب الاخصائى • اخبرنيبعد فحص قاع العين ان الطفل مصاببورم خبيث فى داخل العين ، ماذا تقترحون لعلاج هذه الحالة ؟

ـ هذا الورم الخبيث فى هذه السن المبكرة هو عادة سرطان الشبكية المسمى Rtinablestons وهو خلقى اى يبدأ فى الجنين قبل الولادة ، وقد يكتشف عند الولادة مباشرة او تتأخر معرفته حتى سن الخمس او ستة اعوام ، وله صور متعددة قد يلاحظها الوالدان والطبيب • واحدها هو الحول بالعين الذى ذكرته فى رسالتك ، ولما كان هذا الورم الخبيث خلقيا فـان العين الاخرى قد تكون مصابة بذات الداء، لذا يجب اولا فحص العين الاخرى للتيقين من اصابتها او خلوها من هذا المرض •

ثم ان هذا الورم للأسف فيه عامل وراثة ، ولذا يجب فحص جميع الأبناء والبنات الصغار(اخوةواخوات هذا الطفل)•والعلاج يتوقفعلى مدى انتشار هذا الورم ، وهل هو بالعين فقط ام ممتد الى اماكن اخرى مثل محجر العين،او اجزاء اخرى منالجسم، وسواء كان هذا او ذاك ، فان العين المصابة يجب ان تستأصل فى اقرب فرصة ممكنة للحفاظ على حياة الطفل ، ولمنع انتشار خلايا الورم الخبيث خارج العين ، وفـى حالة حدوث الانتشار خارج العين الـى محجرها تجرى عملية لا ستئصال محتويات المحجر وكحت عظامه ، وفى حالة الانتشار لاجزاء اخرىمن الجسميعالج المصاببالاشعة او المضادات الكيماوية للأمراض الخبيثة او كليهمامعا ، أما فى حالة وجود ورم او اورام بالعين الاخرى فعادة يجرى أبادة خلايا الورم بواسطة النظائر المشعة او بالكى الكهربائى او الضوئى او باشعة ليزر •

ثم هناك نصيحة شخصية لك ، هىعدم انجاب اطفال آخرين ، لان فرصة ظهـور هذه الأورام الخبيثة فيهم كثيرة وكبيرة ، ونصيحة اخرى نقدمها لأولادك هى عدم الزواج،اوفىحالةالزواج عدمانجاباطفال، او فى حالة الزواج عدم انجاب اطفال ، ويستحسن عند الزواج ان يتزوجـوا او يتزوجن من عائلات غريبة عنكم ـ وليس من ابناء العم او الخال او العمة او الخالةـ حتى تقل فرصة نقل المرض من الوالدين الى الابناء والبنات عن طريق الوراثة •

■■

أسبابـها وعلاجـها

العـلاج : **هو عمـل تدليك للجفـون** واستعمال المضادات الحيوية وفيتامينأ،واذا لم يأت هذا بنتيجة تجرى عملية جراحـة بسيطة للاكياس ، ولا تسبب هذه الجراحة اى تشوه او عاهة • مع ملاحظة ان ترك هذه الاكياس قد لا يسبب اى ضرر اللهم الا الاحساس بثقـل فـى الجفن المصاب ، واحيانا اخرى يحدث فيها التهاب صديدى حاد ، وقد تنفجر من تلقاء نفسها وتشفى نهائيا،اوتكون بؤرةلالتهاباتمحليةمتكررة، او قد تنفجر خـلال جلد الجفن وتسبب تشوها بالجفن المصاب ، لذا يرجى عرض نفسك على طبيب اخصائى ، وكن علـى ثقة بأنه سوف يقدم لك الرأى السليم •

لقمة العيش

بقلم : جمال كنانى

■ هـذه الكسرة التـى تسد الجوع ، وتقيم الحياة .. نكد من اجلها ونعمل ، نجرى وراءها ونسعى ، من اجلها نهادن ونحارب ، وفى سبيلها نصادق ونعادى .. هذه الكسرة الرخيصة الغالية لايعرف تاريخها على وجه التحديد الا الله ، لان بدايتها قرينة بكشف الانسان لفكرة الرحى فى أبسط اشكالها .. مجرد حك حجر فوق حجر لسحق ما بينما من حَب ..

ولا يسجل التاريخ ان الانسان وفق الى فكرة حك الحجارة هذه الا منذ حوالى ٧٥٫٠٠٠ سنة ، ولم يكن حجم الحجارة المستعملة اذ ذاك من الكبر بحيث يسمح بسحق الحب ... ولم يتمكن الانسان من الوصول الى الحجم المناسب لهذا الغرض الا منذ ١٢٫٠٠٠ سنة مما يمكننا من ان نفترض ان الحبوب كانت تشكل اذ ذاك عنصرا اساسيا مـن عناصر غذاء الانسان .

والمعروف على وجه التاكيد ان هنود جنوبى كاليفورنيا Oak Grave Indians ، كانوا يسحقون الفلال وحبوب « جوز البلوط » ، ليصنعوا مـن دقيقها نوعا الخبز البداتى منذ ١٠٫٠٠٠ سنة .. كما انهناك من الدلائل ماينبىءبانسكان البحيرات السويسرية كانوا قد توصلوا حوالى ذلـك الوقت الى بناء افران بدائية ، خبزوا فيها القمح .

وما ان تنبه الانسان الى ان الحبوب مادة صالحة لصنع الخبز ، حتى زاد اهتمامه بعلاج تلكالحبوب، وبخاصة القمح والشعير فى المناطق التى كانت تجود بمحاصيلها ، كسفوح الجبال فى العراق وايران ، وفى جنوبى تركيا ، وفى الجليل شمالى فلسطين القديمة .. وتوصل الانسان الى درس الغلال وذرها فى الهواء للتخلص من فضلاتها ، ولا شك ان اول انواع الخبز الذى عرفته تلـك البلاد كان مصنوعا من حب مسحوق عجن بالمـاء ، وخبز على حجر ساخن او جفف فى الشمس .

كان السبق لمصر القديمة دائما

ولعلاول سجلمصور للخبز البدائىهو ما وجده الاثاريون فى مقابر قدماء المصريين ، وهـو سجل يرجع الى الاسرة الخامسة اى حوالى ٢٦٠٠ ق.م، وهو مجموعة من الرسوم توضح عملية الطحن ، وصناعة الخبز منساعة نقل الحبوب من مخازنها الى سحقها على الحجارة ، ثم نخلها وخلطها وعجنها ، ثم خبز العجين فى قدور كبيرة .

والمصريون القدماء هم الذين اكتشفوا فكـرة تخمـير العجين ، وهم الذيـن صنعوا الافـران المتعددة الخلايا التى مكنتهم من خبز عدد كبير من الارغفة فى وقت واحد ، بدرجة واحدة .. كما انهم كانوا اول من فكر فى نخل الدقيق وفى فصل الدقيق الابيض عن الدقيق الاسمر .. فكانوا يصنعون خبز الاسياد من الدقيق الابيض ، وخبز الطبقات الدنيا من الدقيق الاسمر .

من بعدهم جاء اليونان والرومان

على ان فن الخبز لم يتطور تطورا سريعا الا فى ظل الحضارة اليونانية .. وكان اهل اليونان اول من اضاف مواد مختلفة الى الدقيق ليصنعوا منه مختلف انواع الخبز .. وتطور فن الخبز فى اليونان ، وتقدم بدرجة ملحوظة .. على ان حذق

متى أكلها الإنسان .. وكيف .. ؟

اليونانيين لفن الخبز كان وبالا على بعضهم فيما بعد ، اذ أن الرومان كانوا اذا أسروا يونانيا في حروبهم سخروه في الخبز والاشراف على مخابزهم.

ومارس اهل روما الخبز على نطاق تجاري واسع ، ساعدهم فيه تطوير الطاحون المعروفة باسم طاحون الساعة الرملية Hourglass Mill التي كانت تنتج كمية من الدقيق تجعل ممارسة الخبز على نطاق تجاري امرا ممكنا . والمعروف انه ـ في ايام ولد السيد المسيح عليه السلام ـ كان في روما ما يعرف بطاحون ومخبز لكل الفي نسمة من السكان ، واصبح من الممكن لكل من هذه المخابز ـ فيما بعد ـ ان يستوعب ٥٠٠٠٠ رطل من الدقيق يوميا ، وهي كمية كبيرة حتى اذا قيست بما تستطيعه مخابزنا هذه الايام .

وفي اواخر القرن السادس عشر استعمل الخبازون في ايطاليا رغوة البيرة خميرة للعجين ، ذلك على الرغم من ان بليني Pliny اشار في كتاباته الى ان اهل بلاد الغال واهل اسبانيا استعملوا كخميرة لخبزهم ، رغوة البيرة في القرن الاول الميلادي ..

الخبز في القرن التاسع عشر وبعده

لم تتغير الاسس التي قامت عليها فكرة صناعة الخبز المخمر منذ عرفها قدماء المصريين في كثير او قليل .. وكل ما هناك ان تعديلات ادخلت على تلك الصناعة في القرن التاسع عشر وبعده ، فظهرت طرق الطحن الآلي ، وهي القدر على تزويد الخباز بدقيق اكثر نقاء ، وانصع بياضا مما عرف الانسان قبل ذلك ، ثم ظهور انواع « خميرة الخبز » الخاصة التي اصبحت في متناول ربة البيت والخباز جميعا في صورة مادة مضغوطة ، قليلها يكفي لتخمير كميات كبيرة من العجين .

الخبز على نطاق تجاري

من المعروف ان اكثر من ٩٠٪ من الخبز الذي يستهلك في الولايات المتحدة هذه الايام تنتجه مخابز آلية ، تعمل على نطاق تجاري مذهل . اما بقية ما يستهلك فتنتجه الافران الخاصة التي يديرها خبازون مهرة ، يعتمدون على اليد العاملة في عجن الدقيق ، وهي اهم عمليات تحضير الخبز .. وتعتمد المخابز التجارية في امريكا واوروبا اعتمادا كليا على الآلات . فالدقيق تحمله عربات وتفرغه معدات تعمل بالهواء المضغوط في خزانات ضخمة ، حيث يخلط خلطا آليا بالماء وغيره من المواد .. فاذا اختمرت العجينة حملت على حزام متحرك يمر تحت قواطع تجزئه الى ارغفة متساوية الحجم والوزن ، تحمل بعد ذلك آليا الى الفرن او المبخرة .

الخبز طعام كامل تقريبا

اذا قيل ان الخبز قوام الحياة ، فان هذا القول لايجافي الحقيقة العلمية ، اذ لو اخذنا حبة القمح (القمح الطري) وحللناها لوجدنا انها تحتوي على ١٢٪ ماء و ١٢٪ بروتين ، و ٢٪ دهن ، و٧٠٪ نشويات و١٫٨٪ املاح و٢٫٢٪ الياف والمائة جرام من القمح تكسب الجسم حرارة مقدارها ٣٣٠ سعرا حراريا .

الخبز والمجتمع

اذا مررت بخباز يدحو رقاقة فاعلم انه يمارس مهنة شريفة مارسها الناس قبل مولد المسيح عليه السلام ، واعلم كذلك ان مر الزمن لم ينقص من حق الفرد على الدولة ان تهيء له فرصة العمل الشريف ليكسب لقمة العيش .. فاذا حرمت الظروف هذا الفرد او ذاك نعمة الحصول على العمل ، او سلبته متعة القدرة على ادائه، فواجب الدولة ان توفر له اللقمة وادامها ، دون ان تشعره انه يستجدي ، او ان احدا يتصدق عليه .

ولست اعرف مقياسا لتقدم الدول خيرا من لقمة العيش ، ومدى توافرها للافراد ، وما يلقون من عنت او يصادفون من يسر وهم يسعون وراءها .. اوحين يقعدهم المرض او الشيخوخة عن كسبها . ■■

جمال كناني

من غرائب القضايا

لغز السنديانات السبع

بقلم : حسن الجداوى

■ المعركة ـ منذ الازل ـ قائمة بين الجريمة ورجال الامن • المجرمون يتخذون كافة الاحتياطات لمنع رجال الامن من ضبطهم لا سيما معتادو الاجرام • ولكن العلم الحديث وضع فى ايدى رجل الامن وسائل علمية كثيرة لوضع اليد على مرتكبى الجرائم مهما احتاطوا • وكلما تفنن المجرمون فى وسائلهم لاخفاء شخصياتهم تمكن رجل الامن بوسائل العلم ان يتعقبهم •

ففى الصحراء يتتبع رجال الامن آثار الاقدام فيعرفون منها كم عدد الذين ارتكبوا حادث السطو او القتل ومن اين جاءوا والى اى ناحية فروا •

وبصمات الاصابع التى ثبت انها لا تتشابه ابدا والتى اصبح لها « ارشيف » كامل فى جميع بلاد العالم ـ تثبت الجريمة على مرتكبها كما لو انه قد وقع اقرارا موثقا بانه قد ارتكبها ولا يفيده فى الخلاص منهـا ـ كما حاول كثيرون ـ ان يشوهوا جلد اصابعهم بالكى او الجراحة او ماء النار فان الجرح يشفى ثم تنمو البصمات على الجلد الداخلى كما لو ان شيئا لم يحدث • واللصوص يلبسون قفازا من الحرير او النيلون ولكن خبراء تحقيق الشخصية استطاعوا مستعينين بالتصوير والتكبير ان يصلوا الى رؤية البصمات التى لا تراها العين المجردة •

والجريمة التي تعي رجل الامن والتي تسمى الجريمة الكاملة هي في الغالب جريمة بسيطة ليس فيها تعقيدات . وكلما كانت الجريمة بسيطة وقف رجل الامن من بوليس ومحقق ورجل النيابة والقضاء — حائرا لا يدري من اين يبدأ .

مثال ذلك جريمة القتل التي نحن بصدد سرد وقائعها .

★★★

وهي جريمة تتصل بضابط بريطاني كبير — (ميجر جنرال في المعاش) وقائعها ترجع بنا الى اوائل القرن العشرين . يسكن الريف البريطاني الجميل في منزل ريفي جميل اطلق عليه اسم « اشجار السنديان السبع » وتسكن معه زوجته التي تصغره بثماني سنوات ، وثلاثة خدم ...

ولم يكن الزوجان السعيدان يشعران بالوحدة . فالجنرال — واسمه « لي يارد » يقطع وحدته بزيارات خاطفة الى العاصمة بمفرده في كثير من الاحيان وتصحبه زوجته في بعضها ولكن تلك الزيارات لم تكن تتكرر ، ولا كانت تطول ، فقد كون الزوجان صداقات متينة بجيرانهما من محبي حياة الريف يتبادلون معهم الزيارات العائلية في جو خال من القيل والقال ، ويتفرغ الجنرال لهوايتيه : الصيد والجلف — وينتهي بالاجتماع حول مائدة الشاي اليومية بجوار الموقد في الشتاء او وسط اشجار السنديان .

★★★

وحين لم يكن الجنرال يلعب الجلف او يصطاد — اعتاد ان يمشي في الغابة لنصف ساعة او ثلاثة ارباعها — بصحبة زوجته ان كان الطقس جميلا غير ممطر — او بمفرده ومعه كلبه .

وفي صيف عام ١٩٠٨ تناول الزوجان طعام الغداء متأخرين عن عادتهما وانتهيا منه في الساعة الثانية والنصف بعد الظهر وامسك الجنرال بعصاه التي كان يعتز بها لانها تذكره بايام الهند حيث أهديت له عندما قارب سن الاحالة على المعاش وهي ذات مقبض غريب عبارة عن حيات متعانقة لتجلب له الحظ السعيد — ولكنها كانت شؤما عليه في ذلك اليوم كما سنرى .

وامسكت الزوجة برواية فرنسية عنوانها « السر القاسي » من تاليف الروائي الفيلسوف بول بورجييه . وقد اعتزمت ان تقرأ فيها بجوار احدى اشجار السنديان حين يتركها زوجها ليلعب الجولف .

وكان الطقس رائعا جميلا . وفي الساعة الثالثة ترك الجنرال زوجته وعاد الى منزله ليأخذ عصى الجولف واتجه الى حيث يقف زملاؤه في اللعب واتفق مع زوجته ان يعود الى المنزل

بمجرد انتهاء الشوط ووعدته زوجته ان تعود الى المنزل قبل الساعة السادسة والنصف لتستقبل جارة لها وعدت بزيارتها •

★ ★ ★

وحين وصل الجنرال الى ميدان الجلف وجد زميلين صديقين هما رجل قانون اسمه « مالكولم كامبل » وهو رجل محدث لطيف ، وقانوني بارع يقضي الصيف في عزبة له ملاصقة لعزبة الجنرال . وضابط من الفرسان اضطر لترك الجيش اثر سقوطه من فوق حصانه اسمه « وليام استراثي » وسنه خمسون عاما •

ووصل الجنرال الى ارض الملعب في الساعة الثالثة والربع او الثلث وفي لحظة وصوله سمع اللاعبون صوت طلقات نارية لم تشغل بالهم ولا دهشوا لسماعها حيث يكثر في تلك الجهة صيادون للارانب البرية •

وانتهت اشواط الجلف بغير حادث يذكر وانضم عدد آخر من هواة الجلف وتركهم الجنرال قرب الساعة الرابعة والنصف وعاد الى منزله حيث وجد السيدة ستيوارت ــ التي كانت على موعد لزيارة زوجته تنتظر زوجته • ثم اخذا باطراف الحديث حتى بلغت الساعة الخامسة ، والزوجة ــ على غير عادتها لم تعد •

★ ★ ★

ان زوجة الجنرال من السيدات اللاتي يحافظن على مواعيدهن بدقة • وليس من عاداتها ان تتاخر • ولا يتصور انها ذهبت لزيارة بعض الجيران كما تفعل عادة او ذهبت الى القرية المجاورة توزع الصدقات خاصة وهي تعلم ان مسز ستيوارت ستحضر لزيارتها • ولا يمكن ان تكون نسيت فقد ذكرها الجنرال عند افتراقهما بعد الظهر او لعلها هي التي ذكرته وقالت له :

« لا شك في انك ستحضر لتحيي اميلي » واميلي هي مسز ستيوارت •

وعند الساعة الخامسة وعشر دقائق خرج الاثنان ليستقبلا الزوجة وسارا في الغابة معتقدين انهما ولا شك سيقابلانها في طريق العودة ••• ثم بدا الشك يتناوبهما عندما وصلت الساعة الى السادسة • واعتذرت مسز ستيوارت عن مواصلة السير لانها ــ هي الاخرى ــ تنتظر زيارة بعد الظهر وطلبت من الجنرال ان يخطرها بمجرد عودة زوجته فقد تحول القلق الى حقيقة ثقيلة واوجس الاثنان خيفة ، وتوقعا شرا •

★ ★ ★

واستمر الجنرال يبحث وحده ، وحاول ان يفسر لنفسه سبب تاخر زوجته تلك المدة الطويلة • وتملكه الخوف من المجهول ، وتكاثرت عليه افكار لم يستطع ان يطردها • لا بد ان مكروها قد حاق بها •

ولكن فكرة ان يكون قد وقع عليها اعتداء لم تخطر له على بال •

★ ★ ★

وعندما اصبحت الساعة السابعة الا ربعا عثر على جثة زوجته امام كشك للصيد اعتادت ان تتقي فيه لفحة الشمس عندما تشتد حرارتها •

وحين عثر على زوجته كانت جثة قد فارقت الروح جسدها ، وبها جرحان عميقان احدهما بالراس والآخر بالصدر • وظاهر انهما اصابتان من مسدس • وبذلك تحدد وقت الجريمة وهو الساعة الثالثة والربع او الثالثة والثلث وقت سماع لاعبي الجولف لاصوات الطلقات اى في اللحظة التي وصل فيها الجنرال الى ميدان اللعب •

واتفق راى الاطباء الشرعيين على ان اصابة الراس حدثت من طلق نارى من مسدس كبير ومن مسافة قريبة جدا • واحتاروا في تفسير سبب الطلقة الثانية • هل فقد القاتل صوابه ؟ وهذا يفسر قول بعض الشهود انهم سمعوا صوت ثلاثة اعيرة لا اثنين • وقالوا ان العيار الثالث لم يصب الضحية ولم يعثروا عليه •وقرروا ان الوفاة ترجع الى اصابة الراس اما جرح الصدر فانه وان كان خطيرا الا انه لم يكن مميتا •

★ ★ ★

ولم يجدوا حول الجثة اى اثر للقاتل • فان آثار الاقدام لا تظهر على الاعشاب الا اثرا لاقدام

● من غرائب القضايا

الجنرال ما كاد يظهر حتى اختفى . ولم يتجه الرأى الى الجنرال فقد سمعت اصوات الطلقات النارية فى لحظة وصوله الى ميدان الجولف بشهادة شاهدين لا يرقى الشك الى اقوالهما . وقد كان سؤالهما من قبيل استكمال الشكل حتى لا يترك التحقيق ثغرة لا يسدها .

ولم يكن هناك محل للشك فى الجنرال فقد كان هو وزوجته على وفاق تام ومشهود لهما بالاستقامة وكان ينظر اليهما على انهما المثل الاعلى للزواج الهادىء السعيد طوال مدة اقامتهما بالريف يتبادلان العطف والاحترام . والزوجة اديبة وفنانة وليس لهما اعداء وما من احد من الجيران يفكر فى ان يوجه لها كلمة نابية فضلا عن رصاصة قاتلة .

★ ★ ★

ومع ذلك ؟ ؟

فما كادت تتوارى فى التراب حتى بدا سيل من الخطابات البذيئة الغفل من التوقيع تصل الى بيت الجنرال . خطابات حقد لا تفسير لها . كان الجنرال يقرأها متقززا . كان يكون مصيرها الاهمال لو انها وصلت فى غير ذلك الوقت الذى هز فقدان الزوجة المحبوبة فيه كيان الجنرال وتركه فريسة للهواجس والاحزان . وناهيك برجل عاش اربعين سنة يكن لزوجته الاحترام ويبادلها ثقة بثقة ولو انها كانت جالسة بجواره حول الموقد لقرأ لها تلك الخطابات والقياها فى النار ولكن عدم وجودها بجواره افقده اتزان عقله . ولم يمض اسبوعان حتى غادر منزله فى الصباح الباكر والقى بنفسه على شريط السكة الحديدية – على بضع مئات من الامتار من محطة القطار ، حيث شطره القطار السريع وكان قد ترك بمنزله خطابين وضعهما لاعز صديقين له شارحا لهما اسباب يأسه .

★ ★ ★

وحفز هذا الانتحار البوليس للبحث عن المجرم الاثيم فقد اصبحت المأساة مزدوجة واضيف الى جرائم القتل تسببه فى موت الجنرال والتشهير . لم اكتشف الاطباء الشرعيون وهم يشرحون الجثة ان باعلا الجمجمة – جمجمة الزوجة – كدمات اختلفوا فى تفسير اسبابها . وقام بينهم جدل فمنهم من ذهب الى ان الزوجة ضربت قبل اطلاق النار عليها ومنهم من قال انها صدمت راسها فى كورنيش الكشك . ومنهم من قال ان الكدم يرجع الى جرح مؤقت .

والعلماء حين يختلفون يتشبثون بارائهم ولذلك وجد المحقق ان عليه ان يستمر فى التحقيق ليضع حدا لهذه الخلافات التى اتخذت اهمية كبيرة لا تقدم ولا تؤخر . هذا من جهة .

ومن جهة اخرى فقد ظهر ان الطلقات الثلاث التى سمعت فى الساعة الثالثة والربع – لحظة وصول الجنرال الى ميدان الجلف ،لم تكن الطلقات الوحيدة التى سمعت فى ذلك اليوم المشئوم . فقد شهد احد الحراس ان عيارا ناريا اطلق فى اتجاه الكشك فى الساعة الرابعة والنصف . كما تقدم رجلان من سكان الريف يقولان فى تردد انهما سمعا صوت عيارين فى الساعة الخامسة ولكن هذه الاقوال جميعها لم تحظ باهتمام المحققين لان الاطباء الشرعيين كانوا قد قطعوا فى تحديد ساعة الوفاة ومع ذلك فاراحة لضمائر المحققين استمع المحقق لاقوال جميع الصيادين الذى اطلقوا بنادقهم فى مساء الحادث وتاكدوا ان لا شبهة تعلق بايهم .

اما خدم الجنرال فقد شهدوا بمثل ما شهد به لاعبو الجلف ونفوا كل شبهة يمكن ان توجه من قريب او بعيد الى الجنرال .

★ ★ ★

ترى ماذا يمكن ان يكون سبب هذه الجريمة التى لا تفسير لها ؟

السرقة ؟ قطعا لا . فلم تكن القتيلة تحمل نقودا معها ، ولا كانت تلبس مجوهرات الا خاتم الزواج وقطعة زمرد ليس لها الا قيمة تذكارية ترجع الى ايام الخطوبة وتركت فى اصبعها .

جريمة عاطفية او انفعالية ؟ لا محل للتفكير فى ذلك . صحيح ان مظاهر العلاقات الزوجية قد تخدع ولكن فى حالتنا لا تحتمل المسالة اى

تردد ولم يقف المحقق طويلا امام هذه الفكرة • ذلك ان احد رجال البحث الجنائي تالر ــ برغم منه ــ من خطابات القذف والتهديد التي وصلت للـزوج عقب الـوفاة مباشرة وكانت حجتـه ان مصدرها احد امرين : كراهية شديدة للزوج او للزوجة • فمرسلها يتهم الزوج بجناية قتل يعلم استحالة نسبتها اليه • فهو لا يبحث عن الحقيقة ولكنه يريد ان ينتقم • فهل للجنرال عدو غير معروف في المدينة ؟

واذن ، فاما ان يكون للجنرال عدو مجهول هو القاتل • او هو انسان يريد الانتقام من القتيلة بتلويث سمعتها ويكون هو القاتل •

واستبعد معارضو هذا الراى وقالوا ان مثل هذا التصرف يدل على منتهى الطيش والاستهتار لان الحيطة تقتضى القاتل ان يتوارى لفترة من الزمن على الاقل حتى لا يتعرض لخطر التعرف عليه •

★ ★ ★

وكاد هـذا الراى يلقى بعض القبول • فان الحـرج الذى احس بـه المحقق من فحص اوراق القتيلة في حياة الجنرال قد زال بانتحاره • وعند فتح ادراج الزوجة عثر المحقق على ربطة بها ٨ خطابات غرامية حارة كتبت خلال ثلاثين شهرا من شاب يوقع بحرف واحد من اسمه « ج » ويبدو انه كان يقيم في العاصمة لندن وكان يكثر التردد على مسـكن لا يبعد الا بضـعة كيلومترات من القرية التى كان يقيم فيها الجنرال وقد وجد في آخر المجموعة ورقة بيضـاء بخط نسائي تقول « وداعا يا أعز حبيب » « انني اموت معك » •

ترى هل هنا سر يفسر غامض الجريمة ؟ لقد كان قد مضى سبعة عشر عاما على توقف « ج » عن الكتابة • ان الزمن لا يضع حدا للآلام ولا للكراهية • ولكن حين ثبت ان الخط الذى كتبت به كلمة الوداع ليس خط زوجة الجنرال لم يعد هناك مجال للتردد • ومع ذلك اوصل البحث الى معرفة من هو « ج » ومن هي السيدة التى كانت ترسل اليها الخطابات وثبت انها زوجة احد رجال الاعمال الذى توفى في حادث سيارة وان صديقته انتحرت بعد اسبوع من الحادث بعد ان سلمت مجموعة خطاباته الىصديقتها زوجة الجنرال وقالت لها انها لا تستطيع الاحتفاظ بها ولا تطاوعها نفسها ــ او قلبها ــ على احراقها او تمزيقها •

★ ★ ★

واذا فما هـو الحل ؟ هل يكتفى بالقول انها جريمة رجل مخبول حاول الاعتداء على القتيلة برغم شيخوختها ؟ فلما نهرته او قاومته قتلها • ولكنها كانت تحمل معها دائما صفارة تنادى بها على كلبها • صحيح ان الكلب لم يخرج معها في ذلك اليوم لاصابته في قدمه ولكن الصفارة كانت معلقة في رقبتها فلماذا لم تستنجد ؟

ام تكون جريمة احد لصـوص الصيد الذين يصطادون في اراضى الغير بغير اذنهم او يلقون بفخاخهم او يسرقون الفواكه المخلفات له القتيلة في القول ففقد صوابه ؟

كلها افتراضات بحثها البوليس ونحاها اذ لم يعثر ــ طوال البحث ــ على شاهد واحد يقرر انه رأى شخصا غريبا يحوم بالمنطقة في ذلك اليوم او الايام السابقة او اللاحقة للجريمة • وهكذا حفظ التحقيق وطويت اوراقه •

★ ★ ★

الا ان هواة البحث الجنائي لم يكفوا عن التفكير في حل للغز المحير • وعرضت حلول كثيرة تفتقت عنها اذهانهم ولكن دون جدوى •

والحق انـه ليسـت كل جريمـة تنتهى بعقاب مجرمها • وتصنع الشرطة ما تصنع تطلب الدليل وتزوغ منها الادلة • وقد لا يكون هذا مهارة من صاحب الاجرام ، ولكن من طبيعة ظروفه ،ومما انطوت عليه قلوب البشر من اسرار الى الابد فلا يفضحها حتى الموت ــ وسر هذه الجريمة انما قبع في قلب هذه السيدة القتيلة كثيرا ، وقد يكون قبـع في قلب الجنرال قليـلا • وربما كان في الموت والاخفاق في الكشف عن هذا السر ستر من ذلك النوع الذى يرجوه كل حي وهو يسير في طريق الحياة حين يصـدع بالقول : يا سـتار ! يا ستار • ■ ■

حسن الجداوى

النكتة !! مقياس جديد لمدى خضوع الفرد لقوى الضغط فى المجتمع

● منذ ٢٠ عاما توصل سولومون آش Solomon Asc عالم الاجتماع الامريكى ى قياس مدى خضوع الفرد للمجتمع ذى حوله وتكييفه أعماله وفقا لافكار لاخرين وتلخصت طريقة « آش » فى انه ـان يقوم بجمع عدد من مساعديه يخبرهم بأن فردا تحت الاختيار سينضم ـى مجموعتهم ويرتب معهم اجابات انفعالات كاذبة يرددونها عندما يقوم سؤالهم عن اشياء معينة ، وبذلك يتم سجيل مدى تأثير اجاباتهم الكاذبة على شخص الذى لا يعلم انه يخضع لتضليلهم . على سبيل المثال فان آش يعرض على لجموعة بعض الخطوط المرسومة على طاقات ، ويسألهم عن أقصر وأطول خط ، يتعمد مساعدو « آش » ان تكون اجاباتهم لها خاطئة وبالاجماع . والنتيجة ان ٧٪ ممن اجريت عليهم هذه التجربة كانوا يوافقون على هذه الاجابات الخاطئة بالرغم ن وضوح الخطأ امام اعينهم . ولكن هذه تجربة كان لها تأثير سيىء على نفوس من مرون بها عندما يعلمون مدى خضوعهم استسلامهم بسهولة لضغط المجتمع ممثلا ى المجموعة التى ضللتهم .

واخيرا توصل اثنان من علماء الاجتماع ى جامعة كارلتون بالولايات المتحدة الى ايجاد طريقة جديدة لقياس درجة خضوع الفرد لضغوط المجتمع لا يكون لها تأثير ضار على نفسية من يتعرض للتجربة .

وتتلخص الطريقة الجديدة فى استعمال الضحك والنكتة .. فهم يخبرون من يخضع للتجربة انهم سيجرون دراسة عن الفكاهة ويسلمونه بعض النكات المسجلة ، وهى تتراوح بين نكات مضحكة، واخرى مضحكة جدا ، وثالثة سخيفة ، ويتم اجراء التجربة داخل جوسق اشبه بجوسق التليفونات العامة ، ويعطى سماعات ثم يجلس امام الميكرفون وهو يعتقد ان هناك ٤ اشخاص آخرين يشتركون معه فى سماع النكت والتعليق عليها ، وانه يستطيع سماع ضحكاتهم وان كان لا يراهم ، فى حين ان ما يسمعه ليس ضحكاتهم انما هو تسجيل للنكات بعضها عال وطويل وبعضها خافت قصير . ويسأل الشخص ان يسجل آراءه فى النكات التى يسمعها كتابة وان يعطى لكل نكتة درجة تتراوح من صفر ، للنكات السخيفة جدا، و٤ للنكات التى تثير الضحك بشدة . وفى اثناء ذلك كله يتم ايضا تسجيل اى صوت ينم عنه سواء كان مضحكا او تعليقا سافرا .

وقد تبين انه عندما يسمع الشخص اصواتا ضاحكة بعد سماعه النكتة مباشرة،

فانه يتأثر بهذا الضحك ويغرق هو الاخـر في الضحك،ولكن التاثير على رأيه المكتوب يكون تأثيرا خفيفا ٠

ويعتقد العلماء انهذه الطريقة لاتترك اى تأثير نفسى سيء لدى من يتعرض لهـا عندما يتم اخباره بعد التجربة عن الغرض الاساسى منها ، وخاصة انه لا يشعر انه كان ضحية خداع مجموعة من الاشخاص جلس معهم على مائدة واحدة ٠

وهكذا تبين التجارب كيفية خضـوع الانسان وتأثره بالمجتمع والبيئة ، وتحدد درجة تأثره بالمجتمعوالبيئة والعوامل التى تزيـد مـن درجـة خضوعه او تمـرده على المجتمع الذى يعيش فيه ٠ وهـى تجارب لها قيمة كبرى فى ميادين الاعلام والسياسة والاجتماع وعلم النفس ٠

اطباء التخدير والعاملون فى غرف العمليات الجراحية يتعرضون لأمراض عديدة بسبب غازات التخدير

● منذ زمن طويل والاطباء ينتابهم الشك فى ان يكون لغازات التخدير آثار ضـارة على العاملين فى غـرف العمليات الجراحية ، واخيرا اثبتت الاحصائيات ان هذا الشك له مبررات كثيرة ٠

لقد اثبتت هذه الاحصائيات الطبية ان الكميات الصغيرة من غازات اكسيد النترى Nitrous Oxide والهالوثين Halothane تؤثر تأثيرا ضارا على كل من يتعرض لها لمدد طويلة وبصفة مستمرة ٠٠ وقد اثبتت الدراسات وجود صلة وثيقة بين العديد من الامراض مثل السرطان وامراض الكبد والكلى ، وولادة الاطفال المشوهين ومن التعرض للغازات المستعملة فى التخدير ٠

وقد شملت هذه الدراسات سؤال نحو ٥٠ الف من الاطباء والممرضات والفنيين العاملين فى غرف العمليات ، ونحو ٢٤ الفا من العاملين فى المستشفيات،ولا علاقة لهم بغرف العمليات ٠ وقد اتضح ان تأثير غازات التخدير يزداد فى حالات النساء من طبيبات تخدير او ممرضات عمليات ، فان نسبة الاجهاض بـين العاملات فـى غرف العمليات تزيد بنسبة الضعف عن مثيلتها بـين النساء اللواتى لا يتعرضن لغازات التخدير،وأيضا وضعاطفالناقصينيتضاعف بـين طبيبات التخدير ٠٠ وتزداد نسبـة اصابة النساء العاملات فى غرف العمليات بأمراض الكبد بمـا يتراوح بـين ١ر٣ و ٢ر٢ ، وكذلك امراض الكلى بنسبة ٤ر٢١٪ امـا نسبـة تعرضهن للاصابـة بالسرطان فتصل الى ضعف النسبة العادية بالنسبة للنساء اللواتى لا علاقة لهن بغرف العمليات ٠

وبالنسبة للرجال،فان تعرضهم للاصابة بامراض الكبد تصل الى ١ر٦ اكثر مـن النسبة العادية ٠

وكذلك فان احتمال ان يرزق اطباء التخدير بأطفال غير طبيعيين يزداد بنسبة ٢٥٪ عنالاطباء الذين لا يتعرضونلغازات التخدير ٠

وهكذا اثبتت هذه الاحصائيات الطبية مدى الخطورة التى يتعرض لهـا اطباء التخديـر والعاملين فى غـرف العمليات الجراحية ٠

اطباء وطبيبات التخدير والعاملون فى غرف العمليات الجراحية يتعرضون لتأثير غازات التخدير مما يؤدى الى اصابتهم بأمراض عديدة

لقمرعمرها ٤ر٤ بليون سنة منذ ٩ر٣ بليون سنة تعرض القمر لتغيرات وزلازل ضخمة

عينات صخور وتربة القمر التى رواد الفضاء من على سطح القمر رحـلات ابوللو ، اسـدت العلماء ت كثيرة عن تكوين القمر . ولكنها مدتهم بدليلين متناقضين . فمن بنت طرق تحديد عمر هذه الصخور استخدام المـواد المشعة المعتمـدة حديـد نسبة نظائـر الروبيديوم R والستر نتيوم Strontium توجد صخور قمرية تبلورت منذ ؛ ٤ بليون عام . ومـن الناحية فان نفس الطريقة فى تحديد عمر اثبتت ان القشرة القمرية قد منذ ٥ر٤ بليون سنة .

ن هذا التناقض حدوث سلسلة من ، على سطح القمر انتهت بتغيرات زلازل انتزعت اغلب الآثار المتبقية على المراحل الاولى لتكون الصخور . ويقول العلماء ان هذا التغير قد حدث منذ ٩ر٣ بليون سنة .

اثبتت التحليلات الحديثة لتحديد نظائـر اليورانيـوم والثوريوم ص فى عينـات الصخور القمرية معت من جبال القمر صحة هذه .

ل ثلاثة من العلماء ، وهم فؤاد عربى) و د . بابانستاسيو D. Papan و ج . واسربـرج Wa فى بحث نشروه مؤخرا ليـلات الخاصـــة باليورانيـــوم

والرصاص والثوريوم تدل على ان القشرة القمرية Lunar Grust يبلغ عمرها ٤ر٤ بليون سنة ، وهو اقل من عمر القمر الذى كان معروفا من قبل وهو ٦ر٤ بليـون سنة . ويفترض العلماء انه اذا كانت قشرة القمر قد بدأت ايضا فى التكرن منذ ٦ر٤ مليون سنة فانها ربما تكون قد تكونت عبر مراحل استغرقت من ١ر٠ الى ٢ر٠ بليون سنة .

ان الزلازل والتغيرات الطبيعية التى حدثت فى القمر منـذ ٩ر٣ بليون سنة تصاحب الاحداث والتغيرات التى ادت الى تكوين البحـر القمـرى المعروف باسـم « مارايمبريوم » Mar Embrium وقد تكون ايضـا سـببا فى تكوين بعض الاوديـة الرئيسية على سطح القمر ، وذلك خلال فترة زمنية تقدر ب ٢٠٠ مليون سنة او اقل . وتشير النتائج الخاصة باختلاف اعمار صخور القمر اسئلة عديدة بينها : ترى ما هو مصدر الكتل الضخمة مـن الصخور التى ضربت سطح القمر منـذ ٩ر٣ بليون سنـة مؤدية الى التغيرات والزلازل العنيفة ، ثم اختفت فجاة ؟

والسؤال الثانى : هل كان هذا التغير الكبير مقصورا فقط على النظام القمرى الارضى ام انه تعداه الى اجسام اخرى فى النظام الشمسى ؟

ويحاول العلماء الآن ان يجدوا اجابات شافية على اسئلتهم هذه . ■■

بقلم : محمد خليفة التونسي

■ حين نقلب دواوين الشعراء في اى امة قديمة او حديثة ـ واقربها الينا دواوين شعرائنا العرب ، ونحن بها وبهم اعرف ـ نجد ان لموضوع الحب والغزل فيها اوفى نصيب من حيث وفرته وتنوعه معا • بل نجد هذا الموضوع فيها يخالط غيره من الموضوعات ، مهما يكن البعد بينهما في ظاهره شاسعا • بل حسبنا ان نفتح اسماعنا على ما يتردد حولنا من اغان ، ايا كان طابعها او موضوعها الوجداني ، سواء نظمت باللغات الفصيحة او اللهجات الدارجة ، منغامية او سوقية ، وفي اعلى الطبقات الاجتماعية او ادناها ، وخلال اوقات العمل الهين او الشاق ، او خلال الراحة منه ـ فنكاد لا نسمع الا اغاني الحب والغزل ، او على الاقل بعض معاني الحب والغزل فيما يتغنى به الناس او ينشدونه لبعث الحماسة في النفوس ، ودفعها الى المخاطر •

الحب والحرب

وقديما قال شاعرنا الحماسي ابو الفوارس عنترة في وصف موقف من اخطر المواقف ان لم يكن اخطرها ، وهو يتحدث به الى صاحبته عبلة :

ولقد ذكرتك ، والرماح نواهل
منى ، وبيض الهند تقطر من دمى
فوددت تقبيل السيوف ، لانها
لمعت كبارق ثغرك المتبسم

فبسمتها او ثغرها البسام كان يتراءى له وهو في موقف الموت ، والرماح ملطخة بدمه والسيوف تمتد اليه بالقتل •

وكذلك قال شاعرنا ابو فراس الحمداني في وصف موقف قريب من موقف عنترة في احدى معاركه :

تَرُوحُ أحمر رمحي في مجال
تحدَّثُ عنه ربات الحجال

فكأنه لا يعنيه من التعرض للحرب وخطر القتل فيها الا ان تكون اعماله فيها حديث النساء بها مع اعجاب واعزاز • وهل رصدت الطبيعة من جائزة لاى صاحب بطولة في الحرب او في غيرها ـ اغلى من المرأة التى تعجب به ، وتستريح في حماه، ممتلئة النفس باعزازه لها، واعزازها له•

لكأنَّ التطلع الى المرأة ، والتعلق بمحاسنها، والرغبة في رضاها ، والتغني بحكاياتنا معها ـ هو شغلنا الذى لا يحجبه اى شاغل آخر او يعطله ، مهما يبلغ من الخطر او الالحاح ، وهل في الحياة من سمع وراءه قلبا حيا يزهد في شعر الحب والغزل الكريم ، او لا يطرب له اذا سمعه، او يستغنى عنه فلا يطلبه ولو في الفينة بعد الفينة ، مهما يكن هذا السامع من علو السن او علو المكانة •

ان المرأة فيما نحسه ونراه لهى اقرب المخلوقات الى قلوبنا ، وان بواعث النزوع اليها لكثيرة

ماذا ومتى.. يوحين اليهم الشعر..؟

مختلفة ، فلا يفتر فى النفس منها باعث حتى يهزها باعث بل بواعث غيره ، ولقد اجتمع للمرأة بمزاياها الخاصة – من اسباب الرغبة فيها ، بل الفتنة والولوع بها – ما لم يجتمع لأى مخلوق غيرها فى الوجود كله ، وحسبها انها بحكم الفطرة نصفنا الاخر الذى لاتمام لنا الا به ، ولا غبطة لنا ولا راحة الا معه ، فنحن دائما فى شوق وحنين اليها بحكم الفطرة ، ونحن ننزع اليها عن بداهة ، قبل كل تفكير وخلاله وبعده ، وهو نزوع اضطرار سواء صحبه او لم يصحبه اى اختيار .

المرأة رمز كل معنى جميل

ويبلغ من سيطرة الشعور بالمرأة فى انفسنا اننا نتمثل فيها كل معنى جميل ، ونجعلها مثالا لكل معنى جميل ، واوضح ما يتضح ذلك فى اعمال الفنون على اختلاف انواعها ، واوضح ما نرى ذلك فى قصائد الشعراء ، لانهم السنة المجتمعات، او مقاويلها البلغاء ، فهم الذين وكلت اليهم امانة التعبير عما يختلج فى نفوس المجتمع المحيط بهم من مواجد وهموم واشواق ، ومن تطلعات نحو البهجة او نحو الجمال ، ولذلك نجدهم دائما يفتنون بسحر المرأة ، ويتغنون بآثار سلطانها على النفوس ، حتى الفلاسفة الموفرون الذين اوتوا نصيبا من الطبيعة الفنية يشعرون مثل هذا الشعور ، ومن ذلك الفيلسوف الفنان افلاطون ، ومن اقواله الشاعرية الحكمية فى ذلك « لو تمثلت الحقيقة امرأة لاحبها كل الناس » فالمرأة فى شعورنا وتفكيرنا وخيالنا بل وهمنا – مثال لكل محبوب او عزيز من المعانى والاشياء ، نعرض عليه وتتغالى به ، لاننا نحسه او نراه او نتخيله جميلا ، ونتوقع منه او نتوقع معه الانس فى الغبطة .

المرأة عروس الفنون

المرأة عروس الفنون ومن بينها الشعر فى كل زمان ومكان ، او هى ما يوحى الى اهل الفن خواطرهم المثالية ، فما تزال هذه الخواطر تعاودهم فتقلقهم وتلح عليهم حتى يسجلوها اعمالا مشهورة ، وعندئذ يستريحون ، وهكذا الشعراء فيما يجدون ، وحين يندفعون للتغنى بجمال المرأة وجمال الكون معها ، فصور المرأة ومعانيها تتسلل فى نفوسهم مع كل خاطرة ، فلا تخلو من صبغتها صورقلما يتخيلون ويرسمون ، ولو كانما يفكرون فيه او يتخيلونه ويرسمونه بعيدا او منقطعا عن موضوع المرأة خارج نفوسهم ، ولكن المعول عليه هنا هو صلته بالمرأة فى طوايا النفوس ، وهى صلة بكل موضوع فى الوجود ، وما من شىء ينبه جانبا فى النفس الا تنبهت معه الغرائز النوعية .

ولكن ما نصيب زوجات الشعراء فيما يوحين اليهم من شعر ، فى التشبيب بهن ، او ما مقدار التفاتهم اليهن ليتغنوا بهن كما يتغنون بغيرهن من بنات حواء ، وكثيرا ما تكون غيرهن اقل حسنا واقل احسانا ؟ وما مقدار التفات الشاعرات الى ازواجهن بين ما يلتفتن اليه من مظاهر الارض والسماء ؟

الزوجة مع رجلها عماد الاسرة ،والصلة بينهما قوامها الاجتماعى ، واسرة الرجل الصق الناس بل الصق الخلق به ،يستوى فى ذلك الشعراء وغير الشعراء . ومع ما يفترض فى الشعراء من انهم اشد من سواهم احساسا بالوجود والناس ، وان اسرة كل منهم الصق شئ به – لا نكاد نظفر فى ديوان اى شاعر بشىء عن احد افراد اسرته الا ان ينكب فيه ، فاما حين تمضى الامور معه على رسلها فقلما يقول فيه شعرا ، او يلتفت او يفكر فى قول شعر . وهكذا زوجات الشعراء وهن يعشن الى جانبهم ، وان استمرت العيشة الراضية عشرات السنوات ، بل ان التراضى بين الشاعر وزوجتهمن اقوى الاسباب التى تريح فكره، فينام عن الالتفات الى مكانها فى جيرته ، فالتراضى بين المجتمعين فى معيشة واحدة كصحة البنية الحية ، والانسان ما دامت اعضاؤه صحيحة لا يشعر بها ، فاذا اصيب احدها احسه ، وشرع يلتفت اليه ، ويعنى به على قدر ضغطه عليه او المه منه . وهكذا موقف الشاعر وسائر الناس

من الزوجة • وغيرها ، في داخل الاسرة او الرفقة او خارجها • فكانه لا بد من « قارعة » تلفت الجاهل ، وتنبه الغافل ، وترد العنيد ان كان هناك ما يدعو الى عناد • ولهذا ندر ان نرى في دواوين الشعر نسيب شاعر في زوجته ، او رثاء شاعرة لزوجها ، وان وجدنا المراثي الزوجية اكثر ، وهي مع كثرتها قليلة اذا قيست بمراثي الآخرين من اعضاء الاسرة •

الرثاء في الشعر العربي

ونترك هنا باب التسيب الزوجي ، او باب الحب والغزل مغلقا الى فرصة اخرى ولضيق المقام ، ونفتح باب الرثاء وهو من ابواب الشعر العربي واجلها فنا وانسانية ، بل هو من حيث وفرته وتنوعه وشموله لاحاسيس النفس امام الموت يعد فذا في الشعر العالمي كله • ولا يتمثل التفجع على الهالكين في شعر كما يتمثل في الشعر العربي : فيه رثاء الابناء والبنات ، والآباء والامهات ، والاصدقاء والوجهاء ، بل فيه رثاء الالاف من غير بني الانسان ، وهذا وحده دليل انسانية ارحب وانبل ، ثم في شعرنا العربي تعزية عن كل هؤلاء كما ان فيه بكاء الديار لفراقها او فراق الاحباء والعشراء ، والتعزية والحنين الى الديار شبيهان بالرثاء • وكل هذا بل قليله يكفي لدحض من يغمزنا بجفوة الطباع او ضعف الوفاء •

جرير يرثي زوجته

واذا كانت المراثي الزوجية ـ كما قدمنا ـ قليلة اذا قيست بمراثي الاخرين من اعضاء الاسرة فانها ندرة اذا قيست بالمراثي اجمالا ، ومن اقدم المراثي الزوجية ابيات طوال رثى بها جرير زوجته « امامة » التي كرر ذكرها في شعره بكنيتها « ام حرزة » وكان له منها ثلاثة ابناء : حكيم ، وبلال ، وحرزة ، وقد خلفتهم صغارا ، من ابياته :

لولا الحياء لعادني استعبارُ
ولزرتُ قبرَك ، والحبيب يُزارُ

ولقد نظرت ، وما تمتع نظرة
في اللحد ، حيث تمكن المحفار

فجزاك ربك في عشيرك رحمة
وسقى صداك مُجلجِل مِدرار

ولَهتِ قلبيَ ، اذ علتني كَبرة
وذوو التمائم من بنيك صغار

كانت مكرَّمةَ العشير ، ولم يكن
يخشى غوائلَ أم حرزة جارُ

ولقد أراك كسيت أحسنَ منظر
ومع الجمال سكينة ووقار

والريح طيبة اذا استقبلتها
والعرض لا دنس ولا خوار

ومطلع الابيات في حاجة الى الاعتذار ، فاي « حياء » هذا الذي استشعره الشيخ جرير في «كبرته » فكبح عينيه عن الاسترسال في بكاء رفيقته ، وحال بينه وبين زيارة قبرها ؟ ان الموقف من كل جوانبه ليوجب هذا الاسترسال وهذه الزيارة ، انها حبيبته فمن حقها ان تزار كما قال ، ولو انها ميتة ، بل لانها ميتة ، ثم هو شيخ قد « علته كبرة » والشيوخ لضعفهم أسرع الى الدمع ، او كما قال الفرزدق :

هل يشتمن كبير السن ان زرفت
عيناه أم هو معذور اذا اعتذرا

ثم هناك ابناؤهما الصغار الاعزاء عليه قد حرموا وحرم معهم رعاية امهم وحنانها وارشادها، فهو معهم جميعا في اشد الحاجة اليها ، لتكون له عونا في تدبير امور الاسرة • ولولا جلافة الطبع وعسر الخلق عند جرير ـ كما تدل سيرته ـ لاستشعر الخجل من هذا « الحياء » الزائف فنيا وواقعيا ، فالفن يرفض هذه الصورة ، والواقع يأباها ايضا ، فقد روى ابو عمرو بن العلاء ان جريرا كان يملي احدى قصائده يوما ، فمرت جنازة فبكى وقطع الانشاد ، فلما راجعه ابو عمرو في ذلك اجابه «شيبتني هذه الجنازة » اي ذكرتني الموت فلما لفته ابو عمرو الى قذفه المحصنات في اهاجيه لخصومه اجابه : « انهم يبداونني فلا استطيع العفو» فمن تكن تبكيه جنازة غريبة فاولى به ان يبكيه موت زوجته في ذلك الموقف الذي احسن وصفه ، وهو موقف يطيح بالرشد ، ولكن جريرا يخادع ، مستعيرا في ذلك تجمل السادة اهل السمت والوفاء ، مع ان بكاء مثل رفيقته وزيارة قبرها عمل لا يأباه الدين ولا المروءة ولا العقل ولا العرف العربي عند السادة وغير السادة ، فقد بكى على زوجاتهم وزار قبورهن من كانوا ارسخ من جرير دينا ومروءة وعقلا ورياسة ،فلم ينكر

ذلك عليه سادة ولا سوقة ، بل كان ذلك عندهم آية من آيات المروءة والوفاء وسلامة الحس والتفكير وغير ذلك هو ما يعاب ، كما توضح لنا ذلك — بعد قليل — ابيات مسلم بن الوليد والطغرائي ومحمود سامي البارودي •

ثم ان ابيات جرير مع طولها وبلاغة وصفها الصادق للفجيعة جديرة بالاعتذار ايضا ، لانها سيقت تمهيدا لقصيدة يهجو بها خصمه الفرزدق ، وفيها يتخلص من الرثاء الى الهجاء فيقول :

أفأم حزرة — يا فرزدق — عبتم
غضب المليك عليكم القهار
كانت اذا هجر الحليل فراشها
خزن الحديث ، وعفت الأسرار
ليست كأمك اذ يعض بقرطها
قين ، وليس على القرون خمار

فكان الرثاء هنا بديل الغزل المتكلف او بكاء الاطلال في مطالع القصائد كما جرت عادة الشعراء ومنهم جرير نفسه ، وكان الزوجة ليست جديرة بالرثاء في قصيدة مستقلة ، وكان جملة القصيدة احدى النقائض الكثيرة التي هاجى بها الفرزدق وغيره من خصومه ، وليست للرثاء الا بطريقة عارضة •

رثاء ابن الزيات زوجته

والطف من جرير عذرا وان لم يبعد كثيرا عنه محمد بن عبد الملك الزيات في رثاء ام ابنه عمر :

يقول لي الخلان لو زرت قبرها
فقلت : وهل غير الفؤاد لها قبر ؟
على حين لم احدث ، فأجهل فقدها
وهل أبلغ السن التي معها الصبر ؟

واشد لوعة من ذلك قوله في التوجع عليها ، وهو يصف بلبلة صغيرهما الذي تركته في سن الثامنة وما انتاب نفسه الغضة من قلق مبهم اخرس بعد فراقها ، وهي كابلغ ما قيل في وصف بلبلة الصغار وحيرتهم بعد فراق الامهات • مع ان ابن الزيات كان من الشعراء المقلين لا المكثرين كجرير ، وكانت فيه قسوة :

ألا من رأى الطفل المفارق امه
بعيد الكرى عيناه تسكبان
رأى كل أم وابنها غير امه
يبيتان تحت الليل ينتجيان

وبات وحيدا في الفراش ، تجيشه
بلابل قلب دائم الخفقان
فلا تلحياني ان بكيت ، فانما
أداري بهذا الدمع ما تريان
فهذي عزمت الصبر عنها ، لانني
جليد ، فمن بالصبر لابن ثمان
ضعيف القوى لا يطلب الاجر حسبة
ولا يأتسي بالناس في الحدثان
فلم ار كالاقدار كيف تصيبني
ولا مثل هذا الدهر كيف رماني

ويلاحظ ان حسرته هنا على زوجته مقرونة من كل جانب بالحسرة على سوء حال ابنه الصغير •

مسلم بن الوليد يرثي زوجته

واكرم من ذلك وقبله في العصر العباسي ايضا موقف مسلم بن الوليد ، وكانت له زوجة تكفيه امره ، فلما ماتت اشتد عليها جزعه ، فترك الشراب ، وتنسك طويلا من اثر هذه « القارعة » فاقسم عليه يوما بعض اخوانه ان يزوروه تسلية ، فاكلوا ، فلما قدموا الشراب امتنع ، وقال :

دعاني وافراط البكاء ، فانني
ارى اليوم فيه غير ما تريان
غدت والثرى أولى بها من وليها
الى منزل ناء بعينك دان
فلا صبر حتى تنزف العين ماءها
وتعترف الاحشاء بالخفقان
وكيف يدفع اليأس والوجد بعدها
وسهماهما في القلب يعتلجان

الشريف الرضي يرثي زوجته

ويقول الشريف الرضي في رثاء زوجته ، وهو رثاء جيد ولكنه وادع ، وليس كمراثيه الفخمة الرنانة في غيرها من اهله واعيان اصحابه :

ذكرتك ذكرة لا ذاهل
ولا نازع قلبه والجنان
اعاود منك عداد السليم
فيا دين قلبي ، ماذا يدان
ويأبى الجوى أن أسر الجوى
اذ ملىء القلب فاض اللسان

وما غيرُ عين خبا نورها
ويُمنَى يد ، جزءٌ منها البَنان
وقالوا : « تسل بأترابها »
فاين الشباب واين الزمان ؟

وفاء الطغرائي لزوجته

وللطغرائي عدة مراث او اراث لزوجته طويلة يلفت النظر فيها انها كثيرة ، وهذا نادر في شعر اي شاعر قديم ، ثم هي جميعا جياد لا تكلف فيها ، وكثير من شعره ـ كسائر شعر معاصريه ومن تلاهم في الفترة المظلمة ـ ضعيف متكلف ، ثم هي تبرز حرقة الطغرائي في صورة جلية،ومن احداها قوله :

اعينيَّ ، جُودا بالدماء ، واسعدا
فقد جلَّ قدر الرزء عن عَبرة تجري
بنفسي من غاليت فيها بمهجتي
وجاهي ، وما حازت يداي من الوفر
وغايظت فيها اهل بيتي ، فكلهم
بَعيدُ الرضا ، يطوي الضلوع على غَمري
وفزت بها من بين يأس وخيبة
كما استخرج الغواصُ لؤلؤةَ البحر
فجاءت كما شاء المنى ، واشتهى الهوى
كمالا ونبلا ، في عفاف ، وفي ستر
فنافسني المقدارُ فيها ، فلم يدع
سوى مقلة مطروفة ، ويد صِفر

ومن اوليه اخرى :

ان ساغ بعدك لي ماء على ظمأ
فلا تجرعتُ غيرَ الصاب والصبر
وان نظرتُ من الدنيا الى حسن
مذ غبت عني ـ فلا مُتِّعتُ بالنظر
صحبتِني ، والشبابَ الغض ، ثم مضى
كما مضيتِ ، فما في العيش من وَطَر
سيلحقانني ، ولو خيِّرتُ بعدكما
لكنت اول لحّاق على الاثر

في العصر الحديث

وننتقل الى العصر الحديث ، وقد ارتفع قدر المرأة ، وصار المهذبون اعرف بمكانتها جملة من خلال تأثرهم وتأثرها بالنهضة الحاضرة ، ثم ساندها في ذلك الرجوع الى حقيقة الدين ، وشيوع الديمقراطية، وتعلم النساء ،والحاجة الى مشاركتهن في الحياة العامة ومن طلائع هذه المراثي الزوجية في ادبنا الحديث مرثية محمود سامي البارودي لزوجته ، وفيها نتبين روح العصر على استحياء ، لان الشاعر من العلية المهذبة ، وهو رجل له صراحة المطبوعين على الجهاد ، وما يصحبه من غيرة وكرم ونبل ، فقد كان في منفاه في جزيرة سرنديب (سيلان) حين ماتت زوجته تاركة له بنات صغيرات ، فكانت وفاتها قاصمة الظهر ، وقد حاول التجمل فعجز ، فانطلق بملء فمه يُعول حسرة على فقدها ، وينعى نفسه بعدها ، فمن ذلك قوله :

أيد المنون ، قدحت أي زناد
واطرت اية شعلة بفؤادي

ويقول في رزئه بها :

ما كنت احسَبني أراع لحادث
حتى مُنيت به ، فأوهن آدي
ابلتني الحسراتُ ، حتى لم يكد
جسمي يلوحُ لأعين العُوَّاد
أستنجد الزفرات ، وهي لوافح
واسفّهُ العبرات ، وهي بوادي
لا لوعتي تدع الفؤاد ، ولا يدي
تقوى على ردّ الحبيب الغادي
يا دهر ، فيم فجعتَني بحليلة
كانت خلاصةَ عُدتي وعَتادي
ان كنت لم ترحم ضناي لبعدها
افلا رحمت من الأسى أولادي ؟
افردتَهن ، فلم يَنُحن توجعا
قرحى العيون ، رواجف الاكباد

ثم يعبر عن الوفاء ، وهو طبيعة كل كريم غيور على الحرمات ، بصير بالمآثر ، ومن هنا تغلب صراحتهُ تجلدَه :

فبأي مقدرة أرد يد الاسى
عني ، وقد ملكت عِنان رشادي
أفا ستعين الصبر ، وهو قساوة
ام اطلب السلوان ، وهو تمادي
جزعُ الفتى سِمةُ الوفاء ، وصبرُه
غدر ، يدل به على الأحقاد

ومن البلية ان يسام اخو الاسى
رعي التجلد ، وهو غير جماد

هيهات يمحك ان تقرّ جوانحي
اسفا لبعدك ، او يلينَ مهادي

ولَهي عليك مصاحب لمسيرتي
والدمع فيك ملازم لوسادي

فاذا انتبهتُ فانت اول ذكرتي
واذا اويت فانت آخر زادي

أمسيتُ بعدك عبرة لذوي الأسى
في يوم كل مصيبة وحداد

متخشما امشي الضراء (١)، كانني
اخشى النجاة من صيال اعادي

ما بين حزن باطن اكل الحشا
بلهيب سورته ، وسقم بادي

رثاء الزوجات في الشعر المعاصر

فاذا جئنا الى المعاصرين وجدناهم غالبا اشد عرفانا بقدر الزوجة ووجدنا كثيرا من الشعراء يرثون زوجاتهم ، ولا نستطيع هنا ـ لضيق المقام ـ ذكر امثلة من مراثيهم (٢) ، ولكننا لا بد ان نشير الى ديوانين خاصين بالرثاء الزوجي ، هما ديوان « انات حائرة » للمرحوم الاستاذ عزيز اباظة ، وديوان « من وحي المراة » للمرحوم الاستاذ عبد الرحمن صدقي ، وهما ديوانان في هذا الموضوع لا نظير لهما فيما نعلم من الشعر العربي او العالمي ، وهما جديران بمقالة مستقلة ، فلنتركهما مغلقين .

شعراء يبكون طلاق زوجاتهن

وقريب من الرثاء الزوجي تفجع الشاعر على زوجته بعد فراقها بالطلاق ، وامثلة ذلك نادرة ، يكفي ان نشير منها الى مثالين : احدهما صرخة الشاعر العذري قيس بن ذريح ، او قيس لبنى ، وكان قد تزوج لبنى فشغلته عن بر أبويه ، ثم لم تنجب له ، فكادا عنده لها ، وطلبا منه طلاقها بحجة ان اموالهما كثيرة او مال ابيه كثير ، وانه وارثهما الوحيد ، فمن يرث هذا المال بعدهما وبعده ، واشتدا في الحاحهما وضغطهما عليه ، حتى طلقها ، ولكن نفسه تبعتها ، ولم يطق صبرا، فقال في ذلك شعرا كثيرا ، من ذلك :

يقولون : « لُبنى فتنة ، كنت قبلها
بخير ، فلا تندم عليها وطلّقِ »

فطاوعت أعدائي ، وعاصيتُ ناصحي
وأقررت عينَ الشامت المتملق

ودِدتُ ـ وبيت الله ـ اني عصيتُهم
وحُمِّلتُ في رضوانها كل موبق

وكلّفت خوضَ البحر ، والبحر زاخر
أبيت على أثباج موج مغرق

كاني أرى الناس المحبين بعدها
عصارة ماء الحنظل المتفلق

فتنكر عيني بعدها كلَّ منظر
وينكر سمعي بعدها كلَّ منطق

والمثال الثاني ابيات الفرزدق في ابنة عمه نوار ، وكان قد تزوجها على كره منها اولا في قصة طويلة بعد مشقات كثيرة وصلت الى اعلى مقامات الحكومة ، ثم رضيت به ، وعاشا معيشة ضنكا في نفار وكياد ، حتى لم تطق عليه صبرا ، فالحت عليه في طلاقها حتى رضي ، فطلقها مختارا كمضطر ، ثم تبعتها نفسه ، فندم على طلاقها ، وهذه ابياته :

ندمتُ ندامة الكُسَعيّ لما
غدت مني مطلقة نوارُ

وكانت جنّتي ، فخرجتُ منها
كآدم حين لجَّ به الضِرار

وكنت كفاقيء عينيه عمدا
فاصبح ما يضيء له نهار

ولا يوفي بحبّ نوار عندي
ولا كلفي بها الا انتحارُ

ولو رضيت يداي بها ، وقرت
لكان عليَّ للقدر الخيار

وما فارقتها شبَعا ، ولكن
رايت الدهر يأخذ ما يعار

ولو حاسنها وعرف قدرها لاحتملت الحياة معه، ولكنه لم يعرف ذلك حتى اصاب نفسه بهذه القارعة .

■■

محمد خليفة التونسي .

---

(١) امشي الضراء : في خفية

(٢) من آخر ما طالعناه من ذلك مرثية للدكتور محمد رجب البيومي، انظر مجلة العربي العدد ١٩٥

طرائف

خصال

● قال ملك طخارستان لنصر بن سيار الليثى (الذى كان والى خراسان فى أواخر العهد الاموى) : ينبغى للأمير أن تكون له ستة اشياء : وزير يثق به ويفشى اليه سره ، وحصن يلجأ اليه اذا

طوبىٰ له

● قال صلى الله عليه وسلم : « طوبى لمن تواضع فى غير منقصة ، وذلّ فى نفسه من غير مسالة ، وانفق مالا جمعه فى غير معصية ، ورحم اهلَ الذلة والمسكنة ، وخالط اهلَ الفقه والحكمة ۔

آداب السفر

● قال لقمان لابنه : « يا بنى اذاسافرتَ فلا تنم على دابتك ، واذا نزلت بها ارضا مكلئة فاعطها حظها من الكلأ ،وابدأ بعلفها وسقيها قبل نفسك ، واذا أردت النزول فلا تنزل على قارعةالطريق ، فانها مأوى الحيات والسباع ۔ ولكن عليك من بقاع الارض باحسنها لوناوالينها تربة ۔

وسافر بسيفك وقوسك وجميع سلاحك وخفك وعمامتك وابرتك وخيوطك ، وتزود معك بالادوية تنتفع بها وتنفع من صحبك من المرضى والزمنى ، وكن لاصحابك موافقا فى كل شىء يقربك الى الله ، ويباعدك عن معصيته ، واكثر التبسم فى وجوههم ، وكن كريما على زادك بينهم ، واذا دعوك فأجبهم ، واذا استعانوك فأعنهم ، واذا استشهدوك على الحق فاشهد لهم ۔ واجهد رأيك ، واذا رأيتهم يمشون فامش معهم ، أو يعملون فاعمل معهم ، واستمع لمن هو اكبر منك ۔ وان تحيرتم فى طريق فانزلوا ، وان شككتم فى القصد فتثبتوا وتشاوروا ، واذا رأيتم خيالا واحدا فلا تسألوه عن طريقكم ، فان الشخص الواحد فى الفلاة هو الذى يحيركم ، واحذروا الشخصين ايضا ، الا أن تروا ما لا ارى ، فان الشاهد يرى ما لا يرى الغائب وان العاقل اذاابصر شيئا بعينيه عرف الحق بقلبه ۔

هكذا عبر المفازة

● لما كتب الخليفة ابو بكر الصديق الى قائده فى العراق خالد بن الوليد ، يأمره بالمسير الى الشام قائدا على جيوش المسلمين مكان ابى عبيدة بن الجراح ، اختر خالد صحراء السماوة بين العراق والشام حتى انتهى الى قراقر فقطعها فى خمس ليال ۔

ستة

فزع فينجيه ، وسيف اذا نازل به الاقران لم يخف خذلانه ، وذخيرة خفيفة المحمل اذا نابته نائبة أخذها ، وامرأة اذا دخل عليها أذهبت همه ، وطباخ اذا لم يشته الطعام صنع ما يشتهيه .

ثلاث

● كان يقال : ثلاث من كن فيه كن عليه : (١) البغي ، قال الله تعالى « يا ايها الناس انما بغيكم على انفسكم » (٢) والمكر قال الله تعالى : « ولا يحيق المكر السيء الا باهله » (٣) والنكث قال الله تعالى : « فمن نكث فانما ينكث على نفسه » .

ولكنه لم يكن يعرف هذا الطريق ، حتىدلوه على رافع بن عميرة الطائي ، وكان دليلا خريتا (بارعا) . فقال لخالد :« خلف الأثقال ، واسلك هذه المفازة ان كنت فاعلا » ، فكره خالد ان يخلف احداوقال له : « لا بد أن نكون جميعا » . فقال له رافع : « والله ان الراكب المنفردليخافها على نفسه،وما يسلكها الا مغرر مخاطر بنفسه ، فكيف انت بمن معك ؟ »فقال خالد : « لا بد من ذلك » . فقال : « ابغني عشرين جزورامن الابل » فحبسهمعن الماء حتى ظمئن،ثم سقاهن حتى روين، ثم قطع مشافرهن وكممهن حتى يمنعهاالاجترار ثم قال لخالد : « سر بالخيول والأثقال،فكلما نزلتمنزلا نحرت من تلكالجزر أربعا ، ثم اخذت ما في بطونها من الماء فسقيته الخيل وشرب الناس » .

فلما صاروا الىآخر المفازةجهد الناسوعطشت دوابهم ، قال له خالد : « ويحك ما عندك ؟ » قال رافع : « ادركت أمرىان شاء الله ، انظروا هل تجدون شجرة عوسج على ظهر الطريق » . فنظروافوجدوا اصلها تكاد تطمره الرمال،فقال: « احفروا في اصلها » . فحفروا فوجدواعينا ، فشربوا وتزودوا ، فقال رافع : « والله ما وردت هذا الماء قط الا مرةواحدة مع ابي وانا غلام » .

طلب معجز

● قال رجل من الحمقى لنخاس :« اطلب لي حمارا ليس بالكبير المشتهر ، ولا القصير المحتقر ، لا يقدم تقحما ولايحجم تبلدا ، يتجنب بي الزحام والرجام والاكام ، خفيف اللجام ، اذا ركبته هام ،واذا ركبه غيري قام ، ان علفته شكر ، وان أجعته صبر » ، فقال له النخاس :« اصبر ، حتى اذا مسخ الله القاضي حمارا رجوت ان اصيب لك حاجتك انشاء الله » .

أم

تفرغ للكاتب ما أفعم قلبها من أحزان

بقلم : جيري مارك

انـي اريد ان اقص على مسامعك،ياسيدي هذه القصة ، لانك تكتب كثيرا ، ولانه كما يبدو لي ان الوقت قد حان ليسمعها جمهور اكثر عددا بعد ان ظللت انا فقط التي تعرفها في هذه الوحدة الدائمة التي تشغلني • سوف يكون عملك صياغة كلماتي البسيطة باسلوب الكتاب،وان تحمل الكلمة المكتوبة كل ما يمكن ان تحمل من القوة والغضب والحزن والتحذير فيما تكتب • يجب ان تفعل ذلك وحينئذ ، ربما يصدق الناس ما ساروي لك •

انـي امرأة عادية تقطن حجرة في منزل وليس هناك شيء آخر يلفت اليّ الانظار • يكاد لا يعرفني احد • تطل النافذتان الوحيدتان في حجرتي على شارع لا يرى الشمس ومن خلال السجف يمكنني ان ارى الجدار المقابل فقط فانا لست في حاجة الى منظر اجمل لانني احملق دائما الى خلف ، الى الماضي ، في جميع الاحوال •

ومرة او مرتين يراني الناس الذين في المنزل ، اخرج وقد حملت حقيبة سوداء اودعها ما اشتريه من السوق حيث اقضي فترة وجيزة ثم اعود ادراجي الى المنزل • ودائما امشي على مهل لانني مريضة بذات القلب ولا يمكنني التنفس كما يجب • هل فكرت كم من النساء الوحيدات يخرجن من منازلهن او يدخلنها دون ان يلحظهن احد ؟ والحياة من حولهن خاوية ليس فيها ما تقدمه لهن فليس لهن تضيء الانوار في واجهات الحوانيت ولا ينتظرهن احد ، يسرن في موكب الحياة كما لو كن يمشين على حافتها • لا شيء فيها يعنيهن ، فما هن الا ظل لهذه الحياة او خيال لها مع ان ما يقع فيها من احداث يعنيهن كما يعني هؤلاء الذين يستمتعون بالحياة الى الدرجة القصوى ولكن خلفهن اللوعة ، وخلفهن الاسى • فلم يعد احد يلقي اليهن بالا • فالناس لا يتحدثون عن حياة حطام •

هم يقولون ان « السيدة العجوز التي تقطن الطابق الارضي ، قد خرجت لشراء حاجياتها » •

« لماذا ، انك في شرخ الشباب • انه الشعر الابيض الذى فعل بك هذا » •

« انه لاكثر من الشعر الابيض فانا لم اعد شابة بعد ، ايضا • وفي بعض الاحايين اشعر انى بلغت من العمر الف عام • »

بدات تضحك ولكنها بدت مستريبة فيما اقول حزينة له كما لو كانت تاسى من اجلى • ولكن لماذا تاسى من اجلى ؟ ان حياتى لم تكن دائما كما هى عليه الآن • فقد جاء وقت كانت حياتى فيه مدهشة فقد كنت مع زوجى على جانب من الثراء وحلت السعادة بيننا لمولد طفلنا •

فانت ترى يا سيدى انه لا يوجد شىء غير عادى في هذه القصة ، فان آلافا من الناس يعيشون هذه العيشة ، وانى لاستشعر بعض الخوف خشية أن ترفض قصتى لانها قصة مالوفة الفة تجعلها لا تستحق الكتابة ، ولكن كن صبورا معى ،ارجوك الصبر •

وفى ذات يوم عندما تنبهت الحارسة على بوابة الدار ، الى حقيقة عمرى لوحت بيديها فى الهواء دهشة واستغرابا •

نشبت الحرب ، ولكن ليس ذلك شيئا مذكورا ايضا ، فكلنا ، بالطبع ، كابدناها وكلنا نعرف جيدا ماذا تعني الحرب ولكن الا تظن اننا نعدو الحقيقة اذا قلنا « الحرب » مجردة هكذا كما نقولها ؟ ان مجرد كلمة مكونة من ثلاثة حروف صغيرة لا يمكنها التعبير كثيرا عن الاهوال التي تحملها فيطياتها ، انها ليست كلمة صالحة للتعبير عنها • فانه يبدو لي ـ انها كلمة ناعمة جدا فانها يجب ان تكون قاصفة كالمدافع ولها صليل السيوف ويجب ان تنفث دخان البارود وتصور الدم المتجمد وحتى مع ذلك فلن تقارن بالحقيقة التي تحملها •

اشترك زوجي في الحرب ـ لا بالسلاح ، فقد كان هذا مستحيلا ، اذ القي القبض عليه وحوكم لنشاطه الثوري فتركني وحيدة مع الطفل •

يجب ان تتحقق من امرين : الاول ما لكلمة « حرب » من ثقل باهظ وما فيها من اهوال عندما تفقد الانسانية كل معانيها وعندما يجلس الموت مع الاحياء الى المائدة • والامر الثاني السحر الرقيق الذي يتمثل في طفل صغير قبض راحتيه في قوة كما لو كان يريد ان يمسك بحلم عابر •

يجب ان تصف مثل هذا المنظر ، مثلا : الشمس تلقي بأشعتها المشرقة على طريق بالحديقة ، وطفل ينقل اقدامه في وسط هذا الطريق وهو يصيح ويلهث ويلوح بيديه في الهواء الى اعلى والى اسفل مثل مكبس آلة • من يقول انه ممر في حديقة حيث يحفرون خنادق الوقاية من الغارات الجوية،وحيث يمر الناس مكدودين خافضي الابصار لا يرفعون اعينهم عن الارض ؟ انه قطار يجري على قضبانه ـ انها مغامرة عجيبة والدنيا باجمعها مكان عجيب،اذ ان نظرة واحدة كافية لتحويلها من حال الى حال •

عندما يلتقط هذا الطفل الصغير حصانه ذا الراس المكسور ـ وتصبح الكتلة الخشبية نابضة بالحياة ـ صبي صغير يستلقي على ظهره وهو يهز رأسه ذا الشعر المجعد ، ولكنه لم يعد شيئا صغيرا محببا ، انه رجل كبير قوي ـ فارس مدجج بالسلاح يهاجم قدما غير هياب ولا وجل ، لا يعبأ بالعقبات ولا يخاف السقطاتولا يتوقف ابدا،ولكن في تلك اللحظة يسترعي انتباهه العصفور الدوري خلف زجاج النافذة ويسقط الحصان الى الارض كتلة خشبية عديمة الفائدة مرة اخرى • هناك طائر يزقزق على عتبة الشباك وانف صغير يلتصق بزجاج هذا الشباك • لماذا لا ينتظرني ؟ ولماذا يهز ذيله ؟ وماذا عسى ان يقول هذا العصفور اذا استطاع الكلام ؟

وفي لمحة قصيرة تغدو الكرة ذات الالوان الكثيرة اشد جاذبية من العصفور ، فلا شيء يعدل كرة تعلو مرتفعة في السماء ثم تعود ساقطة لترتطم بالارض بجانبك بصوت سخيف •

وفي هذه الاثناء يمر الكبار بالملصقات التي تعلن الحرب والآلام والموت •

اصبع يقبل على الكتاب ويتحرك اصبعه فوق صفحاته المطبوعة وتبطيء حركته عند الصور الجميلة : اناس في عربات وسائق بيده كرباج وباخرة على صفحة النهر •• وفجاة يتوقف الاصبع عن ان يكون اصبعا ، انه عامل تنظيف المداخن يصعد سلمه ، واحد ، اثنين ، واحد ، اثنين • « •• اماه ، اين ينام عمال المداخن في الليل؟ومن يطفيء النجوم ؟ هل الشمس اكبر من الطبق الذي اتناول فيه طعامي ؟ » •

ان الاطفال جميعا فيهم جمال وهم اعظم جمالا عندما يكونون على وشك النوم تعوطهم الاحلام عن قرب مثل فراش من ريش وقبل ان تغمض تماما اجفانهم المتعبة والابتسامات الحلوة المشرقة ترف حول شفاههم • وحينئذ يجيء الحصان ذو الراس المكسور والكرة والعصفور لتجلس عند راس الفراش وتعيش هناك ، لان مفاتن الدنيا لا نهاية لها •

لماذا انا اقص عليك كل هذا ؟ لانى رأيت طفلي يلقى مصرعة •

كانت تطوف بمحياه نظرة دهشة عندما اسلم الروح ٠ كان دهشا لكل ما حوله وقد ذهب ويده في يد غيره من الاطفال ٠٠ ذهبوا جميعا في موكب طويل ٠ كانوا في طريقهم الى الموت وكلهم صغير رقيق وعاجز اعزل ٠ اى بنى العزيز ٠٠ لا ، لا تخشى ان ابكى ، ان صوتى يختلج فقط فقد جفت دموعى منذ زمن بعيد ولم يبق الا اهوال الخوف منها ولكن الهول لا يبكى ٠

يجب ان تصف هذا تماما كما كان وايضا : ان الريف كان كئيبا وعاريا ، وطريقه مهجورا يمتد محاذيا لقضبان السكة الحديدية ٠ كان الوحل يحف الطريق واقدام الاطفال الصغيرة تخطر متثاقلة عليه وكانت السماء الغبراء تظلله ولا شيء يتحرك على المدى البعيد او الفضاء الواسع—وحتى ورقة شجرة لم‌تهتز فقد كانت‌الحياة مفزعة جدا — وكانت الريح خجلى والاشجار ساكنة ولولا جذورها التى شدتها الى الارض لطارت على متن الريح لهول ما رات ٠ كانت الدنيا خرساء صامتة ٠ صمت رهيب كالح فقد كل ما فيه من الحياة ولم يبق شيء غير هذا الموكب يتحرك فيه ، هؤلاء الاطفال الصغار الذين راوا كثيرا جدا من هذه الاهوال ثم مضوا في هدوء اذ لم يكن بمقدورهم ادراك ما يمر بهم من الاحداث ٠ كان موكبهم الطويل يسير كما لو كانوا عائدين من مدارسهم الى البيت،وقد امسك كل منهم طائعا بيد الآخر وقد ساد الموكب الصمت فلا يسمع له سوى وقع احذية حراسهم ذات النعال الحديدية ٠ اكتب هذا في صورة مثل ، ولا تنسى ان تقول ان الاطفال كانوا في طريقهم الى حتفهم٠

لقد ابصرتهم من خلال النافذة الحديدية للسيارة التى كانت تقلنى والنسوة الاخريات على طول ذلك الطريق الطويل الذى لا ينتهى ، الى مكان الموت الذى اطلقوا عليه محطة الوصول ٠ كانت رحلة شاقة قاسينا خلالها الجوع والظما ومات الكثير في الطريق ولكن كان اشد ما لقينا انتزاع اطفالنا من صدورنا وكان اسوا ما في الامر ما يساورنا من قلق ٠ ماذا عسى ان يحل بهم ؟ هل سيحملونهم بعيدا ويلقون بهم في غيابة ملجا للايتام حيث ينزلون بهم صنوف القسوة ٠ كان فكرا رهيبا ٠٠ تكمن وراءه ذرة من الامل والسلوى: من الممكن احتمال هذه الحال فقط اذا ما تركوهم على قيد الحياة فلا نعبا لشيء بعد ذلك ٠٠

وحينئذ مر موكب الاطفال محاذيا لقضيب السكة الحديدية ٠ مر في هدوء محاذيا لاكداس البضائع التى بقيت هناك طويلا ٠ مر الموكب هادئا مطيعا مستسلما في الطريق المؤدى الى المداخن بدخانها ٠ كنا جميعا متزاحمات حول النافذة ٠ عندما ابصرت بالاطفال ، وابصرت بما هو اكثر من هذا ، فقد رايت طفلى ، فصرخت ولدى ٠٠ في اللحظة الاخيرة منزوعيى ورايته يتحول عنى كما لو كان قد سمعنى وحينئذ جرنى النسوة الاخريات بعيدا عن النافذة فقد اردن النظر الى الاطفال بدورهن ايضا وكن جميعا مجنونات فرقدت على ارض سيارة النقل فوطاتنى اقدامهن وفقدت الوعى ولم اشعر بشيء من ذلك ٠ لم اشعر بشيء اطلاقا ٠ ثم علمت ان مثل هذا العويل المفزع الذى سمعته كان ينطلق من عربات النقل التى صدر لها الامر سريعا بان تنطلق بحمولتها ، كان بكاء اولئك الامهات فيضانا عارما لا تقف في سبيله لعنات او ضربات بل ولا تقف في سبيله الرصاصات التى اطلقت ٠

وحينئذ بدات النساء يواسى بعضهن البعض(لان شيئا واحدا لا يموت ابدا ٠٠ وهذا الذى لا يموت هو الامل) ان هؤلاء الاطفال لم يكونوا اطفالنا قطعا فلم يكن بمقدورى ان اتعرف على طفلى ، وما ذلك الا لانه لم يكن بينهم هناك لمجرد ان مثل هذه‌المصادفات لا تحدث٠لم‌يكونوا اطفالنا ابدا ،فلم يكن ممكنا ان يكونوا اطفالنا لانهم كانوا سيعاملون اطفالنا معاملة احسن وكانوا سيضعونهم في ملجا ولم يكونوا ليقتلوهم ٠

لا ، لم يكونوا اطفالنا ٠ ظل النسوة يرددن ٠ لقد كانوا اطفال اناس آخرين ٠ وكيف يمكن ان يكونوا اطفال اناس آخرين ؟؟ وقد انفطرت قلوبنا من اجلهم ٠

وهكذا سار ولدى الصغير • سار فى مثل هذا الموكب • فتاى المتورد الباسم الذى كان يشغل باله بالمكان الذى تاوى اليه النجوم واذا لم يكن هو فانه ولد آخر فقد كتب عليهم الموت جميعا سواء بسواء • موت الاطفال الذين ساروا فى هذا الموكب • هؤلاء الاطفال الذين اطلت اصابع اقدامهم من جواربهم الممزقة ، هؤلاء الاطفال الذين كانوا يدعكون انوفهم القذرة بايديهم وكانت شعورهم ناعمة مثل عش عصفور.هل توجد كلمات تعبر عما كان فى هذا العمل من رعب ؟ هل من الممكن حقا ان يكتب على الورق ما احسته الامهات فى تلك اللحظة ؟

ان اسوا ما فى الامر انى قد بقيت على قيد الحياة •• رغم ان قلبى لم يعد ينبض منذ زمن طويل بعيد • لقد كان الموت يخجل من ان يواجهنى وهكذا عشت وعدت بعد هذا كله ولكن ابنى لم يعد•

هذه هى قصتى • ان قصتى ليست اكثر من هذا.لقد رايت ابنى وفلذة كبدى يذهب الى الموت•

هذه هى الحياة فى زمن الحرب • قال بعض الناس فى اجتماع لهم : « انه فى زمن الحرب حتى الاطفال يحاربون » • وهذا ليس حقيقيا ـ فالاطفال لا يحاربون ولكنهم يقاسون فقط ، وفى الحرب محاربون قليلون وضحايا كثيرون يقاسون ولا نهاية لما يلقون من معاناة •

لماذا اخبرك بهذا ؟ لانى اريدك ان تكتب هذه القصة الوحشية ولو اشتكى الناس بانهم يفضلون عليها كثيرا قراءة قصص سعيدة عن الحب والاشياء الجميلة •

لماذا اخبرك بهذا ؟ لان الناس يتحدثون عن حرب اخرى •

لم يبق لى فى وحدتى ما تدمره الحرب • لم يبق لى فى حياتى الفارغة ما تسلبنيه الحرب ولكن توجد امهات لا زال اطفالهن احياء يستيقظون بابتسامة كما كان يفعل ابنى الصغير ويداعبهم النوم وهم متعبون مثله • اطفال لهم من اللعب مثلما كان له • اطفال يداعب خيالهم نسيم احلام الطفولة الرقيق •

اكتب ، وقل لهؤلاء الناس جميعا انى ساهر وقل لهم ليسهروا ايضا • قل لهم انه بينما يتحدث الناس عن الحرب ويشحذون اسلحتهم لو انى لا اسمع سوى صرخات اطفال يقتلون ، قل لهم ليتفكروا فى ذلك • عندما اجوس خلال الحديقة لا ارى اطفالا يلعبون هناك • انى لارى هؤلاء الذين لم يمهلهم القدر حتى يروا خاتمة الحرب انى ارى مواكب مخلوقات دهشة حكم عليها بالموت وعلى حافة الابدية يسالون اذا ما كانت الشمس فى حجم طبق الطعام الذى ياكلون فيه •

انى اصغى لما يقوله العظماء عن الحرب وانا الام ، ابلغ من العمر الف عام ، قد رمانى القدر بالف سهم من الحزن الذى يخترم القلب • ليس بمقدور انسان ان يحصى قبور اطفالى جميعا لا جميع الموتى كانوا ابنائى وليس بمقدور انسان ان يرد الى واحدا منهم ليطوق رقبتى بذراعيه ممتلئتين صغيرتين •

الحرب ؟ لا ، يجب الا تقع حرب فان وقع الف الاطفال الذين ذهبوا الى موتهم مثل طبق يد نذير الخطر • يجب الا تنشب حرب اخرى ••

ان اسمى ماريا ، ان اسمى كاريا ، ان اسمى بسينولوبى ، ان لى الف اسم وانا الام الخالدة لجميع العالم •

يتحدثون عن الحرب ولكنى لا اسمع ما يقولون فانا اسمع مناغاة الاطفال واسمع صرخات المذبوحين منهم •

انى افتح ذراعى واسعتين ، فانظر الى ، فانا امد ذراعى لاصد عنهم هذا الرعب العظيم •

ولسوف اصد هذا الرعب ولو دعت الحاجة الى ان تقبض هاتان اليدان اللتان لن تريا طفلى على رقبة هؤلاء الذين يتحدثون عن الحرب •••

■

ترجمة ـ سليم الاسيوطى

مِنَ المسرح العالمي

وزارة الإعلام في الكويت

أول مارس ١٩٧٥

٦٦

• أيام العمر
• سكّان الكهف

تأليف : وليم سارويان
ترجمة : سهيل أيوب
تقديم ومراجعة : صفوت كمال

شاحنات كرايسلر ١٩٧٥ ذات الأشغال المتوسطة

لها فروقات مختلفة ستعجبك

هذه الموديلات الجديدة الامريكية الاربع(من ٨٠٠و١٤ ليبرة الى ٧٦٠و٢٩ ليبرة)
تحتوى على عدد من المزايا المتقدمة التي طلبها سائقوا الشاحنات •
كل شيء فيها جديد من الارضية الى الاختلاف في الاداء والمداومة والشكل بحيث تخلف موديلات العام الماضي وراءها بكثير • متوفرة كشاحنة قلابة وفان وشاحنات ذات صندوق باوتاد او جرار • ان اختيار قواعد الاطارات ، النوابض، المحاور ، والمحركات يساعدك على انتقاء المواصفات التى تحتاجها • انظر الفرق بنفسك •

اختلاف في الاداء

يتاتى من جهاز الايقاد الالكتروني (اول من نوعه) ومن اجهزة محاور وقيادة جديدة كليا ، منظم بحالة جامدة ، تصميم جديد لجهاز التبريد وجهاز تبديل سرعة اوتوماتيكي (اختيارى)•

اختلاف في المداومة

من دوبرياج (فاصل) جديد وكبير وطويل الادامة ، ووقاية ضد التآكل •

اختلاف في الشكل

تصميم سيبقى « معاصراً » لسنوات • حجرة اوسع • رؤيا افضل – صوت منخفض • منفذ سهل الى المحرك •

للمزيد من المعلومات •
•راجع اقرب وكيل لكرايسلر •

Dodge-Fargo

Extra care in engineering makes a difference

اجعل هذا اليوم يومًا خاصًا لشخص تعزّه

قدم له ولاعة رونسون، فهي الهدية التي تقدم في كل وقت، في المناسبات العادية كأعياد الزواج أو الميلاد أو غيرها من الاعياد، وفي المناسبات الاستثنائية عندما تريد، مثلاً، ان تعبر عن شكرك لشخص عزيز عليك.

ولاشك في ان ولاعة رونسون هي خير ما يذكّر بشخص محترم ومحبوب.

قدّم أكثر من هدية ... قدّم رونسون

كـن للبنك الذي تتعاملون معه
م عن الازدهار الاقتصادي في البرازيل

ان يتمكن لكم بما قد يطرأ على الميزان التجاري
رات خلال السنوات القليلة القادمة ؟ أو
أي مكان من العالم سيتأثر بنمو البرازيل
كيف ؟
ك تشيس منهاتن يمكنه ذلك .
ستطاعة البنك الذي تتعامل معه ان يشرح
تأثر البرازيل بالاتجاهات الاقتصادية في
ة واوروبا ؟ او ان يبين لكم الاثر الذي
لبرازيل السريع في سياسها الاقتصادي ؟ أو
ازيل من امكانات للاستثمار في المستقبل ؟
ك تشيس منهاتن يمكنه ذلك .
كة تشيس منهاتن الممتدة الى جميع اطراف
ها والبنوك المشاركة لها ومكاتب تمثيلها
ة مع الاحداث السياسية والاقتصادية
حق ان اخصائيي التحليل لدينا عالمنا
هذه الاحداث . انهم يدركون ما يترتب
ه من نتائج بالنسبة الى اعمالكم العالمية
يم الطرق البديلة التي يمكن لكم اتباعها

هذا بالاضافة الى السرعة التي تنقل بها شبكة مواصلاتنا الرفيعة التجهيز قراراتكم .

فاذا اردتم القيام بنشاط تجاري يتصل بلدان متعددة في المكسيك والامريكتين الوسطى والجنوبية ـ أو في مكان آخر من العالم ـ فعليكم بمشاورة تشيس منهاتن أولا .

شبكة تشيس منهاتن في أمريكا اللاتينية

فروع في الارجنتين ، باناما ومنطقة القنال ، البرازيل ، بورتوريكو ، جمهورية الدومينيك ، فنزويلا ، المكسيك ، وأكثر من ٤٠ فرعا في جميع أنحاء البحر الكاريبي .

مصارف مشاركة
- الارجنتين ـ بنكو ارجنتينو دي كوميرسيو
- البرازيل ـ بنكو لار برازيليرو ، اس أ
- فنزويلا ـ بنكو ميركانتيل اي اغريكولا ، سي أ
- كولومبيا ـ بنكو ديل كوميرسيو
- هوندوراس ـ بنكو اتلانتيدا ، اس أ
- هوندوراس البريطانية ـ اتلانتيك بنك ، ليمتد

مؤسسة مشاركة . كوستاريكا ـ تشيس منهاتن ، كوستاريكا ، اس أ

ان لك صديقا في

بنك تشيس منهاتن
THE CHASE MANHATTAN BANK
NATIONAL ASSOCIATION
1 Chase Manhattan Plaza New York N.Y. 10015 U.S.A. - مقر رئيسي

الفرع في البحرين المنامة ص ب ٣٦٨
الفرع في لبنان : بيروت ص ب ٣٦٨٤
مصرف مشارك في دبي بنك دبي التجاري المحدود
دبي ، اتحاد الامارات العربية

العربي

العدد ١٩٧
ربيع اول ١٣٩٥
ابريل
(نيسان) ١٩٧٥

شبل في يد فتاة من الصومال عند خط الاستواء

وائز
١٢٠
سنوياً

الثمن

الكويت	١١٠ فلوس	العراق	١٢٠ فلسا	السودان	١٠ قروش
الخليج العربي	٢ ريالق	لبنان	١٠٠ قرش	ليبيا	١٥ قرشا
السعودية	٢ ريال	الاردن	١٠٠ فلس	تونس	٢٠٠ مليم
البحرين	٢٠٠ فلس	سورية	١٠٠ قرش	الجزائر	٢ دينار

عزيزي القارئ

متناقضات الدنيا كثيرة ، ولا أجد اكثر من متناقضات السياسة والساسة ، وفي النزاع العربي الاسرائيلي ، تناقض وقفت امامه حائرا ، أهو تناقض طبيعي جاء عفوا ، ام هو تناقض مقصود مخطط مرسوم .

ذلك ان امريكا تشكو ظاهرا من تعنت الاسرائيليين، ونبحث عن تعنت الاسرائيليين فنجد ان سببه ان امريكا تغدق عليها من السلاح ومن المال، مايكفي لاغراضها أضعافا ويزيد .

فامريكا تشكو من التصلب الاسرائيلي ، وهي بما تسدى امرائيل تزيد في هذا التصلب ، وتشعل الخصومة بين العرب واسرائيل اشعالا .

وهنا نسأل : اتفعل امريكا هذا عن عمد ، ام تفعله عن غباوة وبلاهة ؟!

وفي هذا الصدد نذكر ماجاء على لسان بعض اعضاء حلف الاطلسي من أن أمريكا أغدقت على اسرائيل من السلاح فوق ما اغدقته على الحلف ذاته ، حتى الصاروخ النووي الجديد وهو احدث ماصنعته امريكا زودت به اسرائيل ، والظاهر أنها نسيت أن تزود به أصدقاءها واحبابها اعضاء حلف الاطلسي !!

« المحرر »

الجندب

الجندب ، او القبوط ، لا يكاد يخلو منه حقل، ولا سيمفونية تخرجه بانغامها الرتيبة من بين الزرع في اى مكان اخضر من الارض .. وهي سيمفونية لاتخرج موسيقاها من فم وانما هي انغام آلية من عضو بحركه الذكر ليغرى به الانثى ، ولذلك هو مصدر هذا الفن وليست الانثى .

وشكله يذكر بالجراد، وهو ينط في الارض ومن ذلك يسمى بالنطاط، ويتغذى صغيرا على النبات ثم ينتقل الى الطعام من اللحم، فياكل الحشرات. (انظر ص ٤١)

حديث الشهر

الحرب والسلم

بينهما فرق شعرة

هى الموت والحياة لآلاف من البشر

فليتبصر المتبصرون

بقلم رئيس التحرير

■ سألنى سائل : هذا الزمان المتطاول ، الذى نقضيه فى محاولة الوصول الى صيغة من صيغ السلم، هل هو فى صالح العرب؟

وكان جوابى على الفور : انه زمان ضائع ، لبلاد متخلفة ، واجبها الأول ان تتقدم، فى كل يوم ، فى كل وجه من وجوه الحياة • والبحث الطويل عن السلم وحالة الحرب قائمة،مضيعة للزمان • وهوالزمان نفنيه أحياء ، ويُعدّ من اعمارنا ، وما هو من اعمارنا فى شىء • انها سنوات متناها ، وان نكن احسسنا فيها على الحياة بشىء ، فهو الضنك احسسناه ، وهو الضيق ، وهو القلق ، وهو خشية الضياع •

اننا لو صبرنا قرنا نطلب الصلح الذى نريد ، ثم نلناه ، وفرحنا به كسباء فانه كسب أشبه بالخسارة ، للذى فقدناه من الزمان ، وللذى فاتنا على الصبر ، من انجاز ، فى ذلك القرن الطويل •

وقالوا نعمل للسلام والحرب معا

واسمع من يقول : نعمل للسلم ونعمل للحرب معـا ، وتكذّبنا فى ذلـك خبرة الزمان ، ويكذبنا ما فى جيوبنا من مال • ان الحرب يحتاج التحضير لها الى كل الزمان ، والى كل المال• وفى السلم نحتاج للخروج من التخلف ، بل من بعضه ، الى

كل الزمان ، والى كل المال .. فهما خطتان متعارضتان . وهما بالان ، وقديما قلنا ذو البالين كاذب .

لا بد من حسم

والخلاصة ان مطاولة الزمن فى التأرجح بين حرب وسلم مضيعة للعرب جميعا ، فى كل وجه من وجوه الحياة ، فلا بد من حسم الأمور . ولا بد من حسمها بالميزان ، وبالحساب . وان احتجنا الى ما يسمونه بالعقول الالكترونية فلندخلها لتنطق بالحق الذى لا يخرج صميما وأصيلا الا من الآلات الجامدة ، وهى باردة ، لا قلب لها فيَنعم ، ولا اعصاب لها فتحترق . فان يكن القرار بالحرب ، فى حكمة ، دخلناها مُسارعة ، ومعها الرجاء بنيل كل ما نتمنى . وان يكن القرار بالسلم ، رضيناه ، ومعه نيل ما نتمنى ، الا ظللفا .

تراجعَ لينقضّ

بالأمس القريب عرضت شاشة التلفاز طوائف مـن الوحش فى البرارى ، فى اواسط افريقية ، ورأيت فيها ، فيما رأيت ، اسدا وقد همّ بالانقضاض على ثور ، وهو يقطع الأرض نهبا فى جماعة من الثيران ، ثم اذا بالاسد يتراجع على غير توقع . ثم اذا به يعود لينقض .

ثم تبين لى ، فيما صنع هذا الاسد ، حكمة ، هى حكمة الطبع . انه حاول ان ينقض ، فدخلت قلبه فى نبل ما يبغى عاجلا ريبة ، فارتد . وهو ما ارتد الا ليعود فينقض . فرصة افلتت ، تبعتها فرصة أمكنت . وهكذا هى فرص الانسان فى الحياة .

الحرب نقبلها ان لم يكن عنها مفر

انا نقبل الحرب اذا لم يكن عنها مفر . ولا نقبلها ، ولا يقبلها انسان فى الدنيا ، شغفا بها . فما هى الا الموت ، ومع الموت الخراب والدمار .

ولا أجد فى صيحات العرب ، فى يومى هذا العاضر ، وانا اكتب ، صوتا يصيح بغير الحرب ، وهى صيحات لا بد منها للرد على صيحات للعدو ، صيحة بصيحة . ولا احسب ان العدو ، وهو يصيح للحرب، يريد حربا ، فقد سمعنا من ولولته على من فقد فى حرب اكتوبر الماضية ما سمعنا، وهو الى اليوم لا يزال يندب ما فقد .

من أجل هذا كان على العرب ان يصوروا لانفسهم ، ان قامت الحرب التى يصيحون بهـا ويصيح الأعداء ، على اى اسلوب

اسد يناوش جمعا من الثيران فى البرارى ، وقديرتد ، ولكن لكى ينقض .

دعوة الحرب واجبة وجائزة ولكن من بعد حساب، والحرب قد تصبح ضرورة لا مفر منها ولكن لا تتسع لها البطولات الكاذبة التي لا يكون فيها عامل حاسم، الا العاطفة الرخيصة الهشة.

تسير ، والى اى نتيجة تنتهى ، وكم من الزمن تدوم . لا بد من دراسة . فلا يكفى اليوم ان تثور عواطف الرجال فيقومون شاهرين سيوفهم، صنع الابطال على خشبة المسارح .

الولايات المتحدة ، لو قامت حرب

ونبدأ بالزمن الذى تدومه الحرب لو قامت . وعندنا فى ذلك تصريح الولايات المتحدة . فقد صرحت قريبا بأن الحرب اذا قامت بين العرب واسرائيل ، فسوف لا تدعها تدوم غير ايام، ثم تتدخل لايقافها، وهى سوف تفعل هذا ، لا سيما ان كانت كفة العرب هى الراجحة .

والذى صنعته الولايات المتحدة فى حرب اكتوبر الماضي يكشف لنا ما سوف تصنعه فى الحرب الخامسة القادمة . جسر الاسلحة الذى اقاموه بين الولايات واسرائيل سوف يقام ، لتضمن الولايات لاسرائيل النصر ، او على الاقل لتضمن ان لا تكون لها فى هذه الحرب هزيمة . والولايات، ان فشلت فى حماية اسرائيل من هزيمة ، بالطرق غير المباشرة ، فهى سوف تدخل الحرب بجيشها مباشرة وفى غير خفاء . ويؤكد ذلك ما وقع عند حصار مصر للجيب الاسرائيلى الذى عبر القناة الى ضفتها الغربية، وارادت مصر ان تضربه حتى تفنيه . علمت الولايات بذلك فانذرت مصر بانها سوف تدخل الحرب اذا مصر حاولت ذلك . بهذا اخبرنا الرئيس السادات .

كل هذا واشباه له سوف يحدث لو قامت الحرب الخامسة بين العرب واسرائيل .

والروس ، لو قامت الحرب

وروسيا ، ما يكون دورها ، حتى لو تغير مجرى الاحداث ، ودانت بالصداقة والعون لمصر ؟ يكشف دورها الذى سوف يكون دورها الذى كان . فى حرب اكتوبر حضر الى مصر رئيس وزراء الروس ليقنع مصر بوقف اطلاق النار ، مسايرة لامريكا، وكانت روسيا قد سحبت تهديدها بنقل جند من جندها فى الهواء الى ساحة القتال ، وذلك عند ما هدد نكسون ببدء حرب نووية يكون فيها دمار الدنيا .

وروسيا، من بعد وقف اطلاق النار، تركت امر العرب للامريكان ، وهى منعت امداد

مصر بالسلاح طوال هذه السنين • أمدت الولايات المتحدة اسرائيل ، بما شاءت من سلاح ، وامدتها بما طلبت من مال ، وظل الروس ساكتين صامتين مانعين •

الخلاصة ان حربا تقوم الان بين العرب واسرائيل لا يمكن ان يؤذن فيها بالنصر للعرب ، وقد يؤذن لاسرائيل .

واوروبا لو قامت حرب

واوروبا ، ماذا تصنع ؟

لا شيء ..

ان الولايات المتحدة سوف تمضي حيث تمضي ، وتمشي وراءها دول اوروبا ، دول الغرب ، الا فرنسا • وقد تحتج المانيا الغربية على نقل الولايات بعض اسلحتها ، من الارض الالمانية ، الى اسرائيل ، ثم لا يكون لهذا الاحتجاج اثر •

لو حجب العرب النفط

وشيء آخر لو حدث تعقدت به الامور ، ذلك حجب النفط عن اوروبا والولايات ، وفي هذا حدث كلام كثير • فالرئيس السادات طمأن اوروبا بأن النفط لن يحجب عنهم لو قامت بين العرب واسرائيل حرب ، ولم يذكر الولايات • ولست ادري كم يرتبط العرب بهذا •

والاخطر من هذا انذار الرئيس فورد ، رئيس الولايات المتحدة ، بالتدخل بالعسكر في الخليج العربي والسيطرة على آبار النفط هناك ، واشترط لذلك ان يبلغ حجب النفط عن اوروبا (؟) الدرجة التي تختنق بها صناعاتها • صناعات اوروبا وليس صناعات امريكا !

هذا كلام له خبيء ،
معناه ليست لنا عقول •

ان لعاب الولايات يتحلب كلما ذكر النفط، والاستيلاء عليه وارد ذكره لديهم، كانت حرب او لم تكن حرب • ولكن تقضي الدبلوماسية ان يكون لكل استيلاء واغتصاب ، سبب • وحظر الزيت سوف يعطي الامريكان انسب سبب •

والولايات المتحدة جاوزت التهديد بغزو الخليج العربي الى التجهيز له ، فسفينة عظيمة حاملة للطائرات من سفنها دخلت الخليج لتتعرف عليه • ومطار بجزيرة صغيرة لعمان ، طلبت الولايات المتحدة من السلطان قابوس ، استخدامه بعض حين • وفريق من رجال المخابرات الامريكية قيل انه نزل في امارات الخليج يستطلع الاحوال فيها • كل شيء تجهز ، ولم يبق الا تحقيق

مشاكل الارض كثيرة، ودنيانا هذه الحاضرة مريضة، ولا ينجو بنا وبها الا الدراسة المستفيضة والمنطق الصريح، اما حسم الخصومات بالطائرات، والدبابات، فهو اسلوب عتيق لايورث الدنيا الا الخراب

التعلّة التى يتعللون بها ، وهى قيام الحرب وحجب النفط • وقد لايكون من التعلةحظر النفط،فقد يقومون بالاستيلاء على النفط للوقاية والتوقى ، ولاشىء ، لا سمح الله ، غير ذلك •

اوروبا تفرح بغزو النفط ، مادام غيرهم الغازى

وسمعنا من يشجب تهديد الولايات المتحدة لهذا الغزو ، ويقولون انه يتعارض مع مبادىء المدنية الاولى • ويشجب هذا العرب • ويشجبه اهل اوروبا • اما العرب فشجبهم شجب الضعيف الذى لا حول له ، واما اهل اوروبا فأحسب انهم فى قرارة انفسهم بهذا الغزو فرحون ، مادام غيرهم الغازى • ويمنعهم من الجهر بذلك بعض معان حضارية ومفاهيم انسانية ، وقيم للعدالة من فردية ودولية لم يلتزم بها الأقوياء فى دنيا لايزال فيها خلق الثعالب على الضعف ، وخلق الضباع والسباع على القوة ، هما اللذان يوجهان اعمال البشر على هذه الأرض •

اعود فاقول ان الحرب والسلم ، يجب ان تدرس كلتاهما دراسة وافية ، لا على مستوى الفرد فحسب ، ولكن علىمستوى الدولة •• وان يقارن بينهما ، لا من حيث نتائجهما اليوم فحسب ، ولكن كذلك من حيث نتائجهما فى الغد وبعد الغد ، ومن حيث ماتتاثر بهما حياة الرجال الذين يعيشون اليوم رجالا مكتملين فى الزمن الحاضر ، وحياة الاطفال الذين هم اليوم اطفال ، وفى غدهم رجال ونساء من حقهم الحياة النافعة الممتعة • دراسات للسلم والحرب لاتدخلها معانى البطولات الكاذبة التى تشترى فيها الانفس ببعض قصائد من شعر المراثى ، ودراسات للسلم والحرب ينظر الدارس فيها الى صوالح العرب جملة ، لافرق فيها بين غنى وفقر، ولا بين قلة وكثرة •

والله المستعان •

تدمير الحرب نوعان ، ظاهر وباطن ، اما الظاهرفتمثله هذه الصورة وهى هدم وخراب ، اما غير الظاهر فهو قابع فى التخلف فى كل مرفق منمرافقالحياة ، فى التعليم ، فى الصحة ، فى الصناعة ، فى الزراعة،فى التقدم مع الزمان يتاخر المحاربون،بينا الآخرون يتقدمون بالسلم عاما بعد عام •

دنيانا هذه مريضة
تزداد مرضاً
عاماً بعد عام

ى الحديث عن الشرق الاوسط ،
ث عن الدنيا ، لنجد فى احداثها،
القريب ، وغدها البعيد ، ما هو

ناظر الى الشرق الاوسط يقلقه
اضطراب ، وما يتهدده من حرب•

الناظر الى الدنيا ، نظرة بعيلة ق ، غائرة فى الاعماق ، يقلقه الناس ، سكان هـذا الكوكـب ، كثر ، ونذر أكبر تقترب عامـا عام • ومن هذه النذر ذلك التضخم ى هو قائم فى الأمم جميعا ، ولا . من علماء المال يجد منه مخرجا• ه النذر ازمة الطاقة التى تـكاد بعض الامم ، والقوية بخاصة ، عن وعيها ، حتى انها تقول باهدار القيم الحضارية ، وانها سوف تاخذ ماتريد من النفط بالطرق العسكرية •

ومن هذه النذر القحط الذى كان ، وامتناع المطر وجفاف الارض الذى اودى بحياة الآلاف من البشر والآلاف من الثيران وسائر الحيوان • وهو قحط عارض ، الى جانب قحط قائم دائم يذهب سنويا بحياة الاعداد غير القليلة من بنى البشر •

ان الدنيا الحاضرة مريضة ، وما هذا الذى ذكرنا الا من بعض اعراض مرضها • والناس تمرض،وترجو ان تذهب اعراض المرض بزوال المرض ، وانى لاخشى ان يكون مرض الدنيا ، أخطر مما تدل عليه أعراضه ، واذهب فى كيان الوجود •

ازمة الطاقة
عرض لمرض

واقصد بأزمة الطاقة ازمة النفط. انها ازمة صنعها الناس وصنعها الطمع . والناس هنا هم اهل الغرب اهل الصناعات. انهم حكموا الدنيا استعمارا . وهم بذلك حكموا اسعار الزيت زمنا طويلا. وارتفعت الأثمان وبقي ثمن الزيت قابعا حيث كان. وكان من ذلك نفع لهم وكسب للصناعات، ولكنه كان كسبا ظاهرا وخسرانا ووبالا باطنا . ارخاص النفط كان له الاثر السيء في الدنيا ، في الأفراد والجماعات. اما الأفراد فأسرفوا في استعمال النفط اسرافا، كأنه الماء يأتي به المطر من السماء ثرا غامرا ، العام بعد العام ، ولن يتوقف ابدا . وأما الجماعات ، ولاسيما اهل الصناعات ، فقد حملهم رخص النفط على المضي في الانتاج بلا حد، وكان في الابداع الجديد الطريف من المصنوعات بلا توقف. وصنعوا الضروريات ، وصنعوا الكماليات، وصنعوا السخافات ، واسرفوا ، وارتفعوا بحياة الرجل المدني الى درجة من اصطناع لا يقرها الذوق ، ولا تقرها الحاجة ولا تقرها مصادر الارض المتاحة .

وعند بلوغ هذه الذروة من المدنية الهشة ، استيقظ اصحاب النفط الى ماهم منتجوه . عاد اليهم استقلال الحكم ، فوجب عليهم ممارسته، وكان من ممارسته اكتشاف هذا الغبن في الاثمان الذى كان . فلما ارادوا ان يردوها الى ما وجب ان تكون ، وعفا الله عن غبن طوته السنون ، قام المستعمرون السابقون يعترضون ويهددون.

ان صناعاتهم ، بسبب ارخاص الزيت، قد اتخمت اتخاما ، وزادت على حاجات الدنيا احجاما، وكان من واجبهم ان ينزلوا بها الى الاحجام التى تفى ولا تتخم، وتنفع ولا تفسد ، وشق عليهم ذلك . ان دنيا الغرب بنيت على هذا ، وعمار الدنيا كان هذا من بعض معانيه، فكيف يغيرون المعانى وينزلون بالقيم عند الملايين من اهل الغرب، وعند الملايين من اهل الشرق الذين جروا

وقف المستعمرون بالمان النفط وغير النفط من ثروات الارض فى كل من افريقيا وآسيا عند حد خفيض لا يتعداه ، ورفعوا اثمان ماصنعوه من هذه الخامات الى اضعاف قيمتها، فلما تنبه المستعمرون السابقون الى هذا الغبن الفاضح ، ورفعوا من اثمان خاماتهم او حاولوا، قامت قيامة الغرب بالسخط والنكران.

مجراهم في معاني العيش الطيب واسرفوا اسرافا •

والنفط ، على كل حال ، بعد عشرات من سنين ، سوف لا يكون • والبديل عن النفط ، وهو الوقود السائل ، عزيز المنال، واذن فالدنيا وحضارتها الحاضرة في سبيلها الى التغيير والتبديل • في سبيلها الى التقلص من بعد تضخم ، والتقاصر من بعد امتداد خرج عن الحدود وطال واستفاض •

والنفط ، وهو رصيد الارض ، سوف تتبعه سائر أرصدتها

وبهذه الارصدة أعني مخزون الارض من معادن وامـلاح وأشباه لها ، واكثر مواطنها في البلاد التي تعرف ببلاد الدنيا الثالثة ، موطن الاستعمار القديم ، والفقر والتخلف الحاضر •

صنع المستعمرون بهذه الارصدة الارضية، لا سيما في آسيا وافريقية ، ما فعلوا بالنفط عند اربابه • ارخصوا اثمانها حكاما • وحملوها الى بلادهم فصنعوها ، ورفعوا اثمانها عند البيع اضعافا • ولمن الخامة قبع حيث هو ، كما هو او كاد •

واليوم يطالب اصحاب هذه الارصدة الارضية ، من بعد استقلال حكم ، برفع اثمانها الى حيث وجبت ان تكون منذ سنوات،وعلى الاقل حتى تتناسب واسعارها من بعد تصنيع • ويقول اهل الصناعة في الغرب : لا ، لان رفع اثمان الخامات يخنق هذه الصناعات •

وسوف يتجمع اصحاب هذه الخامات كما تجمع منتجو النفط استعدادا لهذا الصراع الذي هو لا بد كائن •

ومن اعراض امراض الدنيا اليوم : الجـوع

قرأت في نشرة قريبة انه يوجد اليوم بالدنيا نحو نصف بليون نسمة من البشر لا يأكلون ما فيه الكفاية ، فهم دائما في جوع دائم ، من عام لعام •

وقرأت انذارا لاهل الغرب ان سوف يجيئهم قريبا يوم يضطرون فيه اضطرارا الى تغيير عاداتهم في الطعام • وحسبوا ما يستهلك الفرد الامريكي في الولايات المتحدة من اللحم الاحمر ، ومن الدجاج والبيض ، ومن اللبن ومشتقاته ، وخرجوا بانه مقدار اعلى من اى مقدار يستهلكه انسان على سطح الارض • وان ما تستهلكه الولايات المتحدة من الطعام يكفي لاطعام بليون ونصف بليون من البشر في البلاد التي يسودها الجوع • وخرجوا من حسبتهم بانه ، لو اقتصد الامريكي الفرد

نصف بليون نسمة من البشر لا يأكلون ما فيه الكفاية، فهم دائما في جوع دائم من عام لعام• والموت يحصد منهم كل عام نسبة تتزايد على السنين •

التضخم المالى عرض من اعراض الدنيا المريضة، وهى طريقة لسرقة الناس وحرمانهم من ارزاقهم وما اقتصدوا منها طوال اعمارهم ضمانا لشيخوختهم ٠

من طعامه ، فى الاسبوع الواحد ، «سجقة» واحدة ، لاقتصدت الولايات من ذلك ١٠ مليون طن من الحب تكفى لاطعام ٢٥ مليونا من الناس فى الامم الفقيرة ٠

ان فى هذه الامثلة التى ضربنا اسرافا وانانية ٠ اسرافا فى المقدار المأكول من غير حاجة ، واسرافا فى النوع ٠ فقد ذكروا ان تسعين فى المائة مما يأكل الرجل بالولايات المتحدة من طعام حيوانى ٠ والطعام الحيوانى يربى من الحب ، وهو يحتاج الكثير من الحب ، ومن اجل هذا هو غالى الثمن ، ومن غلائه هذه الازمة فى غلاء اللحم القائمة اليوم فى الدنيا ٠

ان الدنيا كلها سوف يجيئها يوم تغير فيه من عادات طعامها ، طوعا او كرها ٠ فالدنيا القديمة ، دنيا المستعمرين ، قد استيقظ الى جانبها اليوم مئات الملايين ممن كانوا مستعمَرين ٠ وهم يطلبون الحياة ، ويطلبونها سخية كما يطلبها الآخرون ، وهم سوف يشاركونهم خيرات الارض طائعين او كارهين ٠

التضخم المالى

والتضخم المالى عرض لمرض ، مرض الدنيا ، ولكنه من الاعراض العامة التى تسببها امراض عدة مجتمعة ٠ وهو من الامراض التى ظاهرها البساطة ، ولكنها من اعقد الظواهر عند ردها الى اصولها ٠ فلم يبق فى العالم مختص باقتصاد ، الا قال فى هذا التضخم كلمته ، وذهب كل كلام قيل مع الريح ٠ والسفينة لا تزال فى مهب الرياح، لا يستطيع احد ان يتحكم فى توجيهها ٠

والتضخم طريقة تمهد لكل ذى ثروة ان يفقد ثروته ٠ فحتى كاسب رزقه بالعمل ،

لن يتاح له ، مع تقدم سنه ، ان يجد في شيخوخته مايكفيه من طعام ، مهما كان حصل في شبابه ورجولته من رزق ، وما كان اقتصد • كل ذاهب مع الريح •

اعراض لأمراض

فهذه بعض أعراض لأمراض أصـابت الدنيا ، ولم تعجزها بعد عـن حركـة ، فتذهب الى فراشها تسكن وتستريح الـى حين • والمريض يطب له الاطباء بالعلم الواسع والفحص الـدقيق ، وبالعقاقـير يستلهمها من الضمـير الحي استلهامـا • وليس من العقاقير السفن حاملة الطائرات، ولا الجند تنقض على غنائمها من السماء بالمظلات •

حديث الشهر

حلقات الدراسة والتدريب

أسلوب من أساليب التجديد جديد

كنت في لندن في الصيف الماضي ،وكان ان صحبت صديقا الى طبيب اعصاب ليطب له • وبعد ان فرغ منه سأل الطبيب ان يقترح عليه اسم طبيب معالج يثق بطبه لمرض به آخر • فسأله الطبيب اى نوع من الاطباء تعنى ؟ قال : طبيب مختص فـى امراض الدورة الدموية • فعاد الطبيـب يسأل : اى امراض الدورة تعنى ، فهـى كثيرة؟ عندها قلت لصديقي: اذكر له المرض• فذكر له المرض • عندئذ ذكر له الطبيب اسم الرجل المختص الذى ينصح به ، ووعد بأن يضرب له معه موعدا •

المهم في هذا الحادث ، انه صار اليوم للدورة الدموية ، لا طبيب واحد مختص ، وانما عدة من أطباء لكل جانب من جوانب الدورة اختصاص • •

وليست الدورة الدموية فريدة فـى ذلك ، فكذلك هى سائر وظائف الجسم ، والاعضاء ، في صحتها واختلالها •

ذهبت مرة فى لندن ايضا ، الى بيت يعرف ببيت لستر Lister تكريما لذكرى الطبيب الانجليزى الشهير صاحب بستور ، وقابلت احدى السكرتيرات هناك ، وسألتها ان توصى بطبيب اذن لاحد الاصدقاء ، ووصفت الطبيب الذى اطلب بأنه طبيب انف واذن وحنجرة ، على الأسلوب الذى تعودنا • فأخرجت لى قائمة ببعض هؤلاء الاطباء • ودارت عليهم ، وهى تقول هذا للأنف ، وهذا للاذن ، الى آخر ماذكرت • قلت : اريد طبيبا للاذن • قالت : ماالخلل الذى بها • وذكرت لها • فراحت تسأل فى الداخل وعادت تذكر اسم الطبيب المختص فى هذا النوع من امراض الاذن •

ووجدت هذا الامر فى العيون وامراضها، وغير العيون ، وما كنا نعهد شيئا من ذلك فى شبابنا •

لقد تقدم العلم ، وتقدم سريعا حتى لقد انفصل الكثير من الاطباء ، الذين تخرجوا منذ عشرة اعوام او عشرين ، بطبهم الذى كانوا تعلموه ، عن طب هذه الايام الحاضرة ، الا من تابع ولاحق الطب الحديث وسار معه حيث سار،وقليل هؤلاء•

من اجل هذا تقوم الصيحة الآن فى اوروبا تطالب بأن يجدد الاطباء علومهم بالعودة الى مصادر العلم مرة اخرى ، كل بضعة اعوام،ليطلعوا على كل جديد،فيحملوه معهم الى حيث هم يعالجون الناس،كى يعالجوهم على احدث ما اخرج الطب الى اليوم الذى فيه يعيشون • وقيل يعودون فرادى ، وقيل يعودون جماعات فى اجازات اسموها اجازات تجديد او تدريب • وعلمت ان بعض الامم تأخذ بهذا• بعض الامم المتقدمة، حيث خير الشعوب يأتى عندهم اولا .

والحق ان استخدام العلم الطبى الذى تقادم عليه الدهر كثيرا ما يؤدى الى المآسى، بسبب اخطاء تقع عن جهل ، ولا تقع عن عمد ، وهو جهل مسئولية الطبيب فيه محدودة ، لأن النظام هو الذى فرفض على الاطباء اشياء كثيرة مما لا يرضاه

تقوم الصيحة الآن فى اوروبا تطالب بان يجدد الاطباء علومهم بالعودة الى مصادر العلم مرة اخرى كل بضعة اعوام، وكالاطباء اهل المهن الاخرى كالمهندسين والمدرسين • ومن المدرسين من لم يزدادوا علما من بعد تخرجهم من جامعاتهم • وقد مضى على ذلك العشرة والعشرون من الاعوام•

بقى المدرسون ، ووجب ان تكون لهم دراسات ،يفرغون لها ، فيتجددون ٠

الاطباء ولا ترضاه المهنة لتكون صادقة فى انتاجها راضية مرضية ٠

ولقد سرني وسر الكثيرين ما اقيم ويقام فى هذه السنوات الحديثة ، فى الكويت ، مما عرف بدراسات للتدريب ، تستمر شهرا او عدة من اسابيع ، لرجال الشرطة وضباطها ، او رجال الاذاعة والعاملين فيها ، او غير هؤلاء وهؤلاء ، لاكمال ما كان فاتهم عند تعيينهم ، او لتجديد ما كانوا درسوا من علم ، او لاحسان تدريب على ادوات للعمل جديدة ٠ وكل هذا مدع للرتابة ان تقبع اليها النفوس ، وبها ترضى ، واليها تركن وتسكن ٠

بقى المدرسون ، ووجب ان تكون لهم دراسات ، يفرغون لها ، فيتجددون ٠

ان من المدرسين ، ومن سائر اهل المهن، رجالا عاشوا الى اليوم بالعلم الذى تخرجوا عليه من جامعة او من مدرسة عالية ٠ والدروس التى حضروها لطلبتهم فى عام ١٩٥٠ لا تزال هى الدروس التى يلقونها عليهم فى عام ١٩٧٥ ، يلقونها على طلبة فى مدرسة ، او طلبة فى جامعة ٠

ان سرعة الحياة فى القرن التاسع عشر غير سرعتها فى القرن العشرين ٠ الحياة تتسارع على القرون ٠ ونعم تظل ضربات القلب فى انسان القرون واحدة ، وعدد الانفاس فى الدقيقة واحدا ، ولكن غير ذلك ما تجرى به الاقدام وتختلج به الادمغة وتضطرب به القلوب والرؤوس ٠ واعلم ان من الرؤوس ما عشش فيه الطير ٠

■■

احمد زكى

العربي

رئيس التحرير: الدكتور أحمد زكي

القسم العام :

أنت تسأل ونحن نجيب :

اسلاميات :

لغة وآداب :

استطلاعات مصورة :

طب وعلوم :

تربية وعلم نفس :

العربي

مجلة عربية مصورة شهرية جامعة

تصدرها وزارة الاعلام بحكومة الكويت

والوزارة غير مسئولة عما ينشر فيها من آراء

ALARABI – No. 197 APRIL 1975 = P. O. Box 748 KUWAIT

العنوان بالكويت : صندوق بريد ٧٤٨ ـ تلفون ٤٢٧١٤١ تلغرافيا « العربى »

الاعـــلانات : يتفق عليها مع الادارة ـ قسم الاعلانات

المراســـلات : تكون باسم رئيس التحرير

صورة الغلاف :

تقدم لك العربي في هذا العدداستطلاعا عن منطقة نائية من وطننا العربي الكبير .. انها منطقة خط الاستواء العربي ، حيث تعيش اكبر مجموعة من الحيوانات الوحشية ..وفي حديقة الفندق بمدينة كسمايو الصومالية الاستوائية ، يعيش هذاالشبل طليقا ، يداعبه نزلاء الفندق وابناء البلد ..

(انظر الاستطلاع ابتداء من صفحة ٦٨)

سياسة واقتصاد :

عروبة :

فلسفة :

ركن الاسرة والمرأة :

تاريخ وتاريخ اشخاص :

شعر وشعراء :

كتب :

قصص وقضاء :

متنوعات :

ثمن العدد : بالكويت ١١٠ فلوس ، الخليج العربي ٢ ريال قطرى . البحرين ٢٠٠ فلس بحريني.العراق ١٢٠ فلسا . سوريا ١٠٠ قرش ، . لبنان ١٠٠ قرش . الاردن ١٠٠فلس . السعودية ٢ ريال . السودان ١٠ قروش . ج . م . ع ١٠ قروش. تونس ٢٠٠ مليم . الجزائر ٢ دينار جزائري . المغرب ٢ درهم . اليمن ٢٫٥ ريال . ليبيا ١٥٠ درهما . جمهورية اليمن الجنوبية الشعبية ٢٠٠ فلس .

الاشتراكات : للاشتراك في المجلة يتصل طالب الاشتراك بالشركة العربية للتوزيع ببيروت، وعنوانها : بيروت ـ ص.ب ٤٢٢٨ ويكتب على الغلاف : اشتراكات العربي . وبالنسبة لبلدان المغرب العربي يرجى الاتصال بالشركة الشريفة للتوزيع والصحف ١ ـ ساحة باندونج ـ ص.ب ٦٨٣ ـ الدار البيضاء ـ المغرب .

العربي

رئيس التحرير: الدكتور أحمد زكي

العربي

مجلة عربية مصورة شهرية جامعة

تصدرها وزارة الاعلام بحكومة الكويت

والوزارة غير مسئولة عما ينشر فيها من آراء

ALARABI – No. 197 APRIL 1975 = P. O. Box 748 KUWAIT

العنوان بالكويت : صندوق بريد ٧٤٨ ـ تلفون ٤٢٧١٤١ تلغرافيا « العربي »

الاعـــلانات : يتفق عليها مع الادارة ـ قسم الاعلانات

المراســـلات : تكون باسم رئيس التحرير

صورة الغلاف :

تقدم لك العربي فى هذا العدداستطلاعا عن منطقة نائية من وطننا العربي الكبير .. انها منطقة خط الاستواء العربى ، حيث تعيش اكبر مجموعة من الحيوانات الوحشية ..وفى حديقة الفندق بمدينة كسمايو الصومالية الاستوائية ، يعيش هذاالشبل طليقا ، يداعبه نزلاء الفندق وأبناء البلد ..

(انظر الاستطلاع ابتداء من صفحة ٦٨)

سياسة واقتصاد :

عروبة :

فلسفة :

ركن الاسرة والمرأة :

تاريخ وتاريخ اشخاص :

شعر وشعراء :

كتب :

قصص وقضاء :

متنوعات :

ثمن العدد : بالكويت ١١٠ فلوس . الخليج العربى ٢ ريال قطرى · البحرين ٢٠٠ فلس بحرينى،العراق ١٢٠ فلسا · سوريا ١٠٠ قرش ، · لبنان ١٠٠ قرش · الاردن ١٠٠فلس · السعودية ٢ ريال · السودان ١٠ قروش · ج · م · ع ١٠ قروش· تونس ٢٠٠ مليم · الجزائر ٢ دينار جزائرى · المغرب ٢ درهم · اليمن ٢ر٥ ريال ·. ليبيا ١٥٠ درهما · جمهورية اليمن الجنوبية الشعبية ٢٠٠ فلس ·

الاشتراكات : للاشتراك فى المجلة يتصل طالب الاشتراك بالشركة العربية للتوزيع ببيروت، وعنوانها : بيروت ـ ص·ب ٤٢٢٨ ويكتب على الغلاف : اشتراكات العربى · وبالنسبة لبلدان المغرب العربى يرجى الاتصال بالشركة الشريفة للتوزيع والصحف ١ ـ ساحة باندونغ ـ ص·ب ٦٨٣ ـ الدار البيضاء ـ المغرب ·

■ رأيتك ربي خلال النجوم خلال الضياء خلال القمر
رأيتك ربي خلال الظلام خلال السحاب خلال المطر
رأيتك ربي خلال الدخان خلال اللهيب خلال الشرر
خلال السكون خلال الشجون خلال الغصون خلال الثمر

★★★

الهي رأيتك في الشامخات وفي الغاب والتل والجدول
وفي النهر يجري بغير انتهاء وفي الطفل مذ عامه الاول
وفي الليل يجري وراء النهار وفي العشب والريح والشمأل
وكل الخلايا خلايا الحياة وفي الصمت والكوكب الآفل

★★★

رأيتك في صورة الكائنات تجسدت يا ربّ هذا الوجود
وسار بأمرك خطو الحياة وئيدا لدي كل صبح جديد
فهذا زمان أتى مقبلا وذاك زمان مضى لن يعود
فحق لوجهك أنت الخضوع وحق علينا دوام السجود

★★★

يشب الفطيم بهذا الوجود بقلبٍ أساريره صافيه
ويأتي الشباب بأحلامه ويمتلئ الجسم بالعافيه
ويأتي المشيب بأحزانه يكدّر أيامه الباقيه
ويمضي الهناء ويأتي الفناء فنعنو لأحكامه القاسية

★★★

وهذا الزمان يثور علينا فينصفنا تارة أو يجور
وأعمارنا بين أيامه كقمح عليه الرحايا تدور

فنذهب من صخب هذى الحياة لتحضننا صامتات القبور
هى الأم تحضن كل الورى وذا دأبها من قديم العصور

★★★

فكم أخرس الدهر شحرورة تغنت زمانا على الرابيه
وكم أذبل الدهر روضا نضيرًا فأمست فراشاته باكيه
وكم جفف الدهر ماء الغدير وماء الينابيع والساقيه
وكم أمة بعد أخرى مضت وكم أمم بعدها آتيه

★★★

هو الدهر نحن على دربه نسير كما سارت القافله
ونمضى كطيف وراء الشعاع كما تفعل الانجم الآفله
كأنشودة البلبل الحر يشدو وقد أسكتته يد قاتله
كمر الرياح كنور الصباح كذوب الشذى كالرؤى العاجله

عبد الله يوسف احمد

مناهج الصحابة في ...

بقلم : الدكتور محمد سلام مدكور

■ المنهج هو الطريقة المتبعة ، ولا بد لتصور الجهود العقلية من وجود طريقة متبعة في التفكير ، ومن الواضح البين أن المفكرين يختلفون فيما بينهم في هذه الطرق مما يؤدي الى اختلاف النتائج التي يصلون اليها غالبا تبعا لذلك .

فالناس بفطرتهم مختلفون فيما يتناولون من الامور، وما يسلكون من طرق البحث والاستنباط. ففريق منهم لا يبخس حق الالفاظ ودلالتها . ولكنه يتغلغل في معانيها وتحرى مراميها ، وفريق آخر لا يضيع عنده حق المعاني ولكنه يراعي ذلك بقدر ، ويهاب التغلغل في التعليل والقياس ، ويقف عند ما تدل عليه الالفاظ ، ولكل فريق موازين معينة يهتدي بها في تفكيره ويعتمد عليها في استنباطه وتكوّن له منهجا خاصا يتميز عن منهج غيره الفكري ويسيطر على فقهه .

والواقع أن فكرة اتباع منهج معين في استنباط الاحكام الشرعية العملية وجدت ملازمة لوجود الفقه لانه حيث يكون فقه يكون حتما منهاج للاستنباط ، وان كان هذا المنهج لم يتميز بوضوح في عهد الصحابة رضوان الله عليهم الا ان فقههم وفتاويهم لم تكن بالهوى ، وانما كانت طبقا لموازين نفسية استلهموها من روح التشريع، ومن معاصرتهم له.

الصحابي والتابعي

والصحابي في عرف المحدثين : هو كل مسلم رأى رسول الله صلى الله عليه وسلم وآمن به لكنا نقصد به هنا ما يراه الفقهاء والاصوليون من أنه من لقي النبي صلى الله عليه وسلم ، وآمن به ، ولازمه زمنا،حتى عُرف بالفقه والنظر . وقد روى عن سعيد بن المسيّب ـ وهو من التابعين ـ أن الشخص لا يُعدّ صحابيا الا اذا أقام مع رسول الله سنة أو سنتين ، وغزا معه غزوة أو غزوتين. وتعرف هذه الصحبة بالتواتر والاستفاضة . أما من عاصر الرسول ولم يلقه فلا يسمى صحابيا ، وان عرف بالفقه والنظر، وانما يعتبر من التابعين والتابعي هو من لقي الصحابي واخذ عنه. وعصر التابعين متداخل في عصر الصحابة وان امتد بعده.

ما الاجتهاد ؟

والاجتهاد ـ كما بينا في مقال سابق (١) ـ هو بذل الجهد واستفراغ الوسع في استنباط الاحكام الشرعية من أدلتها بالنظر المؤدي اليها . وهو لا يكون الا ممن هو أهل له .

والاجتهاد لم يكن امرا جديدا على الصحابة .

---

(١) انظر العربي العدد ١٨٧ ص ٢٠ يونيو ١٩٧٤

فقد مهد لهم الرسول صلى الله عليه وسلم سبيل الاجتهاد ، ودربهم عليه ، ورضيه لهم • فلم يقصروا في مجابهة الواقع ، وبذل جهدهم في استنباط أحكام كل ما جد عليهم • فنظروا في دلالة النصوص . وكانوا جميعا أعرف باسباب النزول وبروح التشريع لكن منهم من كان يقف عند ظواهر النصوص ، ومنهم من يبحث عن عللها ليبنى الأحكام عليها ويقيس الشبيه على الشبيه ، ومنهم من يغلب على فقهه ملاحظة المصلحة وسد الذرائع • ولم يقل أحد منهم بان ما وصل اليه باجتهاده هو الصواب الذى لا يحتمل الخطا.ولذلك فان التعصب في الرأى لم يجد طريقه اليهم •

وان المتتبع لأقوال الصحابة ليلمس أن للفقهاء منهم مناهج يسلكونها في التعرف على الأحكام الشرعية،وقد تكون هذه المناهج مستترة في اذهانهم، لم تتضح في عصرهم ، ثم أمكن تبينها فيما بعد ، أو تكون ظاهرة واضحة من اول الأمر • كما يلمس الناظر فقههم واجتهادهم امانتهم وتورعهم عن القول في دين الله من غير علم ، وانما كانوا يرون أن من فقه الرجل ان يقول فيما لا علم له به : «الله اعلم» • اخذا بما رواه مسلم في صحيحه واحمد في مسنده عن رسول الله : «ان من فقه الرجل ان يقول لما لا يعلم : الله أعلم» •

وان محاولة التعرف على هذه المناهج لمما ييسر الأمر أمام المتعمق في دراسة الفقه الاسلامي وامام الباحث في أصول الأحكام ، ويجعل المقارنة بين الآراء سهلة نيرة ، وقائمة على اصول واضحة ثم تيسر بعد ذلك التخريج والتفريع والنظر الصحيح ، وتخرجنا من نطاق الجمود الفكرى في مجال التعرف على حكم الله في كل ما يستحدث •

الاختلاف في الاجتهاد رحمة

ولم يكن اختلاف الصحابة في الفقه معيبا ولا شرا ، بل كان مصدر ثروة فقهية كبيرة وقد كان عمر بن عبد العزيز رضوان الله عليه يسره اختلاف الصحابة في الفروع الفقهية ، ويقول : «ما أحبان أصحاب رسول الله لا يختلفون • لأنه لو كان قولا واحدا لكان الناس في ضيق ، وانهم أئمة يقتدى بهم • فلو اخذ أحد بقول واحد منهم لكان سنة» •رواه ابن وهب عن القاسم بن محمد•

ويعلق الشاطبى علىذلك فيقول(٢) : اناختلاف الأمة في الفروع ضرب من ضروب الرحمة ، والا لكان المجتهدون في ضيق ••• فوسع الله على الأمة بوجود الخلاف الفروعى فيهم •

الصحابة المفتون بين مكثر ومقل

وكان الصحابة على درجات في الفتيا والاجتهاد فمنهم من عرف بكثرة الفتيا وهم سبعة : عمر بن الخطاب ، وعلى بن أبى طالب ، وعبد الله بن مسعود ، وعائشة ام المؤمنين ،وزيد بن ثابت ، وعبد الله بن عباس ، وعبد الله ابن عمر •

وكان منهم المتوسط في الفتيا كابى بكر الصديق ، وعثمان بن عفان ، وعبد الله بن عمرو ابن العاص •

وكان منهم المقل في الفتيا وهم الكثرة ومنهم الحسن والحسين ولدا على بن أبى طالب ، وأسامة بن زيد ، وعمار بن ياسر •

وقد روى ابن القيم (٣) عن مسروق انه قال :

---

(٢) الاعتصام جـ ٢ ص ١٧٠

(٣) أعلام الموقعين جـ ١ ص ٣٣

« جالست اصحاب محمد فكانوا كالاخاذ (بكسر الهمزة اى الغدران) الاخاذة تروى الراكب ، والاخاذة تروى الراكبين ، والاخاذة تروى العشرة ، والاخاذة لو نزل بها أهل الارض لاروتهم » .

وكانوا يكرهون التسرع في الفتوى ... فاذا ما تعين لها الواحد منهم بذل اجتهاده في معرفة الحكم .. ثم افتى .

انواع الاجتهاد

وقد كان الاجتهاد عندهم على ثلاثة انواع :

١ ـ اجتهاد في دائرة بيان النص وتفسيره . وترجيح بعض ما يفيده مفهوم نص على مفهوم نص آخر ، كما يكون بمعرفة سند النص ، وطريق وصوله الينا ، ويمكن تسمية هذا النوع بالاجتهاد البياني لتعلقه ببيان النصوص .

٢ ـ اجتهاد قياسي : وهو ما يبذل الفقيه فيه جهده للتوصل الى حكم لم يرد فيه نص قطعي ولا ظني ، ولم يظهره اجماع سابق ، وانما يتوصل اليه بالامارات والوسائل التي وضعها الشارع للدلالة عليه كالقياس والاستحسان .

٣ ـ اجتهاد استصلاحي : يبذل الفقيه فيهجهده للتوصل الى الحكم الشرعي فيما لم يرد فيه نص خاص ، ولم يظهره اجماع سابق ، ولا يمكن اخذه بالقياس او بالاستحسان ، وانما يؤخذ الحكم بالنظر في القواعد العامة للتشريع الاسلامي ، وما يجلب المصلحة ويدفع المفسدة . وقد كان هذا النوع هو الغالب في افهامهم وانظارهم .

الرأى الفقهي كما يراه الصحابة :

الرأى الفقهي على حد ما كان يفهمه الصحابة هو ما يراه القلب بعد فكر وتامل ، وطلب لمعرفة وجه الصواب مما تتعارض فيه الامارات ، وكان الرأى عندهمشاملا لما عرف بعد ذلك بالاستحسان، وسد الذرائع ، والمصلحة ، والبراءة الاصلية . اما ما دون ذلك فانهم يعتبرونه اخذا بالهوى .

وكان الرأى عندهم شاملا للرأى الجماعي فقد كان ابو بكر اذا ورد عليه امر لم يجد فيه نصا جمع رؤساء الناس فاستشارهم ، فاذا اجتمع رايهم على شيء قضى به ، كما يشمل الرأى الفردي أيضا ، ومن ذلك قول بن مسعود : « من عرض منكم قضاء فليقض بما في كتاب الله ، فان لم يكن في كتاب الله فليقض بما قضى به نبيه ، فان جاء امر ليس في كتاب الله ولم يقض فيه نبيه فقضى بما قضى به الصالحون ، فان لم يكن ـ اجتهد برايه.فان لم يحسن فليقم ولا يستحي» .

صورة لاستعمالهم الرأى :

ومن استعمالهم الرأى في القياس ماذكره ابن القيم من أن عمر ابن الخطاب لما ارسل لاستدعاء امرأة فاسقطت جنينها . استشار اصحابه فقال عبد الرحمن بن عوف وعثمان : « انما انت مؤدب ، ولا شيء عليك » ، وقال علي : اما الاثم فارجو أن يكون محطوطا عنك ، وأرى عليكالدية. فقاسه عثمان وعبد الرحمن على مؤدب امرأته وغلامه وولده ، وقاسه علي على القاتل خطأ ، واستعمل كلمة ارى في حكم اخذه بالقياس .

ومن استعمالهم الرأى فيما هو مبني على المصلحة كثير من الصور ، ومن ذلك مشورة عمر على ابي بكر بجمع القرآن ، فهو يقول له :اني ارى أن تامر بجمع القرآن . فلما قال له : «كيف تفعل شيئا لم يفعله رسول الله ؟ » قال : هو والله خير ومن ذلك ايضا حكمهم بقتل الجماعة بالواحد لئلايكون عدمالقصاص ـ اعتبارا لانعدام شرط المساواة المطلوبة فيه ـ ذريعة للتعاون على سفك الدماء .

تفاوتهم في فهم النصوص

كان الصحابة متفاوتين في الادراك والفهم . فلم يكونوا في درجتهم العلمية سواء ، حتى في فهمهم نصوص القرآن ، والعمل بالسنة ، وفي مناهجهم في استعمال الرأى . ومن ذلك ما روى انه لما نزل قول الله تعالى «اليوم أكملت لكم

دينكم ...» فرح الصحابة لظنهم انها مجرد اخبار وبشرى بكمال الدين . لكن عمر فهم منها معنى اخر . فبكى اذ استشعر منها نعتى النبي وقال : ما بعد الكمال الا النقص . وقد كان رضى الله عنه صادقا فى حسه وادراكه ، فلم يلبث الرسول بينهم بعدها الا واحدا وثمانين يوما .

ومن ذلك ما روى أن رجلا جاء الى عبد الله بن مسعود يخبره أن بالمسجد من يفسر قول الله سبحانه «فارتقب يوم تأتى السماء بدخان مبين» بأن الناس يوم القيامة يأتيهم دخان يأخذ بانفاسهم فتضيق صدورهم . فقال ابن مسعود : «انما كان هذا لان قريشا استعصوا على النبى فدعا عليهم بسنين كسنى يوسف ، فاصابهم قحط وجهد ، حتى جعل الرجل ينظر الى السماء فيرى بينه وبينها كهيئة الدخان من الجهد .

منهجهم فى الأخذ بأخبار الآحاد

نقصد بأخبار الآحاد ما رواه عن الرسول واحد او جماعة لا يؤمن تواطؤهم على الكذب عادة . ومعظم السنة وخاصة القولية من قبيل اخبار الآحاد، وهى بالاتفاق لا تفيد اليقين وانما تفيد الظن ، واستثنى من ذلك ابن الصلاح ومن تابعه ما حفت به القرائن ، فانه يفيد عندهم القطع .

وللمذاهب الفقهية بعد ذلك شروط فى الاحتجاج بخبر الآحاد ، ويتفاوت فقهاء المذاهب تبعا لذلك فى الاخذ بها ، وابتناء الاحكام عليها، ومع هذا فمنهم من احتاط وحكم القواعد العامة المرعية فى التشريع ، ورد مخالفها من ذلك ، ومنهم من كان احتياطه فى عدم التهجم على الحديث بمجرد مخالفته للاصول العامة .

والذى يعنينا هنا ان نبين ان طرق الصحابة فى الاخذ بأخبار الآحاد مختلفة ، فقد كان كل من أبى بكر وعمر لا يقبل الاخذ بخبر الواحد الا اذا شهد اثنان على انهما سمعاه من الرسول صلى الله عليه وسلم . فقد جاءت جدة لأبى بكر تلتمس أن يورثها فى تركة حفيدها فقال لها : « ما أجد لك فى كتاب الله شيئا ، وما علمت أن رسول الله ذكر لك شيئا » . ثم سأل الناس فقال المغيرة بن شعبة : « سمعت رسول الله يعطيها السدس » . فقال ابو بكر : « هل معك أحد ؟ » فشهد محمد بن مسلمة بمثل ذلك . فانفذ لها .

كما روى ان عمر بن الخطاب سمع صحابيا يروى حديثا عن رسول الله فقال : « لتأتينى على ما تقول ببينة » . فخرج فاذا أناس من الانصار ، فذكر لهم ما كان بينه وبين عمر . فقالوا : « قد سمعنا هذا من رسول الله » . فقال عمر : « أما انى لم اتهمك . ولكن احببت ان اتثبت » .

وقد كان كل من الخليفتين الاولين يأمر اصحابه بقلة رواية الحديث ، خوف الخطأ فى الرواية ، فيروى أن أبا بكر جمع الناس بعد وفاة الرسول وقال : « انكم تحدثون عن رسول الله احاديث تختلفون فيها ، والناس بعدكم أشد اختلافا ، فلا تحدثوا عن رسول الله شيئا فمن سألكم فقولوا : بيننا وبينكم كتاب الله ، فاستحلوا حلاله وحرموا حرامه»، وكان معاوية يقول : « عليكم من الحديث بما كان فى عهد عمر فانه قد اخاف الناس فى الحديث » .

وكان الامام على يكتفى للتثبت من نسبة اخبار الأحاديث للرسول باستحلاف الراوى . روى ابن الحكم الفزاوى أن عليا قال : «كنت اذا سمعت من رسول الله حديثا نفعنى الله ما شاء أن ينفعنى منه . وكان اذا حدثنى غيره استحلفته فاذا حلف صدقته» .

كما أن عليا كرم الله وجهه ردّ حديث معقل بن سنان الأشجعى ، فان ابن مسعود جاءته امرأة مات عنها زوجها قبل المسيس ، ودون أن يسمى لها مهرا ، فحكم بأن لها صداق مثلها من نسائها لا وكس ولا شطط . فقال له الامام على : «قضيت فيها ــ والذى يحلف به ــ بقضاء رسول الله فى بروع بنت واشق الاشجعية» . فلم يعمل على بهذا الحديث الذى ايد به الراوى قضاء ابن مسعود ، وقاس الوفاة على الطلاق وقد ورد فيه قول الله تعالى «لا جناح عليكم ان طلقتم النساء ما لم تمسوهن او تفرضوا لهن فريضة ...» وقضى بانه لا مهر لها ... لأنها فرقة وردت على تفويض صحيح قبل فرض ومسيس ، فلم يجب بها مهر

كفرقة الطلاق • فقدم القياس على خبر الآحاد هنا بينما عبد الله بن مسعود اطمأن الى هذا الخبر وأيد به قضاءه وقال الترمذى : انه حسن صحيح •

كما أن السيدة عائشة كان منهجها بالنسبة لخبر الآحاد أن ترده الى كتاب الله ، وأحيانا كانت تسأل عنه راوية بعد طول عهد ، فاذا رواه كما رواه أولا دون أى تحريف فى الرواية اطمأنت الى روايته •

ومن ذلك أنها قالت لعروة : يا ابن أختى بلغنى أن عبد الله بن عمر فى طريقه الى الحج فالقه فاسأله ، فانه قد حمل عن النبى علما كثيرا • قال: فلقيته فسألته عن أشياء يذكرها عن النبى فكان مما روى أن النبى قال : « ان الله لا ينزع العلم من الناس انتزاعا ••• الحديث » قال عروة : فلما حدثت به عائشة أعظمت ذلك وأنكرته حتى اذا كان عام قابل قالت لى: ان ابن عمر قد قدم، فالقه ثم فاتحه حتى تسأله عن الحديث الذى ذكره فى العلم • فلقيته فسألته فذكر لى نحو ما حدثنى به فى المرة الأولى • قال عروة : فلما أخبرتها بذلك قالت : ما أحسبه الا قد صدق ، أراه لم يزد فيه شيئا ولم ينقص •

مناهجهم عند الاخذ بالرأى

وكما كانت مناهجهم مختلفة بالنسبة للأخذ بغير الواحد على ما بينا ، فان اختلاف مناهجهم أكثر وضوحا عند الأخذ بالرأى • انظر الى قول عمر رضى الله عنه للرجل الذى قضى له على : « لو كنت أنا لقضيت بكذا » ولما قال له الرجل : ما يمنعك والأمر اليك !؟ قال عمر : « لو كنت أردك الى كتاب الله أو الى سنة رسوله صلى الله عليه وسلم لفعلت ، ولكنى أردك الى رأى ، والرأى مشترك » • ولم ينقض الحكم •

ومن ذلك أن عثمان بن عفان وزيد ثابت وقد افتيا بجواز تزويج الحرة بالعبد وبأنها تبين منه بينونة كبرى بطلقتين • وخالفهما على وقال : لا تحرم الا بثلاث تطليقات • ومنشأ الخلاف اختلاف وجهة النظر فانهم بعد أن اتفقوا على أن الرق منصِّف ، رأى عثمان وزيد اعتبار جانب الزوج وتنصيف الطلاق ، ورأى على اعتبار جانب الزوجة لأنها الواقع عليها الطلاق وهى حرة ، فلا بد لتحريمها من ثلاث تطليقات •

ومن ذلك ما أفتى به عمر من ان المعتدة اذا تزوجت بغير مطلقها قبل أن تنقضى عدتها فانه يجب التفريق بينهما لعدم صحة العقد ، واذا كان قد دخل بها فانها تحرم عليه فيما يرى حرمة مؤبدة ، معاملة لها بنقيض قصدها • وأساسه فى ذلك الاخذ بالمصلحة ، بينما يرى الامام على انها اذا انقضت عدتها من الاول حل لها التزوج من الثانى تمسكا بالبراءة الاصلية •

ومن ذلك ما كان بين عمر وأبى بكر من خلاف فى توزيع العطاء • فكان أبو بكر يرى التسوية بين الانصار والمهاجرين ، فلا يجعل العطاء ثمنا لاعمالهم التى عملوها ، لانهم أسلموا لله وأجورهم على الله ، بينما عمر كان يرى تمييز المهاجر ويقول : لا نجعل من ترك دياره وأمواله مهاجرا الى النبى كمن دخل فى الاسلام كُرها ، ولا أجعل من قاتل رسول الله كمن قاتل معه •

اختلافهم فى الشهود

ومن ذلك ما قضى به فقهاء المدينة فى عصر الصحابة فى بعض الخصومات بشهادة شاهد واحد ويمين صاحب الحق • مع انهم فى مصر والشام وحمص والعراق كانوا لا يكتفون فى الاثبات الا بشهادة رجلين أو رجل وامرأتين،ولكل وجهته التى يستند اليها وفقا لمنهجه الاجتهادى• وقد اختلف الفقهاء من بعدهم فى هذا فقال أبو حنيفة وأبو يوسف ومحمد وزفر وابن شبرمة لا يحكم الا بشاهدين ، ولا يقبل شاهد ويمين فى أى شيء ، والجمهور على جواز الحكم باليمين والشاهد فى الاموال دون الحدود ، فقال مالك والشافعى يحكم به فى الاموال خاصة دون الحدود •

اختلافهم فى مانعى الزكاة

ومن ذلك اختلافهم فى قتال الممتنعين عن أداء الزكاة الذين قالوا : انها كانت تدفع للرسول

خاصة وانهم فى حل من دفعها لخليفته • فلجـــا ابو بكر الى المشورة ، فرأى عمر عدم مقاتلتهـم لان الرسول قال : « امرت ان اقاتل الناس حتــى يقولوا لا اله الا الله فاذا قالوها عصموا دماءهم واموالهم الا بحقها » • فقال أبو بكر : الم يقــل الا بحقها ؟ ! فمن حقها ايتاء الزكاة ، كما أن من حقها اقامة الصلاة • ثم قال : « والله لاقاتلـن من فرق بين الصلاة والزكاة فان الزكاة حق المال ، والله لو منعونى عقالا كانوا يؤدونه الى الرسول لقاتلتهم على منعه » • فوافقه عمر وقال : « ما هو الا ان شرح الله صدرى لرأى أبى بكر فعرفت أنه الحق • »

اختلافهم فى توريث الاخوة مع الجد

ومن ذلك اختلافهم فى توريث الاخوة مع الجد ، فيروى عن على وعمر وزيد بن ثابت وابن مسعود فى ذلك قضايا مختلفة • فان ابن عباس جعل الجد فى حكم الأب فلا ميراث للاخوة معه، وكان ذلك من رأى أبى بكر وعمر ، لان القرآن اطلق على الجد البعيد أنه أب «ملة أبيكم ابراهيم» ، وقياسا منهم للجد على ابن الابن اذ أن الجد لو مات عن ابن ابن واخوة فانه لا ميراث للاخوة مع وجود ابن الابن •

بينما كان يتجه زيد بن ثابت فى بادىء الأمر الى عدم توريث الجد مع الاخوة لانهم أولى بالارث منه واقرب ، اذ قد نص الشارع على ميراثهم ولم ينص على ميراث الجد ، ولانهم يعصبون الأنثى منهم ، مع أن الجد لا يعصب الجدة ، ولا يعصب أخته فى الارث فى حفيده •

وهناك اتجاه ثالث يورث الجد مع الاخوة لأن كلا منهما يدلى للميت بالأب ، وهو ما استقر عليه رأى عمر وعلى وزيد بن ثابت وعبد الله بن مسعود•

ومن ذلك ما قالوه فى التوريث عندما تزيد سهام التركة عن الواحد الصحيح • وكان أول ما عرض لهم ذلك فى عهد عمر • فجمع بعض الصحابــة واستشارهم فاشار العبــاس بالعول • فتوزع التركة على جميع أصحاب الفروض بالمحاصة• لانهم جميعا يتساوون فى سبب الاستحقاق كاصحاب الديون المستغرقة للتركة • فتقسم التركة بينهم كما تقسم بين أرباب الديون • بينما كان ابن عباس يخالف فى ذلك ، فسئل عما يفعل عند ضيق التركة باصحاب الفروض • فقال : ادخل الضر على من هو اسوأ حالا وهن البنات والأخوات لانهن ينقلن احيانا من فرض مقدر الى نصيب غير مقدر وقاس ذلك عنى ما لو تعلقت بالتركة حقوق متعددة لا تفى بها التركة فان حق الميت فى تجهيزه ودفنه مقدم ، ثم حق الدائنين ثم الورثة • فكذلك يجب ان يقدم من ينتقل نصيبه من فرض مقدر ، الى فرض مقدر لقوته عن من ينتقل نصيبه من فرض مقدر الى نصيب غير مقدر عن طريق الارث فيستوفى الأقوى نصيبه عند التزاحم • ولكل وجهته فى اجتهاده •

الاختلاف ونتائجه

وهكذا فان العديد من الصور التى اختلفت فيها الصحابة نتيجة الاجتهاد الذى ينبىء من مناهجهم الفقهية ، وما كان اختلافهم مفسدا ولا ضارا ، وانما كان رحمة بالناس اذ يفتح أمامهم فى مختلف العصور باب التيسير عليهم ويوسع ميدان النظر فالكل ينشد الحق ويتلمسه بطريقته ومنهجه ، ومن طبيعة البشر تفاوت الفهم واختلاف الطاقة •

وان معرفة مناهج المجتهدين وطرق استنباطهم للاحكام تمكننا من أن نوصل آراءهم ونظرتهم للفروع الفقهية على اختلافها • ومن الواضح أن التعصب فى العلم دون اعتبار لقوة الدليل وسلامته قد يؤدى الى طمس الحقائق وتصدع الوحدة • فينبغى أن ننظر فى مختلف الآراء التى أثرت عن الصحابة وعن التابعين والائمــة فنستخلص منهــا مناهجهم الاجتهادية • كما نقارن بينها لنختبر منها ما يساير مصالح الناس ويتفق مع العصر دون خروج على القواعد العامة • ■■

محمد سلام مدكور
أستاذ الفقه والأصول
بجامعة القاهرة والكويت

بين الملك وطبيبه

• وليام هـارفي العالم البريطانـي
ـ (١٥٧٨ ـ ١٦٥٧) ، الذى اكتشف
ة الدموية الكبرى فى عام ١٦١٦ ،
الطبيب الخاص للملك جيمس الاول
الانجليز فى ذلك الوقت • ولم يكن
اسبوع دون ان يزور الطبيب الملك
ـنه على صحته ، ويبدد مخاوفه التى
تلازمه دائما وتصور له ان الموت
س به كل لحظة !

ـم يكن الملك مريضا ، ولكنه الوهم
استبد به ، ولم يستطع ان يتخلص
منه حتى آخر أيام حياته •

ـدث يوما انتلقى الطبيب العالم رسالة
ـة حملها اليه رسول خاص • وفض
ـى الرسالة فاذا بها تحمل استغاثة من
يقول فيها : **« تعال فورا ، فاننى**
بدنو اجلى ! » •

ـابتسم الطبيب ، فقد تعود مثل هذه
ـغاثات ثم جلس الى مكتبـه وراح
ـى الكلمات التالية : **« مولاى •• لقد**
ـت الشمس بعد غيبة طويلة •• وانا
عن ان أمنع عنك شبح الموت الذى
ـدك الا اذا استمعت الى نصيحتى
ـنى الرجل الذى يسهر على علاجك
ـتك !

« اترك فراشك يا مولاى ، واتجه الى النافذة ، وابحث من جيادك الاصيلة التى تعودت رؤيتها كل يوم وهى ترعى وسط المروج الخضراء من حولك •• تطلع اليها جيدا ، فسوف تجد عندها الشفاء مـن علتك ! » •

وقرأ الملك الرسالة ، فأرغى وازبد ،

عندما يتوقف عقل العالم

● **نيلز بور** Niels Bohr **(١٨٨٥ ـ ١٩٦٢)** • عالم الذرة الدانمركي الشهير، الذى اعتبر واحدا من اشهر علماء الطبيعة فى العصر الحديث بفضل الابحاث التىقام بها فى تركيب الذرة ، كان عبقريا هادىء الفكر طيب القلب • وكان بعد هذايتمتع بقدرة عجيبة على المضى فى عمله بلا كلل، حتى بعد ان تقدم به العمر •

ولكنه كان مع هذا يجد فسحة مـن الوقت للترويح عن نفسه ، وكان العالم الكبـير الـذى رأس معهـد كوبنهاجـن للطبيعة النظرية ، يجد هذا الترويح فى الذهاب الى السينما ، فكان يشاهد ،وهو يدخل دور السينما فى صحبة واحد او اكثر من اصدقائه المقربين ، مرة اومرتين

كيف تصل الجرأة بطبيبه هذا الحد !
ولكنه ما لبث ان وجد نفسه ، بالرغم منه ، يتجه الى نافذة حجرته ، وينظر من ورائها ‎··‎ واذهله ما رأى من امر جياده ‎··‎ لم تكن متخاذلة كعهده بها طوال الايام الماضية التي اشتدت فيها وطأة البرد ‎··‎ وانما كانت الجياد تجرى وتمرح حول قصره المنيف ‎··‎

واشرف وجه الملك بابتسامة عريضة ، واسرع يرتدى ملابسه ، ثم نظر الى الرسول وقال : « اين اجد السيد هارفى الآن ! » ‎·‎

– فى بيته يا مولاى !

– اذن قل للحوذى ان يعد العربة فانا ذاهب اليه !

وعند الباب الخارجى كان العالم الطبيب يقف باسطا ذراعيه ‎··‎ وتقدم الملك اليه فى خطى سريعة ثابتة ، والتقى الاثنان فى عناق طويل !

ثم قال الملك وهو يبتسم : « **حقا انه يوم جميل !** » ‎·‎

...ن التفكير !

كل اسبوع ‎··‎ ولكن العالم الكبير الذى تعود ذهنه على النفاذ الى النظريات والمسائل الطبيعية المعقدة،كان يجد صعوبة كبيرة فى متابعة قصة الفيلم وفهمها !

قال احد اصدقائه يوما يصف حال بور وهو جالس على مقعده يشاهد الفيلم الذى يعرض امامه على الشاشة الكبيرة : **« لقد كانت مهمتنا دائما عندما نصطحب بور الى السينما ، هى ان نشرح له الحبكة التى استهدفها مؤلف قصة الفيلم ‎··‎ فقد كان بور بطىء التفكير ، وكان لا يكف عن توجيه الاسئلة طوال فترة عرض الفيلم ، وكم من مرة تعرضنا لسخط المتفرجين حولنا وهم يطلبون الينا الكف عن الحديث ! »**

بلزاك ، وعصر ما بعد الثورة

● **اونورى دى بالزاك** Honoré de Balzac ، (١٧٩٩–١٨٥٠) أحدمشاهير كتاب فرنسا وضع مايزيد على الثمانين مؤلف ، يجمعها كلها عنوان كبير هو « الكوميديا الانسانية » ، وقد صور فيها التحول الكبير الذى طرأ على المجتمع الفرنسى عقب ثورة فرنسا الكبرى ومجىء نابليون الاول الى الحكم ‎·‎ كان هدفه عندما امسك بالقلم ليكتب ، هو ان يصف ويترجم عصر مابعد الثورة ، ذلك الذى ولد وتعلم وملأ رأسه فيه بنتاج الفكر الحر ‎·‎

قالوا عنه:«**لقد كان اسم نابليون يسحره، فقد نشأ فى ظلال حكمه ، وكانت امنيته ان يصبح « نابليون القلم » ، وقد حقق هذه الامنية فى كتبه التى امتلأت باروع صور الحياة،وانتقلت الى المسرح لتساهم فى تصوير مجتمع ما بعد الثورة** » ‎·‎

أما هو فقد قال ان اعظم امانيه قد تحققت وهو يرى اول صحافة حرة فى بلاده ، فقد كان يؤمن بالدور الكبير الذى يمكن ان تقوم به الصحافة الحرة فى بناء مجتمع صحى فى فرنسا الجديدة ‎·‎

وقد دفعه حماسه فى نهاية الامر الى اصدار بعض النشرات الدورية ، التى اراد ان يدخل عن طريقها الى ميدان الحياة السياسية ‎·‎ ولكنه مالبث ان اكتشف انه قد ضل الطريق ‎··‎ فهو لم يخلق للعمل فى مجال السياسة ‎·‎

كتب يقول : « **لقد احسست بقوة تشدنى للعودة الى اصدقائى ابطال قصصى ومؤلفاتى ‎··‎ الى المدن والشوارع التى يعيشون فيها ‎··‎ الى البيوت التى كونت شخصياتهم وعبرت عنها ‎··‎ الى الملابس التى يرتدونها ، والتى اصبحت جزءا لايتجزأ من حياتهم ‎··‎ وعندما عدت اليهم، وجدت اننى قد نجحت فى اصدار اعظم واول صحيفة شعبية فى فرنسا** ‎·‎ »

للتربية وظيفتان

تكوين الإنسان الصالح لنفسه
تكوين الإنسان الصالح لمجتمعه

بقلم : الدكتور جميل صليبا

■ ما هي وظيفة التربية ، وما هي اهدافها ؟ هل تهدف التربية الى تكوين الانسان لذاته ، أم تهدف الى تكوين المواطن الصالح للحياة في مجتمع معين ؟ هل المقصود بالتربية تحرير الانسان،وتنمية قواه الفردية ، وتقوية استقلاله الذاتي وتفتحه العقلي والروحي ، أم المقصود بها خدمة اغراض المجتمع والاستجابة لمطالبه ، والوفاء بحاجاته الثقافية والاقتصادية ؟

ذلك هو السؤال الذي يخطر ببالنا عند كلامنا على وظيفة التربية • فاذا اردنا ان نجيء بشيء يوضح هذه الوظيفة وجب علينا ان نمهد لذلك بذكر اتجاهين : (الاول) هو الاتجاه الفردي الذي يجعل وظيفة التربية تنمية الشخصية الانسانية لذاتها (والثاني) هو الاتجاه الاجتماعي الذي يجعل التربية وسيلة للتنمية الاجتماعية والاقتصادية •

الاتجاه الفردي
تربية الانسان لذاته

يرى بعض الفلاسفة ان وظيفة التربية تحرير الذات ، والرجوع الى الذات ، وتكوين الشخصية الانسانية المتكاملة تكاملا ابداعيا لا اتباعيا ، ومعنى ذلك انه ينبغي لنا ان تـعَدّ الفرد غاية مطلقة ، وان نَعدّ المجتمع وسيلة تمكن الفرد من تحقيق ذاته • وجميع الذين اخذوا بهذا الراى من الفلاسفة المثاليين يقولون : ان غاية التربية اعداد الانسان الحق ، فالمجتمع الذي يقيد حرية افراده مجتمع فاشل ، ، والدولة التي تتخذ الشخصية الانسانية وسيلة لغرض اجتماعي او سياسي او اقتصادي دولة ضالة ، واذا فني الفرد في المجتمع بطلت الحكمة في وجوده ، ان الفرد هو الغاية القصوى،وان نموه هو المقصود بالذات• والمجتمع لا يكون قويا وفاضلا الا اذا كان افراده اقوياء وفضلاء • وعلى ذلك فان كل نظام تربوي لا يراعي حاجات الفرد وميوله ، ولا يعمل على تنمية شخصيته لذاتها ـ نظام تربوي فاسد ، لانه يجعل من التربية تنمية الحياة الاجتماعية والاقتصادية لا تنمية الانسان من حيث هو انسان •

الاتجاه الاجتماعي
وسيلة للتنمية الاجتماعية والاقتصادية

يرى اصحاب هذا الراى ان التربية يجب ان تحقق اهداف المجتمع ، وان تلبي حاجاته ، وان كانت هذه الحاجات مناقضة لحاجات الفرد • وما حملهم على هذا القول الا شعورهم بالحقيقة الاجتماعية المحيطة بالفرد من جميع جوانبه ، فهو عضو في اسرة ، او عامل في مهنة ، او مواطن في مدينة ، ولا يمكننا ان نتصور انسانا يعيش في عزلة عن المجتمع الا اذا ارتقى الى رتبة الملائكة او انحط الى رتبة الحيوان •

ان الانسان خاضع لتاثير البيئة الطبيعية التي يعيش فيها ، كما انه خاضع للتفاعل المستمر بينه وبين المجتمع • وقد قيل ان التربية تحدث في المجتمع ، وبالمجتمع ، ومن اجل المجتمع ، وان لكل مجتمع بنيته وثقافته ، وانماط حياته ، وان وظيفة التربية تختلف باختلاف تركيب المجتمعات وثقافاتها ونظمها السياسية وانماط انتاجها الاقتصادي • لقد كانت اولى وظائف التربية في (اسبرطة)

اعداد شبان اقوياء يدافعون عن الدولة،وكان معظم الفلاسفة اليونانيين يقولون : ان تربية الفرد يجب ان تكون ملائمة لاهداف الجماعة ، فما بالك اذا كانت بعض الدول الحديثة تقيد التربية بالاهداف السياسية ، وتوجب على الفرد ان يذوب في الجماعة ؟

نقد هذين الاتجاهين

ان المبالغة في كل من هذين الاتجاهين توقعنا في مهاوى الزلل •

أ ـ فالفرديون الذين يجعلون وظيفة التربية تنمية الفرد لذاته ينسون ان الانسان من حيث هو انسان معنى مجرد ، وان الافراد الانسانيين مختلفو الصفات ، وأن اختلاف صفاتهم يرجع الى العناصر التى يستمدونها من بيئتهم الطبيعية ، او بيئتهم الاجتماعيه • ودع ان المجتمع لا يحيط بالفرد من خارجه كما يحيط الاطار بالصورة ، بل يملاه من جميع جوانبه ، ويقومه من داخله • فالطبيعة الانسانية اذن شيء مركب ، فيها عناصر فردية ، وعناصر اجتماعية ، وليس في وسع التربية ان تنمي الفرد لذاته من غير ان تبنى عملها على ما تشتمل عليه طبيعته من صفات اجتماعية حقيقية •

ب ـ والاجتماعيون الذين يجعلون وظيفة التربية اعداد الانسان الاجتماعى والاقتصادى لا يستطيعون ان يبلغوا هذه الغاية الا اذا بنوا عملهم التربوى على ما يتصف به الانسان من صفات فردية • ان التربية الملائمة لحاجات الفرد اضمن لمصلحة المجتمع الحقيقية من التربية التى لا تراعى هذه الحاجات ، لان مصلحة المجتمع ان ينمى فى كل فرد من افراده جميع الميول الطبيعية والطاقات التلقائية الابداعية التى تنطوى عليها ذاته ،لا أن يقيدها ، ويحول بينها وبين النمو والتقدم • واذا كان الغرض من التربية الاجتماعية اعداد المواطن المدرك لواجباته المدنية ، والقادر على كسب رزقه،والصالح للقيام بوظائفه الاجتماعية والسياسية والاقتصادية، فان هذا الغرض لا يتحقق بصب الافراد كلهم فى قالب واحد ، بل يتحقق بمراعاة ميول الفرد وحاجاته •

ج ـ يتبين مما تقدم ان في كل من هذين الاتجاهين جانبا من الحقيقة ، فالفرديون ينتصرون على الاجتماعيين فى شيء ، والاجتماعيون ينتصرون على الفرديين فى آخر ، ولولا مبالغة كل منهما فى توكيد وجهة نظره لما ضلا طريقهما • وسنبين فى نهاية هذا المقال ان التربية الحق تجمع بين الاتجاه الفردى والاتجاه الاجتماعى فى وزن واحد من الانسان •

تاثير التربية
فى النمو الاجتماعى والاقتصادى

لا بد لنا قبل الكلام فى تاثير التربية فى النمو الاجتماعى والاقتصادى من تحديد معنى النمو الذى اردناه هنا •

أ ـ معنى النمو

ليس النمو زيادة فى الكم فقط ، وانما هو زيادة فى الكم ، مصحوبة بتغير فى الكيف • فلا يكفى اذن ان يعظم حجم المجتمع حتى يوصف بالنمو، بل يجب ان يصحب هذه الزيادة فى الحجم تبدل فى الوظائف ، وتنوع فى التركيب •

مثال ذلك ان النمو الاقتصادى لا يقاس بفخامة الانتاج الزراعى او الصناعى فحسب ، بل يقاس بجودة نوعه ايضا ، وكذلك النمو الاجتماعى فهو لا يقتصر على توفير الحد الضرورى من العيش لكل فرد من افراد المجتمع ، بل يعمل على خلق بيئة اجتماعية راقية توفر لافرادها حياة افضل • وما يقال عن النمو الاجتماعى والاقتصادى يقال عن النمو التربوى ، فان هذا النمو لا يقاس بعدد المدارس وعدد التلاميذ والمدرسين فحسب ، بل يقاس كذلك بنوع التعليم وكيفيته وملاءمته لحاجات الفرد والمجتمع • ومتى جمعت التربية بين الكم والكيف فى وزن واحد وصفت بالنمو الحقيقى ، واشتملت على ما يريده الفرديون من تربية الشخصية الانسانية لذاتها ، وعلى ما يريده الاجتماعيون من تربية هذه الشخصية من اجل الحياة الاجتماعية والاقتصادية •

ب ـ التربية والاجتماع .

ان لكل مجتمع انسانى ـ متقدما كان او متاخرا ـ نظاما تربويا يخصه • وسبب ذلك ان المجتمع لا يبلغ غايته الا اذا عنى بتربية اطفاله ، وليس فى طبائع هؤلاء اذا ظلوا على الفطرة ما يمكنهم من الاندماج التام فى مجتمعهم ، فكان وظيفة الكبار فى كل زمان ومكان هى تدريب الصغار على كل ما يحتاجون اليه من انماط السلوك حتى يصبحوا

صالحين للحياة في المجتمع ، ولا يكتب للمجتمع البقاء الا اذا حرر افراده من سيطرة القـوى الطبيعية ، وعمل على كبت غرائز اطفاله ، حتى يرقى بهم الى رتبة من الحياة يمكن تسميتها « الرتبة الروحية » • وليس في طبيعة الطفل الحيوانية ما يمكنه من هذا التحرر،فاذا كان الطفل يستطيع ان يتحرر من طبيعته الحيوانية فمرد ذلك الى التاثيرات الخارجية التى يتلقاها من المجتمع، فكل تربية اذن عمل اجتماعي بالذات ، وهي تؤثر في المجتمع وتتاثر به ، لانه لا مجتمع دون تربية ، ولا تربية دون مجتمع • اما المجتمع فهو في حاجة الى تربية اطفاله في سبيل بقائه ، وتجديد حياته، واما الاطفال فهم في حاجة الى مجتمع يصونهم ، ويسهل اسباب نموهم وتقدمهم ، ولا بد في كل نظام تربوى - مهما يكن نوعه - من تحقيق هاتين الغايتين : اعنى بقاء المجتمع من جهة ، وتحقيق نمو افراده من جهة ثانية •

ج - التربية والاقتصاد .

ثم ان بين التربية والحياة الاقتصادية تاثيرا متبادلا • فالنمو الاقتصادى يؤثر في التربية ، لانه يسمح للافراد باستغلال اوقات فراغهم في الشئون الثقافية • ولدليل على ذلك ان عصر الازدهار التربوى في الحضارة اليونانية والحضارة العربية كان عصر رخاء اقتصادى ، فلما انحطت الحياة الاقتصادية في اوربا خلال القرون الوسطى لم يبق هنالك متسع من الوقت ، ولا وفر من الثراء لمتابعة الحركة العلمية ، على عكس العصور الحديثة التى تقدمت فيها الحركةالتربوية والعلمية بتقدم الحياة الاقتصادية •

والتربية تؤثر في النمو الاقتصادى ، والدليل على ذلك ان تطور بنية العمل مصحوب بتحسن دائم في مؤهلات الافراد العاملين في القطاعات الاقتصادية المختلفة • وهذا التحسن في المؤهلات ناشىء عن نمو التربية ، فلا غرو اذا كان التعليم في نظر علماء الاقتصاد عاملا من عوامل الانتاج ، لا صورة من صور الاستهلاك •

وللتربية في لغة التخطيط معنيان : الاول هو التربية العامة ، او الثقافة العامة ، والثانى هو التربية المهنية او التقنية ، ولهذين النوعين من التربية تاثيرهما في اعداد الطبقة العاملة • لان قدرة العامل على اتقان عمله رهن بدرجة تعلمه ، ونوع تربيته • ان ثقافته العامة تقوى قدرته على الفهم والتكيف والمبادرة والاختراع ، فاذا اراد الانتقال من عمل الى آخر ، او من وظيفة الى اخرى - وجد في ثقافته العامة ما يسهل عليه هذا الانتقال • دع ان التربية تعين على اصطفاء احسن العناصر الصالحة للعمل ، تهيىء لجميع قطاعات المجتمع اطرها الفنية والادارية • واذا اعتبرنا التربية استهلاكا وانتاجا معا ، امكننا ان نقول انها تعد الفرد للاستمتاع بالحياة من جهة ، ولكسب الرزق من جهة ثانية ، ومن الصعب علينا ان نفرق بين هذين الفرضين • ان من شروط الاعداد المهنى الصحيح ان يسبقه او يصحبه اعداد ثقافى عام ، يجعل العامل او المهندس او الطبيب انسانا قبل كل شىء ، اعنى انسانا متصفا بالمرونة الفعلية التى تمكنه من مواجهة المواقف الجديدة في يسر • فما بالك اذا كانت سرعة التطور العلمى والصناعى تجعل شروط العمل المهنى اكثر تغيرا مما كانت عليه في الماضى ، ان سنة واحدة من التغيرات الحاضرة تعادل مئات السنين من التغيرات الماضية ، والوسيلة التى تجعل العامل احسن تقبلا للتغير ، والقدر على التكيف هى الثقافة العامة •

وظيفة التربية

ان للتربية وظيفتين متكاملتين :

الاولى : تربية الفرد لذاته من جميع الوجوه الجسمية والعقلية والاخلاقية •

والثانية : تلبيـة حاجات المجتمع الثقافيـة والاقتصادية •

لقد كان فلاسفتنا القدماء يقولون : ان العلم بلا عمل كالشجر بلا ثمر ، ولا قيمة للشجرة الا اذا طاب جناها • وهذا يصدق على وظيفة التربية من جهة ما هى وسيلة لاعداد العالم العامل على تنمية المجتمع •

ان المربى الذى يعنى بتنمية طاقات الفرد المبدعة كالاقتصادى الـذى يعنى بتنمية رؤوس الاموال المثمرة ، ولا فرق بين المربى والاقتصادى الا في شىء واحد ، وهو ان الاول ينمى طاقات روحية ، والثانى ينمى طاقات مادية ، ولا قيمة للطاقات المادية الا اذا وضعت في يد الانسان ، فالانسان اذن كل شىء ، لا يتم في الحياة امر الا على يديه، ولا معنى للتقدم التقنى والازدهار الاقتصادى الا اذا كانا ناضجين له •

وعلى ذلك فان اهتمامنا بتاثير العوامل الاقتصادية في التربية لا يعني اننا نريد ان نزن الانسان بميزان المادة ، بل يعني اننا نريد ان نؤكد القيم التربوية ببنائها على الشروط الواقعية .

ليست القيم الانسانية مجردات عقلية لا صلة لها بالواقع ، وانما هي تركيب ذهني يجمع بين ما يتصوره الانسان من المثل ، وما تكشف عنه تجربته الواقعية من العناصر الحية .

ان تجاهل هذه العناصر لا ينمي التربية ، كما ان جهل العامل بحركات الآلة الموضوعة بين يديه لا يجعله سيدها ، وليس في التخصص المهني الذي يتطلبه نمو الحياة الاقتصادية ما يخالف هذه الحقيقة ، لان التخصص المهني الصحيح يستند الى الثقافة العامة ، ويعمل على تنميتها ، ويكشف فيها عن جوانب انسانية جديدة ، وقيم عقلية اصيلة، تنمي شخصية العامل ، وتزيد تفتحه الفكري والوحي ، وتبعثه على مجاوزة الواقع ومجاوزة ذاته .

لقد آن للتربية ان تستبدل بمفاهيمها الجوفاء مفاهيم تجريبية ، وان تجعل اعدادها للشخصية الفرد مبنيا على الاسس النفسية والاجتماعية والاقتصادية التي ادى اليها التطور .

ان الفرد المتفتح الذهن يستطيع ان يغير نمط حياته في يسر ، وان يسهم في تنمية المجتمع من الناحيتين الثقافية والاقتصادية ، فما بالك اذا كانت ممارسة العمل تفتح الذهن وتقوي الشعور بالذات وتزيد القدرة على الاستمتاع بلذة الحياة. وفرق بين انسان يعيش في بيداء الوهم ، وانسان يعيش في صميم المعركة ، ان الذي يعيش في صميم المعركة اشد شعورا بذاته الفاعلة من الذي يعيش في اطرافها .

الانسان ليس آلة

ونحن نرى ان تربية الفرد تربية كاملة — توجب تعليمه عملا مهنيا يصون كرامته وحريته ، وينمي شخصيته ويجعله عضوا نافعا للمجتمع ، كما ان تعليمه احدى المهن يوجب اعداده اعدادا ثقافيا عاما يمكنه من معرفة ذاته ومن مجاوزة الواقع ، فليس الانسان الذي نريد اعداده آلة انتاج فقط ، وانما هو نفس وعقل وارادة ووجدان . وخير للانتاج الاقتصادي ان يكون العاملون فيه متكاملي الشخصية ، متفتحي الاذهان ، قادرين على التكيف، متصفين بالمرونة العقلية وبالقدرة على الابداع ، بدلا من ان يكونوا آلات عمياء تنفذ حركات قسرية .

ان وظيفة التربية اعداد شخصيات انسانية تفهم عصرها ومجتمعها، وتدرك دورها الفعال في تطويره. واذا قيل ان المعاهد الثقافية لا تختلف عن المعامل الصناعية من حيث تقيدها بقانون العرض والطلب، وقواعد الانتاج والاستهلاك . قلنا ان هذه المعاهد انشئت لاعداد الرجال ، لا لانتاج السلع التجارية، ومن شروط اعداد الرجال ان تكون تربيتهم كاملة أي ان تجمع بين اعدادهم النظري والعلمي ، واعدادهم العملي والمهني ، حتى يصبحوا قادرين على الاستمتاع باوقات فراغهم من جهة ، وعلى خدمة المجتمع وتنميته من جهة ثانية . ولما كنا نعيش اليوم في عالم متفجر ، يتفجر فيه كل شيء ، كتفجر السكان ، وتفجر العلم والفن ، وتفجر الصناعة والزراعة والتجارة ، فان من شرط تربيتنا الحديثة ان تكون متفجرة كالعالم الذي نعيش فيه ، أي ان تنمي الشعور بالحرية والاستقلال والمسؤولية والقدرة على البحث والنقد والاختراع ، وسبيل ذلك كله تغيير تركيب المناهج ، وتحسين طرق التدريس ، والعناية باعداد المعلمين اعدادا نفسيا وتربويا واجتماعيا .

وخلاصة ما تقدم ان وظيفة التربية اعداد الفرد لذاته ولمجاوزة ذاته في وقت واحد . اعداده لتلبية الحاجات الاجتماعية والاقتصادية الحاضرة، واعداده لمجاوزة هذه الحاجات الى حاجات اسمى وافضل . ومعنى ذلك ان وظيفة التربية اعداد الانسان لمواجهة ما ينتظره في المستقبل ، لا الاقتصار في اعداده على تزويده بالمعلومات التي انتقلت اليه من الماضي ، ان طلاب معاهدنا الحاضرة سيعيشون في القرن الحادي والعشرين ،فاذا نحن اعددناهم للحياة في منتصف القرن العشرين — من غير ان ندخل في حسابنا ما ينتظرهم في المستقبل — لم يكن اعدادهم كاملا . ان من شروط الاعداد الكامل ان يجمع بين الماضي والحاضر والمستقبل ، لان الحاضر — كما يقولون — مثقل بالماضي ، ومملوء من المستقبل . وجماع ذلك كله ان تجمع التربية بين وظيفتين ، وهما تربية الشخصية الانسانية لذاتها من جهة ، وتربيتها للاسهام في التنمية الاجتماعية والاقتصادية من جهة ثانية ، وهاتان الوظيفتان متكاملتان .

الدكتور جميل صليبا

بقلم : علم الهدى حمـاد

■ تجتاح العالم الان موجة من الخوف تبعث
عب فى اوصال الدول وحتى الكبرى منها .
انه الجوع ... انها الكارثة التى قد لايجد
سان منها مفرا .

الفكرة ليست بجديدة ، والمجاعات معروفة للانسان
بدء الخليقة . وذكرت جميع الكتب السماوية
وارث التى تلحق بالانسان ومنها المجاعـات ـ
تى قد يعتبرها البعض من علامات الساعة .
شك ان الانسان فى صراعه منذ وجوده على سطح
ض انما يهدف اساسا الى الحصول على الغذاء
، قصة الصراع من اجل البقاء . ولكنه الان
، ان استطاع ان يصل الى ماعليه من تقدم
فاهية ، يجد نفسه فى موقف يدفعه للخوف . انه
ف من مستقبل قريب قد لا يجد فيه الانسان
سد به رمقه .

لقد بدأ ظهور شبح الكارثة فى صورة القحط
لآلاف الذين يتساقطون موتا من فرط الجوع . وقد
صدق البعض ما يروى عن الجوع ولكنها الحقيقة
ة ، فهناك من يموت من الجوع المباشر فى آسيا
فريقيا وامريكا اللاتينية .

ليس ببعيد عن الذهن تلك المجاعات التى اكتسحت
وروبا خلال العصور الوسطى . وليس بخيـال
مانسمعه عن اكل الكلاب والقطط والحال الذى وصل
ببعض الامهات فاكلن اطفالهن .. ان البشاعة التى
يصل اليها الانسان الجائع تفوق التصور !

لاشك ان الشواهد تؤكد انتصار الانسان فى
معاركه ضد الجوع والتى توجتها الفترة التى تلت
الحرب العالمية الثانية . فلقد وصلت المحاصيل
الزراعية فى عديد من الدول ـ خاصة امريكا ـ
الى حد وجود فائض ساهمت به فى برامج المعونات
للدول الفقيرة . ولكن هذا الانتصار انحسر وحل
محله التشاؤم خاصة بعد خسائر ١٩٧٢ فى المحصول
العالمى والتى قدرت بحوالى ٣٪ . وليس الحـال
بافضل فى السنين القادمة ، فما زال خبراء الغذاء
العالميين فى تشكك من المقدرة على مجابهة استفحال
المجاعة .

ولا يمكن انكار اتجاه الدول المصدرة للغذاء الى
الحفاظ على انتاجها بالشكل الذى لايضر بمصلحتها ،
وذلك بان سنت هذه الدول العديد من القوانين
التى تحد من تصدير المواد الغذائية . ويعتبـر
موقف الولايات المتحدة فى اكتوبر ١٩٧٤ من الشواهد
المؤكدة لهذا الاتجاه ، اذ اوقفت بيع ما يقرب من
عشرة ملايين طن من القمح للاتحاد السوفيتى ثـم
لم تسمح الولايات المتحدة الا ببيع ١/٥ من الكمية
التى سبق ان قررتها .

شبح الجوع

قام الاقتصادى الانجليزى بارسون توماس مالتس Malthus فى عام ١٧٩٨ بطرح نظريته المعروفة عن الزيادة السكانية •

وتلخصت هذه النظرية فى ان الزيادة فى عدد السكان تفوق قدرة الدول على انتاج الغذاء • فعنده ان عدد السكان يزيد بمعدل هندسى (٢،٤، ٨،١٦،٣٢،٠٠ الخ) بينما يزيد الانتاج للمواد الغذائية بمعدل حسابى (١،٢،٣،٤،٥،٠٠ الخ) ، وهذا ما سيؤدى الى المجاعات والهلاك • ولا شك ان الاحداث الاخيرة تجسد هذه النظرية وتؤكد صحتها •

ولايمكن انكار الواقع الاليم الذى يعيشه ٧٠٠ مليون نسمة مهددين بالجوع ، بل لا يمكن انكار ان ١٠ر٠٠٠ يموتون اسبوعيا من الجوع فى افريقيا ، وآسيا ، وامريكا اللاتينية • ان مانقلته اجهزة الاعلام عن المجاعات فى تشاد ، وجامبيا ، ومالى ، وموريتانيا ، والسنغال ، وفولتا العليا ، والنيجر، والحبشة ، والهند . وبنجلادش لم يقدم الا فكرة بسيطة عن حقيقة اليمة ينظر اليها الشبعان على انها خبر ، وان اتصل بحياة انسان • فالهند فقط تحتاج الى حوالى عشرة ملايين طن من المواد الغذائية هذا العام من المصادر الاجنبية ، فان لم تستطع توفيرها فهناك ٣٠ مليون جائع مهددون بالموت •

موقف الدول النامية

لقد استطاعت الدول النامية خلال العشرين عاما التى تلت عام ١٩٥٠ تحقيق حد كبير من النجاح فى الانماء والانتاج الزراعى • ويلاحظ ان هذه الدول قد توسعت خلال هذه الفترة افقيا بزيادة حجم الارض المزروعة بنسبة ٣٥٪ ، كما توسعت راسيا بزيادة حجم المحاصيل بنفس النسبة تقريبا وبذلك ارتفع انتاجهم الاجمالى للغلال بنسبة ٧٨٪ (بينما كانت نسبة الزيادة فى الدول الصناعية ٦٤ ٪)• وقد نتج هـذا الارتفاع الملحوظ ـ حسب رأى

الخضراء ـ خلال فترة الستينات وذلك بعد زراعة الانواع المستحدثة في ذلك الوقت من القمح والارز والتي عرفت بانها « معجزة » • ولهذه الانواع خصائص ، مثل نسبتها العالية في الانتاج ، وقصر ساق النبات وما يقلل من نسبة خسائرها الناتجة من الرياح • وسموا هـذا التـطور « بالثـورة الخضراء » •

انخفاض المحصول العالمي

كانـت سنـة ١٩٧٢ بداية انخفاض المحاصيل الزراعية ، ذلك الانخفاض الذى ادى الى سلسلة من الكوارث في عديد من انحاء العالم • ويعزى هذا الانخفاض الى التغير في الاحوال الجوية ، مثل قسوة الشتاء وانخفاض معدل الامطار ـ وهذه هي الاسباب الرئيسية لانخفاض المحاصيل فـى الاتحاد السوفيتي والارجنتين واستراليا والفلبين والهنـد • كمـا توجـد عوامـل اخـرى مثـل التغير في تيارات المحيط الهادىء على سواحل بيرو ، وقد ادت الى انخفاض كميات الانشوفةالتى تستخدم كمصدر رئيسى لعلف الحيوان •

وبالاضافة الى ذلك فهناك عامل ينحصر في ان درجة حرارة سطح الارض في انخفاض ، واذا استمر هذا الانخفاض بنفس المعدل فقد يعنى كارثة زراعية لامفر منها • فحسب ادعاء عالـم المناخ الانجليزى لامLamb ، يمر المناخ خلال دورة كل ٢٠٠ عام ، وتختلف هذه الدورة بين الدفء والبرودة • وبذلك فانالارض تدخل الان في مرحلة من البرودة تتشابه حسب زعم احد العلماء مع « العصر الثلجي الصغير » الذى مرت به اوروبا خلال القرن السادس عشر حتى القرن التاسـع عشر •

وليس بغريب ـ اذن ـ ان ينخفض انتاج الغذاء لاول مرة خلال عشرين عاما بحوالي ٣٣ مليون طن•

ولم تكن سنة ١٩٧٣ افضل من السنة السابقة، ففي هذه السنة ارتفعت اسعار البترول وادىذلك الى ارتفاعاسعار الاسمدة الكيماوية ومواد مقاومة الآفات • كما ادت هذه الزيادة الى التاثير المباشر على الدول التي تعتمد على المضخات فـى نظام الرى •

الانفجار السكاني

تعتبر الزيادة في الطلب على المواد الغذائية نتيجة طبيعية للانفجار السكاني،وبخاصة في الدول الفقيرة • وقد يكون من الصعب على القارىءتخيل ما يترتب على زيادة في عدد السكان الان هي ٢٠٠,٠٠٠ نسمة يوميا او ٧٥ مليون سنويا ـ اذ ستكتظ الارض بسكانها لتصبح ٣,٩ بليون نسمة في ظرف ٣٥ عاما •

ومن المؤسف ملاحظة الفارق السكاني بين دول العالم ، فبينما نـرى الدول المتقدمة قد وصلت الى اقل معدلات الزيادة الممكنة في السكان نجد ان الدول غير المتقدمة وكانها في سباق لانتاج اكبر عدد من الاطفال • ويساهم الانخفاض في معدلات الموت في هذا الانفجار السكاني •

وجدير بالاشارة ان معدلات الموت في البلاد غير المتقدمة قد انخفضت نتيجة لازدياد الرعاية الصحية وانتشار العلاج •

وبمقارنة معدلات المـوت والمواليد في الـدول المتقدمة وغير المتقدمة نلاحظ الاتى : تصل معدلات الموت في الدول غير المتقدمة الى ١٤ لكل ١٠٠٠ نسمه بينما تصل في الدول المتقدمة الى ٩ لكل ١٠٠٠ نسمة • وتصل معدلات المواليد في الدول غير المتقدمة الى ٣٩ لكل ١٠٠٠ نسمه بينما تصل في الدول المتقدمة الى ١٧ لكل ١٠٠٠ نسمه • وبذلك تشير الدلائل الى ان الدول غير المتقدمة سبب رئيس للانفجار السكاني •

توزيع الرفاهية والفقر

علق احد اساتذة التغذية بان مايستهلكه ٢١٠ مليون امريكي من غذاء يمكن ان يتغذى عليه١,٥ بليون صيني ـ حسب متوسط التغذية في الصين• وليس بغريب ان يقالبان الدول المتقدمة لا تستخدم مصادرها بالطرق الفعالة • فاستهلاك الامريكى للغلال مثلا تتمثل في تحويلها الى ماشية ودواجن وقد وصل استهلاك اللحوم الى درجة مرتفعة تزيد عن الاحتياج الجسماني • ولذلك فمن السهولة الاخذ على الدول المتقدمة زيادة الاعباء على مقدرة وموارد العالم •

لقد تمكن العالم خلال ربع قرن الماضي مـن الحصول على متطلباته منالغذاء بما صدرتهالولايات

المتحدة وكندا واستراليا ونيوزيلاندا والارجنتين من فائض الانتاج.ولعبت الولايات المتحدة دور المصدر الرئيسى ، بجانب ما قدمته خلال برامج المعونة للدول الفقيرة . وبينما يستمر الارتفاع فى الطلب على المواد الغذائية وبذلك ترتفعاسعارها ـ تعانى الدول غير المتقدمة من انخفاض قدراتها المادية للشراء . فبحسبة بسيطة نجد انه لا بد لهذه الدول من دفع ١٧ بليون دولار ثمنا للغذاء فقط ، بجانب احتياجاتها المتزايدة للوقود والتكنولوجيا والسلع الاخرى .

ونتيجة لفداحة الاسعار وارتفاعها نجد ان قدرة الدول غير المتقدمة ـ لتسديد ما عليها من التزامات ـ يقابلها بعض التشكك ، فى نفس الوقت الذى لا يمكن لهذه الدول فيه الاعتماد على المعونات .

فالولايات المتحدة مثلا بعد ان وصل ما قدمته من معونات غذائية خلال العشرين سنة الماضية الى ما يساوى ٢٥ بليون دولار ، فان سياستها الان تتعارض مع برامج المعونة لما فيه المجتمع الامريكى نفسه من ازمة .

ولكن برامج المعونة ليست كما يتصورها البعض، منة وعطاء تبذلها الدول المتقدمة وتستطيع وقفها .

وبافتراض قوة الدول الغنية وقدرتها على وقف المعونات اذا ارادت ، الا يوجد احتمال ان تؤثر المجاعات فى انحاء العالم على الانظمة السياسية والاقتصادية والاجتماعية لهذه الدول ؟

مؤتمر روما

احتشد اعضاء وفود ١٠٠ دولة ، و ١٢ من المنظمات الدولية فى روما خلال شهر نوفمبر ١٩٧٤ لحضور المؤتمر العالمى للغذاء والذى عقدته الامم المتحدة . ويعتبر هذا المؤتمر الاول من نوعه كمجهود دولى مشترك لمواجهة مشكلة الجوع .

وقد وجه المؤتمر اهتمامه بمستوى الاحتياطى للغلال ، وهو ما يعتمد عليه العالم فى سد حاجاته . ويعتبر الانخفاض فى الاحتياطى مشكلة واقعة وتنذر بالخطر ؛ فبينما وصل احتياطى المخزون فى عام ١٩٧٢ الى ٢٠٩ مليون طن او ما يكفى لسد الحاجة فى ٦٦ يوما ، نجد انه وصل فى عام ١٩٧٣ الى ١٣٠ مليون طن مترا او ما يكفى لسد الحاجة فى ٤٠ يوما . ولكن هذا الانخفاض لم يقف عند هذا الحد فنجد انه وصل فى عام ١٩٧٤ الى ٩٠ مليون طن متر فقط اى ما يكفى لسد الحاجة فى ٢٦ يوما حسب معدل الاستهلاك العالمى .

ولذلك فقد تقدمت منظمة الاغذية والزراعة Fao التابعة للامم المتحدة باقتراح انشاء « نظام احتياط دولى » وبمساهمة جميع دول العالم فيه ، وقوبل بالموافقة من الدول الاعضاء . ويأخذ هذا الاقتراح فى الحسبان بان يؤمن الاحتياطى حدا ادنى من الغلالالمقابلة لاحتياجاتهالماسة . وسيأخذ تنفيذ هذا الاقتراح خمسة اعوام على الاقل لتجميع ٧٠ مليون طن ، وهو ما يكفى لاطعام ٣٠٠ مليون فرد لسنة واحدة . ولا شك ان تنفيذ هذا الاقتراح سيخلى الولايات المتحدة من دورها الرئيسى كصومعة عالمية للغلال ! وما زالت هناك بعض التساؤلات : ما هى الدول التى ستشارك فى الاحتياطى ؟ ومن ذا الذى سيقوم بنقل الغلال والرقابة عليها ؟

ويمثل الجزء الآخر من الاقتراحات فى توصية الدول لا سيما الغنية بمضاعفة استثماراتها الزراعية فى المناطق النامية لآسيا وافريقيا وامريكا اللاتينية . وينبثق الامل من قدرة هذه المناطق على انتاج جميع ما تحتاجه من غذاء ، وهذا ما يعتبره الخبراء الحل الوحيد الطويل الاجل ، ولا يوجد ما يمنع من ذلك وهناك المساحات الشاسعة من الاراضى غير المستغلة ، والمياه الصالحة للرى والقدر الكبير من القوى العاملة . وينحصر النقص اذا فى رأس المال والخبرة ، ويمكن توفيرهما خلالمساهمة الدولالمتقدمة والغنية والهيئات العالمية .

ونرى بذلك ان الهدف الاساسى هو رفع معدلات انتاج المحاصيل الزراعية فى الدول النامية من متوسط ٢ر٦٪ الى ٣ر٦٪ سنويا . ويقدر الخبراء بانه لتحقيق هذه الزيادة فلا بد من زيادة المعونة الزراعية فى العالم من ٥ر١ بليون دولار كما هى عليه الآن الى خمسة بلايين سنويا على الاقل خلال الخمس السنوات القادمة .

ولا بد الا يلتبس علينا الاختلاف بين المعونات المقدمة فى شكل خبرة وتكنية والاخرى المقدمة فى شكل غذاء وسلع استهلاكية . ومن الواضح ان

حل المشكلة لم يتم بمجرد ارسال المعونات الغذائية الى الدول المنكوبة•كما لا يمكن انكار ان استمرار المعونة سيؤدى حتما الى تهاون الدول المعانة فى برامج التنمية الزراعية ، وستؤدى كميات الغذاء المعروضة (المعونة) الى خفض اسعار الانتاج المحلى • وسيؤثر ذلك على المنتجين المحليين وسيجعلهم فى تردد من توسيع الانتاج او استصلاح الاراضى او استثمار اموالهم فى الاسمدة والتكنية• ولذلك فلا بد من تشجيع الدول المعنية بالشكل اللازم لزيادة انتاجها •

زيادة الانتاج العالمي

كيف يتمكن العالم من زيادة انتاج المحاصيل الزراعية ؟

هناك عديد من الاقتراحات التى تمتزج فيها المزايا بالعيوب كما ترتبط فيها المشاكل بالحلول • وسنورد فيما يلى الاجابة على هذا السؤال •

اولا : زيادة الارض المزروعة باضافة اراض جديدة •

من المعروف ان الارض المستغلة حاليا تقدر بنصف مساحة الارض ، وبذلك فهناك ما يقدر بحوالى ٧ر٨ بليون فدان ، يمكن استغلالها • وحسب تقارير خبراء هيئة الاغذية والزراعة فهناك اراضى غير مستغلة فى الاماكن الآتية :

– حوض نهر الامازون فى شمال شرق البرازيل•

– سافانا كولومبيا ، وفنزويلا واكوادور والبرازيل •

– ما يقرب من ٧ر١ مليون فدان فى وسط افريقيا ، (موبوءة حاليا بذبابة تسى تسى) •

– عدة مناطق فى ماليزيا وتايلاند وبورما واندونيسيا وحوض نهر ميكونج •

وان كان من المعروف بان استغلال الهند والصين للارض يصل الى ١٠٠٪ فان الولايات المتحدة تفلح ٤٠٠ مليون فدان من مجموع مساحة الارض وبذلك فيوجد ٢٦٤ مليون فدان يمكن فلاحتها واستخدامها للانتاج الزراعى • ولا شك ان هناك مشاكل عديدة تعترض زيادة الارض المزروعة ، فلا بد من تعبيد الطرق وانشاء نظم للرى وبناء الصوامع والمستودعات وتحسين وسائل التوزيع •

ان اضافة ١٠٪ فقط من الارض الصالحة للزراعة (حوالى ٤٠٠ بليون فدان) ستتكلف اكثر من ٥٠٠ بليون دولار • وليس بالمنطقى ان تقوم الدول بتكبد المشقة ودفع التكاليف الباهظة لاضافة ارض زراعية جديدة فى نفس الوقت الذى لا تحافظ فيه على الارض المزروعة فعلا •

ومن المعروف ان هناك عديدا من الدول التى لا تاخذ امر استخدام الاراضى الزراعية فى اغراض اخرى بالجدية اللازمة،والتى لا تعطى الاعتبار اللازم للمحافظة عليها • ومن الامثلة على هذا الاسراف نجد الولايات المتحدة مثلا تفقد من الارض الخصبة ٦٠٠ر٠٠٠ فدان سنويا بتحويلها الى طرق ومبان سكنية •

ثانيا : التوسع فى استخدام الاسمدة •

من الحقائق العلمية ان استخدام طن واحد من السماد فى الارض المزروعة بالحبوب كالقمح والذرة والشعير يؤدى الى زيادة المحصول بعشرة اطنان • ولكن ارتفاع اسعار الاسمدة يضع الدول الفقيرة فى موقف المعاناة • ولا شك ان اقتراح هيئة الاغذية والزراعة بانشاء مجمع للاسمدة جدير بالتفكير،حيث تقوم الدول الغنية والصناعية بتقديم الاسمدة او الاموال اللازمة للدول ذات الحاجة اما كمعونة او باثمان مخفضة من خلال المجمع•

ومن الواضح ان التوسع فى استخدام الاسمدة لا بد وان يقابله زيادة فى الانتاج • وبحسبة بسيطة نجد ان الانتاج حاليا والمقدر بحوالى ٨٠ مليون طن سنويا لا بد من زيادته ثلاثة اضعاف على الاقل حتى يمكن مواجهة الاحتياج المتزايد • وقد تجد فكرة امداد التوسع فى انشاء مصانع السماد الى الدول الفقيرة آذانا صاغية ، ولكن مشكلة الطاقة اللازمة للتشغيل ستظهر كصعوبة لا حل لها – مثلما يحدث فى الهند حيث ينخفض معدل التشغيل الى ٥٠٪ •

ثالثا : توفير المياه اللازمة :

لا شك ان المياه اللازمة للزراعة فى عديد من الدول من الندرة بالدرجة التى قد تصل الى القحط – كما حدث فى بلاد الساحل (افريقيا) •

ويعتبر الماء العامل الاساسى فى حل الجزء الاكبر من المشكلات الزراعية ، وبذلك فلا بد من توفير المياه اللازمة لمجابهة النقص الحالى ٠

وبالاضافة الى ذلك فان اى توسع فى المساحة المزروعة سيستدعى توفير كميات اكبر من المياه ٠ وقد قدرت هيئة الاغذية والزراعة بان حاجة العالم للمياه ستصل الى ٢٤٠٪ فى اواخر هذا القرن مما هى عليه الآن ٠

وباستعراض وسائل توفير المياه نجد ان السدود ونظم الرى تعتبر مستكملة الى حد كبير ، ولا يمكن وضع اى امل فى هذه الوسائل لتوفير كميات اكبر من المياه ٠ وليس امامنا الا ان نستخدم ما اعطاه الله لنا باكثر حكمة وكفاءة ٠

وقد توجد طرق مختلفة لتوفير المياه ، الا ان التكلفة ستكون مرتفعة ٠ وللدلالة على ذلك نذكر ان توفير المياه لرى ٢٥٪ زيادة فى الارض المزروعة سيتكلف ٥ر٣ بليون دولار سنويا لفترة الاحدى عشر سنة القادمة ٠

رابعا : تحسين وسائل تخزين وتوزيع المواد الغذائية :

من الحقائق المؤسفة فقدان ما يقرب من ربع كمية المنتوج من الغذاء فى العالم بعد خروجه من الحقل حتى وصوله الى مائدة المستهلك ٠ ومن الملاحظ ان فى عديد من الدول غير المتقدمة تصل رداءة وسوء التخزين الى الدرجة التى تفسد المواد الغذائية ، وتصبح فيها مرتعا للفئران والحشرات والآفات المختلفة ، فاذا تمكنت هذه الدول من بناء الصوامع والمخازن المناسبة وانشاء الوسائل الحديثة للنقل وايجاد الطرق الملائمة للتوزيع ، فلا شك ان العائد سيكون مجديا ٠

خامسا : استحداث انواع ذات عائد مرتفع من المحاصيل :

لا شك ان هذا المجال مفتوح على مصراعيه ، وتوجد بحوث لا حصر لها فى هذا الصدد ٠ والامثلة للتطور الذى يدفعه العلم لاستحداث انواع من المحاصيل ذات قيمة غذائية عالية او عائد مرتفع كثيرة وان لم تخرج فى عديد من الاحيان عن حدود البحث ٠

ونذكر ان هناك ما يقرب من ٠٠٠ر٨٠ نوع من النباتات الصالحة للاكل ولا يستخدم منها فى الانتاج الزراعى غير ٥٠ فقط ٠

والمشكلة القائمة فى هذا الصدد لا تقف عند القيام بالبحوث والتحليلات ، بل تتعداها الى استخدام النتائج وتطبيقها بالشكل المفيد ٠ فقد لا يستسيغ الناس ما قد يقدمه لهم العلماء ، وعلى سبيل المثال نجد انالهنود لم يتقبلو النوع الحديث من الذرة High-Lysine وهو نوع يحوى ٦٦٪ من البروتين اكثر من النوع المعروف ٠

سادسا : انشاء مراكز البحوث الزراعية والاستفادة منها فى الدول غير المتقدمة ٠

بمقارنة متوسط انتاج الارض المزروعة نجد انه ١٧٠٠ رطل للفدان فى الدول المتقدمة ولكنه ١١٠٠ رطل فى الدول غير المتقدمة ٠ لا يوجد ما يدعو الى هذا الاختلاف كما لا يوجد اى سبب يحد من وصول الانتاج الزراعى فى الدول غير المتقدمة ٠

ولكن الاحتياج يقسم فى ايجاد انسب المحاصيل الملائمة للمناخ والتربة والطرق الفعالة لمقاومة الآفات ٠ ويمكن لمراكز البحوث الزراعية فى الدول غير المتقدمة من دراسة وبحث مشاكل منطقتها وايجاد الحلول ٠ وان كانت المراكز الموجودة حاليا وللاسف الشديد فى موقف المعاناة من عدم توفر الاموال والمعدات اللازمة وعجزها فى الافراد المتخصصين ٠

وقد تتراءى فى الافق حلول مختلفة لمواجهة نكبة الجوع مثل استخدام المحيطات كمصدر لانتاج البروتين ٠ وتحويل الغابات الى ارض زراعية ، وزيادة الانتاج العالى ٠ ولكن جميع هذه الحلول لن تجدى اذا استمرت الزيادة السكانية على ما هى عليه الآن ، ولن يوجد مفر من كارثة تحيق بالدول غير المتقدمة على وجه الخصوص ٠ ولا شك ان الدول المتقدمة ليست على استعداد لتحمل مسئولية اطعام الدول الاخرى ، كما انها ليست على استعداد لتقديم المساعدة على حساب مستوى معيشة شعبها ٠ ■■

واشنطن — علم الهدى حماد

وحدة الله تتراءى فى وحدة خلقه
وقدرة الله تتراءى فى بديع صنعه

نفايات الأجسام الحية وأشهرها

البول

وأشهر الأجهزة البولية

الكليتان

بقلم الدكتور أحمد زكى

■ اكثر الأشياء التى تقع فى يدك ، بعضها نافع تنتفع وتحتفظ به ، وبعض لا نفع لك حاضر منه ، فانت ترمى به ، وقد تضعه في سلة القمامة · انك تنفيه · فهو نفاية ، والجمع نفايا او نفايات

وللنجار نفاية · انه يعالج الخشب ليصنع منه قِمطرا ، فهو بالمنشار ينشره ، وبالفارة يبشره ، الى غير ذلك · ويتبقى من كل ذلك كُسارة ونشارة لا ينتفع بها النجار ، فهى له نفايا ·

وكالنجار الحداد ، والجزار ، وكل مشكل شيئا بيديه ·

ونفايا المطابخ انواع كثيرة · البطاطة منها القشر نفاية . والخضروات بعضها الكثير نفاية · والبيض قشره نفاية · واللحم تقطع طابخة البيت ، من بعد الجزار ، نفايات منه كثيرة ·

والطعام الذى ياكله الانسان له نفايا

والطعام الذى يأكله الانسان ، له من بعد طهى وأكل نفايا ، وذلك بعد ان سقط منه فى المطبخ الكثير ·

انه ليس كل ما يجاوز الفم الى المعدة يدخل صميم الجسم بأن تمتصه الأمعاء • انه فى الامعاء ينهضم سواء كان بروتينا ، او سكرا ونشا ، او دهنا ، وتتخلف منه بقية لا تنهضم فلا تمتص ، فهى تسير مسيرتها الطويلة فى الأمعاء حتى تخرج فى آخر المسيرة عن طريق الأست ، نفايا لا بد أن يتخلص منها الجسم • فهذا هو البراز •

ونقول ان هذه النفايا تخرج من الجسم، برازا ، والحقيقة انها ما دخلت صميم الجسم حتى تخرج منه • ان الجهاز الهضمى كله ليس الا انبوبة مخترقة للجسم ، وكل شىء تحتويه لا يدخل الجسم الا ان تمتصه جدران هذه الانبوبة فينفذ منها الى الدم وراء جدران هذه الأنبوبة ، وعندئذ فقط يقال انه دخل الجسم •

والذى دخل من الغذاء المهضوم الى الجسم ، عبر جدران المعا ، ليس كله سيبقى، فى الجسم فينتفع به فلا يكون له نفايا •

نفايا من السكريات والنشا وما اليها

لايضاح ذلك نضرب مثلا بالمواد السكرية والنشويات التى تنهضم فتنحل فتصبح سكرا بسيطا (سكر العنب) (الجلوكوز)، فهذا تمتصه جدران الامعاء فيدخل فى الدورة الدموية ، ليتوزع آخر الامر على خلايا الجسم • وفى خلايا الجسم تجرى عملية الحياة ، تلك التى هى من الخطورة بحيث تحتل القمة منها • ان السكر (وهو على أبسط صوره) يلتقى فى الخلايا بالاكسجين الذى دخل الى الجسم عن طريق الرئتين فى التنفس ، ويتأكسد هذا السكر وتجرى غير ذلك بينه وبين ما فى الخلية الواحدة من مواد اخرى لها اصول اخرى غير السكر والنشا ، دخلت الجسم عن طريق المعا ايضا من بعد هضم ، يجرى غير ذلك بينه وبين تلك المواد تفاعلات كيماوية كثيرة معقدة لها غايات اخرى • ومن لقاء السكر بالاكسجين ، والاكسدة الناتجة ، ينتج ثانى اكسيد الكربون (من الكربون الذى بالسكر والاكسجين الداخل بالتنفس) ويصبح من الضرورى التخلص من هذا الغاز ، غاز ثانى اكسيد الكربون ، فهو من المخلفات الضارة ، فيتم ذلك بالزفير عند التنفس •

ثانى اكسيد الكربون اذن من النفايا وطريق خروجه الرئة •

نفايا من البروتين والبروتينات

ومثل آخر غير السكر والنشا •

ذلك البروتين والبروتينات •

فهذه تنهضم فتدخل الجسم وتأخذ مسيرها فى الدورة الدموية، وتتوزع على خلايا الجسم حيث تجرى على ما ذكرنا اخطر عمليات الحياة ، تلك التفاعلات الكيماوية التى تنتج منها كل طاقات الجسم من حرارة وكهرباء وحركة وطاقة •• وظائف الجسم، جميعها والاحاسيس، وحتى الفكر بحسبانه طاقة من الطاقات •

هذه البروتينات تنهضم فتنحل فتدخل الجسم ، لا على صورة بروتينات ، ولكن على صورة أحماض تعرف بالاحماض الامينية Aminoacids ، لان فى تركيبها يدخل الكربون والاكسجين والادروجين ، لكن تدخل ايضا مجموعة تحتوى ذرة من النتروجين ، مع ذرتين من الادروجين، وهى العناصر الثلاثة التى يتألف منها غاز النشادر، Ammonia الذى يتألف جزئيه من درة نتروجين مع ٣ ذرات من الادروجين •

وفى التفاعلات الكيماوية التى تجرى فى خلايا الجسم وتشترك فيها تلك الاحماض الامينية ، تنتج نفايات نتروجينية ، لا بد من التخلص منها لانها تضر اجسام الاحياء جميعا ، من الانسان فما دونه •

وهذه النفايات ثلاثة انواع .

النشادر وهو اخطرها على الاجسام •

والبولينة او اليورية Urea ,

وحامض البوليك او حامض اليوريك Uric Acid .

وان كان الاست طريق التخلص من

البراز ، نفاية اولى ، وهى نفاية لم تدخل صميم الجسم ، وكانت الرئتان طريق التخلص من ثاني اكسيد الكربون بالتنفس ، نفاية ثانية ، فالكليتان والاجهزة البولية وما يستعاض به عنها فى طوائف الحيوانات هى السبيل للتخلص من هذه المواد النتروجينية ، نفايات ثالثة .

وليست هذه كل النفايات فالماء مثلا نفاية هامة تخرج اساسا فى التبول . والاملاح نفاية هامة . وكثير مما يدخل الجسم من عقاقير يخرج من الجسم نفايات من سبل شتى .

الوحدة من الخلق

هذه الوحدة تتراءى هنا اول ماتتراءى فى ان غذاء الاحياء جميعا اصوله واحدة ، هى اساسا البروتينات والسكريات والدهون .

والهضم فيها واحد ، فهذه الاغذية تنحل الى اجسام ابسط منها ، واحدة . وهذه تدخل فى صميم الاجسام الى خلاياه فتخضع لتفاعلات كيماوية وغيرها فتنتج الحياة ، وهى حياة متشابهة فى سائر الحيوانات ولو اختلفت درجات .

وحتى النفايات التى تخرج من هذه الاجسام نتيجة لهذه التفاعلات واحدة ، فكل الحيوانات تتنفس فتخرج ثانى اكسيد الكربون نفاية . والحيوانات ، تعيش فى ماء او ارض او هواء تخلف من البروتين نفاية أو اكثر من هذه الثلاثة :النشادر ، والبولينة وحامض البوليك . واختلفت اسماؤها وهى ذات نسب قريب . فالذى يتخلف اولا من البروتين هو النشادر ، وهو سام . فان عاش الحيوان فى الماء ، وعاش فى ظروف تخول له ان يتخلص من النشادر باذابته فى هذا الماء ، فيتخلص منه على هذا النحو السريع . وهكذا تفعل اكثر الحيوانات اللافقارية التى تعيش فى الماء ، وفى الماء العذب خاصة . واذا اعوز الكائن الحى الماء تخلص من النشادر بتحويلها كيماويا الى بولينة او الى حامض البوليك تمهيدا للتخلص منها فى البول مثلا ، فهما اقل ضررا من النشادر . والثدييات من الحيوانات من نفاياها البولينة ، والانسان تفرز كليتاه فى بوله البولينة وحامض البوليك .

وحدة مع اختلاف ، هى قاعدة الخلق التى لانفتأ نرددها . والاختلاف ما كان الا لتيسير صعوبات تنشأ فى الحياة بسبب اختلاف تركيب الكائن الحى او اختلاف البيئة والظروف القائمة .

أجهزة التخلص من نفايا الاجسام فى الحيوانات اللافقارية .

الأميبة

ونبدأ الحيوانات اللافقارية بالأميبة مثلا ، وهى فى ادنى الدرجات فى السلم الحيوانى ، اذ يتألف جسمها من خلية واحدة . فهذه تنشأ فيها فجوة صغيرة اشبه بالفقاعة شكلا ، وهى تمتص الزائد من الماء وبه النفايا ذائبة ، ثم تخرج هذه الفقاعة بمافيها من جدار الأميبة ، وتنفقىء بالذى بها فى البيئة المائية التى تعيش فيها الأميبة .

الأميبة
وهى ذات خلية واحدة

وحيوانات اخرى ، من ذوات الخلية الواحدة تخرج نفاياها عن طريق جلدها ، بالانتشار اولا في سوائل اجسامها ثم الخروج الى البيئة المائية التى تعيش فيها هذه الحيوانات .

الاسفنج

فاذا ارتفعنا فى السلم الى الحيوانات الاسفنجية ، والى ذوات البطون الجوفاء المعروفة باللاحشوية Coelenterates ، وجدنا ايضا ظاهرة الانتشار تعمل هناك ، فالنشادر ، وهو من النفايا الخطرة ، ينتشر في جوف هذه الحيوانات ولا يذهب بعيدا حتى يصل الى الحدود . وهو اذ يخرج الى البيئة التى تعيش فيها هذه الحيوانات ، ينتشر فيها لأنها من ماء . فاكثر هذه الحيوانات اللافقارية البسيطة تعيش فى الماء .

دودة الأرض

ونعلو فى السلم الحيوانى فى اللافقاريات حتى نصل الى دودة الأرض Earthworm فنبدأ نجد فيها ما يذكرنا بالكليتين فى الانسان . ان الدودة تتألف من حلقات ، ونحن واجدون فى كل حلقة زوجا من القنوات الصغيرة ، التف كل منها على نفسه ، هما أشبه

دودة الأرض

بالوحدات التى تتالف منها الكلية التى نعهدها فى سائر الحيوانات الفقارية Nephrides وتبدأ القناة فى جوف الدودة وقد تزود طرفها هذا بشيء اشبه بالقمع عليه أهداب ، مما يوحى ، وهو مغموس في السائل الجوفى للدودة ، بأنه يفرز من هذا السائل الماء وبه النفايا الواجب خروجها من جسم الدودة ، اما الطرف الثانى من القناة فتخرج منه هذه النفايا الى خارج الجسم عن طريق ثقب فيه .

وتخرج عن طريق هذا الجهاز البولى البسيط الماء والنشادر والبولينة ، اما ثانى اكسيد الكربون فيخرج اكثره عن طريق الدورة الدموية .

الجندب

واذا انتقلنا وعلونا فى السلم الحيوانى الى الحيوانات المفصلية الأرجل كالجندب Grass - hopper ويعرف بالقبوط ايضا ،

الجُنـدب

وهو من الحشرات ، وجدنا ان اهم الاجهزة للتخلص من النفايات فى هذا الحيوان الحشرى ، هى قنوات صغيرة Malpighian Tubules كثيرة ، رفيعة كالخيط ، فهذه القنوات تفرز من الدم نفايا الجسم ، واهمها حامض البوليك ، ثم هى تمتد لتصب ما افرزت فى القناة الهضمية .

الجندب
(مقطع طولي)

فالنفايا هنا اذن تخرج من جسم الجندب مع فضلات الطعام ، اى مع براز هذه الحشرة .

اجهزة التخلص من نفايا الاجسام فى الحيوانات الفقارية

رأينا فى الحيوانات اللافقارية بساطة اجهزتها التى تستخدمها فى نفى مخلّفات الجسم التى تتخلف من بعد هضم طعام ، وانتفاع الاجسام بما هضمت .

وقد اقتربت هذه الاجهزة ، ونحن نصعد السلم الحيوانى فى اللافقاريات حتى اشبهت الكليتين فى جسم الانسان ، بل اشبهت الوحدات التى تتألف منها هذه الكلى ، وقد اسموها الكُليّات Nephridea ، تركيبا ووظيفة .

ونحن اذ نرتقى فى السلم الحيوانى الى الحيوانات الفقارية ، من أسماك ، الى برمائيات ، الى زواحف ، الى طيور ، الى ذوات الثدى ، ومنها الانسان ، ندخل على الفور فى طوائف الحيوانات التى تظهر فيها الكلى جهازا بوليا مكتمل الاداء ، قد اطرد تركيبه ، واطردت وظائفه ، فهى فى الاساس واحدة . نجدها كذلك ، ونحن ننتقل من شعبة من الفقاريات لشعبة ، دليل الوحدة التى نحن فى سبيل الكشف عنها فى هذه الدراسات . ونقول انها تراكيب ووظائف مطردة ، ولا نقول متطابقة ، وما كان لها ان تتطابق ، وهذه الشعب من الفقاريات مختلفة التركيب ، مختلفة البيئة . وهى تختلف حتى فى الشعبة الواحدة . ومن امثلة ذلك الأسماك ، بعضها مساكنه الانهار ، وبعضها مساكنه البحار ، ماء حلو وماء ملح . ووظائف الكلى افرازات . فكيف ننتظر ان تتطابق وظيفة كلية تعمل فى ماء عذب ، ووظيفة كلية تعمل فى ماء ملح . ومثل آخر : حيوان يعيش فى ماء كثير ، وآخر يعيش فى ماء قليل ، تختلف الكلية فيهما ، فيما تفرز بسبب هذه الكثرة وهذه القلة ، نشادر كان افرازها ، او بولينة او حامض البوليك ؟

واصابة للهدف الواحد الذى نستهدفه ، وهو الوحدة بين الخلق ، سوف نكتفى بشرح عمل الكليتين فى الانسان ، بحسبانهما هما وكُلى الحيوانات الفقارية اشباه ، وبأنهما اعلى مراتب الكلى تركيبا ، واتمها كفاية وظائف .

■■

أحمد زكى

لها في اللغة الفصحى أصالتها
ندعو إلى استعمالها كتابة ومحاضرة

ينهج (يلهث)

■ تقول في الدارجة : نهَج الرجل،او ينهَج : اى يلهَث ، او ينبهر وتتتابع انفاسه ، وهي كلمة عربية فصيحة ، فقد جاءت بهذا المعنى فى كثير من المعاجم ، وكتب التراث • فان « النهجة » - ومثلها النهَج - هى اللهاث او الربو يعلو الانسان والحيوان • فيقال : نَهِجَ او نَهَجَ الرجل او الدابة ، يَنهَج نهَجا ، اى انبهر ولَهث ، وهذا الفعل الثلاثى لازم لا ينصب مفعولا به ، ويقال انهجَ الرجل الدابة ، اى سار عليها حتى انبهرت،وكذلك يقال انهجه الجرى او السمن، لان السمين او البدين ينهَج لاقل جهد ، حتى المشى الخفيف ، والاكل احيانا ، وكذلك ينهج كلٌ حى اذا بذل جهدا عنيفا كالجرى وحمل الاثقال ، وكذلك حين يصيبه كَرب من الَم عنيف ، كالضرب الشديد ، او فَورة الحمى ، او معاناة الالهام الفنى ، وكذلك المراة عند الولادة ، وعند كل انفعال عنيف كالغيظ والشوق ، فتتتابع انفاسه •

والفعل الرباعى « انهج » ياتى متعديا كما فى قولنا « انهجه الحنين الى الاهل او الاحباء » وقد ياتى لازما كما فى قولنا : « انهج الحصان من الجرى » ، اى اصيب بالبهر او الانبهار واللهاث•

بات يبات

نقول فى الدارجة : بات الرجل عندى ، ونقول : فلان هذا يَبَات عندى او يَبَات عندك ؟ وذلك للمضارع،كما نقول : «يبات الرجل فى منزله»او «يبَات يقرا» اى يقضى الليل كذلك، وكذلك فى الفصيحة بات يبيت وبات بيتا وبياتا ومبيتا وبيتوتة،ومن امثلة ذلك فيها قولنا : «يبات المريض ساهرا ، او يبات يتقلب من الضجر » •

وقد غلب فى الفصحى ان نستخدم بات يبيت ، دون « يبات » مع ان « يبات » صحيحة ايضا ، واستخدامها فى الدارجة اكثر واشيع •

بيت وابيات وبيوت

ونذكر بهذه المناسبة ان كلمة « بيت » تجمع على ابيات وعلى بيوت دون اختلاف ، سواء كان المقصود بكلمة « البيت » المنزل الذى يَبات فيه الانسان او غيره من الحيوان ، او قصد به احد ابيات الشعر •

ومع تساوى هذين الجمعين : « ابيات وبيوت » فاننا حين نتفصح نستعمل كلمة « ابيات » للشعر و « بيوت » للمنازل ، فلو ان غيرنا استعمل احد الجمعين على عكس هذا النحو ، فقال مثلا « تسكن اسرتى ابياتا متجاورة » او قال : « بيوت هذه القصيدة جيدة » لعجبنا منه وانكرنا عليه ، وهذه تفرقة لا مسوغ لها ، وقد استعمل شعراؤنا كلا الجمعين لكل من المعنيين ، ومن ذلك قول شاعرنا المتنبى فى الفخر بشعره ، وهو يخاطب ممدوحه ، ذاكرا ما اغراه بقدومه عليه :

« دعانى اليك العلم ، والحلم ، والحجا
وهذا الكلام النظم ، والنائل النثرُ
وما قلت من شعر تكاد بيوته
اذا كتبت - يبيضُ من نورها الحبرُ
كان المعانى فى فصاحة لفظها
نجومُ الثريا ، او خلائقك الزُهرُ »

ويقول شاعرنا احمد شوقى فى مسرحيته « مجنون ليلى » على لسان قيس المجنون :

« الم على ابيات ليلى بى الهوى
وما غيرُ اشواقى دليل ، ولا ركبُ »

اى : دفعنى الحب الى زيارة منازل ليلى (واهلها)•

★★★

خبز بائت

وبهذه المناسبة ايضا نشير الى اننا فى الدارجة، تصف الطعام من خبز وطبيخ وشراب بانه «بائت» اى صنع قبل ليلة ، كما نصف الخبز بانه «بائت» اى سبق علمه عند الناس ، « والبائت » فى الفصيحة هو الذى مضت عليه ليلة ، فاذا قلنا الخبز البائت فهو غير الطازج •

م • خ • ت

مسابقة العربي

أجب على ٨ أسئلة فقط

تربح جائزة من مجموعة جوائز قدرها ١٠٠ دينار

■ مسابقة هذا العدد تشتمل على عشرة اسئلة متنوعة ٠٠ والمطلوب معرفة الاجابة الصحيحة لثمانية منها على الاقل ، للفوز باحدى الجوائز :

١ ـ فى القرن الثانى للهجرة ، بعد القضاء على دولة الامويين ، نقل مقر الخلافة من دمشق الى العراق وبدا عهد دولة جديدة عاصمتها بغداد ، استمرت من عام ١٣٢ حتى عام ٦٥٦هـ (٧٥٠ـ١٢٢٨) تتابع خلالها فى الحكم ٣٧ خليفة هم الخلفاء :

الفاطميون ـ الايوبيون ـ العباسيون ٠

٢ ـ تشير الاحصائيات الى ان اهالى جزيرة تايوان يذهبون الى دور السينما بمعدل ٦٦مرة فى السنة للشخص الواحد ٠٠ وفى الاتحاد السوفيتى اكبر عدد من دور السينما يبلغ عددها ١٤٧٢٠٠ دارا (احصاء ١٩٧٠) بينما نجد عدد دور السينما فى انجلترا قد تناقص من ٤٥٤٢ دارا فى عام ١٩٥٣ الى ١٥٤٣ دارا فى عام ١٩٧٣ وقد شارك فى اختراع السينما اكثر من واحد ٠٠ كان من بينهم :

ديفيد ليفنجستون ـ اوجست ولويس لوميير ـ روبرت كوخ ٠

٣ ـ من اضخم قلاع العالم قلعة عربية شهيرة ٠٠ بيضوية الشكل يحيط بها سور طوله ١٢٣٠ قدما يرجع تاريخ بنائها الى ايام الاغريق والرومان ٠٠ اما البناء الجديد فيرجع الى القرن العاشر الميلادى ٠٠ وهذه القلعة هى :

قلعة حلب ـ قلعة محمد على ـ قلعة بنزرت ٠

٤ ـ بعد ان امتلك العرب اسبانيا لفترة ٨٠٠ سنة تقريبا ، انتهت دولتهم هناك عندما استولى فرديناند الثانى ملك اراغون ، فى عام ١٤٩٢ على عاصمة العرب الاخيرة فى الاندلس ، وهى :

اشبيلية ـ مدريد ـ غرناطة ٠

٥ ـ فى عام ١٧٣٣ تم صنع اثقل جرس فى العالم ، يبلغ وزنه ١٩٣ طنا ، وقطر فتحته نحو ٧ امتار ، وسمك جدرانه ٦٠ سنتيمترا ، وقد انكسر هذا الناقوس وفقدت قطعة منه وزنها ١١ طنا ٠٠ واليوم يمكنك ان تشهد هذا الناقوس الهائل معروضا فى :

بيزا ـ موسكو ـ لندن ٠

٦ ـ تهامة ٠٠ ارض عربية ساحلية متطاولة خصبة فى مجموعها ، تتخللها وديان تنساب فيها مياه الامطار ، ويصل عرض ارض تهامة ٥٠ ميلا فى بعض الامكنة ٠٠ وتهامة تمتد على ساحل :

الخليج العربى ـ بحر العرب ـ البحر الاحمر ٠

٧ ـ اشتهر موزارت Mozart الموسيقى النمساوى المشهور ، بانه اسرع مؤلفى الموسيقى الكلاسيكية، فقد كتب ٦٠٠ اوبرا ، واوبريت ، وسيمفونية ، وكونسرتو وغيرها ٠٠ كان من بينها ٧٠ قطعة نشرت خلال حياته واوبراه The Clemency of Titus كتبها فى ١٨ يوما فقط ٠٠ هذا المؤلف الذى يحتفل له احتفالا موسيقيا شهيرا كل عام فى مسقط راسه ، بمدينة سالزبورج،ولد عام ١٧٥٦ وعاش:

٣٥ سنة ـ ١٠٠ سنة ـ ٦٠ سنة ٠

٨ ـ ثائر عربى شهير ثار ضد الاحتلال الايطالى مدة ٢٠ عاما (١٩١١ ـ ١٩٣٠) وقاد الشعب فى جهاده فسقط اكثر من ١٥ الف شهيد منهم ٠٠

قلعة حلب

قلعة محمد على

ارسطو

نيوتن

وبينما كان الثائر العربي سائرا في احدى المرات وسط سرية من اصحابه يبلغ عددها خمسين فارسا، اطبقت عليه كتيبتان عسكريتان ، احداهما من ارتيريا والاخرى من ليبيا نفسها ، وبعد معركة غير متكافئة اصيب حصان الثائر العربى فوقع من فوق صهوته جريحا فاسره اعداؤه ، واعدموه فى ١٦ سبتمبر ١٩٣١ هذا الثائر الشيخ ابن التسعين عاما هو :

عبد القادر الجزائرى ـ عمر المختار ـ عبدالقادر البغدادى ٠

٩ ـ حتى اليوم عاشت اقوال اول مؤرخ وجغرافى اغريقى٠٠ولد حوالى عام ٤٨٤ ق٠م ٠٠ كان اكبر رحالة فى عصره ٠٠ زار مصر وسار مع مجرى النيل ، وسافر غربا الى قورينا Cyrene فى افريقية (تونس) ، وشرقا الى بابل (العراق) وفارس ٠٠ وشمالا حتى المدن الاغريقية على البحر الاسود٠٠ترك تاريخا كاملا لشرق البحر المتوسط، من اقدم العصور حتى بداية الحرب مع الفرس ٠٠ هذا المؤرخ الذى يلقبونه « ابا التاريخ » هو :

ارسطو ـ بريكلس ـ هيرودت ٠

١٠ ـ فى عام ١٩٧٠ قدر عدد اجهزة الراديو فى العالم بنحو ٦٢٠ مليون جهاز ، بمعدل ٩٢ جهازا لكل ١٠٠٠ شخص ٠٠ وفى الولايات المتحدة توجد ٦٣٧٢ محطة اذاعية مرخص لها بالعمل فى البلاد (احصاء ١٩٧٢) وقد قام الراديو بخدمات للسامعين كثيرة ، من اشهرها بث الغناء الشعبى والكلاسيكى وغير ذلك ٠٠ والغناء كانت وسيلة نقله قبل ذلك بالجرامفون ، وهو جهاز تسجل فيه الاصوات على اسطوانات او نحوها ، والذى اخترع الجرامفون هو :

اسحاق نيوتن ـ فرناند مجلان ـ توماس اديسون

شروط المسابقة

١ ـ ان يرفق بالاجابة كوبون المسابقة المنشورفى ذيل هذه الصفحة ٠

٢ ـ اكتب على الورقة اسمك وعنوانك الكامل بخط واضح ٠

٣ ـ ضع اجابتك فى مغلف مغلق واكتب عليه العنوان الآتى :

مجلة العربى ـ صندوق البريد ٧٤٨ الكويت« مسابقة العدد ١٩٦ »

٤ ـ آخر موعد لوصول الاجابة الينا فى الكويت هو اليوم الاول من شهر يونيو (حزيران) ١٩٧٥

الجوائز مائة دينار

يمنح الفائزون جوائز ١٠٠ دينار كويتى على الوجه الآتى:

الجائزة الاولى ٣٠ دينارا ٠ الجائزة الثانية ٢٠دينارا ٠ الجائزة الثالثة ١٠ دنانير ٠

٨ جوائز مالية : قيمتها ٤٠ دينارا ، كل منها ٥دنانير ٠٠ وعند تعدد الاجابات الصحيحة تمنح الجوائز بطريقة الاقتراع

■■

علم المستقبل

حقيقة هو أم خرافة ؟

■ اذا كانت « عبادة التقدم » Cult of Progress قد وسمت بطابعها عقلية الانسان في القرن التاسع عشر وأوائل القرن العشرين،فان «اسطورة المستقبل » Myth of the Buture (بكل ما تنطوى عليه من عناصر خيالية امتزجت باهداف الانسان الجديدة في الحياة) قد جاءت فاصبحت هي السّمة الغالبة على كل تفكير الانسان المعاصر ٠ والواقع ان الاهتمام بالمستقبل (بعيدا كان أو قريبا) قد اصبح الشغل الشاغل للكثير من العلماء وأهل التكنية، لدرجة ان «دراسة المستقبل» توشك اليوم ان تصبح صناعة اكاديمية ، أو نشاطا علميا قائما بذاته ٠

هل الضرورات الحربية هي السبب في ظهور الاهتمام بدراسة المستقبل ؟

ان الكثير من مظاهر الحضارة الغربية المعاصرة ــ كما لاحظ بعض علماء الاجتماع وغيرهم من المهتمين بدراسة الحضارات ــ تدين بوجودها لظروف عسكرية، أو متطلبات دفاعية، فرضتها على الانسان الغربي بعض الضرورات الحربية ٠ وربما كان هذا ايضا هو الحال بالنسبة الى «علم المستقبل» (على فرض وجود مثل هذا العلم) : فان الاصل في ظهوره هو بعض الظروف العسكرية التي فرضتها على الغرب حالة «الحرب الباردة» ٠

والواقع ان المهتمين بصناعة المقاتلات الحربية في الولايات المتحدة الامريكية قد فطنوا منذ عهد قريب الى ضرورة تصميم نوع جديد من الطائرات المقاتلة يكون في وسعه ملاءمة ظروف الحرب الجوية في المستقبل القريب او البعيد ، فراحوا يعملون على ادخال مواد جديدة واجهزة حديثة على المقاتلات الامريكية حتى تصبح اقدر على مواجهة ظروف القتال الجوى في المرحلة المقبلة ٠ ولم يكن بد للمسئولين عن صناعة الطائرات الحربية في الولايات المتحدة الامريكية من القيام بمجموعة من «التنبؤات العلمية» من أجل التكهن بنوع المواد الجديدة التي سيكون في الامكان استخدامها ، وطبيعة الاجهزة الدفاعية التي سيكون في وسع العدو الاستعانة بها ، والكيفية التي ستكون عليها صناعة الحرب في المستقبل ، الى آخر تلك العوامل الجديدة المعقدة التي لا بد من عمل حساب لها من اجل القيام بتنبؤات علمية دقيقة ٠

ومن هنا فقد ذهب بعض الباحثين الى ان «علم المستقبل» قدكان في ظهوره توأما لصناعة «الاسلحة الالكترونية» الحديثة في المجتمع الغربي المعاصر ٠

لجان لدراسة المستقبل

ولم تلبث الحكومات المعنية ان اهتمت بتنظيم اللجان العلمية لدراسة المستقبل،فقامت الاكاديمية الامريكية للفنون والعلوم بتشكيل لجنة من العلماء ــ برئاسة عالم الاجتماع الامريكي الكبير دانيل بل : D. Bell لدراسة مستقبل الولايات المتحدة حوالي عام ٢٠٠٠ ، وتالفت في انجلترا جماعة مماثلة ركزت كل اهتمامها اوجله حول دراسة التطورات الحضارية التي يتوقع حدوثها في الثلاثين سنة المقبلة ، اعني حتى نهاية عام ١٩٩٨ ٠ وقام في اوروبا بعض الباحثين الاجتماعيين يمثلون كلا من سويسرا ، وفرنسا ، وهولنده، (بزعامة الباحث السياسي برتران دى جوفينيل Bertrand de Jouvenel) بدراسة مستقبل الحضارة الاوروبية، فوضعوا مجلدا ضخما ، صدر في امستردام ، تحت عنون : «اوروبا عام ٢٠٠٠ » ! !

ماذا وراء هذا الاهتمام البالغ بالمستقبل ؟!

ولكن ، كيف نفسر هذا الاهتمام الزائد ــ في كل من اوروبا وامريكا على السواء ــ بدراسة المستقبل ؟

بقلم
الدكتور زكريا ابراهيم

هل يكون افلاس «الحاضر» هو السر فى هذا التطلع البالغ نحو «المستقبل» ؟ أم هل يكون ولع الانسان المعاصر بـ«الجدة» و «التجديد» هو الحافز الاساسى الى دراسة «المستقبل» ؟ أم لعله الخوف على مصير البشرية، بعد اختراع الكثير من اسلحة الدمار الفعالة ؟ كل هذه الاسباب - مجتمعة - قد تكون هى المسئولة عن ازدهار حركة «المستقبلية» Futurism فى الحضارة الغربية المعاصرة • ولكن الذى لا شك فيه انه لم يسبق لاية حضارة - فى تاريخ البشرية الطويل - ان اظهرت مثل هذا الاهتمام البالغ بالمستقبل ، لانه لم يسبق لاية حضارة بشرية اخرى أن أبدت مثل هذا الولع الكبير بالتغير : Change • وآية ذلك اننا لو رجعنا الى الكثير من المجتمعات القديمة ، لوجدنا ان بعضها كان يميل الى الثبات والاستقرار ، بينما كان بعضها الاخر يلتمس العودة الى « عصر ذهبى» وجد من قبل فى ماض قريب أو بعيد ! بل اننا لو رجعنا الى «عصر النهضة» - بكل ماانطوى عليه من معانى التجديد - لوجدنا أن دعاته فى كل من ايطاليا وفرنسا قد حاولوا احياء الحضارة الكلاسيكية القديمة !

وليس فى وسع احد اليوم ان ينكر على الحضارة الصناعية فى المجتمع الغربى ما قدمته للانسان المعاصر من مخترعات حديثة ، زادت من ايمانه بالتقدم ، وامكانية التحسن ، وعملت على تنمية ثقته بنفسه ، ومقدرته على التحكم فى الطبيعة • ولم يكن «الايمان بالمستقبل» سوى مجرد نتيجة طبيعية لهذا النجاح الكبير الذى احرزته الحضارة الصناعية الحديثة فى مضمار «التكنيك» • ثم جاءت الفتوحات التى احرزها الانسان المعاصر فى مضمار سباق الفضاء ، وغزو الكواكب الاخرى ، فعملت على انتشار الدعوى القائلة بان «الانسان التكنولوجى» سوف يصبح فى المستقبل الوشيك سيد الاكوان جميعا وهكذا زاد الاهتمام بتصور المستقبل ، وظهرت الروايات (والافلام) العلمية ترسم لانسان اليوم صورة متفائلة حينا ، متشائمة حينا آخر ، لانسان القرن الحادى والعشرين ولم تلبث فنون الازياء (والموضات) ان حاولت اللحاق بركب المهتمين بالمستقبل ، فراح مصممو الازياء يتصورون كساء المستقبل ، وصارت المرأة الغربية - اليوم - تحاول محاكاة حفيداتها المقبلات فى الملبس ، بدلا من ارتداء ازياء تحاكى بها ملابس جداتها الراحلات ! وقصارى القول ان كل ما فى الحضارة الغربية - اليوم - قد اصبح ينحو نحو المستقبل ، لدرجة ان البعض يكاد ينسى او يتناسى مشكلات الحاضر ، « من اجل الاقتصار على التفكير فى المستقبل » !

علماء المستقبل
اتراهم متفقين أم مختلفين؟!

على اننا لو ضربنا صفحا عن اوهام القصاصين والادباء وواضعى الافلام المثيرة عن المستقبل ، لكى نقتصر على النظر الى المؤلفات العلمية التى قدم لنا فيها العلماء الغربيون المعاصرون ثمرة ابحاثهم فى « علم المستقبل » لراعنا ما فى تلك التنبؤات العلمية من تضارب ، وتناقض ، وتهافت !

صحيح أن ثمة اجماعا - او شبه اجماع - من جانب هؤلاء الباحثين - على القول بان نمو المعرفة العلمية فى المستقبل سوف يستمر فى التزايد ، وان سكان العالم فى المستقبل سوف يتضاعف عددهم بشكل هائل ، وان التكنية سوف تمثل العامل الفيصل فى تحديد مصير الحضارة البشرية المقبلة ، ولكننا ما نكاد نتجاوز هذه الاحكام الكلية العامة ، لكى نمتد الى التفاصيل والجزئيات - حتى نلتقى بجمهرة من الاحكام الجزئية المتضاربة ، لدرجة اننا قد نلتقى احيانا بآراء متعارضة لدى الجماعات المختلفة من المشتغلين بدراسة « علم المستقبل » !

مزاعم بعض « علماء المستقبل »
حول مقدرة « الانسان التكنولوجى »!

وهنا قد يعترض معترض فيقول : « ان اختلاف علماء المستقبل حول بعض التفاصيل والجزئيات لا يقدح فى قيمة الجهد العلمى الذى يقومون به ، ولا يستتبع - بالتالى - ان يكون « علم المستقبل » بأسره ضربا من الاسطورة او الخرافة • ونحن نبادر فنطمئن المتحمسين

لدراسة المستقبل الى اننا لا نهدف الى الانتقاص من قيمة ابحاثهم ، أو التهوين من شانها ، ولكننا نعتقد ـ أولا وقبل كل شيء ـ انه قد يكون من خطل الرأى فى بعض الاحيان أن نصرف انتباهنا عن التفكير فى المشكلات اليومية التي يعج بها « الحاضر » ، من اجل الاسترسال فى الاهتمام بما قد يخبئه المستقبل من احتمالات او امكانات . صحيح أن من حق « العلم » التنبؤ بالمستقبل ، وصحيح أيضا ان الكثير من التنبؤات العلمية قائم على التكهن بمستقبل الظواهر « الحاضرة» بوصفها « معطيات » Data يمكن الامتداد بها فوق خطوط مستقيمة من أجل معرفة النقاط التي يحتمل ان تفضي اليها ، ولكن من الملاحظ مع ذلك انّ « خيال » العلماء كثيرا ما يقحم نفسه على تفكيرهم العلمي ، فلا تلبث « الاسطورة » ان تحل محل « الحقيقة » ، ولا يلبث « الحلم » ان يقوم مقام « العلم » !

وهذا ـ مثلا ـ «عالم من علماء المستقبل» يبالغ فى تحمسه للتكنية العلمية فيقول : « ان لدينا الآن من المقدرة التكنية (أو نعرف ـ على الأقل ـ كيف يمكننا اكتساب مثل هذه المقدرة) ما يمكننا معه ان نحقق تقريبا كل ما نريد تحقيقه! ولو اننا تساءلنا : هل اصبح فى وسعنا بالفعل ان نقوم بعملية زراعة القلوب البشرية ، أو ان نتحكم فى الشخصية الفردية، او ان نخلق لانفسنا المناخ الملائم لنا ، او أن نقوم برحلة الى المريخ او الى الزهرة ، ـ كان الجواب ـ بالطبع ـ نعم ، ان لم يكن الآن او بعد خمس سنوات او عشر ، فبالتأكيد بعد ٢٥ سنة أو ٥٠ او مائة » ! وهذا عالم آخر يغالى فيزعم ان الاكتشافات البيولوجية الحديثة فى مضمار دراسة «الفيروسات» قد قادت العلماء الى التنبؤ بقرب حلول عهد «الانتصار على الشيخوخة» ، ان لم نقل عهد «القدرة على تأجيل الموت» !

الرد على أمثال هذه المزاعم

والسؤال الذى نريد ان نطرحه الان ـ للرد على كل هذه المزاعم ـ يتلخص فى عبارة واحدة : « هل يملك علماء المستقبل بين ايديهم الآن ـ بالفعل ـ مايسمح لهم باصدار امثال هذه الاحكام، وكأن الانسان قد اصبح يملك السيطرة المطلقة على ذاته من جهة ، وعلى بيئته من جهة اخرى ؟

اننا لا ننكر ان «التكنية الحديثة» قد وضعت بين يدى الانسان ـ لاول مرة فى تاريخ الحضارة البشرية ـ الكثير من القوى الجبارة التى قد تسمح له بالتحكم فى بيئته ، والعمل على تغيير ذاته ، ولكننا لا نعتقد ان «المعطيات» الماثلة بين ايدى علماء المستقبل تخولهم ـ بالفعل ـ الزعم بان «الانسان المقبل» سيكون قديرا على المشاركة فى عملية الخلق ، ومهما يكن من امر سباق الفضاء ، والطاقة الذرية ، وشتى التجارب البيولوجية الحديثة ـ فان شيئا لا يؤذن حتى الآن ـ بان الموقف الوجودى للانسان قد تغير ، أو ان الانسان قد اصبح بالفعل قديرا على توجيه عملية «التطور» لحسابه الخاص!

الواقع اننا لو تصفحنا ابحاث بعض علماء المستقبل ، لوجدناها حافلة بضروب «المعجزات» التى سوف يصبح « الانسان التكنولوجى » قديرا على تحقيقها ، ان عاجلا او آجلا ! ولعل من هذا القبيل مثلا ما يتنبأ به بعض هؤلاء العلماء عن حلول اجهزة « الاتصال » محل « العمل » التقليدى (الذى هو ـ حتى الان ـ النشاط الاساسى للانسان)، واحتمال قيام «العقول الالكترونية» بدور اللغة العالمية التى يستخدمها البشر لتحقيق اغراضهم، وامكانية استخدام الالات والاجهزة الحاسبة لتعليم الصغار بدلا من الاستعانة بالمدرسين والمدرسات ، وتطوير العقول الالكترونية بحيث يصل مستوى ذكائها الى نسبة عالية (حوالى ١٥٠ درجة) ، واستخدام فصائل جديدة من الحيوان فى الاعمال المنزلية الشاقة ، واختراع وسائل تكنية جديدة للتحكم فى عقول البشر وإراداتهم ، والاستعانة بعقاقير فعالة لتغيير امزجتهم وادمغتهم وشخصياتهم.

بل ان بعض «علماء المستقبل» ـ من المتخصصين فى علم الاحياء ـ يذهبون الى حد القول بان انسان القرن الحادى والعشرين سيصبح قديرا على التحكم فى الوراثة ، وتوليد انواع جديدة من النباتات والحيوانات داخل المعمل (او المختبر)، بدلا من الاقتصار على عمليات التلقيح والتدريب والمزج بين العائلات او الفصائل ، كما انه ـ فى مستقبل قريب او بعيد ـ سوف يتمكن من التحكم فى احجام الناس واشكالهم ودرجة ذكائهم ، وطرق تناسلهم ، ونوع الجنين الذى يريدونه ، وشكل الطفل المطلوب. وكل هذه التنبؤات العلمية انما تستند الى التجارب التى تجرى الآن فى مضمار «التلقيح الصناعى» و «اطفال انابيب الاختبار» وغير ذلك من المحاولات العلمية التى

يقوم بها بعض المتخصصين في «علم الاجنة» و «علم الوراثة» ...

بيد ان من الواضح ان كل هذه التنبؤات لا تبرر (علميا ، ولا منطقيا) الزعم بان الانسان قد اصبح قاب قوسين او ادنى من السيطرة التامة على التطور البشرى باكمله ،وكانما هو قد اصبح سيد الاكوان جميعا ! ومهما يكن من « سرعة التغير » التي اصبحت تتسم بطابعها كل مظاهر الحضارة البشرية ، فانه ليس ثمة سند علمي كاف للزعم بان الانسان قد اصبح (او انه سوف يصبح) قديرا على تغيير تركيبه البيولوجي والنفسي (وبالتالي تركيب احفاده) تغييرا جذريا شاملا ! وربما كان « الخيال » وحده هو المسئول عن هذه التنبؤات العلمية العريضة التي اوقعت في ظن البعض أن الانسان سيملك بعد حين كل ما يريده ، أو انه سيصبح بعد حين كل ما ينبغي ان يكون! نقول : «الخيال » ، ولكننا نقصدبالفعل ما سماه بعض الفلاسفة باسم « الغرور الميتافيزيقي » !

والمستقبل ايضا لن يخلو من ازمات ومشكلات !

... على ان البعض من « علماء المستقبل » — وهم بلا شك اكثرهم تعقلا ، واقلهم تهورا — لم يريدوا لتنبؤاتهم العلمية ان توغل في الخيال والشطط ، أو أن تسرف في التفاؤل والأمل ، فلم يجدوا بدا من الاشارة الى الاخطار التي تتهدد انسان الغد ، ولم يجدوا مناصا من الاعتراف بالكثير من المشكلات والازمات التي ستواجه « الانسان التكنولوجي » في المستقبل القريب او البعيد • ولعل في مقدمة هذه المشكلات (او الازمات) مشكلة « الانفجار السكاني » التي تؤذن بالتفاقم في المستقبل القريب • وآية ذلك ان الرقعة المسكونة من الارض — ولو على فرض اتساعها بعد حين ، بسبب الافادة من البحار والمحيطات ، وبسبب تعمير الصحارى واستصلاح مناخ بعض البقاع — لن تكفي لايواء الملايين المتزايدة من السكان في شتى أرجاء العالم !

صحيح ان المتفائلين من علماء المستقبل يشيرون الى احتمال الانتقال الى كواكب اخرى صالحة لسكنى البشر ، فضلا عن انهم يؤكدون تزايد الثروات البشرية في المستقبل القريب، نتيجة للتقدم التكنولوجي ، ولكن هؤلاءالعلماء يتناسون أن المسالة ليست مسالة غذاء او كساء او ماوى ، بل هي مسالة حيز ، او فراغ ، او رقعة مكانية • ولن يكون من شان رحلات الفضاء ان تحل هذه المشكلة ، لانه حتى لو وجدت كواكب صالحة لسكنى البشر ، فان تكاليف الاستقرار على ظهر تلك الكواكب ستكون باهظة ، وبالتالي فانها لن تحل — في مستقبل قريب — مشكلة الانفجار السكاني •

والحق انه اذا كان « العلم » قد اصبح قادرا اليوم على تزويد الانسان بكل ما يحتاجه (من ماء ، وهواء ، وغذاء ، وغير ذلك) ، فانه لم يستطع حتى الآن (ولا نظنه بمستطيع يوما) ان يخلق « الفضاء »

او ان يزيد من رقعة « المكان »•

وأخيرا : دراسة المستقبل هي علم أم حلم ؟!

وبعد ، فان من المؤكد ان « دراسة المستقبل » بحث علمي هام يستعين به كل من العالم ، ورجل الاعمال ، والقائد العربي ، والمسئولين الحكوميين في كل مكان ، من اجل مواجهة ضرورات « التخطيط » من خلال عمليات التنبؤ بالمستقبل • وليس من شك في ان انسان العصر الحديث قد اصبح قادرا — اليوم — على عمل حسابات دقيقة من اجل التوصل الى تنبؤات علمية لا تخلو من دقة • ولكن المتحمسين للحضارة التكنولوجية المقبلة يقحمون الخيال والاسطورة على الحقيقة والواقع فيقعون في الخطأ الذي طالما وقع فيه رجالات « اليوتوبيا » Utopie و «المدن الفاضلة»، دون ان يفطنوا الى ان « الانسان الحديث » لم يستطع حتى الآن ان يقتل « الوحش » الكامن في اعماقه ، ففيم الزعم — اذن — بان انسان المستقبل سيكون خليقة جديدة مختلفة كل الاختلاف ؟ ! اليس الانسان هو الحيوان الزماني الذي يستبقي « الماضي » ، ويحتفظ دائما بتراثه الحضاري ؟ فكيف لدعاة «المستقبلية» انيتصوروه « مخلوقا جديدا » لا يمت بادنى صلة الى حاضره او ماضيه ؟ اليس في هذه الدعوى من الخرافة والخيال اكثر مما فيها من حقيقة او واقع ؟!■■

زكريا ابراهيم

وكم في الأدب العربي من أدب عالمي

بقلم : ظافر القاسمي

■ شهدت بعض علماء المشرقيات في السنوات الاخيرة ، يحاضرون في دمشق وبيروت عن « عالمية الادب العربي » وكانوا يرون ان الادب العربي حتى الآن قاصر عن ان يبلغ مرتبة « العالمية » او « الانسانية » • وكان مستندهم في هذا الحكم وحيدا ، لا متعددا ، فهو لا يعدو « القيمة الذاتية » للادب ، او مايسمونه بالفرنسية « Valeur intrinsèque » او الخصائص المميزة التي تجعل الاقبال عليه واقعا لذاته ، لالاسباب اخرى منفصلة عنه • ومنذ ايام قرات ان مؤتمرا للكتاب والادباء السوريين واللبنانيين انعقد لبحث هذا الموضوع • ولولا ان الريبة قد وجدت في نفوس الذين دعوا الى هذا المؤتمر ، وفي نفس الذين حضروه ، لما كان هناك مايدعوا الى انعقاده • وقد سبقت لي مناظرات شخصية مع بعض اصدقائي من علماء المشرقيات في دمشق وبيروت وباريس حول هذا الموضوع ، غير انها لم تكن تعدو الاطار الشخصي بالمذاكرة في جو خاص ، من غير ان يكون له اية وسيلة من وسائل النشر •

المستشرقون ولغة العرب

واحب ان امهد لبحثي عن « عالمية الادب العربي » برايي الشخص في التجربة التي خضتها مع بعض علماء المشرقيات منذ عام ١٩٢٩ حتى اليوم • وهذه التجربة في حد ذاتها دليل على عبقرية لغتنا ، لاعلى صعوبتها كما يدعون • وخلاصة رايي ان لغتنا لايمكن ان يتقنها الا الذي رضعها من ثدي امه ، والاستثناء قد جاء لتثبيت القاعدة • فقلما رايت احد المستشرقين يتقن العربية كتابة وقراءة ونطقا • هناك من اتقنها كتابة وتعذر عليه النطق ، والعكس كذلك• واشهد ان فريقا قليلامنهم قد فهم بعض كتبنافهمالاتشوبه شائبة ، ولكنه اذا حاول ان يكتب بالعربية او ان يتكلم بها اعجزه ذلك • وكنت لقيت في ربيع عام ١٩٦٤ بمدينة تونس شيخ علمائها الاستاذ حسن حسني عبد الوهاب ، رحمه الله ، فكان اشد مني في هذا الموضوع فهو لايرى في احد منهم اية قدرة على الغوص الى اسرار هذه اللغة ، غير انه اعترف لهم بشيء لم نتقنه نحن اليوم وهو المنهج • وقال : لولا انهم كتبوا بلغاتهم الافرنجية ، ولولا هذا المنهج لما وجب ان يذكروا ، وهم يرتكبون اخطاء لا يرتكبها طلاب المدارس الابتدائية ، وضرب على ذلك الامثلة المتعددة • وقد خالفته فيما ذهب اليه ، فاحالني على الكتب التي حققوها ، والكتب التي ترجموها ، فشوهوا ما فيها ، او قفزوا فوق ما لم يفهموه من الفاظها وجملها وتراكيبها • وليس ينفع اليوم ان اقول ان هذا

الرأي صحيح ، ولكنه مشوب بالغلو ،فان الاستاذ حسن‌حسني‌التونسي قدانتقل منهذه الدار الفانية، ولم يعد هنالك من سبيل لاستمرار المناقشة، لانه لاشك عندي وعند غيري من المطلعين على آثار المستشرقين بان التعميم في هذا الحكم ، يظلم جهد بعضهم في خدمة لغتنا وتراثنا ، وكان حسن حسني رحيما ببعضهم الاخر ورفيقا ، اما احمد فارس الشدياق فلم يكن في كتابه « كشف المخبا » ارفق من حسن حسني في الحكم على المستشرقين •

وانما اضطررت لهذا التمهيد ، لانني اعتقد أن الذيـن حاضروا في قصور الادب العربي عـن بلوغ رتبـة « العالمية » أو « الانسانية » هم من الذين لم ينفذوا الى اسرار هذا الادب ، ولم يتذوقوا ما فيـه من سمو ، قـد تقصر عنه آداب اممهم ، او من المغرضين الذين لم يتحللوا بعد من رواسب العقلية الاستعمارية • فليس خافيا ان معظـم المستشرقين قـد نشـاوا في خدمـة وزارة المستعمرات خلال القرن الماضي والثلث الاول من هذا القرن ، وان معظمهم‌قد انقلب صديقا للعرب والمسلمين حتى في ظل الاستعمار ووقف مدافعا لدى بني قومه عن قضايانا لاسباب‌كثيرة اهمهاكثرة مصاحبة كتبنا وتشربه لروحيتنا وفهمه لعدالـــة مطالبنا • وليس هنا محل تفصيل هذا الموضوع •

كيف ومتى يصبح الادب « عالميا » ؟ وماهي الاسباب والعوامل التي تؤدي بادب امة من الامم لان يصبح « ادبا عالميا » ؟

ما هو الادب العالمي ؟

حينما يتحدث المتحدثون عن عالمية الادب ، يعنون انه قد تجاوز حدود البلاد التي نشا فيها وطـار خارجها فاقتبسته الامم الاخـرى ، واعجبت بـه ، وتداولته ، وعلمته ناشئتها اما بلغته الاصلية ، او منقولا الى لغتها المحليـة • أما الادب الـذي لم يكتب له ، لسبب من الاسباب ، ان يجتاز الحدود الاقليمية فهو ادب محلي ، لا ادب عالمي وربمـا قالوا انه ليس ادبا « انسانيا » وهـذا يدعونا بطبيعة الحال الى بحث الاسباب التي تؤدي الـى اجتياز الادب الحدود الاقليمية لان معرفة الاسباب ذات صلة ولقى بالعالمية والانسانية او بالمحليـة والاقليمية •

قوة الدولة

في القديم وفي الحديث كانت قوة الدولة ومـا زالت من اهم الاسباب التي ادت وتؤدي الـى انتشار الادب خارج حدوده الاقليمية • فقد كـان الفتح العلمي والادبي مرافقين دوما للفتح‌السياسي والعسكري • وليست بنا حاجة لاعادة ما قاله ابن خلدون وغيره من علماء الاجتماع عن تقليد المغلوب للغالب • فاليونان نشروا لغتهم وفلسفتهم فـي الاقاليم التي فتحوها ايام الاسكندر وقبله وبعده، وحملوا اليها آدابهم ، فتعلمها الناس طائعين او كارهين • وقل مثل ذلك عن الرومان الذين اتسعت امبراطوريتهم‌وطال زمانها فنبغ من الاقطار‌المفتوحة علماء ورجال دين وحرب وسياسة • ومن المعروف انه تسنم عرش روما ستة من الاباطرة السوريين، وعدد آخر من البابوات والقديسين • وان النـار الرومانية اخترعها سوري • وما لنا نذهب بعيدا، وامامنا الفتح العربي اوضح مثال على ذلك : فلقد عرب هذا الفتـح الامم التـي دخلت تحت لوائه ، من سمرقند الى جبال البرانس • وكان هذا التعريب امرا تفرضه طبيعة الحياة ولم يكن هنالك مفر منه • ولم يقتصر التعريب على الفترة التي كان فيها الاحتلال قائما بل تعداه الى قرون بعده • يذكر الامـير شكيـب ارسـلان فـي الحلل السندسية ان اللغة العربية بقيت مئة وخمسـين سنة اللغة الرسمية وغير الرسمية ، بعد جـلاء المسلمين عن طليطلة • واورد على ذلك ادلـة مكتوبة نشرها في الكتاب نقلا عن كتب الاسبان • ولم يقتصر ذلك على اللغة وحدها ، بل تجاوز ايضا الى المؤسسات التي لم تعرف الا عندالمسلمين كالوقف • فقد وجدت صكوك وقفية يعود تاريخها الى‌ما بعدجلاء‌المسلمين باكثر من مئةعام•والوقف، بشكله الوارد نظام اسلامي خالـص ، ولا سيمـا في الوثيقة التي تنشئه وفقا لاحكام الشريعـة الاسلامية ، ويسمونها « كتاب الوقف » ، ولولا قوة الدولة لما قدر للعربية هذا الانتشار •

ونعود الى العصور الحديثة لنرى ان الاستعمار قد فرض لغته في اية بقعة حلها • فكانت اللغة الفرنسيـة من نصيب الشمال الافريقي ومصـر وسورية ولبنان • وكانت اللغة الانكليزية مـن نصيب فلسطين والاردن والعراق بعد الحرب الاولى ومن نصيب مصر منذ عام ١٨٨٢ • ولولا ذلك

لما عرفت الاجيال التي عاشت في ظل الاستعمار لغته، وربما كانت اختارت لغة اخرى . فانا مثلا احد الذين فرض عليهم ان يتعلموا الفرنسية لانني عشت شبابي في ظل الاستعمار الفرنسي، اما لداتي من اخواني الفلسطينيين والاردنيين والعراقيين والمصريين فلم يعرفوا الا الانكليزية .

وكان من الطبيعي ان نتعلم في المدارس آداب هذه اللغات وان تنتشر بين ايدينا كتبها: وان توجد هذه الكتب في مكتباتنا الخاصة وان تعرف جمهرة المتعلمين عندنا عن شكسبير وهوجو ولامارتين ما تجهله الخاصة عندهم عن المتنبي والمعري . فاذا ما حضر احد علماء المشرقيات الى بلادنا ، ورأى رجالنا يتحدثون بلغته ، ويتذوقون آدابها حسب ان مرد ذلك الى «عالمية» ادب امته وحدها من غير ان يدرك ان السلاح هو الذي فرض اللغة وآدابها .

القيمة الذاتية للأدب

ولا ريب في ان القيمة الذاتية للادب عامل هام في اجتيازه حدود اقليمه، ولكنه عامل قاصر وحده عن ان يحقق « العالمية » او « الانسانية » . ذلك بان آداب امم كثيرة صغيرة ، بقيت مغلقة على حدودها لاتتجاوزها لضعف وسائل النشر . وربما كان في آداب هذه الامم مايفوق آداب الامم القوية من حيث نزعتها واصالتها وعمق مشاعرها ورواء التعبير عنها ولكن اعوزتها وسائل ايصالها الى غيرها فبقيت محبوسة عندها لا يتمتع بروائعها غيرها . ولو تهيأ لهذه الامم من القوة ما تهيأ لغيرها لكان ممكنا ان يكتسب ادبها مرتبة «العالمية» حدثني احد سفراء اندونيسيا ان الادب الهولندي اوسع الآداب الاجنبية انتشارا فيها ، لان هولندا عاشت فيها دهرا . وانما تفيد القيمة الذاتية للادب فيما اذا رافقتها قوة الدولة فتبقى عندئذ جذور الادب الاجنبي على الرغم من انتهاء الاحتلال العسكري . وهذه هي الحال في الشمال الافريقي ولا سيما الجزائر ، فلولا ان الادب الفرنسي ادب اصيل ذو قيمة ذاتية لكتب له الانحسار على الرغم من (فَرْنَسَة) دامت مئة واثنتين وثلاثين سنة .

ولهذا نرى الدول المستعمرة في الماضي تنفق اليوم مئات الملايين، باسم المعاهدات او الاتفاقات الثقافية، لتحافظ على استمرار لغتها في الاقاليم التي جلَت عسكريا عنها . وغاية ما تامل من هذا الانفاق العريض هو رجحان لغتها على اللغات الاخرى ، لانها تعلم ان باب المزاحمة قد فتح منذ اليوم الذي تحقق فيه الجلاء .

المؤسسات الخاصة

ووقع منذ القرن الثامن عشر في سورية ولبنان خاصة ان اقيمت مؤسسات خاصة دينية ، ثم تبعتها مؤسسات علمانية ، كان من غاياتها نشر ثقافة الامم التي اوفدت هذه المؤسسات ولغتها . فالفرنسيون والانكليز والامريكان والالمان وغيرهم، كانت لهم مؤسسات في سورية ولبنان وما زالت حتى اليوم في لبنان بعضها تبشيري ، وبعضها علماني وبعضها ابتدأ تبشيريا ثم اصبح علمانيا ولو في الظاهر . هؤلاء جميعا حملوا لغات اوامهم وآدابها ونشروها .

وحدثني الاستاذ عارف النكدي ان الجامعة الاميركية (وكانت تسمى الكلية الانجلية السورية) انشئت بادىء الامر في (عبية) من قرى لبنان ، وانها كانت تدفع رواتب للطلاب الذين كانوا يتعلمون فيها ورافقت هذه المؤسسات مطابع ومجلات وجرائد ونشرات تتحدث عن سمو ثقافة الامة التي تنتمي اليها .

البعوث

وكانت البعوث منذ مطلع القرن التاسع عشر اداة لنشر آداب الامم الاجنبية . ومن يرجع الى الآثار الاجنبية التي نقلت الى اللغة العربية على ايدي الموفدين بين العائدين . او على ايدي غيرهم ممن تعلم في مدارس المؤسسات الخاصة ، عرف مبلغ اثرها في تكوين فكرة عالمية الادب وعناصرها . وكانت هذه البعوث العائدة ، وفقا لطبائع الاشياء مولعة بما رأت وسمعت وتعلمت ، فكان لها الاثر البعيد ، بعد ان احتلت مراكز السلطة ، في نشر آداب الامم التي تعلمت في مدارسها .

المدرسة الموازية

وحدث في هذا العصر ماسماه علماء التربية الحديثة « المدرسة الموازية » ويعنون بها جميع وسائل الاعلام : كالصحافة والسينما والراديو ، والتلفاز ، وغيرها . وكلها مزود باجمل الصور الملونة التي تشوق الى الاطلاع . ومن جهل

ى مقدوره ان يدرك بعض الادراك
مورة ، هذا اذا لم يجد من يوضح
ممونها. وكان اثر المدرسة الموازية
بيان ابلغ من اثر المدرسة الاصلية
ة الاصيلة يتعلم فيها الفتى قسرا
يريد • اما المدرسة الموازية فياخذ
فف كل مافيها •

الوسائل التقدها العرب فلم يكن
جعلوا من ادبهم ادبا عالميا ، فليس
لا يملكون انشاء المؤسسات الخاصة
سة الموازية • ولهذا حكم عليهم
شرقيات بان ادبهم ادب اقليمى
القيمة الذاتية للادب » فليس فى
لماء ان يغوصوا على اسرارها ولا
سموها ، ومن عرف شيئا من ذلك
، واذا نشره ، نشره فى القضيق،
على الاغلب •

الذاتية للادب هى وحدها صاحبة
الادب عالميا وفى نقله الى آفاق
انتهت اسطورة الاستعمار وبعد ان
سسات الخاصة •فهل فى ادبنا قيمة
ليا ؟

القرآن الكريم

المعجز من الناحية الادبية على الاقل
سانى والعالمى • ولا ادل على ذلك
م من غير استثناء قد حرصت على
اذا شئت الى الجدول الذى وضعه
له فى مقدمة ترجمته للقرآن تجد
لى بعض اللغات عشرات المرات •
(بلاشير) Blachere احد الذين
رنسيين انه يرى ان يترجم الى
رة اخرى باساليب مختلفة ليستطيع
اللغة ادراك مافيه من المعانى
ية • اما (سافارى) Savary فقد
الترجمة ان الباعث عليها هواغناء
بالصور البلاغية التى تضمنها
يحذر القارىء من ان يتصور ان
الاصل والترجمة لان الفرق بينهما
بعت ترجمته عام ١٧٨٣ •
للغة العرب الا هذا الكتاب المعجز
لع آدابها الى قمة الآداب العالمية

والانسانية • والشهادات على ذلك كثيرة من الفرنجة انفسهم •

الف ليلة وليلة

ولست اهبط بمستوى البحث مختارا ، ولكنى اساير الافكار الشائعة عند علماء المشرقيات • فهم يرون لهذا الكتاب شانا اكثر مما يستحق • ذلك بانهم كانوا لايحبون ان يفهموا عن الشرق الا الاساطير والجن وشهرزاد والقصور والمؤامرات ••• اما اليوم فانهم وان كانوا فى عقلية اخرى ، الا انهم مازالوايرون انه من كتب الادب العالمى•نقله للفرنسية (غالان) فى القرن السابع عشر ثم اعقبته ترجمات كثيرة اخرى • وما يزال اسم الف ليلة وليلة فى العقلية الاوربية العامية عنوانا على الشرق من جهة واثرا من آثار الادب العالمى من جهة ثانية •

مختارات الادب الحديث

وعمدت دار (سوى) Seuil فىفرنسا الىنشر مختارات مترجمة من الادب الحديث لبعض الشعراء وفضلا عما فىالترجمةمنالضعف،فانهذه المختارات لاتمثل الصورة الصادقة للادب العربى لا القديم ولا الحديث • ففيها الغث والسمين وفيها ما لو خيرت لاخترت الفاء • والقارىء الفرنسى العادى (ومثله اى قارىء اجنبى) معذور فى ان يحكم على ادبنا بالاستناد الى ما بين يديه •

★ ★ ★

قد يكون من واجبات المجامع العلمية ،والجامعات والنوادى الثقافيــة ووزارات الثقافــة والارشاد القومى فى العالم العربى ان تتولى مثل هذا الامر الخطير فتعرف العالم بادبنا وتختار هــى المترجمين وتشرف على ما يصنعون • ولو اننا نقلنا بعض روائع ابن ابى ربيعة والمتنبى والمعرى وشوقى والجاحظ والتوحيدى ومئات غيرهم من القدامى والمحدثين لاحدثنا تغييرا فى الرأى •

وفى يقينى ان ادبا لا يمكن ان يكون فى نظر الناس ادبا عالما الا اذا قراوه فى لغته الاصلية وهيهاتان يكون لنا ذلك فى المستقبل القريب •

■■

ظافر القاسمى
استاذ اللغة العربية فى الجامعة اللبنانية

بقلم : انور الجندى

■ فى السنوات الاخيرة(١) من حياة الزعيم سعد زغلول ـ وقد بلغ به الجهد والسن والمرض ـ كان يعكف على الخلوة بعيدا عن ضجيج العاصمة ومشاغل السياسة فى ضاحية هادئة تدعى (مسجد وصيف) ، وكان يحلو له ان يدنى فى تلك الاقامة ـ التى تمتد بضعة ايام ـ ثلاثة من الظرفاء لا يفارقونه، وكان يسعد بهم ويجد فى نوادرهم ومداعباتهم ما يخفف عنه متاعبه ويجدد نشاطه . فقد كان سعد شغوفا بالاحاديث يشققها ، والذكريات يجددها ، باسلوب يمزج فيه الجد بالفكاهة، ويتعمد ان يسال زواره ويجاذبهم اطراف الكلام ، وكان هؤلاء الثلاثة هم : حافظ ابراهيم ، وعبد العزيز البشرى ، ومحجوب ثابت .

وكثيرا ما كانت تثور المناوشات بينهم فيتبادلون العبارات الساخرة فيضحك سعد ويسرى عنه ما يكون قد جاءه من اخبار الوزارة او البرلمان . وكان هؤلاء الثلاثة يشتبكون مع بعض زوار الرئيس وضيوفه ، ممن يفدون بين الحين والحين حيث كان سعد لا يلقى فى مسجد وصيف الا من يدعى او يؤذن له بالزيارة .

وقد وصف عباس العقاد مسجد وصيف بانه ضيعة هادئة طيبة الجو هواؤها حنون ، محجوبة وراء الجسر والاشجار كانها منعزلة عن المزارع فلا يصل اليها الا القاصد عن طريق طويل فى الحقول ، ويتكون البيت من طابقين يستقبل زائريه فى الطابق الارضى ، وعلى مقربة من المنزل دار للضيافة يقيم بها الضيوف الذين يستبقيهم للمبيت ويطل كلاهما على حديقة المنزل وبستانه وفيهما الازهار ودوالى العنب واشجار الثمار (٢) .

وتعد اجمل ندوات سعد زغلول فى المساء حيث يجلس فى الساحة الواسعة امام الدار ويتجمع حوله الاصدقاء ويبدا السمر الذى يفتتحه عادة حافظ ابراهيم او الشيخ البشرى ببادرة حلوة او فكاهة او تعليق على خبر او رؤيا منام .

ذكريات الازهر

وكان سعد زغلول فى هذه الفترة يستدعى بعض اصدقاء العهد الاول وزملاء الازهر مجددا معهم الذكريات حول تلك السنوات الحافلة بالكفاح . وقد ظل اصدقاء الرئيس ينتظرون وصول احدى الشخصيات الازهرية اياما طويلة . ذلك هو الشيخ عبد المعطى الشرشيمى ، فلما جاء فى ذلك المساء فرحوا به فرحا شديدا ، واخذ يتحدث مع الرئيس عن ذكريات الطلب فى الازهر حيث كانا يقيمان

---

(١) توفى سعد زغلول فى ٢٣ من اغسطس ١٩٢٧ فى مسجد وصيف .
(٢) ص ٦٠٦ من كتابه سعد زغلول سيرة وتحية .

في حجرة وحيدة بحارة الشيخ موسى بقصر الشوق يقول : كنا ندرس معا الفقه الشافعي على الشيخ ابو النجا حيث كان سعد يجلس في الدرس مصغيا واضعا يده تحت ذقنه وملتفتا الى الشيخ لا تفوته كلمة ، ثم يصف الشيخ الشرشيمي كيف فرحا بعودة الشيخ محمد عبده من منفاه وحضر دروسه في الرواق العباسي ، وكان الامام يرتدي (المرى) وهو ثوب اسود واسع الكمين مفتوح الصدر ، ولم يكن قد ارتدى الجبة والقفطان بعد .

ويذكر الشيخ ان من زملائهما حفني ناصف والشيخ البولاقي والهلباوي الذي كان يحاول ان يتعلم الحروف الافرنجية بقراءتها مـن عناوين المجلات التجارية . ثم استقل بالحجرة بعد ان جاء اخوه فتحي زغلول .

ويقول الشيخ الشرشيمي (عضو هيئة كبار العلماء) ذات يوم ذهبت عنده فقال لاخيه فتحي : اذهب فاحضر لنا برتقالا وخبزا فذهب فتحي فاحضر طعمية وكراتا وطرشيا واخرج سعد جبنها مما جاءه من البلد .ويقول الشيخ الشرشيمي : واكلنا اكلة هنية .

وذكره سعد بما نسي فقال : ان المرحوم حسن صقر كان يشتغل في وزارة الداخلية وكان له منزل كبير يطل على الازهر وفيه يجلس كل مساء الاستاذ الامام وعبد الكريم سليمان ، وقد كانا يختلفان اليه ، فيستمعان الى الاحاديث الطلية . فاكمل الشيخ الشرشيمي فقال : ثم اشتغل حسن صقـر بعدذلك بالمحاماة وعين سعدا كتابا عنده ، وذات يوم لقيت سعدا امام الازهر وقد غير ثوبه فارتدى جلبابا وفوقه جاكيته وفوق راسه طربوشا.واخبرني انه ترك الازهر وبعد سنوات توفي حسن صقـر وخلفه سعد في مكتبه .

سعد في باريس

وتحدث سعد عن ذكريات السنوات الخمس فـي الازهر ، وكيف عين بعد ذلك محررا في الوقائـع ١٨٨٠ ثم دخل ميدان المحاماه ، ثم عين قاضيا ، ووجد سعد بعد تعيينه قاضيا ان الجو الذي يحيط به قد تغير حتى كان في مجلسه مع احد المستشارين الاجانب من زملائه اثناء مداولة دعوى من الدعاوى، اذ دعاه ذلك المستشار الاجنبي الى السكوت حيث ان الامر في تلك القضية يستوجب البحث القانوني في المراجع الفرنسية . ونال هذا من نفسه ، ومن يومها اخذ يدرس الفرنسية . ثم اخـذ يدرس القانون ، وكان يستعين بالمرحوم حسين رشدي ، وعندما اتم دراسة السنين الثلاث لدراسة القانون واجتاز الامتحانين الاولين ، سافر الى باريس لاداء امتحان الليسانس .

وكان الامتحان شفويا ، وجلس امام العلامة (كولان) وكان شابا ، فعجب عندما راى سعدا وهو كهل يتقدم للامتحان فساله عن اسمه وبلده وصناعته، فلما علم انه مستشار في محكمة الاستئناف بمصر وعرف همته لنيل الليسانس اكبر منه هذا ، وساله سؤالا عن الاموال . فابتسم سعد وطلب منه ان يساله غير هذا السؤال ، فلما دهش الممتحن قال سعد ان له في هذا الموضوع رايا جديدا قد ضمنه حكما استئنافيا له ثم افاض بعد ذلك في شرح وجهة نظره مستشهدا بالمراجع الفرنسية والآراء المصرية . واعقب ذلك برايه الخاص فذهل الاستاذ كولان وقال له : انك رجل قانوني نابغة !

ثم ساله سؤالا في الشريعة الاسلامية وحكمها في المعاملات فافاض سعد مقارنا ذلك بالقانـون المدني الفرنسي . فاعطاه الدرجة النهائية وقدمه الى كل الاساتذة الممتحنين . ثم امتحنه الاستاذ جارو استاذ قانون العقوبات فاثنى عليه ، وامتحنه (شارجيه) استاذ القانون الاقتصادي ولم يكـن سعد قد عني بدراسة هذا العلم الجليل فساله الاستاذ عن العلة في ان الناس يتعاملون بالذهب والفضة

ولايتعاملون مثلا بعملة من عيدان الكبريت ،وهذا موضوع طويل في علم الاقتصاد ، ولم يكن سعد يعرف عنه شيئا ولكنه اجاب بمعلوماته الخاصة •

وعند الامتحان التجارى صحبه الاستاذ كولان الى الاستاذ (ليون كان) فدخلا عليه وكان رجلا هرما اشيب ، فرفع عينا واحدة ولم ينبس،فقدم الاستاذ كولان سعدا اليه على اعتبار انه مستشار بمحكمة الاستئناف المصرية فلم يزد (كان) الا ان اشار بيده : (اجلس) وتركهما كولان • وظل يساله بعد ذلك اسئلة عديده واعطاه نصف الدرجة المقررة ، فتالم سعد لانه اجاب خير اجابة •

ولكنه عرف من بعد انه قد استطاع ان يحرز الدرجة التى قلما ينالها ممتحن فى الجامعة • »

وبعد ان افاض سعد زغلول فى ذكرياته جاءته (فريدا) المسئولة عن تطبيبه وهى تصرخ وتولول: ياباشا ، لقد تكلمت كثيرا ، اكثر مما هو مصرح به وابتسم سعد زغلول واذن لزواره •

على المائدة

وكان من احب جلسات سعد زغلول اليه مجلس المائدة فقد كان من عادته ان يتناول طعام الغداء مع ضيوفه ، وان يقضى ساعة على المائدة يتنقل فيها الحديث من موضوع الى موضوع ، وكان حافظ ابراهيم وعبد العزيز البشرى يتبادلان الفكاهات والطرائف ، ومنذ الصباح يسال سعد اصحابه وضيوفه عما يحبون من الطعام ، ويدخل حافظ ابراهيم فى كل مرة ويسيطر على اختيار الاصناف اما سعد فيذهب فى رياضته اليومية ، يركب حمارا معدا له يستريح(٣)الى مشيتـه او خطوته. فيتجول فى الغيطان ساعة ، فان لم يجد نشاطا للركوب تمشى الى الساقية فيجلس هناك مع اصحابه حتى يعين موعد الغداء وعلى المائدة تدور احاديث وطرائف •

كان الاطباء قد حرموا على سعد اكل السمك وكان الوقت صيفا ولم يكن يعرف حافظ تعليمات الاطباء ودقت التلفونات للاسكندرية وبورسعيد لاحضار السمك فلما حضر سعد الى المائدة وجدها حافلة بالاسماك وفى مكانه الخاص طعام من نوع آخر •

وسال سعد فى دهشة عن ذلك ومن المسئول عنه ، فانبرى حافظ وقال :

ـ أنا ياباشا الذى قلت للطباخ يعمل هذا ، نريد ان تنوع قليلا ، لنا وقت طويل ناكل انواعا متشابهة ، هل نحن مساجين !

فابتسم سعد زغلول واخذ ياكل من طعامه الخاص •

وجلس حافظ ياكل على غير حريته ، ثم انتظر قليلا وقال لسعد :

ـ ياباشا انت اكلت كثيرا وموعد الدواء قد جاء ، هل تسمح دولتك بان تقوم لتأخذ الدواء لان صحتك أثمن شئ فى الدولة •

وهنا ضحك سعد وقام وعندئذ بدا حافظ ياكل بحريته •

وكان على مائدةسعد ذات مرة نوعان من الفاكهة، هما التفاح والكمثرى ، وكان حافظ يحب التفاح وقد اخذ الحاضرون ياكلون منه تاركين الكمثرى حتى كاد التفاح ان ينتهى فاغتاظ حافظ وصاح :

ياباشا اخطب لاخواننا هؤلاء فى مزايا الكمثرى •

★★★

وقد كان حافظ يحرص على صحة سعد من متاعب السياسة فاذا جاء احد المختصين عمل على ان لايثير امامه اى مسالة تسبب غضبه او مضايقته ، ومما يرويه الاستاذ العقاد انه فى ذات مرة جاء احد مديرى الرى واخذ يشرح للرئيس بعض حالات الزراعة • فاذا به يتجهم ويتقبض • فاذا بحافظ يستدير للرجل من الباب الاخر ،ويقول له : لابد ان تغادر المكان حالا ، فارتاع الرجل وظن انه قد اخطا ورجع عنده الظن ان راى الرئيس

---

(٣) اقتبسنا مسرح الاحداث من عبارة الاستاذالعقاد ، اما مادة الاحاديث فقد جمعناها منمصادر اخرى •

قد تجهم ، وهم بالنهوض ، فاذا الرئيس يعيد عليه السؤال وينتظر منه الجواب فارتبك ايما ارتباك وحافظ من وراله لايريم : قلت لك يجب ان تقوم حالا • وقال سعد بعد انصرافه : عجبا . ماخطب الرجل انه كان يتكلم حسنا فماذا دهاه ، قال حافظ : دهاه مغص فجائى ، وهو يعتذر للرئيس. قال سعد : جزاك الله يا حافظ ما اظن هذا المغص الا من توليد الخيال •

ذكريات الفن

من ذكرياتسعد الاولى مايرويهابراهيمالهلباوى زميله فى الازهر ونقيب المحامين فى الثلاثينات يقول : لم يكن لنا نزهة غير الذهاب راجلين من حى الازهر الى العتبهالخضراء للجلوسمتربعينعلى طوار المختلطة القديمة لمشاهدة المارين،وقد دعانا الشناوى شقيق سعد للذهاب معه الى قهوة وسط حديقة الازبكية وطلب لنا قهوة فلما احضرهارفض بعض زملائنا من ابناء الصعيد تناولها لانها فى (فناجين) من الصينى بدلا من (الفناجين) النحاس التى تعودوا شرب القهوة فيها ، واذكر اننا سمعنا بوجود المطربة الشهيرة (المظ) التى كانت تغنى فى فرح قريب من حى الازهر وقد كنا نقطن فى الصنادقية فذهبنا معا وكان معنا سعد ، وكان الزحام على سماعها شديدا حتى اختل النظام ، فما كان من اصحاب الفرح الا ان اوسعونا ضربا بالكرابيج فخرجنا مرغمين ولم نسمع شيئا •

وحدث ان دعيت مع سعد ايام كنا طالبين فى الازهر الى حفل زفاف يغنى فيه المرحوم محمدعثمان مع زوجته (المظ) ولما كنا من محبى صوت(محمد عثمان) فقد صممنا على الذهاب الى الحفل ، وكان المنزل الذى اقمنا فيه بعيدا عن الازهر فراينا ان نركب اليه ، ومن باب الوفر استاجرنا حمارا واخذنا نتناوبركوبه،وعرضت على سعد انيركب اولا_نصف المسافة_ثم اركب انابعدهالنصفالثانى، ولكنه رفض وقال لى: انك الاكبر سنا ، فيجب ان تكون الراكب الاول . فشكرت له ظروفه وركبت حتى منتصف الطريق فنزلت وركب سعد ومضينا، فكان سعد راكبا وانا اسير وراءه راجلا ، حتى تقدم القوم فرحبوا به وقدموه على انه السيد واهملونى على انى تابعه •

■■

القاهرة ـ انور الجندى

الاسلام والايمان والاحسان

● روى عمر بن الخطاب ـ رضى اللهعنه ـ قال : بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم ، اذ طلععلينا رجل شديد بياض الثياب ، شديد سواد الشعر ، لا يُرى عليه أثَر السفر ،ولا يعرفه منا أحد ، حتى جلس الى النبى صلى الله عليه وسلم ، فأسند ركبتيه الىركبتيه ، ووضع كفيه على فخذيه وقال : « يا محمد ، أخبرنى عن الاسلام ؟ » فقالرسولالله صلى الله عليه وسلم : « الاسلام ان تَشهد أن لا اله الا الله ، وان محمدارسول الله ، وتقيم الصلاة وتؤتى الزكاة، وتصوم رمضان ، وتحجّ البيت ان استطعتاليه سبيلا » • قال : « صدقت » • قال عمر : فعجبنا له : يسأله ، ويصدقه •

قال : « فاخبرنى عن الايمان ؟ » قال :« أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله وتؤمن بالقدر خيره وشره » • قال :«صدقت» قال : «فاخبرنى عن الاحسان ؟» قال : « ان تعبد الله كانك تراه ، فان لمتكن تراه فانه يراك » •

بقلم : منير نصيف

■ اوشكت الشمس على المغيب ، وبدا قرصها الهائل يغوص فى مياه البحر •• وانبعثت بعض الاضواء الخافتة من الكبائن المنتشرة على الشاطىء معلنة بداية هبوط الظلام •• وخلا المكان الا من بعض هواة السباحة الذين لا تروق لهم مياه البحر فى الزحام ••

وفجاة دوت صرخة استغاثة ، واتجهت الابصار الى مصدر الصوت •• واسرع الجميع الى حيث تعالت الصرخات وتتابعت •• كانت صرخة امراة، استهواها السكون ، وشدها هدوء المياه الصافية، فنزلت الى البحر تسبح •• وفجاة احست بقواها تخور ، وبجسمها يغوص ، والمياه توشك ان تبتلعها ، فصرخت تستغيث وتستنجد ••

ولكن احدا من الذين هرعوا الى الشاطىء ، لم يتحرك •• كانوا خليطا من البشر •• من الشباب والشيوخ والاطفال والنساء •• وكان بينهم ثلاثة او اربعة على الاقل مازالوا بملابس السباحة ، لم يخلعوها بعد ، وكان من الممكن ان يستجيب احدهم لصرخة المراة ولكن شيئا من هذا لم يحدث •• لقد ظلوا واقفين فى اماكنهم بلا حراك ، يتاملون فى فزع ما يجرى امامهم ، امراة تغالب الموت يكاد يغلبها ، ولا احد يتحرك•• ومرت بضع دقائق قبل ان تحدث المفاجاة ، شاب غريب يهرول مسرعا الى الشاطىء ،ويرى ما راوا، فلا يتردد فى خلع سترته وحذائه ، ثم يلقى بنفسه وهو مازال مرتديا ما تبقى على جسمه من ملابس، حاول ان يخفف منها بقدر ما امكنه •• وفى لحظات قصيرة يصل الشاب الى المراة التى تصارع الموج ويمد لها ذراعه فتتشبث بها ، ويظل يسبح بذراع واحدة الى ان يصل بها الى الشاطىء ، وينقذها من الموت غرقا •• ويحمل سترته وحذاءه ويمضى فى طريقه والمياه تتساقط من ملابسه •• وكلمات الشكر والدعاء تلاحقه ••

تساؤل وحيرة

وعلى مقربة من مسرح الحادث الذى كاد ان يتحول الى ماساة ، كان هناك صبى صغير لم يتجاوز الثانية عشرة من عمره . يقف مشدوها ، يرقب كل هذا الذى جرى ويجرى امامه،وقد استبدت به الحيرة •• الذين كانوا بلباس البحر ، وقفوا متفرجين ، بينما لم يتردد هذا الشاب الغريب فى ان يلقى بنفسه فى الماء وهو بملابسه ، وينقذ المراة من الغرق !

وحمل الصبى الصغير حيرته ، وعاد الى البيت، يروى لابيه ماحدث الى ان وصل الى نهاية قصته فصاح : « لقد كانت تغرق يا ابى •• ولكن احدا لم يبال •• ولولا هذا الشاب لكانت الآن طعما للاسماك فى قاع البحر ! »

وجلس الاب ينصت باهتمام الى حديث ابنه حتى انتهى من سرد قصته ، ثم قال : « لاتندهش كثيرا يابنى لما حدث ، ولما رايت امامك اليوم •• فهذه هى الحياة •• وهذه هى الدنيا التى نعيش فيها •• ان الناس احد رجلين •• رجل يبالى ،

ورجل لايبالي .. ولكن يجب ان تذكر دائما ان الشعور بالمبالاة يحتاج الى قدر كبير من الشجاعة ومن الاحساس بالحياة ذاتها » .

الحماس والانفعال

ماهي المبالاة ؟ ومتى نبالي وكيف نبالي ؟

والمبالاة هي الاحساس بالاخرين .. هي الحياة بكل معانيها .. هي التجارب .. التحمس لشيء ، لقضية .. لشخص معين او اشخاص كثيرين .. هي الحب .. هي الانفعال ، هذه هي بعضوجوه المبالاة .

يقول ايمرسون : « لم يستطع انسان ان يحقق شيئا عظيما بلا حماس .. ولكن ما هو الحماس؟ انه المبالاة في اصدق صورها » .

« ان الفرق بين المبالاة واللامبالاة ، هو الفرق بين النجاح والفشل ، في الحياة ، في الزواج ، في العمل ، في كل العلاقات الانسانية » .

حط في لندن منذ سنوات بعيدة مضت صبي صغير عرف الفقر والحرمان ، وعرف الصبي المحروم ، بين ما عرف من حقائق الحياة ، انه لكي يعيش فلا بد له من ان يعمل ، فالتحق بوظيفة صغيرة في احدى المطابع ، وكان يعمل من الصباح حتى المساء مقابل بضعة شلنات لا تكاد تكفي حاجة العيش ..

واحس الصبي الصغير بولع شديد بالقراءة .. ولكنه كان يصحو دائما من احلامه عندما يجد نفسه واقفا امام نافذة احدى المكتبات ، وهو يبحث في جيوبه عن ثمن الكتاب الذي اعجبه ويريد اقتناءه .. اين له بهذه « الثروة » ، وهو العاجز عن دفع اجر فراشه وثمن غدائه ؟

وفي احد الايام لاحظ الصبي شيئا غير عادي في نافذة احدى المكتبات الصغيرة التي كان يمر بها وهو في طريقه الى عمله كل صباح .. لقد كان هناك وراء زجاج النافذة كتاب مفتوح ، ولم يصدق عينيه .. واحس بقدميه تتسمران في الارض ، وراح يقرأ ويقرأ حتى فرغ من قراءة الصفحتين اللتين فتحتا امامه .. ومشى يكمل طريقه الى عمله،وهو يتمنى لو ان يده استطاعت ان تمتد لتقلب الصفحة ويستمر في القراءة ..

وفي صباح اليوم التالي ، خرج الصبي من البيت الذي يعيش فيه في طريقه الى عمله ، ولكنه سرعان ما وجد قدميه تقودانه بالرغم منه الى النافذة الصغيرة التي وقف بالامس يقرأ من خلالها في الكتاب المفتوح .. ونظر الى الكتاب ،

ولم يصدق ما رأى ‥ لقد قلبت الصفحتان اللتان انتهى من قراءتهما بالامس ‥ ومضى يقرأ ويقرأ ‥

وفي اليوم التالي جاء الصبي ‥ وكانت المفاجأة ‥ لقد مضت الصفحات تقلب ، ومضى هو يقرأ ‥ كل يوم صفحتين الى ان وصل الى نهاية الكتاب ‥ وفي صباح هذا اليوم الذي وصل فيه الى خاتمة كتابه ‥ فوجيء الصبي برجل عجوز يخرج اليه ليلقاه حيث تعود ان يقف كل يوم ، ويمد له يده مصافحا ويقول ، وعلى وجهه ابتسامة تحمل كل معاني العب : «تستطيع يابني ان تدخل الى المكتبة وتقرأ اى كتاب في اى وقت تشاء دون ان تشترى شيئا ‥ »

ومرت الاعوام ، واذا بهذا الصبي الصغير الفقير يصبح واحدا من اكبر الصحفيين والكتاب‥ انه بنجامين فارجيون رئيس تحرير اكبر صحيفة في نيوزيلندا ‥

لقد نجح الصبي ، لانه احب القراءة وتحمس لها ، ولانه وجد انسانا يبالي ‥ انسانا يتحمس لحماسه ، فلم يتردد في ان يقدم له كل ما يحتاج اليه من عطف وحب ورعاية ، لقد فتح له قلبه ، وفتح له نافذة مكتبته ليدخل منها الى عالم الكتاب ، ويصبح بعد هذا واحدا من اشهر المؤلفين في لندن عندما عاد اليها مؤلفا وكاتبا عام ١٨٦٨ ·

المبالاة ، اهتمام

يقول سمايلى بلانتون « المبالاة هي الاهتمام ‥ الاهتمام بما يراه المرء وما يسمعه وما يقرأه ‥ وكلما ازدادت اهتمامات الانسان في الحياة ، وكلما قويت هذه الاهتمامات ، ازداد احساسه بالحياة ذاتها ‥ واعظم مشاعر المبالاة ، هي تلك التي تصدر عن الناس دون تفكير في أجر او جزاء ‥ والعالم من حولنا مليء بتلك الصور النبيلة لهؤلاء الذين يحبون في صمت ويعطفون في هدوء دون ان يحس بهم احد ‥ الممرضة التي تسهر على راحة المرضى ‥ الجارة الطيبة التي تتطوع لرعاية الاطفال في غيبة امهم ‥ الصبية الصغيرة التي تمد ذراعها لتساعد رجلا كهلا على عبور الطريق المزدحم بالسيارات ، الرجل الذى تلقاه في بلده التي جئت اليها زائرا وتسأله عن الطريق ، فيمشي معك مسافة طويلة ليرشدك اليه ‥ انهم جميعا يبالون ‥ وكل عامل في مجال عمله يبالي ‥ الطبيب في عيادته ، والكاتب مع قلمه ، والمدرس بين تلاميذه ، ورجل الاسعاف، والشرطي والجندى ‥ كلهم يبالون ‥ ولكن الفرق بين هؤلاء وهؤلاء هو الفرق بين الاحساس بالنفس وبالآخرين ، والاحساس بالحياة وبالواجب ‥ وهم جميعا يشكلون الملايين من الناس الذين يزودوننا بتلك القوة الدافعة التي تحرك العالم لتخلصه من البربرية وتنقله الى الحضارة والتطور ‥

يقول سقراط : « لكي يعرف الانسان كيف يحرك العالم ، فلابد له اولا ان يتعلم كيف يحرك نفسه ! »

الاحساس بالنفس

ماذا نصنع لكي ننمي روح المبالاة في ابنائنا ، كيف نساعدهم على الاحساس بانفسهم وبالآخرين، ونعلمهم التجاوب مع الاحداث ومع الناس ‥

اصطحبت سيدة ابنتها الى عيادة احد الاطباء النفسانيين ، وجلست تشكو له حالها ، قالت : « لا ادرى ياسيدى ما الذى دهاها ‥ انها تهمل نفسها وتهمل دراستها ، ولاتهتم بشيء مما يجرى حولها ، يستوى عندها الليل والنهار ‥ لا تعرف النظام في حياتها ‥ حتى مظهرها لم تعد تهتم به ‥ لقد كبرت ابنتي ياسيدى ‥ انها الآن في السابعة عشرة من عمرها ‥ اى حياة تلك التي تنتظرها عندما تتزوج وتصبح اما ؟ »

وقال الطبيب : «اتركي لى ابنتك ياسيدتي ‥ اريد ان احدثها على انفراد فربما استطعت ان اعرف سر عدم مبالاتها واهمالها ‥ وخرجت الام ‥ وبقيت الفتاة ، وجلس الطبيب يرقبها ‥ انها فتاة جميلة ، ولكنه جمال غير مرتب ، فتاة ناضجة ،ولكنه نضوج غير مكتمل ‥ حتى ملابسها، كانت اقرب الى ملابس الرجال منها الى ملابس النساء ‥

وتحدث الطبيب ، ولكنها لم تسمعه ‥ ولم يكن من الصعب عليه ان يكتشف بعد هذا انه امام فتاة شاردة ، لاتشعر بوجودها ‥ ولكنه مضى يتحدث ، الى ان قال : « هل تعرفين يا ابنتي انك فتاة جميلة ؟ »

صحوة من بعد نوم !

وفجأة تخلى عنها شرودها ،وكأنها قد افاقت من

نومة طويلة .. واتجهت الفتاة بكل حواسها الى هذا الرجل الذى كان يجلس امامها ، وتكلمت : « ماذا تقول يا سيدى ؟ » .

قلت انك جميلة ، ولكن يبدو انك لا تعرفين « انك جميلة » .

وسرها ما سمعت ، فانفرجت اساريرها ، وزال عنها الشعور بالتحفظ الذى انتابها عندما احست انها قد اصبحت وحيدة بعد ان تركتها امها .. واعتدلت الفتاة فى جلستها ، وحاولت ان تصلح من مظهرها ، وتتحسس شعر راسها بيديها وقالت وهى تبتسم ابتسامة حلوة : « اشكرك ياسيدى !»

وقال الطبيب : «اننى مدعو الليلة الى حفل موسيقى ، وساذهب انا وزوجتى ، ويسعدنا ان تاتى معنا .. ما رايك ؟ ان امامك ساعتين .. وتستطيعين الذهاب الى البيت الآن ، ـ اذا شئت ـ لكى تغيرى ملابسك .. وسوف ننتظرك هنا ! »

وخرجت الفتاة مسرعة تنادى امها ، وتبلغها بالدعوة التى وجهت اليها . وقبل ان ينقضى الموعد ، كانت الفتاة قد عادت الى عيادة الطبيب مرة اخرى، وفتح الباب..ووقف الرجل مشدوها.. لقد وجد نفسه امام فتاة اخرى لا تمت بصلة الى الفتاة التىجاءت اليه مع امها منذ ساعتين فقط.. وقدمها لزوجته التى وقفت تتاملها باعجاب وتطرى محاسنها ، وذوقها الجميل فى اختيار ملابسها..

الاحساس بالوجود

وانقضت السهرة ، وعادت الفتاة الى بيتها .. وفى اليوم التالى كانت الام تجلس امام الطبيب مرة اخرى فى عيادته، وتكلم الرجل قائلا : «ابنتك فتاة طبيعية ياسيدتى لا يعوزها سوى الاحساس بوجودها .. وبما تكونين قد شعرت انت بان ابنتك قد كبرت،ولكنك لم تشعريها هى بانها قد اصبحت امرأة .. حاولى ان تطرى محاسنها .. ادفعيها الى الاهتمام بنفسها .. فاذا فعلت فسوف يتحول اهتمامها هذا الى الاهتمام بالناس وبكل شىء حولها .. وقد نجحت انا بالامس فى اثارة اهتمامها .. قلت لها انها فتاة جميلة .. وفى اقل من ساعتين صارت ابنتك جميلة فعلا ! »

يقول ايمرسون : «ان الحب هو اعظم عاطفة فى الوجود .. حب الحياة،وحب الناس،وحب الطبيعة، وكل صور الحب .. ان هذه العاطفة هى اساس الشعور بالمبالاة !

الحب والمبالاة

والحب فى الاسرة يصنع المعجزات .. ولكن بعض الناس يسلم بوجود هذه العاطفة . بين افراد الاسرة الواحدة ، فهى عندهم اذن لا تحتاج الى تاكيد .. وهذا خطا ، لان الحب الذى يربط بين الزوج وزوجته ، وبين الابوين والاطفال ، لا بد له من رعاية لكى يعيش ، ولكى ينمو ويزداد معه نمو الشعور بالمبالاة .. انه اشبه ما يكون بطفل صغير ، اذا نسيناه واهملناه مات ، وهو اشبه بالشعلة التى لا تلبث ان تنطفىء بعد ان ينفد وقودها !

حملت ام طفلتها الصغيرة من المستشفى وعادت بها الى البيت بعد ان يئس الاطباء من شفائها من داء الصدر الذى اصيبت به .. فقد قالوا لها : « ان ابنتك فى حاجة الى معجزة لكى تسترد صحتها وتتخلص من هذا المرض اللعين ، خذيها الى البيت،فقد استنفدنا هنا كل وسائل العلاج! »

وحدثت المعجزة !

وحملت الام طفلتها ، وضمتها الى صدرها ، وهى تبكى .. ومشت فى الشوارع تضرب فيها على غير هدى وتململت الصغيرة وصاحت الام : «ماذا بك يا حبيبتى ؟ » وقالت الطفلة : « اريد ان العب مع الاطفال فى الحديقة يا امى ، لا اريد ان اعود الى البيت الآن » قالتها فى توسل .. وخفق قلب الام بكل الحب الذى تحمله لصغيرتها ، وسارعت الى الحديقة، ونزلت الطفلة عن ذراعها، وراحت تلعب وتلهو وتملاالدنيا بضحكاتها ..

وفى صباح اليوم التالى ، عادت الطفلة الى الحديقة مرة اخرى ، ولم تكن وحدها ، كان معها والدها واخوتها الصغار والكبار ، وتجمعوا حولها وراحوا يلعبون ويلهون.. وتكررت زيارات الاسرة للحدائق ومدنالملاهى..وانقضى اسبوع واسبوعان وثلاثة .. واصطحبت الام طفلتها وعادت بها الى المستشفى من جديد .. لم تكن تحملها هذه المرة وانما كانتالطفلة تمشى علىقدميها وهىتضحك..

وكشف عليها الاطباء .. لقد حدثت المعجزة وشفيت الطفلة من مرضها .. لقد عادت الى الحياة فعادت اليها الحياة ..

انه الحب الذى حقق هذه المعجزة .. وكل المعجزات .

منير نصيف

بقلم : محمد على سليمان

● عندما يتكلم التاريخ عن فاطمة التى اشتهرت باسم ام كلثوم فانه سيروى قصة تنصت لها تماثيل الابطال ، وستقف السطور امام الكاتبين لتسجل جانبا من الحيرة والاسى ، وجوانب من العظمة والجلال • وعندما تهفو القلوب الى هتافات العنادل والشحارير ، فلن تجد فيها جزالة شدو ام كلثوم ولا حلاوة جرسها فى افصاحها العربى المبين • وكانى بقرية « طماى الزهايرة » التى شهدت مولدها فى عام ١٨٩٨ تمد بصرها واغصانها وزهرها الى مدينة القاهرة وكانها تستروح من ترابها عبيق الشذى وعبير الالحان لتفرق نسمات رياضها فى دمعة تترقرق على صفحات زروعها وغرامها التى انتزعت منها لؤلؤتها الجميلة •

ام كلثوم طفلة فى دارها حيث ولدت

ولدت ام كلثوم كما ولد من قبلها الملايين من بنات حواء • يضرع الشيخ الفقير الى ربه ، مسرورا بما منت به السماء وتلقف المولودة بين يديه مؤذنا كما يفعل الصالحون ممن يقتفون آثار الرسول •• ثم نمت الطفلة وترعرعت فى اسرة مكافحة مجاهدة فيها الفلاح ، والمقرىء وحالبة البقر ، وراعية الشاة ، وانطلقت بين اترابها تمرح وتلعب وتمتص من بيئة الريف فضائل الرضا والقناعة وتستلهم من حقول القرية صفاء النفس وسلامة الوجدان • وفى كل ليلة تجتمع حلقة من اهل الدار فى غرفة الشيخ ابراهيم ، ان ابنته تسترعى انتباههم بعقلها الذاكر وشفافية روحها واتصالها بحب السماء فتستمطر منها الدعاء للوالد الفقير بالرزق والصحة والعافية •

وكانما ارادت السماء ان تبارك دعوات الطفلة المحبة المحبوبة،فظهرت بوادر الفيث فى نبرات صوتها حينما كانت تحاول جاهدة ان تقلد اباها فى تلاوة القرآن الكريم • وتشدنا هنا وقفة قصيرة حول هذه البداية المشرقة •

ام كلثوم بدأت ، بترتيل القرآن

اننا عندما نقرأ سير ابطال المسلمين نجد البداية دائما فى حياة كل منهؤلاء الاعلام، كلمات تقص انه حفظ القرآن قبل ان يتم مرحلة الطفوله الثانية ، وقرأ شيئا من أحاديث الرسول صلى الله عليه وسلم ، وبعض النثر والشعر من تراث العرب السابقين ، ثم ينطلق من هذا المبتدأ نحو الفروسية أو الفقه أو الطب أو الشعر أو الفتوحات فيبزّ السابقين ، ويخلد التاريخ نبوغا لسنا ندرى شيئا عن أسراره وانواره سوى تلك البداية المباركة التى انبنت عليها شخصية كل من هؤلاء الاعلام رغم اختلافهم فى الميول والمواهب والاتجاهات .

هذه هى الطفلة أم كلثوم تبدأ من ذات البداية فتحفظ من القرآن ما شاء الله أن تحفظ ، وتردد فى وعيها ما كان ينشده شقيقها وابوها من شعر الصوفية فى المديح والانشاد بحب الله ورسوله.. وتساير قصص النبوة التى كان يرددها الاب والشقيق معبطانة من أهل المهنة .. حتى تقبلليلة من ليالى الشتاء وتمتلىء الارض من غيث السماء ماء وبردا مما أقعد الشيخ فى عقر داره مكتفيا من ليلته بطعام ساخن حول مائدة متواضعة لا يفتح الشهية اليها الا بسمات الطفلة التى ارادت ان تعوض الاب عناء الرزق الممسك فى ليلته بصوت عذب قوامه أحد الاناشيد التى كانت تستمتع بسماعها من بطانة المديح .

وتشدو الورقاء بليلها والاب والاسرة فى نشوة وفرحة .

ام كلثوم ، مع أبيها فى ليلة ختان يحييها

وهنا يقرر الشيخ أمرا خطر بباله أنه سيملأ دنيا طفلته فرحة وبهجة بان يصحبها معه فى ليلة قادمة سيحيى فيها مع زملائه ليلة ختان عند أحد الاعيان .

وتسير القافلة على الحمير وتتخطى الاوحال والغدران ، ويصل الركب ، ويستقبله الناس كما يستقبلون عامة الفقراء . وتبدأ الليلة فيستهوى الغناء الجماعى الطفلة الصغيرة فتشترك فى الترديد والانشاد ، ومن باب العبث والدعابة يشير أحد السامعين الى البطانة بالسكوت لينطلق صوت الطفلة وحدها .. وهنا تبدو اعجوبة من أعاجيب القدر .. أن الصوت قد استولى على

مشاعر السامعين ، فيستعيدون ويستعيدون.. ومن بعد ذلك يتقدم احدهم ليضع خمسة قروش كاملة في حجر الطفلة قائلا هذه من عمك الحاج حسين.. وتردد البطانة بالغناء « الحاج حسين .. يارب تحفظه » وينفتح باب الرزق ويتقدم بالقروش الشيخ عمر ، والفتى مهران ، والست بديعة ، والعم حسان ، وتنفرج ابتسامات الوالد وزملائه الشيوخ لما افاضت به الليلة من ارزاق فاقت ما كانوا يجمعون ... ثم تنتهي الليلة وتنفض وتعود القافلة على الاقدام من حيث أتت شاكرة فضل الله فيما اجراه على يد الطفلة المباركة . وتوالت بعد ذلك الليالي في النجوع والكفور والقرى وفي كل مرة تعود الطفلة المباركة راضية سعيدة بما هيأته لها الاقدار من قروش وطعام وكساء .

طفولة كطفولة موتسارت

هكذا بدات قصة العبقرية الخالدة لتذكرنا بطفولة موتسارت Mozart عبقري النمسا حينما اكتشف ابوه ان ولده الطفل ينجذب نحو البيان بقوة دافعة ويحاول في الثالثة ان يقلد عزف شقيقته. وينبهر الاب امام قدرة الطفل الصغير فيتعهده ويرعاه ويلقنه في كرم وسخاء فكانت النتيجة ميلاد عبقرية اصبحت الآن من مفاخر النمسا . فكما كان ابو موتسارت قائد ولده ورائده كذلك كان الشيخ ابراهيم رائدا لابنته ومعلما ودافعا الى اولى خطوات التالق والنضج .

ام كلثوم في حرز وصيانة من ابيها

عاشت الفتاة الصغيرة امكلثوم في حرز وصيانة من اب بار واخوة عرفوا قدر الجوهر الذي حبتها به السماء فكانوا من حولها حافظين كراما يرتفعون بمستواها في الخُلق والدين ، اذ كانت بداية نضجها في عصر لم يكن من اليسير ان تعتلي فتاة مسارح الغناء الا اذا اتخذت من انوثتها وجمالها وخلانها وسائل تصل من خلالها الى القلوب والجيوب.ولكن ابنة الريف وربيبة المشايخ عفت وظلت عذراء بتولا تستلهم من فنها الحب في صورة لم تتجسد نحو احد من البشر ، بل تجسدت في روحانية الحب وصفاء جوهره ، فخاطبت بغنائها حبيبا مجهولا ولكنه مستقر في قلبها الدافيء وصوتها الرائع المعبر .

ام كلثوم في القاهرة

وتمر الايام والزمن يصقل جوهرتهويعدها للتربع على عرش النغم والغناء فتفد الفتاة الى القاهرة في صحبة من رجال اسرتها . ويتناقل الناس ما شهدوه في قدرتها وصوتها وظرفها . وكانت القاهرة حينذاك قبلة العالم العربي يفد اليها طلاب المال والشهرة ، وعالمها يزخر برجال العلم والفن والادب ، ويقوم فيها صراع بين مختلف الوان الفن المسرحي والغنائي ـ واجواؤها مليئة بتيارات تموج بالوافدين من البلدان العربية والاوربية ليشهدوا منافع لهم في عاصمة ما كان اشبهها بما كانت عليه بغداد في ايام العباسيين . وتنضم ام كلثوم الى هذا المجتمع الزاخر بكل شيء ، وتتدارس كل ما في الحياة من حولها ، فترى فنون الغناء وقد تصدر فيها مجموعة من العوالم وبائعات الهوى . وتستمع الى المغنيات في ذلك الحين يرددن كلمات تصرع الحياء والخجل . فتستعيذ بربها من شر ما ترى وتسمع وتستجيب لها السماء ، فتضم الى لياليها خيرة من شباب الشعراء الذينسحرهم شدوها بالغناء فقدموا اليها عصارة نقية طاهرة الكلمات مضيئة المعاني . وتوافد اليها الملحنون ليمزجوا فنهم بروائع الشعر العذب البديع ليخرج من خلال تلك الحنجرة الملائكية الحانا للناس . وانفتحت ابواب السماء منهمرة عليها بالرزق والقبول وبدأ عصر جديد ، جديد في حياتها اضفى الخير عليها وعلىكل من حولها . ولا عجب اذا علمنا بان ام كلثوم قد اوتيت قدرة في الغناء هي في حد ذاتها افاضة سخية من هبات السماء فلقد كانت تمتلك ناحية الافصاح والبيان بصوت واضح النبرات سليم المخارج عميق الاثر يذكرنا بما قاله ابن سريج امام المغنين عندما سئل عن المصيب المحسن من المغنين فقال : « هو الذي يشبع الالحان ويملأ الانفاس ويعدل الاوزان ويفخم الالفاظ ويعرف الصواب ويقيم الاعراب » .

وكانما كان ابن سريج يعني بقوله هذا صوت ام كلثوم فان وصفه يطابق تماما طريقتها في الشدو والغناء ، فالكلمات تنبعث من صدرها

عميقة المعنى ، محاطة بهالة من الصفاء النفسى والروحى ، مترجمة باعذب بيان عما يقوله الشاعر وما يوقعه الموسيقار • ولعل السر فى ذلك يرجع الى انها كانت تعيش الشعر فى وجدانها ، وتهضم معانيه فى تاملاتها وسبحاتها ، ثم تخرجه للناس واضح النبر والتفسير وكانما يخرج من صدرها ليستقر فىالقلوب عبر الاسماع • وهذا الاحساس الملهم يطابق ايضا ما يقوله الموسيقار جيوفانى باتستا برجوليزى بان المتعة الحقيقية عند سماع مغن يغنى ترجع الى الفهم الواضح للنص •

انه لا يمكن ان يكون صاحب فن الغناء مجرد ببغاء يردد الكلمات ثم يقذفها دون ان يهضمها فى الوعى والخيال ، فان الغناء فن من فنون القول الرفيعة التى يجب ان تصاحبها هواية مركزة فى الادب عامة والشعر خاصة • والفنان الراسخ فى فنه لا بد ان يكون استاذا فى معارفه اللغوية ، بل يجب ان يكون لديه القدرة على ان يواجه الشاعر ويناقشه ويتغلغل فى احاسيسه وينتزع المعانى التى تستقر فى باطنه ، ثم ينفى خبثها ، ليظهرها للناس سليمة صافية لا يشوبها فساد فى اللفظ او ركاكة فى اللغة وهذا ما يجب ان يكون عليه الممثل او المغنى على حد سواء •

ام كلثوم تتدخل فى صياغة ما تغنيه

ولهذا كانت ام كلثوم تتدخل فى تغير كل ما تغنيه ، وكثيرا ما كانت تقترح استبدال كلمات مكان غيرها لتزيد من جمال الاسلوب وكماله سواء فى ذلك اللغة الفصحى ام اللغة الدارجة ، بل لقدبلغت منرقةالاحساس بجمالالالفاظ وتراكيبها ان غيرت وبدلت فى كلمات جاءت فى شعر امير الشعراء وحافظ ابراهيم ، ولم يكن حسها اللغوى وحده هو الذى يحكم ما تغنيه بل كانت فى كثير من الاحيان تعدل للملحن فكرة اللحن وتوجهـه الى مايناسب المبنى والمعنى •

ام كلثوم كانت عازفة ماهرة

وهى لم تصل الى هذا المستوى وصولا عفويا بل وصلت بعد كفاح شاق طويل • فلقد تدارست جميع الادوار والموشحات فى شتى صورها والوانها من اعظماساتذة الغناء الذين عاصروها او سبقوها

ام كلثوم وهى فتاة
لايزال فى يدها المنديل الابيض

ولم تكتف بمجرد الحفظ عن طريق التلقين ، بل كانت على بصيرة باللحن وايقاعه وانتقالاته في المقامات الموسيقية ، • وتحرص قبل الغناء على ضبط الآلات الموسيقية ضبطا محكما ترجع فيه الى اذنها الماهرة الناقدة ، والى قدراتها الكبيرة في العزف ايضا فلقد درست العزف بآلة العود دراسة منهجية وصلت بها الى مستوى الاساتذة العازفين المجيدين، الا انها كانت تتخلى عن العزف حين الغناء لتذيب نفسها فيما تقول وحتى لايشغلها شاغل عن الانفعال بمبنى الكلمات ومعناها • ولعلها استمدت ذلك من الطريقة التي يرتل بها ائمة شيوخ القارئين والمقرئين في كتاب الله • ويؤيد ذلك اهتمامها الدائم بالاستماع الى القرآن الكريم بتلاوة الشيخ محمد رفعت ، والشيخ علي محمود ، والشيخ منصور بدار ، والشيخ احمد ندا والشيخ محمد القهاوي، اذ كانت تربط نفسها بعلاقة كلها مودة وتقدير لهؤلاء القارئين الافذاذ الذين كانوا يبادلونها الاعجاب بما فطرتها عليه السماء من اعجاز في النغم والاداء •

وارتفع شانها واعلت السماء من قدرها وسلكت في غنائها طرائق جديدة تختلف كثيرا عما الفه الناس في الوان الغناء،وكانت حنجرتها وشخصيتها واخلاقها مما الهم المؤلفين والملحنين ليبدعوا جديدا في عالم الموسيقى • واتجهت باقلام الشعراء الى قمم التعبير العاطفي الرقيق الذي لا يصك السمع ولا يخدش الحياء ، وظلت الاساليب ترتقي بالوان غنائها حتى خاطبت السماء بالحان قدسية انصهرت فيها شخصية كل من الشاعر والملحن • حتى غدت بعض اغنياتها اغاني صوفية يستلهم بها اصحاب المواجيد مواجيدهم في حب الله ورسوله ، محققة بذلك قول امام المتصوفة محي الدين ابن عربي « ان الفقير لا يسمع الا عند الوجد » •

ام كلثوم مدرسة جامعة

ان ام كلثوم مدرسة جامعة يمكن ان يجتلى في فصولها تطور الغناء العربي في شتى مراحله، كما انها حلم يعود بنا الى امجاد الغناء العربي في عصور الامويين والعباسيين ، فهي لؤلؤة كريمة صقلتها الخبرات العربية المتوارثة وطراز رفيع من اهل الفن يعتبر نموذجا يحتذى فيما تكون عليه المراة من عزة واباء وعفة • كانت نفسها تفيض بالخير وحب الخير ، ولم تجعل عطاءها وسيلة للظهور والتناص المديح• وطبقت تعاليم الشريعة في البر باهلها والاقربين •

وكانت ربة بيت ممتازة تشرف على شان كل صغيرة وكبيرة في دارها حتى رعاية الزروع والازهار•

وكانت تختزن في قلبها حبا عارما لمصر وابنائها، وتؤمن بالوطنية في اسمى صورها ، كما تؤمن بالعروبة وتعتز بها فخورة شامخة، ووهبت جهودها ونضالها لتجمع لمصر بعض ما يقيم عثرة حرب ١٩٦٧ ، فلم تكن في احساسها الوطني باقل مما فعل شوبان وبادروفسكي •

وكانت حلوة الحديث حاضرة البديهة تجيد النكتة والتهكم اللاذع المر

وكانت قوية النفس في تحمل الآلام مهما قست ، ويذكر عنها انه كثيرا ما كانت تنتابها آلام الكلى اثناء الغناء في الحفلات العامة فتكبت الالم وتحتمل وطاته حتى لا تعكر جو السعادة على من ينعمون بفنها •

وكانت ذات عقيدة دينية عميقة تلتجيء الى الله في كل شئونها وتستمطر رحمات السماء فتطلب الى المشتركين معها في حفلاتها ان يضرعوا الى الله بفاتحة الكتاب قبل البدء في العمل •

وكانت تشرف على الحانها بدقة هائلة فتختار لكل لون من الاغنيات من يناسبه من الملحنين وتشترك في عملية التسجيل والمونتاج بحساسية هندسية رائعة وليس بعجيب ان يجتمع كل ذلك في انسانة هي ام كلثوم ••

وان هذه الكلمة التي استكتبتني مجلة العربي ليست سوى مجرد احساس بالوفاء نحو هذه الجوهرة التي اهدتها الينا السماء لتسعد جيلنا والاجيال التي من بعدنا •• اما الكتابة التي تؤرخ فنها وحياتها فلها مجالات اخرى سوف يوفيها اصحاب التاريخ بكل ما هي اهل له من التكريم • اكرم الله لقاءها واسعدها في آخرتها بقدر ما اسعدت من ملايين البشر •

■■

محمد علي سليمان

عميد معهد الدراسات الموسيقية بالكويت

نتيجة مسابقة العدد ١٩٤

شهيرات النساء

■ دارت مسابقة العدد ١٩٤ من العربيعلى اسئلة عن نساء شهيرات دخلن التاريخ وكان لهن شأن كبير ، وهؤلاء النسوة كـنمن مختلف شعوب الارض ومختلف العصور والازمان ٠

أما اسئلة المسابقة فقد كانت سهلـةميسرة لا تحتاج الى كثير عناء لذلك جاءت معظم اجوبة القراء صحيحة بالاضـافة الىان مجال الاختيار كان رحبا فقد كـان المطلوب الاجابة على عشرة اسئلة من بينخمسة عشر سؤالا ٠

واليك ايها القارىء نموذجا للاجابـةالصحيحة ثم اسماء من فازوا بالمسابقة ٠

١ ـ هـدى شعـراوى ـ ٢ ـ الخنسـاء ـ ٣ ـ مدام كورى ـ ٤ ـ مى زيادة ـ ٥ ـ السيدة زبيدة ـ ٦ ـ فلورنس نتنجيل ـ ٧ ـ صفية زغلول ـ ٨ ـ شجـرة الـدر ـ ٩ ـ انديـرا غانـدى ـ ١٠ ـ خولة بنت الازور ـ ١١ ـ فالنتينا تشكوفا ـ ١٢ سيرامافو باندرنيكه ـ ١٣ ـ نفرتيتى ـ ١٤ ـ مارى انطوانيت ـ ١٥ ـ اسماء بنت ابىبكر

الفائزون بالمسابقة

* **الجائزة الاولى وقيمتها** ٣٠ دينارا **فاز بها :احمد السيد حجازى** ـ القاهرة / مصر ٠
* **الجائزة الثانية وقيمتها** ٢٠ دينارا **فاز بها :زهير حامد لقمان** ـ عدن / اليمن الديمقراطي ٠
* **الجائزة الثالثة وقيمتها** ١٠ دنانير **فازتبها :نوال محمد المحميد** ـ المنامة / البحرين ٠

٨ ـ جوائز قيمتها ٤٠ دينارا كل منها٥ دنانير فاز بها كل من :

١ ـ محمد محمد بن يزيد ـ طرابلس / ليبيا ٠

٢ ـ محمد غالب محمد ـ الموصل / العراق ٠

٣ ـ فريد محمد حمود ـ حلب / سوريا ٠

٤ ـ العوضى فضل الله احمد ـ الخرطوم / السودان ٠

٥ ـ شرين روغنى ـ بيروت / لبنان ٠

٦ ـ نوال حسين عساف ـ عمان / الاردن ٠

٧ ـ عبد الله خالد العصيمى ـ الرياض / السعودية ٠

٨ ـ محمد عبد العزيز محمد فرج ـ الروضة / الكويت ٠

اعرف وطنك أيها العربي

خط الاستواء

أرض عربية بكر تدعوك لزيارتها

استطلاع : سليم زبال

تصوير : اوسكار مترى

الى اليسار : تحت ظلال نصب تذكارى . وفـوق خط من الصخور يرمز الى خط الاستواء الوهمى. تتم اغرب عملية تحية وسلام . فالذين الى اليمين يقفون فى الجزء الشمالى من الكرة الارضية . والذين الى اليسار يقعون فى جزئها الجنوبى !!ان خط الاستواء هو الخط الوهمى الذى يقسم الكرة الارضية الى نصفين متساويين ..

■ وطني العربي يتسع ويكبر ..
حدوده تمتد وتتقدم حتى تصل الي خط الاستواء ..

ان انضمام الصومال لجامعة دولنا العربية قد أضاف لأراضينا قطعة طولها ١٥٠ ميلا تقريبا تمتد على طول خط الاستواء ، ذلك الخط الذي يلتف كالحزام بطول ٢٤ ألف ميل حول وسط الكرة الأرضية ، مخترقا أراضي عشر دول افريقية وامريكية جنوبية ، واندونسيا..

لقد طارت بعثة « العربي » الى منطقة خط الاستواء العربي ، وسارت من ساحل المحيط الهندي متجهة غربا فوق الأراضي الصومالية الاستوائية ، تسجل وتسمع ، لتنقل لك صورة واقعية مصورة عن أسلوب الحياة في تلك المنطقة النائية البعيدة ..

ماذا يعني خط الاستواء ؟

مشاعر غريبة انتابتنا ونحن وقوف فوق هذا الخط الوهمي الذي يقسم الكرة الارضية الى قسمين متساويين .. هكذا يقولون .. وهكذا عشنا في أوهامنا في تلك النقطة . قسم شمالي يتناقض مع قسم جنوبي ، فعندما يحل الشتاء ، شمال الكرة الارضية ، يكون الصيف في جنوبها .. !

وعندما ماتكون الشمس عمودية على الارض ، عند خط الاستواء ، فان الليل والنهار يتساويان في كل انحاء العالم .. وهذا « الاعتدال » او Acquinox كما يسميه العلماء ، يحدث مرتين في السنة ... في الربيع والخريف .. وعلى وجه التحديد في ٢١ مارس و٢٣ سبتمبر من كل عام .

ويحمل خط الاستواء رقم (صفر) بين خطوط العرض ، انه يشكل القاعدة العريضة التي ينطلق منها ٩٠ خطا صوب القطب الشمالي ، ومثلها صوب القطب الجنوبي .. وطول المسافة من خط الاستواء الى كل من القطبين هي ٦٢١٥ ميل .. اى ان المسافة بين كل خط من خطوط العرض هي ٦٩ ميلا ..

«واموتوريست» انه الفندق السياحي الحكومي الذي فتح ابوابه في اوائل عام ٧٤ بمدينة كسمايو ويضم ١٨ مبنى مشيدة على طراز الاكواخ المحلية تضم ١٠٨ من الاسرة .. ويمكنك ان تستأجر الكوخ باكمله ، ويضم ٤ غرف كبيرة بما يوازي ٢٥ دولارا امريكيا يوميا بما فيها الطعام .. اما الشخص الواحد في الغرفة فيدفع ٥ دولارات

جنة مأرب تنتقل الى خط الاستواء

أفكار كانت تتوارد ونحن نحتمي بالنصب الهزيل الذي اقامه الايطاليون ليجسدوا مكان هذا الخط الوهمي ..

كانت الامطار تهطل علينا بغزارة ، والامطار عندما تهطل هنا تستمر مدة ثمانية شهور في السنة ، تسقط خلالها مامعدله نصف متر من ماء السماء .. وهذه الكمية الكبيرة من المياه المتدفقة على خط الاستواء ، جعلت من المنطقة أرضا خضراء شاسعة مترامية ، تنمو فيها مختلف الاشجار والنباتات : من موز ومانجو ..وباباي.. وليمون هندي (جريب فروت) .. وأناناس .. كلها تنمو وتنضج على مدار أيام السنة ..

كنا نسير تحت أشجار المانجو ، فالمانجو له غابات في خط الاستواء ـ الثمار تتساقط من حولنا بصوت مسموع ، كل حبة تختلف عن شقيقتها ، فهنا

ينمو ١٦ نوعا مختلفا من ثمار المانجو الممتازة ، تنمو تلقائيا دون أن يزرعها أحد ، وتسقط ثمارها على الارض ، فلا يجمعها أحد !!

وتذكرنا قصة المؤرخين العرب‌عن جنة سد مارب القديم .. كانوا يقولون ان المراة التى كانت تسير بين أشجار جنة مارب وعلى رأسها زنبيل فارغ ، كانت تخرج مسرعة من تحت الاشجار ، لان زنبيلها كان يمتلىء بسرعة من مختلف انواع الفواكه المتساقطة من الاشجار !!

ان هذه القصة القديمة ، تنطبق اليوم تماما على‌هذه المنطقة الاستوائية‌من جمهورية‌الصومال.. لان سلة المراة سوف تمتلىء هذه المرة بثمار حقيقية .. مانجو ، ليمون هندى (جريب فروت) نارجيل (جوز هند) باباى .. فواكه كثيرة تاكلها القرود حاليا !

اكبر موانىء الصومال

واشهر المدن‌فى هذه المنطقة‌هى مدينة‌كسمايو.. وتضم أكبر موانىء الصومال،الذى قام الامريكيون ببنائه من قرض قدموه عام ١٩٦٣ ولم ينته البناء فيه الا بعد خمس سنوات ..

ميناء تقف على رصيفه خمس‌ناقلات‌موز ولحوم.. ان هذا الميناء هو البوابة الرئيسية التى صدر منها الصومال ٨٩ الف طن من البضائع عام ١٩٧٣

وميناء كسمايو أعطى للمدينة روحا جديدة .. فهى مدينة خاملة ليس فيها ما يستحق المشاهدة او الشراء .. والحياة فيها متفتحة فقط حول فندقها الجديد الذى تكلف ١٣ مليون شلن صومالى (كل ٦ شلنات = دولارا امريكيا) وهو فندق مبنى على طراز الاكواخ المحلية ، وسط البادية على شاطىء رملى ساحر ، لا يستحم فيه أحد !!

ناقلات الموز المكيفة

ان الطبيعة‌البكر تحيط بمدينة كسمايو‌وبالطريق الحيوى الجديد الذى سيربط (كسمايو) بمقديشو العاصمة ، وطوله ٥٠٠ كيلومتر ، فهو يمر وسط بادية خضراء تحوى غزلانا وخنازير وحشية كثيرة، وقرودا عديدة‌تنتظر بالساعات‌على‌قارعة‌الطريق‌حتى تمر سيارات الشحن الكبيرة المحملة باطنان الموز الصومالى الشهى .. والموز بالنسبة للصومال هو

حريطة الصومال .. وقدظهر فيها خط‌الاستواء فى‌جنوب البلاد .. ومعه الجزء الذى اغتصبته كينيا من ارض الصومال .

بمثابة القطن لمصر.. والزيتون لتونس..والتفاح للبنان !

وفى منطقة خط الاستواء توجد ٨٣ مزرعة ومصنعا لتعبئة الموز وغسله .. انه موز « صوماليتا » الذى غزا البلاد العربية لاول مرة بستة آلاف طن عام ١٩٦٩ سرعان ما تضاعفت حتى وصلت الى ٤٦ الف طن ، من مجموع ١٨٠ الف انتجتها الصومال عام ١٩٧٣ .

ان الموز يباع فى أسواق الصومال بابخس الاثمان .. ولكن المشكل هو النقل .. ان تصديره للعالم يتم داخل ناقلات مكيفة الهواء .

وفى ميناء كسمايو صعدنا الى سطح ناقلة الموز « الاميرة باولا » وتحدثنا الى قبطانها الكابتن ماندفيل ، الذى قال لنا : « انا نتقاضى ٨٠ دولارا اجرة نقل طن الموز الواحد من كسمايو الى الكويت .. وارتفاع سعر النقل هذا يرجع الى ان سفينتنا تستهلك‌كمية هائلة من الوقود لتشغيل آلات التكييف فيها .. فقبل ان تبدأ عملية شحن الموز نقوم بتبريد مستودعات السفينة الى درجة ٦ مئوية .. وتظل آلات التكييف تعمل دون توقف لحظة واحدة ، لمدة ٦ أيام حتى نصل ميناء الكويت.

تتحمل المراة في مجتمع البوادى عند حط الاستواء مسئولياتها فى سن مبكرة ٠٠ فى الخامسة منعمرها تبدأفىالعناية بالأغنامحول منزلها.ومن السابعةالى العاشرة وجدناها فى الوديان ترعى الماعز والاغنام وتتحمل مسئولية سقيها واعادتها الى المنزل ٠٠ وعندما يشتد عودها تنتقل للعمل فى الحقل حاملة الفأس على كتفها (**الصـورة اليمنـى**) تقلـب الارض وتنحر الخراف وتحلب جميع انواع الماشية. فيما عدا الجمال فهذه مهمة الرجال ٠٠ وهـــى تستمر فىاعمالها هذه الشاقة حتىبعد زواجها٠٠ اما المراة فى المدينة فقد تحولت الى عضو عامل نشيط يعمل على بناء ألصومال الحديث ٠٠ لقد وصلت فى تعليمها الى اعلى المراحل الجامعية . وحصلت على جميع حقوقها السياسية والاجتماعية التى جعلتها مساوية للرجل ٠٠ وفى **الصورة السفلى** مجموعة من بنات كسمايو بلباسهن الزاهى الجميل يجلسن الى جانب الرجال يشاهدن مباراة فى كرةالسلة بين العاملات فى مصنع تعليبااللحوم ومصنع تعبئة موز صوماليتا ٠٠

فى فندق وامو السياحى تؤدى الفتاة الصومالية دورا كبيرا ·· تعمل موظفة وتخدم نزلاء الفندق ·· تقدم لهم الباباى الشهى فى صحاف كبيرة·· لقد نزلت المراة الصومالية الى جميع ميادين العمل فى الصومال ·· ولكنها لم تنس عاداتها الشعبية . فهى ترتدى احمل الملابس اثناء الرقص (الصورة اليسرى) ·· انها الملابس الخاصة برقصة الشوباى . اقدم رقصات الصومال . لانها ترجع الى ايام بعثات الملكة حتشبسوت ملكة مصر القديمة . الى بلاد بنت ·· التى هى بلاد الصومال حاليا ·· لاحظ تقارب الشبه بين ملابس الفتاتين والملابس الفرعونية القديمة ··

«امبراطورية الموز» لقب كانّ يطلقه الايطاليون على الصومال ، فالمكائد والدسائس كانت مستمرة بين الشر
في زراعة الموز، ويرتفع انتاج البلاد الى ١٨٠ الف طن ٠٠ يمكن ان ترتفع الى مليون طن فى حالة اتساع الاسواق
ويوضع في محلول مطهر ، ويتم فرزه ثم يشرع فى تصدير الانواع المـ

او غيره من موانىء الخليج العربى ٠٠ وعندما ننقل الموز الى ايطاليا تأخذ الرحلة مدة ١٩ يوما ٠٠ »

وايطاليا هى المستورد الرئيسي لموز صوماليتا ، ولكن استيرادها انخفض الى ٦٦ الف طن عام ١٩٧٣ بينما كان اكثر من ٧٨ الف طن عام ٧٢

أسف

« ان موز صوماليتا أصبح ثروة عربية زراعية ، يمكننا ان نرفع انتاجنا منه الى مليون طن سنويا ، اذا فتح اخواننا العرب أسواقهم لنا ٠٠ ولكن بعض البلاد العربية فضلت استيراد الموز من الاكوادور ، وجواتيمالا ، وهندوراس ، وغيرها من دول امريكا اللاتينية ، بدلا من استيراد الموز الصومالى ، بالرغم من أن موز صوماليتا يتميز ويتفوق على الانواع الاخرى ، بحلاوته الرائدة بشهادة الخبراء العالميين ٠٠ »

هذا ما قاله لنا علي يوسف علي مدير مكتب هيئة الموز فى كسمايو ٠٠

الابقار المدللة

ان وطننا العربي يعيش مرحلة طفرة اقتصادية صناعية واسعة ، تلعب البضائع المثلجة دورا رئيسيا فيها ٠٠ وهذا يتطلب بالتالي ضرورة وجود سفن مبردة بين اساطيل السفن التجارية العربية ٠٠

فمن المنطقة الاستوائية الصومالية مثلا ، يمكن لهذه السفن ان تنقل الى جانب الموز ، اللحوم المثلجة التى بدأ تصنيعها فى المنطقة ٠

لقد اشتهرت الصومال بثروتها الحيوانية التى قدروها بنحو ٢١ مليون رأس من الجمال والابقار والاغنام والماعز لا يعيش منها فى المنطقة الاستوائية الا الابقار فقط ، بينما بقية الانواع تربى فى المناطق الشمالية الجبلية ٠٠

والابقار في المنطقة الاستوائية تعيش مدللة معززة يطلقون عليها مختلف الاسماء : تيرى ٠٠ اساى ٠٠ قرض ٠٠ أما الثور فلا يطلقون عليه اسما ، وانما يظل ثورا !! ٠

نفس العادات والتقاليد شهدناها في بلاد المهرة

الايطاليتين اللتين كانتا تشرفان على عملية تصدير الموز ٠٠ ثم حلت وكالة الموز الوطنية مكانهما ليبدأ عهد ح
وفي منطقة خط الاستواء ٨٣ مصنعا لتعليب الموز قبل تصديره ، وهو ينمو على مدار ايام السنة٠٠ يقطع من الاش
الطارحة منه ، والباقي يبقى خاما لتوزيعه في السوق المحلية ٠٠

بجمهورية اليمن الشعبية ، حيث يدللون الناقــة ويطلقون عليها مختلف الاسماء ٠٠

هنا مركز الابقــار

ان توفر الاعشاب والكلا طوال أيام السـنـة تقريبا في المنطقة الاستوائية ، يجعل منها مراعى نموذجية للحيوانات ويندفع السيد عبد الكريـــم برخده مدير وكالة تنمية المواشى فى حديثه معنا قائلا : « هذا المكان الذى نحن فيه هو أفضل مقــر لحياة الحيوان ٠٠ وافضل مركز لتربية الابقار ٠٠ من أجل هذا وضعنا في خطـة السنوات الخمســ الحالية ، مشروعا كبيرا ، بمساعدة الامم المتحدة ، من اجل تحويل ١٩٠٠ كيلو متر مربع ، تمثل ٨٠٪ من مساحة أراضى محافظة جوبا السفلى ، الــى منطقة مقفلة لتربية الابقار ، وزيادة أعدادهــا بعشرات الالوف ٠ »

« وهذا المشروع الذى سيتكلف ٨٠ مليون شلن صومالى (كل ٦ شلنـات = دولارا) سيقـوم بتربية الابقار من اجل لحومها ، وليس مــن اجل حليبها » ٠

التصنيع قبل التصدير

ان تصدير الابقار والثيران الحية ، كاد أن يتوقف تمــامـــا مـن مينــــاء كسمـايــــو ، لاز مصنع تعليب اللحوم ، الذى أقيم بقرض روسى يذبح ٣٠٠ رأس منها يوميا ، يعلبها داخل ١٠٠ الف علبة من مختلف الاحجام والانواع ٠٠ الـــ جانب ٢٠٠٠ طن من اللحوم المثلجة سنويا ٠٠

وهذه المعلبات واللحوم المثلجة لا أثر لها فـــ أسواق الصومال ، اذ يتم تصدير الانتاج كله الى الخارج ٠٠ مثلها في ذلك مثل الموز ، الذى تصد الانواع الجيدة منه،ويبقى النوع المتدني للاستهلا المحلى ، حتى قلنا لاهل الصومال ونحن نداعبهم اذا اردتم أن تاكلوا الموز الصومالى الممتاز فتعالو معنا الى الكويت ٠ ومن الطريف ان مصنع التعليب يستعمل لحم الابقار والثيران فقط ، اما الكبــ

تعطى شجرة الموز كل ٣ شهور « سباطة » موز .مثل تلك التى يحملها الاطفال وبعد كل قطفة تقطع الشجرة لتنمو ابنتها مكانها ٠٠ وهكذاتستمر شجرة الموز تعطى أشجارا وثمارا لمدة ٧ سنوات متتالية ، تشيخ بعدها فتقلع من مكانها .وتستعمل هىوأوراقها سمادا للارض ٠٠ **والصورة السفلى** لبعض الفتيات يحملن حبات النارجيل(جوز الهند) الذى ينمو فى كل مكان بالمنطقة ٠

هدا هو بيت النمل ‥ ويطلقون عليه اسم « دودوم » ‥ ان النمل الابيض « آنور » يممل . تحت اشراف ١٥ ملكة على مرج التراب بلعابه. فيأتي البيت قويا صامدا للزوابع والامطار ‥ أما « دودوم جلا » فتصمي سكان البيت المتصمبين . وهم · الثمبان والسلحماة ونوع من الحيوان الصغير ‥ لهذا نرى ابن البلد يتردد كثيرا في الاقتراب من هذا المنزل الغريب . خوفا من الثمابين !

الى اليمين : شجرة البابای . ثمارها تشبه المانجو . ولكنها تختلف بطعمها. فكل حبة باباى هنا لها طعم مختلف عن الحبة الاخرى ! انها واحدة من ثروات المنطقة الاستوائية ‥

والقلب والكلاوى فيطرحها المصنع للبيع فى أسواق كسمايو بمعدل ٧٥٠ كيلو جراما يوميا ··

وهذه الكمية الضخمة من الكبد والكلاوى تزيد عن حاجة سكان المدينة ، الذين يقرب عددهم من ٣٠ الف نسمة ، وهذا ما جعل سعر كيلو الكبد يهبط الى شلنين صوماليين (كل ٦ شلنات = دولارا) ·· ومع ذلك لا يقبل الاهالى كثيرا على شرائها !!

ان الوطن العربى كله من أقصاه الى أقصاه يعيش أزمة لحوم ، بينما اللحوم هنا لا تجد من يأكلها ؟!

موكب الحياة

وعند الغروب تبدأ قطعان الماشية فى العودة من المراعى القريبة الى منازلها ·· انها تعرف طريقها تماما ·· أما الراعى الذى يأخذ شلنا واحدا شهريا عن كل بقرة يتولى مسئولية أكلها ، فيجلس على حافة الطريق يتأمل أبقاره وهى تختلط مع الاهالى الذين يسيرون الهوينا الى جانبى الطريق، مرتدين الملابس ذات الالوان الصارخة : اصفر وأحمر وأخضر وأزرق ··

ان الصومال غنى بموارده وثرواته الطبيعية الدفينة ، ولكنه فقير بثقافة مجتمعه ، وبماليته·· لقد لمع الكثيرون من أبناء الصومال فى المراكز الرئيسية التى تقلدوها ، ولكن غالبية الموظفين والمسئولين المحليين تنقصهم الخبرة والدراية ·· ومع ذلك تجد كلا منهم يعتبر نفسه «وحيد زمانه» الذى لا يجارى !

وخلال تجوالنا فى القرى والاحراش ، التى تنافس قرى اليمن فى تاخرها ، تقابلنا مع رجل يتلحف بالفوطة التقليدية عارى الصدر ، حافى القدمين يفرك أسنانه بالمسواك تحت ظل شجرة كبيرة ، قال لنا : « هل عندكم فى الكويت أعشاب وحيوانات مثل التى فى باديتنا ؟ »

قلنا : « لا ·· فالكويت بلد صحراوى ·· »

قال . « انا متأسف لهذا ·· ولكن لابد عندكم اشجار مثل هذه الشجرة الكبيرة ؟ »

قلنا : « لا ·· »

قال متعجبا : « وكيف تستطيعون العيش دون أعشاب وحيوانات واشجار ·· لا حول الله ·· لا حول الله » ·

وضرب كفا على كف ·· وانصرف الى حال

بالسهام ذات الاطراف المسمومة بمواد مستخرجة من اشجار البادية . يقوم الرعاة ، بحماية أنفسهم وقطعانهم من الحيوانات المفترسة وخاصة الفيل ·

هذا البناء هو «وقف للفقراء» اقامته واوقفته والدة «ارثر واليم» وحفرت فيه بئرا لتشرب منها الابقار تخليدا لذكرى ابنها الذى قتل فى هذا المكان عام ١٩٠٠ وكان حاكما لاراضى جوبا فى عهد الملكة فيكتوريا ·· اما اليوم فقد جفت البئر واصبح النصب التذكارى جزءا من تاريخ كسمايو ··

سبيله ، وهو يتحسر ويتألم لحال الكويت ، وارض الكويت التى لا ينبت فيها الشجر !!!؟

٢٠ ألفا بدلا من ١٥ مليون أسرة

ان عدد سكان المحافظة الاستوائية ، واسمها الرسمي جوبا السفلي ، قليل للغاية : ٢٠ الف اسرة تعيش فوق ارض طيبة يمكنها أن تستوعب ١٥ مليون اسرة !!

وفي الوقت الذى أغدقت فيه الطبيعة خيراتها بدون حساب على هذه المنطقة ، نراها تشح وتبخل على أهل الشمال ، الذين ضربهم القحط والجفاف ٠٠فبدأوا يموتون جوعا،وتنفق حيواناتهم عطشا٠٠

كل هذه الكوارث تحدث فى شمال البلاد ، بينما المياه فى الجنوب تندفع عبر نهر جوبا أعظم أنهر الصومال ، الذى يقطع خط الاستواء،تندفع بسرعة هائلة صوب مياه المحيط الهندى لتنتحر فيـــه ، مخلفة بقعة سمراء داكنة وسط مياهه الزرقاء الصافية ٠٠ ألف متر مكعب من الماء العذب تضيع في كل ثانية في مياه المحيط ، بينما الاهالى فى الشمال يموتون عطشا ٠٠

• انه نهرنا الكبير ولكنه ما زال على طبيعته الوحشية ٠٠ يندفع حاملا الغرين (الطمى) دون ان يوقفه او يستفيد منه احد ٠٠ انما نريد مساعدة اخوتنا العرب لندرس هذا النهر وكيف يمكن الاستفادة من مياهه على الوجه الاكمل ٠٠ ان الدول الاوربية تعرض علينا مساعدتها . ولكننا نتخوف منها ٠٠ انما نريد المساعدة من اخواننا العرب ٠٠ ونحن نقيم حاليا ـ بمعاونة الروس ـ سدا صغيرا فى منطقة بارديرا لرى ١٠ الاف هكتار من الارض وانتاج ٥ الاف كيلواط منالكهرباء٠٠

هذا ما قاله لنا السيد محمد طاهر ٠٠ مدير وزارة الزراعة والمياه الصومالى ٠٠

القبلية هى سبب البلاء

لقد ظلت المنطقة الاستوائية الصومالية تعيش بعيدة عن الاضواء منطوية على نفسها ، تتوارث العادات والتقاليد دون أن تطورها ٠٠ وجاء العهد الجديد فوجد نفسه امام تركة مثقلة ٠٠ الشعب ينقسم الى أكثر من ألف قبيلة وفخذ ٠٠ قويها يبتلع ضعيفها ٠٠ وكان أول ما فعلته الثورة هو الغاءها لهذا النظام القبلى بجرة قلم ، وفرضت

هذهالاشكال المخروطية هى اغصان شجيرة السمسم، يضمونها اكواما لتجف قبل ان تبدأ عمليات استخلاص حبيبات السمسم منها ٠٠ وتزرع شجيرة السمسم هنا مرتين فى السنة بنجاح مذهل

هذه المحطة الصغيرة اقامها الامريكيون لاعطاء الماء والكهرباء لمواطنيهم الذين كانوا يعملون فى بناء ميناء كسمايو ٠٠ وهى اليوم تقدم ٢٠٠٠ متر مكعب من الماء يوميا لسكان المدينة،و ٥٠٠ كيلواط كهرباء تعطيها فى الليل فقط ٠ اما فى النهار فالتيار الكهربائى يتوقف،لان قطع الغيار الامريكية غير متوفرة ٠٠ وينتظر ان يكون قد وصل مولدان كهربائيان روسيان بدلا من المولدين الامريكيين ٠٠

الى اليسار : للازهر بعثة مكونة من ٦٥ عالمايقومون بتدريس علوم الدين فى مختلف انحاء الصومال ·· وترى هنا فضيلة الشيخ حسن جبيشىعويس . يقوم بتدريس طلبة مدرسة جمال عبد الناصر المشتركة التى اقامتها مصر فى كسمايو ··

الى اسفل : يعمد كل ابناء الصومال الى تعليم ابنائهم حفظ القرآن الكريم منذ نعومة أظفارهم. في الكتاتيب التى تعرف هناك باسم «الدوكسى» ··وفى الصورة السفلى ترى الاستاذ طاهر على يقوم بتحفيظ القرآن لأربعين طفلا . يمسكون بأيديهم « الداركين » وهى الواح خشبية . يكتب عليها الاطفال بواسطة قطعة من الخشب الرفيع المغموسة فى « الخض » ومعناها المصنوع من الحليب والفحم واللبان ·· وهو فى اللغة العربية الصحيحة الخضاض ورغم عدم فهم الاستاذ ، ولا التلاميذ ، لاى كلمة عربية . الا انهم يكتبون القرآن كله ويحفظونه فى مدة سنة ونصف او سنتين ·· ثم يعيدون كتابته ثانية وثالثة حتى يتقنوا حفظه ·· وهكذا تزداد الالواح الخشبية حتى تصل الى اربعة الواح أحيانا للتلميذ ··تقصر وتطول حسب قصر او طول السورة ··

الى اسفل : كانت اللغـــة الصومالية لغة تخاطب فقط . حتى تم وضع القواعد اللازمة لكتابتها ·· وبعدها بدأت حرب شعواء ضد الامية التى كانت منتشرة بنسبة ٩٠/·· وتحولت اراضي الجمهورية كلها الـى مدرسة هائلة مفتوحة . وترك ابناء المدارســـ الاعداديـــة والثانوية مدارسهم ليشتركوا فى حملة تطوير الريف وتنمية وتعليم ابنائه فى اى مكان . حتى تحت الاشجار !

عقوبة ٢٠ سنة على كل من يحاول احياء هذا النظام القبلي الذى كان يشل تقدم البلاد ..

واستلمت الحكومة الاراضى الشاسعة التى كانت حكرا لكل قبيلة .. شقت فيها الطرق،واستصلحت الاراضى البور ، دون معارضة أو متاعب من سلاطين القبائل،الذين تحولوا بدورهم الى « رجال سلام » مسئولين عن حل المشاكل التى تنشا بين القرى ..

الذرة هى الغذاء الرئيسى

وفى ظل المفاهيم الخاطئة ، كان ابن المنطقة الاستوائية يعتبر كل مهنة غير الرعى هى مهنة حقيرة .. ولكنا لمسنا تغيرا واضحا .. فالشباب بدأ يتسلل الى مختلف المهن ، يعمل تاجرا صغيرا ونجارا وسمكريا .. او عاملا فى مزارع ومصانع الموز وتعليب اللحوم وصناعة أكياس النايلون وطحن الذرة ..

أما الزراعة فيما عدا الجيوب الصغيرة التى تزرع بالسمسم نجد ان الزراعة تكاد تكون مقصورة على زراعة الذرة العويجة ، والذرة الاخرى التى يسمونها بالمصرية ،والتىيسميها اهلمصر بالشامية .. ان هذه الذرة هى الطعام الاساسى الذى يعتمد عليه سكان المنطقة .. يطحنونها ويصنعون منها الخبز المطبوخ بالسمن ، والكشيشة اى دقيق الذرة المطبوخ مع شوربة اللحم ..

الأستاذ عثمان عمر حاجى محمد ، مدير مدرسة جمال عبد الناصر المشتركة يقف بين الأساتذة المصريين الذين يقومون بتعليم اللغة العربية لأبناء خط الاستواء ... تحية لهؤلاء الرجال الذين يعملون بصمت بعيدا عن الاضواء فى منتصف الكرة الارضية .

أما الخضراوات والفاكهة فغالبية الشعب لا تقربهما ، وسالناهم عن السبب فقالوا : « نحن ناكلهما بطريقة غير مباشرة .. فالابقار والدواب تاكل الخضار والفاكهة .. ونحن ناكل بدورنا هذه الحيوانات !! »

ممنوع الصيد

وفى مستشفى كسمايو رايناهم يعالجون الناس من البلهارسيا المنتشرة بكثرة ، ومن الديدان المعوية .. وقد راينا طفلا مصابا بخمسة انواع من الديدان المعوية مرة.واحدة !! وفى بلدة جمامة تنتشر الاصابة بالملاريا بسبب البعوضة التى تعيش فى اشجار الموز ..

وليست الامراض فقط هى التى تفتك بالانسان هناك ، بل تشترك الفيلة فى قتلهم وتشويههم .. وفى مستشفى كسمايو راينا خمسة مصابين بكسور وجروح .. انهم ضحايا الفيل الوحشى !

فالفيل هنا له حق قتل الانسان ولكن الانسان ليس له حق قتل الفيل !! واذا تجاسر وقتل فيلا فان الحبس ينتظره لمدة ثلاث سنوات مع غرامة ٥٠٠٠ شلن .. ان رغبة الحكومة الصومالية بالمحافظة على غاباتها وحيواناتها الوحشية ، جعلها تصدر قانونا يحرم صيد الحيوانات الوحشية ابتداء من عام ١٩٧٠ وبعد خمس سنوات امتلأت غابات الصومال الاستوائية باكبر مجموعة من الحيوانات الوحشية فى افريقيا..آلاف الفيلة وقطعان متتالية من الغرتيت وفرس البحر والاسود والفهود ، مع مجموعة نادرة منالابقار والحمير والقطط الوحشية والظباء والقرود وآكل العسل .. التى لا ترى فى بقية أماكن الصيد الافريقية .

مطالب الحياة اولا

والمشاريع السياحية لاستغلال هذه البيئة الحيوانية الوحشية النادرة ، بدات تسير بخطوات بطيئة .. وهذا أمر طبيعى لأن تامين مطالب الحياة للسكان ومحاربة القحط والجفاف والمجاعات تاخذ كل وقت المسئولين . وتلتهم كل الاعتمادات المالية المتواضعة للبلاد ..

مدينة النمل

وحتى نلمس المشكلة على الطبيعة ، انطلقنا داخل سيارة جيب الى الغابات المقفلة على خط

الاستواء العربى .. كنا نسير وسط مدن النمل ، فالنمل فى هذه المنطقة يبنى بيته على هيئة منازل وعمارات ذات عدة طوابق ارتفاعها يقرب من مترين .. يبنيها من التراب ومن لعابه (انظر الصورة ص ٧٧) وبعد سنوات من العمل الشاق ، تاتى السلاحف البرية الصغيرة ، والضب ، والثعابين فتسكن عمارات النمل ، دون استئذان ، أو حتى دفع ايجار .. تماما مثلما فعل اليهود فى أملاك العرب بفلسطين !!

مأساة فى خط الاستواء

وتصل السيارة الى قرية بولحاجى على مسافة ٩٠ كيلو مترا من كسمايو ، فناخذ معنا المسئول عن الثروة الحيوانية موسى حاج علمى ، ليكون دليلنا فى رحلتنا ..

وخلال الطريق روى لنا مرافقنا المأساة التى اصابت الفيلة فى السنوات الثلاث التى اعقبت عام ١٩٧٠ لقد انحبست الامطار عن المنطقة وسادها الجفاف ولم تجد الفيلة ما تاكله او تشربه فمات منها فى منطقة كسمايو فقط ـ اكثر من ٩٥٠٠ فيل تتراوح أعمارها بين ٩ شهور وسنة .. ورق قلب الحكومة فضاعفت العقوبة على كل من يصيد الفيل ، وكان يصاد منه نحو عشرة آلاف فيل كل ثلاث سنوات ..

وفى ظل قرار الحظر القاطع بدات الفيلة تتكاثر من جديد ، وزادت اعدادها بكميات هائلة ، واصبح لها طرقها المعروفة تتجه منها الى البحيرات الكثيرة المتناثرة بين الاشجار ، تشرب من مياهها وحولها اطفالها .

ميتشو .. ميتشو

كانت السيارة تنطلق بنا ، بينما « موسى » يروى لنا قصة المأساة .. ووصلنا الى طريق مسدود فنزلنا من السيارة ، واخذ موسى كومة من الرمال نثرها من يده ليعرف اتجاه الريح ، قبل ان نتابع رحلتنا على أرجلنا مع اتجاه الريح حتى لا تشتم الفيلة رائحة الانسان ..

كان مرافقنا يتسلق الاشجار العالية بخفة ، وينظر الى الافق البعيد يبحث عن الفيلة ، ثم ينزل الينا فنسأله : « اين الفيل يا موسى ؟ » .

فيقول : ميتشو .. أى : لا يوجد ..

وانطلق مرافقونا فى كل اتجاه ، ليعودوا الينا مرددين : ميتشو .. ميتشو ..

هذا المنظر الطبيعى هو لاحد شوارع كسمايو ، تظلله أشجار النارجيل (جوز الهند) .. ان هذه البلدة يمكن ان تتحول الى جنة سياحية اذا لمستها ـ قليلا ـ يد التطوير ، وجعلتها مركزا تنطلق منه قوافل السياح لمشاهدة وصيد الحيوانات المفترسة التى ما زالت تعيش فى بيئتها الطبيعية على مسافة نصف ساعة من المدينة .. وهذا شىء أصبح نادرا على كرتنا الارضية ..

واصبنا بخيبة أمل راكبة فيلا كبيرا هذه المرة !! وبدانا رحلة العودة فالشمس كادت ان تغيب .. وفجاة شق صوت رفيع هدوء المكان ، وصرخ الجميع:

فيل .. فيل ..

واستعد كل منا للتقدم .. وما كدنا نتحرك بضع خطوات حتى اهتزت الارض ، وقرقعت الاغصان وظهر امامنا فيل هائل ، وكانه جبل سد الطريق ، وبدا يحرك أذنيه الكبيرتين كانهما مروحتان ، رافعا انيابه عاليا ومركزا عينيه صوبنا ، ولم تطل نظرة

تهدف سياسة الحكومة الصومالية الى الحد من تصدير الحيوانات الحية من بلادها، وعدد ،
تمثل حاليا ٥٤٪ من حجم صادرات الصومال ٠٠ وفي منطقة خط الاستواء . حيث يعيش اكبر عدد من الابقار . تقوم الحكومة بشراء الابقار من المزارعين وتضعها في مزارع مغلقة تحت الرعاية والطعام لزيادة اوزانها في خلال ثلاثة شهور من ١٥٠ كيلو جراما الى ٢٤٠ ك جراما ثم تبيعها بعد ذلك الى مصنع تعبئة اللحوم (الصورة اليسرى) وهناك يتحول الثور الذي ٢٤٠ كيلو جرام الى لحم صاف وزنه ١٣٠ كيلو جراما فقط يتم تعليبها باربعة اشكال مختلفة .. لقد بدأ انتاج مصنع كسمايو بنصف مليون علبة لحوم محفوظة في عام ١٩٦٩ ارتفعت الى ٦ ملايين علبة و٣٠٠٠ طن لحوم مثلجة في عام ١٩٧٤ يتم تصديرها كلها .. وقد زود المصنع خزينة الدولة بما يوازي ٥٥ مليون شلن صومالي من العملات الصعبة .. ويعمل في المصنع ٦٥٠ عاملا جميعهم من ابناء الصومال . وكان هناك ٤٥ خبيرا روسيا عند افتتاح المصنع لم يبق منهم احد لقد حل الصوماليون مكانهم في ادارة هذا المصنع الآلي الذي يصدر العظام والاظافر والقرون ايضا . ولكنه لم يستفد بعد من دم الذبائح .. هذا ما قاله لنا مدير المصنع عبد القادر حسن نور .

بدأت الصناعات تدخل الى خط الاستواء ٠٠ فهناك مصنع لانتاج علب الكرتون واكياس النايلون ٠٠ ومطحنة أخرى حديثة لطحن حبوب الذرة وتحويلها الى دقيق نظيف وهناك مشاريع لافتتاح مصنعين: واحد للسكر ، وآخر للورق ٠

نهر جوبا هو نهر الصومال الكبير ٠٠ ا المحيط الهندى على مسافة ٥ كيلومترا نهر شابيلى — من ارض الصومال الت

الفيل اذ سرعان ما استدار وغادر المكان ٠٠

ان اهل بولحاج يرتعبون من الفيل ، لأن لهم معه مغامرات دامية ، فهو يهجم بسرعة فائقة على الانسان يلف خرطومه الطويل حول جسم الضحية ويلقيه فى الهواء ثم يشرع نابيه العاجيين ليستقبل الضحية عليهما !

اما القادم من الخارج فيرى فى الفيل حيوانا اليفا بطىء الحركة ٠

أكل الذرة هو السبب

ان المشكل فى الفيل هو فى طعامه ٠٠ فهو يعشق اكل الذرة ، يتجه الى حقولها ويقتلعها ليبتلعها ، ثم يجلس على ارضها ليتمرغ بترابها ٠٠ ويراه الفلاح فيطير صوابه وعقله ، فيتجه اليه بجرأة حاملا فى يده اغصانا مشتعلة يلقيها على الفيل ليهرب ، والبعض يرميه بالاحجار الكبيرة والصغيرة ٠٠ وعدد قليل آخر يخالف قرار الحكومة فيسدد سهامه السامة الى جسم الفيل الذى يشعر بوخزة خفيفة فى بادىء الامر ، وبعد نصف ساعة يفقد بصره فلا يعود يرى ، فيسير مترنحا مرتطما بالاشجار والصخور ، ليسقط بعد أربع ساعات جثة هامدة لا حراك فيها ٠٠ لقد سرى السم المستخرج من أشجار المنطقة فى جسمه فقتله !!

الفيل او الانسان

ان المأساة هنا تتمثل فى أن المنطقة التى يعيش فيها الفيل ، هى افضل المناطق لرعى الأبقار والماشية ٠٠ وابن البادية مصمم على البقاء ٠٠ انه الصراع بين الحيوان الوحشى الطليق ، وبين الانسان المكبل بالقوانين !!

ولا يمكن أن ينتهى هذا الصراع الا بحل واحد : اما جلاء الانسان عن المنطقة او جلاء الحيوانات الوحشية عنها ؟ ٠٠

اين المنطقة المقفلة ؟

انهم عندما يقولون لك ان هناك غابة مقفلة

يخترق خط الاستواء قبل ان يلتقى بمياهه فى شمال كسمايو .. ان نهر جوبا يسع ـ مثل تحتلها الحبشة .

اهالى جماسة على خط الاستواء تخيلناهم كاهالى ريودى جانيرو فى البرازيل !! فما كاد الطبل يدق حتى تقاطروا علينا بالمئات حاملين الاتهم الموسيقية يرقصون ويغنون أغانى من تاليفهم .. انهم يعشقون الموسيقى والرقص !

ممنـوع الصيد فيهـا فى خط الاستواء .. فلا تصدقهم .. لان المنطقة كلها غابة واسعة مقفلة !

لقد كانت رحلتنا بحثا عن الحيوانات الوحشية هى رحلة العذاب ، فالطرق معدومة والوصول الى أماكن تجمع الفهود والخرتيت والزرافة والجاموس الوحشى ضرب من المستحيل ، لان الاشجار تتكاثف وتتشابك بحيث يستحيل الوصول للمناطق تجمعها برا ..

أعباء كثيرة

ان التنظيم السياحى لمنطقة خط الاستواء يمكن ان يدر من العملات الصعبة اضعاف ما يدره اى محصول آخر ..

والمطالب كثيرة .. مطلوب فنادق عالمية .. مطلوب تنظيم رحلات صيد .. مطلوب انشاء طرق .. مطلوب طائرات هليكوبتر لتنقل السائح الى المناطق المقفلة المليئة بالحيوانات .. مطلوب مطاعم .. مطلوب اماكن للترفيه .. مطالب عديدة تحتاج الى مبالغ كبيرة هائلة لا يمكن ان توفرها مالية البلاد فى الوقت الراهن فالاعباء كثيرة ..

ومن أهم هذه المشاكل المطالبة بالاجزاء المغتصبة من البلاد .. ومن بينها المنطقة الواقعة جنوب خط الاستواء .. ان جمهورية كينيا تحتل ٥٠ الف ميل مربع من أراضى الصومال .. يعيش فوقها اكثر من ٢٠٠ الف صومالى !!

تعالوا نلبى النداء

واخيرا ان خط الاستواء العربى .. هو خط ساخن يزخر بالحياة .. كان الفساد والخمول يعششان فى كل ركن فيه .. ثم بدات اشعة النور تتسرب اليه .. ولكن الظلام ما زال مسيطرا على كثير من أرجائه .. فالتخلف رهيب فى الداخل ..

ان خط الاستواء يدعوك ايها العربى لتساهم فى تعميره ..

تعال اليه .. لتقف الوقفة الكبرى .. وقفتك فوق خط الاستواء ..

سليم زبال

صــورة شاملة لقاعــة مجلس الامــة،اثناء حفل افتتاح الدورة الاولى مــن الفصل التشريعي الرابع في ١١ ف
سمــو ولــي العهــد رئيس الوزراء الشيخ جابر الاحمد الصباح ·· بينما جلس النــواب المنتخبون مــع ال

تعــادل ٥٠ عاماً

شباط) ١٩٧٥ ، ويرى سمو اميرالكويت الشيخ صباح السالم الصباح يستمع الى الخطاب الاميرى الذى يلقيه
يستمعون الى الخطاب الاميرى ..(تصوير عبد الناصر شقرة) .

من الإنجازات

حرصت الحكومة الكويتية على تامين اجـــواءالحرية والاستقرار والطمانينة للناخب الكويتى ، فكانت جولات المسئولين فى الداخلية على مراكـزالاقتراع للتاكد من توفر هذه الشروط .. ويرى هنا وزير الداخلية والدفاع الشيخ سعد العبـدالله السالم الصباح فى احدى جولاته .

« عرف الشعبطريقه .. » فانتشر الوعى الانتخابى فى الشعب بصـورة مـذهلـــة ، جعلت الشباب والكهول يقبلون على تأدية واجبهم الانتخابى ،رغم سوء الاحوال الجوية التى استمرت طوال يوم الانتخابات ..

كانت انتخابات عام ١٩٧٥ هى أكثـــر الانتخاباتتنافسا فى تاريخ الكويت ، فقد كان على الناخبين انتخاب ٥٠ نائبا من أصل ٢٥٨ مرشحا نزلوا الىالمعركة الانتخابية وأرسلوا ممثليهم الى مراكـر الاقتراع لمراقبة عمليـة الانتخـاب كمـا ترى فىالصورتين المنشورتين على هذه الصفحة

مع كل انتخابات جديدة تجرى في الكويت يقدم مجلس الوزراء استقالته وتؤلف وزارة جديدة ،
المنصب لاول مرة .. كما استحدثت وزارات جديدة للنفط والاسكان والمواصلات .. واعضاء الوزار
الوزراء ووزير الاعلام ـ جاسم خالد المرزوق .لوزارة التربية ـ حمد مبارك العيار ، لوزا
الاجتماعية والعمل ـ سعد العبد الله السالم الصباح لوزارتي الداخلية والدفاع ـ سليم
عبد الرحمن سالم العتيقي ، لوزارة المالية ـ الدكتور عبد الرحمن عبد الله العوضي ، لوز
لوزارة العدل والاوقاف والشؤون الاسلامية ـ عبد الله يوسف احمد الغانم ، لوزارة الكهر

٥٠ نائبا من ٣٦٥ مرشحا !

وبعد اقرار الدستور جرت انتخابات اول مجلس امة في ٢٣ يناير ١٩٦٣ وكان هذا ايذانا بانتهاء فترة الانتقال ، وبدء العمل بالدستور الجديد .. وتعاقبت على البلاد ثلاث مجالس أمة متتالية . كل مجلس كان يستمر فترة أربع سنوات ..

وفي يوم ٢٧ يناير ١٩٧٥ توجه حوالى ٤٥ الف مواطن كويتي تحت جو شتوي عاصف ممطر الى صناديق الاقتراع لينتخبوا ٥٠ نائبا عنهم في رابع مجلس امة .. كان الاختيار صعبا فقد تقدم ٢٥٨ مرشحا للانتخابات .. وكانت النتيجة تحمل الكثير من المفاجآت ، فقد تبدل ٥٠٪ من وجوه اعضاء المجلس القديم ، وسقطت وجوه عاصرت الحياة النيابية منذ نشأتها ..

الاهتمام بالأجيال القادمة

وافتتح حضرة صاحب السمو امير الكويت الشيخ ... ، الدور الاول من الفصل التشريعي الرابع العالي بقوله : فنسير على بركة الله يدا واحدة وصفا واحدا نعمل بكل ما في نفوسنا من حب عميق لهذا الوطن وأبنائه ، لنهيء للاجيال القادمة مستقبلا زاهرا وتبني لها اسما حميدا نفاخر به ونعتز ..

ويأتي الخطاب الاميري الشامل الذي القاه ولي العهد رئيس مجلس الوزراء الشيخ جابر الا الجابر الصباح ليفصل نواحي التركيز على الم بقوله :

انما لا نعمل ليومنا ... ، نعمل للاجيال الصاعدة والقادمة .. نعمل التطور والاستمرار . ومن اجل الاستقرار .. انما نعيش في عالم متعدد ولن ... تجاربه الا تقدمنا وطموحنا نحو الا... ميدان من ميادين نشاطاتنا المكربة ... كما انا لا نعمل لبلادنا وحدها ولكن ... مع اشقائنا على طريق النضال الع... معهم بكل سلاح . وفي كل كفاح ... لا نتحول عنه هو التعاون ال...

وفي يوم ٩ فبراير ١٩٧٥ تالفت الورارة الكويتيةالجديدة التي ضمت سبعة وزراء حدد يشغلون هذا الجديدة مم : جابر الاحمد الجابر الصباح رئيساللوزراء ـ جابر العلي السالم نائبا لرئيس مجلس الامكان ـ حمود يوسف النصف ، لورارة الاشغالالعامة ـ سالم صباح السالم ، لورارة الشؤون حمود الزيد الخالد ، لوزارة المواصلات ـ صباحالاحمد الجابر الصباح ، لوزارة الخارجية ـ الصحة العامة ـ عبد العزيز حسين، وزيرا للدولةلشؤون مجلس الوزراء ـ عبد الله المفرح ، والماء ـ عبد المطلب الكاظمي لورارة النفط ـ عبدالوهاب يوسف النفيسيلوزارةالتجارةوالصناعة

العروبة ، مرحبين في ذلك بكل التضحيات فيسبيل أشرف الغايات ٠٠ »

وبانتهاء هذا الافتتاح بدأ النواب باداء اليمين الدستورية ، ثم انتخبوا رئيسا لهم واعضاء هيئة المكتب واللجان المتعددة المنبثقة عن المجلس ٠٠ ان امامهم مسئولية كبيرة لمدة اربع سنوات قادمة من العمل المتواصل ٠٠

روعة التجربة في استقرارها

وجلسنا الىالسيد سالم جاسم المضفامينعام مجلسالامةمنذ ١٢ عاما، وخريجالجامعةالذييستعد لنيل الدكتوراه ، وطلبنا منه ان يحدثنا عن التجربة النيابية في الكويت وعن مدى نجاحها فقال : « اعتقد ان اروع ما في تجربتنا النيابية هو استقرارها لمدة ١٢ عاما ، وصمودها امام كل المصاعب والمتاعب ٠٠ لقد استطاعت السلطة الواعية ان ترعى التجربة الجديدة ، فاحتضنتها حتى اصبحت يانعة ناضجة ٠

وان الدستور يعطي للامير حق حل مجلس الامة بناء على طلب مجلس الوزراء ، ولكن هذا الحق لم يستخدم مرة واحدة خلال ١٢ عاما . وهذه المدة جعلت اناسا يقولون ان تقليدا ادبيا نشأ عندما يلتزم به المسئولون ، مثلما حدث في فرنسا اثناء الجمهورية الثالثة من عام ١٨٧٧ الى نهاية الحرب العالمية الثانية ، حيث نشأ تقليد عطل استعمال نص دستوري كان قائما يبيح لرئيس الجمهورية حق حل البرلمان . ولكن عدم استعمال رؤساء الجمهوريات المتعاقبة لهذا الحق ، خلق وضعا تقليديا كاد ان يعطل هذه المادة ٠٠

مدرسة حياة ومخزن للمعلومات

ويستطرد الامين العام قائلا : « ان مجلس الامة عندنا هو اشبهبمدرسة حياةكبرى ٠٠ واثر هذه المدرسة على اتساع افق الاعضاء واضح جدا ٠٠ فهناك ما يمكن ان نسميه بقنوات بين السلطتين التنفيذية والتشريعية ، وعبر هذه القنوات يجري

وزيرا الداخلية والعدل يشرفان ـ في الدائرة الاولى ـ على حسن سير عملية الانتخاب ونقل الصناديق المقفلة الى مراكز الفرز .. ومما يذكر ان الصراع كان شديدا محتدما في الدائرة الاولى، التي تنافس على مقاعدها ٢٥ مرشحا يمثلون اربعة قوائم. وانتهت الانتخابات بمفاجآت لبعض المرشحين . اذ كانت النتائج في صالح الوجوه الجديدة .. وفي كل دائرة كان ينتخب خمسة نواب فقط ..

نزلت الكثير من الوجوه النيابية التقليدية الى ساحة الانتخابات مستهينة بقـوة المرشحين المنافسين الجدد ، وبقدرتهم على التاثير على الناخبين ·· وظهرت نتيجة الانتخابات ·· وكانت صدمـة كبيرة لهؤلاء التقليديين، اذ دخل مجلس الامة ٢٥ نائبا جديدا يمثلون ٥٠ بالمائة مـن مجموع النواب ·· ورغـم هذه المفاجآت اعترف الجميع بان الانتخابات كانت نزيهة وحرة ·

استحدث في الوزارة الجديدة منصب نائب رئيس مجلس الوزراء ، وقد شغله الشيخ جابر العلي السالم الصباح الى جانب قيامه بوزارة الاعلام ، وتراه هنا والى يساره الاستاذ عبد العزيز حسين وزير الدولة لشئون مجلس الوزراء ·

تبادل المعلومات ·· الخطاب الاميري الشامل ·· والبيانات الكثيرة التي تدلي بها الحكومة في كل دور ·· والبيـان المـالي ·· اضف الى ذلك طلب المناقشـة حـول موضـوع معـين واستجلاء غوامضه ، ثم المناقشات التي تعقب كل بيان ··

« كل هذا يجعل من السلطة التنفيذية مغرمـا للمعلومات يدلي بهـا للمجالس النيابية عندمـا يوجــه العضــو ســؤالا أو يطالب بالبيانات والمعلومات ··

« والواقع ان اطلاق العنان للنائب ، والسماح له أن يشتد ويحتدم في تعقيبه على سؤاله للسلطة التنفيذية ، هـذا الوضع قـد جعـل « السؤال » يقترب رويدا رويدا الى ساحة « الاستجواب » حتى اصبح يكاد يختلط به ، ويصبح من العسير التزام الحدود الدقيقة المميزة بينهما ·

« وهذا الوضـع الـذى نشـا خفف من تعـدد الاستجوابات للوزراء ، بحيث لم ترد في مجموعها على بضعة استجوابات خلال ثلاثة مجالس، مقابل اكثر من الف سؤال ··

« لقد بلغ مجلس الامة الكويتي درجة النضوج رغم صغر سنه، ومن مظاهر ذلك انه كان هو المختص بالنظر في صحة عضوية أعضائه والطعون المقدمة ضدهم ، ولكنه نتيجة للتطور تنازل طواعية عـن هذا الاختصاص الى جهـة قضـائية هي المحكمـة الدستورية التي اقرها المجلس وصدر بها القانون سنة ١٩٧٤ ·

« ومن الذى يتنازل عن حقه بمثل هذه الصورة الا الانسان الناضج ؟ »

تاثيرات المجلس محليا وخارجيا

وسالنا الخبير الدستوري الدكتور عثمان خليل عثمان عن اثر مجلس الامة في الحياة الكويتية فقال:
« اصبح مجلس الامة وسيلة لنقل راى رجل الشارع المواطن الى المسئولين مباشرة والى بلوغ الاهداف عبر الوف العرائض والشكاوى التي تصله من الهيئات والمواطنين ··

« وكان للمجلس تأثير كبير في كل مجالات الحياة في الكويت ·· مجال نشاط الدول العربية ·· مولد جامعـة الكويت ·· وضع الاسس المتينـة لاستغلال النفط ·· التطور القضائي في المحاكم ·· منازل ذوى الدخل المحدود ·· وعلى وجه عام يمكننا القول ان السياسـة الداخلية والخارجيـة للبلاد اصبحت وليدة التفاهم والتعاون بين الحاكم والمحكوم ··

« ولم يقتصر تأثير الحياة النيابية الدستورية على الكويت فقط، بل تعداها الى خارج الحدود ·· فقد انتقلت هذه التجربة الدستورية بكل ابعادها الى البحرين ، والى دول الخليج الاخـرى التي تأثرت على درجات متفاوتة ، بالفكرة الديمقراطية والحكم الدستوري ·· »

ضرورة تقارب النظم الدستورية العربية

وينهي الخبير الدستوري حديثه قائلا : « انى اعتقد انه كلما تقاربت الدول العربية في النظم الدستورية كان ذلك انطباعا للشعور بالوحدة العربية والعمل من اجلها ·· وذلك بعكس من يتصورون ان الافضل اصطناع بعض الخلافات الدستورية بين كل دولة عربية واخرى ·· متجاهلين ان الخلاف المصطنع عنصر تفريق لا تجميع ·· وانه نزعة تنتقد لا تمتدح ·· » ■■

س·ز·

أنباء الطب والعلم والاختراع

خطر علاج الافراط فى الحركة بين الاطفال بالادوية المنبهة

ت اوقات يبدو فيها كل الاطفال
جة ، لا يستقرون فى مكان ،
وهناك ، ومن الصعب التحكم
كن من الواضح ايضا ان هناك
د افراطهم فى الحركة وعدم
عن غيرهم من الاطفال ..
ب عن مثل هؤلاء المفرطين فى
م يعانون من مرض الافراط فى
Hyperkinesis • وقد اعتبره
ة سنوات، انه مرض له اعراض
كن علاجه بواسطة مركبات
Amphetamines وبعض الادوية
رى •

تأثير هذه الادوية واضحا ،
، يهدأون ويمرون انتباههم
ى المدرسة ، ويتحسن سلوكهم
سا فى كثير من الاحيان • وقد
رون من الاطباء النفسانيين
سطة الادوية المنبهة لأنه لايقضى
« الافراط الحركى » غير انهم
، انه يؤدى الى نتائج لا بأس بها
لوك الاطفال ، ويؤدى ايضا الى
ج هؤلاء الاطفال بوسائل أخرى
تخليصهم من اعراض الافراط

ولكن العلاج بالادوية المنبهة له خطره وخاصة بالنسبة للاطفال • وقد قام باحثان طبيان من جامعة هارفارد ومركز الصحة العقلية بولاية ماساشوسيتس الامريكية بنشر تقرير طبى هاجما فيه استخدام مركبات الامفيتامين كعلاج للافراط الحركى بين الاطفال • وناقشا فى تقريرهما خطأ علاج مرض قد يكون له اسباب متعددة بدواء واحد بفرض ان هذا المرض ناتج عن اضطراب معين فى الجهاز العصبى المركزى للطفل ، وهو امر ثبت عدم صحته • وذكر الباحثان فى تقريرهما ايضا ، ان التجارب قد اثبتت ان استعمال الادوية المنبهة يؤثر فى الاطفال تأثيرا ضارا ، قد يؤدى فى النهاية الى تحولهم الى مدمنين على هذه الادوية او على المخدرات •

ويقول التقرير ان هناك نحو ٢٠٠ الف طفل امريكى يعالجون الان بمركبات الامفيتامين وانه من غير المعقول ان يكون كل هؤلاء الاطفال مصابون بخلل عضوى فى المخ ، او نقص فى المواد الكيماوية فى الجهاز العصبى المركزى • وانهى الطبيبان تقريرهما بالمطالبة بمعالجة الافراط الحركى كظاهرة اجتماعية لا كمرض عضوى •

المواد الصناعية والخامات
بحوث تحمل الامل في مستقبل أفضل
انتاج اغشية جديدة قد تسهل عمل كلى صناعية تزرع في جسم الانسان

● لا تعتبر ازمة النفط الا جزءا بسيطا من الازمة التي سيتعرض لها العالم بالنسبة للنقص في بقية المواد والمعادن · الولايات المتحدة ـ مثلا ـ لا تستورد اكثر من خمس احتياجاتها من البترول ، في حين انها تعتمد اعتمادا كليا على استيراد معادن هامة اخرى · ان التوزيع الجغرافي للمعادن بالنسبة للكرة الارضية هو توزيع لا يخضع لقواعد معينة ، وهو ايضا ليس توزيعا متساويا ، فان قصدير العالم كله تقريبا يأتي من ثلاث دول صغيرة فقط ·· وهذا التوزيع قد يسبب في المستقبل ازمات دولية كبيرة مثل ازمة النفط ، ولهذا بدأت الدول الكبرى تهتم باجراء ابحاث جديدة بالنسبة للمواد تهدف الى استغلال المصادر المحدودة منها الى اقصى حد ممكن ·

وفي تقرير حديث وضعته لجنة العلوم والسياسة العامة المتفرعة من الاكاديمية القوميـة للعلـوم في الولايات المتحدة ، يحاول العلماء الامريكيون وضع خطة للبحث القومي تتناول احتياجات امريكا من المواد على ضوء اولويات احتياجات البحث العلمي والتنمية · وقد تم التأكيد ، بصفة خاصة، في هذه الخطة على الحاجة الى بحوث خاصة بالمواد التي تستخدم لحل مشاكل الطاقة والبيئة التي تواجه الولايات المتحدة·

والصعوبة التي تواجه تنفيذ هذه الخطة هي مدى تنوع ما يسمى « ببحوث المواد » Materials Research وهذا الفرع من البحوث بالذات يعتبر حديثا ، فهو لم يدرس في الجامعات سوى منذ نحو عقدين من الزمان · وقد اقترحت اكاديمية العلوم الامريكية اطلاق اسم « علم دراسة المادة » Hylology على هذا النوع من البحوث، ولكن يبدو ايضا ان اغلب الجامعات التي لديها اقسام خاصة ببحوث المواد قد فشلت في تقديم اى بحوث جديدة تفيد الصناعة الامريكية في مجالات الطاقة والتلوث · وتظهر اهمية هذا الفشل اذا عرفنا ان اغلب الصناعات الامريكية تعتمد في كثير من الاحيان على الابحاث الاكاديمية التي تجرى في الجامعات ، او تكلف في بعض الاحيان الجامعات المختلفة باجراء ابحاث خاصة بها لتستفيد من نتائجها وتطبيقاتها

ان ايجاد مواد جديدة هو امر ذو اهمية متزايدة بالنسبة لايجاد او بناء اى مصدر من مصادر الطاقـة الجديدة التي كثر الحديث عنها اثناء ازمة النفط العالمية فمثلا يجب الحصول على انواع جديدة من السيراميك لكي يتمكن العلماء من تقليل الطاقة التي تهـدر مـن مولدات الكهرباء التوربينية الحالية ·

وكذلك ايضا يجب اجراء دراسة

التوزيـع الجغرافي للمعـادن قـد يسبب في المستقبل ازمات دولية كبيرة مثل ازمة النفط ·

فهما افضل للتفاعلات الكيماوية فى كثير من المواد عند تعرضها لدرجات حرارةكبيرة جـدا ، وذلك كخطـوة اولى فى سـبيل الوصول الى تحقيق حـرق الفحم دون تلويث الجو والبيئة كما يحدث الآن ٠

وهناك ايضا مشكلة توليد الطاقة من الاشعة الشمسية ، وهذه المشكلة لا يمكن حلها علميا وبطرق اقتصادية الا اذا تمكن العلماء من انتاج مواد تتأثر بالضوء اكثر كفاءة من المواد الموجودة حاليا ٠

ويركز التقرير على ان مفتاح النجاح ، بالنسبة لابحاث المـادة يكمـن فى تزاوج المعرفة والتطبيق ٠

وقد قامت اكاديمية العلوم باستطلاع آراء عدد من العلماء لمعرفة مجالات البحث التى يجب ان تعطى اولوية قصوى فى المستقبل ، وجـاءت آراء هؤلاء العلمـاء لتؤكد اهمية المجالات الآتية :

التآكل : وهو يسبب ضياع كثير مـن المواد الانشائية ، وهى مشكلة يجب حلها وخاصة اذا كان انسان المستقبل سيتجه الى بناء منشآت فى مياه المحيطات فى محاولة استغلال المحيطات ٠

المواد الحيوية Biomaterials : ان النجاح فى انتاج اغشية صناعية Symthetic Membrames يحمل معه آمالا كثيرة فى امكان النجاح فى انتاج كلية صناعية يمكن زرعها فى جسم الانسان ٠ وكذلك يمكن التوصل الى انتاج اعضاء انسانية اخرى ٠

وقد اوصت اللجنة فى نهاية تقريرها الى ضرورة الاهتمام بعلم دراسة المادة فى الجامعات وتدريسه بالنسبـة للطلبـة فى كليات العلوم ، وكذلك ان تساهم الحكومة والشركات الصناعية والجامعات فى رصد الاموال اللازمة للتوسع فى بحوث المادة وذلك للعمل على حـل مشاكل المستقبل الآن ٠

التدخين والعمل يؤثران على طول عمر النساء

كان من الثابت علميا حتى وقت قريب ان اعمار النساء اطول من اعمار الرجال ٠ وقد دلت الاحصاءات التى اجريت على ان متوسط عمر المرأة فى كثير من البلـدان المتقدمة كان يزيد على متوسط عمر الرجل بما يتراوح بين ٥ر٤ و ٥ سنوات ٠ ولكن هذه الميزة التى كانت تمتتع بها المرأة على الرجل بدأت فى الضياع ، فمع المساواة التى حصلت عليها المرأة ، ودخولها الى ميدان العمل ومنافستها الرجال فى كافة الأعمال وتحمل المسئوليات ، يبدو ان متوسط عمر المرأة بدأ فى الانخفاض ليتساوى مع اعمار الرجال ٠ وقد دلت احصائيات اجريت مؤخرا ان متوسط عمر المرأة قد هبط بنسبة تجعله يتساوى مع متوسط عمر الرجل او يزيد عليه قليلا فى كثير من البلدان الأوروبية ٠

ويفسر الأطباء هذه الظاهرة التى بدأت تظهر فى الاحصائيات الطبية مؤخرا بأنها نتيجة لزيادة عدد النساء المدمنات علـى التدخين ، وكذلك بسبب دخول المرأة الى ميدان العمل وزيادة مسئولياتها خارج المنزل وداخله مما يؤثر على صحتها واعصابها ٠

كتاب الشهر

القضية الفلسطينية والخطر الصهيوني

عرض : الدكتور محمد على الفرا

■ صدرت الطبعة الاولى من هذا الكتاب القيم فى بيروت عام ١٩٧٣ عن مؤسسة الدراسات الفلسطينية ونشر بالتعاون مع وزارة الدفاع الوطنى - الجيش اللبنانى ، وذلك « انطلاقا من قناعة الجيش بالخطر المحدق بالعرب عامة وبلبنان خاصة ، ورأت ان من واجبها بالاضافة الى الاعداد العسكرى الدائم للمواجهة المصيرية مع العدو الصهيونى ان تعد الجند فكريا ونفسيا ومعنويا ، ليطلعوا على حقيقة الحركة الصهيونية واطماعها ، وعلى الجناية التى ارتكبتها فى فلسطين ، وعلى الاخطار التى تمثلها هى واسرائيل حاضرا ومستقبلا . ذلك ان سلاح العقل والعلم والمعرفة يفوق فى اهميته السلاح المادى فى صراعنا الطويل ضده ٠

وقد وضع الكتاب فى الاصل للعسكريين فى الجيش اللبنانى ، ولكن مستواه العلمى يؤهله لان يكون واحدا من مراجع القضية الفلسطينية والخطر الصهيونى والصراع العربى - الاسرائيلى ، ولعله يمتاز عن غيره من المراجع المتداولة حتى الآن بشموله لمختلف مراحل القضية الفلسطينية ٠ من القرن التاسع عشر الى مابعد عام ١٩٦٧ ٠

٥٨٣ صفحة و ٢٤ خريطة

وتبلغ عدد صفحات الكتاب ٥٨٣ صفحة ويـ[illegible] على ٢٤ خريطة توضح الجوانب [illegible]سياسـ[illegible] والاقتصادية والاجتماعية للارض [illegible]

المرجع الذى نشرتـه مؤسسة الدراسات الفلسطينية بالتعاون مـع وزارة الدفاع الوطنـى ـ الجيش اللبنانى •

العمليات الحربية فيها منذ حرب ١٩٤٨ حتى حرب ١٩٦٧ •

الكتاب٤ أبواب

ينقسم الكتاب الى اربعة ابواب يبلغ مجموع فصولها ثلاثة عشر فصلا •

الباب الاولعبارة عن تمهيد عامالجغرافيةفلسطين وتاريخها ، يبحث الباب الثانى فى نشوء القضية الفلسطينية وتطورها ، فيتناول الحركة الصهيونية فى مرحلة العقيدة والتخطيط ، ثم مرحلة التنفيذ والتحقيق ، ثم يدحض الحجج الصهيونية الرئيسية ويعرض الرد العربى عليها • وبعد ذلك يستعرض المقاومة العربية الصهيونية من بدايتها على شكل مراحل •

أماب البابالثالث من الكتابفقدخصص لدراسة اوضاع اسرائيل الاجتماعية والاقتصادية والعلمية والتعليمية والسياسة الداخلية والخارجية،ويدرس الباب الرابع والاخير الخطر الصهيونى على البلاد العربية عامة ، وعلى لبنان خاصة ، مختتما هذا الباب مبرزا دور لبنانفىمجابهة الخطر الصهيونى•

ويجدر بنا قبل استعراضنا لاهم ماجاء فىالكتاب ان ننوه بمؤسسة الدراسات الفلسطينيـة علـى اعتبار انها الجهة الناشرة له •

فى عام ١٩٦٤ اختمرت فكرة انشاء مؤسســة للدراسات الفلسطينية لدى نفر من مفكرى الامـة العربية ، تكون مستقلة عن كل اتجاه حزبى او حكومى رسمى او غير رسمى ، هدفها الاعلان عن القضية الفلسطينية فى المجال الخارجى،على اسس ومقاييس علمية موضوعية،وتستند على حججتكون قريبة من العقل والمنطق المجرد من كل انحياز • وفىعام ١٩٦٥خرجت مؤسسةالدراسات الفلسطينية الى حيز الوجود وبدعم مالى من دولة الكويت التى كانت اول من سارع الى دعمها ومساندتها •

وقد التزمت المؤسسة (من ضمن التزاماتها) باعادة نشر الكتب القيمة والتى كتبت على وجه الخصوص باقلام اجنبية ، كما تعمل على استكتاب عدد من الكتاب الغربيين والعرب من اجل الخروج بدراسات تخاطب العقل والضمير العالمى ،ولابطال مفعول التاثير الصهيونى فى العالم •

وعلى الرغم من عمر المؤسسة القصير نسبيا الا انها استطاعت ان تقوم باعمال تستحق التقدير والاعجاب فقد واظبت على اصدار العديد مـن الكتب الهامة التى تعالج القضية الفلسطينية من جميع جوانبها ، علاوة على النشرات الآتية :

١ ـ الكتاب السنوىللقضيةالفلسطينية ويصدر باللغة العربية ، ويستعرض الوقائع الفلسطينية ويحللها تحليلا عميقا ودقيقا •

٢ ـ الابحاث الميدانية (بالعربية والانجليزية)

٣ ـ مجلة الدراسات الفلسطينية(بالانجليزية)
Journal of Palestine Studies.

٤ نشرة مؤسسةالدراساتالفلسطينية(بالعربية)• وهى عبارة عن ملخص لاهم التحقيقات الصحفيـة والتعليقات علـى الاخبـار فى الجرائد والمجلات الاسرائيلية والصهيونية (نصف شهرية) •

٥ ـ محاضر الكنيست الاسرائيلى (بالعربية) •

٦ ـ المؤتمرات الصهيونية (بالعربية) •

٧ ـ الوثائق الفلسطينية العربية السنوية •

٨ ـ الوثائق الفلسطينية الدولية(بالانجليزية)•

٩ ـ الوثائق العامة (بالعربية والانجليزية) •

١٠ ـ الطبعات المجددة Reprints (بالانجليزية)

١١ ـ المقالات المجموعة (بالانجليزية والعربية)

وتعتمد المؤسسة فى ماليتهاعلىالمصادر العربية البحتة ، فجامعة الدول العربية تخصص لها ميزانية سنوية ، كما تتلقى الدعم المالى من المؤسسات والحكومات العربية والهيئات الشعبية ، الى جانب عائداتها من جميع الكتب والنشرات التى تصدرها•

ومؤسسة الدراسات الفلسطينيةبمستواها العلمى الرفيع ، وابحاثها القيمة تعتبر انجازا عربيا رائعا يقف جنبا الى جنب مع ارقى المؤسسات العلميـة العالمية ، وقد صارت كتبها ونشراتها تلقى مزيدا من الاهتمام فى جميع الاوساط العربية والدولية فى وقت اصبحتفيه الكلمة المنطقية الهادئة وسيلة

هامة من وسائل الكفاح • ولذلك لم يكن مستغربا ولا مستهجنا ان تلقى مؤسسة الدراسات الفلسطينية - والتي تتخذ من بيروت مقرا لها - هذا الدعم المادي والادبي من مختلف اقطار الوطن العربي • ولكن المسئوليات الجسام التي تتحملها هذه المؤسسة على المستوى المحلي والعالمي تتطلب مزيدا من الدعم العربي لها حتى تظل مواظبة على حمل رسالتها دون تعثر،ودونما نقص في الاموال•

الصهيونية معناها ومغزاها

والآن نعود الى الكتاب نستعرض بعض ما جاء فيه :

يرجع ان الصحفي اليهودي النمساوي الاصل « ناثان بيرنباوم » (١٨٦٣-١٩٣٧) Nathan Birnbawm كان اول من استخدم كلمة الصهيونية Zionism بمفهومها السياسي الحديث، في كتبه ومقالاته التي نشرها فيما بين عام ١٨٨٦ وعام ١٨٩٣ وذلك لتمييز الحركة في طور التكوين (دعوة القومية اليهودية) عن النشاط الذي مارسته *الجماعات التي اطلقت على نفسها اسم « احباء صهيون Chovevizion »منذ مطلع الثمانينات من القرن الماضي •*

والصهيونية كفكرة تنطوي في جوهرها على دعوة العودة الى صهيون ، اي مناشدة اليهود في العالم العودة الى (ارض اسرائيل) بحدودها التي ورد ذكرها في الكتب اليهودية المقدسة •

بينما نجد الصهيونية بمفهومها السياسي وطابعها القومي اليهودي عبارة عن حركة سياسية عالمية منظمة تستند الى مفاهيم شتى انطلاقا من المفاهيم الدينية الى المزاعم التاريخية والنوايا الاستعمارية • وهي بالتالي حركة اوروبية الجذور نشات وترعرعت وسط القومية الاوروبية في القرن التاسع عشر وتاثرت الى حد بعيد بجو عصر القوميات الذي ساد اوروبا آنذاك فجاءت وليدة العقد الاخير من القرن الماضي عندما بلغ التوسع الاوروبي في العالم ذروته واتسم على العموم بطابع التسابق من اجل الحصول على مناطق النفوذ في كل من افريقية واسيا خاصة •

التنفيذ والتحقيق

مما لاشك فيه ان الطابع العام المميز للحركة الصهيونية في سعيها نحو تحقيق غايتها الرامي الى خلق وطن للشعب اليهودي في فلسطين يضمنه القانون العام ، هو ذلك الطابع الاستعماري وهو وثيق الصلة بمسالتين بارزتين هما : الهجرة والاستيطان • فالخطوة الاولى التي رات فيها الصهيونية العالمية المنظمة تلك الوسيلة المنشودة والكفيلة بتحقيق غايتها المعلنة ، وايصالها الى مبتغاها ليست سوى « العمل على استعمار فلسطين بواسطة العمال الزراعيين والصناعيين اليهود وفق اسس مناسبة » •

وبناء عليه، فقد اقترن الوجود الصهيوني في فلسطين منذ بدايته وعلى صعيد الواقع الفعلي بالعمل على ارساء مرتكزاته وترسيخ مقوماته في الحقلين التاليين :

اولا : الاستعمار الزراعي •

ثانيا : النشاط الاستيطاني •

ولابد لنا كي نقف على جوهر الوجود الصهيوني وابعاده الواقعية في شتى الحقول والنشاطات مز متابعة المراحل التي قطعها هذا الوجود من جه ايجاد موطىء قدم له في فلسطين ، ومن جهة تطو ونموه على صعيد اليهودية العالمية ، وذلك تمث مع المباده والغايات التي اعلنتها الحركة الصهيو واخذت على عاتقها القيام بتحقيقها •

اما المراحل التي يجوز التوقف عندها في استخلاص صورة عامة لطبيعة الوجود وال الصهيوني في كل من فلسطين والعالم فقد تقسيمها على النحو التالي :

١ - مرحلة الانتقال من الحنين الديني « حب صهيون » وهي المرحلة التي تمتد ء الثلاثة الاخيرة من القرن الماضي : ١٨٧٠ •

٢ - مرحلة تنظيم الوجود الصهيوني وارساء دعائمه وتاسيس الاجهزة العامل النشاط الصهيوني في فلسطين : ١٩٠٠

٣ - مرحلة تاسيس الوطن القومي وترسيخ مقومات الوجود الصهيوني ء فلسطين تحت ظل الانتداب البريطاني ١٩٤٨ •

٤ - الوجود الصهيوني في عالم اسرائيل ١٩٤٨ - ١٩٦٩ والصه التم

الواقع الصهيونى العالمى بدولة اسرائيل من ناحية الاجهزة والمؤسسات وسائر نشاطات التاييد ، ومن ناحية انعكاس العقيدة الصهيونية وتعاليمها على هذا الوجود •

وتتميز المرحلة الاولى من هذه المراحل الاربعة بطابع تمهيدى تتجلى من خلاله بوادر التحول فى طبيعة البواعث التىسبق ان حدت باليهود للمجىء الى فلسطين • ففى منتصف القرن التاسع عشر لم يكن عدد اليهود المقيمين فى فلسطين يتعدىعشرة آلاف نسمة ، كما ان الذين قدموا منهم الى فلسطين انما جاءوا بدافع الحنين الدينى والتقوى ، وكانوا موزعين على المدن الدينية الاربع التى يقدسها التقليد اليهودى وهى : القدس ، والخليل، وصفد ، وطبريا •

غير ان الحنين ما لبث ان امتزج فى العقدين الاخيرين من القرن الماضى بالرغبة فى الذهاب الى فلسطين بدافع الاستيطان ، واتخاذ الزراعة وسيلة لذلك،ففىعام ١٩٧٠ قامت جمعية تدعى «الاليانس» الاسرائيلية بانشاء اول معهد زراعى يهودى بالقرب من يافا يدعى « مكفة اسرائيل » • وفى سنة ١٨٧٨ تاسست اول مستعمرة يهودية فى بلدة « ملبس » العربية واطلق عليها اسم « بتاح تكفا » اى عتبة الامل •

وفى المرحلة الثانية من مراحل طبيعة الوجود الصهيونى تم استكمال معظم الاجهزة المالية والمصرفية التى جرى اعدادها للشروع فى العمل الاستيطانى ولتغطية الغزو اليهودى •

وفى هذه المرحلة ايضا اتخذت الخطوات العملية لاحياء اللغة العبرية وتطويرها وفقا للحاجات الجديدة كى تغدو لغة التخاطب والتفاهم بين الفئات المتعددة المنشا • ففى حقل التعليم الثانوى تم انشاء اول مدرسة عبرية فى نواة تل ابيب المستقبل سنة ١٩٠٧ ، وجعلت العبرية لغة التدريس فيها ، بينما كانت معظم المدارس التى ساهمت المنظمات والهيئات اليهودية فى انشائها تعتمد اللغات الفرنسية والانجليزية او الالمانية •

ومن حيث اعداد السكان فاننا نلاحظ بانهم تزايدوا فى هذه المرحلة بشكل لافت للنظر ، فمن نحو [illegible] الف يهودى كانوا يعيشون فى فلسطين ابان عام [illegible] الى نحو ٨٥ الف فى عام ١٩١٤ اى [illegible] يسهمون بنحو ١٢٪ من جملة سكان [illegible]

وفى المرحلة الثالثة تم تاسيس الوكالة اليهودية بفلسطين ، والصندوق التاسيسى لفلسطين(الكرين هايسود) ، ولجنة الهجرة غير المشروعة ، والهستدروت (الاتحاد العام للعمال اليهود فى فلسطين) •

أما فى المرحلة الرابعة فقد قامت فيها اسرائيل كدولة على ارض فلسطين العربية ، واخذت ترسخ اقدامها ، وتقوى روابطها بالاسرة الدولية • وقد ارتفععدد السكان من اليهود بفضل الهجرة المشروعة فى هذه المرحلة حيثوصلوا الى نحو مليونين ونصف المليون نسمة وذلك فى نهاية سنة ١٩٦٨ •

اوضاع اسرائيل العلمية

على الرغم من ان اسرائيل تعتبر نفسها المركز الرئيسى لليهود فى العالم ، فانها لا تضم اكثر من ١٧٫٥٪من يهود العالم البالغ عددهم نحو ١٣٫٦ مليون ، منهم ثلاثة ملايين فى الاتحاد السوفييتى ، وستة ملايين فى الولايات المتحدة الامريكية•وتشير الاحصائيات الى ان عدد المهاجرين اليهود الى اسرائيل منذ قيامها سنة ١٩٤٨ حتى نهاية سنة ١٩٦٨ بلغ نحو ١٫٣ مليون نسمة ، وذلك من اصل عدد السكان اليهود فى اسرائيل الذى بلغ فى نهاية الفترة نفسها نحو ٢٫٤ مليون نسمة ، اى ان الهجرة ساهمت بنحو ٥٣٪من عدد السكان ، وهذا يدل بطبيعة الحال على اهميتها كعامل فى زيادة الموارد البشرية فى اسرائيل •

ومن ابرز الامور السكانية التى تثير اهتمام السلطات الاسرائيلية خوفها من ان يصبح عدد الاقلية العربية فى المستقبل اكثر من عدد اليهود، وذلك بسبب ارتفاع معدل الزيادة الطبيعية بين العرب وانخفاضها بين اليهود • وتقدر نسبة المواليد اليهود بنحو ٢٢٫٣ فى الالف فى السنة ، أما نسبة المواليد بين السكان العرب فتبلغ نحو ٤٨ فى الالف ، وهى من اعلى نسب المواليد فى العالم ان لم تكن اعلاها • وبناء عليه فان عدد السكان العرب فى اسرائيل يتضاعف ثلاث مرات ونصف المرة فى القرن الواحد ، بينما يتضاعف عدد السكان اليهود مرة ونصف المرة فقط •

ويمكنالقولانهاذامااستمرت الاتجاهاتالسكانية الحالية مع افتراض عدم مجىء مهاجرين يهود جدا ، فان عدد العرب سيرتفع فى النصف الاول من

القرن القادم الى نحو ١٢ مليون نسمة ، بينما لن يزيد عدد اليهود حينذاك عن عشرة ملايين نسمة. ولذلك تركز اسرائيل اهمية كبرى على الهجرة باعتبارها المصدر الرئيسى لزيادة عدد السكان وذلك عن طريق تقديم الكثير من الامتيازات والاغراءات والتسهيلات للمهاجرين من الدول الغربية . ولكن كثيرا من هؤلاء المهاجرين يعودون الى بلادهم الاصلية بعد ان يروا الاوضاع الاقتصادية المنهارة لاسرائيل ، وبعد ان تبين لهم حقيقة الخداع الصهيونى الذى صور لهم اسرائيل على غير حقيقتها. وهذه من اخطر المشاكل التى تعانى منها اسرائيل. ففى الكنيست ذكر احد النواب بان الوكالة اليهودية تنفق عشرات الملايين من الدولارات من اجل اجتذاب المهاجرين الى اسرائيل ، لكن ليس هناك من يعالج مشكلة النزوح عن اسرائيل . ففى عام ١٩٦٦ زاد عدد النازحين على عدد القادمين وذلك بسبب تردى الوضع الاقتصادى .

التمييز العنصرى

ينقسم اليهود فى اسرائيل الى فئتين هما : فئة اليهود الشرقيين (السفارديم) الذين يشكلون نحو ٦٠٪ من السكان اليهود فى اسرائيل . وقد جاء معظم هؤلاء من البلدان المجاورة كالعراق وسوريا ومصر واليمن والمغرب العربى والشمال الافريقى .

اما الفئة الثانية فهم اليهود الغربيون (الاشكنازيم) الذين يشكلون نحو ٤٠٪ من السكان اليهود فى اسرائيل ، وقد جاءوا من بلدان اوروبا الشرقية والغربية والولايات المتحدة الامريكية . وتختلف اوضاع كل من هاتين الفئتين من جميع النواحى وخاصة من حيث الثقافة والمهن . وقد وصف رئيس الحكومة السابق « ليفى اشكول » التميز العنصرى فى تصريح له نشرته صحيفة « نيويورك تايمز » فى ١٩٦٥/١/٢٩ ، بانه مشكلة رئيسية فى حياة اسرائيل . وقال ان البعض يرى بان الفوارق الاجتماعية والثقافية والاقتصادية بين « السفارديم و «الاشكنازيم» تشكل خطرا حقيقيا على الوجود الاسرائيلى لا يقل عن الخطر الذى تواجهه اسرائيل من جانب الدول العربية المحيطة بها .

فالواقع [illegible] هو ان اليهود الغربيين يزعمهم [illegible] اليهود [illegible] الذين يعيشون حسب رايهم

حياة القرون الوسطى . ويلاحظ التميز العنصرى بصورة فاضحة فى الجيش والحكومة . فكل القادة تقريبا من اليهود الغربيين، كما ان اليهود الشرقيين لايمثلون باكثر من وزير او وزيرين على الاكثر فى الحكومة التى تتالف من خمسة عشر وزيرا .

قواعد الاقتصاد الاسرائيلى وتركيبه

ان استقدام اسرائيل للمهاجرين الشباب من الخارج كان يفرض توسيع قاعدتها التعبوية الحربية، ولذلك صار من واجبات الدولة الجديدة ان تهتم بمتطلبات العيش للسكان بعد ان اصبح توجيه الاقتصاد وتنشيطه وتعبئته ضمن سلطتها المطلقة التى لا يشاركها فيها اى فريق آخر من السكان او اية حكومة منتدبة .

ونتيجة الحاح هاتين الحاجتين ـ اى استقدام اعداد كبيرة من المهاجرين بسرعة ، والحاجة الى توطينهم واستيعابهم ـ جعل الدولة تقرر توسيع نطاق جهودها فى عدة مجالات حيوية اهمها :

اولا ـ الاستيطان الزراعى ضمن المستعمرات الاشتراكية والتعاونية .

ثانيا ـ الاسكان وتوفير المساكن ولو فى المخيمات بصورة مؤقتة .

ثالثا ـ مشاريع الاشغال العامة بقصد انشاء الطرق والمشاريع الاخرى لبناء الدولة وتوفير فرص العمل لعدد كبير من المهاجرين الجدد .

رابعا ـ الصناعة وخصوصا ما كان منها ضرورى لحاجات الدفاع وحاجات الاستهلاك الشعبى .

وهناك عدة سمات غير مالوفة فى بنية الاقتص[illegible] الاسرائيلى او تركيبه ، فهو اقتصاد اشترا[illegible] النزعة تسيطر فيه احزاب اليسار الاشتراكي[illegible] ولكنه مع ذلك لايخضع لتخطيط شامل وصار[illegible] ولا تمتلك الدولة نفسها من انتاجه سوى جزء[illegible] من النصف . ثم انه اقتصاد يتميز بان ا[illegible] الخاص يمتلك معظم رؤوس اموال الصنا[illegible] القطاع العام اكثر من ٩٠٪ من الا[illegible] القطاع الزراعى والاتوموبانيه، بعكس ما [illegible] الدول الاشتراكية الاتجاه ، والتى [illegible] تملك وسائل الانتاج الصناعى [illegible] فى يد الافراد او المؤسسات الخا[illegible] والمساكن الريفية ووسائل الانت[illegible]

ايضا الاقتصاد يؤكد تاكيدا واضحا المبادرة الفردية في الاقتصاد رغم منحاه الاشتراكي ، ويشجع الملكية الخاصة فيما عدا القطاع الزراعي، وبالتالي يعكس صورة لاسلوب متميز بالتجريبية دون المذهبية الجامدة مع كون المجتمع ذاته يعتنق عقيدة صهيونية عنيفة ٠

واخيرا انه الاقتصاد يعتمد في بقائه ونموه اعتمادا كبيرا على المعونات الاجنبية الى حد لامثيل له ٠

وتساهم الزراعة بنحو الثمن او السبع من الناتج المحلى الصافى .N.D.P في مقابل الخمس للتعدين والصناعة ٠

واذا ما اردنا تحليل واقع الاقتصاد الاسرائيلي وجدناه يشكو من عدة امور هي في غاية الاهمية والخطر ، فالمنجزات التي حققتها الاقتصاد في نموه ولدت عبئا ثقيلا عليه ، فالموارد الطبيعية قد استنزفت واجهدت بشكل واضح ، كما ان هناك عبئا ماليا على المكلف الاسرائيلي وهذا ناتج عن مجموع مصروفات الحكومة سواء اكانت تثميرية او عادية ، وكذلك العبء الناجم من التضخم النقدى وفوضى الاسعار ٠ وقد نجم عن هذا كله اعتماد الاقتصاد الاسرائيلي على موارد القطع الاجنبى كي يحاول تعديل العجز المتمادى في ميزان المدفوعات، وهذا كله يعطينا دليلا واضحا على عدم قدرة الاقتصاد الاسرائيلي على الاستقلال ٠

اوضاع اسرائيل العلمية

ان التكنولوجيا الحربية في اسرائيل هي وليدة علومها المتطورة ، فالتحسينات التي يجرى ادخالها على تكنولوجية الحرب تقوم بصورة رئيسية على الدعم المستمد من الابحاث العلمية ٠ فاسرائيل لم تستوعب المعدات التكنولوجية المتقدمة لجيشها فحسب، بل انها احدثت تعديلات جديدة بارزة في المفاهيم والمعدات المستوردة لكي يتسنى لها عنصر المباغتة في عملياتها التكتيكية٠فالجيش قادر على استخدام المعدات المشتراة بكفاية عالية من خلال قدرته على الافادة من مؤسسات الابحاث التي تقوم على تصميم مثل هذه المعدات وصنعها وتحسينها ، وان الجهود التي يبذلها الفنيون في وزارة الدفاع تتلقى الدعم من الجامعات ومؤسسات الابحاث ٠

ومن الامثلة التي توضح ذلك الاستعانة بالادمغة الالكترونية والعلماء في استخدام رموز «الشيفرة» لدى الجيش ٠ وعند نهاية عام ١٩٦٧ كان يوجد في اسرائيل لهذه الغاية ٨١ دماغا الكترونيا ، منها خمسة صنعت محليا وتم استئجار الباقى من شركات امريكية Control data,N.C. R., I. B. M

وفى عام ١٩٦٨ تم تركيب دماغ الكترونى كبير في الجامعة العبرية من طراز . CDC 6400

هذا وقد اتبعت اسرائيل سياسة نشطة في عقد المؤتمرات العلمية الدولية في شتى المجالات فتمكنت خلال الفترة ١٩٦٤ ـ ١٩٦٨ من اجتذاب (٧٣) مؤتمرا من هذا النوع منها (١٢) من التكنولوجيا و (٥) عن الزراعة و (١٢) عن الطب و (٣) عن الاجتماع و (٦) عن العلوم البحتة ٠ وهذه ساهمت في اعطاء صورة عن اسرائيل كبلد راق ومتقدم يستحق الاعجاب ٠

ويؤلف تعداد خريجى الجامعات في اسرائيل نحو ٢٠٪ من مجموع سكانها ٠ وتبلغ نسبة الطلاب الذين يجرى تدريبهم في اسرائيل لنيل درجة الدكتوراه الى الفرد تفوق نسبتهم في الولايات المتحدة ٠ والمعروف أن نسبة انتاج حملة الدكتوراه في الولايات المتحدة هي (٥٠٠) لكل (٣) ملايين نسمة من السكان ٠ اما في اسرائيل فهي نحو ١٢٥ سنويا من مجموع السكان البالغ عددهم نحو ٢ر٦ مليون ٠ ويبلغ مجموع طلاب التخرج في العلوم والهندسه نحو (٥) آلاف ، بينما نجد عدد الخريجين من حملة شهادة الماجستير في العلوم أو الطب يصل الى ٢١٠٠ ٠ وهذه الارقام لا تشمل بالطبع الطلاب الاسرائيليين في الخارج ٠

وتسهم الحكومة في تمويل المعاهد والجامعات بنسبة تتراوح بين ١١ ـ ٦٥٪ والباقى يغطى من المساعدات التي تقدمها المنظمات الصهيونية في جميع انحاء العالم ، الى جانب اصدقائها مثل مؤسسة « فولكس فاجن » الالمانية التي منحت معهد « وايزمن » في سنة ١٩٦٥ ما قيمته مليون ونصف مارك المانى ٠ وفى العام الذى تلاه قدمت ايضا نصف مليون مارك بالاضافة الى مساعدات اخرى قدمتها للمعهد الجغرافي في الجامعة العبرية ٠

وتاتى في طليعة المراكز والمعاهد العلمية مختبرات الوكالة الاسرائيلية للطاقة الذرية في كل من « ناحال سوريك » و « ديمونا » بالاضافة الى

عدد من المختبرات التي تعنى بالابحاث الالكترونية فى حقول الصناعة والكهرباء والطب والنوويات والبصريات وغير ذلك من النشاطات لتطوير اجهزة الملاحة الجوية والمواصلات والانذار والارشاد •

خطر الصهيونية على البلاد العربية

تتالف العقيدة الصهيونيةمن اربعة عناصرهي :

١ ـ انشاء دولة يهودية •

٢ ـ خلق الانفصام بين اليهود وغيرهم من الشعوب أو تعميقه •

٣ ـ تهجير اليهود الى الدولة اليهودية •

٤ ـ توسيع هذه الدولة باستمرار لاستيعاب الهجرة اليهودية المستمرة •

وما أن اتخذت الحركة اليهودية انشاء دولة لها حتى واجهتها بطبيعة الحال أسئلة عديدة كان لا بد من الاجابة عنها ، ولعل اهمها أين ستكون هذه الدولة ؟ وما هى الارض التى ستنشا عليها ؟ وماذا ستفعل الصهيونية بسكان الاراضى التى ستقيم عليها دولتها ؟ وما طرق الوصول الى تلك الاراضى وتملكها وتهجير اليهود اليها وتنظيم اقامتهم فيها وتوفير الامن لها ؟ وأخيرا ما مدى اتساع رقعة الاراضى التى تبغى الحركةالصهيونية اقامة الدولة عليها ؟

أين ستكون هذه الدولة وماحدودها ؟

فكر الصهاينة فى الارجنتين وموازمبيق وكينيا وقبرص وسيناء كامكنة بديلة تحقق عليها الصهيونية فكرة دولتها • ولكن غضوا الطرف عنها نهائيا واستقر الرأى على فلسطين التى لم يكن لها فى ذلك الوقت اسم دولى محدد ، ولم يكن لها مصطلح ادارى ضمن الدولة العثمانية ، وانما كان مجرد اسم جغرافى وتاريخى ، ولم يعط هذا الاسم صفة دولية سياسية محددة الا بعد الحرب العالمية الاولى وكقسم من التسوية التى جرت بين الحلفاء فى تلك الحرب •

ومن هنا فان أسم فلسطين الدولى لم يكن مطابقا لاسم فلسطين حسب المفهوم الصهيونى ، ولقد كان لهذا الاختلاط فى التسمية اثر تشويشى على الذهن العربى ، فظن العرب خارج حدود فلسطين ان اطماع الصهيونية العالمية تقتصر على ارض فلسطين ضمن الحدود الدولية التى استقرت عليها بعد الحرب العالمية الاولى • وكان هذا التشويش سببا فى عدم التبين الصحيح لاهداف اسرائيل التوسعية •

ان التحديد الصهيونىلفلسطين أى الاراضىالتى تطمع الصهيونية العالمية فى امتلاكها واقامة الدولة اليهودية عليها كانت معروفة منذ سنة ١٩١٩ ، ذلك لان الجمعية الصهيونية العالمية كانت قد تقدمت بمذكرة الى المجلس الاعلى لمؤتمر السلام بباريس فى ٣ فبراير ١٩١٩ اوضحت فيها معالم الحدود التى تريدها لفلسطين •

وهذه المذكرة على درجة عظيمة من الاهمية ، وقد جاء فيها ما يلى :

« فى الشمال تبتدىء الحدود بنقطة تقع على ساحل البحر المتوسط بجوار صيدا ، وتتبع مجارى مياه الجبال اللبنانية حتى جسر القرعون ، ومنها الى البيرة ، متبعة الخط الفاصل بين حوضى وادى القرن ووادى التيم ، ثم تسير الحدود شرقا فى اتجاه جنوبى متبعة الخط الفاصل بين السفوح الشرقية والسفوح الغربية لجبل الشيخ حتى تصل الى جوار بيت جن ، ثم تتجهشرقا متبعة الضفة الشمالية لنهر مغنيه حتى تحاذى الخط الحديدى الحجازى غربا منه ، وفى الشرق خط محاذ للخط الحديدى الحجازى وغربا منه ينتهى فى خليج العقبة • الى الجنوب خط يتم الاتفاق عليه مع الحكومة المصرية • والى الغرب البحر المتوسط • ويجب أن يسرى أية تفاصيل للحدود أو أية تعديلات تفصيلية عليها بواسطة لجنة خاصة يكون لليهود فيها تمثيل » •

يلاحظ ان المذكرة تركت عن عمد الحدود الجنوبية مع مصر بدون تحديد ، ذلك لان هذه الحدود كانت هى الحدود الدولية الوحيدة القائمة آنذاك ، وفيما عداها فقد كانت المنطقة كلها من البلاد التابعة للحكم العثمانى المهزوم ، ولذلك لم تكن الحدود المصرية مطروحة على بساط البحث فىمؤتمر السلام بباريس • ولكنالصهيونية العالمية كانتمنذ سنة ١٩٠٢ قد طالبت بشبهجزيرة سيناء لتبدأ عليها مشروعها الاستيطانى • ومن

ان التحديد الصهيونى لفلسطين أى الاراضى التى تطمع الصهيونية العالمية فى امتلاكها واقامة الدولة اليهودية عليها كان معروف منذ سنة ١٩١٩ ٠

هنا فان الحدود الجنوبية للدولة اليهودية كانت تشمل فى نظر الصهيونية كامل شبه جزيرة سيناء٠ ولئن لم يات تحديد هذه الخطوط الجنوبية صراحة فى مذكرة ١٩١٩ فقد حددها بصراحة « بن غوريون » رئيس الوزراء الاسرائيلى فى خطابه فى الكنيست فى ٧ نوفمبر ١٩٥٦ أثر احتلال شبه جزيرة سيناء « ٠٠٠٠ كما تعلمون فان قواتنا المسلحة انجزت قبل يومين ٠٠ تطهير شبه جزيرة سيناء وقطاع غزة من القوات المعادية ٠٠ ان قواتنا لم تعتد على أرض مصر بل لم تحاول ان تفعل ذلك » ٠

ومن تفحص بنود مذكرة / ١٩١٩ نرى أن الاطماع الصهيونية يمكن توضيحها على النحو التالى :

أولا ـ أن الاطماع الصهيونية المباشرة فى لبنان تتكون من شقين

أ ـ احتلال واغتصاب الاراضى اللبنانية الواقعة من الخط المبين فى المذكرة أى خط صيدا ـ القرعون والبيرة ـ بين جن ٠

ب ـ الاستيلاء على أكبر نسبة ممكنة من مياه الليطانى ٠

ثانيا ـ أن الاطماع الصهيونية فى سوريا تتناول جميع اقسام سورية الجنوبية ابتداء من نقطة تقع جنوبى دمشق مباشرة وتسير بمحاذاة الخط الحديدى الحجازى والى الغرب منه ٠ وتتالف هذه الاراضى من قسمين :

أ ـ منطقة جبل الشيخ

ب ـ جميع سهل حوران

ثالثا ـ بما أن الخط المرسوم يسير بمحاذاة الخط الحديدى الحجازى ، فان اطماع الصهيونية بالاردن تتناول جميع مدن شرق الاردن (بما فيها العاصمة عمان) وجميع المناطق الماهولة والتى تضم أكثر من ٩٩٪ من سكانه ٠

رابعا ـ تتناول الاطماع الاسرائيلية بالنسبة للملكة العربية السعودية ما ياتى :

أ ـ مطمعا احتلاليا فى الاراضى الحجازية يتناول الجزء الشمالى الغربى من الحجاز والواقع الى الغرب من الخط الحديدى الحجازى حتى مدخل خليج العقبة ٠

ب ـ الحق « فى حرية الوصول الى الخط الحديدى الحجازى على طول امتداده » مما يبدو أنه مطالبة بحق الاستعمار والاستيطان فى جانب الاقسام الحجازية الممتدة بين المدينة المنورة واقصى الشمال الحجازى ٠

ج ـ حرية الوصول الى البحر الاحمر وفرصة اقامة موانىء جيدة على خليج العقبة ٠

خامسا ـ بالنسبة لمصر فان الاطماع الصهيونية تتناول جميع شبه جزيرة سيناء ٠

التوسع الاسرائيلى

بدات اسرائيل منذ قيامها تعد نفسها للتوسع ففى سنة ١٩٥٦ أخذت تمهد لاحتلال الضفة الغربية٠

ولكن يبدو ان العرض الذى تقدمت به فرنسا

وبريطانيا لاسرائيل للقيام بهجوم مشترك على سيناء هو الذي غير وجهة الاعتداء الاسرائيلي عن الاردن ، كما كان مخططا الى مصر • وحصل بعد ذلك مباشرة التحول من مهاجمة الاردن الى مصر كما اوضح ذلك « انتوني ايدن » رئيس وزراء بريطانيا آنذاك في مذكراته اذ قال :

وآخيرا بحثنا في اجتماعنا في الشرق الاوسط واخطاره وما نستطيع ان نفعله •• وكان واضحا انه لم يمض وقت طويل حتى تقوم (اسرائيل) بعمل مضاد ما ••• فاذا ما وجه الى الاردن •• فسيكون موقفنا مخيفا فنحن مرتبطون بمعاهدة لحماية الاردن ••• ومع ذلك فان كان موجودا •• وقد كنت وزملائي شديدي الادراك لعواقب عمل اسرائيلي ضد الاردن ، وكان علينا ان نفعل كل ما في مقدورنا لا يقافه ولذلك فاننا طلبنا في هذا الاجتماع الذي عقد بباريس من الوزراء الفرنسيين ان يفعلوا كل ما يستطيعون ليوضحوا لاسرائيل ان هجوما على الاردن لابد ان يلقى مقاومة منا ••• ولو ان اسرائيل غزت مصر لا الاردن فلن تواجهنا هذه المعضلة ولهذا السبب كان من الافضل من وجهة نظرنا اذا حدث انفجار ان يكون ضد مصر » •

والان دعنا نتساءل : هل الحدود التوسعية المرسومة في مخطط ١٩١٩ هي فعلا الحدود التي تقنع بها الصهيونية العالمية ؟ في اعتقادنا ان هذه الحدود تشكل فقط الحد الادنى لما تطمح اليه الصهيونية العالمية ، فلو تمعنا في مذكرة ١٩١٩ لوجدنا انها بنيت على نقاط اهمها :

١ ـ تامين موارد المياه اللازمة لفلسطين •

٢ ـ الاتساع الجغرافي لاستيعاب اكبر عدد ممكن من السكان اليهود ولتامين جميع الحاجات الاقتصادية والمالية لدولة عصرية متقدمة •

٣ ـ قلة السكان في جانب من الاراضي المدعاة •

ومما يجب ان ندخله في حسابنا انه بعد خمسين سنة من هذه المذكرة لم تعد المياه اهم موارد هذه البلاد ، بل هناك موارد اخرى لم تعد اسرائيل تخفي طمعها فيها ، ومن هذه الموارد البترول الذي اصبح اهم مصدر لثروة للبلاد العربية ، ومنها ايضا قناة السويس التي تدر ايرادا كبيرا فضلا من انها نقطة استراتيجية بالغة الاهمية •

ولقد ظهر اهتمام الصهيونية العالمية واسرائيل بهذين الموردين من خلال دلائل عديدة فمثلا مدت خطا لنقل البترول من ايلات الى البحر المتوسط، وهي تعمل على جعله خطا تجاريا لنقل البترول الى الموانيء الغربية • ولكن الاهم من ذلك هو انها بمجرد احتلالها سيناء اخذت تستغل آبار البترول المصرية فيها وتنقل انتاجها الى اسرائيل• ولكن بترول سيناء لا يكاد يذكر مقابل البترول الموجود في مناطق عربية اخرى •

اما من حيث الاتساع فاننا نلاحظ ان ليس للاتساع حد يقف عنده ، وكل دولة في التاريخ تحركت على اساس مبدأ الاتساع ظلت تتوسع حتى جابهتها قوة اوقفتها عند حدها او ردتها على اعقابها •

ومن ناحية التبرير بقلة السكان ، فاننا نعتقد ان محاولة اسرائيل المستمرة لاحتلال هضبة الجولان السورية والوصول الى درعا واربد والسويداء تتضمن تطلعا أكيدا الى الانفلات نحو الصحراء ومن ثم تاسيس ادعاء لها فيها بحجة قلة السكان •

لقد نقل عن قادة صهيونيين كثيرين قولهم ان حدود اسرائيل يجب ان تكون بين النيل والفرات وكثيرا ماتداول العرب هذا القول دون ان يصدقوا ما يتضمن من حقائق • ولكن هذا القول يكون المطمع الصحيح لاسرائيل ، وهو اداة التعبير عن نوايا الصهيونية العالمية في مذكرة ١٩١٩ لانه اكثر انطباقا على منطق الصهيونية •

ان احتلال اسرائيل فيما بعد عدوان ١٩٦٧ للاراضي العربية يمثل مرحلة جديدة من مراحل التوسع الصهيوني في بلاد خارجة عن نطاق الارض الفلسطينية، ولقد اخذت اسرائيل منذ حرب ١٩٦٧ تظهر بوضوح قاطع ـ ولكن بعبارات تتراوح بين المجاهرة الصريحة والمراوغة المخاتلة ـ انها مصممة على الاحتفاظ بالاراضي العربية التي احتلتها وضمتها اليها كلها او جزءا منها • وهذا اثبات اكيد على نوايا اسرائيل التوسعية في الوطن العربي • ■■

محمد علي عمر الفرا
جامعة الكويت

تاريخ النياحة على الامام الحسين

تاليف : صالح الشهرستاني .

الناشر : جماعة العلاقات الاسلامية ـ طهران / ايران .

● كتاب يقع في جزءين من الحجم المتوسط، يتناول بالدراسة والبحث تاريخ العزاء الحسيني، والتطورات التي طرأت على النياحة على الامام الحسين بن علي بن ابي طالب شهيد كربلاء ، والتي استمرت منذ القرن الاول الهجري حتى يومنا هذا ، وقد جمع المؤلف مادة كتابه، من مجموعة كبيرة من الكتب والمراجع الموثوقة ، ثم بذل غاية الجهد في تتبع الاخبار الصحيحة ، والتحقق منها ، وتدوينها في مجموعة مستقلة ، تسهل على القارىء الرجوع اليها دون ان يضطر الى مراجعة العشرات والمئات من المؤلفات التي تكلمت عن سيرة الحسين ، ومأساة قتله .

النظرية الاقتصادية تحديد أسعار السلع والخدمات

تاليف : الدكتور سامي خليل

الناشر : مطبوعات جامعة الكويت/الكويت

● يعتبر هذا الكتاب مرجعا عربيا في النظرية الاقتصادية رغم قلة هذه المراجع في المكتبة العربية في هذه المادة من علم الاقتصاد مع ان النظرية الاقتصادية تعتبر الاساس النظري لكل فروع علم الاقتصاد .

وهذا الكتاب يبحث فيما اصطلح الاقتصاديون على تسميته بالاقتصاد الوحدوي Microeconomics او ما عرف بنظرية الاسعار ، الا ان نظرية الاسعار تشمل جزءين رئيسيين ، الجزء الاول يبحث في الكيفية التي تتحدد بها الاسعار ، اسعار السلع والخدمات ، وهو ما عالجه هذا الكتاب ، والذي اختص بتحديد اسعار الخدمات لعوامل الانتاج ..

والكتاب يبدأ بمقدمة تليها سبعة ابواب كبيرة فقد تناول المؤلف في دراسته لنظرية الأسعار ، اولا دراسة نظرية الطلب وقد افرد الباب لدراسة التحليل الكلاسيكي لنظرية الطلب ، ثم منحنيات السواء كمعالجة حديثة لنظرية الطلب ، اما الباب الثالث والرابع والخامس فشملت دراسة اصول الانتاج وتكاليف الانتاج ثم التوازن في ظل نظام المنافسة الكاملة حيث اوضح المؤلف كيف يمكن اشتقاق منحنيات العرض من منحنيات التكاليف.

اما الباب الثاني فخصص لدراسة المرونات وانواعها المختلفة ، اما الباب السادس والسابع والثامن ، فدراسة حالة الاحتكار الفردي واحتكار الاقلية والمنافسة الاحتكارية . اما الباب التاسع والاخير فخصص لاعطاء فكرة عن الاسعار الادارية ..

الحركة الفكرية في حلب في النصف الثاني من القرن التاسع عشر ومطلع القرن العشرين

تاليف : عائشة الدباغ .

الناشر : دار الفكر ـ بيروت ـ لبنان .

● هذه دراسة تتناول مدينة حلب من الناحية الفكرية في النصف الثاني من القرن التاسع عشر حتى مطلع القرن العشرين ، يوم كانت هذه المدينة مركزا من مراكز الحركة الفكرية .

والكتاب ينقسم ثلاثة فصول: يدرس الفصل الاول حلب في النصف الثاني من القرن التاسع عشر ومطلع القرن العشرين ، فيتحدث عن المجتمع الحلبي، والحياة الاقتصادية ، والتطبيقات الادارية، وحلب الحديثة ، اما الفصل الثاني فيدرس مقومات الحركة الفكرية ، ومنها الطباعة ، والصحافة ، والمدارس، والجمعيات ، اما الفصل الثالث فيدرس الادباء والمفكرين ، ويختص الفصل الرابع والاخير بدراسة لتاريخ المفكر الحلبي، الاستاذ عبد الرحمن الكواكبي وهي تتناول حياته وكتبه وآراءه السياسية والاجتماعية .

مرض تصلب الشرايين

بقلم الدكتور محمد أبو شوك

■ لا بد لأى انسان ان يتساءل لماذا يعترى مرض تصلب الشرايين اناسا دون الآخرين؟ثم لماذا يصيب افرادا فى سن مبكرة تاركا البعض الى سن اخرى متقدمة ؟ بل وانه يصيب شعوبا دون الاخرى ، ويفرق بين جنس وجنس من البشر بل وبين الانثى والذكر .

ويحدث مرض تصلب الشرايين عندما يزيد سمك هذه الشرايين وتفقد ليونتها وبالتالى يضيق مجراها فينقص سريان الدم فيها مما يسبب قلة فى كمية الدم الذاهبة الى العضو الذى يمده الشريان المصاب .

وينتج تصلب الشرايين من زيادة الطبقه المبطنة للشريان نتيجة لزيادة الألياف والمواد الاخرى المحيطة بها . ولما كانت المواد الدهنية توجد بكثرة فى جدار الشرايين المتصلبة فقد سلطت الأضواء عليها بمرور الوقت واصبح الكولسترول وغيره من المواد الدهنيه من التحاليل اللازمة فى مثل هذه الحالات . على انه لم يعرف على وجه التحديد هل الكولسترول وغيره هو الذى سبب التصلب ام ان هذه المواد ترسبت بعد ان سرى التصلب فى الشريان ويتبع ذلك الترسب تآكل فى الطبقة المبطنة للشريان فيجعلها خشنة غير ملساء فتساعد على تجلط الدم فوقها وتحدث السدة او الجلطة الدموية المعروفة فى الشرايين المختلفة . ويساعد هذه العملية ايضا اندفاع الدم فى الشريان تحت ضغط ، لذا نرى أن معظم هذه التغيرات تحدث عند تفرع الشرايين والامكنة المعرضة لضغط اكبر فى الشريان ـ لذا كان المصابون بارتفاع فى ضغط الدم عرضة لمثل هذه التغيرات اكثر من غيرهم وفى وقت مبكر عنهم .

ولا تقتصر التغيرات على الطبقة المبطنة للشريان ولكن تتعداها الى الطبقة الوسطى والطبقة الخارجية ويزداد تصلب الشريان .

وليس من الضرورى كما أسلفت ان يتبع تصلب الشرايين اى اعراض مرضية فهى تحدث من سن الثلاثين حين تشاهد بدايتها ، فلقد وجد أن هناك تغيرات تحدث فى الطبقة الداخلية للشريان ـ أى شريان الجنود الذين قتلوا فى الحرب الكورية وحرب فيتنام وهم فى سن مبكرة ، وتزداد حدوثا وتقدما بتقدم السن .

وتظهر معالم تصلب الشرايين بالاشعة مثلا او بظهور أعراض تدل على ضيق الشريان فى سن الخامسة والاربعين فى الرجال وسن الخمسين فى النساء ـ ولعل وجود هرمون السيدات (الاستروجين) هو الذى يؤخر ظهورها ، فاذا قل هذا الهرمون بعد سن الياس تساوى حدوث التصلب واعراضه فى الرجال والنساء .

وماذا عن الشعوب ؟

لوحظ فى البلدان النامية ، والمتاخرة حضاريا ، والتى يقل فيها مستوى المعيشة وما يتبعه من قلة فى الطعام كما ونوعا ـ ان نسبة الامراض الناتجة من تصلب الشرايين تقل بكثير عن نسبة الامراض فى البلدان المتحضرة، وما بها من خيرات ومتنوعات.

ومن عجب انه اذا نزح سكان هذه المناطق ف[illegible] آسيا وافريقيا الى البلاد الاوربية ازدادت النـ[illegible] بينهم وقاربت النسبة الاوربية ، فيدفعون [illegible] ثمن تروحهم ورفاهيتهم ، وما ابهظه من [illegible] والدليل على ذلك انهم حينما يغيرو[illegible] طريقة

الشرايين فى جسم الانسان

معيشتهم وتناولهم الطعـــام الملـــىء بالدهنيـات والبروتينات فان نسبة الكولستيرول ترتفع عندهم وكذلك نسبة الدهنيات اللاصقة بالبروتينات والتى كما قلنا لها ضلع فى حدوث تصلب الشرايين ٠

وكذلك ترتفع نسبة تصلب الشرايين فى البيض عن السود فى كلا الجنسين ولعل ذلك يرجع الى اختلاف طرق المعيشة بينهما من حيث الطعـام والشراب ، والتدخين والتعرض للصدمات العصبية، وغير ذلك من أسباب الحياة المختلفة ، وما يحيط بكليهما من ظروف تؤثر على معيشة كل منهما ٠

وقد وجد كذلك ان نسبة الاصابة تقل بين العمال عندما يكونون فى مناطق صناعية بدائيـة فاذا تحولوا الى مناطق توفرت فيها اسباب الراحة والترف زادت النسبة بينهم وتعرضوا الى الاصابة بتصلب الشرايين فى سن مبكرة ٠

الاسباب التى تساعد على حدوث تصلب الشرايين : ــ

أولا : نوع الطعام :

لوجود المادة الدهنية فى جدار الشريان المتصلب ــ كان شغل الباحثين الشاغل ان يجدوا العلاقة بين الاطعمة التى تحتوى على كمية الدهون الحيوانية والمواد البروتينية ــ ولقد وجد انه بخفض كمية الدهون الحيوانية المركزة فى الطعام يمكن أن تخفض نسبة دهنيات البلازما بما فى ذلك الكولسترول وغيرها من الدهون التى تدخل فى المادة الدهنية المسببة لتصلب الشرايين ٠ ولقد وجد انه يمكن الاستعاضة عن هذه الدهون بدهون غير مركزة كزيت الذرة والسويا والزيوت النباتية بما فى ذلك زيت عباد الشمس ٠

ان نسبة الكولسترول وغيرها من المواد الدهنية المركزة تقل فى الدم بل لقد وجد ان تجلط الدم يقل عند استعمال المـواد الدهنيـة غير المركزة والدهنيات النباتية وبالتالى تقل نسبة التجلط فى الشرايين المتصلبة ــ ولكنه لم يثبت قطعيـا ان استعمال مثل هذه الدهون تقلل من نسبة تصلب الشرايين، لذا كان من الواجب أن لا يتشدد الاطباء او الناس فى استبدال الدهون الحيوانية بالدهون النباتية كوقاية من التصلب المبكر للشرايين ٠ ولكن من الواجب أن تقل هذه الدهون النباتية فى الاشخاص او فى العائلات التى تكثر فيها امراض الشرايين او التى عندها ارتفاع كبير فى الكولسترول والدهون البروتينية وكذلك فى الاشخاص المتمتعين بالسمنة المفرطة ، او ارتفاع ضغط الدم ، او الذين جاوزوا الخمسين ويعملون فى اعمال ذهنية لا تحتاج الى مجهود عضلى ٠

وفى هذا المجال لا بد وأن نذكر ان الدهون الصناعية « المارجارين » معظمها دهون مركزة وهى ليست بالدهون النباتية التى ذكرتها ٠ ويعتقد البعض انه فى حالات الاستعداد لتصلب الشرايين ووجود نسبة عالية من الكولستيرول فى الدم أن يمتنع كلية عن تناول الاطعمة التى تحتوى على الكولستيرول بما فى ذلك البيض وهذا الاعتقاد لايرتكز على اساس علمى سليم اذان الكولستيرول فى الدم يصنع داخل الجسم ولا تؤثر فيه لدرجة كبيرة نسبة الكولستيرول فى الطعام الا اذا كان هذا الطعام به نسبة عالية جدا من الكولستيرول

ولن يكون كذلك في بيضة او بيضتين او كوب حليب او كوبين • فلا داعي اذن للحرمان من هذه الاطعمة ما دام فيها غذاء وفائدة للجسم ، على ان لا نفرط في تناولها •

ولقد صنعت ادوية خصيصا لتقلل من نسبة كولستيرول الدم وذلك بالتدخل في عملية تمثيله في الكبد مثل مادة كولستيران التي تقلل من نسبة الدهنيات الملتصقة بالبروتينات •

ثانيا تصلب الشرايين والتدخين

لقد اتضح من الاحصائيات في جميع انحاء العالم ان نسبة امراض القلب نتيجة لانسداد شريان تاجي القلب ، وامراض الشرايين الطرفية تزداد بازدياد التدخين ، وتقل في الاشخاص الذين لا يدخنون ولا يعرف بالتاكيد مدى تاثير النيكوتين وغيرها من المواد الموجودة في السجاير على تمثيل المواد الدهنية او تجلط الدم وتاثير ذلك على صفائح الدم التي تدخل في الجلطة الدموية • وعلى ذلك وجب على المصابين بتصلب الشرايين ان يمتنعوا عن التدخين او يقللوا من ذلك منعا من حدوث المضاعفات التي تنتج من تصلب شرايينهم •

ثالثا تصلب الشرايين والمجهود العضلي .

لقد وجد ان القيام بالتمرينات الرياضية ، والحركة تقلل من نسبة كوليسترول الدم الذي قد يساعد على تصلب الشرايين،لذا ننصح نحن الاطباء الافراد من سن الخمسين ان يمارسوا بعض الحركة ـ كالمشي مثلا ـ وغيرهما من الألعاب الرياضية الخفيفة التي لا تجهد الجسم ـ ولا ان يركنوا الى الخمول وعدم الحركة لما لذلك من اثر سيء في زيادة تصلب شرايينهم وحدوث المضاعفات لهم •

ونصيحة اخرى عن الحركة والتمرينات الرياضية، فانه في بعض الاحيان تتاح الفرص لبعض الافراد في ذلك ويجهدون انفسهم ويمارسون انواعا من الرياضة قاسية ظنا منهم انها تعود بفائدة ولكن على العكس ، وبما سببت اضرارا جسيمة بالجسم، منها نزف في جدار الشرايين المصابة او ربما سببت جلطة او انسداد الشريان المصاب •

فلا الركود مستحب ، ولا الاجهاد الشديد كذلك ـ ولكن خير الامور الاوسط ، واحسنها المشي لفترة دون الاجهاد •

رابعا : تصلب الشرايين والغدد الصماء .

لقد لوحظ ان حدوث نسبة تصلب الشرايين تقل في النساء دون الخامسة والاربعين عن الرجال وتنسب ذلك الى وجود هرمون السيدات الاستروجين في دم المراة Estrogen وكذلك تزداد نسبة تصلب الشرايين عندنقص هرمون الغدة الدرقية (ثيروكسين) وفي مرض البول السكري ترتفع نسبة كولستيرول الدم • ولكن وجد انه باستعمال هذه الهرمونات ـ هرمون الغدة الدرقية (ثيروكسين) وهرمون الانثى الاستروجين انها لا تفيد في علاج حالات تصلب الشرايين •

خامسا : تصلب الشرايين والنقرس (ارتفاع حمض البوليك في الدم) •

اثبتت الاحصائيات ان هناك ارتفاعا في نسبة تصلب الشرايين في المصابين بمرض النقرس ،ولقد وجد ايضا ان تصلب الشرايين يكون شديدا ومتقدما في المتوفين الذين كانوا يعانون من مرض النقرس• ومن المعتقد ان هناك علاقة وثيقة بين ارتفاع نسبة حامض البوليك في الدم وتهيئة الوسط الملائم وسرعة ترسيب الكولستيرول في الشرايين •

سادسا تصلب الشرايين وامراض الكلى •

والتهاب الكلى المزمن يساعد على تصلب الشرايين في وقت مبكر وذلك لانها تسبب ارتفاعا في ضغط الدم ، واضطرابات في تمثيل الدهنيات• وبالتالي تزيد في حدوث التصلب ، وكذلك الحال في التهاب الكلى تحت الحاد المصحوب بتورم في جميع انحاء الجسم ـ فيؤدي الى ارتفاع كبير في نسبة الكولستيرول وتصلب الشرايين اذا استمر هذا المرض لفترة طويلة •

أعراض تصلب الشرايين

احب ان انوه هنا مرة اخرى على ان عملية تصلب الشرايين عملية طبيعية وتزيد وضوحا مع تقدم السن ـ لذا ربما يكون اعداد كبيرة من الافراد عندهم تصلب في الشرايين ويحيون حياة طبيعية دون وجود اعراض تذكر ـ مادام الشريان يسري فيه الدم بكمية تكفي لوظيفة العضو الذاهب اليه ، فاذا قل الدم او انقطع نتيجة لضيق شديد في الشريان او لانسداد به ظهرت الاعراض وتختلف الاعراض حسب الشريان المصاب• فاذا مااصيبت الشرايين الطرفية وهي كثيرة الحدوث في الطرفين السفليين بضيق

يد احس الانسان المصاب بالام شديدة فى بطن
جلين عندما يسير لمسافة معينة ، وكلما ضاق
ريان قل طول المسافة التى يقطعها
نطر عند الاحساس بالام ان يجلس ليستريح
ليعاود السير الى هذه المسافة المعينة ليستريح
اخرى وهكذا • وبتحسس الشريان او عمل
شعة الخاصة عليه نجد ان بالشريان ضيقا
ع وصول الدم الى عضلات الساقين بالكميات
افية • وفى بعض الحالات يحس المريض المصاب
رودة شديدة فى الساقين لقلة الدم الذاهب
ها •

اما اذا انسد الشريان انسدادا كاملا وتوقف
م عن الوصول الى الاصابع او القدم اوالرجل
ث ما يسمى بالغرغرينا" مع آلام شديدة وضمور
عضلات وتغير فى لون الجزء المصاب الذى يتحول
ريجيا الى لون اسود مع برودة وفقدان الحس
الجزء المصاب • واذا اصيبت الشرايين الذاهبة
ى المخ ، وقلت كمية الدم الذاهبة الى المخ
ها تتدخل فى القيام بوظائفه المختلفة ـ فيلاحظ
صاب بانه بدا يكون كثير النسيان ، ولايمكن ان
كز على عمل ذهنى ، ويضيق ذرعا بالتفكير ،
متريه القلق والارق والدوار ـ واذا ما تقدمت
حالة يعتريه تيبس فى الاطراف تعوقه عن العمل
يدوى والمشى ، والسعى من مكان الى آخر مما
ضطره ان يصبح سجين داره ، فتزداد حالته
نفسية سوءا • وفى بعض الحالات الشديدة تحدث
لطة بالشريان وتسبب انواعا مختلفة من الشلل
ى التى يعانى منها متقدمو السن، وفى الحالات
اشد والمصحوبة بارتفاع فى ضغط الدم يحدث
يف بالمخ وربما اودى بحياة المريض •

واذااحدث تصلب فى شرايين القلب التاجية، وضاق
براها شعر الانسان بالام شديدة ضاغطة على
صدره خلف عظم القص يظهر عند قيامه بمجهود
فعلى ويزول بالراحة وهو مانسميه بالذبحة
صدرية واذا انسد الشريان بجلطة كانت السدة
قلبية والتى تحدثنا عنها باسهاب فى مواقف عدة
لى صفحات هذه المجلة •

العلاج :

لعل مما يحير الاطباء والمرضى معا هو
اتطالعنا به شركات الادوية كل يوم من الدواء
الجديد لعلاج تصلب الشرايين او تقليل نسبة
الدهون فى الدم ، او دواء لتوسيع الشرايين • هذا
ينتحى لنفسه قصب السبق فى انه اكتشف هذا الدواء
العجيب بعد ان ثبتت فعاليته ، وذاك يهول من
مفعول دوائه السحرى ، وبين هذا وذاك يقف مرضى
تصلب الشرايين يتهافتون على علاج جديد ظهر
بالأسواق لعله يكون فيه الشفاء وعوده الى ايام
الشباب ولكنها الامانى ، وليس كل مايتمنى المرء
يدركه، فكما قلت ان عملية تصلب الشرايين عملية
فسيولوجية لا يوقفها دواء ، فهى لا تعطى اى
عرض اواضطراب فى الجسم اللهم الا اذا امتد الاجل
الى ارذل العمر، فلا يوجد هناك دواء يوقفها ولا
يوجد هناك دواء يرجع الشريان الصلب الى حالته
الاولى ـ كل مايمكن عمله فى هذه الحالات هو
الوقاية من الاسباب التى تجعل عملية تصلب
الشريان تسير سيرا سريعا او تحدث مضاعفات •

ويتلخص ذلك فى كلمات : تحرك، كن معتدلا فى
اكلك ، لا تدخن ، او على الاقل معتدل التدخين •
تحرك حتى تنقص من دهون الدم، ولا تجعل للسمنة
اليك سبيلا ، وكن معتدلا فى اكلك فى نوعيته فلا
تاكل دهون الحيوان، واعتمد على الدهون النباتية،
ولا تسرف فى الطعام فتكون السمنة ـ ثم الابتعاد
عن التدخين الذى يساعد على حدوث المضاعفات »
•• وزيارة الطبيب هامة فى بعض الحالات التى
ترتفع الدهون فيها الى نسبة عالية، فالدواء مفيد فى
بعض هذه الحالات ، وربما منع المضاعفات ـ ثم
لاكتشاف ارتفاع الضغط او وجود البول السكرى،
او مرض النقرس وعلاج هذه الحالات يقلل من
مضاعفات تصلب الشرايين وما احسنها من طريقة
سمعتها من مسن بلغ الشيخوخة ويتمتع بصحة جيدة ـ
يقول «امشى ساعة فى الصباح الباكر واذا تيسر لى
فى المساء ، واعيش فى اعتدال فى كل شىء فى
طعامى ، فى شرابى ، وفى كل نواحى حياتى، هادىء
البال مؤمنا بقضاء الله وقدره)

فلتعش يا صاحبى مثله لعله يكون فى ذلك
الصحة والسعادة ■■

محمد أبو شوك

أنت تسأل .. ونحن نجيب

امريكا
كم باعت من السلاح عام ١٩٧٤

● نشطت تجارة الاسلحة فى المدةالاخيرة ، حتى بدت الدول الصناعيــة وكانها فى منافسة حادة على بيعها ..ترى اى هذه الدول تحتل المرتبة الاولى فى هذا الصدد..والى اى الدول باعتاسلحتها تلك ؟ !

(....)

ـ الولايات المتحدة الامريكية هى الدولة الاولى فى بيع الاسلحة فى العالم . وقد بلغت قيمة مبيعاتها منها خلال السنة الماضية (١٩٧٤) نحو (٣٦٠٠) مليون جنيه استرلينى . وهذا الرقم يمثل قيمة تلك المبيعات بمجموعها طبعا . اى انه يشمل شتى المبيعات من مختلف الاسلحة ، والى مختلف الدول المستوردة لتلك الاسلحة .

وما زالت ايران تحتل المرتبة الاولى بين الدول التى تستورد الاسلحة الامريكية . وحسبنا ان نشير الى صـفقة الطائرات الثمانين (طـراز Navy F - I4 Tomcat التى بلغت قيمتها ٨٢٩ مليون جنيه ، وتم الاتفاق عليها فى غضون اشهر الصيف الماضى . هذا وقد بلغ مجموع ما اشترته ايران من اسلحة امريكية خلال سنة واحدة انتهت فى ٣٠ حزيران سنة ١٩٧٤ نحو ١٦٥٢ مليون جنيه ، اى ما يقارب نصف مجموع المبيعاتالامريكية كلها .

وتاتى اسرائيل فى المرتبة الثانية بعد ايران ، وقد بلغت قيمة ما حصلت عليه من اسلحة امريكية خلال سنة ١٩٧٤ نحو ٩١٣ مليون جنيه . وشملت تلك الاسلحة فيما شملت طائرات سكاى هوك A - 4 وطائرات فانتوم ، وطائرات الشحنالضخمة هرقل C - 130 وطائرات الهليكوبتر باعداد كبيرة جدا،وشملت كذلك الدبابات وقطعالغيار للمدافع.

جيسكار ديستان
رئيس فرنسا الجــديد

● استطاعت فرنسا فى عهد الجنرالديجول ان تحقق مكانة مرموقة فى المجال الدولى وتحصل على مكاسب سياسيةهامة . وقد حرصـ جـورج بومبيدو الرئيس الفرنسى الراحل على تعزيزمركز فرنسا واعتبر حكمه ، استمرارا لسياســة ديجـول ، ثم جاء جيسكـارديستان ، الرئيس الفرنسى الحالى ، ترى كيف ستكون صورة فرنسا فـــىعهده ؟ هل لكم ان تعطونا فكرة عـــن هذا الرجل وسياسته .

محمد محمود / دمشق .

ـ تولى فالـيرى جيسكار ديستان Valerie Giscard D'estang ، رئاســـة الجمهوريـــة الفرنسية بعد اعنف انتخابات شهدتها فرنسا فى تاريخها السياسى الحافل الطويل .. فقد كانت المنافسة قويــة بــين ديستان الذى يمثل اتجاها سياسيا جديدا تحت شعار « التغيير فى الحكم بلا مخاطرة » . وبين الزعيم اليسارى فرانسوا متيران .. وفاز ديستان فى النهاية باغلبية ضئيلة

وتجدر الاشارة الى ان هذه المبيعات ليست مبيعات بالمعنى الدقيق ٠ فهى لا تكلف اسرائيل شيئا ولعلها اجدر بان تسمى هبات ٠٠ ذلك ان حكومة واشنطن تمد اسرائيل بالمساعدات الاقتصادية والمالية الكافية لدفع ثمن تلك الاسلحة الى المصانع الامريكية البائعة ٠٠ وهكذا (تشترى) اسرائيل الاسلحة الامريكية وتدفع ثمنها بالاموال الامريكية ٠٠ لتمضى قدما فى احتلال المزيد من الارض العربية ، وقتل اصحابها ، او تشريدهم ، وابقاء المنطقة على حالة الحرب التى لم تعرف سواها منذ ان عرفت الصهيونية ٠٠

وتاتى المملكة العربية السعودية فى المرتبة الثالثة من حيث شراء الاسلحة الامريكية ٠٠ وهذا هو رأى الصحيفة الامريكية التى اعتمدنا فى هذه الكلمة ما نشرته فى عددها الصادر فى ١٩٧٥/١٦ ، عن مبيعات الاسلحة الامريكية بصورة عامة وهى صحيفة : Us News of World Report

وتلى المملكة السعودية فى هذا الصدد اليونان فالمانية الغربية فاسبانية فكندا ٠ وتاتى بعد ذلك كوريا الجنوبية فالصين الوطنية (فورموزا) فالشيلى ٠

ونذكر فيما يلى قيمة ما اشترته كل من هذه الدول من الاسلحة الامريكية خلال السنة الماضية (١٩٧٤) :

المملكة السعودية	٢٥٦ مليون جنيه ★
اليونان	١٨٨ مليون جنيه
المانيا الغربية	٩٥ مليون جنيه
اسبانيا	٦٤ مليون جنيه
كوريا الجنوبية	٣٥ر٢ مليون جنيه
الصين الوطنية	٢٩ر٥ مليون جنيه
الشيلى	٢٩ر٥ مليون جنيه

وتجدر الاشارة الى ان روسيا هى بائعة الاسلحة رقم ٢ فى العالم تليها فرنسا ثم بريطانيا ٠

★ صفقات الاسلحة الضخمة التى تم التعاقد عليها بين المملكة العربية السعودية والولايات المتحدة فى اواخر سنة ١٩٧٤ واوائل سنة ١٩٧٥ لم يحسب حسابها فى هذه الاحصاءات ٠

(ى٠ز)

تعكس حيرة الناخبين الفرنسيين بين اليمين واليسار٠

والرئيس الفرنسى الجديد شخصية مستقلة تماما، جديدة تماما ، كان هدفه الاول منذ تولى الرئاسة فى اواخر العام الماضى ، ان يستعيد لبلاده الثقة فى الزعامة الفرنسية لأوروبا ٠ وكان اول مظهر لهذه الزعامة ذلك الاجتماع التاريخى الذى عقد بينه وبين الرئيس الامريكى جيرالد فورد فى جزر المارتنيك ، واستطاع ديستان خلاله ان يفرض الشخصية الفرنسية عندما نجح فى انتزاع موافقة فورد على عقد اجتماع بين الدول المنتجة ، والدول المستهلكة للبترول ، لبحث ازمة الطاقة ٠

ثم كان بعد هذا لقاؤه برئيس جمهورية مصر ، الرئيس انور السادات ، الذى كان اول لقاء من نوعه فى تاريخ فرنسا الحديث ، والذى اسفر عن اقامة علاقات طيبة بين فرنسا والشرق الاوسط ،

تسأل .. ونحن نجيب

واعتراف فرنسا بحقوق شعب فلسطين ، كأساس لأية تسوية بين العرب واسرائيل •

لقد اصبح نجاح ديستان الآن ظاهرة في اوربا ، ولما يمضي على توليه الرئاسة سوى اشهر قليلة•• فهو رجل صاحب مبادىء كما يصفه النقاد السياسيون ، يؤمن بالعمل في صمت ، ويعرف دائما كيف يجد الحلول المناسبة للمشاكل التي يواجهها •• وهو ـ بعد هذا ـ رجل ذكي ، يتمتع بذاكرة قوية وعين فاحصة مدققة ، ثم هو رجل مؤمن بالارقام ويعشقها •• ولعل هوايته هذه هي سر النظام الدقيق الذي يسير عليه في حياته مع اسرته •

وقد بدأ ديستان حياته العامة موظفا في وزارة المالية ، عندما التقى بزوجته آن ايمون وتزوجا وكان في السادسة والعشرين ، وكانت هي فتاة لم تتجاوز بعد عامها الثامن عشر •• وقد انجبا اربعة ابناء ، هم هنري ولوي وجانيت وفاليري آن •• وتنحدر الزوجة من اسرة عريقة كان لها دور في تاريخ فرنسا السياسي والعسكري •• وكان والدها ضابطا في الجيش الفرنسي ، قتل في معسكرات النازي •

ومضى ديستان يتدرج في مناصب وزارة المالية، حتى اختاره ديجول وزيرا للمالية ، وكان اصغر وزير في فرنسا استطاع ان يحقق التوازن في الميزانية الفرنسية لاول مرة منذ اكثر من ٣٥ عاما وكان ذلك في عام ١٩٦٥ •

وقد كان ديستان مع هذا ، من اول المنشقين على ديجول ، فقد كان يعترض على انفراد رئيس الجمهورية بالحكم •• والغريب ان ديجول نفسه كان يتوقع ذلك فقد قال يوما : « اخشى ان ينشق ديستان علي؟ •• فاذا فعل ، فارجو ان يفعل ذلك على الوجه الاكمل » وقد انشق ديستان فعلا في الاستفتاء الذي اجراه ديجول في عام ١٩٦٩ وانتهى بالاطاحة بحكم « اب فرنسا الكبير » • فقد قال ديستان نعم •• ولكنه قالها بتحفظ شديد • واعلن تحفظه •

ان ديستان يؤمن بعد هذا كله بان وحدة الامة وتماسك وصلابة الحكم ، هما اللذان يعطيان السياسة الفرنسية القوة التي هي في حاجة اليها، ويؤديان في النهاية الى استقلال بلاده في الحركة والعمل •

(م • ن)

قصيدة « ارادة الحياة »
لأبي القاسم الشابي

● متى وفي أي مناسبة نظم أبو القاسم الشابي قصيدته التي منها

اذا الشعب يوما أراد الحياة
فلا بد أن يستجيب القدر
ولا بد لليل أن ينجلي
ولا بد للقيد أن ينكسر

علي عطريس/مثروفيا/ليبريا

« ارادة الحياة » هو عنوان القصيدة التي في صدرها هذان البيتان ، وهي من أشهر ما نظم الشابي ، اذ نشرت كلها او بعضها فيكتب كثيرة ، ومقالات اكثر ، وهي ـ فوق ذلك ـ من القصائد المقررة خلال اعوام كثيرة على طلبة التعليم العام (المتوسط والثانوي) في بعض البلاد العربية مشرقا ومغربا ، ثم هي من الاغاني التي يردّدها بعض المغنين ، فتسمعها الجماهير وتردد منها ما تستطيع ، ولا سيما بيتي المطلع، فهما اشهر شعره واسيره ، وكثير من الجماهير القارئة او السامعة لا تعرفه الا بهما ، وقد يرددهما من لا يعرفون عنه شيئا حتى اسمه •

وقد نظم الشابي هذه القصيدة عقب لقاء مع الزعيم الوطني التونسي الطاهر صفر (١٩٠٣ ـ ١٩٤٢) الذي كان يقاربه في السن ، وكان هذا الزعيم في تابينه للشابي قد اشار الى هذا اللقاء بينهما في طبرقة ، وكان الشابي يومئذ يعاني آلام مرض القلب ، فتحاورا في احوال الشعب وما ينتظر له من نهضة• وقد اتم الشابي هذه القصيدة في ١٩٣٣/٩/١٦ ، اي قبل سنة وعشرين يوما من وفاته (١٩٣٤/١٠/٦) ، ثم اهداها الى المجاهدين التونسيين ، والى الاحرار في كل مكان وزمان • ومع ان القصيدة مستوحاة من حالة وطنه يومئذ ، نجدها خالية من الاشارة الى ذلك ، وحسنا فعل الشاعر ووفق الى الصواب ، اذ جاءت قصيدته هذه عامة ، كانها نشيد يهتف به كل قوم للتنادي الى الجهاد، في اي مكان كانوا واي زمان•

واذا كان بعض شعرائنا لم يشتهروا باحسن قصائدهم جملة،فقد كان من الحظ السعيد النادر الذي اتيح للشابي ان شهرته بين الجماهير اعتمدت على هذه القصيدة ، وهي كافضل ما نظم ، واتم ما تمثل قصيدة شاعرا وشعرَه ، لو كان يكتفى في ذلك بقصيدة واحدة ، وقد عاش بعض شعرائنا القدماء بيننا بقصيدة واحدة •

(م•خ•ت)

« الاكليل » كتاب لانظير له
اختفت ستة اجزاء منه !

● كنت راكبا الطائرة القادمة منلندن الى بيروت وبجوارى رجل امريكى فهمت منه انه متجه الى اليمن ليبحثعن الاجزاء الناقصة من كتاب«الاكليل» ودارت الايام ونسيت الموضوع ، ثم استمعت لاذاعة اجنبية ، وكان الحديث بالمصادفة عن كتاب « الاكليل » وقـال المذيع : ان مؤلف الاكليل كان لاذعا فى نقده للملوك وقبائل اليمن ، لذا اجتهدت كل قبيلة فى اعدام وحرق ما يخصها من اجزاء هذا الكتاب ..

والواقع انى فى حيرة وخجل من امرى .. لذلك الامريكى احرجنى عندما حدثنى عن كتاب لم اسمع به ابدا .. ووجدت ان الحديث الاذاعى ليس منطقيا .. استحلفكم بالله ان توضحوا لى هذا الموضوع .

يوسف احمد درويش ـ بيروت

ـ كتاب « الاكليل » من اعظم الكتب العربية القديمة .. الفه « الهمدانى » ـ الحسن بن احمد بن يعقوب الهمدانى ـ المشهور باسم لسان اليمن .. وكان هذا الرجل من كبار علماء اليمن .. وله كتاب آخر هو « صفة جزيرة العرب » يعد من انفس ما الفه العرب عن جزيرتهم .

وحياة هذا المؤرخ الكبير اختلف فى تفصيلها المؤرخون . وقد سبق ان نشر المرحوم الدكتور محمود الغول مقالا عن حياة الهمدانى فى مجلة العربى العدد ٢٣ الصادر فى اكتوبر ١٩٦٠ ويمكنك الرجوع الى هذا العدد لمعرفة معلومات وافية عن حياة الهمدانى ..

ونزيد على ذلك فنقول ان « محب الدين الخطيب » الذى حقق الجزء العاشر من الاكليل وعلق على حواشيه ووقف على طبعه قال :

«الاكليل» عنوان شامل لعشرة كتب لم يؤلف نظير لها فى الكلام على ماضى اليمن من جميع الوجوه التى يستطيعها مثل الهمدانى بما تحت يده من وسائلها ، وقربه من عصورها ، وخبرته بآفاقها .. ومحتويات الاجزاء العشرة من الاكليل هى كالاتى :

الاول ـ مختصر من المبتدا واصول الانساب

الثانى ـ فى نسب ولد الهميسع بن حمير

الثالث ـ فى فضائل قحطان

الرابع ـ فى السيرة القديمة الى عهد اسعد تبع ابيكرب

الخامس ـ فى السيرة الوسطى من اول ايام اسعد تبع الى ذى نواس

السادس ـ فى السيرة الاخيرة الى ظهور الاسلام

السابع ـ فى التنبيه على الاخبار الباطلة والحكايات المستحيلة

الثامن ـ فى ذكرى ملوك حمير ومحافدها ومدنها ودفائنها ، وما حفظ من شعر علقمة بن ذى جدن

التاسع ـ فى امثال حمير وحكمها واللسان الحميرى وحروف المسند

العاشر ـ فى معارف همدان وانسابها وعيون اخبارها

ان المطبوع من اجزاء الاكليل هو اربعة اجزاء فقط نفدت كلها وهى الاول والثانى والثامن والعاشر .. والاجزاء الباقية هى المفقودة ويقول الدكتور الغول فى هذا : « ذكر الرحالة الاديب المرحوم امين الريحانى ، بعد ان زار اليمن فى اعقاب الحرب العالمية الاولى ، ان فى خزانة امام اليمن نسخة كاملة من الاكليل باجزائه العشرة ثم حدثنى من اثق فى قوله عادة ان نسخة كاملة من « الاكليل » ارسلت من خزانة امام اليمن الى عالم فى مصر اطلع عليها ثم ردها الى اليمن منذ سنوات قليلة ، دون ان يصورها قبل ان يردها» .

هذا ما نعرفه عن اجزاء الاكليل العشرة، وعندما كنا فى زيارة لليمن بعد ثورتها وجدنا الكتب التى كانت تحويها قصور آل حميد الدين مكدسة بعضها فوق بعض على هيئة تل صغير .. ورأينا فى مكتبة قصر الامام احمد اكثر من خمسين نسخة من الجزء الثامن فقط .. ولم نر الاجزاء العشرة مجتمعة ..

ترى اين هى الاجزاء الستة المفقودة؟هل تسللت الى احد متاحف العالم ، ام ان يدا امتدت اليها واخذتها من بين الكتب التى كانت مكدسة فى ساحة القصر ؟

(س . ز .)

بقلم العقيد : ابراهيم محمد الفحام

■ فى سنة ١٩٦٠ وافق مجلس جامعة الدول العربية ، على الاتفاقية الخاصة بانشاء المنظمة الدولية العربية ، للدفاع الاجتماعي ضد الجريمة، بمكاتبها الثلاثة الدائمة ، التى يختص احدها بمكافحة الجريمة (ومقره بغداد) ويختص الثانى بالشرطة الجنائية العربية (ومقره دمشق) بينما يختص الثالث بشئون المخدرات (ومقره القاهرة).

وقد حمل (المكتب الدائم للشرطة الجنائية) - منذ انشائه - لواء الدعوة الى توحيد انظمة الشرطة واساليبها ومصطلحاتها ، فى مختلف الدول العربية ،فلقيت تلك الدعوة استجابة صادقة من هذه الدول ، تجلت فى القرارات الاجماعية البناءة ، التى أصدرها مؤتمر قادة الشرطة العرب ، الذى انعقد فى مدينة عمان فى شهر أبريل الماضى (١٩٧٤) .

وبمناسبة الجهود التى بدأت تبذل فى الدول العربية نحو تحقيق ذلك الهدف القومى العظيم ، سنحاول أن نسلط الأضواء فى السطور التالية، على التاريخ العام للشرطة العربية الذى تتمثل فيه المرحلة الاولى المشتركة لتاريخ اجهزة الشرطة الحالية ، فى كل دولة من دول الوطن العربى الكبير .

نشأة نظام الشرطة

عرف العرب نظام الشرطة . - لاول مرة - فى عهد (ابى بكر الصديق) اول الخلفاء الراشدين .

وكان يسمى آنذاك (العَسَس) وهو (الطواف بالليل) لتتبع اهل الريب .

وكان (عبد الله بن مسعود) أول من عس بالليل ، بامر الخليفة .

ولما وَلِىَ (عمر بن الخطاب) الخلافة ، تولى العسّ بنفسه ، وكان يصحبه فى ذلك مولاه (أسلم) وربما صحبه احيانا (عبد الرحمن بن عوف) .

ومن ابلغ ما يعبر عن تقدير (عمر) لمسئوليته عن الامن والسلام فى انحاء دولته ، قوله فى احد خطبه « والذى بعث محمدا بالحق ، لو أن جم[ـلا] هلك ضياعا بشط الفرات ، لخشيت أن يسأل ال[له] عنه آل الخطاب » .

وقد اطلقت كلمة (الشرطة) على ذلك ال[جهاز] - لاول مرة - فى عهد الخليفة الرابع (على ابى طالب) الذى اشار (الطبرى) فى تاري[خه] أنه ولى (قيس بن سعد الانصارى) شرطة ال[كوفة]

وكان ينطلق على قادة الشرطة - فى البد[اية] (رؤساء الشرطة) ثم اطلق عليهم (ا[صحاب] الشرطة) و (ولاة الشرطة) فيما بعد .

الأصل اللغوى لكلمة (الشرطة

اتفق اللغويون على تفسير كلمة (ا[لشرطة] بما كان يتميز به رجالها [...] (شر[...] علامات مميزة .

ومن ذلك ما يقوله ([...] منظور) [فى] (لسان العرب) « واشـ[...] [...] نفسه ا[...]

اعلمها له واعدها ، ومنه سمي (الشُرَط) – اي رجال الشرطة – لانهم جعلوا لانفسهم علامة يعرفون بها » .

ثم قال « رجل شرطي منسوب الى الشرطة ، سُمّوا بذلك لانهم اُعِدّوا لذلك ، واَعلَموا انفسهم بعلامات » .

والقى لنا (ابو الحسين الكاتب) فى كتابه (البرهان فيوجوه البيان) مزيدا من الضوء على اصل هذه الكلمة اللغوى بقوله – فى معرض تفسيره معنى (صاحب الشرطة) – « وانما اشتُقّ له اسم الشرطة من زيه ، لان من زى اصحاب الشرطة نصب الأعلام على مجالس الشرطة ، والاشراط الاعلام ، ومنه قيل (اشراط الساعة) اى اعلامها ودلائلها ، فلما دل صاحب الشرطة على نفسه بالاعلام ، التى نصبها على موضع قعوده ، سمّى بذلك » .

وقد ذكر (ابن السيد البَطلَيوسِي) مثل ذلك تقريبا،فى كتابه (الاقتضاب فى شرح ادب الكتاب)،

كما حاول بعض الباحثين المحدثين ، ان يَرُدّوا كلمة (الشرطة) الى اصول اجنبية ، لاتينية او يونانية او آرامية .

الصفات التى تشترط فى صاحب الشرطة

[illegible] الفقهاء والولاة ، يشترطون صفات معينة ، [illegible]ونه لتولى قيادة الشرطة .

[illegible] ما يعبر عن تلك الصفات ، رسالة (مروان بن محمد) الى واليه على مصر (عبد الله بن مروان) التىاوصاه فيها بما يجب عليه مراعاته من اُسس ومعايير ، عند اختياره صاحب شرطته ، والمبادىء التى يتعين على صاحب الشرطة الالتزام بها فى ادائه لوظيفته ، حيث يقول :

« فوَلّ شرطتك ، وامر عسكرك ، اوثق قوّادك عندك ، واظهرَهم نصيحة لك ،وانفذهم بصيرة فى طاعتك ، واكفاهم امانة ، واشدهم فى دين الله وحقه صلابة ، وليكن عالما بمراكز الجنود ، بصيرا بتقدم المنازل ، ذا راى وتجربة ، وحزم فى المكيدة، له نباهة الذكر ، وصيت فى الولاية ، معروف البيت ، مشهور الحسب وتقدم اليه فى ضبط معسكره ، واذكاء حرّاسه فى آناء ليله ونهاره ، ثم حذّره أن يكون فيه اذن فى جنوده فى الانتشار والاضطراب ، ولا يكون منه افراط فى التضييق عليهم،وليكن موضع انزاله اياهم ضاما لجماعتهم، مستديرا بهم ، جامعا لهم » .

وكان (زياد بن ابيه) يشترط فيمن يختاره لهذا المنصب ، أن يكون «شديد الصولة ، قليل الغفلة».

ويروى أن (الحجاج بن يوسف الثقفى) ، اعلن عندما ولّى العراق عن حاجته الى رجل يوليه الشرطة فقال :«اوريده دائم العبوس،طويل الجلوس، سمين الامانة اعجف الخيانة ، لا يحنق فى الحق على جرة – اى لا ينطوى على حقد او غل – يهون عليه سبال الأشراف فى الشفاعة – أى لا يستجيب لشفاعة كبار القوم فى عمله » فقيل له : عليك بعبد الرحمن بن عبيد التميمى .

فارسل اليه ليوليه الشرطة ، فقال « لستُ اقبلها الا ان تكفينى عيالك وولدك وحاشيتك » .

فسُرّ به الحجاج ، وامر بتوليه ذلك المنصب . والتفت الى احد اعوانه ، قائلا : « ناد الناس ، من طلب اليّ منهم حاجة ، فقد برئت منه الذمة ».

وبذلك قبل الحجاج،ان يخضع اولاده . وحاشيته لسلطة صاحب الشرطة ، حتى لا يحتموا به ، او يحتمى بهم احد ، ويتساوى الجميع فى الخضوع لاحكامه ، مع سائر افراد الرعية .

وقد حدّد بعض الفقهاء آدابا معينة ، يلتزم بها اصحاب الشرطة واعوانهم فى معاملة الرعية.

فاوجب (ابو الحسين الكاتب) على صاحب الشرطة « ان يجعل له – مع المعرفة باحكام الله عز وجل فى الحدود والديانات والجنايات – الدقة على

المستورين ، وذوى الهيئات ، والحرص على سِتر المسلمين من أهل المروءات ، فقد جاء (اقيلوا ذوى الهيئات من عثراتهم) وان يكون العفو احب اليه من العقوبة ، ما لم تقم بينة على حد • فقد جاء (ادرأو الحدود بالشبهات) • فاما اذا قامت بيّنة على وجوب حد ، فينبغى ان يحرص على اقامته ، والا تاخذه رأفة بصاحبه ، ولا تعطله رقة على مرتكبه ، فانه ليس بارحم من الله عز وجل بعباده ، ولا اولى منه بالتفضيل ، ولو علم الله سبحانه وتعالى ان الصلاح فى تعطيل الحدود، ورحمة اهلها ، لما امر باقامتها » •

ونصح(تقىّ الدين السبكى)اعوان اصحاب الشرطة من النقباء فى كتابه (معيد النِّعم ، ومبيد النِّقم) بقوله « على الواحد منهم اذا جُهِّز فى طلب احد، السكون فى الحركة والرفق بمن يطلبه ، وحرام عليه ان يزعجه ويرعبه ، فان هو فعل فهلك احد فى الدار ـ وكثيرا ما أُجهضت حامل جنينها او ارتجف احد من الصبيان فهلك ، فقد اوجب عليه العلماء القصاص ، وان كان انما فعل لحطام الدنيا ، وان يقال « النقيب الفلانى شاطر ناهض، وما راح فى شغل الا قضاه ، فذلك اقبح واشنع ، بل عليه الرفق ذاهبا وآيبا ، واذا عاد وعَلِم الحال ترفّق فى انهائه ، بحيث لا يزداد الأمر شدّة ، ولا الأمير حِدّة •

اختصاصات صاحب الشرطة وسلطاته

حصر (ابو الحسين الكاتب) اختصاصات صاحب الشرطة فيما يلى :

١ ـ معاونة الحكام،واصحاب المظالم والدواوين، واشخاص (اى احضار) من كاتبوه باشخاصه ، واخراج الأيدى او اقرارها ، والشد عليها •

٢ ـ النظر فى أمور الجنايات ، واقامة الحدود والعقوبات ، والقبض على اهل الريب والعناد والعبث والفساد ، وقمعهم ، والاخذ على ايدى اللصوص والسُرّاق ، والمقامرين والفُسّاق ، وتعزير من وجب تعزيره منهم ، واقامة الحد على من استحق الحد منهم •

غير ان هناك شواهد تاريخية عديدة ، تثبت ان اختصاصات الشرطة ، كانت كثيرا ما تتجاوز ذلك الحد ، وكان مرجع ذلك غالبا الى شخصية صاحب الشرطة وباسه ، ومدى ما يحظى به من مكانة خاصة عند ذوى السلطان ، كما كان يرجع احيانا الى الظروف السياسية والاجتماعية ، ومستوى شاغلى الوظائف الاخرى ، التى تعمل مع الشرطة فى مجال واحد مثل : الحسبة والقضاء •

وقد اشتهر بعض الخلفاء الامويين بالشدة فى حفظ الامن ، وواجهوا الفتن والقلاقل بالبطش ، ومنحوا اتباعهم من الولاة واصحاب الشرطة ، سلطات واسعة فاستتب الامن كثيرا فى عهودهم •

ولعل خير مثل على ذلك ما فعله (زياد بن ابيه) عندما ولاه (معاوية) البصرة ، والمناطق التابعة لها فى المشرق سنة ٤٥ هجرية ، فعندما قدم (زياد) البصرة ـ وكان الامن فيها مضطربا ، والفِسق ظاهرا ـ ولّى (عبد الله بن الحسين) و (الجعد بن قيس النمَرى) على شرطتها بالتناوب ، وعين تحت قيادتهما اربعة آلاف جندى ، واعلن عن سياسته فى قمع الجرائم ، وتاديب المجرمين والعصاة ، فى خطبته المشهورة التى سميت (البتراء) لانه لم يبدأها بالحمد والتسليم •

وكان مما قاله فى بيوت الريبة « حرام علىّ الطعام والشراب حتى أسويها بالأرض هدما وحرقا واياى ومدلج الليل ـ اى سائر فى الطريق ليلا ـ فانى لا اوتى بمُدلج الا سفكت دمه • وقد احدثنا لكل ذنب عقوبته ، فمن غرّق قوما غرّقناه ، ومن احرق قوما احرقناه ، ومن نقب بيتا نقبنا عن قلبه ، ومن نبش قبرا دفنّاه فيه حيا » •

وقد افلحت سياسته هذه فى اعادة الأمن الى نصابه ، ويقال انه كان يامر بقراءة (سورة البقرة) بعد صلاة العشاء مؤخرة ، ثم يتَمَدّرُ ما يَبلغُ الرجل اقصى المدينة ثم يخرج صاحب الشرطة ، فلا يجد احدا فى طريقه الا قتله •

وقد وصفه (ابن خلدون) فى تاريخه بقوله « كان اول من شدّد امر السلطان ، وشيّد الملك ، فجرّد السيف،واخذ بالظنة ، وعاقب على الشبهة، فخافه السفهاء والدعّار،وامن الناس على انفسهم ومتاعهم ، حتى كان الشيء يسقط من الانسان فلا يتعرض له احد ، حتى ياتى صاحبه فياخذه ، ولا يغلق احد بابه » •

المقر الرئيسى للشرطة

كان المقر الرئيسى للشرطة فى اى مدينة يسمى (دار الشرطة) او (ديوان الشرطة) وكانت القائمة التى يتصدرها صاحب الشرطة ، ويتولى فيها مباشرة سلطاته – وفى مقدمتها تلقى الشكاوى ، وتحقيق القضايا، وتنفيذ ما يصدره فيها من احكام – تسمى (مجلس صاحب الشرطة) •

وقد قدم لنا القاضى (ابو على المحسن التنوخى) فى كتابه (الفرج بعد الشدة) وصفا مهيبا لمجلس صاحب الشرطة فى بغداد ، فى العصر العباسى ، وكيف كان يقف حوله نحو ثلاثمائة او اكثر من اعوانه المدججين بالسلاح ، وقد جلس بجانبه كاتبه الخاص ، يدوّن له محاضره وكتبه ، واحكامه •

وكانت دار الشرطة تضم سجنا خاصا ، يسمى (حبس الشرطة) •

أعوان صاحب الشرطة

كان من عادة العرب أن يقسّموا المدن التى ينشئونها الى اقسام محدودة، ضمانا لحسن ادارتها، وتوزيع اعباء الامن فيها ، فقسّمت مدينة الكوفة الى خمسة اقسام ، تضم فى كل منها مجموعة متجانسة من السكان ، كما قسّمت مدينة البصرة الى اربعة اقسام •

وعندما انشا الخليفة العباسى (ابو جعفر المنصور) مدينة بغداد ، جعل القسم الشرقى منها تحت ادارته المباشرة، وجعل القسم الغربى تحت ادارة صاحب الشرطة، واتبع فى تقسيمه النظام الرباعى•

وكان يتولى حفظ الامن فى كل قسم – تحت اشراف صاحب الشرطة – ضابط يسمى (صاحب الربع) وكان يعاون اصحاب الارباع كتبة يسمّون (العرّاض) جمع (عارض) يتولون كتابة التقارير ومحاضر القضايا ، ثم عرضها على صاحب الشرطة، نيابة عنهم •

وكانت تتناثر فى ارجاء كل ربع ، واطرافه ، بعض (المسالح) وتضم كل (مَسلحة) – بفتح الميم وسكون السين – مجموعة من الحراس المسلحين ، يراسها ضابط صغير يسمى (صاحب المسلحة) •

وقد اجريت فى سنة ٣٠٧ هـ تجربة فذة فى تلك الارباع ، عندما تقلّد (نجح الطولونى) ليستشيره صاحب الربع فيما يفعله نحو الخصوم والجناة ، حتى يكون تصرفه مطابقا لاحكام الشرع، ولكن تلك التجربة فشلت ، لتقييدها سلطات رجال الامن •

وقد وصف (مسكويه) نتيجة تلك التجربة . فى كتابه (تجارب الامم) بقوله « فضعفت هيبة الشرطة بذلك ، واستلان اللصوص والعيّارون جانب نجح (صاحب الشرطة) فكثرت الجراحات والفتن ، وتفاقم امن اللصوص ، وكان العيّارون يقولون : اخرج ولا تبالى ما دام نجح والى » •

وكانت تعاون صاحب الشرطة ايضا ، مجموعة من الضباط يسمون (النقباء) كان من اهم اعمالهم قيادة الحملات الشرطية ، وتنفيذ اوامر القبض والاحضار ، وابلاغ اوامر صاحب الشرطة وتحذيراته للرعية •

دوريات الشرطة

وكانت الدوريات التى تضم اعدادا متفاوتة من الشرطة ، تجوب انحاء المدينة من غروب الشمس حتى مطلع الفجر ، ويسمونها (التطواف) او (الطواف) كما يسمون كل فرد من افرادها (الطوف) او (الطائف) وقد تطلق احداهما على مجموع رجال الدورية •

وكان يصاحبهم احيانا (النفاطون) او (المشاعلية) وهم حملة المشاعل ، التى تشعل بالنفط •

وكانت احوال الامن تستدعى احيانا القيام ببعض الدوريات النهارية •

وكانت اكبر الدوريات واروعها مظهرا ، تلك التى يراسها صاحب الشرطة نفسه ، وكانت تسمى (المواكب) •

وقد وصف لنا (مسكويه) احد المواكب التى خرج على راسها صاحب شرطة بغداد الاشهر (نازوك) وكيف كان الموكب يضم الفا من الفرسان والرجّالة والنفاطين ، وذلك عندما اشيع فى سنة ٣١٥ هـ عزم القرامطة على مهاجمة المدينة ، واستغل الرعاع واللصوص حالة الذعر التى اجتاحت النفوس ، فتاهبوا للنهب والسلب •

فكان (نازوك) يجوس انحاء المدينة بالليل

والنهار ـ فى ذلك الموكب العظيم ـ فلا ينزل هو أو أحد رجاله ـ عن دوابهم الا لأداء الصلوات .

وكان يتولى أعمال الدوريات فى الاندلس ، جهاز خاص يسمى (خطة الطواف بالليل) يؤدى واجبه الى جانب (خطة الشرطة) التى تنهض بسائر اعباء الأمن .

نظام الشرطة فى غير العاصمة

كانت وظيفة (صاحب الشرطة) مقصورة على عاصمة الخلافة ، وبعض عواصم الولايات الأخرى الكبرى مثل مصر .

اما عواصم الولايات الاخرى ، وما يتبعها من المدن ، فقد كان يتولى حفظ الأمن فى كل منها ضابط كبير اطلق عليه (صاحب الأحداث) فى العصر الأموى ، ثم أطلق عليه بعد ذلك (صاحب المعونة) أو (والى المعونة) او (متولّى المعونة) وقد يطلق على مجموعهم معا (المَعَاوِن) بفتح الميم .

وكان يغلب على (اختصاص صاحب المعونة) الطابعُ العسكرى الصارم ، وذلك لكثرة تعرض المناطق النائية عن العاصمة الكبرى ، للفتن والاضطرابات من الداخل وغزوات الاعداء من الخارج .

وكان منصب (صاحب المعونة) يُضَمُّ الى منصب (صاحب الجند) احيانا فيطلق على شاغلها (صاحب المعونة والحرب) .

وكان لصاحب المعونة مقر خاص يسمى (دار المعونة) او (ديوان المعونة) ، ويضم سجنا خاصا يُسمى (حبس المعونة) .

وقد اُطلق على قائد قوات الشرطة ، فى بعض المدن البعيدة عن العاصمة (الشِّحنة) بكسر الشين ، أو (صاحب الشحنة) وجمعها (الشِّحانى) وكما اُطلق على وظيفته (الشِّحنِكِية) .

وكان كلما افتتح الجيشُ احدى المدن وراء الحدود ، صدر الامر بتعيين (شِحنة) يحفظ الامن بها ، ويدافع عنها ، وربما عين (الشِّحنةُ) نفسه واليا على المدينة .

نظام الحـ

لم تكن اعباء حـ
الآداب العامة ، والـ
أو المتضاربة ، ملقـ
وحده ، بل كان يتـ
المتشعبة ، نظامان
ونظام البريد .

وكانت تدخل فى
الإعمال التى يؤديها
مثل حماية الآداب
تزييف النقود وترو
والحد من جشع العا
استخدام المرافق الـ
والمالى .

اما نظام البريد
العباسى (ابى جعفـ
الأخبار فكان اشبه بـ
وكان لصاحب البر
(صاحب الخبر) ـ
البلاد ومرافقها الـ
أو (العيون) .

ولم تكن الأنباء
على الجرائم ، بل
النشاط الحكومى
الانحراف ودواعيها
علاج المشكلات العامـ

من أعلا

خلد التاريخ ا
والقائمين ، الذين بـ
الشرطة حيث أبدوا
ما اهلهم لتولى اسـ

ومن أولئك الرجـ
القائد المشهور فى ا
الأيوبى) بطل الحر

وقد اشتغل (صـ

دمشق) فى مستهل شبابه ، وكان والده (نجم الدين أيوب) وعمه (أسد الدين شيركوه) يعملان - من قبل - مع (مجاهد الدين بهروز) عندما كان (شحنة بغداد) فى ظل الدولة السلجوقية .

وكان بعض قادة الشرطة - وخاصة فى الاندلس - على جانب عظيم من العلم والاحاطة بفنون الادب فقد كان (عبد الله بن عاصم) صاحب الشرطة فى عهد (محمد ابن عبد الرحمن الاوسط) من شعراء عصره المجيدين ، وقد وردت بعض اخباره الممتعة ، التى تنمُّ عن علمه وشاعريته وسرعة بديهته فى (جذوَةِ المقتبس) للحميدى و (بدائع البدائه) للازدى ، وغيرهما .

ومن أولئك القادة العلماء (أبو الحسن محمد بن الحسن الزبيدى) صاحب شرطة قرطبة فى عهد (الحكم بن عبد الرحمن) وكان ذا حظوة لديه ، وقد أسند اليه تربية ولده (هشام) الذى ما ان وَلِيَ الحكم حتى رفع من منزلته ، وجمع بين يديه ولايتى الشرطة والقضاء ، وقد وصفه (ابـن خلكان) فى كتابه (وفيات الأعيان) بانه كان « اوحد عصره فى النحو وحفظ اللغة ، واخبرَ اهل زمانه بالاعراب والمعانى والنوادر ، الى علم بالسير والأخبار ، ولم يكن فى الاندلس فى زمانه مثله » ، وقد ترك (الزبيدى) مؤلفات فى اللغة والنحو والصرف ، أشهرها (طبقات النحويين واللغويين) الذى الفه استجابة لطلب الخليفة (الحكم) .

وقد عُنِيَ بتحقيق مؤلفاته ونشرها ، بعض المستشرقين مثل (جويدى) و (كرنكو) وغيرهما ، كما رُوِيَ عنه شعر جيد .

ومن أصحاب شرطة قرطبة العلماء (احمد بن أَبَان) وكان من معاصرى (الزبيدى) . ويبدو انه ولى الشرطة من بعده ، ومن مؤلفاته كتاب (السماء والعالم) فى مائة مجلد شهد (المَقّرى) صاحب كتاب (نَفحِ الطّيب) بعضها فى مدينة فاس .

وقد تتلمذ على (الزبيدى) و (ابن أبان) غير قليل من علماء الاندلس ، ومنهم (أبو قاسم الاقليلى) وزير الخليفة (المستكفى) .

تأثر الأوروبيين بنظام ال

اقتبست الشعوب الاوربية الت
- كما لاحظ المسيو (ميشيل أم
نظمهم الادارية ، ومنها نظام
ضمن ما اقتبسوه من مظاهر
المزدهرة .

وكان من مظاهر ذلك أن تدا
لغتهم عبارة (صاحب الشرطة
Sacba Corta و Scarta
كلمة (المحتسب) بقولهم :en

وحدث مثل ذلك فى جزيرة
كلمة (الشرطة) Xurta فى ا
الادارية فى عهد الأسرة الأرغو

وقد سجل التاريخ استخدام
المملكة الصليبية ببيت المقدس
(المحتسب) Mathesep
القضائية فى بيت المقدس)
يؤثرون اسناد تلك الوظيفة ال
بين ظهرانيهم من المسلمين ،
وأساليبها .

ومن الوظائف الادارية ال
أيضا ، وظيفة (مستحفظ الم
مسئولا عن الدفاع عنها ، و
وهو الذى عُرف فيما بعد باسم
أطلق عليه Moafesc.

★ ★ ★

وبعـد ...

فاذا كان هذا العرض ، يُعد
لتاريخ الشرطـة ، فى مختلف
الخالية ، فاننا نامل - فى الن
هذا التاريخ دورته ، فتعود
هذه الدول ، الى الالتقاء مرة
ظلال الوحدة الكبرى الشاملة -
أم فى طريقنا اليها باذن الله

القاهرة - ابراهيم

(١) عالم ايطالى

أيام الاسبوع

● كان يقال : يوم السبت يوم مكر وخديعة،ويوم الاحد يوم غرس وبناء ، ويوم الاثنين يوم سفر وابتغاء رزق ، ويوم الثلاثاء يوم حرب ودم ، ويوم الاربعاء يوم الاخذ والعطاء ، ويوم الخميس يوم دخول على الامراء ، وطلب الحوائج، ويوم الجمعة يوم خطب وزواج .

ما

● عن دكين الراجز قال : « اتيت عمر بن عبد العزيز بعد ما استُخلف ، أستنجز منه وعداكان وعدنيه وهو وال على المدينة،» فقال لى عمر : « يا دكين ان لى نفسا تواقة ، لم تزل تتوق الى الامارة ، فلما نلتُها تاقت الى الخلافة ، فلما نلتها تاقت الى الجنة ، وما رزأت من اموال المسلمين

سياسة الجنود

● سأل احد القادة ابا مسلم الخراساني عن أشد الامور تدريبا للجنود ، وشحذا لها ، فقال : « اشعروا قلوبكم الجرأة ،على الاعداء، فانها سبب الظفر ، واذكروا الضغائن ، فانها تبعث على الاقدام ،والزموا الطاعة ، فانها حصن المحارب ، ولا تنسوا الاكرام للجيش بعد الظفر ،والابلاغ بالمجتهدين بعد المناصبة،والتشريف للشجاع على رؤوس الناس » .

رسالة عمر فى القضاء

● كتب عمر بن الخطاب رضى الله عنه الى ابى موسى الاشعرى كتابا فيه : « بسم لله الرحمن الرحيم ،

من عبد الله عمرَ أمير المؤمنين ، الى عبد الله بن قيس .

سلام عليك،اما بعد فان القضاء فريضة مُحكَمَة ، وسنَّة متَّبَعة. أس بين الناس ىي مجلسك ووجهك ، حتى لا يطمع شريف فى حيفك ، ولا ييأس ضعيف من عَدلك . البيِّنة على من ادَّعى ، واليمين على من انكر ، والصلح جائز بين الناس ، الا صلحا أحلَّ حراما ، أو حرَّم حلالا ،ولا يمنعك قضاء قضيته بالأمس ، فراجعت فيه نفسك ، وهُديتَ لرشدك ـ أن ترجع الى الحق ، فان الحق لا يُبطِله شيء . واعلم ان مراجعة الحق خير من التمادى فى الباطل .

الفهمَ الفهمَ فيما يتلجلج فى صدرك ،مما ليس فيه قرآن ولا سنة ، واعرف

الصحبة مكاشفة

● قيل ان الحسن البصرى لما اراد الحج الى بيت الله قال صديق له : « بلغنى انك تريد الحج ، فاحببت ان نصطحب » ،فقال الحسن : « ويحك ، دعنا نتعايش بستر الله ، والله انى اخاف ان نصطحب فيرى بعضنا من بعض ما نتماقت عليه » ٠

شيئا ، وما عندى الا الف درهم ، فاختر منها ما شئت » ٠ فقلت : « يا أمير المؤمنين، قليلك خير من كثير غيرك،فاختر لى انت»٠ فدفع لى الألف وقال : « خذها ، بارك الله لك فيها » ٠ قال دكين : « فابتعت بها ابلا، وسقتها الى البادية ، فرمى الله فى أذنابها بالبركة بدعوته،حتى رزقنى الله ما ترون»٠

الاشباه والأمثال ، ثم قس الأمور عنـدذلك ، ثم اعمد لأحبها الى الله ، وأشبهها بالحق فيما ترى ٠ اجعل لمن ادّعى حقا غائبا أمدا ينتهى اليه ، فان أحضر بينته أخذ بحقه،والاّ استحللت عليه القضاء ٠والمسلمون عدول فى الشهادة ، الا مجلودا فى حد ، او مجرّبا عليه شهادة زور ،او ظنينا فى ولاء أو قرابة٠واياك والقلق والضجر ، والتأذّى بالخصوم فى مواطن الحق التى يوجب الله بها الأجر ، ويحسن الذخر ، فانه من صلحت سريرته فيمابينه وبين الله أصلح الله ما بينه وبين الناس ، ومن تزيّن للدنيا بغير ما يعلم الله منه شانه الله ، والسلام » ٠

الظل عليك كثير

● حكى ان علقمة بن وائل الحضرمى قدم على رسول الله ـ صلى الله عليه وسلم ـ فامر الرسول معاوية بن ابى سفيان ، ان ينطلق به الى منزل رجل من الانصار ينزله عنده،وكان منزل الانصارى فى أقصى المدينة ، فانطلق معه معاوية ، والحضرمى على ناقة له ، ومعاوية يمشى خلفه حافىَ القدمين فى ساعة حارة من الظهيرة ، فقال معاوية : « احملنا ـ ياعم ـ من هذا الحر ، فانى حافى القدمين فقال :«لستَ يا معاوية من ارداف الملوك»فقال معاوية : « انى ابن ابى سفيان » ٠ قال : « قد سمعت رسول الله يذكر ذلك»٠قال معاوية : « فألق الىّ نعلك » ٠ قال : « لا تقبلها قدماك ، ولكن امش فى ظلّ ناقتى ، فكفاك بذلك شرفا ، وان الظل عليك لكثير » ٠ قال معاوية فما مر بى مثلك ذلك اليوم قط ٠ قال معاوية : «وقد ادرك علقمة الحضرمى سلطانى فلم أؤاخذه بل اجلسته معى على سريرى هذا » ٠

فاطمة بنت عبد الملك بن مروان

ابنة خليفة واخت خليفة وزوجة خليفة

بقلم : محمد عبد الحافظ

■ «فاطمة بنت عبد الملك» التى تعتبر مثالا نادرا للمراة المسلمة ·· العارفة لربها ·· المدركة لحق زوجها مع خشونة عيشه ·· وقسوته عليها وعلى نفسه ·· لم تخضع للمغريات المتاحة لها فى الحياة ·· والتى تغرى النساء امثالها فى كل زمان ومكان ·· فرضيت ـ مختارة ـ بالعسر بعد اليسر ، وبالفقر بعد الغنى ·· انها «فاطمة بنت عبد الملك بن مروان» ·· لقد نسيها التاريخ لانشغاله عنها بعظمة زوجها ·· ولكنها كانت ـ بحق وصدق ـ امراة عظيمة وراء رجل عظيم ··

عرف التاريخ طريقه اليها عندما خطبها ابن عمها «عمر بن عبد العزيز» وكان له من الضياع والقصور ومتع الحياة الشىء الكثير مما ورثه عن أبيه ، ومما اغدقه عليه الخلفاء من أبناء عمه، فكانت له املاك كثيرة فى مصر والشام واليمن والبحرين ·· فلم تحس فاطمة بادنى فارق فى المعيشة عندما انتقلت الى بيته وتركت بيت الخليفة ابيها ·· وتقضى فى رغد العيش ومباهج النعيم والرفاهية ما يزيد عن سبعة عشر عاما تسكن القصور ، وتلبس الديباج والحرير ·· ومن حولها الخدم والموالى ·· تامر وتنهى فتطاع ···

ولكن سرعان ما يتغير الزمان ·· فقد توفى اخوها الخليفة «سليمان بن عبد الملك» وعهد بالخلافة من بعده الى زوجها «عمر» ···

وسرعان ما تتبدل حياتها وحياة زوجها فقد تنازل فور توليه الخلافة عن كل ما يملك لبيت مال المسلمين ·· وعاشت فاطمة معه عيشة الفقر والكفاف بعد الرغد والنعيم ··· ووجدت نفسها لأول مرة فى حياتها تشتاق الى حلو الطعام فلا تجده ، وجميل اللباس فلا تحصل عليه ·· وهى حفيدة الخليفة ، وزوجة خليفة ، وابنة خليفة ، واخت خليفتين قبل ذلك ·

ولقد عرض عليها «عمر» ان يطلقها لتهرب عن هذه المعيشة الجافة المضنية ··· ولكنها ابت اباء العربية الحرة الاصيلة واصرت على أن تظل رفيقة عمره وشريكة حياته ·· على اى مستوى يرضاه لها ·· بعد ان عاشت معه ايامه الرغيدة فى المدينة ومصر والشام قبل الخلافة ·· وسلمت جواهرها وحليها الى بيت المال ، وصارت من فضليات المسلمات زهدا وورعا··حبا لربها،وخوفا من ناره ، وطمعا فى جنته ·· وازدادت حبا لزوجها الخليفه الزاهد العابد المتقشف ·· وكانت له عونا وسندا ·· تشاركه اعباءه ·· وتقاسمه همومه ·· وتبعث من حوله الهدوء والأمن والاستقرار ··

ويلتقى « عمر » بالرفيق الأعلى بعد ثلاثين شهرا من خلافته ، عانت خلالها الحرمان من كل متع الحياة وزينتها ، دون ان يترك لها ولأولاده الخمسة عشر الا سبعة عشر دينارا هى كل ما خلفه من حطام الدنيا ·· فكفن بخمسة منها ، واشترى له موضع قبره بدينارين ··

وبعد « عمر » تولى الخلافة أخوها « يزيد بن عبد الملك » فعرض عليها ان يعيد اليها جميع ما تنازل عنه زوجها فى حياته لبيت المال ·· حتى تصلح من شانها وشان اولادها فقالت له قولتها المأثورة :«ما كنت لأطيع عمر حيا واعصاه ميتا » ·

هذه لمحات مضيئة من سيرة عطرة لاحدى فضليات المسلمات نسوقها لنسائنا ولبناتنا · لتكون اسوة حسنة ومثلا يحتذى ·· فما الحياة الدنيا ـ مهما ازداد عزها ونعيمها ـ الا متاع الغرور ··

نسوقها لتضاف الى سجل المسلمات الخالدات من أمثال : خديجة واسماء ····· ونسيبة والخنساء ····

فما اجدر « فاطمة بنت عبد الملك بن مروان بكل تخليد وثناء ···

القاهرة ـ محمد عبد الحافظ ■

يجيب على هذه الاسـئلة نخبة من الاطباء

انسداد القناة الدمعيـة
ما هو علاجه ومضاعفاتـه ؟

● ابنتي عمرها ثلاثة شهور ، منذولادتها وعينها اليمنى تدمع ثم من آن لاخر تفرز افرازات صديدية • عرضتهاعلى الطبيب ، قال انها مصابة بانسداد فى القناةالدمعية للعين اليمنى،ماسببالانسداد وما علاجه ؟ •

ـ هذا الانسداد خلقى غالبا ، اى انه نتيجة عدم فتح قناة مجرى الدمع اثناء تكون الجنين داخل رحم الام والذى يتـم عادة قبل الولادة • وعليه فان السائـل الدمعى الذى تفرزه الغدد ينساب عبـر قنواتها الى الملتحمة ـ وهى الجيب الذى يبطن الجفنين ويغطى الصلبة او بياض العين ـ حتى يصل الى قنوات مجرى الدمع فلا يجد مخرجا نتيجة انسدادها • اما فى الحالات الطبيعية فان السائل الدمعى يجرى عبر القناة الدمعية فى الملتحمة الىالانف، وبذلك يحفظ العين لزجة ودون ان يتجمع عند الموق • فى حالة الانسداد كما ذكرنا عاليه يتجمع السائل الدمعى عنـد الموق ثم لا يلبث ان يفيض على الوجه • اما حدوث الافراز الصديدى فسببه العدوى بجراثيم المرض العنقودية او السبحية او غيرها •

العلاج : يعطى الطفـل فرصـة عشرة شهور او سنة منذ ولادته قد تنفتح فى خلالها القناة الدمعية المسدودة من تلقاء نفسها ، واثناء هذه المدة تقوم الام بعمل تدليك للجانب الانسى (بجـوار عنـق الانف)للجفنين حتىتدفعالافرازاتالمتجمعة بالقناة التى قد تكون مسدودة جزئيا الى اسفل فى اتجاه الانف ، وهذا قد يساعد على فتحها وتسليكها قبل المدة المذكورة عاليه ، وايضا استعمال القطرات المضادة لجراثيم المرض حتى يمكن السيطرة على الالتهابات والافرازات الصديدية •

اذا لم تنفتح القناة المسدودة عند بلوغ الطفل عشرة شهور او سنة من عمره يقوم الطبيب الاخصائى عـادة بتسليك مجرى الدمع بعملية بسيطة ، ولذا ننصح بعدم الانزعاج بتاتا وعرض الطفلة على الطبيب الاخصائى للمشورة •

الشعر الغزير في وجوه السيدات قد يكون سببه زيادة هرمون الذكورة

● اسباب ظهور الشعر بغزارة عند السيدات على الوجه وفي اجزاء اخرى من الجسم ؟

غزاوة الشعر على الوجه والصدر عند بعض الاناث تكون غالبا غير معروفة السبب وربما ترجع لوجود عامل وراثي ، وهو في بعض الحالات يكون منتشرا بين اناث بعض الشعوب . وفي قليل من الحالات يكون ناتجا من وجود زيادة في هرمون الذكر وهو اما يكون عائدا الى تضخم في قشرة الغدة فوق الكلية (الكزرية) وهو ما يسمى بمرض كشنج Cushing او وجود ورم بالغدة الكزرية ويتبع ذلك ضمور في الاعضاء التناسلية للانثى مع ضمور في الثديين وتحول الانثى تدريجيا الى ما يشبه الرجل مع وجود الشعر على الوجه والصدر والساقين وعمق في الصوت وسقوط شعر الراس وتضخم العضلات مع زيادة في قوتها. وفي بعض حالات بعض الاورام في المبيض وهي الاورام التي تفرز هرمون الذكور فيتسبب في ظهور الشعر على الوجه والصدر .

وفي بعض حالات سن الياس يظهر شعر الوجه ومكان الشارب ويكون غزيرا وتظهر مع كبر سنها وكانها رجل مسن لطول ال وكثافته على الوجه .

وقد لوحظ ايضا انه في حالات تليف ال وفي الحالات المتقدمة يظهر شعر على الو بعض الاناث المصابات بهذا المرض ، لذا ك الواجب ان تفحص كل حالة مصابة بوجو الشعر على الوجه فحصا دقيقا ليعرف ا ومعالجته خصوصا في بعض الاورام قبل ان ت

وفي بعض حالات عدم وجود السبب ، الحالات الكثيرة ـ يستاصل هذا الشعر ب العلاج بالكهرباء ،وليس بواسطة الاشعة ال

اما الطريقة العادية بواسطة شد الشعر مؤقتة يعود بعدها الشعر للظهور .

عوامل كثيرة لازمان مرض السيلان

● اصبت بالتهاب بمجرى البول مع خروج صديد ، وكلما عالجته عاودني ثانية،فما هو الطريق الى الخلاص منه؟وما مضاعفاته وهل يؤدي الى العقم ؟ علما باني متزوج وعندي طفل واحد ؟

ـ لعلاج هذا السيلان يجب معرفة سبب التردد او الازمان حتى يمكن التخلص منه ، فقد يكون السبب هو عدم الاستمرار في العلاج حتى ينتهي المرض تماما حيث يلاحظ ان بعض المرضى يكتفي بأخذ عدة جرعات فقط من الدواء حتى يخفف المرض ثم يهمل العلاج فتكون النتيجة نشاط الميكروب ثانية،ومقاومته لمضادات الحيويات وازمانه.وربما يكون الازمان ناتجا من عدم جدوى الدواء المستعمل،ولذلك يجب ف الحالة اخذ عينة من الصديد وعمل م للميكروب حتى يتنسى اعطاء ا الفعال .

كما انه قد تكون هناك عوامل مؤدية الى الازمان مثل ضيق مجرى او التهاب البروستاتة التي يجب ، كذلك . وهناك عامل مهم يجب ان لا يؤدي في كثير من الاحيان الى تكرار ا

لـك هـو عامـل الزوجـة ، حيـث ن المريض عادة ما يتناول العلاج بمفرده ينسى علاج زوجته . ولذلك يجب الكشف على الطرفين في وقت واحد . وتناول لعلاج سويا • كما ان هناك بعض الارشادات لتي يجب على المريض اتباعها والالتزام بها حتى يتخلص من ذلك المرض . وهي لامتناع التام عن المشروبات الكحوليـة كذلك الابتعاد عن الجنس . والنظافة مع غسل اليدين باستمرار ، وعدم القيـام بالتمرينات الرياضية او المجهودات العنيفة والالتزام بأخـذ الدواء بانتظام وتكملة لعلاج حتى نهايته • اما عن مضاعفات لمرض، فتختلف حسب شدة المرض وازمانه

فقد تنتقل العدوى الى العين او الشرج نتيجة الاهمال وتلوث اليدين او الامتداد الى مجرى البول الخلفي مؤدية الى ضيق في المجرى مع صعوبة في التبول ، كذلك الامتداد الى الاجزاء التناسلية الاخرى، مثل الحـويصلات المنويـة والحبل المنـوى او البروستاتة مؤدية الى التهابات وتليفات تؤدى في النهاية الى انسداد ، وبالتالي فقد تؤدى الى العقم •

كذلك هناك مضاعفات بعيدة عن موضع الاصابة حيث تصل العدوى عن طريق الدم، مؤدية الى حدوث التهاب بالمفاصل او العين او حتى التهابات جلدية ، كما انها قـد تؤدى الى اضطراب في الناحية الجنسية •

مرض الحصبة هل يمثل خطرا على العيـون ؟

● لاحظت ان الاطفال المصابين بمرض الحصبة لا يستطيعون مواجهة الضوء ، لماذا ؟ وهل هناك خطر على عيونهم ؟

– مرض الحصبة (Measles) سببـه فيروس دقيق الحجم ، ومع ظهور الطفـح على الجلد يظهر احمرار شديد بالعينين ، مصحوب بعدم القدرة على مواجهة الضوء وتدميع العـين • وسبـب الاحمرار هـو حدوث ما يسمى برمد نزلي بالملتحمة ، وهو التهاب يشمل الغشاء المبطن للجفون ، ولما كانت طبقة البشرة بالملتحمة تمتد على القرنية فان خلايا طبقة البشرة بالقرنية ايضا تصاب بنفس الالتهاب، وهذا يؤدى الى تحلل بعض خلايا هذه الطبقة ثم سقوطها تاركة خلفها تآكلات سطحية دقيقة لاترى بالعين المجردة • هذه التآكلات مع التهاب طبقة البشرة بالقرنية تسبب تهيجا بأنسجة العين وعدم القدرة على تحمل مواجهة الضوء • وهذا الرمد النزلي والالتهاب بالقرنيـة عادة يشفى دون ان يترك اية آثار ضارة •

ويحدث الضرر نتيجة الاصابة بالعدوى الصديديـة ، كـالرمد الصـديدى اثناء مرض الحصبة حيث ان التقيحات الناتجـة في هذه الحالة قد يتخـلف عنها عتـمات بالقرنية تقلل من حدة البصر او يكون لها مضاعفات اخرى يفقد فيها الطفل بصره تماما •

هذا بخصوص احمرار العـين وعـدم مواجهة الضوء ولكـن للحصبة مضاعفات اخرى قد تصيب العين . وهذه حالات نادرة مثل اصابات التهابات المخ Encephalitis نتيجة الحصبة، وقد يتسبب عنها حول بالعينين، كـمـا ان بعـض البـاحثـين اثبـت ان هناك التهابات بشبكة العينين في بعض اصابات الحصبة مع قصور النظر • ولذا يجب الاهتمام بعلاج الحصبة عند بداية المرض وتحصين الاطفال المخالطـين بالمصل ضد الحصبة •

قصة

دموع في ليلة زفاف

بقلم : سعد حامد

■ هبط الشاب الدرج ، وجلس في حديقة الفلة .. في مكانه المعتاد الذى طالما جلس فيه من قبل والسعادة تحلق فوقه .. وكانت اشعة الشمس الغاربة تضفى على المرئيات ضوءاشاحبا حزينا ..

وهو يجلس اليوم حزينا تعسا .. وقد بدا له ان ليالى الصفاء والحديقة المزدهرة ، وحديث المستقبل الباسم ، والآمال العريضة .. كل ذلك قد ذبل واصبح خواء وظلاما ..

كانت حياته هادئة سعيدة .. فى هذه الفلة الصغيرة التى يعيش فيها مع شقيقته الوحيدة وخادمتهما الطيبة .. بعد ان انتقل ابوهما الى العالم الآخر ..

لقد ظـن ان الاقدار قد هادنته بعد حرب ، ولم يعد يتوقع منها شيئا جديدا ، فقد كفاه ما عاناه .. انفصل ابوه عن امه منذ سنوات بعيدة ، وغادرت امه البيت الى غير عودة ، وتركت شقيقته طفلة فى اعوامها الاولى .. وقد اصبحت اليوم فتاة يافعة جميلة ..

كان قانعا بحياته ... سعيدا بشقيقته التى يحبها اعمق الحب ، والتى كرس لها حياته ـ بعد وفاة ابيهما .. فلم يفكر فى الزواج ، واشرف على تربيتها حتى شبت ، واصبحت زهرةيانعة ..

وهاهو ذا اخيرا قد حقق امله الوحيد فى الحياة .. امله العزيز الذى عاش من اجله،والذى وهب له كل جهده .. ان يهيىء لاخته بيتا،ويختار لها زوجا كاملا يرعاها ويسعدها ، وعندما تحقق له هذاالأمل ظن انه قد قبضعلى السعادةبيديه ..

لقد تصور انه ترك الماضى وراء ظهره ، وان الزمن قد محا ذكرياته المحزنة .. ولكن هاهو ذا الماضى يقفز امامه من جديد ليحطم احلامه .

وسمع اصواتا تاتيه من داخل البيت ، وراى اخته تخرج الىالشرفة .. وهبطت الدرج واقبلت نحوه وسألته : «لماذا تجلس وحيدا ؟» .

فنظر الى وجهها المشرق الباسم فى حنان .. والالم يعصر قلبه .. وقال لها : «انا متعب .. واريد ان اخلو الى نفسى لحظات ...» .

وعادت الى البيت فى خطوات رشيقة .. وهو يتبعها بنظراته .. وعاد الى ذكرياته ...

★ ★ ★

عاد يذكر اخر مرة راى فيها امه .. كان ذلك منذ سنوات مضت .. سافر الى الاسكندرية ذات صيف ، وحدثته نفسه ان يذهب ليراها ، وعندما وقع بصره عليها ارتجف وذهل .. كانت صورة بغيضة لامراة مستهترة ..

وقد حمد لابيه يومها انه اخفى عن الناس جميعا ان امه على قيد الحياة .. فكيف كان يقوى على ان يجابه الناس ، وهو يعرف انهم يعلمون ان هذه المراة التى تعيش حياة مريبة ، والتى نشرت الصحف اخبار عبثها ، ولها اكثر من قضية شائنة هى امه ..

لم يعد لرؤيتها مرة اخرى ، ومرت به السنوات، وقد نسيها تماما .. وشبت اخته الصغيرة ، وهى لا تعلم أن لها اما على قيد الحياة ..

وبالامس ..

نعم بالامس فقط وصلته رسالة منها ، تحدد له مساء اليوم موعدا لحضورها ، ومنذ تسلم رسالتها وقرأ سطورها القليلة اظلمت الدنيا فى عينيه . وعصف بصوابه الالم .. وكانت الرسالة تحوى هذه الكلمات ..

« قرأت فى احدى الصحف خبر عقد قران ابنتى يوم الخميس القادم وسوف أحضر مساء ذلك اليوم لأرى ابنتى . وأحضر عقد قرانها »

ونهمته الحيرة ...

ماذا يفعل ؟ وماذا يقول لاخته عندما تظهر امه فجأة وهى تعلم ان امها قد ماتت وهى طفلة فى أعوامها الاولى ؟

وكيف يجابه خطيب اخته ، وماذا يقول له . وقد اخفى عنه ايضا أن امه على قيد الحياة ؟! وانها هى ما هى ؟

منذ تسلم هذه الرسالة وهو يدور فى دوامة من الافكار .. ان كل شىء يوشك أن ينهدم ..